فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب
فیضانِ شریعت
شرح
بہارِ شریعت
13-14-15
مصنف : حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی
شارح : علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
پروگریسو بکس

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

جلد سیزدہم

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی، رضوی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی

شارح

علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فیضانِ شریعت
شرح
بہارِ شریعت

مصنف
حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

شارح
محمد ناصر الدین ناصر

بار اول	....	مئی 2017
پرنٹرز	....	آر۔ آر پرنٹرز
سرورق	....	النافع گرافکس
تعداد	....	600/-
ناشر	....	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	....	/= روپے

جلد سیزدہم

ملنے کے پتے

فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112841
0323-4836776

دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان

اقرارِ مریض کا بیان

صلح کا بیان

دعوائے دَین میں صلح کا بیان

تخارج کا بیان

دعویٰ، اِقرار اور مصالَحت وغیرہ کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

دعوے کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے ولیکن مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ ہے) پر حلف (قسم) ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے ولیکن مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے ذمہ بیّنہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔(1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب الیمین علی المدعیٰ علیہ، الحدیث:۱۔(۱۷۱۱)، ص۹۴۱.
والسنن الکبری، للبیہقي، کتاب الدعوی والبینات، باب البینۃ علی المدعی۔۔۔ إلخ، الحدیث:۲۱۲۰۱، ج۱۰، ص۴۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اگر بفرض محال قانون اسلام یہ ہو جائے کہ ہر ایک کے دعوئی پر بغیر گواہی اور بغیر اقرار مدعیٰ علیہ فیصلہ ہو جایا کرے۔

۲؎ یعنی ہر ایک کہہ دیا کرے کہ فلاں پر میرا اتنا قرض ہے اور فلاں نے میرے عزیز کو قتل کر دیا ہے اس کا قصاص یا دیت دلوائی جائے اس پر ملک کا نظام ہی بگڑ جائے۔

۳؎ یہ فرمان عالی مجمل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس گواہی موجود نہ ہو اور مدعیٰ علیہ اس کے دعوئی کا اقراری نہ ہو انکاری ہو اور مدعی اس سے قسم کا مطالبہ کرے تو قسم مدعیٰ علیہ پر ہے، یہ تینوں قیدیں خیال میں رہنی چاہئیں۔ چونکہ مدعی پر گواہی پیش کرنے کا وجوب بالکل ظاہر تھا اس لیے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ (اشعہ) اگر قاضی نے مدعی کے مطالبہ کے بغیر مدعیٰ علیہ سے قسم لے لی تو مدعی پھر قسم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس قانون سے حدود یعنی شرعی مقررہ سزائیں اور لعان وغیرہ علیحدہ ہیں کہ ان میں گواہی و قسم اس طرح نہیں، اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

۴؎ یعنی شیخ محی الدین نووی نے بحوالہ مذکورہ مدعی پر گواہی لازم ہونے کا ذکر بھی فرمایا۔ خیال رہے کہ بینہ یا تو بنا ہے بینونۃ بمعنی جدائی سے یا بیان سے بمعنی ظہور، چونکہ گواہی شرعی حق و باطل کو جدا جدا کر دیتی ہے یا اس سے چھپی چیز ظاہر ہو جاتی ہے اس لیے اسے بینہ کہتے ہیں۔ (مغرب، مرقات) خیال رہے کہ مدعی کے ذمہ گواہی اور مدعیٰ علیہ پر قسم ہونا عظیم الشان قاعدہ ہے اور یہ حدیث معنیً متواتر ہے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات متواتر ہے، مدعی پر قسم نہیں مدعیٰ علیہ پر گواہی نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۴۵۴)

حدیث ۲: امام احمد و بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اُس چیز کا دعویٰ کرے جو اُس کی نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے۔(2)

حدیث ۳: طبرانی واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کردے۔(3)

حدیث ۴: امام احمد و طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو اپنی اولاد سے انکار کرے کہ اسے دنیا میں رُسوا کرے قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد اُس کو اللہ تعالیٰ رسوا کریگا یہ اُسکا بدلہ ہے۔(4)

حدیث ۵: عبدالرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری عورت کے سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے (یہ شخص اشارۃً اُس بچہ سے انکار کرنا چاہتا ہے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تیرے یہاں اونٹ ہیں۔ عرض کی ہاں، فرمایا: اُن کے رنگ کیا کیا ہیں؟ عرض کی سب سرخ ہیں۔ فرمایا: اُن میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے۔ عرض کی چند اونٹ بھورے بھی ہیں۔ فرمایا: سرخ اونٹوں میں بھورے کہاں سے پیدا ہو گئے۔ عرض کی مجھے معلوم نہیں شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی اُن کی اُوپر کی پشت میں کوئی بھورا ہوگا۔ اُس کا یہ اثر ہوگا۔ فرمایا: تیرے بیٹے کو بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو (5) یعنی

---

(2) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار/حدیث ابی ذر الغفاري، الحدیث:۲۱۵۲۱، ج۸، ص۱۰۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جھوٹا مدعی دو گناہ کرتا ہے: جھوٹ بولنا اور دوسرے کے حق مارنے کی کوشش کرنا لہذا وہ ہمارے طور طریقہ سے نکل جاتا ہے مؤمن کو ان عیوب سے پاک وصاف ہونا چاہیے۔ ڈھونڈے امر بمعنی خبر ہے یعنی وہ آگ کا مستحق ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۲۶)

(3) المعجم الکبیر، الحدیث:۲۳۸، ج۲۲، ص۹۸.

(4) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۴۷۹۵، ج۲، ص۲۵۵.

(5) المصنف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب الرجل ینتفي من ولدہ، الحدیث:۱۲۴۱۹، ج۷، ص۷۴، ۷۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ انکار کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں گورا ہوں میرا بچہ کالا کیسے ہو سکتا ہے اس لیے میں نے کہہ دیا کہ یہ بچہ میرا ہے ہی نہیں میری بیوی نے کسی کالے آدمی سے زنا کرایا ہوگا اس کا یہ بچہ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں انکار سے مراد دل سے انکار کرنا ہے، زبانی انکار کا ارادہ کرنا اگر زبان سے انکار کر دیتا تو لعان کرنا پڑتا۔

←

تیرے آبا اجداد میں کوئی سیاہ ہو اُس کا یہ اثر ہو۔ اُس شخص کو نسب سے انکار کی اجازت نہیں دی۔

❀❀❀❀❀

۲؎ سفید و سیاہ دھبے والے کو چتکبرہ کہتے ہیں سرخ اونٹ رفتار اور طاقت میں بہت اچھا ہوتا ہے مگر چتکبرہ اونٹ کا گوشت بہت نفیس ہوتا ہے اہل عرب سرخ اونٹ بہت پسند کرتے ہیں چتکبرے کو اچھا نہیں سمجھتے۔(مرقات) مطلب یہ ہے کہ ان سرخ اونٹوں سے کوئی اونٹ چتکبرہ بھی پیدا ہوا ہے وہ بولا ہاں کہ ماں باپ سرخ ہیں اور ان کا بچہ چتکبرہ۔

۳؎ جاءھا کا فاعل سرخ اونٹ ہیں اور ھا کا مرجع چتکبرہ رنگ والا بچہ یعنی سرخ اونٹ چتکبرہ بچہ کہاں سے لے آئے وہاں بچہ کا رنگ ماں باپ کے رنگ کے خلاف کیوں ہو گیا۔

۴؎ یعنی اس بچہ کے دادا پردادا، نانا پرنانا میں کوئی نر یا مادہ اونٹ چتکبرہ گزرا ہو گا وہ دور والا رنگ اس بچہ میں آگیا ہوگا۔مرقات نے فرمایا یہ لفظ عرق درخت کی جڑ کی رگوں سے ماخوذ ہے جو دور تک زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، جیسے ان جڑ کی رگوں کا اثر درخت میں پہنچتا ہے ایسے ہی آباؤ اجداد کے رنگ بیماریاں اولاد میں پہنچ سکتی ہیں اس بدوی نے بہت تحقیقی بات کہی۔

۵؎ یعنی یہ ہی احتمال اس بچہ میں بھی ہے کہ تیرے باپ دادوں میں کوئی سیاہ فام گزرا ہو گا جس کا اثر اس بچہ میں آگیا ہو گا جو تاویل تو اونٹ کے بچہ میں کرتا ہے آدمی کے بچہ میں کیوں نہیں کرتا سبحان اللہ کیا حکیمانہ جواب ہے۔خیال رہے کہ بطور الزام یہ جواب دیا گیا ہے ورنہ بچہ کے رنگ روپ میں یہ ضروری نہیں کہ اس کے باپ دادوں کا اثر ہی آئے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سارے اصول گورے بچہ کالا اور کبھی سارے اصول کالے بچہ گورا یہ تو رب کی قدرت ہے جیسے چاہے بنادے۔

۶؎ مقصد یہ ہے کہ رنگ روپ وغیرہ علامات ضعیفہ ہیں ان وجوہ سے بچہ کے نسب کا انکار نہ کرنا چاہیے کہ ثبوت زنا قوی علامات سے ہوسکتا ہے مثلاً کوئی عورت نکاح کے پانچ ماہ بعد بچہ جن دے یا جس کا خاوند پردیس ہی میں ہے اور عورت اتفاقی بچے جنے یا خاوند نے عرصہ سے صحبت نہ کی ہو مگر بچہ پیدا ہو جائے ان صورت میں انکار کی گنجائش قوی ہے شریک ابن سمحاء کی حدیث میں جو گزرا کہ اگر بچہ اس شکل کا ہے تو وہ غیر باپ کا ہوگا، وہاں رنگت وحلیہ سے زنا ثابت نہ فرمایا گیا تھا نہ اس کے رنگ پر زنا کے احکام جاری کیے گئے ہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعان کے لیے صریحی انکار اولاد ضروری ہے اس بدوی نے صاف صاف انکار نہ کیا تھا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵ص۲۲۸)

مسائل فقہیہ

دعویٰ اُس قول کو کہتے ہیں جو قاضی کے سامنے اِس لیے پیش کیا گیا جس سے مقصود دوسرے شخص سے حق طلب کرنا ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: دعویٰ میں سب سے زیادہ اہم جو چیز ہے وہ مدعی و مدعیٰ علیہ کا تعیّن ہے اس میں غلطی کرنا فیصلہ کی غلطی کا سبب ہوتا ہے عام لوگ تو اُس کو مدعی جانتے ہیں جو پہلے قاضی کے پاس جاکر دعویٰ کرتا ہے اور اس کے مقابل کو مدعیٰ علیہ۔ مگر یہ سطحی و ظاہری بات ہے۔ بہت مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ جو صورۃً مدعی ہے وہ مدعیٰ علیہ ہے اور جو مدعیٰ علیہ ہے وہ مدعی۔ فقہا نے اس کی تعریفات میں بہت کچھ کلام ذکر کیے ہیں اس کی ایک تعریف یہ ہے کہ مدعی وہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے کو ترک کردے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور مدعیٰ علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جاتا ہو مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں اگر وہ دائن (قرض دینے والا) مطالبہ نہ کرے تو قاضی کبھی اس کو دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا اگرچہ قاضی کو معلوم ہو اور مدیون (مقروض) اُس کے دعوے کے بعد مجبور ہے۔ اُس کو لامحالہ (یعنی لازمی) جواب دینا ہی پڑے گا۔ ظاہر میں مدعی اور حقیقت میں مدعیٰ علیہ کی ایک مثال یہ ہے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے دلادی جائے۔ امین (جس کے پاس امانت رکھی گئی) یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت واپس کردی۔ اس کا ظاہر مطلب یہ ہوا کہ اُس کی امانت مجھ کو تسلیم ہے مگر میں دے چکا ہوں یہ امین کا ایک دعویٰ ہے مگر حقیقت میں امین ضمان سے منکر ہے۔ کیونکہ امین جب امانت سے انکار کرے تو امین نہیں رہتا بلکہ اُس پر ضمان واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا پہلے شخص کے دعوے کا حاصل طلب ضمان (تاوان طلب کرنا) ہے۔ اور اس کے جواب کا محصل وجوبِ ضمان سے انکار ہے اب اس صورت میں حلف (قسم) امین کے ذمہ ہوگا اور حلف سے کہہ دے گا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔ (2)

مسئلہ ۲: مدعی اگر اصیل ہے یعنی خود اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو دعوے میں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے اور اگر اصیل نہیں ہے بلکہ دوسرے شخص کا قائم مقام ہے مثلاً وکیل یا وصی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ فلاں شخص جس کا میں قائم مقام ہوں اُس کا فلاں کے ذمہ یہ حق ہے۔ (3)

---

(1) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۲۷۔

(2) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، ج۲، ص۱۵۴۔

(3) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۲۹۔

مسئلہ ۳: دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو عاقل تمیز دار ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جس کو کچھ تمیز نہیں ہے دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نابالغ سمجھ وال دعوی کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ جانبِ وَلی سے ماذون ہو۔(4)

مسئلہ ۴: دعوے میں مدعی کو جزم ویقین کے ساتھ بیان دینا ہوگا۔ اگر یہ کہے گا مجھے ایسا شبہہ ہوتا ہے یا میرا گمان یہ ہے تو دعویٰ قابلِ سماعت (سننے کے قابل) نہ ہوگا۔(5)

مسئلہ ۵: دعوے کی صحت کے شرائط یہ ہیں:

(۱) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو۔ مجہول شے کا دعویٰ مثلاً فلاں کے ذمہ میں میرا کچھ حق ہے۔ قابلِ سماعت نہیں۔

(۲) دعویٰ ثبوت کا احتمال رکھتا ہو لہٰذا ایسا دعویٰ جس کا وجود محال (جس کا پایا جانا ممکن ہی نہیں) ہے باطل ہے مثلاً کسی ایسے کو اپنا بیٹا بتاتا ہے کہ اُس کی عمر اس سے زائد ہے یا اُس عمر کا اس کا بیٹا نہیں ہوسکتا یا معروف النسب (یعنی جس کا باپ معلوم ہو) کو کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے قابلِ سماعت نہیں۔ جو چیز عادۃً محال ہے وہ بھی قابلِ سماعت نہیں مثلاً ایک شخص فقر وفاقہ میں مبتلا ہے سب لوگ اُسکی محتاجی سے واقف ہیں اغنیا سے زکاۃ لیتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے۔ وہ مجھے دلادی جائے۔ یا کہتا ہے فلاں امیر کبیر نے میرے لاکھوں روپے غصب کرلیے وہ مجھ کو دلادیے جائیں۔

(۳) خود مدعی اپنی زبان سے دعویٰ کرے بلا عذر اسکی طرف سے دوسرا شخص دعویٰ نہیں کرسکتا اگر مدعی زبانی دعویٰ کرنے سے عاجز ہے تو لکھ کر پیش کرے اور اگر قاضی اسکی زبان نہ سمجھتا ہو تو مترجم مقرر کرے۔

(۴) مدعیٰ علیہ یا اُس کے نائب کے سامنے اپنے دعوے کو بیان کرے اور اُس کے سامنے ثبوت پیش کرے۔

(۵) دعوے میں تناقض نہ ہو یعنی اس سے پہلے ایسی بات نہ کہی ہو جو اس دعوے کے مناقض ہو مثلاً پہلے مدعیٰ علیہ کی ملک کا خود اقرار کرچکا ہے اب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس اقرار سے پہلے میں نے یہ چیز اُس سے خریدی ہے۔ نسب اور حریت (آزاد ہونا غلام نہ ہونا) میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔

(۶) دعویٰ ایسا ہو کہ بعد ثبوت خصم پر کوئی چیز لازم کی جاسکے یہ دعویٰ کہ میں اُس کا وکیل ہوں بیکار ہے۔(6)

---

(4) المرجع السابق۔

(5) ردالمحتار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۰۔

(6) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعویٰ والبیّنات، باب الدعویٰ، ج۲، ص۴۸، ۴۹۔
و البحر الرائق، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۲۷۔

←

مسئلہ ٦: جب دعویٰ صحیح ہوگیا تو مدعیٰ علیہ پر جواب دینا ہاں یا نہ کے ساتھ لازم ہے اگر سکوت کریگا (خاموش رہے گا) تو یہ بھی انکار کے معنے میں ہے۔ اس کے مقابلے میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔(7)

مسئلہ ۷: منقول شے کا دعویٰ ہو تو یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چیز مدعی کی ہو اور مدعیٰ علیہ کے پاس مرہون ہو (گروی رکھی ہو) یا ثمن نہ دینے کی وجہ سے اس نے روک رکھی ہو۔(8)

مسئلہ ۸: ایک چیز میں ملکِ مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ چیز مدعیٰ علیہ کے مستاجر (کرایہ دار) یا مستعیر (عارضی طور پر استعمال کے لیے کسی سے کوئی چیز لینے والا) یا مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے) کے قبضہ میں ہے اس صورت میں مالک و قابض (جس کا قبضہ ہے اس کو قابض کہتے ہیں) دونوں کو حاضر ہونا ضروری ہے ہاں اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ مالک کے اجارہ پر دینے سے قبل میں نے خریدی ہے تو تنہا مالک خصم ہے اسی کے حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔(9)

مسئلہ ۹: زمین کے متعلق دعویٰ ہے اور زمین مزارع کے قبضہ میں ہے اگر بیج اس نے اپنے ڈالے ہیں یا زراعت اوگ چکی ہے تو مزارع (کسان) کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: منقول چیز اگر ایسی ہو کہ اسکے حاضر کرنے میں دشواری نہ ہو تو مدعیٰ علیہ کے ذمہ اس کا حاضر کرنا ہے تاکہ دعویٰ اور شہادت اور حلف میں اسکی طرف اشارہ کیا جاسکے اور اگر وہ چیز ہلاک ہوچکی ہے یا غائب ہوگئی ہے تو مدعی اسکی قیمت بیان کردے اور اگر چیز موجود ہے مگر اسکے لانے میں دشواری ہو اگرچہ فقط اتنی ہی کہ اُس کے لانے میں مزدوری دینی پڑے گی تکلیف ہوگی جیسے چکی اور غلہ کی ڈھیری بکریوں کا ریوڑ تو مدعی قیمت ذکر کریگا اور قاضی معاینہ کے لیے اپنا امین بھیجے گا۔(11)

ومنحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۲۸.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الاول، ج ۴، ص ۲، ۳.

(7) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۳۱.

(8) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۳۱.

(9) البحرالرائق، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۳۱.

(10) البحرالرائق، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۳۱.

(11) الدرمختار، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۳۱.

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری فلاں چیز غصب کر لی اور مدعی اُسکی قیمت نہیں بتاتا ہے جب بھی دعویٰ مسموع ہے یعنی مدعیٰ علیہ منکر ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا اور مقر ہے(اقرار کرتا ہے) یا قسم سے انکار کرتا ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔(12)

مسئلہ ۱۲: چند جنس ونوع وصفت کی چیزوں کا دعویٰ کیا اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی قیمت نہیں بتاتا مجموعی قیمت بتادینا کافی ہے۔ اِس کے ثبوت کے گواہ لیے جائیں گے اور حلف کی ضرورت ہوگی تو مجموعہ پر ایک دم حلف دیا جائے گا۔(13)

مسئلہ ۱۳: مدعیٰ علیہ نے مدعی کی کوئی چیز ہلاک کردی ہے۔ اُس کی قیمت دلا پانے کا دعوٰی ہے تو مدعی اُس کی جنس ونوعِ بیان کرے تا کہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کیا فیصلہ دینا چاہیے کیونکہ بعض چیزیں مثلی ہیں جن کا تاوان مثل سے ہے اور بعض قیمی جن کا تاوان قیمت سے دلایا جائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۴: کُرتے کا دعویٰ ہو تو جنس ونوع وصفت و قیمت بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ زنانہ ہے یا مردانہ بڑا ہے یا چھوٹا۔(15)

مسئلہ ۱۵: ودیعت (امانت) کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اُس کے پاس امانت رکھی گئی تھی خواہ وہ چیز ایسی ہو جس کے لیے بار برداری صرف کرنی پڑے(یعنی چیز لانے کی مزدوری دینی پڑے) یا نہ پڑے اور غصب کا دعویٰ ہو تو جگہ بیان کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ اُس چیز کے جگہ بدلنے میں بار برداری صرف کرنی پڑے ورنہ جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔ غیر مثلی چیز کے غصب کا دعویٰ ہو تو غصب کے دن جو اُس کی قیمت ہو وہ بیان کرے۔(16)

مسئلہ ۱۶: جائدادِ غیر منقولہ(وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ) کا دعویٰ ہو تو اُس کے حدود کا بیان کرنا ضرور ہے دعوے میں بھی اور شہادت میں بھی اگر یہ جائداد بہت مشہور ہو جب بھی ِس کے

---

(12) مدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص۳۳۲.

(13) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص۳۳۲.

(14) المرجع السابق،ص۳۳۳.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب ادعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی...الخ،الفصل الثانی، ج۴،ص۷.

(15) لفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی...الخ،الفصل الثانی، ج۴،ص۷.

(16) مدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص۳۳۴.

والبحر الرائق، کتاب الدعویٰ، ج۷،ص۳۴۳.

حدود کا بیان کرنا ضروری ہے گواہوں کو وہ مکان جس کے متعلق دعویٰ ہے معلوم ہے یعنی بعینہٖ اُس کو پہچانتے ہوں تو اُن کو حدود کا ذکر کرنا ضروری نہیں اور عقار (غیر منقولہ) میں یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ کس شہر کس محلہ کس کوچہ میں ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: تین حدوں کا بیان کرنا کافی ہے۔ یعنی مدعی یا گواہ چوتھی حد چھوڑ گیا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی بھی صحیح اور اگر چوتھی حد غلط بیان کی یعنی جو چیز اُس جانب ہے اُس کے سوا دوسری چیز کو بتایا تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ کہے گا کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے پھر مجھ پر دعویٰ کیوں ہے۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہے کہ یہ محدود میرے قبضہ میں ہے مگر تو نے حدود کے ذکر میں غلطی کی یہ بات قابل التفات نہیں یعنی مدعیٰ علیہ پر ڈگری نہ ہوگی ہاں دونوں نے بالاتفاق غلطی کا اعتراف کیا تو سرے سے مقدمہ کی سماعت ہوگی (18) اور اگر صرف دو ہی حدیں ذکر کیں تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ مدعی یا شاہد نے حد کے بیان میں غلطی کی ہے اس کا بیان خود اُس کے اقرار سے ہوگا مدعیٰ علیہ اُس کی غلطی پر گواہ نہیں پیش کریگا۔(19)

مسئلہ ۱۸: تین حدیں ذکر کردی ہیں۔ ایک باقی ہے جب یہ صحیح ہے تو چوتھی جانب کہاں تک چیز شمار ہوگی اس کی صورت یہ کی جائے گی کہ تیسری حد جہاں ختم ہوئی ہے وہاں سے پہلی حد کے کنارہ تک ایک خطِ مستقیم کھینچا جائے اور اُس کو چوتھی حد قرار دیا جائے۔(20)

مسئلہ ۱۹: راستہ حد ہوسکتا ہے اس کا طول و عرض بیان کرنا ضرور نہیں نہر کو حد قرار نہیں دے سکتے۔ شہر پناہ کو حد قرار دے سکتے ہیں اور خندق کو نہیں۔ اگر یہ کہا کہ فلاں جانب فلاں شخص کی زمین یا مکان ہے اگرچہ اس شخص کے اس شہر یا گاؤں میں بہت مکان، بہت زمینیں ہیں جب بھی یہ دعویٰ اور شہادت صحیح ہے۔(21)

مسئلہ ۲۰: حدود میں جو چیزیں لکھی جائیں گی اُن کے مالکوں کے نام اور اُن کے باپ اور دادا کے نام لکھے جائیں یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور اگر وہ شخص معروف و مشہور ہو تو فقط اُس کا ہی نام کافی ہے اگر کوئی جائداد موقوفہ

---

(17) الھدایۃ، کتاب الدعوی، ج۲، ص۱۵۴،۱۵۵.
والدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۴.

(18) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعوی والبینات، فصل فی دعوی الدور والاراضی، ج۲، ص۶۴

(19) البحرالرائق، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۳۹.
والدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۵.

(20) البحرالرائق، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۴۰.

(21) المرجع السابق، ص۳۳۸.

کسی جانب میں واقع ہو تو اُس کو اِس طرح تحریر کیا جائے کہ پوری طرح ممتاز ہو جائے۔ مثلاً اگر وہ واقف کے نام سے مشہور ہے تو اُسکا نام جن لوگوں پر وقف ہے اُن کے نام سے مشہور ہو تو اُن کے نام لکھے جائیں۔ (22)

مسئلہ ۲۱: مکان کا دعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا تم اُس مکان کے حدود کو پہچانتے ہو اُس نے کہا نہیں دعویٰ خارج ہو گیا اب پھر دعویٰ کرتا ہے اور حدود بیان کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا (قابل قبول نہ ہوگا) اور اگر پہلی مرتبہ کے دعوے میں اُس نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے مکان حدود میں واقع ہیں اُن کے نام مجھے نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے خارج ہوا تھا اور اب دعوے کے ساتھ نام بتاتا ہے تو یہ دعویٰ مسموع ہوگا۔ (23)

مسئلہ ۲۲: عقار (24) میں مدعی کو یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مدعیٰ علیہ اُس پر قابض ہے کیونکہ بغیر اس کے خصم (یعنی مدمقابل) نہیں ہو سکتا اور دونوں کا متفق ہو کر مدعیٰ علیہ کا قبضہ ظاہر کرنا یہ کافی نہیں بلکہ گواہوں سے قبضہء مدعیٰ علیہ ثابت کرنا ہوگا یا قاضی کو ذاتی طور پر اس کا علم ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک مکان کے متعلق زید نے عمرو پر دعویٰ کر دیا اور عمرو نے اقرار کر لیا زید کے موافق فیصلہ ہو گیا حالانکہ وہ مکان نہ زید کا ہے نہ عمرو کا بلکہ تیسرے کا ہے اور اُس کے قبضہ میں ہے یہ دونوں مل گئے ان میں ایک مدعی بن گیا ایک مدعیٰ علیہ تا کہ ڈگری کرا کے آپس میں بانٹ لیں۔ (25)

مسئلہ ۲۳: عقار میں اگر غصب کا دعویٰ ہو کہ میرا مکان فلاں نے غصب کر لیا یا خریداری کا دعوی ہو کہ میں نے وہ مکان خریدا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قابض ہونا ثابت کرے کہ فعل کا دعویٰ قابض اور غیر قابض دونوں پر ہوتا ہے۔ فرض کیا جائے کہ وہ قابض نہیں ہے تو دعوے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (26)

مسئلہ ۲۴: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کے مکان میں میرے مکان کی نالی جاتی ہے یا اُس کے مکان میں پر نالہ (چھت کی نالی) گرتا ہے یا آبچک (مکان کے پچھواڑے چھت کا پانی گرنے کی جگہ) ہے تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ برساتی پانی جانے کا راستہ ہے یا وہاں گرتا ہے یا استعمالی پانی بھی اور نالی یا آبچک کی جگہ بھی متعین کرنی ہوگی کہ اُس مکان کے کس حصہ میں ہے۔ (27)

---

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص ۳۳۵۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی ۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج ۴،ص ۱۱

(24) غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین وغیرہ

(25) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص ۳۳۶۔

و الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، ج۲،ص ۱۵۵۔

(26) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص ۳۳۷۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی ۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج ۴،ص ۱۱۔

مسئلہ ۲۵: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری زمین میں درخت نصب کیے (درخت لگا دیئے) ہیں تو زمین کو بتانا ہوگا کہ کس زمین میں درخت لگائے اور کیا درخت لگائے ہیں۔ یہ دعویٰ کیا کہ میری زمین میں مکان بنالیا ہے تو زمین کو بیان کرے اور مکان کا طول وعرض (لمبائی، چوڑائی) بیان کرے اور یہ کہ اینٹ کا بنایا ہے یا کچا مکان ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۶: دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ بھی دے دیا اب مالک آیا اور اُس نے بائع پر دعویٰ کیا اُسکی چند صورتیں ہیں اگر مالک کا یہ مقصد ہے کہ مکان واپس لوں تو دعویٰ صحیح نہیں کہ بائع کے پاس مکان کب ہے جو اُس سے لے گا اور اگر یہ مقصود ہے کہ اُس سے تاوان لے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک معلوم ہے کہ عقار میں امام کے نزدیک غصب سے ضمان نہیں مگر چونکہ اس شخص نے بیع کر کے تسلیم مبیع کی ہے اس میں اصح قول یہی ہے کہ ضمان واجب ہے اور اگر مالک یہ چاہتا ہے کہ بیع جائز کر کے بائع سے ثمن وصول کرلے یہ دعویٰ صحیح ہے۔ (29)

مسئلہ ۲۷: ایک شخص نے جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ) بیع کی اور بائع (بیچنے والا) کا بیٹا یا بی بی یا بعض دیگر قریبی رشتہ دار وہاں حاضر تھے۔ اور مشتری (خریدار) مبیع پر قبضہ کر کے ایک زمانہ تک تصرف کرتا رہا پھر ان حاضرین میں کسی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ بائع مالک نہ تھا میں مالک ہوں یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اس کا سکوت (خاموش رہنا) ملک بائع کا اقرار متصور ہوگا۔ (30)

مسئلہ ۲۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے یہ میرے باپ کا ہے جو مرگیا اور اس کو ترکہ (وہ مال وجائداد جو میت چھوڑ جائے) میں چھوڑا اور میرے باپ نے اس مکان کے علاوہ دوسری اشیا جانور وغیرہ بھی ترکہ میں چھوڑیں اور میں اور میری ایک بہن کل دو وارث چھوڑے ہم نے ترکہ کو باہم تقسیم کرلیا اور یہ مکان تنہا میرے حصہ میں پڑا میری بہن نے اپنا کل حصہ اُن اشیا سے وصول کرلیا یہ مکان خاص میری ملک ہے یہ دعویٰ مسموع ہے۔ (31)

مسئلہ ۲۹: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان مجھے اپنے باپ یا ماں سے میراث میں ملا ہے اور مورث (وارث بنانے والا یعنی میت) کا نام ونسب کچھ نہیں بیان کیا یہ دعویٰ مسموع نہیں۔ (32)

مسئلہ ۳۰: یوں دعویٰ کیا کہ اس کے پاس جو فلاں چیز ہے وہ میری ہے کیونکہ اُس نے میرے لیے اقرار کیا ہے یا

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۱.

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۲.

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۲.

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۲.

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۳.

اُس پر میرے ہزار روپے ہیں اس لیے کہ اُس نے ایسا اقرار کیا ہے یعنی اقرار کو دعوے کی بنا قرار دیتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہاں اگر ملک کا دعویٰ کرتا اور اقرار کو ثبوت میں پیش کرتا تو دعویٰ مسموع ہوتا۔(33)

مسئلہ ۳۱: مدعیٰ علیہ نے اقرار مدعی کو دفع دعویٰ میں پیش کیا یعنی مدعی کو مجھ پر دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اُس نے خود میرے لیے اقرار کیا ہے یہ مسموع ہے یعنی اس کی وجہ سے دعوے مدعی دفع ہوجائے گا۔(34)

مسئلہ ۳۲: دَین کا دعویٰ ہو تو وہ مکیل ہو یا موزون نقد ہو یا غیر نقد اُس کا وصف بیان کرنا ہوگا اور مثلی چیزوں میں جنس، نوع، صفت، مقدار، سببِ وجوب (یعنی حق کے لازم ہونے کا سبب) سب ہی کو بیان کرنا ہوگا مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کے ذمہ میرے اتنے گیہوں (گندم) ہیں اور سببِ وجوب نہیں بیان کرتا کہ اُس نے قرض لیا ہے یا اُس سے میں نے سلم کیا ہے یا اُس نے غصب کیا ہے ایسا دعویٰ مسموع نہیں اور سبب بیان کردے گا تو مسموع ہوگا اور قرض کی صورت میں جہاں قرض لیا ہے وہاں دینا ہوگا اور غصب کیا ہے تو جہاں سے غصب کیا ہے وہاں اور سلم ہے تو جو جگہ تسلیم کی قرار پائی ہے وہاں۔(35)

مسئلہ ۳۳: سلم کا دعویٰ ہو تو شرائط صحت کا بیان کرنا بھی ضرور ہے اگر یہ کہہ دیا کہ اتنے من گیہوں سلم صحیح کی رو سے واجب ہیں اسکو بعض مشائخ کافی بتاتے ہیں اسے شرائط صحت کے قائم مقام کہتے ہیں۔ اور بیع کے دعوے میں بیع صحیح کہنا کافی ہے۔ شرائطِ صحت بیان کرنا ضروری نہیں۔(36)

مسئلہ ۳۴: یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا چاہیے ہمارے مابین جو حساب تھا اُس کے سبب سے یہ صحیح نہیں کہ حساب سبب وجوب نہیں۔(37)

مسئلہ ۳۵: یہ دعویٰ ہے کہ میت کے ذمہ اتنا دین ہے اور یہ بیان کردیا کہ وہ بغیر دین ادا کیے مرگیا اور اُس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے میرا دین ادا ہوسکتا ہے اور ترکہ ان وارثوں کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ مسموع ہے مگر وارث کو دین ادا کرنے کا اُس وقت حکم ہوگا جب اُسے ترکہ ملا ہو اور اگر وارث ترکہ ملنے سے انکار کرتا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا ہوگا اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ ترکہ کی فلاں فلاں چیزیں اسے ملی ہیں۔(38)

---

(33) المرجع السابق

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۳۔

(35) الدر المختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۸۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۳

(37) المرجع السابق، الفصل الاول، ص۴۔

(38) المرجع السابق، ص۴

مسئلہ ۳۶: دائن نے دین کا دعویٰ کیا مدیون کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمھارے پاس بھیج دیے تھے یا فلاں شخص نے بغیر میرے کہنے کے دین ادا کردیا مدیون کی یہ بات مسموع ہوگی اور دائن پر حلف دیا جائیگا اور اگر مدیون قرض کا دعویٰ کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو تمہیں اتنے روپے قرض دیے تھے وہ میرے روپے تھے یہ بات مسموع نہ ہوگی۔(39)

مسئلہ ۳۷: یہ دعویٰ کیا کہ مبیع کا ثمن اسکے ذمہ ہے اور مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو مبیع کیا چیز تھی صحت دعویٰ کے لیے اس کا بیان کرنا ضرور نہیں اسی طرح مکان بیچا تھا اس کے ثمن کا دعویٰ ہے تو اس دعوے میں اُس کے حدود بیان کرنا ضرور نہیں اور اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو مبیع کا بیان کرنا ضرور ہے بلکہ ممکن ہو تو حاضر لانا ہوگا تاکہ اُسکی بیع ثابت کی جاسکے۔(40)

مسئلہ ۳۸: دعویٰ صحیح ہوگیا تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعوے کے متعلق دریافت کریگا کہ اس دعوے کے متعلق تم کیا کہتے ہو اور دعویٰ اگر صحیح نہ ہو تو مدعیٰ علیہ سے کچھ نہیں دریافت کریگا کیونکہ اُس پر جواب دینا واجب نہیں۔ اب مدعی علیہ اقرار کریگا یا انکار اگر اقرار کرلیا بات ختم ہوگئی مدعی کے موافق فیصلہ ہوگا اور مدعیٰ علیہ کے انکار کی صورت میں مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کرے اگر ثابت کردیا مدعی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور گواہ پیش کرنے سے مدعی عاجز ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف دینے کو کہتا ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا بغیر طلب مدعی حف نہیں دیا جائے گا کیونکہ حلف دینا مدعی کا حق ہے اُس کا طلب کرنا ضروری ہے اگر مدعیٰ علیہ نے قسم کھالی مدعی کا دعویٰ خارج اور قسم سے انکار کرتا ہے تو مدعی کا دعویٰ دلا یا جائے گا۔(41)

مسئلہ ۳۹: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو قاضی حلف (قسم) نہیں دے گا بلکہ دونوں باتوں میں سے ایک پر مجبور کریگا اُسے قید کردیگا یہاں تک کہ اقرار کرے یا انکار۔ یوہیں اگر مدعی عیہ خاموش ہے کچھ بولتا ہی نہیں اور کسی مرض کی وجہ سے بولنے سے عاجز بھی نہیں تو اُسے مجبور کیا جائے گا مگر امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ سکوت بمنزلہ انکار کے ہے۔(یعنی یہ خاموشی انکار کے قائم مقام ہے) اور اس باب میں اُنھیں کے قول پر بیشتر فتویٰ دیا جاتا ہے۔(42)

---

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثانی، ج۴، ص۵.

(40) المرجع السابق.

(41) الھدایۃ، کتاب الدعوی، ج۲، ص۱۵۵.

والدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۹، وغیرھما.

(42) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۴۰.

مسئلہ ۴۰: مدعیٰ علیہ نے مدعی سے کہا اگر تم قسم کھا جاؤ تو میں مال کا ضامن ہوں۔ مدعی نے قسم کھالی مدعیٰ علیہ مال کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ تغییر شرع ہے (یعنی حکمِ شرعی کو بدلنا ہے) شرع میں مدعی پر حلف نہیں ہے۔ یوہیں زید نے عمرو پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا اگر تم قسم کھا جاؤ کہ میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں تو ہزار روپے دے دوں گا زید نے قسم کھالی اور عمرو نے اس وجہ سے کہ قسم کھانے پر دینے کو کہا تھا دیدیے یہ دینا باطل ہے جو کچھ دیا ہے اُس سے واپس لے سکتا ہے۔(43)

مسئلہ ۴۱: مدعی نے مدعیٰ علیہ سے قسم کھانے کو کہا اُس نے قاضی کے سامنے بغیر حکم قاضی قسم کھالی یہ قسم معتبر نہیں کہ اگرچہ قسم کا مطالبہ مدعی کا کام ہے مگر حلف دینا قاضی کا کام ہے جب تک قاضی اُس پر حلف نہ دے اُس کا قسم کھانا بے سود ہے۔(44)

مسئلہ ۴۲: شوہر غائب ہے عورت نے قاضی کے یہاں درخواست کی کہ میرے لیے نفقہ مقرر کردیا جائے قاضی عورت پر حلف دے گا کہ قسم کھا کہ تیرا شوہر جب گیا تجھے نفقہ نہیں دے گیا یہ حلف بغیر طلب مدعی ہے۔(45)

مسئلہ ۴۳: میت پر دَین کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے گواہ بھی رکھتا ہے مگر باوجود گواہ قاضی خود بغیر وارث یا وصی کی طلب کے اُس پر یہ قسم دے گا کہ نہ تو نے میت سے دَین وصول پایا نہ کسی دوسرے نے اُس کی طرف سے تجھے دَین ادا کیا نہ کسی دوسرے نے تیرے حکم سے دَین پر قبضہ کیا نہ تو نے کل دَین یا اُس کا کوئی جز معاف کیا نہ کل دَین یا جز کا کسی پر حوالہ تو نے قبول کیا نہ دَین کے بدلہ میں کوئی چیز تیرے پاس رہن ہے۔ یہاں بھی بغیر طلب خود قاضی یہ حلف دیگا بغیر حلف دیے قاضی نے دَین ادا کرنیکا حکم دیدیا یہ حکم نافذ نہیں۔(46)

مسئلہ ۴۴: گواہ سے ثبوت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی مگر ان مسائل ذیل میں (۱) میت پر دَین کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا یا ترکہ میں حق کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا قاضی حلف دے گا کہ قسم کھا کر مدعی یہ کہے کہ میں نے اپنا دَین یا حق وصول نہیں پایا ہے۔ یہاں بغیر دعویٰ حلف دیا جائے گا جس طرح حقوق اللہ میں حلف

---

(43) البحر الرائق، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۹۔

و درالمختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۱۔

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی۔۔۔ الخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۳۔

(45) المرجع السابق، ص۱۴۔

(46) در مختار و ردالمحتار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۰۔

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین۔۔۔ الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۱۴۔

دیا جاتا ہے۔(۲) کسی نے مبیع میں اپنا حق ثابت کیا کہ یہ چیز میری ہے اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی۔مشتری مستحق پر یہ حلف دے گا کہ نہ تو نے یہ چیز بیع کی نہ ہبہ کی نہ صدقہ کی نہ یہ چیز تیری ملک سے خارج ہوئی۔(۳) کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے بھاگ گیا ہے اور گواہوں سے ثابت کیا اُس کو قسم کھا کر بتانا ہوگا کہ وہ اب تک اسی کی ملک میں ہے نہ اسے بیچا ہے نہ ہبہ کیا ہے۔(47)

مسئلہ ۴۵: مدعی نے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ قاضی سے یہ کہتا ہے کہ مدعی پر یہ قسم دی جائے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا اُس کے گواہ پر قسم دی جائے کہ وہ سچے ہیں یا شہادت میں حق پر ہیں۔قاضی اُسکی بات تسلیم نہ کرے بلکہ اگر گواہوں کو معلوم ہو کہ قاضی اُن پر حلف دیگا اور منسوخ پر عمل کریگا تو گواہی سے باز رہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں گواہی دینا اُن پر لازم نہیں۔(48)

مسئلہ ۴۶: مغصوب منہ (جس کی چیز کسی نے غصب کی) کہتا ہے میرے کپڑے کی قیمت سو روپے ہے اور غاصب یہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا قیمت ہے مگر سو روپے نہیں غاصب کو قیمت بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ نہ بیان کرے تو اُس کو یہ قسم کھانی ہوگی کہ سو روپے اُس کی قیمت نہیں ہے اس کے بعد پھر مغصوب منہ کو حلف دیا جائے گا کہ وہ قسم کھائے سو روپے قیمت ہے اگر یہ بھی قسم کھا جائے تو سو روپے دلوادیے جائیں گے اس کے بعد اگر وہ کپڑا مل گیا تو غاصب کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے یا کپڑا مغصوب منہ کو دے کر اپنے سو روپے واپس لے لے۔(49)

مسئلہ ۴۷: مدعی یہ کہتا ہے میرے گواہ شہر میں موجود ہیں کچہری میں حاضر نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ کہے گا تم اپنے گواہ پیش کرو۔(50)

مسئلہ ۴۸: مدعی کہتا ہے میرے گواہ شہر سے غائب ہو گئے ہیں یا بیمار ہیں کہ کچہری تک نہیں آسکتے تو مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا مگر قاضی اپنا آدمی بھیج کر تحقیق کرلے کہ واقعی وہ نہیں ہیں یا بیمار ہیں بغیر اس کے حلف نہ دے۔(51)

مسئلہ ۴۹: ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی مدعی نے اپنی ملک کا کوئی سبب نہیں بیان کیا اور اپنی ملک پر گواہ پیش کرتا ہے ذی الید یعنی مدعیٰ علیہ بھی اپنی ملک کے گواہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنی ملک کا مدعی ہے اس صورت میں ذی الید

(47) البحر الرائق، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۷۔

(48) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۱

(49) البحر الرائق، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۸۔

(50) الھدایہ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، ج۲، ص۱۵۵۔

(51) الفتاوی الھندیہ، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین۔۔۔۔الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۱۳۔

(قابض) کے گواہ سے خارج (جسکے قبضہ میں وہ چیز نہیں ہے) اُس کے گواہ زیادہ ترجیح رکھتے ہیں یعنی خارج کے گواہ مقبول ہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دونوں نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا خارج کی تاریخ پہلے کی ہے۔(52)

مسئلہ ۵۰: مدعیٰ علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤنگا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلسِ قضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کر دے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہیے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کردوں گا۔(53)

مسئلہ ۵۱: حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہو چکا، ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لیے جاسکتے ہیں۔(54)

مسئلہ ۵۲: قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اُس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آکر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اُس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اُس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔(55)

مسئلہ ۵۳: مدعیٰ علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اُس پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھالینے کا اشارہ کیا قسم ہوگئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکول ہوگا (یعنی قسم سے انکار ہوگا) اور اُس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔(56)

مسئلہ ۵۴: ایک صورت فیصلہ کی یہ بھی ہے کہ دعویٰ قطعی قرائن سے ثابت ہو جس میں شبہہ کی گنجائش نہ ہو مثلاً ایک

---

(52) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، ج ۲، ص ۱۵۶، وغیرھا۔

(53) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۴۲۔

(54) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، ج ۷، ص ۳۵۰۔

والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، ج ۸، ص ۳۴۳۔

(55) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الاول، ج ۴، ص ۱۵۔

(56) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الاول، ج ۴، ص ۱۵۔

خالی مکان سے ایک شخص خون آلودہ چھری لیے ہوئے نکلا جس پر خوف کے آثار ظاہر ہیں لوگ اُس مکان میں فوراً گھسے اور ایک شخص کو پایا جو فوراً ذبح کیا گیا ہے اُن کی شہادت پر وہ قاتل قرار پائے گا اگرچہ اُنھوں نے قتل کرتے نہیں دیکھا۔(57)

مسئلہ ۵۵: مدعیٰ علیہ کو شبہہ پیدا ہوگیا کہ شاید مدعی جو کہتا ہے وہ ٹھیک ہو اس صورت میں مدعی سے مصالحت کرلے اور قسم نہ کھائے اور اگر مدعی راضی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں تو حلف ہی دوں گا اگر غالب گمان یہ ہے کہ میں برسرِ حق ہوں تو حلف کرے ورنہ انکار کردے۔(58)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص پر مال کا دعویٰ ہوا اُس نے نہ انکار کیا نہ اقرار اور کہتا ہے مجھے مدعی نے اس دعوے سے اور حلف سے بری کردیا ہے اور مدعی کہتا ہے میں نے اسے بری نہیں کیا ہے دیکھا جائے گا اگر مدعی نے گواہوں سے دعویٰ ثابت کردیا ہے تو بری نہ کرنے پر اُسے قسم دی جائے گی ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم دیں گے۔(59)

مسئلہ ۵۷: بعض دعوے ایسے ہیں کہ اُن میں منکر پر قسم نہیں ہے (۱) نکاح میں، مدعی مرد ہو یا عورت۔ (۲) رجعت میں، مرد نے اس سے انکار کیا یا عورت نے مگر عورت اس صورت میں منکر اُس وقت ہوسکتی ہے جب عدت گزر چکی ہو۔ (۳) ایلا میں فے۔ مدت ایلا گزرنے کے بعد کوئی بھی اس سے منکر ہو عورت ہو یا مرد۔ (۴) استیلا د یعنی ام ولد ہونے کا دعویٰ اس کی صورت یہ ہے کہ باندی ام ولد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مولےٰ منکر ہے۔ (۵) رقیت یعنی وہ کہتا ہے میں فلاں کا غلام ہوں اور مولےٰ (مالک) منکر ہے یا اس کا عکس۔ (۶) نسب ایک نسب کا مدعی ہے دوسرا منکر۔ (۷) ولا۔ (۸) حد۔ (۹) لعان۔(60)

مسئلہ ۵۸: عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا مرد منکر ہے قسم اس صورت میں نہیں ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ لہٰذا قاضی فیصلہ بھی نہیں کرسکتا عورت قاضی سے کہتی ہے میں نکاح کرنہیں سکتی کہ میرا شوہر یہ موجود ہے اور یہ خود نکاح سے انکار کرتا ہے اب میں مجبور ہوں کیا کروں اسے یہ حکم دیا جائے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ میں دوسرے سے نکاح کروں۔ زوج کہتا ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو نکاح کا اقرار ہوا جاتا ہے۔ قاضی حکم دے گا کہ تو یہ کہہ دے کہ اگر یہ میری عورت ہے تو اسے طلاق، اور اگر مرد مدعی نکاح ہے عورت منکر ہے شوہر کہتا ہے میں اس کی بہن سے یا اس کے علاوہ چوتھی عورت سے

---

(57) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۳۔

(58) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۵۱۔

(59) المرجع السابق۔

(60) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، ج۲، ص۱۵۶، وغیرہا۔

نکاح کرنا چاہتا ہوں قاضی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ جب یہ شخص خود مدعی نکاح ہے تو اسکی بہن سے یا چوتھی عورت سے کیونکر نکاح کرسکتا ہے بلکہ قاضی یہ کہے گا اگر تو نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔ (61)

مسئلہ ۵۹: یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ نکاح وغیرہ فلاں فلاں چیزوں میں منکر پر حلف نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب محض انھیں چیزوں کا دعویٰ ہو اور اگر اُس سے مقصود مال ہو تو منکر پر (انکار کرنے والے پر) حلف ہے مثلاً عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اتنے مہر پر میرا نکاح اس سے ہوا اور اس نے قبل دخول طلاق دیدی لہٰذا نصف مہر مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے میرا نکاح ہی اس سے نہیں ہوا۔ یا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس سے میرا نکاح ہوا اس سے نفقہ مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے نکاح ہوا ہی نہیں نفقہ کیونکر دوں ان صورتوں میں منکر پر حلف ہے کہ یہاں مقصود مال کا دعویٰ ہے اگرچہ بظاہر نکاح کا دعویٰ ہے۔ (62)

مسئلہ ۶۰: چور چوری سے انکار کرتا ہے اس پر حلف دیا جائے گا مگر حلف سے انکار کریگا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مال لازم ہوجائے گا اور اقرار کرلے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چوری کے سوا اور کسی حد کے معاملہ میں حلف نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کافر، منافق، زندیق وغیرہ الفاظ کہے یا اس کو تھپڑ مارا یا اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کی جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے اور مدعی حلف دینا چاہتا ہے تو حلف دیا جائے گا۔ (63)

مسئلہ ۶۱: حلف میں نیابت نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص قسم کھا جائے استحلاف میں نیابت ہوسکتی ہے۔ یعنی دوسرا شخص مدعی کے قائم مقام ہو کر حلف طلب کرسکتا ہے مثلاً وکیل مدعی اور وصی اور ولی اور متولی کہ اگر یہ مدعی ہوں حلف کا مطالبہ کرسکتے ہیں اور مدعیٰ علیہ ہوں تو اُن پر حلف عائد نہیں ہوتا ہاں اگر ان پر دعویٰ ایسے عقد کے متعلق ہو جو خود ان کا کیا ہو یا انھوں نے اصیل پر کوئی اقرار کیا ہے اور اب انکار کرتے ہیں تو حلف ہوگا مثلاً ایک شخص وکیل بالبیع (بیچنے کا وکیل) ہے یہ موکل پر اقرار کرے صحیح ہے اور قسم سے انکار کرے یہ بھی صحیح ہے یعنی اسے نکول قرار دیا جائے گا (یعنی قسم سے انکار قرار دیا جائے گا) اور فیصلہ کیا جائے گا۔ (64)

مسئلہ ۶۲: کسی شخص پر حلف دیا جائے اس کی دو صورتیں ہیں حلف خود اُسی کے فعل کے متعلق ہے یا دوسرے کے

---

(61) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۱۵، ۱۶۔

(62) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۱۶۔

(63) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۴۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۱۶ وغیرھما۔

(64) الدرالمختار، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۴۶، ۳۴۷۔

فعل کے متعلق اگر اُسی کے فعل پر قسم دی جائے تو بالکل یقینی طور پر ہو اُس سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم میں نے اس کام کو نہیں کیا ہے اور دوسرے کے فعل کے متعلق ہو تو علم پر قسم کھلائی جائے یعنی واللہ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ ہاں اگر دوسرے کا فعل ایسا ہو جس کا تعلق خود اسی سے ہے تو اب علم پر قسم نہیں ہوگی بلکہ قطعی طور پر انکار کرنا ہوگا۔ مثلاً زید نے دعویٰ کیا کہ جو غلام میں نے خریدا ہے اُس نے چوری کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بائع (بیچنے والے) کے یہاں بھی اُس نے چوری کی تھی لہٰذا اس عیب کی وجہ سے بائع پر واپس کیا جائے اور بائع منکر ہے زید بائع پر حلف دیتا ہے تو بائع کو یوں قسم کھانی ہوگی کہ واللہ اُس نے میرے یہاں نہیں چوری کی ہے اس صورت میں اگرچہ چوری کرنا غلام کا فعل ہے مگر چونکہ اس کا تعلق بائع سے ہے لہٰذا فعل کی قسم کھانی ہوگی یوں نہیں کہ میرے علم میں اُس نے چوری نہیں کی اور اگر دوسرے کے فعل سے اس کو تعلق نہ ہو تو فعل کی قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ یہ قسم کھائے گا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے مثلاً ایک چیز کے متعلق زید بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے اور عمرو بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے عمرو کے پہلے خریدی ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو عمرو پر یہ قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو وہ قطعی طور پر قسم کھائے گا۔ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی یا کسی نے اُسے ہبہ کیا (تحفہ دیا) اور دوسرا شخص اس چیز میں اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُس کے پاس کوئی گواہ نہیں اس مشتری یا موہوب لہ (جس کو تحفہ دیا) پر یمین ہے کہ منکر ہے اور یہ قطعی طور پر مدعی کی ملک سے انکار کریگا کیونکہ جب یہ خرید چکا ہے یا اس کو ہبہ کیا گیا تو یقیناً مالک ہوگیا۔(65)

مسئلہ ۶۳: مدعیٰ علیہ پر حلف آیا اُس نے مدعی کو کچھ دے دیا کہ یہ چیز حلف کے بدلے میں لے لو اور مجھ پر حلف نہ دو یا کسی چیز پر دونوں نے صلح کر لی یہ صحیح ہے یعنی قسم کے معاوضہ میں جو چیز لی گئی یا کوئی چیز دے کر مصالحت ہوئی جائز ہے اس کے بعد اب مدعی اُس پر حلف نہیں رکھ سکتا اور اگر مدعی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ سے حلف ساقط کر دیا یا تو حلف سے بری ہے یا میں نے تجھے حلف ہبہ کر دیا یہ صحیح نہیں پھر اس کے بعد بھی حلف دے سکتا ہے۔(66)

مسئلہ ۶۴: مدعیٰ علیہ نے پہلے مدعی کے دعوے سے انکار کیا اُس کے ذمہ حلف آیا تو حف سے بھی انکار کیا اس

---

(65) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، ج ۷، ص ۳۰۷۔

والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، ج ۸، ص ۳۴۷۔

(66) کنز الدقائق، کتاب الدعویٰ، ص ۱۵۸۔

سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مدعیٰ علیہ انکار دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ سچا تھا تو حلف کیوں نہیں اُٹھایا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ آدمی کبھی سچی قسم سے بھی گریز کرتا ہے اپنا اتنا نقصان ہوگیا یہ گوارا مگر قسم کھانا منظور نہیں اگر چہ سچی ہوگی لہٰذا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکول (قسم سے انکار) کو بذل قرار دیتے ہیں کہ مال دے کر جھگڑا کاٹا یعنی تھا تو ہمارا مگر ہم نے چھوڑا اور دَین کا دعویٰ ہو تو مدعی کو لینا جائز اس وجہ سے ہے کہ مدعی اُسے اپنا حق سمجھ کر لیتا ہے نہ یہ کہ حق مدعیٰ علیہ جان کر لیتا ہے۔(67) یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں اپنے اپنے خیال میں سچے ہوں ناجائز طور پر مال لینا نہ چاہتے ہوں ورنہ جو خود اپنا ناحق پر ہونا جانتا ہو اُس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہہ۔

❁❁❁❁❁

(67) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب الیمین، ج ۲،ص ۱۵۷، وغیرہا.

حلف کا بیان

مسئلہ ۱: قسم اللہ عزوجل کی کھائی جائے غیر خدا کی قسم نہ کھائی جائے نہ کھلائی جائے اگر قسم میں تغلیظ (سختی کرنا) چاہیں تو صفات کا اضافہ کریں مثلاً واللہ العظیم۔ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب والشہادہ رحمن رحیم ہے اس شخص کا میرے ذمہ نہ یہ مال ہے جس کا دعویٰ کرتا ہے نہ اس کا کوئی جز ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: تغلیظ میں اس سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ الفاظ مذکورہ پر الفاظ بڑھا دے یا کم کردے قاضی کو اختیار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ صفات کا ذکر بغیر حرف عطف ہو یہ نہ کہے واللہ والرحمٰن والرحیم کہ اس صورت میں عطف کے ساتھ جتنے اسما ذکر کیے جائیں گے اُتنی قسمیں ہوجائیں گی اور یہ خلاف شرع ہے کیونکہ شرعاً اُس پر ایک یمین کا مطالبہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صلاح وتقویٰ کے ساتھ معروف ہو اُس پر تغلیظ نہ کی جائے دوسروں پر کی جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں مال حقیر میں تغلیظ نہ کی جائے اور مال کثیر میں تغلیظ کی جائے۔ (2)

مسئلہ ۳: طلاق وعتاق کی یمین نہ ہونی چاہیے یعنی مدعیٰ علیہ سے مثلاً یہ نہ کہلوایا جائے کہ اگر مدعی کا یہ حق میرے ذمہ ہو تو میری عورت کو طلاق یا میرا غلام آزاد بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر مدعیٰ علیہ بے باک ہے اللہ عزوجل کی قسم کھانے میں پرواہ نہیں کرتا اور طلاق وعتاق کی قسم میں گھبراتا اور ڈرتا ہے کہ بی بی یا غلام کہیں ہاتھ سے نہ چلے جائیں ایسے لوگوں کو طلاق وعتاق کا حلف دیا جائے مگر اس قول پر اگر بضرورت (ضرورت کے وقت) قاضی نے عمل کیا اور نکول (انکار) پر مدعی کو مال دِلوادیا یہ قضا (فیصلہ) نافذ نہیں ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۴: حلف میں تغلیظ زمان یا مکان کے اعتبار سے نہ کی جائے۔ مثلاً عصر کے بعد یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، منبر پر قسم کھاؤ، فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھاؤ۔ (4)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۲، ص۱۵۸۔

(2) المرجع السابق۔

(3) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۲، ص۱۵۸۔

و نتائج الافکار، تکملۃ فتح القدیر، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۷، ص۱۸۳، ۸۴۔

(4) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۲، ص۱۵۹۔

والدر المختار، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۵۲ ۳ وغیرہما۔

مسئلہ ۵: اس زمانہ میں تغلیظ یا حلف کی ایک صورت بہت زیادہ مشہور ہے کہ قرآن مجید ہاتھ میں دے کر کچھ الفاظ کہلواتے ہیں مثلاً اسی قرآن کی مار پڑے، ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو، خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، شفاعت نصیب نہ ہو، یہ سب باتیں خلاف شرع (شریعت کے خلاف) ہیں مُصحف شریف (قرآن مجید) ہاتھ میں اُٹھانا حلفِ شرعی نہیں۔ غالباً حلف اُٹھانے کا محاورہ لوگوں نے یہیں سے لیا ہے۔ مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) اگر اس قسم سے انکار کر دے تو دعویٰ اُس پر لازم نہیں کیا جائے گا بلکہ انکار ہی کرنا چاہیے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میں مسجد میں رکھ دیتا ہوں یا فلاں بزرگ کے مزار پر رکھ دیتا ہوں تمھارا ہو تو چل کر اُٹھالو اگر حقیقت میں مدعی کا نہیں ہے اور اُٹھالیا تو مدعی علیہ اُس سے واپس لے سکتا ہے کہ استحقاق کا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶: یہودی کو یوں قسم دی جائے قسم ہے خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور نصرانی کو یوں کہ قسم ہے خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی اور دیگر کفار سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم۔ ان لوگوں سے حلف لینے میں ایسی چیزیں ذکر نہ کرے جن کی یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔(5)

مسئلہ ۷: ان کفار سے حلف لینے میں ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ اُن کے عبادت خانوں میں جا کر قسم دی جائے کہ مسلمان کو ایسی لعنت کی جگہ جانا منع ہے۔(6)

مسئلہ ۸: معاذ اللہ ہنود کو اُن کے معبودان باطل کی قسم دینا جیسا کہ بعض جاہلوں میں دیکھا جاتا ہے اس کا حکم سخت ہے توبہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح اُن سے کہنا کہ گنگا جل ہاتھ میں لیکر کہہ دو ان کے علاوہ اور بھی ناجائز و باطل صورتیں ہیں جن سے احتراز لازم۔

مسئلہ ۹: جس چیز پر حلف (قسم) دیا جائے وہ کیا ہے۔ بعض صورتوں میں سبب پر قسم کھلاتے ہیں بعض میں نہیں۔ اگر سبب ایسا ہو جو مرتفع ہو جاتا ہے تو حاصل پر قسم کھلائی جائے اور اگر مرتفع نہ ہو تو سبب پر قسم کھائے۔ اسکی چند صورتیں ہیں مدعی نے دَین (قرض) کا دعویٰ کیا ہے یا عین میں مِلک کا دعویٰ ہے یا عین میں کسی حق کا دعویٰ ہے پھر ہر ایک میں مطلق کا دعویٰ ہے یا کسی سبب کا بیان ہے۔ اگر دین کا دعویٰ ہو اور سبب نہ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے یعنی تمھارا میرے ذمہ میں کچھ نہیں ہے۔ عین حاضر میں ملکِ مطلق یا حقِ مطلق کا دعویٰ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے مثلاً قسم کھائے گا کہ نہ یہ چیز فلاں کی ہے نہ اس کا کوئی جز ہے اور اگر دعوے کی بنا سبب پر ہو مثلاً کہتا ہے میرا اُس پر دَین ہے اس سبب سے کہ میں نے قرض دیا ہے یا اُس نے مجھ سے کوئی چیز خریدی ہے اُس کے دام باقی ہیں یا یہ چیز میری ملک ہے اس لیے

---

(5) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین۔۔۔ الخ، ج۲، ص۱۵۸۔

(6) المرجع السابق، ص۱۵۹، وغیرھا۔

کہ میں نے خریدی ہے یا مجھے فلاں نے ہبہ کی ہے یا اُس شخص نے غصب کرلی ہے یا اُس کے پاس امانت یا عاریت ہے ان سب صورتوں میں حاصل پر حلف دیں گے مثلاً بیع کا مدعی ہے اور وہ منکر ہے قسم یوں کھلائی جائے کہ میرے اور اُس کے درمیان میں بیع قائم نہیں یوں قسم نہ کھلائی جائے کہ میں نے بیچی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے بیچ کر اقالہ کر دیا ہو تو بیع نہ کرنے پر قسم دینا مدعیٰ علیہ کے لیے مضر (نقصان دہ) ہوگا۔ غصب میں یوں قسم کھائے اُس چیز کے رد کرنے کا مجھ پر حق نہیں یہ نہیں کہ میں نے غصب نہیں کی کیونکہ کبھی چیز غصب کرلیتے ہیں پھر ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے مالک ہوجاتے ہیں۔ طلاق کے دعوے میں یہ قسم کھلائی جائے وہ میرے نکاح سے اس وقت باہر نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی بائن طلاق دے کر پھر تجدید نکاح ہوجاتی ہے (دوبارہ نکاح کرلیا جاتا ہے) لہٰذا ان سب صورتوں میں حاصل پر قسم دی جائے کیونکہ سبب پر قسم دینے میں مدعیٰ علیہ کا نقصان ہے۔ ہاں اگر حاصل پر قسم دینے میں مدعی کا ضرر ہو تو ایسی صورتوں میں سبب پر حلف دیا جائے مثلاً عورت کو تین طلاقیں دی ہیں وہ نفقہ عدت کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر شافعی ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی عورت کا نفقہ (مراد کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان) واجب نہیں ہے اگر حاصل پر قسم دی جائے گی تو بے شک وہ قسم کھالے گا کہ مجھ پر نفقہ عدت واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کا اعتقاد و مذہب یہی ہے یا جوار (پڑوس) کی وجہ سے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری شافعی المذہب ہے اُس کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق نہیں ہے حاصل پر اگر حلف دیں گے تو وہ قسم کھالے گا کہ اس کو حق شفعہ نہیں ہے اور اس میں مدعی کا نقصان ہے لہٰذا اس کو یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم جائدادِ مشفوعہ (جس جائداد پر شفعہ کیا گیا) کو اُس نے خریدا نہیں۔ (7)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ خریدنے کا اقرار کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مکان مدعی کے پڑوس میں ہے مگر جب اسے خریداری کی اطلاع ہوئی اُس نے طلب شفعہ (یعنی شفعہ کا مطالبہ) نہیں کیا لہٰذا حقِ شفعہ ساقط ہے۔ شفیع (شفعہ کرنے والا) کہتا ہے میں نے طلب کیا اس صورت میں شفیع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (8)

مسئلہ ۱۱: عورت نے رجعی طلاق کا دعویٰ کیا اس بات پر قسم کھلائی جائے کہ اس وقت مطلقہ نہیں ہے اور بائن یا تین طلاق کا دعویٰ ہو تو یہ قسم کھائے کہ وہ اس وقت ایک طلاق یا تین طلاق سے بائن نہیں ہے۔ یوہیں اگر عورت نے طلاق کا دعویٰ نہیں کیا مگر ایک شخص عادل یا چند اشخاص فساق نے قاضی کے پاس طلاق کی شہادت دی اور شوہر منکر ہے۔ یہاں قاضی شوہر کو قسم دے گا احتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ شوہر کو قسم دے۔ (9)

---

(7) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین... إلخ، ج۲، ص۱۵۹ وغیرہا۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الثانی، ج۴، ص۲۰۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الثانی، ج۴، ص۱۸۔

مسئلہ ۱۲: عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق دینے کی درخواست کی تھی شوہر نے کہا تمھارا امر تمھارے ہاتھ میں ہے یعنی اُس نے تفویض طلاق کی (یعنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا) میں نے بمقتضائے تفویض طلاق دے لی اور میں شوہر پر حرام ہوگئی۔ شوہر کہتا ہے میں نے اختیار طلاق دیا ہی نہیں اس صورت میں حاصل پر قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ سبب پر قسم کھائے یوں کہے واللہ میں نے سوالِ طلاق کے بعد اُس کا امر اُس کے ہاتھ میں نہیں دیا اور نہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اُس نے مجلس تفویض میں اُس تفویض کی رو سے اپنے نفس کو اختیار کیا۔ اور اگر شوہر تفویضِ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے کہ واللہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا اور اگر شوہر تفویض سے انکار کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یوں قسم کھائے واللہ عورت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے اُس مجلس میں اُسے تفویض طلاق نہیں کی۔ (10)

مسئلہ ۱۳: دعویٰ کیا کہ فلاں چیز میں نے فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھی ہے مدعیٰ علیہ کہتا ہے تو نے تنہا نہیں رکھی ہے بلکہ تو اور فلاں شخص دونوں نے ودیعت رکھی ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کل چیز تجھے دے دوں یہ نہیں کروں گا مدعیٰ علیہ پر یہ قسم دی جائے کہ واللہ اس پوری چیز کا فلاں پر واپس کرنا مجھ پر واجب نہیں قسم کھالے گا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۴: اجارہ یا مزارعت (12) میں نزاع ہے تو منکر یوں قسم کھائے واللہ میرے اور فلاں کے ، بین اس مکان کے متعلق اجارہ قائم نہیں ہے یا اس کھیت کے متعلق مزارعت قائم نہیں ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۵: مدعی نے اجرت کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ منکر ہے یوں قسم کھائے واللہ اس شخص کی میرے ذمہ وہ اُجرت نہیں ہے جس کا وہ مدعی ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرا کپڑا پھاڑ دیا اور کپڑا قاضی کے پاس پیش کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے۔ قاضی یہ قسم نہ دے کہ میں نے پھاڑا نہیں کیونکہ کبھی پھاڑنا ایسا ہوتا ہے جس کا حکم یہ

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین۔۔۔ إلخ، الفصل الثانی، ج ۴، ص ۱۸، ۱۹۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین۔۔۔ إلخ، الفصل الثانی، ج ۴، ص ۱۹۔

(12) کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں تقسیم ہوجائے گی مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دوتہائیاں۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین۔۔۔ إلخ، الفصل الثانی، ج ۴، ص ۱۹۔

(14) المرجع السابق، ص ۱۹، ۲۰۔

ہے کہ پھٹنے سے جو اُس کپڑے میں کی ہوگئی ہے وہی لے سکتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ پھٹا ہوا کپڑا پھاڑنے والے کو دے اور اس سے کپڑے کی قیمت کا تاوان لے مثلاً تھوڑا سا پھاڑا ہو اس صورت میں اچھے کپڑے اور پھٹے ہونے کی قیمت معلوم کریں جو فرق ہو وہ پھاڑنے والے سے وصول کیا جائے اور یوں قسم کھائے واللہ مجھ پر اتنے روپے واجب نہیں اور اگر زیادہ پھٹا ہے تو مدعی کو اختیار ہے کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے یا کپڑا دے دے اور اُس کی قیمت کا تاوان لے اس صورت میں یہ قسم کھائے کہ میں نے اُس طرح نہیں پھاڑا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا۔(15)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص کے پاس ایک چیز ہے۔ دو شخصوں نے اُس پر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے چیز میری ہے اس نے غصب کرلی ہے یا میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے۔ اُس مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کرلیا کہ اسکی ہے اور دوسرے کے لیے انکار کردیا۔ حکم ہوگا کہ چیز مقرلہ (جس کے لئے اقرار کیا گیا) کو دیدے اب دوسرا شخص مدعیٰ علیہ سے حلف لینا چاہتا ہو نہیں لے سکتا کیونکہ اُس کے قبضہ میں چیز نہیں رہی وہ مدعیٰ علیہ نہیں رہا اس کو اگر خصومت کرنی ہو مقرلہ سے کرے کہ اب وہی قابض ہے اگر یہ شخص یہ کہے کہ اُس نے دوسرے کے لیے اس غرض سے اقرار کیا کہ اپنے سے یمین کو دفع کرے لہٰذا قسم دی جائے قاضی اس کی بات قبول نہ کرے۔ اور اگر دونوں کے لیے اُس نے اقرار کیا دونوں کو تسلیم کردی جائے گی اب ان میں سے اگر کوئی یہ چاہے کہ نصف باقی کے متعلق مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے یہ بات نامقبول ہے اور اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے انکار کیا تو دونوں کے مقابل میں حلف دیا جائے۔(16)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے اپنے باپ کے ترکے کی ایک زمین ہبہ کردی اور موہوب لہ کو (جسے ہبہ کی اس کو) قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد اُس میت کی زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ اس زمین کے ہبہ کرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہوا اور یہ زمین میرے حصہ میں آئی موہوب لہ یہ کہتا ہے کہ تقسیم کے بعد زمین کا ہبہ ہوا ہے اور یہ زمین واہب کے حصہ میں پڑی تھی اور موہوب لہ اپنی بات کو گواہوں سے ثابت نہ کرسکا اور عورت نے اپنی بات پر قسم کھالی موہوب لہ دیگر ورثہ پر حلف نہیں دے سکتا حکم یہ ہوگا کہ زمین واپس کرے۔(17)

مسئلہ ۱۹: اگر سبب ایسا ہے جو مرتفع نہیں ہوتا تو سبب پر حلف دیں گے مثلاً غلام مسلم نے مولے پر عتق کا دعویٰ کیا اور مولے منکر ہے اُسے یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم اُسے آزاد نہیں کیا ہے۔(18)

---

(15) المرجع السابق، ص۲۰، ۲۱.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... الخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۲۹.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین... الخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۳۱.

(18) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین... الخ، ج۲، ص۱۵۹.

مسئلہ ۲۰: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے اس معاملہ میں ایک مرتبہ مجھ سے قسم کھلوا چکا ہے اگر وہ پہلا حلف کسی حاکم یا پنچ کے سامنے ہوا ہے اور گواہوں سے مدعیٰ علیہ نے یہ ثابت کر دیا تو قبول کر لیا جائے گا ورنہ مدعی جو اس حلف سے منکر ہے اُس کو قسم کھانی ہوگی۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہے اور مدعی منکر ہے اور مدعیٰ علیہ اپنی اس بات پر گواہ نہیں پیش کرتا بلکہ مدعی کو حلف دینا چاہتا ہے تو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ دعوے کا جواب اقرار یا انکار ہے اور یہ جو اُس نے کہا یہ جواب نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے مال سے بری کر دیا ہے یعنی معاف کر دیا ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو بری ہو گیا مدعی کا دعویٰ ساقط ورنہ مدعی پر حلف دیا جائے گا وہ قسم کھائے کہ میں نے معاف نہیں کیا تو مطالبہ دلایا جائے گا کیونکہ معاف کرنا ثابت نہیں ہوا اور مال واجب ہونے کو خود مدعیٰ علیہ نے معافی کا دعویٰ کر کے تسلیم کر لیا اور اگر قسم سے انکار کرے تو دعویٰ خارج۔ (19)

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے میں نے یہ حلف کر لیا ہے کہ کبھی قسم نہیں کھاؤں گا اگر قسم کھاؤں تو میری بی بی پر طلاق اس حلف کی وجہ سے قسم کھانے سے مجبور ہوں۔ اس بات کی طرف قاضی التفات نہ کریگا (یعنی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے گا) بلکہ تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کریگا اگر قسم نہیں کھائے گا اُس کے خلاف فیصلہ کر دے گا۔ (20)

❁❁❁❁❁

(19) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الدعوٰی، ج ۸، ص ۳۵۶۔

(20) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الدعوٰی، ج ۸، ص ۳۵۶۔

تحالف کا بیان

بعض ایسی صورتیں ہیں کہ مدعی ومدعی علیہ دونوں کو قسم کھانا پڑتا ہے۔اس کو تحالف کہتے ہیں۔
مسئلہ ۱: بائع (بیچنے والے) ومشتری (خریدارنے والے) میں اختلاف ہوا اسکی چند صورتیں ہیں۔1-مقدار ثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے پانچ روپیہ ثمن ہے دوسرا کہتا ہے دس روپے ہے 2-وصف ثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے کہ اس قسم کا روپیہ ہے دوسرا کہتا ہے اُس قسم کا ہے 3-جنس ثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے روپے سے بیع ہوئی دوسرا کہتا ہے اشرفی (سونے کا سکہ) سے 4-مقدار مبیع میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے من بھر گیہوں (گندم) دوسرا کہتا ہے دو من گیہوں ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جو اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردے گا اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا تو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا جو زیادتی کا دعوے کرتا ہے۔اور اگر فرض کیا جائے کہ بائع کہتا ہے دس روپے میں ایک من گیہوں بیچے اور مشتری کہتا ہے کہ پانچ روپے میں دو من خریدے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ دس روپے مشتری دے اور دو من گیہوں لے یعنی بائع نے ثمن زیادہ بتایا اس میں اُس کا بینہ (گواہ) معتبر اور مشتری نے مبیع زیادہ بتائی اس میں اُس کے گواہ معتبر۔اور اگر صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کرنے سے عاجز ہیں تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع نے جو ثمن بتایا ہے اُس پر راضی ہوجا ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری جو کچھ کہتا ہے اُسے مان لو ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا۔اگر ان میں ایک دوسرے کی بات مان لینے پر راضی ہوجائے تو نزاع (جھگڑا) ختم اور اگر دونوں میں کوئی بھی اس کے لیے طیار نہیں تو دونوں پر حلف دیا جائے گا۔(1)

مسئلہ ۲: اگر روپے اشرفی سے بیع ہوئی تو پہلے مشتری کو حلف دیں گے اس کے بعد بائع کو اور بیع مقایضہ ہے یعنی دونوں طرف متاع (سامان) ہے تو قاضی کو اختیار ہے جس سے چاہے پہلے قسم لے اور جس سے چاہے پیچھے۔اگر قسم سے انکار کردیا تو جو قسم سے انکار کریگا دوسرے کا دعویٰ اُس کے ذمہ لازم کردیا جائے گا اور دونوں نے قسم کھالی تو بیع فسخ کردی جائیگی کہ قطع نزاع کی (جھگڑا ختم کرنے کی) کوئی صورت اسکے سوا نہیں۔(2)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۰۔

والدر مختار، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۸، ص۳۵۷۔

(2) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۰۔

مسئلہ ۳: محض تحالف سے بیع فسخ نہیں ہوگی جب تک دونوں متفق ہو کر فسخ نہ کریں یا اُن میں سے کسی کے کہنے سے قاضی فسخ نہ کر دے۔(3)

مسئلہ ۴: تحالف اُس وقت ہوگا جب مبیع موجود ہو اگر ہلاک ہوگئی ہے تو تحالف نہیں بلکہ اگر بائع کے پاس ہلاک ہوئی تو بیع ہی فسخ ہو چکی تحالف سے کیا فائدہ اور اگر مشتری کے یہاں ہلاک ہوئی تو مبیع میں کوئی اختلاف نہیں ثمن کا جھگڑا ہے گواہ نہیں ہیں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے یوہیں اگر مبیع ملکِ مشتری سے خارج ہو چکی یا اُس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ اب واپس نہ ہو سکے اس صورت میں بھی صرف مشتری پر حلف ہے یا مبیع میں کوئی ایسی زیادتی ہوگئی کہ رد کے لیے مانع ہو زیادت متصلہ (4) ہو یا منفصلہ (5) تو تحالف نہیں ہاں اگر مبیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے ہلاک کیا ہو تو اُس کی قیمت مبیع کے قائم مقام ہے اور اس صورت میں تحالف ہے۔(6)

مسئلہ ۵: بیع مقایضہ میں دونوں چیزیں مبیع ہیں دونوں میں سے ایک بھی باقی ہو تحالف ہوگا اور دونوں جاتی رہیں تحالف نہیں۔(7)

مسئلہ ۶: مبیع کا ایک حصہ ہلاک ہو چکا یا ملک مشتری سے خارج ہو گیا مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں خریدی تھیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اس صورت میں تحالف نہیں ہے۔ ہاں اگر بائع اس پر طیار ہو جائے کہ جو جز مبیع کا ہلاک ہو گیا اُس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ مشتری بتاتا ہے اُسے ترک کر دے تو تحالف ہے۔(8)

مسئلہ ۷: اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو تحالف موافق قیاس ہے کہ بائع زیادت ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مشتری منکر ہے۔ اور منکر پر حلف (قسم) ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ اِتنا ثمن لے کر تسلیم مبیع کرنا (بیچی گئی چیز حوالہ کرنا) تم پر واجب ہے اور بائع اس کا منکر ہے یعنی دونوں منکر ہیں لہٰذا دونوں پر حلف ہے اور مبیع پر جب مشتری نے قبضہ کر لیا تو اب مشتری کا کوئی دعویٰ نہیں صرف بائع مدعی (دعوے کرنے والا) ہے اور مشتری منکر اس صورت میں تحالف خلاف

---

(3) الدرالمختار، کتاب ،دعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۵۸۔

(4) یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو جیسے کپڑا رنگ دینا۔

(5) یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو جیسے جانور کا بچہ جننا۔

(6) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۶۰۔

والھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۱، ۱۶۲۔

(7) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۱۔

(8) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۲۔

قیاس ہے مگر حدیث سے تحالف اس صورت میں بھی ثابت ہے لہٰذا ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اور قیاس کو چھوڑتے ہیں۔(9)

مسئلہ ۸: تحالف کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بائع یہ قسم کھائے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے اور مشتری قسم کھائے کہ واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے اور بعض علما نفی و اثبات دونوں کو بطور تاکید جمع کرتے ہیں مثلاً بائع کہے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے بلکہ دو ہزار میں بیچا ہے اور مشتری کہے واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے بلکہ ایک ہزار میں خریدا ہے۔ مگر پہلی صورت ٹھیک ہے۔ کیونکہ یمین (قسم) اثبات کے لیے نہیں بلکہ نفی کے لیے ہے۔(10)

مسئلہ ۹: تحالف اُس وقت ہے کہ بدل میں اختلاف مقصود ہو اور اگر ثمن میں اختلاف ضمنی طور پر ہو تو تحالف نہیں مثلاً ایک شخص نے روپیہ سیر کے حساب سے گھی بیچا اور برتن سمیت تول دیا کہ گھی خالی کرنے کے بعد پھر برتن تول لیا جائے گا جو برتن کا وزن ہوگا مِنہا کردیا جائے گا۔(الگ کردیا جائے گا) اس وقت گھی برتن سمیت دس سیر ہوا مشتری برتن خالی کرکے لاتا ہے بائع کہتا ہے یہ برتن میرا نہیں یہ تو دو سیر وزن کا ہے۔ اور میرا برتن سیر بھر کا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بائع نو سیر گھی کے دام مانگتا ہے اور مشتری آٹھ سیر کے دام اپنے اوپر واجب بتاتا ہے۔ یہاں ثمن میں اختلاف ہوا مگر برتن کے ضمن میں ہے لہٰذا یہاں تحالف نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: ثمن یا مبیع کے سوا کسی دوسری چیز میں اختلاف ہو تو تحالف نہیں مثلاً مشتری کہتا ہے کہ ثمن کے لیے میعاد تھی اور بائع کہتا ہے نہ تھی بائع منکر ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یا ثمن کی میعاد ہے مگر بائع کہتا ہے یہ شرط تھی کہ کوئی چیز مشتری رہن (گروی) رکھے گا مشتری انکار کرتا ہے یا ایک خیار شرط کا مدعی ہے دوسرا منکر ہے یا ثمن کے لیے ضامن کی شرط تھی یا نہ تھی یا ثمن یا مبیع کے قبضہ میں اختلاف ہے یا ثمن کے معاف کرنے یا اس کا کوئی جز کم کرنے میں اختلاف ہو یا مسلم فیہ کی جائے تسلیم (یعنی مال سپُرد کرنے کی جگہ) میں اختلاف ہے ان سب صورتوں میں، منکر پر حلف ہے اور حلف کے ساتھ اُسی کا قول معتبر۔(12)

---

(9) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۰۔

(10) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۱۔

(11) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸، ص۳۵۹۔

(12) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸ ص۳۵۹۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الرابع فی التحالف، ج۴، ص۳۳۔

مسئلہ ۱۱: نفس عقد بیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے بیع ہوئی ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہوئی اس میں تحالف نہیں بلکہ جو منکر بیع ہے اُسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: جنس ثمن کا اختلاف اگرچہ مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہوایک کہتا ہے ثمن روپیہ ہے دوسرا اشرفی بتاتا ہے اس میں تحالف ہے اور دونوں قسم کھاجائیں تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت لازم ہوگی۔(14)

مسئلہ ۱۳: بائع کہتا ہے یہ چیز میں نے تمھارے ہاتھ سو روپے میں بیع کی ہے جس کی میعاد دس ماہ ہے یوں کہ ہر ماہ میں دس روپے دو اور مشتری یہ کہتا ہے میں نے یہ چیز تم سے پچاس روپے میں خریدی ہے ڈھائی روپے ماہوار مجھے ادا کرنے ہیں یوں کل میعاد بیس ماہ ہے دونوں نے گواہ پیش کردیے اس صورت میں دونوں شہادتیں مقبول ہیں چھ ماہ تک بائع مشتری سے دس روپے ماہوار وصول کرے گا۔ اور ساتویں مہینے میں ساڑھے سات روپے اسکے بعد ہر ماہ میں ڈھائی روپے یہاں تک کہ سو روپے کی پوری رقم ادا ہوجائے۔(15)

مسئلہ ۱۴: بیع سلم میں اقالہ کرنے کے بعد راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا اس میں تحالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں صرف رب السلم مدعی ہے اور مسلم الیہ منکر جو کچھ مسلم الیہ کہتا ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(16)

مسئلہ ۱۵: بیع میں اقالہ کے بعد ثمن کی مقدار میں اختلاف ہوا مثلاً مشتری ایک ہزار بتاتا ہے اور بائع پانسو کہتا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں دونوں پر حلف دیا جائے اگر دونوں قسم کھاجائیں اقالہ کو فسخ کیا جائے۔ اب پہلی بیع لوٹ آئے گی۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ بیع کا اقالہ ہوچکا ہے مگر ابھی تک مبیع پر مشتری کا قبضہ ہے اب تک اُس نے واپس نہیں کی ہے اور اگر اقالہ کے بعد مشتری نے مبیع واپس کردی اس کے بعد ثمن کی کمی وبیشی میں اختلاف ہوا تو تحالف نہیں بلکہ بائع پر حلف ہوگا کہ یہی ثمن کم بتاتا ہے اور زیادتی کا منکر ہے۔(17)

مسئلہ ۱۶: زوجین (میاں بیوی) میں مہر کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا یا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کس جنس کا تھا دونوں میں جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا تو دیکھا جائے گا کہ مہر

---

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الرابع فی التحالف، ج۴، ص۳۲۔

(14) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸، ص۳۶۰۔

(15) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۷، ص۳۷۶۔

(16) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸، ص۳۶۱۔

(17) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۷، ص۳۷۷۔

والھدایۃ، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۳۔

مثل کسی کی تائید کرتا ہے مرد کی یا عورت کی مثلاً مرد یہ کہتا ہے کہ مہر ایک ہزار تھا اور عورت دو ہزار بتاتی ہے تو اگر مہر مثل شوہر کی تائید میں ہے یعنی ایک ہزار یا کم تو عورت کے گواہ معتبر اور مہر مثل عورت کی تائید کرتا ہو یعنی دو ہزار یا زیادہ تو شوہر کے گواہ معتبر اور اگر مہر مثل کسی کی تائید میں نہ ہو بلکہ دونوں کے مابین ہو مثلاً ڈیڑھ ہزار تو دونوں کے گواہ بیکار اور مہر مثل دلایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تو تحالف ہے اور فرض کرو دونوں نے قسم کھالی تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ یہ قرار پائے گا کہ نکاح میں کوئی مہر مقرر نہیں ہوا اور اسکی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بخلاف بیع کہ وہاں ثمن کے نہ ہونے سے بیع نہیں رہ سکتی لہٰذا فسخ کرنا پڑتا ہے تحالف کی صورت میں پہلے کون قسم کھائے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں بہتر یہ کہ قرعہ ڈالا جائے۔ جس کا نام نکلے وہی پہلے قسم کھائے اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر یہ کہ پہلے شوہر پر حلف دیا جائے اور قسم سے جو نکول (انکار) کریگا اُس پر دوسرے کا دعویٰ لازم اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مہر کا مسمّٰی ہونا (معین ہونا) ثابت نہیں ہوا اور مہر مثل کو جس کے قول کی تائید میں پائیں گے اُسی کے موافق حکم دیں گے یعنی اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اُس سے بھی کم تو شوہر کے قول کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اُس سے بھی زیادہ تو عورت جو کہتی ہے اُس کے موافق فیصلہ کیا جائے اور اگر مہر مثل دونوں کے درمیان میں ہو تو مہر مثل کا حکم دیا جائے۔(18)

مسئلہ ۱۷: موجر (اجرت پر دینے والے) اور مستاجر (اُجرت پر لینے والے) میں اُجرت کی مقدار میں اختلاف ہے یا مدتِ اجارہ کے متعلق اختلاف ہے اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو تحالف ہے کیونکہ اس صورت میں ہر ایک مدعی (دعوی کرنے والا) اور ہر ایک منکر (انکار کرنے والا) ہے اور دونوں قسم کھاجائیں تو اجارہ کو فسخ کردیا جائے۔ اگر اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے تو مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اور مدت میں اختلاف ہے تو موجر پہلے قسم کھائے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو اُجرت میں موجر کے گواہ معتبر ہیں اور مدت کے متعلق مستاجر کے گواہ معتبر اور اگر مدت و اجرت دونوں میں اختلاف ہو اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدت کے بارے میں مستاجر کے گواہ معتبر اور اجرت کے متعلق موجر کے معتبر۔ اور اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے کے بعد ہے تو تحالف نہیں بلکہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مستاجر پر حلف دیا جائے اور قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر اور اگر کچھ تھوڑی سی منفعت حاصل کرلی ہے کچھ باقی ہے۔ مثلاً ابھی پندرہ ہی دن مکان میں رہتے ہوئے گزرے ہیں اور

(18) الھدایۃ، کتاب الدعوٰی، باب التحالف، ج۲، ص۱۶۳-۱۶۴.

والبحر الرائق، کتاب الدعوٰی، باب التحالف، ج۷، ص۳۸۰.

والدرالمختار، کتاب الدعوٰی، باب التحالف، ج۸، ص۳۶۲.

اختلاف ہوا کہ کرایہ کیا ہے پانچ روپے ہے یا دس روپے یا میعاد کیا ہے ایک ماہ یا دو ماہ اس صورت میں تحالف ہے اگر دونوں قسم کھا جائیں تو جو مدت باقی ہے اُس کا اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے بارے میں مستاجر کے قول کے موافق فیصلہ ہو۔(19)

مسئلہ ۱۸: اجارہ میں منفعت حاصل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس مدت میں مستاجر تحصیل منفعت پر قادر ہو مثلاً مکان اجارہ پر دیا اور مستاجر کو سپرد کر دیا قبضہ دے دیا تو جتنے دن گزریں گے کرایہ واجب ہوتا جائے گا اور منفعت حاصل کرنا قرار دیا جائے گا مستاجر اُس میں رہے یا نہ رہے اور اگر قبضہ نہیں دیا تو منفعت حاصل نہیں ہوئی اس طرح کتنا ہی زمانہ گزر جائے کرایہ واجب نہیں۔(20)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں نے ایک چیز کے متعلق دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے اجارہ پر لی ہے دوسرا کہتا ہے میں نے خریدی ہے اگر مدعیٰ علیہ (جس پر دعوے کیا گیا ہے) نے مستاجر کے موافق اقرار کیا تو خریدار اُس کو حلف (قسم) دے سکتا ہے اور اگر دونوں اجارہ ہی کا دعویٰ کرتے ہوں اور مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کر دیا تو دوسرا حلف نہیں دے سکتا۔(21)

مسئلہ ۲۰: میاں بی بی کے مابین سامانِ خانہ داری (گھریلو سامان) میں اختلاف ہوا اور گواہ نہیں ہیں کہ شوہر کی ملک ثابت ہو یا زوجہ کی تو جو چیز مرد کے لیے خاص ہے جیسے عمامہ، چھڑی، اس کے متعلق قسم کے ساتھ مرد کا قول معتبر ہے۔ اور جو چیزیں عورت کے لیے مخصوص ہیں جیسے زنانے کپڑے اور وہ خاص چیزیں جو عورتوں ہی کے استعمال میں آتی ہیں ان کے متعلق قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہے اور وہ چیزیں جو دونوں کے کام کی ہیں جیسے لوٹا ،کٹورا (بڑا پیالہ) اور استعمال کے دیگر ظروف (ظرف کی جمع برتن) ان میں بھی مرد کا ہی قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ان چیزوں کے بارے میں عورت کے گواہ معتبر ہیں اور اگر گھر کے ہی متعلق اختلاف ہے مرد کہتا ہے میرا ہے عورت کہتی ہے میرا ہے اس کے متعلق شوہر کا قول معتبر ہے۔ ہاں اگر عورت کے پاس گواہ ہوں تو وہ عورت ہی کا مانا جائے گا۔ یہ زن وشو (میاں بیوی) کا اختلاف اور اُس کا یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دونوں زندہ ہوں، اور اگر ایک زندہ ہے اور ایک مر چکا ہے اس کے وارث نے زندہ کے ساتھ اختلاف کیا تو جو چیز دونوں کے کام کی ہے اُس کے متعلق اُس کا قول معتبر ہوگا جو زندہ ہے۔(22)

---

(19) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۴، ۱۶۵۔

(20) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۱۔

(21) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۱۔

(22) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۵۔

مسئلہ ۲۱: مکان میں جو سامان ایسا ہے کہ عورت کے لیے خاص ہے مگر مرد اُس کی تجارت کرتا ہے یا بناتا ہے تو وہ سامان مرد کا ہے یا چیز مرد ہی کے کام کی ہے مگر عورت اُس کی تجارت کرتی ہے یا وہ خود بناتی ہے وہ سامان عورت کا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: زوجین کا اختلاف حالتِ بقاء نکاح (نکاح کے باقی ہونے کی حالت) میں ہو یا فرقت (جدائی) کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے یوہیں جس مکان میں سامان ہے وہ زوج (شوہر) کی ملک ہو یا زوجہ کی یا دونوں کی سب کا ایک ہی حکم ہے اور اختلافات کا لحاظ اُس وقت ہوگا جب عورت نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ چیز شوہر نے خریدی ہے اگر اُس کے خریدنے کا اقرار کرلے گی تو شوہر کی ملک کا اُس نے اقرار کرلیا اس کے بعد پھر عورت کی ملک ہونے کے لیے ثبوت درکار ہے۔(24)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کی چند بی بیوں میں یہی اختلاف ہوا اگر وہ سب ایک گھر میں رہتی ہوں تو سب برابر کی شریک ہیں اور اگر علیحدہ علیحدہ مکانات میں سکونت ہے تو ایک کے یہاں جو چیز ہے اُس سے دوسری کو تعلق نہیں بلکہ وہ عورت گھر والی اور خاوند کے مابین وہی حکم رکھتی ہے جو اوپر مذکور ہوا یوہیں دوسری عورتوں کے مکانات کی چیزیں اُن میں اور اُس خاوند کے مابین مذکور طریقہ پر دلائی جائیں گی۔(25)

مسئلہ ۲۴: باپ اور بیٹے میں اختلاف ہوا خانہ داری کے سامان کے متعلق ہر ایک اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب کچھ باپ کا ہے اور اگر باپ بیٹے کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب چیزیں بیٹے کی ہیں۔ دو پیشے والے ایک مکان میں رہتے ہیں اور اُن آلات میں اختلاف ہوا جن پر قبضہ دونوں کا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اوزار اس کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کے ہیں بلکہ اگر ملک کا ثبوت دونوں میں سے کسی کے پاس نہ ہو تو نصف نصف دونوں کو دے دیے جائیں۔(26)

مسئلہ ۲۵: مالک مکان اور کرایہ دار میں سامان کے متعلق اختلاف ہوا اس میں کرایہ دار کی بات معتبر ہے کہ مکان اسی کے قبضہ میں ہے جو چیزیں مکان میں ہیں اُن پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔(27)

والدر المختار، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۶۳-۳۶۵۔

(23) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ۔ باب التحالف، ج ۷ ص ۳۸۱-۳۸۲۔

(24) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۲، ۳۸۳۔

(25) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۸۳۔

(26) مرجع السابق۔

(27) المرجع السابق۔

مسئلہ ۲۶: عورت جس رات کو رخصت ہوکر میکے سے آئی ہے مرگئی تو اُس گھر کے تمام سامان شوہر کے لیے قرار دینا مستحسن نہیں کیونکہ جب وہ آج ہی آئی ہے تو ضرور حسب حیثیت پلنگ، پیڑھی (چھوٹی چوکی جس پر بیٹھتے ہیں)، میز ،کرسی، صندوق اور ظروف (ظرف کی جمع یعنی برتن) وفروش (بستر، بچھونے، چٹائیاں وغیرہ) وغیر ہا کچھ نہ کچھ جہیز میں لائی ہوگی جس کا تقریباً ہر شہر میں ہر قوم اور ہر خاندان میں رواج ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: جاروب کش (جھاڑو لگانے والا) ایک شخص کے مکان میں جھاڑو دے رہا ہے۔ مخملی بیش قیمت چادر اُس کے کندھے پر پڑی ہے مالک مکان کہتا ہے یہ چادر میری ہے مگر وہ جاروب کش کہتا ہے میری ہے۔صاحب خانہ کا قول معتبر ہے۔دو شخص ایک کشتی میں جارہے ہیں اُس کشتی میں آٹا ہے دونوں میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ کشتی بھی میری ہے اور آٹا بھی میرا ہی ہے۔مگر ان میں ایک شخص کی نسبت مشہور ہے کہ یہ آٹے کی تجارت کرتا ہے اور دوسرے کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ملاح (کشتی چلانے والا) ہے تو آٹا اُسے دیا جائے جو آٹے کی تجارت کرتا ہے۔ اور کشتی ملاح کو۔(29)

❁❁❁❁❁

(28) البحر الرائق، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۷، ص ۳۸۴۔

(29) الدر المختار، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸، ص ۳۶۷۔

کس کو مدعیٰ علیہ بنایا جاسکتا ہے اور کس کی حاضری ضروری ہے

مسئلہ ۱: عین مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) کے متعلق دعویٰ ہو تو راہن و مرتہن دونوں کا حاضر ہونا شرط ہے عاریت و اجارہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی مستعیر (عارضی طور پر کسی سے استعمال کے لیے کوئی چیز لینے والے) و معیر (عارضی طور پر اپنی چیز استعمال کے لیے دینے والے) مستاجر (اُجرت پر لینے والے) و مواجر (اجرت پر دینے والے) دونوں کی حاضری ضروری ہے۔ کھیت کا دعویٰ ہے جو اجارہ میں ہے اگر اُس میں بیج مزارع (کاشتکار) کے ہیں تو اس کا حاضر ہونا ضرور ہے اور بیج مالک کے ہیں اور اوگ آئے ہیں جب بھی مزارع کی حاضری ضروری ہے اور اوگے نہ ہوں تو کاشتکار کی حاضری کچھ ضروری نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ فلاں نے میری زمین غصب کر لی ہے اور وہ مزارع کو دیدی ہے تو مزارع سے کوئی تعلق نہیں۔(1)

مسئلہ ۲: مکان کو بیع کر دیا ہے مگر ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے مستحق دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے اس کا فیصلہ بائع و مشتری دونوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے۔(2)

مسئلہ ۳: بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی۔ اگر مشتری نے قبضہ کر لیا ہے تو مشتری (خریدار) مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو مدعیٰ علیہ بائع ہے اگر مشتری کے لیے شرط خیار ہے تو بائع و مشتری دونوں مدعیٰ علیہ ہوں گے بیع باطل کے ساتھ خریدی ہے تو مشتری کو مدعیٰ علیہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان فلاں شخص کا تھا جو غائب ہے اُس نے اس کے ہاتھ بیع کر دیا جس کے قبضہ میں ہے میں اس پر شفعہ کا دعویٰ کرتا ہوں مدعیٰ علیہ یعنی جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ مکان میرا ہی ہے اس کو میں نے کسی سے نہیں خریدا ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو کچھ نہیں ہوسکتا۔(4)

مسئلہ ۵: وکیل نے مکان کو خرید کر اُس پر قبضہ کر لیا ابھی موکل (وکیل بنانے والے) کو نہیں دیا ہے کہ شفعہ کا دعویٰ ہوا وکیل ہی کے مقابل میں فیصلہ ہوگا موکل کی ضرورت نہیں اور اگر وکیل نے قبضہ نہیں کیا ہے تو موکل کی حاضری ضروری

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الخامس فیمن یصلح خصماً۔۔۔۔۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۶.

(2) المرجع السابق

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الخامس فیمن یصلح خصماً۔۔۔۔۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۶.

(4) المرجع السابق، ص۳۷.

ہے۔(5)

مسئلہ ۶: مکان خریدا اور ابھی تک قبضہ نہیں کیا بائع سے کسی نے چھین لیا اگر مشتری نے ثمن ادا کر دیا ہے یا ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہے تو دعویٰ مشتری کو کرنا ہوگا۔ ورنہ بائع کو۔(6)

مسئلہ ۷: مال مضاربت پر اِستحقاق ہوا (کسی کا حق ثابت ہوا)۔ اگر اُس میں نفع ہے تو بقدر نفع (نفع کے برابر) مدعیٰ علیہ (جس پر دعوے کیا گیا ہے) مضارِب ہوگا ورنہ ربُّ المال۔(7)

۞۞۞۞۞

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الخامس فیمن یصلح خصما... إلخ، ج۴، ص۷۔

(6) المرجع السابق۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب الخامس فیمن یصلح خصما... إلخ، ج۴، ص۱۴۔

دعویٰ دفع کرنے کا بیان

دفعِ دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس پر دعویٰ کیا گیا وہ ایسی صورت پیش کرتا ہے جس سے وہ مدعیٰ علیہ نہ بن سکے بلکہ اُس پر سے دفع ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱: ذوالید (جس کے قبضہ میں وہ چیز ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے اس پر میرا قبضہ مالکانہ نہیں ہے بلکہ زید نے میرے پاس امانت رکھی ہے یا عاریت کے طور پر دی ہے، یا کرایہ پر دی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا میں نے اُس سے غصب کی ہے اور زید جس کا نام مدعیٰ علیہ نے لیا غائب ہے یعنی اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے یا اتنی دور چلا گیا ہے کہ اُس تک پہنچنا دشوار ہے یا ایسی جگہ چلا گیا جو نزدیک ہے بہرحال اگر مدعیٰ علیہ اپنی اس بات کو گواہوں سے ثابت کردے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائے گا جبکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہو، یوہیں اگر مدعیٰ علیہ اس بات کا ثبوت دیدے کہ خود مدعی نے ملک زید کا اقرار کیا ہے تو دعوے خارج ہو جائے گا۔ اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ جس چیز کا دعویٰ ہو وہ موجود ہو ہلاک نہ ہوئی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اُس شخص غائب کو نام ونسب کے ساتھ جانتے ہوں اور اُسکی شناخت بھی رکھتے ہوں یہ کہتے ہوں کہ اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو ہم پہچان لیں گے۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر مدعیٰ علیہ نے اُس شخصِ غائب کی تعیین نہیں کی ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے جس کا نام ونسب کچھ نہیں بتاتا تو اس کہنے سے دعوے سے بری نہیں ہوگا۔ (2) امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ دعوے سے اُس وقت بری ہوگا کہ وہ حیلہ ساز اور چال باز (دھوکہ باز) شخص نہ ہو ایسا ہوگا تو دعوی دفع نہیں ہوگا اس لیے کہ چال باز آدمی یہ کرسکتا ہے کہ کسی کی چیز غصب کر کے خفیۃً (چھپا کر) کسی پردیسی آدمی کو دیدے اور یہ کہدے کہ فلاں وقت میرے پاس یہ چیز لے کر آنا اور لوگوں کے سامنے یہ کہدینا کہ یہ میری چیز امانت رکھ لو اس نے وقت معین پر معتبر آدمیوں کو کسی حیلہ سے اپنے یہاں بلالیا اُس شخص نے اُن کے سامنے امانت رکھ دی اور اپنا نام ونسب بھی بتادیا اور چلا گیا اب جب کہ مالک نے دعویٰ کیا تو اس شخص نے کہدیا کہ فلاں

---

(1) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۶۸۔

و الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، فصل فیمن لا یکون خصما، ج ۲، ص ۱۶۶۔

(2) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۶۸۔

غائب نے امانت رکھی ہے اور ان لوگوں کو گواہی میں پیش کردیا مقدمہ ختم ہوگیا اب نہ وہ پردیسی آئے گا نہ چیز کا کوئی مطالبہ کریگا یوں پرایا مال (غیر کا مال) ہضم کرلیا جائے گا لہٰذا ایسے حیلہ باز آدمی کی بات قابلِ اعتبار نہیں نہ اُس سے دعویٰ دفع ہو اس قول امام ابو یوسف کو بعض فقہا نے اختیار کیا ہے۔(3)

مسئلہ ۳: مدعیٰ علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ جس کی چیز ہے اُس نے اس کو میری حفاظت میں دیا ہے یا جس کا مکان ہے اُس نے مجھے اس میں رکھا ہے یا میں نے اُس سے یہ چیز چھین لی ہے یا چرالی ہے یا وہ بھول کر چلا گیا میں نے اُٹھالی ہے یا یہ کھیت اُس نے مجھے مزارعت پر دیا ہے ان صورتوں کا بھی وہی حکم ہے کہ گواہوں سے ثابت کردے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا۔(4)

مسئلہ ۴: اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی ہے یا گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اُس شخص کو پہچانتے نہیں یا خود ذوالید نے ایسا اقرار کیا جس کی وجہ سے وہ مدعیٰ علیہ بن سکتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے یا اُس غائب نے مجھے ہبہ کی ہے یا مدعی نے اس پر ملک مطلق کا دعویٰ ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے کسی فعل کا دعویٰ ہے مثلاً اس شخص نے میری یہ چیز غصب کرلی ہے یا یہ چیز میری چوری گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے چرائی تاکہ پردہ پوشی رہے اگرچہ مقصود یہی ہے کہ اس نے چرائی ہے اور ان سب صورتوں میں ذوالید یہ جواب دیتا ہے کہ فلاں غائب نے میرے پاس امانت رکھی ہے وغیرہ وغیرہ تو دعوائے مدعی اس بیان سے دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی نے غصب میں یہ کہا کہ یہ چیز مجھ سے غصب کی گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے غصب کی تو دعویٰ دفع ہوگا کیونکہ اس صورت میں حد نہیں ہے کہ پردہ پوشی اور اُس پر سے حد دفع کرنے کے لیے عبارت میں یہ کنایہ اختیار کیا جائے۔(5)

مسئلہ ۵: مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) کچہری سے باہر یہ کہتا تھا کہ میری ملک ہے اور کچہری میں یہ کہتا ہے کہ میرے پاس فلاں کی امانت ہے یا اُس نے رہن رکھا ہے اور اُس پر گواہ پیش کرتا ہے دعویٰ دفع ہوجائے گا مگر جبکہ مدعی گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ اس نے خود اپنی ملک کا اقرار کیا ہے تو دعویٰ دفع نہ ہوگا۔(6)

مسئلہ ۶: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اس کو میں نے فلاں شخص غائب سے خریدا ہے مدعیٰ علیہ نے جواب

---

(3) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، فصل فیمن لا یکون خصما، ج۲، ص۱۶۶۔
والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج۸، ص۳۶۹۔

(4) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج۸، ص۳۷۰۔

(5) الدرالمختار، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج۸، ص۳۷۱۔

(6) الدرالمختار، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج۸، ص۳۷۲۔

میں کہا اُسی غائب نے خود میرے پاس امانت رکھی ہے تو دعویٰ دفع ہو جائے گا اگر چہ مدعیٰ علیہ اپنی بات پر گواہ بھی پیش نہ کرے اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس کے خود امانت رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا اس کے وکیل نے میرے پاس امانت رکھی ہے تو بغیر گواہوں سے ثابت کیے دعویٰ دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ اُس غائب سے میں نے خریدی اور اُس نے مجھے قبضہ کا وکیل کیا ہے اور اُس کو گواہ سے ثابت کر دیا تو مدعی کو چیز دلادی جائے گی اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس غائب سے مدعی کے خریدنے کا اقرار کیا اس نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا تو دیدینے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔(7)

مسئلہ ۷: دعویٰ کیا کہ چیز میری ہے فلاں غائب نے اس کو غصب کرلیا اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اُسی غائب شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے دعویٰ دفع ہو جائے گا اور اگر غصب کی جگہ مدعی نے چوری کہا اور مدعیٰ علیہ نے وہی جواب دیا دعویٰ دفع نہیں ہوگا۔(8)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے اپنی بہن کے یہاں سے کوئی چیز لے جا کر رہن رکھ دی اور غائب ہوگیا اُس کی بہن نے ذی الید پر دعویٰ کیا اُس نے جواب دیا کہ فلاں نے میرے پاس رہن (گروی) رکھی ہے اگر عورت نے اپنے بھائی کے غصب کا دعویٰ کیا ہے اور ذی الید نے گواہوں سے رہن ثابت کر دیا دعویٰ دفع ہے اور اگر چوری کا دعویٰ کیا ہے دفع نہیں ہوگا۔(9)

مسئلہ ۹: مدعی (دعوی کرنے والا) کہتا ہے یہ چیز فلاں شخص نے مجھے کرایہ پر دی ہے مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) بھی یہی کہتا ہے مجھے کرایہ پر دی ہے پہلا شخص دوسرے پر دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر مدعی نے رہن یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے میرے کرایہ میں ہے جب بھی اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا اجارہ یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے میں نے خریدی ہے تو اس پر دعویٰ ہوگا۔(10)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اس دعوے کا میں مدعیٰ علیہ نہیں بن سکتا میں اس کو دفع کروں گا مجھے مہلت دی جائے اُس کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ دوسری نشست میں اس کو ثابت کر سکے۔(11)

---

(7) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، فصل فیمن لایکون خصما، ج ۲، ص ۱۶۷۔

والدرالمختار، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۷۳ ۳۔

(8) الدر لمختار، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۷۳ ۳۔

(9) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۹۶۔

(10) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۷۴ ۳۔

(11) المرجع السابق۔

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے عمرو سے خریدا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ میں نے خود اسی مدعی سے اس مکان کو خریدا ہے۔ مدعی کہتا ہے کہ ہمارے مابین جو بیع ہوئی تھی اُس کا اقالہ ہوگیا اس سے دعویٰ دفع ہوجائے گا۔(12)

مسئلہ ۱۲: مدعیٰ علیہ نے جواب دیا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ چیز مدعیٰ علیہ کے ہاتھ بیع کردی ہے اگر اسے گواہوں سے ثابت کردے یا بصورت گواہ نہ ہونے کے مدعی پر حلف دیا اُس نے انکار کردیا دعویٰ دفع ہوجائے گا۔(13)

مسئلہ ۱۳: عورت نے ورثہ شوہر پر میراث و مہر کا دعویٰ کیا اُنھوں نے جواب میں کہا مورث نے اپنے مرنے سے دو سال پہلے اسے حرام کردیا تھا۔ عورت نے اس کے دفع کرنے کے لیے ثابت کیا کہ شوہر نے مرض الموت میں میرے حلال ہونے کا اقرار کیا ہے ورثہ کی بات دفع ہوجائے گی۔(14)

مسئلہ ۱۴: عورت نے شوہر کے بیٹے پر میراث کا دعویٰ کیا بیٹے نے انکار کردیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل باپ کی منکوحہ (بیوی) ہونے سے انکار کردے کبھی اس کے باپ نے نکاح کیا ہی نہ تھا۔ دوم یہ کہ مرنے کے وقت یہ اس کی منکوحہ نہ تھی۔ عورت نے گواہوں سے اپنا منکوحہ ہونا ثابت کیا اور بیٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ اُس کے باپ نے تین طلاقیں دیدی تھیں اور مرنے سے پہلے عدّت بھی ختم ہوچکی تھی اگر پہلی صورت میں لڑکے نے یہ جواب دیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہیں کہ پہلے قول سے متناقض ہے۔(یعنی پہلے قول کے مخالف ہے) اور دوسری صورت میں یہ گواہ پیش کئے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہیں۔(15)

مسئلہ ۱۵: دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا تم پر اتنا چاہیے اُن کا انتقال ہوا اور تنہا مجھے وارث چھوڑا لہٰذا وہ مال مجھے دو مدعیٰ علیہ نے کہا تمہارے باپ کا مجھ پر جو کچھ چاہیے تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے اُس کے لیے فلاں کی طرف سے کفالت کی تھی اور مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) نے تمھارے باپ کی زندگی میں اُسے دین ادا کردیا مدعی نے یہ تسلیم کیا کہ اس سے مطالبہ بحکم کفالت ہے مگر یہ کہ مکفول عنہ نے ادا کردیا تسلیم نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مدعیٰ علیہ اس کو گواہ سے ثابت کردے گا دعویٰ دفع ہوجائے گا یوہیں اگر مدعیٰ علیہ نے یہ کہا کہ تمھارے والد نے مجھے کفالت سے بری

---

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب السادس فیما تدفع بہ۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۵۱۔

(13) المرجع سابق۔

(14) المرجع السابق، ص۵۲

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعویٰ والبینات، باب ما یبطل دعوی المدعی۔۔۔ إلخ، ج۲، ص۱۰۲۔۱۰۳۔

کردیا تھا یا اُس کے مرنے کے بعد تم نے بری کردیا تھا اور اس کو گواہ سے ثابت کردیا دعویٰ دفع ہوگیا۔(16)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے تم پر سو روپے ہیں وہ مر گئے تنہا میں وارث ہوں مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کو میں نے فلاں پر حوالہ کردیا اور محتال علیہ (جس پر حوالہ کیا گیا ہے) بھی تصدیق کرتا ہے خصومت مند فع نہ ہوگی (مقدمہ ختم نہ ہوگا) جب تک حوالہ کو گواہوں سے نہ ثابت کرے۔(17)

مسئلہ ۱۷: سوتیلی ماں پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے میرے باپ کا ترکہ ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہاں تمھارے باپ کا ترکہ ہے مگر قاضی نے اس مکان کو میرے مہر کے بدلے میرے ہی ہاتھ بیع کردیا تم اُس وقت چھوٹے تھے تمہیں خبر نہیں اگر عورت یہ بات گواہوں سے ثابت کردے گی دعویٰ دفع ہوجائے گا۔(18)

مسئلہ ۱۸: ایک بھائی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے اس میں میں بھی شریک ہوں کیونکہ یہ ہمارے باپ کی میراث ہے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ مکان میرا ہے ہمارے باپ کا اس میں کچھ نہ تھا۔ اس کے بعد مدعی علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ سے خریدا ہے یا میرے باپ نے اس مکان کا میرے لیے اقرار کیا تھا۔ یہ دعویٰ صحیح ہے اور اس پر گواہ پیش کریگا مقبول ہوں گے اور اگر بھائی کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے باپ کا کبھی نہ تھا۔ یا یہ کہ اس میں باپ کا کوئی حق کبھی نہ تھا۔ پھر وہ دعویٰ کیا تو نہ دعویٰ مسموع، (یعنی نہ دعوے سنا جائے گا) نہ اُس پر گواہ مقبول۔(19)

❁❁❁❁❁

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب السادس فیما تدفع۔۔۔۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۵۲.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب السادس فیما تدفع... إلخ، ج۴، ص۵۲.

(18) المرجع السابق.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب السادس فیما تدفع... إلخ، ج۴، ص۵۳.

جوابِ دعویٰ

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا میں دیکھوں گا غور کروں گا۔ یہ جواب نہیں ہے۔ جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ یوہیں اگر یہ کہا مجھے معلوم نہیں یا یہ کہا معلوم نہیں میری ہے یا نہیں یا کہا معلوم نہیں مدعی کی ملک ہے یا نہیں ان سب صورتوں میں دعوے کا جواب نہیں ہوا جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا اور ٹھیک جواب نہ دے تو اُسے منکر قرار دیا جائے۔(1)

مسئلہ ۲: جائداد کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے جواب دیا اس جائداد میں منجملہ تین سہام (یعنی تین حصوں میں سے) دو سہام میرے ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں اور ایک سہم فلاں غائب کی ملک ہے جو میرے ہاتھ میں امانت ہے۔ مدعیٰ علیہ کا یہ جواب مکمل ہے مگر خصومت (جھگڑا) اس وقت دفع ہوگی کہ ایک سہم کا امانت ہونا گواہ سے ثابت کردے۔(2)

مسئلہ ۳: مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعیٰ علیہ نے غصب کرلیا ہے۔ مدعیٰ علیہ نے کہا کہ یہ پورا مکان میرے ہاتھ میں بوجہ شرعی ہے مدعی کو ہرگز نہیں دونگا۔ یہ جواب غصب کے مقابل میں پورا ہے کہ غصب کا انکار ہے مگر ملک کے متعلق ناکافی ہے۔(3)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ تھا مدعیٰ علیہ نے کہا مکان میرا ہے پھر کہا وقف ہے یا یوں کہا کہ یہ مکان وقف ہے اور بحیثیت متولی میرے ہاتھ میں ہے یہ مکمل جواب ہے اور مدعیٰ علیہ کو گواہوں سے وقف ثابت کرنا ہوگا۔(4)

❀❀❀❀❀

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب السابع فیما یکون جوابا... إلخ، ج۴، ص۶۲۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب السابع، فیما یکون جوابا... إلخ، ج۴، ص۶۲۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب السابع فیما یکون... إلخ، ج۴، ص۶۲۔

دو شخصوں کے دعوے کرنے کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے دو حقدار ایک شخص (یعنی ذی الید) کے مقابل میں کھڑے ہوجاتے ہیں ہر ایک اپنا حق ثابت کرتا ہے۔ یہ بات پہلے بتائی گئی ہے کہ خارج کے گواہ کو ذوالید کے گواہ پر ترجیح ہے مگر جبکہ ذوالید کے گواہوں نے وہ وقت بیان کیا جو خارج کے وقت سے مقدم ہے تو ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہوگی مگر بعض صورتیں بظاہر ایسی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ذوالید کی تاریخ مقدم ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم نہیں مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے ایک مہینہ سے میرے یہاں سے غائب ہے ذوالید کہتا ہے یہ چیز ایک سال سے میری ہے مدعی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی اور اُسی کے موافق فیصلہ ہوگا کیونکہ مدعی نے ملک کی تاریخ نہیں بیان کی ہے تاکہ ذوالید کے گواہوں کو ترجیح دی جائے بلکہ غائب ہونے کی تاریخ بتائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ملک مدعی کی تاریخ ایک سال سے زیادہ کی ہو۔(1)

مسئلہ ۱: ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میرے قبضہ میں ہے اگر ایک نے گواہوں سے اپنا قبضہ ثابت کر دیا تو وہی قابض مانا جائیگا دوسرا خارج قرار دیا جائے گا پھر وہ شخص جس کو قابض قرار دیا گیا اگر گواہوں سے اپنی ملک مطلق ثابت کرنا چاہے گا مقبول نہ ہوں گے کہ ملک مطلق میں ذوالید کے گواہ معتبر نہیں اور اگر قبضہ کے گواہ نہ پیش کرے تو حلف کسی پر نہیں۔(2)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دوسرے سے چیز چھین لی جب اُس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نے اس لیے لے لی کہ یہ چیز میری تھی اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی یہ گواہ مقبول ہیں کہ اگرچہ اس وقت یہ ذوالید ہے مگر حقیقت میں ذوالید نہ تھا بلکہ خارج تھا اُس سے لے لینے کے بعد ذوالید ہوا۔(3)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے زمین چھین کر اُس میں زراعت بوئی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اُس نے غصب کرلی اگر گواہوں سے اُس کا غصب کرنا ثابت کریگا ذوالید یہ ہوگا اور کھیت بونے والا خارج قرار پائے گا اور اگر اُس کا قبضہ جدید نہیں ثابت کریگا تو ذوالید وہی بونے والا ٹھہرے گا۔ ان مسائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ظاہری

---

(1) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۸، ص ۳۷۵،۳۷۶۔

(2) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸۔

(3) المرجع السابق۔

قبضہ کے اعتبار سے ذوالید نہیں ہوتا۔(4)

مسئلہ ۴: دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا ہر ایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔(5)

مسئلہ ۵: زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکر نے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انھیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔(6)

مسئلہ ۶: مکان تین شخصوں کے قبضہ میں ہے ایک پورے مکان کا مدعی ہے دوسرا نصف کا تیسرا ثلث کا یہاں بھی مکان ان تینوں میں بطور منازعت تقسیم ہوگا(7) یعنی اس مکان کے چھتیس ۳۶ سہام کیے جائیں گے جو کل کا مدعی ہے اُس کو پچیس سہام ملیں گے اور مدعی نصف کو سات سہام اور مدعی ثلث کو چار سہام۔

مسئلہ ۷: جائداد موقوفہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ جائداد دونوں پر نصف نصف کر دی جائے گی یعنی نصف کی آمدنی وہ لے اور نصف کی یہ۔ مثلاً ایک مکان کے متعلق ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے اور متولی مسجد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں تاریخ بیان کر دیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے ورنہ نصف اُس پر وقف قرار دیا جائے اور نصف مسجد پر یعنی وقف کا دعویٰ بھی ملکِ مطلق کے حکم میں ہے۔ یو ہیں اگر ہر ایک کا یہ دعوی ہے کہ وقف کی آمدنی واقف نے میرے لیے قرار دی ہے اور گواہوں سے ثابت کر دے تو آمدنی نصف نصف تقسیم ہو جائے گی۔(8)

---

(4) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸۔

(5) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۸۶، وغیرہ۔

(6) الهداية، کتاب الدعوىٰ، باب مايدعيه الرجلان، ج ۲، ص ۱۷۱۔۱۷۲۔

(7) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۸۶۔

(8) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۷۔

مسئلہ ۸: دو شخصوں نے شہادت دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ زید پر وقف ہے اور دوسرے دو شخصوں نے شہادت دی کہ اُسی نے یہ اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ عمرو پر وقف ہے اگر دونوں میں کسی کا وقت مقدم ہے تو اُس کے لیے ہے اور اگر وقت کا بیان ہی نہ ہو یا دونوں بیانوں میں ایک ہی وقت ہو تو نصف اولادِ زید پر وقف قرار دی جائے اور نصف اولادِ عمرو پر اور ان میں سے جب کوئی مر جائے گا تو اُس کا حصہ اُسی فریق میں اُن کے لیے ہے جو باقی ہیں مثلاً زید کی اولاد میں کوئی مرا تو بقیہ اولادِ زید میں منقسم ہوگی اولادِ عمرو کو نہیں ملے گی ہاں اگر ایک کی اولاد بالکل ختم ہوگئی تو دوسرے کی اولاد میں چلی جائے گی کہ اب کوئی مزاحم (مزاحمت کرنے والا) نہیں رہا۔(9)

مسئلہ ۹: دعوائے عین کا یہ حکم جو بیان کیا گیا اُس وقت ہے کہ دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو ذوالید (جس کے قبضہ میں چیز ہے) کو حلف دیا جائے گا اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کرلیا تو وہ چیز اُس کے ہاتھ میں چھوڑ دی جائیگی یوں نہیں کہ اُس کی ملک قرار دی جائے یعنی اگر اُن دونوں میں سے آئندہ کوئی گواہوں سے ثابت کردے گا تو اُسے دلادی جائے گی اور اگر ذوالید نے دونوں کے مقابل میں نکول (قسم سے انکار) کیا تو نصف نصف تقسیم کردی جائے گی اب اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی گواہ پیش کرنا چاہے گا نہیں سنا جائے گا۔(10)

مسئلہ ۱۰: خارج اور ذوالید میں نزاع ہے خارج نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ذوالید نے یہ کہا میں نے اسی سے خریدی ہے یا دونوں نے سبب ملک بیان کیا اور وہ سبب ایسا ہے جو دو مرتبہ نہیں ہوسکتا مثلاً ہر ایک کہتا ہے کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے یا دونوں کہتے ہیں کپڑا میرا ہے میں نے اسے بنا ہے یا دونوں کہتے ہیں سُوت میرا ہے میں نے کاتا ہے۔ دودھ میرا ہے میں نے اپنے جانور سے دوہا ہے۔ اُون میری ہے میں نے کاٹی ہے۔ غرض یہ کہ ملک کا ایسا سبب بیان کرتے ہیں جس میں تکرار نہیں ہوسکتی ہے ان میں ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے مگر جب کہ ساتھ ساتھ خارج نے ذوالید پر کسی فعل کا بھی دعویٰ کیا ہو مثلاً یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید نے اسے غصب کرلیا یا میں نے اُس کے پاس امانت رکھی ہے یا اجارہ پر دیا ہے تو خارج کے گواہ کو ترجیح ہے۔(11) مگر ظاہری طور پر اس کو خارج کہیں گے حقیقۃً خارج نہیں بلکہ یہی ذوالید ہے جیسا کہ ہم نے بحر سے نقل کیا۔

---

(9) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۷۔

(10) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸۔

(11) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیہ الرجلان، ج ۲، ص ۱۷۰۔

والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۸، ص ۳۸۳۔

مسئلہ ۱۱: اگر خارج (یعنی جس کا قبضہ نہیں) و ذوالید دونوں اپنی اپنی ملک کا ایسا سبب بتاتے ہیں جو مکرر ہوسکتا ہے (دوبارہ ہوسکتا ہے یعنی دونوں کی ملک کا سبب بن سکتا ہے) جیسے یہ درخت میرا ہے میں نے پودہ نصب کیا تھا (لگایا تھا) یا وہ سبب ایسا ہے جو اہلِ بصیرت پر مشکل ہوگیا کہ مکرر ہوتا ہے یا نہیں تو ان دونوں صورتوں میں خارج کو ترجیح ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: سبب کے مکرر ہونے نہ ہونے میں اصل کو دیکھا جائے گا تابع کو نہیں دیکھا جائے گا۔ دو بکریاں ایک شخص کے قبضہ میں ہیں ایک سفید دوسری سیاہ ایک شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں بکریاں میری ہیں اور اسی سفید بکری کا یہ سیاہ بکری بچہ ہے جو میرے یہاں میری ملک میں پیدا ہوا۔ ذوالید نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ملک ہیں اور اس سیاہ بکری کا یہ سفید بکری بچہ ہے جو میری ملک میں پیدا ہوا اس صورت میں ہر ایک کو وہ بکری دے دی جائے گی۔ جس کو ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: کبوتر، مرغی، چڑیا یعنی انڈے دینے والے جانور کو خارج اور ذوالید ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔ ذوالید کو دلایا جائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۴: مرغی غصب کی اُس نے چند انڈے دیے ان میں سے کچھ اسی مرغی کے نیچے بٹھائے کچھ دوسری کے نیچے اور سب سے بچے نکلے تو وہ مرغی مع اُن بچوں کے جو اُس کے نیچے نکلے ہیں مغصوب منہ (مالک) کو دی جائے اور یہ بچے جو غاصب نے اپنی مرغی کے نیچے نکلوائے ہیں غاصب کے ہیں۔(15)

مسئلہ ۱۵: ایک جانور کے متعلق دو شخص مدعی ہیں کہ ہمارے یہاں کا بچہ ہے خواہ وہ جانور دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو یا ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ تیسرے کے قبضہ میں ہو، اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہے کہ اتنے دن ہوئے جب یہ پیدا ہوا تھا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا تو جانور کی عمر جس کی تاریخ سے ظاہر طور پر موافق معلوم ہوتی ہو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر تاریخ نہیں بیان کی تو ان میں سے جس کے قبضہ میں ہو اُسے دیا جائے اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو یا تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں برابر کے شریک کر دیے جائیں گے اور اگر دونوں نے تاریخیں بیان کر دیں مگر جانور کی عمر کسی کے موافق نہیں معلوم ہوتی یا اشکال پیدا ہوگیا پتہ نہیں چلتا کہ عمر کس

---

(12) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳۔

(13) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵۔

(14) المرجع السابق۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۶۔

کے قول سے موافق ہے تو اگر دونوں کے قبضہ میں ہے یا ثالث کے قبضہ میں ہے (کسی تیسرے شخص کے قبضہ میں ہے) تو دونوں کو شریک کردیا جائے اور اگر انھیں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو اُسی کے لیے ہے جس کے قبضہ میں ہے۔(16)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کے قبضہ میں بکری ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہے میری ملک میں پیدا ہوئی ہے اور اسے گواہوں سے ثابت کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے یہ ثابت کیا کہ بکری میری ہے فلاں شخص سے مجھے اُس کی ملک حاصل ہوئی اور یہ اُسی کے گھر کا بچہ ہے اسی قابض (یعنی جس کا قبضہ ہے) کے موافق فیصلہ ہوگا۔(17)

مسئلہ ۱۷: خارج نے گواہ سے ثابت کیا کہ جس نے میرے ہاتھ بیچا ہے اُس کے گھر کا بچہ ہے اور ذوالید نے ثابت کیا کہ خود میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے۔(18)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں نے ایک عورت کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک اُس کو اپنی منکوحہ بتاتا ہے اور دونوں نے نکاح کو گواہوں سے ثابت کیا تو دونوں جانب کے گواہ متعارض ہوکر ساقط ہوگئے نہ اس کا نکاح ثابت ہوا، نہ اُس کا اور عورت کو وہ لے جائے گا جس کے نکاح کی وہ تصدیق کرتی ہو بشرطیکہ اُس کے قبضہ میں نہ ہو جس کے نکاح کی تکذیب کرتی ہو یا اُس نے دخول نہ کیا ہو اور اگر اُس کے قبضہ میں ہو جس کی عورت نے تکذیب کی یا اس نے دخول کیا ہو دوسرے نے نہیں تو اسی کی عورت قرار دی جائے گی۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب کہ دونوں نے نکاح کی تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر نکاح کی تاریخ بیان کی ہو تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو جس کے قبضہ میں ہے یا جس کی تصدیق وہ عورت کرتی ہو وہ حقدار ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: دو شخص نکاح کے مدعی ہیں اور گواہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھے۔ عورت اُس کو ملی جس کی اُس نے تصدیق کی اس کے بعد دوسرے نے گواہ سے اپنا نکاح ثابت کیا تو اس کو ملے گی کیونکہ گواہ کے ہوتے ہوئے عورت کی تصدیق کوئی چیز نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۰: ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سے ثابت کیا اس کے لیے فیصلہ ہوگیا اس کے بعد دوسرا دعوی کرتا

---

(16) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۶.

(17) الفتاوی الهندية، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۳.

(18) المرجع السابق.

(19) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶.

(20) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

ہے اور گواہ پیش کرتا ہے اس کو رد کر دیا جائے گا ہاں اگر اس نے گواہوں سے اپنے نکاح کی تاریخ مقدم (پہلے) ثابت کردی تو اس کے موافق فیصلہ ہوگا۔(21)

مسئلہ ۲۱: عورت مرچکی ہے اُس کے متعلق دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا چونکہ اس دعوے کا محصل (یعنی اس دعویٰ کا حاصل) طلب مال (مال طلب کرنا) ہے دونوں کو اُس کا وارث قرار دیا جائے گا اور شوہر کا جو حصہ ہوتا ہے اُس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور دونوں پر نصف نصف مہر لازم۔(22)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے نکاح کیا دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) کہتا ہے تیری زوجہ تھی مگر تو نے طلاق دیدی اور عدت پوری ہوگئی اب اس سے میں نے نکاح کیا مدعی (دعویٰ کرنے والا) طلاق سے انکار کرتا ہے اور طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔عورت مدعی کو دلائی جائے گی اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر اُس سے پھر نکاح کر لیا اور مدعیٰ علیہ دوبارہ نکاح کرنے کا انکار کرتا ہے تو مدعیٰ علیہ کو دلائی جائے گی۔(23)

مسئلہ ۲۳: مرد کہتا ہے تیری نابالغی میں تیرے باپ نے مجھ سے نکاح کر دیا عورت کہتی ہے میرے باپ نے جب نکاح کیا تھا میں بالغہ تھی اور نکاح سے میں نے ناراضی ظاہر کردی تھی اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور گواہ مرد کے۔(24)

مسئلہ ۲۴: مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کی بہن نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس مرد سے نکاح کیا ہے مرد کے گواہ معتبر ہوں گے عورت کے گواہ نامقبول ہیں۔(25)

مسئلہ ۲۵: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کر دیا مگر اس نے دوسرے کی زوجہ ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے پھر قاضی کے پاس اُس مدعی کی زوجہ ہونے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔(26)

مسئلہ ۲۶: مرد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت سے ایک ہزار مہر پر میں نے نکاح کیا ہے عورت نے انکار کر دیا مرد

---

(21) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷۔

(22) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۰۔

(24) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعویٰ والبینات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج۲، ص۷۸۔

(25) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعویٰ والبینات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج۲، ص۷۸۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۲۔

نے دو ہزار مہر پر نکاح ہونے کا ثبوت دیا گواہ مقبول ہیں دو ہزار مہر پر نکاح ہونا قرار پائے گا۔(27)

مسئلہ ۲۷: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا۔ عورت کہتی ہے میں اُس کی زوجہ تھی مگر مجھے اُس کی وفات کی اطلاع ملی میں نے عدّت پوری کر کے اس دوسرے شخص سے نکاح کرلیا وہ عورت مدعی کی زوجہ ہے۔(28)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص کے پاس چیز ہے دو شخص مدعی ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیتا ہے ہر ایک کو نصف نصف ثمن پر نصف نصف چیز کا حکم دیا جائے گا اور ہر ایک کو یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ آدھا ثمن دے کر آدھی چیز لے یا بالکل چھوڑ دے۔ فیصلہ کے بعد ایک نے کہا کہ آدھی لے کر کیا کروں گا چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو پوری اب بھی نہیں مل سکتی کہ اُس کی نصف بیع فسخ ہو چکی اور فیصلہ سے قبل اُس نے چھوڑ دی تو یہ کل لے سکتا ہے۔(29)

مسئلہ ۲۹: صورت مذکورہ میں اگر ہر ایک نے گواہوں سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پورا ثمن ادا کر دیا ہے تو نصف ثمن بائع یعنی ذوالید سے واپس لے گا اور اگر صورت مذکورہ میں ذوالید ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ بیچی ہے اس کا اعتبار نہیں۔ یوہیں بائع اگر مشتری کے حق میں یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری تھی میں نے اس کے ہاتھ بیع کی ہے اور وہ چیز مشتری کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بائع کی تصدیق بیکار ہے۔(30)

مسئلہ ۳۰: دو شخصوں نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے خریداری کی تاریخ بھی بیان کی تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو تاریخ والا اولےٰ ہے۔ اور اگر ذوالید اور خارج میں نزاع (اختلاف) ہو دونوں ایک شخص ثالث (تیسرا شخص) سے خریدنا بتاتے ہوں اور دونوں نے تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا ایک ہی نے تاریخ بیان کی ان سب صورتوں میں ذوالید اولےٰ ہے۔(31)

مسئلہ ۳۱: دونوں نے دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے میں نے خالد سے خریدی ان دونوں نے اگرچہ تاریخ بیان کی ہو اور اگرچہ ایک کی تاریخ دوسرے سے مقدم ہو ان میں کوئی

---

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعوی والبینات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج۲، ص۷۷۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۲۔

(29) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب مایدعیہ الرجلان، ج۲، ص۱۶۷۔

(30) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۴۔

(31) البحرالرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۹،۴۱۱۔

دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بلکہ دونوں نصف نصف لے سکتے ہیں۔(32)

مسئلہ ۳۲: کچی اینٹ اس کے قبضہ میں ہے۔ دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ اینٹ میری ملک میں بنائی گئی ہے اور ذوالید ثابت کرتا ہے کہ میری ملک میں بنائی گئی ہے خارج کو ترجیح ہے اور اگر پکی اینٹ یا چونا یا گچ کرنے کے مسالے (33) کے متعلق یہی صورت پیش آجائے تو ذوالید کو ترجیح ہے۔(34)

مسئلہ ۳۳: ہر ایک دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میں نے اُس سے خریدی ہے مثلاً زید کہتا ہے میں نے عمرو سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے زید سے خریدی ہے چاہے یہ دونوں خارج ہوں یا ان میں ایک خارج ہو اور ایک ذوالید اور تاریخ کوئی بیان نہیں کرتا تو دونوں جانب کے گواہ ساقط اور چیز جس کے قبضہ میں ہے اُسی کے پاس چھوڑ دی جائے گی۔ پھر اگر دونوں جانب کے گواہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا تو ادلا بدلا ہو گیا یعنی کوئی دوسرے سے ثمن واپس نہیں پائے گا۔ دونوں فریقوں نے صرف خریدنا ہی بیان کیا ہو یا خریدنا اور قبضہ کرنا دونوں باتوں کو ثابت کیا ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں جانب کے گواہ ساقط اور اگر دونوں جانب کے گواہوں نے وقت بیان کیا ہے اور جائداد متنازع فیہا (وہ جائداد جس میں اختلاف ہے) غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) ہے اور بیع کے ساتھ قبضہ کو ذکر نہیں کیا ہے اور خارج کا وقت مقدم ہے تو ذوالید مستحق قرار پائے گا یعنی خارج نے ذوالید سے خرید کر قبل قبضہ ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے لیے فیصلہ ہوگا کیونکہ قبضہ کے بعد خارج نے ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور یہ بالاجماع جائز ہے اور اگر گواہوں نے تاریخ بیان کی اور ذوالید کی تاریخ مقدم ہے تو خارج کے موافق فیصلہ ہوگا یعنی ذوالید نے اُسے خرید کر پھر خارج کے ہاتھ بیع کر دیا۔(35)

مسئلہ ۳۴: بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے بکر سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور وہ مکان زید کے قبضہ میں ہے زید کہتا ہے مکان میرا ہے میں نے عمرو سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور سب نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا مکان زید ہی کو دیا جائے گا ان دونوں کو ساقط کر دیا

---

(32) المرجع السابق، ص۴۰۹.

(33) سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کیا ہوا چونا جو پلاستر میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(34) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۱۵.

(35) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب ما یدعیہ الرجلان، ج۲، ص۱۷۱.

والبحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۱۷.

جائے گا۔(36)

مسئلہ ۳۵: دوشخصوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے یہ چیز فلاں سے خریدی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اُس نے مجھے ہبہ کی ہے یا صدقہ کی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے اگرچہ ساتھ ساتھ قبضہ دلانے کا بھی ذکر کرتا ہو اور دونوں نے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا ان سب صورتوں میں خریدنے کو سب پر ترجیح ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ تاریخ کسی جانب نہ ہو یا دونوں کی ایک تاریخ ہو اور اگر ان چیزوں کی تاریخ مقدم ہے تو یہی زیادہ حقدار ہیں اور اگر ایک ہی جانب تاریخ ہے تو جدھر تاریخ ہے وہ اولیٰ ہے یہ اُس وقت ہے کہ ایسی چیز میں نزاع ہو جو قابلِ قسمت (تقسیم کے قابل) نہ ہو جیسے غلام، گھوڑا وغیرہ اور اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے جیسے مکان تو اگر مشتری کے لیے اس میں حصہ قرار دیا جائے گا تو ہبہ باطل ہو جائے گا یعنی جس صورت میں دونوں کو چیز دلائی جاتی ہے ہبہ باطل ہے کہ مشاع قابلِ قسمت کا ہبہ صحیح نہیں۔(37)

مسئلہ ۳۶: خریداری کو ہبہ وغیرہ پر اُس وقت ترجیح ہے کہ ایک ہی شخص سے دونوں نے اُس چیز کا ملنا بتایا اور اگر زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے مجھے خالد نے ہبہ کی تو کسی کو ترجیح نہیں دونوں برابر کے حقدار ہیں۔(38)

مسئلہ ۳۷: ہبہ میں عوض ہے تو یہ بیع کے حکم میں ہے یعنی اگر ایک خریدنے کا مدعی ہے دوسرا ہبہ بالعوض (ایسا ہبہ جس میں عوض مشروط ہو) کا، دونوں برابر ہیں نصف نصف دونوں کو ملے گی ہبہ مقبوضہ (وہ ہبہ جس پر قبضہ ہو چکا ہو) اور صدقہ مقبوضہ دونوں مساوی ہیں۔(39)

مسئلہ ۳۸: ایک شخص نے ذوالید پر دعویٰ کیا کہ اس چیز کو میں نے فلاں سے خریدا ہے اور ایک عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُس نے اس چیز کو میرے نکاح کا مہر قرار دیا ہے اس صورت میں دونوں برابر ہیں۔ مہر کو رہن وہبہ وصدقہ سب پر ترجیح ہے۔(40)

مسئلہ ۳۹: رہن مع القبض (وہ رہن جس پر قبضہ ہو) ہبہ بغیر عوض سے قوی ہے اور اگر ہبہ میں عوض ہے تو رہن

---

(36) البحر الرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۷۔

(37) الدر المختار، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۹، ۳۸۰۔

(38) البحر الرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۶۔

(39) البحر الرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۷۔

(40) البحر الرائق، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۷۔

سے اولیٰ ہے۔(41)

مسئلہ ۴۰: زید کے پاس ایک چیز ہے۔عمرو دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے مجھ سے غصب کرلی ہے اور بکر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے یہ دیتا نہیں اور دونوں نے ثابت کردیا دونوں برابر کے شریک کردیے جائیں کیونکہ امانت کو دینے سے امین انکار کردے تو وہ بھی غصب ہی ہے۔(42)

مسئلہ ۴۱: دو خارج نے مِلک مورخ کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنی ملک کہتا ہے اور اس کے ساتھ تاریخ بھی ذکر کرتا ہے یا دونوں ذوالید کے سوا ایک شخص ثالث سے خریدنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتے ہیں ان دونوں صورتوں میں جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے خارج اور ذوالید میں نزاع ہے ہر ایک ملک مورخ کا مدعی ہے تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے اور اگر دونوں مدعیوں نے دو بائع سے خریدنا بتایا تو چاہے وقت بتائیں یا نہ بتائیں تقدم تاخر ہو یا نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں ترجیح کسی کو نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۲: ایک طرف گواہ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم مگر اُدھر بھی دو ہوں تو جس طرف زیادہ ہوں اُس کے لیے ترجیح نہیں یعنی نصب شہادت کے بعد کمی زیادتی کا لحاظ نہیں ہوگا مثلاً ایک طرف دو گواہ ہوں دوسری طرف چار تو چار والے کو ترجیح نہیں دونوں برابر قرار دیے جائیں گے اس لیے کہ کثرتِ دلیل کا اعتبار نہیں بلکہ قوت کا لحاظ ہے یونہی ایک طرف زیادہ عادل ہوں مگر دوسری طرف والے بھی عادل ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔(44)

مسئلہ ۴۳: انسان جتنے ہیں سب آزاد ہیں جب تک غلام ہونے کا ثبوت نہ ہو آزاد ہی تصور کیے جائیں گے کہ یہی اصلی حالت ہے مگر چار مواقع ایسے ہیں کہ اُن میں آزادی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ 1-شہادت 2-حدود 3-قصاص 4-قتل۔مثلاً ایک شخص نے گواہی دی فریق مقابل اُس پر طعن کرتا ہے کہ یہ غلام ہے اس وقت اُس کا فقط کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میں آزاد ہوں جب تک ثبوت نہ دے یا ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی اُس نے دعویٰ کردیا یہ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے تو حدِ قذف قائم کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی آزادی ثابت کرے۔اسی طرح کسی کا ہاتھ

---

(41) البحرالرائق، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۴۰۸۔

والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۸، ص ۳۸۰۔

(42) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۸، ص ۳۸۷۔

(43) المرجع السابق، ص ۳۸۲،۳۸۔

(44) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیہ الرجلان، ج ۲، ص ۱۷۱۔

والدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۸، ص ۳۸۲۔

کاٹ دیا ہے یا خطاء قتل واقع ہوا تو اُس دست بریدہ (جس کا ہاتھ کاٹ دیا ہے) یا مقتول کے آزاد ہونے کا ثبوت دینے پر قصاص یا دیت کا حکم ہوگا۔ ان چار جگہوں کے علاوہ اُس کا کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں آزاد ہوں اسی کا قول معتبر ہوگا۔ (45)

❁❁❁❁❁

(45) لدر المختار ورد المحتار، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۷.

قبضہ کی بنا پر فیصلہ

مسئلہ ۱: کسی کی زمین میں بغیر بوئے ہوئے غلہ جم آیا جیسا کہ اکثر دھان (چاول) کے کھیتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ فصل کاٹتے وقت کچھ دھان گر جاتے ہیں پھر دوسرے سال یہ اوگ جاتے ہیں یہ پیداوار مالک زمین کی ہے۔(1)

مسئلہ ۲: ایک شخص کی نہر ہے جس کے کنارہ پر بندا (بند جو پانی وغیرہ روکنے کے لیے بنایا جاتا ہے) ہے اور بندے کے بعد کی زمین جو اُس سے متصل ہے دوسرے کی ہے اس بندے کے متعلق دونوں دعویٰ کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک بتاتا ہے۔ مگر نہ تو زمین جسکی ہے اُس کا ہی قبضہ ثابت ہے کہ اس کے اُس پر درخت ہوتے اور مالک نہر کا بھی قبضہ ثابت نہیں ہے کہ نہر کی مٹی اُس پر پھینکی گئی ہوتی۔ صورت مذکورہ میں بند زمین والے کا قرار پائے گا۔(2)

مسئلہ ۳: سیلاب میں مٹی ڈھل کر کسی کی زمین میں جمع ہوگئی۔ اس کا مالک مالک زمین ہے۔(3) یوہیں برسات میں پانی کے ساتھ مٹی ڈھل کر بہتی ہے اور گڑھوں میں جب پانی ٹھہر جاتا ہے تہ نشین ہو جاتی ہے۔ یہ مٹی اُسی کی ملک ہے جس کی ملک میں جمع ہوئی۔

مسئلہ ۴: پن چکی میں جب آٹا پستا ہے کچھ اُڑ جاتا ہے پھر وہ زمین پر جمع ہو جاتا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ آٹا جو اُٹھالے اُسی کا ہے۔(4) آجکل عموماً چکی والوں نے قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جو آٹا پسوانے آتا ہے اُسے فی من آدھ سیر یا سیر بھر کم دیتے ہیں کہتے ہیں یہ چھیج (کمی، نقصان) ہے اکثر اس سے بہت کم اڑتا ہے اور یہ چھیج کی مقدار بہت زیادہ روزانہ جمع ہو جاتی ہے جس کو وہ بیچتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ ملکِ غیر پر (غیر کی ملکیت پر) بلاوجہ (بغیر کسی وجہ کے) قبضہ وتصرُّف ہے صرف اُتنا ہی کم ہونا چاہیے جو اُڑ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیوار و زمین پر جمع ہو جاتا ہے جس کو جھاڑ کر اکٹھا کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۵: ڈلاؤ جہاں کوڑا پھینکا جاتا ہے راکھ اور گوبر بھی وہاں پھینکتے ہیں جو یہاں سے اُس کو اُٹھالے وہی مالک

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج۴، ص۹۵۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج۴، ص۹۵۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج۴، ص۹۵۔

(4) المرجع السابق۔

ہے۔ مالک زمین کی یہ ملک نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: ایک شخص کپڑا پہنے ہوئے ہے۔ دوسرا اُس کا دامن یا آستین پکڑے ہوئے ہے قبضہ پہننے والے کا ہے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے سوار کا قبضہ ہے۔ ایک شخص زین پر سوار ہے دوسرا اس کے پیچھے سوار ہے زین والا قابض ہے۔ ایک شخص کا اونٹ پر سامان لدا ہوا ہے دوسرے کی صرف صراحی اُس پر لٹکی ہوئی ہے سامان والا زیادہ حقدار ہے۔ بچھونے پر ایک شخص بیٹھا ہے دوسرا اُسے پکڑے ہوئے ہے دونوں برابر ہیں۔ جس طرح دونوں اُس پر بیٹھے ہوں یا دونوں زین پر سوار ہوں تو دونوں برابر قابض مانے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص کپڑے کو لیے ہوئے ہے دوسرے کے ہاتھ میں کپڑے کا تھوڑا حصہ ہے دونوں یکساں قابض ہیں اور ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں تو محض بیٹھا ہونا قبضہ نہیں دونوں یکساں ہیں۔(6)

مسئلہ ۷: اونٹوں کی قطار کو ایک شخص کھینچے لیے جارہا ہے اور اس قطار میں سے ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ سب اونٹ میرے ہیں اگر یہ اونٹ سوار کے بار برداری کے (بوجھ لادنے کے) ہوں تو سب سوار کے ہیں اور کھینچنے والا اجیر (اجرت پر کام کرنے والا) ہے اور اگر وہ سب ننگی پیٹھ ہوں تو جس پر وہ سوار ہے وہ سوار کا ہے۔ باقی سب دوسرے کے ہیں۔(7)

مسئلہ ۸: لوگوں نے دیکھا کہ مکان میں سے ایک شخص نکلا جسکی پیٹھ پر گٹھری بندھی ہے صاحب خانہ کہتا ہے گٹھری میری ہے وہ کہتا ہے میری ہے اگر معلوم ہے کہ یہ اس چیز کا تاجر ہے جو گٹھری میں ہے مثلاً پھیری کرکے کپڑے بیچتا ہے اور گٹھری میں کپڑے ہیں تو گٹھری اسکی ہے ورنہ صاحب خانہ کی۔(8)

مسئلہ ۹: دیوار اُسکی ہے جس کی کڑیاں (کڑی کی جمع شہتیر) اُس پر ہوں یا وہ دیوار اسکی دیوار سے اس طرح متصل ہو کہ اسکی اینٹیں اُس میں اور اُسکی اس میں متداخل ہوں اس کو اتصال تربیع کہتے ہیں اور اگر اسکی دیوار سے متصل ہو مگر اُسطرح نہیں تو اُسکی نہیں یونہیں اگر اس نے دیوار پر ٹٹار کھ لیا تو اس سے قبضہ ثابت نہ ہوگا یعنی دو پروسیوں میں دیوار کے متعلق نزاع (اختلاف) ہے ایک نے اُس پر ٹٹار کھ لیا ہے دوسرے نے کچھ نہیں تو دیوار میں دونوں برابر کے

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج۴، ص۹۵۔

(6) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب ما یدعیہ الرجلان، فصل فی التنازع بالایدی، ج۲، ص۱۷۲۔

والدرالمختار، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۷۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج۴، ص۹۶۔

(8) المرجع السابق۔

شریک قرار پائیں گے۔ اور اگر ان میں ایک کی کڑیاں ہوں بلکہ ایک ہی کڑی دیوار پر ہو تو اُسی کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔(9)

مسئلہ ۱۰: دیوار پر ایک شخص کی کڑیاں ہیں اور دوسرے کی دیوار سے اتصال تربیع ہے تو اتصال والے کی قرار دی جائے گی مگر جس کی کڑیاں ہیں اُس کو کڑیاں رکھنے کا حق حاصل رہے گا وہ شخص اس سے نہیں روک سکتا۔ دیوار کے متعلق نزاع ہے دونوں کی اس پر کڑیاں ہیں مگر ایک کی ہاتھ دو ہاتھ نیچے ہیں دوسرے کی اوپر ہیں تو دیوار اُسکی ہے جس کی کڑیاں نیچے ہیں مگر اوپر والے کو کڑی رکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔(10)

مسئلہ ۱۱: دیوار متنازع فیہ (جس دیوار کے متعلق اختلاف ہے) ایک شخص کی دیوار سے متصل ہے اگرچہ اتصال تربیع نہیں بلکہ محض ملی ہوئی ہے اور دوسرے کی دیوار سے اتنا بھی لگاؤ نہیں تو جس کی دیوار سے اتصال ہے وہ حقدار ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دے دی اس کے بعد مالک دیوار نے اپنا مکان بیچ ڈالا خریدار اُس سے کہتا ہے کہ تم میری دیوار سے کڑیاں اُٹھالو اُس کو اُٹھانی ہوں گی یونہیں مکان کے نیچے تہ خانہ بنالیا ہے اور مشتری اُسے بند کرنے کو کہتا ہے تو بند کرانا ہوگا۔ ہاں اگر بائع نے فروخت کرنے کے وقت یہ شرط کردی تھی کہ اوس کی کڑیاں یا تہ خانہ رہے گا تو اب مشتری کو منع کرنے کا حق نہیں رہا۔(12)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کی دیوار پر بطور ظلم و تعدی کڑیاں رکھ لی ہیں۔ اوس نے مکان بیع کیا یا کرایہ پر دیا یا اس سے مصالحت کرلی یا اس کے اس فعل کو معاف کردیا پھر بھی ہٹانے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر گواہوں سے ملک ثابت نہ ہو صرف اس علامت سے ملک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اگر دونوں کی کم از کم تین تین کڑیاں ہیں تو دیوار دونوں میں

---

(9) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیہ الرجلان، فصل فی التنازع بالایدی، ج۲، ص۱۷۲، ۱۷۳۔

و الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۹۔

(10) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰۔

(11) نتائج الافکار تکملۃ فتح القدیر، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیہ الرجلان، فصل فی التنازع بالایدی، ج۷، ص۲۶۷، ۲۶۸۔

(12) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰۔

(13) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰۔

مشترک ہے اور اگر ایک کی تین سے کم ہوں تو دیوار اُس کی قرار دی جائے جسکی زیادہ کڑیاں ہوں اور اس کو کڑی رکھنے کا حق ہے اس سے نہیں منع کر سکتا۔(14)

مسئلہ ۱۵: دو مکانوں کے درمیان دیوار ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے اوس دیوار کا رخ ایک طرف ہے دوسری طرف پچھیت (پچھلا حصہ) ہے وہ دیوار دونوں کی قرار پائیگی یہ نہیں کہ جس کی طرف اسکا رخ ہے اُسی کی ہو۔(15)

مسئلہ ۱۶: دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اوس کا ایک کنارہ گر گیا جس سے معلوم ہوا کہ دو دیواریں ہیں ایک دیوار دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہے ایک طرف والا یہ چاہتا ہے کہ اپنی طرف کی دیوار ہٹا دے اگر وہ دونوں یہ کہہ چکے ہوں کہ دیوار مشترک ہے تو دونوں دیواریں مشترک مانی جائیں گی کسی کو دیوار ہٹانے کا اختیار نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۷: دیوار مشترک ہے اُس پر ایک کی کڑیاں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جس کا بوجھ ہے وہ دیوار اُس کی جانب کو جھکی جس کا دیوار پر کوئی سامان نہیں ہے اُس نے لوگوں کو گواہ کر کے دوسرے سے کہا کہ اپنا سامان اوتار لو ورنہ دیوار گرنے سے نقصان ہوگا اُس نے باوجود قدرت سامان نہیں اوتارا دیوار گر گئی اور اس کا نقصان ہوا اگر اوس وقت جب اس نے کہا تھا دیوار خطرناک حالت میں تھی اُس پر ان چیزوں کا نصف تاوان لازم ہوگا جو نقصان ہوئیں۔(17)

مسئلہ ۱۸: دیوار مشترک گر گئی ایک کے بال بچے ہیں پردہ کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے دیوار بنائی جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو دوسرا انکار کرتا ہے اگر دیوار اتنی چوڑی ہے کہ تقسیم ہو سکتی ہے یعنی ہر ایک کے حصہ میں اتنی چوڑی زمین آسکتی ہے جس میں پردہ کی دیوار بن جائے تو زمین تقسیم کر دیجائے یہ اپنی زمین میں پردہ کی دیوار بنالے اور اتنی چوڑی نہ ہو تو دوسرا دیوار بنانے پر مجبور کیا جائے گا۔(18)

مسئلہ ۱۹: دیوار مشترک کو دونوں شریکوں نے متفق ہو کر گرایا ایک شریک پھر سے بنانا چاہتا ہے دوسرا صرفہ دینے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھے اس دیوار پر کچھ رکھنا نہیں ہے لہذا میں صرفہ نہیں دوں گا پہلا شخص دیوار بنانے میں جو کچھ خرچ کریگا اوس کا نصف دوسرے کو دینا ہوگا۔(19)

---

(14) الهداية، كتاب الدعوىٰ، باب مايدعيه الرجلان، فصل في التنازع بالايدي، ج۲، ص۱۷۳۔

(15) الفتاوى الهندية، كتاب الدعوىٰ، الباب العاشر في دعوى الحائط، ج۴، ص۹۹۔

(16) المرجع السابق، ص۱۰۰۔

(17) الفتاوى الخانية، كتاب الصلح، باب في الحيطان...إلخ، ج۲، ص۱۹۳۔

(18) المرجع السابق، ص۱۹۲۔

(19) الفتاوى الهندية، كتاب الدعوىٰ، الباب العاشر في دعوى الحائط، ج۴، ص۱۰۲۔

مسئلہ ۲۰: ایک وسیع مکان ہے جو بہت سے دالان اور کمروں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کمرہ ایک کا ہے باقی تمام کمرے دوسرے کے ہیں صحن مکان کے متعلق دونوں میں نزاع ہے صحن دونوں کو برابر دیا جائیگا۔ کیونکہ صحن کے استعمال میں دونوں برابر ہیں مثلاً آنا جانا اور دھوون وضو وغیرہ کا پانی گرانا ایندھن ڈالنا خانہ داری کے سامان (گھریلو سامان) رکھنا۔(20) یہ اُس صورت میں ہے جب یہ معلوم نہ ہو کہ صحن میں کس کی کتنی ملک ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہر ایک کی ملک اتنی ہے تو تقسیم بقدر ملک ہوگی مثلاً مکان ایک شخص کا ہے وہ مرگیا اور وہ مکان ورثہ میں تقسیم ہوا کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ تو صحن کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی مثلاً ایک کو ایک کمرہ ملا دوسرے کو دو تو صحن میں بھی ایک کو ثلث دوسرے کو دو ثلث۔(21)

مسئلہ ۲۱: گھاٹ اور پانی میں نزاع ہو ایک کے کھیت زیادہ ہیں اور ایک کے کم تو اس کی تقسیم کھیتوں کے لحاظ سے ہوگی جس کے کھیت زیادہ ہیں وہ زیادہ کا مستحق ہے اور جس کے کم ہیں کم کا مستحق۔(22)

مسئلہ ۲۲: غیر منقول (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوسکے) میں قبضہ کا ثبوت گواہوں سے ہوگا یا مالکانہ تصرف سے ہوگا مثلاً زمین میں اینٹ تھاپنا، گڑھا کھودنا یا عمارت بنانا تصرُّف ہے جس کا یہ تصرف ہے وہی قابض ہے۔ اس میں قبضہ کا ثبوت تصادق سے نہیں ہوگا نہ قسم سے انکار پر ہوگا۔(23)

مسئلہ ۲۳: ایک چیز کے متعلق فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے زمانہ گزشتہ میں اسکی ملک ہونا بیان کیا گواہی معتبر ہے یعنی دعویٰ اور شہادت میں مخالفت نہیں ہے بلکہ زمانہ گزشتہ کی ملک اس وقت بھی ثابت مانی جائیگی جب تک اُس کا زائل ہونا ثابت نہ ہو۔(24)

❀❀❀❀❀

---

(20) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیہ الرجلان، فصل فی التنازع بالایدی، ج۲، ص۱۷۳۔

(21) ردالمحتار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰۔

(22) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰۔

(23) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰۔

وغنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علیٰ دررالحکام، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰۔

(24) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۱۔

دعوائے نسب کا بیان

مسئلہ ۱: ایک بچہ کی نسبت عمرو نے بیان کیا کہ یہ زید کا بیٹا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ اب عمرو کا بیٹا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ زید بھی اسکے بیٹے ہونے سے انکار کرتا ہو یعنی دوسرے کی طرف منسوب کردینے کے بعد اپنی طرف منسوب کرنے کا حق ہی نہیں باقی رہتا۔(1)

مسئلہ ۲: ایک لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہا میرا نہیں ہے یہ دوسرا قول باطل ہے یعنی نسب کا اقرار کرلینے کے بعد نسب ثابت ہوجاتا ہے لہٰذا اب انکار نہیں کرسکتا یہ اُس وقت ہے کہ لڑکے نے اس کی تصدیق کرلی ہے اور اگر اُس نے تصدیق نہیں کی ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں اگر لڑکے نے پھر اُس کی تصدیق کرلی تو نسب ثابت ہوگیا کیونکہ وہ تو اقرار کرچکا ہے اُس کے بعد انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: باپ نے نسب کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے پھر اپنے اس اقرار ہی سے منکر ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے بیٹا گواہوں سے ثابت کرسکتا ہے اس بارہ میں شہادت مقبول ہے اور ایک شخص نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار بیکار ہے۔(3)

مسئلہ ۴: دو توام بچے (جوڑواں) پیدا ہوئے یعنی دونوں ایک حمل سے پیدا ہوئے، دونوں کے مابین چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک کے نسب کا اقرار دوسرے کا بھی اقرار ہے ایک کا نسب جس سے ثابت ہوگا دوسرے کا بھی اُسی سے ثابت ہوگا۔(4)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے کہا میں فلاں کا وارث نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں اُسکا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بیان کرتا ہے یہ دعویٰ صحیح ہے اور یہاں تناقض مانع دعویٰ نہیں کہ نسب میں تناقض معاف ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لوگ میرے چچازاد بھائی ہیں یہ دعویٰ صحیح نہیں جب تک دادا کا نام نہ بتائے اور بھائی کا دعویٰ کیا تو اس کے لیے

---

(1) الھدایۃ، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۲ ص۱۷۵۔

(2) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲۔

(3) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲۔

(4) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲۔

دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے یا اس کے علاوہ اُس قسم کے دعوے کہ مدعیٰ علیہ اقرار بھی کرے تو لازم نہیں، یہ دعوے مسموع نہ ہونگے (یعنی محض ان دعووں کی وجہ سے مقدمہ نہیں چلے گا) جب تک مال کا تعلق نہ ہو مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اُس نے انکار کر دیا کہ اُس کا بھائی نہیں ہوں قاضی دریافت کریگا کیا اُس کے پاس تیرے باپ کا ترکہ ہے جس کا تو دعویٰ کرنا چاہتا ہے یا نفقہ یا اور کوئی حق ہے کہ بغیر بھائی بنائے ہوئے اُس حق کو نہیں لے سکتا اگر کہے گا کہ ہاں میرا مطلب یہی ہے تو ثبوت نسب پر گواہ لیے جائیں گے اور مقدمہ چلے گا ورنہ مقدمہ کی سماعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے وہ انکار کرتا ہے تو مال یا حق کا تعلق ہو یا نہ ہو بہر حال دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہوں سے نسب ثابت کیا جائے گا۔(6)

مسئلہ ۷: نسب و وراثت کا دعویٰ ہے گواہوں سے نسب ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے خصم (مدمقابل) ہونا ضروری ہے وارث یا دائن یا مدیون یا موصیٰ لہ یا وصی کے مقابل میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔(7)

مسئلہ ۸: مدعی نے ایک شخص کو حاضر کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس پر فلاں حق ہے وہ اقرار کرے یا انکار بہر حال اس کو گواہوں سے نسب ثابت کرنا ہوگا اور اگر اپنے باپ کی میراث کا اُس پر دعویٰ کیا اور اُس نے اقرار کر لیا حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے اور یہ فیصلہ اسی تک محدود ہے اس کے باپ سے تعلق نہیں اُس کا باپ فرض کرو زندہ تھا اور آ گیا تو جس نے اُس کا مال دیا ہے اُس سے وصول کریگا اور وہ بیٹے سے لے گا اور اگر وہ شخص جس کو لایا ہے منکر ہے تو اس سے کہا جائے گا تو گواہوں سے اپنے باپ کا مرنا ثابت کر اور یہ کہ تو اُس کا وارث ہے۔(8)

مسئلہ ۹: ایک بچہ کے متعلق ایک مسلم اور ایک کافر دونوں دعویٰ کرتے ہیں مسلمان کہتا ہے یہ میرا غلام ہے اور کافر کہتا ہے میرا بیٹا ہے وہ بچہ آزاد اور اُس کافر کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان نے پہلے دعویٰ کر دیا ہے تو مسلمان کا غلام قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان و کافر دونوں نے اُس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلم کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔(9)

مسئلہ ۱۰: شوہر والی عورت ایک بچہ کی نسبت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اُس کا یہ دعویٰ درست نہیں جب تک ولادت

---

(5) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۷۔

(6) ردالمحتار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۸۔

(7) الدرالمختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۸۔

(8) المرجع السابق۔

(9) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۳۔

کی شہادت کوئی عورت نہ دے اور دائی کی تنہا شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ یہاں فقط اتنی ہی بات کی ضرورت ہے کہ یہ بچہ اس عورت سے پیدا ہے رہا نسب اُس کے لیے شہادت کی ضرورت نہیں شوہر والی ہونا کافی ہے اور اگر عورت مُعتدّہ (عدت والی) ہو تو شہادت کامل کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد، دو عورت، مگر جب کہ حمل ظاہر ہو یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو تو وہی ولادت کی شہادت ایک عورت کی کافی ہوگی۔ اور اگر نہ شوہر والی ہو نہ مُعتدّہ ہو تو فقط اُس عورت کا کہنا کہ میرا بچہ ہے کافی ہے کیونکہ یہاں کسی سے نسب کا تعلق نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۱: شوہر والی عورت نے کہا میرا بچہ ہے اور شوہر اُس کی تصدیق کرتا ہے تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں نہ مرد کی نہ عورت کی۔ (11)

مسئلہ ۱۲: بچہ کے متعلق میاں بی بی کا جھگڑا ہے شوہر کہتا ہے یہ میرا بچہ ہے اور دوسری عورت سے ہے اس سے نہیں اور عورت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اس خاوند سے نہیں بلکہ دوسرے خاوند سے فیصلہ یہ ہے کہ وہ انھیں دونوں کا بچہ ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بچہ چھوٹا ہے جو بتا نہ سکتا ہو کہ اُس کے باپ ماں کون ہیں اور اگر اتنا ہو کہ اپنے کو بتا سکے تو وہ جس کی تصدیق کرے اُسی کا بیٹا ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۳: لڑکا شوہر کے قبضہ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے یہ میرا لڑکا دوسری بی بی سے ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا تجھی سے ہے یہاں شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر لڑکا عورت کے قبضہ میں ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کہتا ہے یہ میرا لڑکا تجھ سے ہے اس میں بھی شوہر کا قول معتبر ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: شوہر کے قبضہ میں بچہ ہے اُس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری زوجہ (بیوی) سے ہے دوسری عورت سے یہ نسب ثابت ہو گیا اس کے بعد عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرا بچہ ہے اس سے نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر عورت نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسرے شوہر سے ہے اور بچہ عورت کے قبضہ میں ہے اس کے بعد شوہر نے دعوی کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری عورت سے ہے اگر ان کا باہم نکاح معروف و مشہور ہو دونوں کا قول نامعتبر بلکہ یہ بچہ انھیں دونوں کا قرار پائیگا اور اگر نکاح معروف و مشہور نہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہے۔ (14)

---

(10) الھدایۃ، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۲، ص۱۷۶۔

(11) المرجع السابق۔

(12) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص ۳۵۲۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الدعویٰ، الباب الرابع عشر فی دعوی النسب، الفصل السادس، ج۴، ص۱۲۶۔

(14) الدر المختار، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۴۰۱۔

متفرقات

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ کو جب معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ حق و درست ہے تو اُسے انکار کرنا جائز نہیں مگر بعض جگہ، وہ یہ ہے کہ مشتری نے مبیع میں عیب کا دعویٰ کیا اگر مدعیٰ علیہ یعنی بائع اقرار کر لیتا ہے تو چیز واپس کردی جائیگی مگر بائع اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا یونہیں وصی کو معلوم ہے کہ دَین ہے اور خود ہی اقرار کرلے مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنے کا موقع نہ دے تو یہ دَین خود اسکی ذات پر واجب ہو جائے گا رجوع نہ کر سکے گا۔(1)

مسئلہ ۲: حق مجہول پر حلف نہیں دیا جاتا مگر ان چند مواقع میں 1-وصی یتیم 2-متولی وقف قاضی کے نزدیک متہم ہوں۔ 3-رہن مجہول مثلاً ایک کپڑا رہن رکھا۔ 4-دعوائے سرقہ۔ (چوری کا دعویٰ۔) 5-دعوائے غصب۔ 6-امین کی خیانت۔(2)

مسئلہ ۳: ایک شے کے متعلق خریداری کی خواہش کرنا یعنی یہ کہ میرے ہاتھ بیع کردو یا ہبہ کی خواستگاری (درخواست) کرنا یا یہ درخواست کرنا کہ اسے میرے پاس امانت رکھدو یا میرے کرایہ میں دیدو یہ سب دعوائے ملک کی مانع ہیں یعنی اب اُس چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔(3)

مسئلہ ۴: لونڈی کے متعلق یہ درخواست کی کہ مجھ سے اس کا نکاح کر دیا جائے اب اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ حرہ عورت (آزاد عورت) سے نکاح کی خواستگاری کرنا دعوائے نکاح کو منع کرتا ہے یعنی اب یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری زوجہ ہے۔(4)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۸، ص۴۰۱

(2) الدرالمختار، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۸، ص۴۰۲۔

(3) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴۔

(4) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴۔

اقرار کا بیان

اقرار کرنے والے نے جس شے کا اقرار کیا وہ اُس پر لازم ہو جاتی ہے قرآن وحدیث واجماع سب سے ثابت ہے کہ اقرار اس امر کی دلیل ہے کہ مقِر (اقرار کرنے والا) کے ذمہ وہ حق ثابت ہے جس کا اُس نے اقرار کیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا (1)

جسکے ذمہ حق ہے وہ املا کرے (تحریر لکھوائے) اور اللہ سے ڈرے جو اُس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔

اس آیت میں جس پر حق ہے اوس کو اِملا کرنے کا حکم دیا ہے اور اِملا اوس حق کا اقرار ہے لہٰذا اگر اقرار حجت نہ ہوتا تو اس کے املا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا نیز اس کو اس سے منع کیا گیا کہ حق کے بیان کرنے مین کمی کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے کا اقرار کریگا وہ اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا (2)

انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مدد کرنے کا جو عہد لیا گیا اُس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار حجت ہے ورنہ اقرار کا مطالبہ نہ ہوتا۔ اور فرماتا ہے:

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔ (3)

عدل کے ساتھ قائم ہونے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن جاؤ اگر چہ وہ گواہی خود تمہارے ہی خلاف ہو۔

تمام مفسرین فرماتے ہیں اپنے خلاف شہادت دینے کے معنی اپنے ذمہ حق کا اقرار کرنا ہے۔ حدیثیں اس بارے میں متعدد ہیں۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرار کی وجہ سے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ (4) غامدیہ صحابیہ پر بھی

---

(1) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۲۔

(2) پ ۳، آل عمران: ۸۱۔

(3) پ ۵، النسآء: ۱۳۵۔

(4) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، الحدیث: ۱۷۔ (۱۶۹۲)، ص ۹۳۰۔

رجم کا حکم اُنکے اقرار کی بنا پر فرمایا۔(5) حضرت اُنیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا تم اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اقرار کرے رجم کر دو۔(6) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقرار سے جب حدود تک ثابت ہوجاتے ہیں تو دوسرے قسم کے حقوق بدرجہ اولیٰ ثابت ہونگے۔

فائدہ: بظاہر اقرار مُقر کے لیے مُضر ہے(7) کہ اس کی وجہ سے اُس پر ایک حق ثابت ولازم ہوجاتا ہے جو اب تک ثابت نہ تھا مگر حقیقت میں مُقر کے لیے اس میں بہت فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے ذمہ سے دوسرے کا حق ساقط کرتا ہے یعنی صاحب حق کے حق سے بری ہوجاتا ہے اور لوگوں کی زبان بندی ہوجاتی ہے کہ اس معاملہ میں اب اس کی مذمت نہیں کرسکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کی چیز تھی اُس کو دے کر اپنے بھائی کو نفع پہنچایا اور یہ اللہ تعالٰی کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سب کی نظروں میں یہ شخص راست گو ثابت ہوتا ہے اور ایسے شخص کی بندگانِ خدا تعریف کرتے ہیں اور یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ ۱: کسی دوسرے کے حق کا اپنے ذمہ ہونے کی خبر دینا اقرار ہے۔ اقرار اگرچہ خبر ہے مگر اس میں انشا کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ اس کے ذمہ ثابت ہوجاتی ہے۔ اگر اپنے حق کی خبر دیگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے یہ دعویٰ ہے اور دوسرے کے حق کی دوسرے کے ذمہ ہونے کی خبر دیگا تو یہ شہادت ہے۔(8)

مسئلہ ۲: ایک چیز جو زید کی ملک میں ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ بکر کی ہے عمرو کا یہ اقرار ہے جب کبھی عمر بھر میں عمرو اُسکا مالک ہوجائے بکر کو دینا واجب ہوگا۔ یوہیں ایک غلام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ یہ آزاد ہے اقرار صحیح ہے جب کبھی اس غلام کو خریدے گا آزاد ہوجائے گا اور ثمن بائع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے اقرار سے بائع کو کیا تعلق۔ کسی مکان کی نسبت کہتا ہے یہ وقف ہے جب کبھی اس کا مالک ہوجائے خواہ خریدے یا اس کو وراثت میں ملے یہ مکان وقف قرار پائے گا ان مسائل سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے انشا ہوتا تو نہ غلام آزاد ہوتا نہ مکان وقف ہوتا نہ اُس چیز کا دینا لازم ہوتا کیونکہ ملک غیر میں انشا صحیح نہیں۔ کسی شخص پر اکراہ کرکے طلاق یا عتاق کا اقرار کرایا گیا، یہ اقرار صحیح نہیں۔ اپنے نصف مکان مشاع کا کسی کے لیے اقرار کیا صحیح ہے عورت نے زوجیت کا بغیر گواہوں کی موجودگی کے اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ سب مسائل بھی اسی کی دلیل ہیں کہ خبر ہے انشا نہیں۔(9)

---

(5) المرجع السابق، الحدیث: ۲۲، ۲۳۔(۱۶۹۵)، ص ۹۳۲۔

(6) المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۔(۱۶۹۷، ۱۶۹۸)، ص ۹۳۴۔

(7) اقرار کرنے والے کے لیے نقصان دہ ہے۔

(8) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ۴۰۴۔

(9) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ۴۰۵

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کسی بات کا اقرار کیا تو محض اس اقرار کی بنا پر اُس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا یعنی مُقرلہ (جس کے لئے اقرار کیا گیا) یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اُس نے اِقرار کیا ہے لہٰذا مجھے وہ حق دلایا جائے کہ یہ ایک خبر ہے اور اس میں کذب (جھوٹ) کا بھی احتمال ہے ہاں اگر وہ خود اپنی رضامندی سے دیدے تو یہ ایک جدید ہبہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میری ہے اور اُس نے خود بھی اقرار کیا ہے یا میرا اُس کے ذمہ اتنا ہے اور اُس نے اس کا اقرار بھی کیا تو یہ دعویٰ مسموع (قابل قبول) ہوگا پھر اگر مدعیٰ علیہ (جس پر دعوےٰ کیا گیا) اقرار سے انکار کرے تو اُس کو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کہ اُس نے اقرار کیا ہے بلکہ اس پر کہ یہ چیز مدعی کی نہیں ہے یا میرے ذمہ اوس کا یہ مطالبہ نہیں ہے ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے۔(10)

مسئلہ ۴: اس کے اِنشا ہونے کے یہ احکام ہیں کہ مُقرلہ نے اقرار کو رد کر دیا تو رد ہو جائے گا اس کے بعد اگر پھر قبول کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور قبول کرنے کے بعد اگر رد کریگا تو رد نہیں ہوگا۔ مُقِر کے اقرار کو رد کر دیا اس کے بعد مُقِر نے دوبارہ اقرار کیا اگر قبول کریگا تو کرسکتا ہے کیونکہ یہ دوسرا اقرار ہے۔ اقرار کی وجہ سے جو ملک ثابت ہوگی وہ اُن چیزوں میں نہیں ثابت ہوگی جو زوائد ہیں اور ہلاک ہو چکی ہیں مثلاً بکری کا اقرار کیا تو اس کا جو بچہ مر چکا یا خود مُقِر نے ہلاک کر دیا ہے مُقرلہ اُس کا معاوضہ نہیں لے سکتا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انشا ہے۔(11)

مسئلہ ۵: مُقِر لہ کی ملک نفس اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے مُقرلہ کی تصدیق اس کے لیے درکار نہیں البتہ حق رد میں یہ تملیکِ جدید ہے رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور مُقرلہ نے تصدیق کر لی تو اب رد نہیں ہوسکتا اگر رد کرے بھی تو رد نہ ہوگا۔ اور قبل تصدیق مُقرلہ اُس وقت رد کرسکتا ہے جب خاص اسی مُقرلہ کا حق ہو اور اگر دوسرے کا حق ہو تو اُسے رد نہیں کرسکتا مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کر دی ہے (بیچ دی ہے) مقرلہ نے رد کر دیا کہہ دیا کہ میں نے تم سے کوئی چیز نہیں خریدی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے میں نے تم سے خریدی ہے اب مُقِر کہتا ہے میں نے تمھارے ہاتھ نہیں بیچی ہے بائع پر وہ بیع لازم ہوگئی کہ بائع و مشتری میں سے ایک کا انکار بیع کے لیے مُضِر نہیں دونوں انکار کرتے تو بیع فسخ ہو جاتی۔(12)

مسئلہ ۶: جو کچھ اقرار کیا ہے مُقِر پر لازم ہے اس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی مثلاً دَین یا عین کا اقرار کیا اور یہ کہہ دیا

---

(10) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ۴۰۵۔

(11) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ۴۰۶۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناہ شرعاً۔۔۔ الخ، ج ۴، ص ۱۵۷۔

کہ مجھے تین دن کا خیار حاصل ہے یہ شرط باطل ہے اگرچہ مُقِرلہ اسکی تصدیق کرتا ہو اور مال لازم ہے۔(13)

مسئلہ ۷: اقرار کے لیے شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل بالغ ہو اور اِکراہ و جبر کے ساتھ اُس نے اقرار نہ کیا ہو۔ آزاد ہونا اس کے لیے شرط نہیں مگر غلام نے مال کا اقرار کیا فی الحال نافذ نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا۔ غلام کے وہ اقرار جن میں کوئی تہمت نہ ہو فی الحال نافذ ہیں جیسے حدود و قصاص کے اقرار اور جس اقرار میں تہمت ہو سکے مثلاً مال کا اقرار یہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا ماذون کا وہ اقرار جو تجارت سے متعلق ہے مثلاً فلاں دوکاندار کا میرے ذمہ اتنا باقی ہے یہ فی الحال نافذ ہے اور جو تجارت سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ بعد عتق (آزادی کے بعد) نافذ ہوگا جیسے جنایت کا اقرار۔ نابالغ جس کو تجارت کی اجازت ہے غلام کے حکم میں ہے یعنی تجارت کے متعلق جو اقرار کریگا نافذ ہوگا اور جو تجارت کے قبیل سے نہیں۔(یعنی تجارت کی قسم سے نہیں) وہ نافذ نہیں مثلاً یہ اقرار کہ فلاں کی میں نے کفالت کی ہے۔(ضمانت دی ہے) نشہ والے نے اقرار کیا اگر نشہ کا استعمال ناجائز طور پر کیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے۔(14)

مسئلہ ۸: مُقَربہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں اقرار صحیح ہے مگر اقرار مجہول کا بیان اگر ایسی چیز سے کیا جس میں جہالت مضر ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں مثلاً یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے اور اس کا سبب بیع یا اجارہ بتایا مثلاً میں نے کوئی چیز اُس سے خریدی تھی یا اُس کے ہاتھ بیچی تھی یا اُس کو کرایہ پر دی تھی یا کرایہ پر لی تھی کہ ان سب میں جہالت مضر ہے لہٰذا یہ اقرار صحیح نہیں۔(15)

مسئلہ ۹: اقرار کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ مقربہ کی تسلیم واجب ہو (یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے اس کو سپرد کرنا لازم ہو) اگر عین کا اقرار ہے تو بعینہٖ اسی چیز کی تسلیم واجب ہے اور دَین (قرض) کا اقرار ہے تو مثل کی تسلیم واجب ہے اور اگر اُسکی تسلیم واجب نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں مثلاً کہتا ہے میں نے اُس کے ہاتھ ایک چیز بیع کی ہے۔(16)

مسئلہ ۱۰: مُقِر (8) کی جہالت اقرار کو باطل کر دیتی ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ تمہارا ہزار روپیہ ہم میں کسی پر باقی ہے ہاں اگر اپنے ساتھ اپنے غلام کو ملا کر اس طرح اقرار کرے تو صحیح ہے۔ مُقِرلہ کی جہالت اگر فاحش ہے تو اقرار صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے جہالت فاحشہ کی مثال یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کے ہزار روپے ہیں۔ تھوڑی سی جہالت ہو اسکی مثال یہ ہے ان دونوں میں ایک کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر مُقِر کو بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر اُن دونوں نے اُس پر

---

(13) المرجع السابق، ص۱۵۶۔

(14) البحر الرائق، کتاب الاقرار، ج۷، ص۴۲۳۔۴۲۴۔

(15) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۳۰۸۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الاوّل فی بیان معناہ شرعاً ... إلخ، ج۴، ص۱۵۶۔

دعویٰ کیا تو دونوں کے مقابل میں اُس پر حلف دیا جائے گا۔(17)

مسئلہ ۱۱: مجہول شے کا اقرار کیا مثلاً فلاں کی میرے ذمہ ایک چیز ہے یا اُسکا ایک حق ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اُس کو ایسی چیز بیان کرنی ہوگی جس کی کوئی قیمت ہو دریافت کرنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ گیہوں کا ایک دانہ مٹی کا ایک ڈھیلا یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ اُس کا ہے کیونکہ اسکے لیے قیمت ہے۔ حق کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُس کا کیا حق تیرے ذمہ ہے اوس نے کہا میری مراد اسلامی حق ہے یہ مقبول نہیں کہ عرف کے خلاف ہے۔(18) اگر اُس نے یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ حق ہے اسلامی حق بغیر فاصلہ تو یہ بیان مقبول ہے۔(19)

مسئلہ ۱۲: مُقِر نے شے مجہول (نا معلوم چیز) کا اقرار کیا اور اُس سے بیان کرایا گیا مُقِرلہ یہ کہتا ہے کہ میرا مطالبہ اُس سے زیادہ ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو قسم کے ساتھ مُقِر کا قول معتبر ہے۔(20)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ میں نے فلاں کی چیز غصب کی ہے اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جس میں تمانع جاری ہو یعنی دوسرے کی طرف سے رکاوٹ پیدا کی جائے ایسی چیز نہیں بیان کرسکتا جس میں تمانع نہ ہوتا ہو۔ اگر بیان میں یہ کہا کہ میں نے اُس کے بیٹے یا بی بی کو چھین لیا ہے تو مقبول نہیں کہ یہ مال نہیں اور اگر مکان یا زمین کو بتاتا ہے تو مان لیا جائیگا اگرچہ اس میں امام اعظم کے نزدیک غصب نہیں ہوتا مگر عرف میں اسکو بھی غصب کہتے ہیں۔(21)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں کی ایک چیز ہے اور بیان میں ایسی چیز ذکر کی جو مال متقوم نہیں ہے اور مقرلہ نے اُسکی بات مان لی تو مُقِرلہ کو وہی چیز ملے گی یوہیں غصب میں ایسی چیز بیان کی کہ وہ بیان صحیح نہیں ہے مگر مُقِرلہ نے مان لیا تو اس کو وہی چیز ملے گی۔(22)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ میرے پاس فلاں کی ودیعت (امانت) ہے تو اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جو امانت رکھی جاتی ہو اور اگر مُقِرلہ دوسری چیز کو امانت رکھنا بتاتا ہے تو مُقِر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ امانت کا اقرار کیا اور ایک کپڑا لایا کہ یہ میرے پاس امانۃً رکھا تھا اور اس میں میرے پاس یہ عیب پیدا ہوگیا تو اُس پر ضمان واجب نہیں۔(23)

---

(17) البحرالرائق، کتاب الاقرار، ج ۷، ص ۴۲۴

(18) البحرالرائق، کتاب الاقرار، ج ۷، ص ۴۲۴۔

(19) ردالمحتار، کتاب الاقرار، ج ۸، ص ۲۰۸۔

(20) الھدایۃ، کتاب الاقرار، ج ۳، ص ۱۷۸۔

(21) المرجع السابق، وغیرھا۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الخامس فی الاقرار للمجھول۔۔۔ إلخ، ج ۴، ص ۱۷۲۔

(23) المرجع السابق، ص ۱۷۳۔

مسئلہ ۱۶: اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم وبیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے۔ اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکاۃ کو بیان کرنا ہوگا اس سے کم بیان کریگا تو معتبر نہیں۔(24)

مسئلہ ۱۷: مُقَرلہ (جس کے لیے اقرار کیا ہے) کو معلوم ہے کہ مُقِر اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو مُقَرلہ کو وہ مال لینا دیانۃً جائز نہیں ہاں اگر مُقِر خوشی کے ساتھ دیتا ہے تو لینا جائز ہے کہ یہ جدید ہبہ ہے۔(25)

مسئلہ ۱۸: یہ کہا میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں اُسکی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے۔ اور اگر یہ کہا میرا کل مال اُسکے لیے ہے یا جو کچھ میری ملک ہے اُسکی ہے یہ اقرار نہیں بلکہ ہبہ ہے لہٰذا اس میں ہبہ کے شرائط کا اعتبار ہوگا کہ قبضہ ہوگیا تو تمام ہے ورنہ نہیں۔ فلاں زمین جس کے حدود یہ ہیں میرے فلاں بچہ کی ہے یہ ہبہ ہے اور اس میں قبضہ کی بھی ضرورت نہیں۔(26)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے مُقِر یہ کہے کہ وہ روپے امانت ہیں اُس کی بات نہیں مانی جائے گی مگر جب کہ اقرار کے ساتھ متصلاً امانت ہونا بیان کیا تو اُسکی بات معتبر ہے۔(27)

مسئلہ ۲۰: یہ کہا مجھے فلاں کو دس روپے دینے ہیں اس کہنے سے اس پر دینا لازم نہیں جب تک اس کے ساتھ یہ لفظ نہ کہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں یا مجھ پر ہیں یا میری گردن پر ہیں یا وہ دین ہیں یا حق لازم ہیں۔(28)

مسئلہ ۲۱: یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اُس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے پھر اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو ودیعت کا اقرار ہے ورنہ شرکت کا۔(29)

مسئلہ ۲۲: عورت نے شوہر سے کہا جو کچھ میرا چاہیے تھا میں نے تم سے پالیا یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہیں۔(30)

---

(24) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۹۔

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناہ۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۱۵۶۔

(26) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۴، ص۴۱۱۔

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۱۵۷۔

(29) المرجع السابق۔

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۱۵۷۔

مسئلہ ۲۳: باپ نے یہ کہا میرا یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے یہ لفظ ہبہ کے ہے ہے اور ... ہبہ کیا گیا) کا بیان نہیں کیا لہٰذا باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے تو اقرار ہے ... میں تین چھوٹے بچوں کا قرار پائیگا بلکہ اُردو کے محاورہ کے لحاظ سے دو بچوں کا ہوگا یونہیں اگر یہ کہا کہ میرے اس ... ثلث (تیسرا حصہ) فلاں کے لیے ہے تو ہبہ ہے اور یہ کہا کہ اس مکان کا ثلث فلاں کا ہے تو اقرار ہے۔(31)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کہا میرے اتنے روپے تمہارے ذمہ ہیں دو اُس نے کہا تھیلی سلا رکھو یہ اقرار نہیں ... سے استہزا (ہنسی، مذاق) مقصود ہوتا ہے۔(32)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے کہا تمہارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اُس نے کہا اُن کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دو یا میں نے تم کو ادا کر دیے یا تم نے معاف کر دیے یا تم نے مجھ پر صدقہ کر دیے یا تم نے مجھے ہبہ کر دیے یا میں نے تمھیں زید پر اُن کا حوالہ کر دیا تھا یا کہا ابھی میعاد پوری نہیں ہوئی یا کل دونگا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو (مطالبے کرتے ہو) یا واللہ میں تمھیں ادا نہیں کرونگا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آجائے یا میرا نوکر آجائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کر لے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہوگیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اسکی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں اور اگر فقط یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے کہا تو اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی۔(33)

مسئلہ ۲۶: ایک نے دوسرے سے کہا میرے سو روپے جو تمہارے ذمہ ہیں دے دو کیونکہ جن لوگوں کے میرے ذمہ ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتے دوسرے نے کہا اُن کو مجھ پر حوالہ کر دو یا کہا اُنھیں میرے پاس لاؤ میں ضامن ہو جاؤں گا یا کہا کہ قسم کھاؤ کہ یہ مال تمھیں نہیں پہنچا ہے یہ سب صورتیں اقرار کی ہیں۔(34)

مسئلہ ۲۷: ایک نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اُن میں سے کچھ لے چکے ہو یا پوچھا اُن کی میعاد کب ہے یہ ہزار کا اقرار ہے۔(35)

---

(31) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقرارا، ج۲، ص۲۰۱، ۲۰۲۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقرارا... إلخ، ج۴، ص۱۵۹۔

(33) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۱۴۳۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقرارا... إلخ، ج۴، ص۱۵۹۔

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقرارا... إلخ، ج۴، ص۱۵۹۔

(35) المرجع السابق، ص۱۶۰

مسئلہ ۲۸: بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے اُس نے کہا میرے ہاتھ میں ترکہ میں سے کوئی چیز نہیں ہے یہ دین کا اقرار نہیں۔(36)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کہا تم نے مجھ سے اتنے روپے ناحق لے لیے اس نے کہا ناحق میں نے نہیں لیے ہیں یہ روپیہ لینے کا اقرار نہیں اور اگر جواب میں یہ کہا کہ میں نے وہ تمھارے بھائی کو دے دیے تو روپیہ لینے کا اقرار ہو گیا اور اس کے بھائی کو دے دیے ہیں اس کا ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے۔(37)

مسئلہ ۳۰: دس روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا ان میں سے پانچ دیئے ہیں یا ان میں سے پانچ باقی ہیں تو دس روپے لینے کا اقرار ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ پانچ باقی رہ گئے ہیں تو دس کا اقرار نہیں۔(38)

مسئلہ ۳۱: فلاں کو خبر کر دو یا اُسے بتا دو یا اُس سے کہہ دو یا اُسے بشارت (خوش خبری) دے دو یا تم گواہ ہو جاؤ کہ میرے ذمہ اُسکے اتنے روپے ہیں ان سب صورتوں میں اقرار ہو گیا۔(39)

مسئلہ ۳۲: فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے اُس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یا اُس کو اسکی خبر نہ دینا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار نہیں اور اگر پہلا جملہ نہیں کہا صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں شخص کو خبر نہ دینا یا اس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار ہے۔(40)

مسئلہ ۳۳: یہ کہا کہ میری عورت سے یہ بات مخفی رکھنا کہ میں نے اُسے طلاق دی ہے یہ طلاق کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ اُسے خبر نہ دینا کہ میں نے اسکو طلاق دیدی ہے یہ اقرار طلاق نہیں۔(41)

مسئلہ ۳۴: یہ کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے یا جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ فلاں کی ہے یہ اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ میرا کل مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کے لیے ہے یہ ہبہ ہے اگر اُسے دے دے گا صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں اور دے دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔(42)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ جو کچھ میرے مکان میں فروش (بچھانے کی اشیاء

(36) المرجع السابق، ص ۱۶۰۔

(37) المرجع السابق

(38) المرجع السابق

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقرارا... إلخ، ج ۴، ص ۱۶۲۔

(40) المرجع السابق

(41) المرجع السابق

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقرارا... إلخ، ج ۴، ص ۱۶۳۔

قالین، دریاں وغیرہ) وظروف (برتن) وغیرہا ہیں یہ سب میری لڑکی کے ہیں اور اس شخص کے گاؤں میں بھی کچھ جانور وغیرہ ہیں اور یہاں بھی کچھ جانور رہتے ہیں جو دن میں جنگل کو چرنے کے لیے چلے جاتے ہیں رات میں آجاتے ہیں مگر اس شخص کی سکونت شہر میں ہے تو جو چیزیں یا جانور اس مکان سکونت میں ہیں وہ سب اقرار میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ باقی چیزیں داخل نہیں۔(43)

مسئلہ ۳۶: مرد نے بدرستی عقل وحواس (یعنی عقل وحواس کی سلامتی کے ساتھ) حالتِ صحت میں یہ اقرار کیا کہ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ میرے مکان میں ہے سب میری عورت کا ہے وہ شخص مرگیا اور بیٹا چھوڑا بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے میرا حصہ مجھے ملنا چاہیے عورت کو جن چیزوں کی نسبت یہ علم ہے کہ شوہر نے بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے اسے مالک کردیا ہے یا مہر کے عوض میں جو کچھ ہوسکتا ہے ان کو لے سکتی ہے اور اُس اقرار کو حجت بنا سکتی ہے اور جن چیزوں کی عورت مالک نہیں ہے اُن کو اُس اقرار کی وجہ سے لینا دیانۃً جائز نہیں مگر قاضی اُن تمام چیزوں کے متعلق عورت کے لیے ہی فیصلہ کریگا جو بوقت اقرار اُس مکان میں موجود تھیں جبکہ گواہوں سے اُن چیزوں کا مکان میں بوقت اقرار ہونا ثابت ہو۔(44)

مسئلہ ۳۷: اس قسم کی بات جو دوسرے کے کلام کے بعد ہوتی ہے اگر جواب کے لیے متعین ہے تو جواب ہے اور ابتدائے کلام کے لیے متعین ہے یا جواب وابتدا دونوں کا احتمال ہو تو اس سے اقرار نہیں ثابت ہوگا اور اگر جواب میں ہاں کہا تو یہ اقرار ہے مثلاً کسی نے کہا میرا یہ کپڑا دیدو یا میرے اس غلام کا کپڑا دیدو۔ میرے اس مکان کا دروازہ کھولدو۔ میرے اس گھوڑے پر کاٹھی (چمڑے کا زین) کس دو یا اُس کی لگام دیدو، ان باتوں کے جواب میں دوسرے نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا اقرار ہے کہ کپڑا اور غلام اور مکان اور گھوڑا اُس کا ہے۔ ایک شخص نے کہا کیا تمھارے ذمہ میرا یہ نہیں اس نے کہا ہاں یہ اقرار ہوگیا۔(45)

مسئلہ ۳۸: جو بول سکتا ہے اُس کا سر سے اشارہ کرنا اقرار نہیں۔ مال، عتق (غلام آزاد کرنا)، طلاق، بیع (یعنی خرید وفروخت)، نکاح، اجارہ، ہبہ کسی کا اقرار اشارہ سے نہیں ہوسکتا۔ اِفتا یعنی عالم سے کسی نے مسئلہ پوچھا اوس نے سر سے اشارہ کردیا نسب، اسلام، کفر، امان، کافر، مُحرِم (وہ شخص جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو) کا شکار کی طرف

---

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۳۔

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۳۔

(45) الدر المختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۲۱۴۔

اشارہ کرنا روایت حدیث میں شیخ (استاذ) کا سر سے اشارہ کرنا معتبر ہے۔(46)

مسئلہ ۳۹: دَین مؤجل کا اقرار کیا یعنی یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ اِتنا دَین ہے جس کی میعاد یہ ہے مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) نے کہا میعاد پوری ہو چکی فوراً دینا واجب ہوگا اور میعاد باقی ہونا دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت درکار ہے۔ اسی طرح اس کے پاس کوئی چیز ہے کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے میں نے کرایہ پر لی ہے اُس کے لیے اقرار ہو گیا اور کرایہ پر اس کے پاس ہونا ایک دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے اگر مُقِر میعاد اور اجارہ کو گواہوں سے ثابت کردے فبہا، ورنہ مقرلہ پر حلف (قسم) دیا جائے گا۔(47)

مسئلہ ۴۰: اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے اس قِسم کے روپے ہیں مُقرلہ یہ کہتا ہے کہ اس قسم کے نہیں بلکہ اُس قسم کے ہیں اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے جیسے روپے کا اقرار کیا ہے ویسے ہی واجب ہیں اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لیے سو روپے کی ضمانت کی ہے جس کی میعاد ایک ماہ ہے مقرلہ نے میعاد سے انکار کیا کہتا ہے وہ فوراً دینا ہے اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے۔(48)

(46) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۳۱۵۔

(47) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۳۱۵۔

(48) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، ج۲، ص۹۵، ۱۸۰۔

ایک چیز کے اقرار میں دوسری چیز کہاں داخل ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۴۱: ایک سوایک روپیہ کہا تو کل روپیہ ہی ہے اور ایک سوایک تھان یا ایک سودو تھان کہا تو ایک سو کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ٹوکری میں آم کہا تو ٹوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے اصطبل (گھوڑے باندھنے کی جگہ) میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا اصطبل کا اقرار نہیں انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل (تلوار کا دھار والا حصہ) اور قبضہ (تلوار کا دستہ) اور میان (نیام یعنی تلوار کا غلاف) اور تسمہ (وہ چمڑا جس سے تلوار کو نیام کی پٹی سے باندھتے ہیں) سب کا اقرار ہے۔ مسہری (ایک قسم کا پلنگ جس کی پٹیاں چوڑی اور نقش ونگار والی ہوتی ہیں) کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا (پلنگ کے لیے لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا چوکور گھیرا) اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ بیٹھن (وہ کپڑا جس میں سوداگر قیمتی کپڑے باندھتے ہیں) میں تھان یا رومال میں تھان کہا تو بیٹھن اور رومال کا بھی اقرار ہے ان کو دینا ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۴۲: اس دیوار سے اس دیوار تک فلاں کا ہے دونوں دیواروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مقرلہ کے لیے ہے اور دیواریں اقرار میں داخل نہیں۔ (2)

مسئلہ ۴۳: دیوار کا اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے پھر یہ کہتا ہے میری مراد یہ تھی کہ دیوار اُسکی ہے زمین اُسکی نہیں اسکی بات نہیں مانی جائیگی دیوار و زمین دونوں چیزیں مقرلہ کو دلائی جائیں گی۔ یوہیں اینٹ کے ستون بنے ہوئے ہیں اُنکا اقرار کیا تو اُن کے نیچے کی زمین بھی مقرلہ کی ہوگی اور لکڑی کا ستون ہے اس کا اقرار کیا تو صرف ستون مقرلہ کا ہے زمین نہیں پھر اگر ستون کے نکال لینے میں مُقر کا ضرر نہ ہو تو مقرلہ ستون نکال لے جائے اور اگر ضرر ہے تو مُقر ستون کی اُس کو قیمت دیدے۔ (3)

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت یا اس کا عملہ فلاں شخص کا ہے تو صرف عمارت کا اقرار ہے زمین اقرار میں

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۱۸۔

والھدایۃ، کتاب الاقرار، ج۲، ص۱۸۰۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۱۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۳۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۳۔

داخل نہیں۔(4)

مسئلہ ۴۵: یہ اقرار کیا کہ میرے باغ میں یہ درخت فلاں کا ہے تو وہ درخت اور اُسکی موٹائی جتنی ہے اتنی زمین بھی مقرلہ کو دلائی جائیگی۔(5)

مسئلہ ۴۶: اس درخت میں جو پھل ہیں فلاں کے ہیں یہ صرف پھلوں کا اقرار ہے درخت کا اقرار نہیں۔ یوہیں یہ اقرار کیا کہ اس کھیت میں فلاں کی زراعت (فصل) ہے یہ صرف زراعت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔(6)

مسئلہ ۴۷: یہ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کی ہے اور اُس میں زراعت موجود ہے تو زمین و زراعت دونوں مقرلہ کو دلائی جائینگی اور اگر مقر نے گواہوں سے قاضی کے فیصلہ سے قبل یا بعد یہ ثابت کردیا کہ زراعت میری ہے تو گواہ قبول ہونگے اور زراعت اسی کو ملے گی۔ اگر زمین کا اقرار کیا اور اس میں درخت ہیں تو درخت بھی مقرلہ کو دلائے جائیں گے اور مُقِر گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ درخت میرے ہیں تو گواہ قبول نہیں مگر جبکہ اقرار ہی یوں کیا تھا کہ زمین اُسکی ہے اور درخت میرے ہیں تو گواہ مقبول ہیں۔(7)

مسئلہ ۴۸: اس کے پاس صندوق ہے جس میں سامان ہے کہتا ہے صندوق فلاں شخص کا ہے اور اس میں جو کچھ سامان ہے وہ میرا ہے یا یہ کہا یہ مکان فلاں شخص کا ہے اور جو کچھ اس میں مال اسباب ہے میرا ہے تو صرف صندوق یا مکان کا اقرار ہوا سامان وغیرہ اقرار میں داخل نہیں۔(8)

مسئلہ ۴۹: تھیلی میں روپے ہیں یہ کہا کہ یہ تھیلی فلاں کی ہے تو روپے بھی اقرار میں داخل ہیں مقر کہتا ہے کہ میری مراد صرف تھیلی تھی روپے کا میں نے اقرار نہیں کیا اُسکی بات معتبر نہیں ہے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ یہ ٹوکری فلاں کی ہے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بھی اقرار میں داخل ہیں۔ یہ مٹکا فلاں کا ہے اور اُس میں سرکہ ہے تو سرکہ بھی اقرار میں داخل ہے اور اگر بوری میں غلہ ہے اور یہ کہا کہ یہ بوری فلاں کی ہے پھر کہتا ہے صرف بوری اُس کی ہے غلہ میرا ہے تو اس کی بات مان لی جائیگی۔(9)

❁❁❁❁❁

---

(5) المرجع السابق۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً... الخ، ج۴، ص۱۶۴۔

(7) المرجع السابق۔

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فی ال استثناء والرجوع، ج۲، ص۲۱۰۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً... الخ، ج۴، ص۱۶۵۔

حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار

مسئلہ ۵۰: حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار دونوں صحیح ہیں حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا اقرار دوسرے کے لیے کر دینا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے حمل سے مراد یہ ہے جس کا وجود وقت اقرار میں مظنون ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ مظنون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہو اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو کچھ ہو سکتی ہے اوس کے اندر بچہ پیدا ہو اور یہ بات ماہرین سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی کیا کیا مدت ہے۔ بعض علمانے فرمایا کہ بکری میں اقل مدت حمل چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔ (1)

مسئلہ ۵۱: حمل کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لیے ہو سکتا ہو اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث (وراثت) ووصیت ہے یعنی یہ کہا کہ اُس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیوں کر جواب دیا کہ اُس کا باپ مر گیا میراث کی رو سے اُس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اُس کی وصیت کی ہے۔ پھر اگر یہ بچہ وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اس کی چند صورتیں ہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے یا دو لڑکے ہیں یا دو لڑکیاں ہیں یا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اگر لڑکا یا لڑکی ہے تو جو کچھ اقرار کیا ہے لے لے اور دو ہیں خواہ دونوں لڑکے ہوں یا لڑکیاں دونوں برابر بانٹ لیں اور ایک لڑکا ایک لڑکی ہے اور وصیت کی رو سے یہ چیز ملتی ہے تو دونوں برابر کے حقدار ہیں اور میراث کی رو سے ہے تو لڑکی سے لڑکے کو دونا۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مورث یا موصی کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائیگا۔ (2)

مسئلہ ۵۲: حمل کے لیے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً کہتا ہے میں نے اُس

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸، ص ۴۲۱۔

والبحرالرائق، کتاب الاقرار، ج ۷، ص ۴۲۷۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج ۸، ص ۴۲۱۔

والبحرالرائق، کتاب الاقرار، ج ۷، ص ۴۲۷۔

سے قرض لیا یا اُس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا ہے ان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔(3)

❁❁❁❁❁

(3) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۲۲۴.

بچہ کے لیے اقرار اور آزاد محجور کا اقرار

مسئلہ ۵۳: دودھ پیتے بچہ کے لیے اقرار کیا اور سبب ایسا بیان کیا جو حقیقۃً ہو نہیں سکتا ہے یہ اقرار صحیح ہے مثلاً یہ کہا اُس کا میرے ذمہ قرض ہے یا مبیع کا ثمن ہے کہ اگرچہ وہ خود قرض نہیں دے سکتا بیع نہیں کرسکتا مگر قاضی یا ولی کرسکتا ہے یوں اُس بچہ کا مطالبہ مقر کے ذمہ ثابت ہوگا۔(1)

مسئلہ ۵۴: یہ اقرار کیا کہ اس بچہ کے لیے میں نے فلاں کی طرف سے ہزار روپے کی کفالت کی ہے اور بچہ اتنی عمر کا ہے کہ نہ بول سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے تو کفالت باطل ہے مگر جبکہ اُس کے ولی نے قبول کرلیا تو کفالت صحیح ہوگئی۔(2)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص آزاد کو قاضی نے محجور کردیا ہے یعنی اُس کے تصرفات بیع وغیرہ کی ممانعت کردی ہے اُس نے دین یا غصب یا بیع یا عتق یا طلاق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا اُس کے یہ سب اقرار جائز ہیں آزاد شخص کو قاضی کا حجر کرنا جائز نہیں۔(3)

❁❁❁❁❁

---

(1) المرجع السابق.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الرابع فی بیان من یصح لہ الاقرار... إلخ، ج۴، ص۱۲۹.

(3) المرجع السابق، ص۱۷۱.

اقرار میں خیارِ شرط

مسئلہ ۵۶: اقرار میں شرط خیار ذکر کی یہ اقرار صحیح ہے اور شرط باطل یعنی وہ مطالبہ بلا خیار (بغیر کسی اختیار کے) اس پر لازم ہوجائے گا اگر مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا ہے) نے خیار کے متعلق اس کی تصدیق کی یہ تصدیق باطل ہے ہاں اگر عقد بیع کا اقرار کیا ہے اور بیع بالخیار ہے تو بشرط تصدیق مقرلہ یا گواہوں سے ثابت کرنے پر اس شرط خیار کا اعتبار ہوگا اور اگر مُقِرلہ نے تکذیب کردی تو قول اسی کا معتبر ہے کہ یہ منکر ہے۔(1)

مسئلہ ۵۷: دَین کا اقرار کیا اور سبب یہ بتایا کہ میں نے اسکی کفالت کی ہے اور مدت میں مجھے اختیار ہے مدت چاہے طویل ہو یا کوتاہ (زیادہ ہو یا کم) یہ خیار شرط صحیح ہے بشرطیکہ مُقِرلہ اسکی تصدیق کرے۔(2)

مسئلہ ۵۸: قرض یا غصب یا ودیعت یا عاریت کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اقرار صحیح ہے اور خیار باطل اگرچہ مُقِرلہ تصدیق کرتا ہو۔(3)

مسئلہ ۵۹: کفالت (ضمانت) کی وجہ سے دَین (قرض) کا اقرار کیا اور یہ کہ ایک مدت معلومہ تک کے لیے اس میں شرط خیار ہے وہ مدت طویل ہو یا قصیر (یعنی زیادہ ہو یا کم) اگر مُقِرلہ اس کی تصدیق کرتا ہو تو خیار ثابت ہوگا اور آخر مدت تک خیار رہے گا اور مُقِرلہ تکذیب کرتا ہو تو مال لازم ہوگا اور خیار ثابت نہ ہوگا۔(4)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۳۲۲۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۳۲۲۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۱، ۱۹۲۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۲۔

تحریری اقرارنامہ

مسئلہ ۶۰: اقرار جس طرح زبان سے ہوتا ہے تحریر سے بھی ہوتا ہے جب کہ وہ تحریر مُعَنْوَن (یعنی معین ومختص ہو) ومرسوم ہو (جس طرح عام طور پر لکھا جاتا ہے اس کے مطابق ہو) مثلاً ایک شخص نے لوگوں کے سامنے ایک اقرارنامہ لکھا یا کسی سے لکھوایا اور حاضرین سے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے تم اس کے گواہ ہوجاؤ یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ نہ اس نے پڑھ کر ان کو سنایا نہ انھوں نے خود تحریر پڑھی اور اگر کتابت یا املا کے وقت وہ لوگ حاضر نہ تھے تو گواہی جائز نہیں۔ مدیون نے یہ دعویٰ کیا کہ دائن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ فلاں بن فلاں پر جو میرا دین تھا میں نے معاف کردیا اگر یہ تحریر مرسوم ہے اور گواہوں سے ثابت ہو تو اقرار صحیح ہے اور دَین ساقط، خواہ مدیون کے کہنے سے اس نے لکھی ہو یا اپنے آپ بغیر اُس کے کہے ہوئے لکھی۔ اور اگر تحریر مرسوم نہیں ہے تو نہ اقرار صحیح، نہ معافی کا دعویٰ صحیح۔(1)

مسئلہ ۶۱: اقرارنامہ پر گواہ بنانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں سے کہہ دے تم اس کے گواہ ہوجاؤ اور ان کو اقرارنامہ پڑھ کر سنایا نہ ہو اور اگر پڑھ کر سنا دیا ہو تو گواہ بنائے یا نہ بنائے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۶۲: کاتب (لکھنے والے) سے یہ کہنا کہ فلاں بات لکھ دو یہ بھی حکماً اقرار ہے مثلاً صکاک (دستاویز لکھنے والے) سے کہا کہ تم میرا یہ اقرار لکھ دو کہ فلاں کا میرے ذمہ ایک ہزار ہے یا میرے مکان کا بیع نامہ لکھ دو یہ اقرار بھی صحیح ہے صکاک لکھے یا نہ لکھے صکاک کو اس کے اقرار پر شہادت دینا جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۶۳: بطور مراسلہ (خط وکتابت کے طور پر) ایک تحریر لکھی کہ از جانب فلاں بطرف فلاں تم نے لکھا ہے کہ میں نے تمھارے لیے فلاں کی طرف سے ایک ہزار کی ضمانت کی ہے میں نے ایک ہزار کی ضمانت نہیں کی ہے صرف پانسو کی ضمانت کی ہے لکھنے کے بعد اس نے تحریر چاک کرڈالی (پھاڑ ڈالی) اور اس تحریر کے وقت دو شخص اُس کے پاس موجود تھے جنھوں نے اس کی تحریر دیکھی ہے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی تحریر لکھی تھی اُس نے چاہے اُن دونوں کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا اور لکھنے والے پر گواہی گزر جانے کے بعد وہ امر لازم کیا جائے گا جس کو اس نے لکھا تھا۔

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۷۔

و الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۲۲۳۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۷۔

(3) دررالحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص۳۶۳۔

طلاق وعتاق اور وہ تمام حقوق جو شبہہ کے ساتھ بھی ثابت ہو جاتے ہیں سب کا یہی حکم ہے۔(4)

مسئلہ ۶۴: مراسلہ کے طور پر ایک تحریر زمین پر لکھی یا کپڑے پر لکھی اس تحریر سے اقرار ثابت نہیں ہوگا اور جس نے یہ تحریر دیکھی ہے اُس کو گواہی دینی بھی جائز نہیں ہاں اگر ان لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ تم اس مال کے شاہد رہو تو مال لازم ہو جائے گا اور گواہی دینی جائز۔(5)

مسئلہ ۶۵: کاغذ پر یہ تحریر لکھی کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر یہ تحریر بطور مراسلہ نہیں ہے ایسی تحریر سے اقرار ثابت نہ ہوگا ہاں اگر لوگوں سے کہہ دیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو ان کا گواہی دینا جائز ہے اور مال لازم ہو جائے گا۔(6)

مسئلہ ۶۶: ایک تحریر لکھی مگر خود پڑھ کر نہیں سنائی کسی دوسرے شخص نے پڑھ کر گواہوں کو سنائی اور کاتب نے کہہ دیا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو اقرار صحیح ہے اور یہ نہ کہا تو اقرار صحیح نہیں۔(7)

مسئلہ ۶۷: لوگوں کے سامنے ایک تحریر لکھی اور حاضرین سے کہا کہ تم اس پر مہر یا دستخط کردو یہ نہیں کہا کہ گواہ ہو جاؤ یہ اقرار صحیح نہیں اور اُن لوگوں کو گواہی دینا بھی جائز نہیں۔(8)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے ایک دستاویز پڑھ کر سنائی جس میں اُس نے کسی کے لیے مال کا اقرار کیا تھا سننے والوں نے کہا کیا ہم اُس مال کے گواہ ہو جائیں جو اس دستاویز میں لکھا ہے اُس نے کہا ہاں یہ ہاں کہنا اقرار ہے اور سننے والے کو شہادت دینی جائز۔(9)

مسئلہ ۶۹: روزنامچہ (روزانہ کے حساب کا رجسٹر) اور بہی (تجارت یا دوکانداری کے حساب کا رجسٹر) میں اگر یہ تحریر ہو کہ فلاں کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یہ تحریر مرسوم قرار پائیگی اس کے لیے گواہ کرنا شرط نہیں یعنی بغیر گواہ بنائے ہوئے بھی یہ تحریر اقرار قرار دی جائیگی۔(10)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) میں یا حساب کے کاغذ میں یہ لکھا ہوا پایا

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً... إلخ، ج۴، ص۱۶۶.

(5) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۰.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً... إلخ، ج۴، ص۱۶۷.

(7) المرجع السابق، ص۱۶۶، ۱۶۷.

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

(9) المرجع السابق، ص۲۰۰، ۲۰۱.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً... إلخ، ج۴، ص۱۶۷.

یا میں نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے یہ اقرار نہیں ہے۔(11)

مسئلہ ۷۱: تاجر کی یادداشت میں جو کچھ تحریر اُس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے وہ معتبر ہے لہٰذا اگر دوکاندار یہ کہے کہ میں نے اپنی نوٹ بک میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ دیکھا یا میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی نوٹ بک میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یہ اقرار مانا جائیگا اور اُس کو ہزار روپے دینے ہوں گے۔(12)

مسئلہ ۷۲: مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے کہا کہ مدعی کی یادداشت (نوٹ بک) میں جو کچھ اُس نے میرے ذمہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اسکو میں اپنے ذمہ لازم کیے لیتا ہوں یہ اقرار نہیں ہے۔(13)

❁❁❁❁❁

---

(11) المرجع السابق۔

(12) المرجع السابق۔

(13) غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علی درر الحکام، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳۔

متعدد مرتبہ اقرار کرنا

مسئلہ ۷۳: چند مرتبہ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اگر یہ اقرار کسی دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے کیا یعنی یہ کہا کہ اس دستاویز کی رو سے اُس کے ہزار روپے مجھ پر ہیں تو خواہ یہ اقرار ایک مجلس میں ہوں یا متعدد مجالس میں ہوں دوسری جگہ جن لوگوں کے سامنے اقرار کیا وہی ہوں جن کے سامنے پہلی مرتبہ اقرار کیا تھا یا یہ دوسرے لوگ ہوں بہر حال یہ ایک ہی ہزار کا اقرار ہے یعنی متعدد بار اقرار کرنے سے متعدد اقرار نہیں قرار پائیں گے بلکہ ایک ہی اقرار کی تکرار ہے۔ اور اگر دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اقرار نہیں ہے تو اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا ہے جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور دوسرا اقرار دوسری مجلس میں ہے اور اُنھیں لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے جنکے سامنے پہلے اقرار کیا تھا جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور اگر دوسری مجلس میں دوسرے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور ہزار روپے اس کے ذمہ ہونے کا کوئی سبب نہیں بیان کیا تو دو اقرار ہیں یعنی مُقِر پر (اقرار کرنے والے پر) دو ہزار واجب ہیں اور اگر دونوں اقراروں کا سبب ایک ہی ہے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں فلاں چیز کے دام (قیمت) تو کتنے ہی مرتبہ اقرار کرے ایک ہی ہزار واجب ہونگے اور اگر ہر اقرار کا سبب جدا جدا ہے ایک مرتبہ ثمن بتایا ایک مرتبہ اُس سے قرض لینا کہا تو ہر ایک کا اقرار جدا جدا ہے اور جتنے اقرار اُتنا مال لازم۔ (1)

مسئلہ ۷۴: ایک مرتبہ گواہوں کے سامنے اقرار کیا دوسری مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کیا یا پہلے قاضی کے سامنے پھر گواہوں کے سامنے یا قاضی کے سامنے کئی مرتبہ اقرار کیا یہ سب ایک ہی اقرار ہیں یعنی ایک ہی ہزار واجب ہوں گے۔ (2)

مسئلہ ۷۵: اقرار کیا پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا خواہ مجبوری و اضطرار کی وجہ سے جھوٹ بولنا کہتا ہو یا بغیر مجبوری، مُقَرلہ پر یہ حلف دیا جائے گا (یعنی اس سے قسم لی جائے گی) کہ مُقِر اپنے اقرار میں کاذب (جھوٹا) نہ تھا۔ یوہیں اگر مُقِر مرگیا ہے اُس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مُقِر نے جھوٹا اقرار کیا تو مُقَرلہ پر حلف دیا جائے گا اور اگر مُقَرلہ مرگیا اس کے ورثہ پر مُقِر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا تو ورثہ مُقَرلہ پر (جس کے لیے اقرار کیا اُس کے

---

(1) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳۔

والدر المختار، کتاب الاقرار، ج ۸، ص ۱۲۵۔

(2) الدر المختار، کتاب الاقرار، ج ۸، ص ۱۲۶۔

وارثوں پر) حلف دیا جائے گا مگر یہ لوگ یوں قسم کھائیں گے کہ ہمارے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس نے جھوٹا اقرار کیا ہے۔(3)

۞۞۞۞۞

(3) الدرالمختار، کتاب الاقرار، ج۸، ص۲۲۷.

اقرار وارث بعد موت مورث

مسئلہ ۱: ورثہ میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میّت پر اتنا فلاں شخص کا دین ہے اور باقی ورثہ نے انکار کیا ظاہر الروایہ یہ ہے کہ کل دین اس مُقِر کے حصے سے اگر وصول کیا جاسکے وصول کیا جائے اور بعض علما یہ کہتے ہیں کہ دین کا جتنا جز اس کے حصہ میں آتا ہے اُس کے متعلق اسکا اقرار صحیح ہے اور اگر اس مُقِر اور ایک دوسرے شخص نے شہادت (گواہی) دی کہ میّت پر اتنا فلاں کا دَین (قرض) تھا اس کی گواہی مقبول ہے اور کل ترکہ سے یہ دین وصول کیا جائے گا۔(1)

مسئلہ ۲: ایک شخص مرگیا اور ایک ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ کے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں اور ایک ہزار عمرو کے ہیں اگر یہ دونوں باتیں متصلاً (کسی کلام یا فاصلہ کے بغیر) کہیں تو زید وعمرو دونوں ان ہزار روپے میں سے پان پانسو لے لیں اور اگر دونوں باتوں میں فصل ہو یعنی زید کے لیے اقرار کرنے کے بعد خاموش رہا پھر عمرو کے لیے اقرار کیا تو زید مقدم ہے مگر زید کو اگر قاضی کے حکم سے ہزار روپے دیے تو عمرو کو کچھ نہیں ملے گا اور بطور خود دے دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے پانسو دے اور اگر بیٹے نے یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے باپ کے پاس زید کی امانت تھے اور عمرو کے اُس کے ذمہ ایک ہزار دَین ہیں اور دونوں باتوں میں فاصلہ نہ ہو تو امانت کو دَین پر مقدم کیا جائے اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا اور بعد میں متصلاً امانت کا تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔(2)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کہا یہ ہزار روپے جو تمھارے والد نے چھوڑے ہیں میں نے اُن کے پاس بطور امانت رکھے تھے دوسرے شخص نے کہا تمھارے باپ پر میرے ہزار روپے دَین ہیں بیٹے نے دونوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص مرگیا دو بیٹے وارث چھوڑے اور دو ہزار ترکہ ہے ایک ایک ہزار دونوں نے لے لیے پھر دو شخصوں نے دعوی کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ تمھارے باپ کے ذمہ میرے ایک ہزار دَین ہیں ایک مدعی کی دونوں

---

(1) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳۔

وردالمحتار، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۳، ۴۲۴۔

(2) المبسوط للسرخسی، باب اقرار الوارث بالدَّین، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص ۴۷۔۴۹۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرار الوارث...إلخ، ج۴، ص ۱۸۵۔

بیٹوں نے تصدیق کی اور دوسرے کی فقط ایک نے تصدیق کی مگر اس نے دونوں کے لیے ایک ساتھ اقرار کیا یعنی یہ کہ تم دونوں سچ کہتے ہو جسکی دونوں نے تصدیق کی ہے وہ دونوں سے پان پانسو لے گا اور دوسرا فقط اسی سے پانسو لے گا جس نے اسکی تصدیق کی ہے۔(4)

مسئلہ ۵: ایک شخص مرگیا اور اُس کے ہزار روپے کسی کے ذمہ باقی ہیں اُس نے دو بیٹے وارث چھوڑے ان کے سوا کوئی اور وارث نہیں مدیون یہ کہتا ہے کہ تمھارے باپ کو میں نے پانسو روپے دے دیے تھے میرے ذمہ صرف پانسو باقی ہیں، ایک بیٹے نے اُس کی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب، جس نے تکذیب کی ہے وہ مدیون سے پانسو روپے جو باقی ہیں وصول کریگا اور جس نے تصدیق کی ہے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر مدیون نے یہ کہا کہ مرنے والے کو میں نے پورے ہزار روپے دے دیے تھے اب میرے ذمہ کچھ باقی نہیں ایک نے اسکی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب تو تکذیب کرنے والا مدیون سے پانسو وصول کرسکتا ہے اور تصدیق کرنے والا کچھ نہیں لے سکتا ہاں مدیون اُس تکذیب کرنے والے کو یہ حلف دے سکتا ہے کہ قسم کھائے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ میرے باپ نے پورے ہزار روپے تم سے وصول کر لیے اس نے قسم کھا کر مدیون سے پانسو روپے وصول کر لیے اور فرض کرو ان کے باپ نے ایک ہزار روپے اور چھوڑے ہیں جو دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہو گئے تو مدیون اُس تصدیق کرنے والے سے اُس کے حصہ کے پانسو جو ملے ہیں وصول کرسکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۶: ایک شخص مرا اور ایک بیٹا وارث چھوڑا اور ایک ہزار روپے چھوڑے اُس میت پر کسی نے ایک ہزار کا دعویٰ کیا بیٹے نے اُس کا اقرار کرلیا اور وہ ہزار روپے اُسے دے دیے اس کے بعد دوسرے شخص نے میت پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا بیٹے نے اس سے انکار کیا مگر پہلے مدعی نے اس کی تصدیق کی اور دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کے دَین کا انکار کیا یہ انکار بیکار ہے دونوں مدعی اُس ہزار کو برابر برابر تقسیم کرلیں۔(6)

❀❀❀❀❀

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرار الوارث... إلخ، ج۴، ص۱۸۵۔

(5) المرجع السابق، ص۱۸۶، ۱۸۷۔

(6) المرجع السابق، ص۱۸۷۔

استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان

استثنا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے وہ کہا گیا مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر تین اسکا حاصل یہ ہوا کہ سات روپے ہیں۔(1)

مسئلہ ۱: استثنا میں شرط یہ ہے کہ کلام سابق کے ساتھ متصل ہو یعنی بلاضرورت بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے فاصلہ ہو جائے اس کا اعتبار نہیں مثلاً سانس ٹوٹ گئی کھانسی آگئی کسی نے مونھ بند کر دیا۔ بیچ میں ندا کا آجانا بھی فاصل نہیں قرار دیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ ایک ہزار ہیں اے فلاں مگر دس یہ استثنا صحیح ہے جبکہ مُقِر لہ منادیٰ ہو (یعنی جس کے لئے اقرار کیا اسی کو پکارا ہو) اور اگر یہ کہا میرے ذمہ فلاں کے دس روپے ہیں تم گواہ رہنا مگر تین یہ استثنا صحیح نہیں کُل دینے ہوں گے۔(2)

مسئلہ ۲: جو کچھ اقرار کیا ہے اُس میں سے بعض کا استثنا صحیح ہے اگرچہ نصف سے زیادہ کا استثنا ہو اور ان کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ دینا لازم ہوگا اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جو قابل تقسیم نہ ہو جیسے غلام، جانور کہ ان میں سے بھی نصف یا کم وبیش کا استثنا صحیح ہے مثلاً ایک تہائی کا استثنا کیا دو تہائیاں لازم ہیں اور دو تہائی کا استثنا کیا ایک تہائی لازم ہے۔(3)

مسئلہ ۳: استثناء مستغرق کہ اس کو نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے باطل ہے اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جس میں رجوع کا اختیار ہوتا ہے جیسے وصیت کہ اس میں اگرچہ رجوع کرسکتا ہے مگر اس طرح استثنا جس سے کچھ باقی نہ بچے باطل ہے اور پہلے کلام کا جو حکم تھا وہی ثابت رہے گا۔ استثنا مستغرق اُس وقت باطل ہے کہ اُسی لفظ سے استثنٰی ہو یا اُس کے مساوی سے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی لفظ کے اعتبار سے استغراق نہیں ہے اگرچہ واقع میں استغراق ہے تو استثنا باطل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی زید کے لیے ہے مگر ایک ہزار حالانکہ کل تہائی ایک ہی ہزار ہے یہ استثنا صحیح ہے

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء... إلخ، ج۸،ص۴۲۸۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء... إلخ، ج۸،ص۴۲۸۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج۴،ص۱۹۳۔

(3) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء... إلخ، ج۸،ص۴۲۹۔

اور زید کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔(4)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ جتنے روپے اس تھیلی میں ہیں وہ فلاں کے ہیں مگر ایک ہزار کہ یہ میرے ہیں اگر اُس میں ایک ہزار سے زیادہ ہوں تو ایک ہزار اُس کے اور باقی مُقِرلہ کے اور اگر اُس میں ایک ہزار ہی ہیں یا ہزار سے بھی کم ہیں تو جو کچھ ہیں مُقِرلہ کو دیے جائیں گے۔(5)

مسئلہ ۵: کیلی اور وزنی اور عددی غیر متفاوت (عدد سے بکنے والی وہ اشیاء جن میں زیادہ فرق نہ ہو) کا روپے، اشرفی (سونے کا سکہ) سے استثنا کرنا صحیح ہے اور قیمت کے لحاظ سے استثنا ہوگا مثلاً کہا زید کا میرے ذمہ ایک روپیہ ہے مگر چار پیسے یا ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ اور اس صورت میں اگر قیمت کے اعتبار سے برابری ہو جائے جب بھی استثنا صحیح ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا روپے اشرفی سے استثنا کیا تو وہ صحیح ہی نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: استثنا میں دو عدد ہوں اور اُن کے درمیان حرف شک ہو تو جس کی مقدار کم ہو اُسی کو نکالا جائے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں مگر سو یا پچاس تو ساڑھے نو سو کا اقرار قرار پائے گا۔ اگر مستثنیٰ مجہول ہو یعنی اُس کی مقدار معلوم نہ ہو تو نصف سے زیادہ ثابت کیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ اُس کے سو روپے ہیں مگر کچھ کم یہ اکاون روپے کا اقرار ہوگا۔(7)

مسئلہ ۷: دو قسم کے مال کا اقرار کیا اور ان دونوں اقراروں کے بعد استثنا کیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ مال اوّل سے استثنا ہے یا ثانی سے اگر دونوں مالوں کا مُقِرلہ ایک شخص ہے اور مستثنیٰ (جس کا استثناء کیا گیا) مال اوّل کی جنس سے ہے تو مال اوّل سے استثنا قرار پائے گا مثلاً میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور ایک اشرفی مگر ایک روپیہ، تو ننانوے روپے اور ایک اشرفی لازم ہوگی اور اگر مُقِرلہ دو شخص ہیں تو استثنا کا تعلق مال ثانی سے ہوگا اگرچہ مستثنیٰ مال اوّل کی جنس سے ہو مثلاً یہ کہا کہ میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور عمرو کی ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ تو عمرو کی اشرفی میں سے ایک روپیہ کا استثنا قرار پائے گا۔(8)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اور سو اشرفیاں مگر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں تو نو

---

(4) المرجع السابق.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج ۴، ص ۱۹۳.

(6) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج ۸، ص ۲۲۹.

(7) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج ۷، ص ۴۲۸.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج ۴، ص ۱۹۲.

سو روپے اور نوے اشرفیاں لازم ہیں۔(9)

مسئلہ ۹: استثنا کے بعد استثنا ہو تو استثناء اوّل نفی ہے اور استثناء دوم اثبات مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر نو مگر آٹھ تو نو روپے لازم ہوں گے اور اگر کہا کہ دس روپے ہیں مگر تین مگر ایک تو آٹھ لازم ہوں گے اور اگر کہا دس ہیں مگر سات مگر پانچ مگر تین مگر ایک تو آخر والے کو اُوس کے پہلے والے عدد سے نکالو پھر باقی کو اوس کے پہلے والے سے وعلیٰ ہذا القیاس یعنی تین میں سے ایک نکالا دو رہے پھر دو کو پانچ سے نکالا تین رہے پھر تین کو سات سے نکالا چار رہے اور چار کو دس سے نکالا چھ باقی رہے لہٰذا چھ کا اقرار ہوا اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا عدد دہنی طرف رکھو دوسرا بائیں طرف، پھر تیسرا داہنی طرف اور چوتھا بائیں طرف، وعلیٰ ہٰذ القیاس اور دونوں طرف کے عدد کو جمع کرلو، بائیں طرف کے مجموعہ کو داہنی طرف کے مجموعہ سے خارج کرو جو کچھ باقی رہا اوس کا اقرار ہے مثلاً صورت مذکورہ میں یوں کریں۔(10)

۱۰-۷
۵-۳
۱-
۱۶-۱۰=۶

مسئلہ ۱۰: دو استثنا جمع ہوں اور استثناء دوم مستغرق ہو تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل مثلاً یہ کہا کہ اُس کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر پانچ مگر دس تو پانچ کا دینا لازم ہے اور اگر پہلا مستغرق ہے دوسرا نہیں مثلاً میرے ذمہ دس ہیں مگر دس مگر پانچ تو دونوں صحیح ہیں یعنی پانچ کو دس سے نکالا پانچ بچے پھر پانچ کو دس سے نکالا پانچ رہے بس پانچ کا اقرار ہوا۔(11)

مسئلہ ۱۱: اقرار کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ دینے سے اقرار باطل ہو جائے گا۔ یوہیں کسی کے چاہنے پر اقرار کو معلق کیا مثلاً میرے ذمہ یہ ہے اگر فلاں چاہے اگرچہ یہ شخص کہتا ہو کہ میں چاہتا ہوں مجھے منظور ہے۔ یوہیں کسی ایسی شرط پر معلق کرنا جس کے ہونے نہ ہونے دونوں باتوں کا احتمال ہو اقرار کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر وہ شرط پائی جائے جب بھی اقرار لازم نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو لامحالہ (یعنی یقینا) ہو ہی گی جیسے اگر میں مر جاؤں تو فلاں کا میرے ذمہ ہزار روپیہ ہے ایسی شرط سے اقرار باطل نہیں ہوتا بلکہ تعلیق (کسی چیز پر معلق کرنا) ہی باطل ہے اور اقرار منجز ہے وہ

---

(9) المرجع السابق.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار ذالاستثناء والرجوع، ج۴، ص ۱۹۴.

(11) مرجع سابق.

شرط پائی جائے یا نہ پائی جائے یعنی ابھی وہ چیز لازم ہے اور اگر شرط میں میعاد کا ذکر ہو مثلاً جب فلاں مہینہ شروع ہوگا تو میرے ذمہ فلاں شخص کے اتنے روپے لازم ہوں گے اس صورت میں بھی فوراً لازم ہے اور میعاد کے متعلق مُقرلہ (جس کے لئے اقرار کیا گیا) کو حلف دیا جائے گا۔(12)

مسئلہ ۱۲: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اگر وہ قسم کھائے یا بشرطیکہ وہ قسم کھالے اُس نے قسم کھالی مگر مقر (اقرار کرنے والا) انکار کرتا ہے تو اُس مال کا مطالبہ نہیں ہوگا۔(13)

مسئلہ ۱۳: مقر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اقرار کو معلق بالشرط کیا تھا یعنی اُس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تھا لہٰذا مجھ پر کچھ لازم نہیں میرا اقرار باطل ہے اگر یہ دعویٰ انکار کے بعد ہے یعنی مقرلہ نے اُس پر دعویٰ کیا اور اس کا اقرار کرنا بیان کیا اس نے اپنے اقرار سے انکار کیا مدعی (دعویٰ کرنے والا) نے گواہوں سے اقرار کرنا ثابت کیا اب مقر نے یہ کہا تو بغیر گواہوں کے مقر کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مقر نے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اقرار کیا تھا اور اُس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔(14)

مسئلہ ۱۴: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں مگر یہ کہ مجھے اس کے سوا کچھ دوسری بات ظاہر ہو یا سمجھ میں آئے یہ اقرار باطل ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: پورے مکان کا اقرار کیا اُس میں سے ایک کمرہ کا استثنا کیا یہ استثنا صحیح ہے۔(16)

مسئلہ ۱۶: یہ انگوٹھی فلاں کی ہے مگر اس میں کا نگینہ میرا ہے یا یہ باغ فلاں کا ہے مگر یہ درخت اس میں میرا ہے یہ لونڈی فلاں کی ہے مگر اس کے گلے کا یہ طوق میرا ہے ان سب صورتوں میں استثنا صحیح نہیں مقصد یہ ہے کہ توابع شے کا استثنا صحیح نہیں ہوتا۔(17)

مسئلہ ۱۷: میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا ہے اوس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے

---

(12) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب الاستثناء... إلخ، ج۷، ص۴۲۸.

والدر المختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء... إلخ، ج۸، ص۴۳۱.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان ما یکون اقراراً وما لا یکون، ج۴، ص۱۶۲.

(14) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۴۳۱.

(15) غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علی درر الحکام، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما بمعناہ، الجزء الثانی، ص۳۶۴.

(16) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۴۳۱.

(17) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما بمعناہ، الجزء الثانی، ص۳۶۵.

اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرلہ سے کہا جائے گا وہ غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔ دوسری صورت یہاں یہ ہے کہ مقرلہ یہ کہتا ہے وہ غلام تمہارا ہی غلام ہے اسے میں نے کب بیچا ہے میں نے تو دوسرا غلام بیچا تھا جس پر قبضہ بھی دیدیا اس صورت میں ہزار روپے جن کا اقرار کیا ہے دینے لازم ہیں کہ جس چیز کے معاوضہ میں اُس نے دینا بتایا تھا جب اُسے مل گئی تو روپے دینے ہی ہیں سبب کے اختلاف کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مقرلہ کہتا ہے یہ غلام میرا غلام ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیچا ہی نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ مقر پر کچھ لازم نہیں کیونکہ جس کے مقابل میں اقرار کیا تھا وہ چیز ہی نہیں ملی اور اگر مقرلہ اپنے اُس جواب مذکور کے ساتھ اتنا اور اضافہ کردے کہ میں نے تمہارے ہاتھ دوسرا غلام بیچا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ مقر و مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے) دونوں پر حلف (قسم اُٹھانا) ہے کیونکہ دونوں مدعی ہیں اور دونوں منکر ہیں اگر دونوں قسم کھا جائیں مال باطل ہو جائے گا یعنی نہ اس کو کچھ دینا ہوگا اور نہ اُس کو، یہ تمام صورتیں معین غلام کی ہیں۔ اور اگر مقر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابل تصدیق نہیں، چاہے اس جملہ کو کلام سابق سے (پہلے کلام سے) متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہوگیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔(18)

مسئلہ ۱۸: یہ چیز مجھے زید نے دی ہے اور یہ عمرو کی ہے اگر زید نے بھی یہ اقرار کیا کہ وہ عمرو کی ہے اور عمرو کی اجازت سے میں نے دی ہے اور عمرو بھی زید کی تصدیق کرتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ چیز زید کو واپس دے یا عمرو کو، جس کو چاہے دے سکتا ہے اور اگر عمرو کہتا ہے میں نے زید کو چیز دینے کی اجازت نہیں دی تھی تو زید کو واپس نہ دے اور یہ مقر زید کو تاوان بھی نہیں دے گا۔ اور اگر زید و عمرو دونوں اُس چیز کو اپنی مِلک بتاتے ہوں تو مقر یہ چیز زید کو دے کہ زید ہی نے اُسے دی ہے اور زید کو دیدینے سے یہ شخص بری ہوگیا زید مالک ہو یا نہ ہو۔(19)

مسئلہ ۱۹: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی بیع کے دام (قیمت) ہیں یا جوئے میں مجھ پر یہ لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جبکہ مقر نے ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا مثلاً شراب وخنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے لہٰذا اس چیز کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے۔ کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا اور فوراً اوس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کرسکتا لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقر

---

(18) الھدایۃ، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۲، ص۱۸۳۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الحادی عشر فی اقرار الرجل... إلخ، ج۴، ص۱۹۶۔

پر لازم نہیں ہاں اگر مقر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اُسی قسم کے ہیں جس کو مقر نے بیان کیا ہے یا خود مقرلہ نے مقر کی تصدیق کی تو مقر پر کچھ لازم نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۰: میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے حرام کے ہیں یا سود کے ہیں اس صورت میں بھی روپے لازم ہیں اور اگر یہ کہا کہ ہزار روپے زور (یعنی ظلماً یا زبردستی کے روپے) یا باطل کے ہیں اور مقرلہ تکذیب کرتا ہے (جھٹلاتا ہے) تو لازم اور تصدیق کرتا ہے تو لازم نہیں۔(21)

مسئلہ ۲۱: یہ اقرار کیا کہ میں نے سامان خریدا تھا اُسکے ثمن کے روپے مجھ پر ہیں یا میں نے فلاں سے قرض لیا تھا اُس کے روپے میرے ذمہ ہیں اسکے بعد یہ کہتا ہے وہ کھوٹے روپے ہیں یا جست (ایک سخت نیلے رنگ کی دھات) کے سکّے ہیں یا اُن پیسوں کا چلن اب بند ہے ان سب صورتوں میں اچھے روپے دینے ہوں گے۔ اُس نے یہ کلام پہلے جملہ کے ساتھ وصل کیا ہو (ملایا ہو یعنی پہلے جملے کے ساتھ فوراً بولا ہو) یا فصل کیا ہو (الگ کیا ہو یعنی درمیان میں کوئی اور کلام کیا ہو یا کچھ دیر بعد کہا ہو) کیونکہ یہ رجوع ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ اتنے روپے کھوٹے ہیں اور وجوب کا سبب نہ بتایا ہو تو جس طرح کے کہتا ہے ویسے ہی واجب ہیں۔ اور اگر یہ اقرار کیا کہ اُس کے میرے ذمہ ہزار روپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھوٹے ہیں مقر کی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس جیسی چیز ہوتی ہے رکھتا ہے۔ غصب یا ودیعت (امانت) کے اقرار میں اگر یہ کہتا ہے کہ جست کے وہ روپے ہیں اور وصل کے ساتھ کہا تو مقبول ہے اور فصل کر کے کہا تو مقبول نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۲: بیع تلجئہ کا اقرار کیا یعنی میں نے ظاہر طور پر بیع کی تھی حقیقت میں بیع مقصود نہ تھی اگر مقرلہ نے اس کی تکذیب کی تو بیع لازم ہوگی ورنہ نہیں۔(23)

مسئلہ ۲۳: یہ اقرار کیا کہ فلاں کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں پھر کہتا ہے یہ اقرار میں نے تلجئہ کے طور پر کیا

---

(20) الھدایۃ، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۲، ص۱۸۳۔

والدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۲۳۳۔

(21) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۷، ص۴۳۰۔

(22) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۲۳۳۔

والبحرالرائق، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۷، ص۴۳۰۔

(23) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۲۳۳۔

مقرلہ کہتا ہے واقع میں تمہارے ذمہ ہزار ہیں اگر مقرلہ نے اس سے پہلے تلجئہ کا اقرار نہ کیا ہو تو مقر کو مال دینا ہی ہوگا اور اگر مقرلہ تلجئہ کی تصدیق کرے گا تو کچھ لازم نہ ہوگا۔(24)

❁❁❁❁❁

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الخامس عشر فی الاقرار بالتلجئۃ، ج ۴، ص ۲۰۶.

نکاح وطلاق کا اقرار

مسئلہ ۱: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے فلانی عورت سے ہزار روپے میں نکاح کیا پھر مرد نے نکاح سے انکار کر دیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تھی تو نکاح جائز ہے عورت کو مہر بھی ملے گا اور میراث بھی ہاں اگر مہر مقرر مہر مثل سے زائد ہو اور نکاح کا اقرار مرض میں ہوا ہو تو یہ زیادتی باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے اتنے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے انکار کر دیا اگر شوہر نے عورت کی زندگی میں تصدیق کی نکاح ثابت ہو جائے گا ور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہ نکاح ثابت ہوگا نہ شوہر کو میراث ملے گی۔(1)

مسئلہ ۲: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے یا اتنے پر خلع کر لے یا کہا مجھے اتنے روپے کے عوض کل طلاق دیدی یا مجھ سے کل خلع کر لیا یا تو نے مجھ سے ظہار کیا یا ایلا کیا ان سب صورتوں میں نکاح کا اقرار ہے۔ یوہیں مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا ہے یا ایلا کیا ہے یہ مرد کی جانب سے اقرار نکاح ہے اور اگر عورت سے ظہار کے الفاظ کہے یعنی یہ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یہ اقرار نکاح نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر یا تیرا امر (معاملہ) تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یہ کلام کہا عورت کے جواب میں نہیں کہا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ کہا تیرا امر طلاق کے بارے میں تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار ہے اور اگر طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اقرار نکاح نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے یا بائن ہے تو اقرار نکاح نہیں مگر جب کہ عورت نے طلاق کا سوال کیا ہو اور اس نے اُس کے جواب میں کہا ہو۔(4)

مسئلہ ۵: شوہر نے اقرار کیا کہ میں نے تین مہینے ہوئے اسے طلاق دیدی ہے اور نکاح کو ابھی ایک ہی مہینہ ہوا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح کو چار مہینے ہو گئے ہیں تو طلاق ہو گئی پھر اس صورت میں اگر عورت شوہر کی تصدیق کرتی ہو تو عدت اُس وقت سے ہوگی جب سے شوہر طلاق دینا بتاتا ہے اور تکذیب کرتی ہو تو وقت اقرار سے عدت ہو

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس عشر فی الاقرار بالنکاح والطلاق والرق، ج۴، ص۲۰۶، ۲۰۷.

(2) المرجع سابق، ص۲۰۷.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس عشر فی الاقرار بالنکاح والطلاق والرق، ج۴، ص۲۰۷.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس عشر فی الاقرار بالنکاح والطلاق والرق، ج۴، ص۲۰۷.

گی۔(5)

مسئلہ ۶: شوہر نے بعد دخول یہ اقرار کیا کہ میں نے دخول سے پہلے طلاق دیدی تھی یہ طلاق واقع ہو گی اور چونکہ قبل دخول طلاق کا اقرار کیا ہے نصف مہر لازم ہوگا اور چونکہ بعد طلاق وطی کی ہے اس سے مہر مثل لازم ہوگا۔(6)

مسئلہ ۷: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اور اس سے قبل کہ عورت دوسرے سے نکاح کرے پھر اُس نے اس سے نکاح کرلیا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں دی تھی یا میں نے دوسرے سے نکاح کرلیا تھا اور اُس نے وطی (ہمبستری) بھی کی تھی ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی پھر اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر لازم ہوگا اور دخول کرلیا تو پورا مہر اور نفقہ عدت (دوران عدت کا خرچہ) بھی لازم ہے۔(7)

❁❁❁❁❁

---

(5) المرجع السابق

(6) المرجع السابق۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس عشر فی الاقرار بالنکاح والطلاق والرق، ج۴، ص۲۰۷، ۲۰۸.

خرید وفروخت کے متعلق اقرار

مسئلہ ۱: ایک نے دوسرے سے کہا یہ چیز میں نے کل تمہارے ہاتھ بیع کی تم نے قبول نہیں کی اُس نے کہا میں نے قبول کر لی تھی تو قول اسی مشتری کا معتبر ہے اور اگر مشتری نے کہا میں نے یہ چیز تم سے خریدی تھی تم نے قبول نہ کی بائع نے کہا میں نے قبول کی تھی تو قول بائع کا معتبر ہے۔(1)

مسئلہ ۲: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچی اور ثمن وصول پالیا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ ثمن کی مقدار نہ بیان کی ہو اور اگر ثمن کی مقدار بتاتا ہے اور کہتا ہے ثمن نہیں وصول کیا اور مشتری کہتا ہے ثمن لے چکے ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے معتبر ہوں گے۔(2)

مسئلہ ۳: یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ مکان بیچا ہے مگر اُس مکان کو متعین نہیں کیا پھر انکار کر دیا وہ اقرار باطل ہے اور اگر مکان کو متعین کر دیا مگر ثمن نہیں ذکر کیا یہ اقرار بھی انکار کرنے سے باطل ہو جائے گا اور اگر مکان کے حدود بیان کر دیے اور ثمن بھی ذکر کر دیا تو بائع پر یہ بیع لازم ہے اگرچہ انکار کرتا ہو اگرچہ گواہان اقرار کو مکان کے حدود معلوم نہ ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گواہوں سے ثابت ہو کہ وہ مکان جس کے حدود بائع نے بتائے فلاں مکان ہے۔(3)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں کے ہزار روپے فلاں چیز کے ثمن کے ہیں اوس نے کہا ثمن تو کسی چیز کا اُسکے ذمہ نہیں البتہ قرض ہے مقرلہ ہزار لے سکتا ہے اور اگر اتنا کہہ کر کہ ثمن تو بالکل نہیں چاہیے خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا اوس کے ذمہ میرے ہزار روپے قرض ہیں تو کچھ نہیں ملے گا۔(4)

مسئلہ ۵: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی اور ثمن کا ذکر نہیں کیا مشتری کہتا ہے کہ میں نے وہ چیز پانسو میں خریدی ہے بائع کسی شے کے بدلے میں بیچنے سے انکار کرتا ہے تو بائع کو مشتری کے دعوے پر حلف دیا جائے گا

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...الخ، ج۴، ص۲۱۴۔

(2) المرجع السابق، ص۲۱۴۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...الخ، ج۴، ص۲۱۴۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقر لہ، ج۴، ص۱۸۸۔

محض اقرار اوّل کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی۔(5)

مسئلہ ٦: یہ اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ ایک ہزار میں بیچی ہے اوس نے کہا میں نے تو کسی دام میں بھی نہیں خریدی ہے پھر کہا ہاں ہزار روپے میں خریدی ہے اب بائع کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ بیچی ہی نہیں اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہے اُن داموں میں چیز کو لے سکتا ہے اور اگر جس وقت مشتری نے خریدنے سے انکار کیا تھا بائع کہہ دیتا کہ سچ کہتے ہو تم نے نہیں خریدی اس کے بعد مشتری کہے کہ میں نے خریدی ہے تو نہ بیع لازم ہوگی، نہ مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے۔ اگر بائع مشتری کے خریدنے کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق بمنزلہ بیع (خرید وفروخت کے قائم مقام) مانی جائے گی۔(6)

مسئلہ ٧: یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی ہی نہیں بلکہ فلاں کے ہاتھ، یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر وہ دونوں دعویٰ کرتے ہوں تو اس کو ہر ایک کے مقابل میں حلف اوٹھانا پڑیگا۔(7)

مسئلہ ٨: وکیل بالبیع (فروخت کرنے کا وکیل) نے بیع کا اقرار کرلیا یہ اقرار حق موکل میں (وکیل کرنے والے کے حق میں) بھی صحیح ہے یعنی موکل چیز دینے سے انکار نہیں کرسکتا ثمن موجود ہو یا ہلاک ہو چکا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کردی ہے اور وہ مشتری بھی تصدیق کرتا ہے مگر وکیل بیع سے انکار کرتا ہے تو چیز اوتنے ہی دام (قیمت) میں مشتری کی ہوگئی مگر اس کی ذمہ داری موکل پر ہے وکیل سے اس بیع کو کوئی تعلق نہیں۔(8)

مسئلہ ٩: ایک شخص نے اپنی چیز دوسرے شخص کو بیچنے کے لیے دی موکل مرگیا وکیل کہتا ہے میں نے وہ چیز ہزار روپے میں بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اگر وہ چیز موجود ہے وکیل کی بات معتبر نہیں اور ہلاک ہو چکی ہے تو معتبر ہے۔(9)

مسئلہ ١٠: ایک معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہے وکیل اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ چیز سو روپے میں خرید لی بائع بھی یہی کہتا ہے مگر موکل انکار کرتا ہے اس صورت میں وکیل کی بات معتبر ہے اور اگر غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل تھا

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء... إلخ، ج٤، ص٢١٤.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء... إلخ، ج٤، ص٢١٤.

(7) المرجع السابق.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء... إلخ، ج٤، ص٢١٥.

(9) المرجع السابق.

اور اُسکی جنس وصفت وثمن کی تعیین کردی تھی وکیل کہتا ہے میں نے یہ چیز موکل کے حکم کے موافق خریدی ہے اور موکل انکار کرتا ہے اگر موکل نے ثمن دے دیا تھا تو وکیل کی بات معتبر ہے اور نہیں دیا تھا تو موکل کی۔(10)

مسئلہ ۱۱: دو شخص بائع ہیں ان میں ایک نے عیب کا اقرار کرلیا دوسرا منکر ہے تو جس نے اقرار کیا ہے اُس پر واپسی ہوسکتی ہے دوسرے پر نہیں ہوسکتی اور اگر بائع ایک ہے مگر اس میں اور دوسرے شخص کے مابین شرکت مفاوضہ ہے بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک اقرار کرتا ہے تو چیز واپس ہوجائے گی۔(11)

مسئلہ ۱۲: مسلم الیہ (بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں) نے کہا تم نے دس روپے سے دو من گیہوں (گندم) میں سلم کیا تھا مگر میں نے وہ روپے نہیں لیے تھے رب السلم (بیع سلم میں مشتری کو رب السلم کہتے ہیں) کہتا ہے روپے لے لیے تھے اگر فوراً کہا اسکی بات مان لی جائے گی اور کچھ دیر کے بعد کہا مسلم نہیں۔(قابل تسلیم نہیں) یونہیں اگر ایک شخص نے کہا تم نے مجھے ہزار روپے قرض دینے کہے تھے مگر دیے نہیں وہ کہتا ہے دے دیے تھے اگر یہ بات فوراً کہی مسلم ہے اور فاصلہ کے بعد کہی معتبر نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۳: مضارب (مضاربت پر مال لینے والے) نے مال مضاربت میں دَین (قرض) کا اقرار کیا اگر مال مضاربت مضارب کے ہاتھ میں ہے مضارب کا اقرار رب المال (مضاربت پر مال دینے والے) پر لازم ہوگا اور مضارب کے ہاتھ میں نہیں ہے تو رب المال پر اقرار لازم نہیں ہوگا۔ مزدور کی اجرت، جانور کا کرایہ، دوکان کا کرایہ ان سب چیزوں کا مضارب نے اقرار کیا وہ اقرار رب المال پر لازم ہوگا جبکہ مال مضاربت ابھی تک مضارب کے پاس ہو اور اگر مال دے دیا اور کہہ دیا کہ یہ اپنا راس المال لو اس کے بعد اس قسم کے اقرار بیکار ہیں۔(13)

مسئلہ ۱۴: مضارب نے ایک ہزار روپے نفع کا اقرار کیا پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی پانسو روپے نفع کے ہیں اسکی بات نامعتبر ہے جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اُس کا ضامن ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: مضارب نے بیع کی ہے مبیع کے عیب کا (جو چیز بیچی گئی اُس کے عیب کا) رب امال نے اقرار کیا مشتری مبیع کو مضارب پر واپس نہیں کرسکتا اور بائع نے اقرار کیا تو دونوں پر لازم ہوگا۔(15)

---

(10) المرجع السابق، ص۲۱۶۔

(11) المرجع السابق، ص۲۱۷۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقر لہ، ج۴، ص۱۹۰۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب التاسع عشر فی اقرار المضارب والشریک، ج۴، ص۲۱۸۔

(14) المرجع السابق، ص۲۱۹۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب التاسع عشر فی اقرار المضارب والشریک، ج۴، ص۲۱۹۔

وصی کا اقرار

مسئلہ ۱: وصی نے یہ اقرار کیا کہ میت کا جو کچھ فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور یہ نہیں بتایا کہ کتنا تھا پھر یہ کہا کہ میں نے سو روپے اُس سے وصول کیے ہیں مدیون (مقروض) کہتا ہے کہ میرے ذمہ میت کے ہزار روپے تھے اور وصی نے سب وصول کرلیے اگر میت نے مدیون سے دَین کا معاملہ کیا تھا پھر وصی اور مدیون نے اس طرح اقرار کیا تو مدیون بری ہوگیا یعنی وصی اب اُس سے کچھ نہیں وصول کرسکتا اور وصی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی وصی سے بھی ورثہ نوسو کا مطالبہ نہیں کرسکتے اور اگر ورثہ نے مدیون کے مقابل میں گواہوں سے اُس کا مدیون ہونا ثابت کیا جب بھی وصی کے اقرار کی وجہ سے مدیون بری ہوگیا مگر وصی پر نوسو روپے تاوان کے واجب ہیں جو ورثہ اُس سے وصول کریں گے۔ اور اگر مدیون نے پہلے ہی دَین کا اقرار کیا ہے اور یہ کہ وہ ہزار روپے ہے اس کے بعد وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا پھر بعد میں یہ کہا کہ میں نے اُس سے سو روپے وصول کیے ہیں تو مدیون بری ہوگیا مگر وصی نوسو اپنے پاس سے ورثہ کو دے۔ یہ تمام باتیں اُس صورت میں ہیں کہ ایک سو وصول کرنے کا اقرار وصی نے فصل کے ساتھ کیا اور اگر یہ اقرار موصول ہو یعنی یوں کہا کہ جو کچھ میت کا اُس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور وہ سو روپے تھے اور مدیون کہتا ہے کہ سو نہیں بلکہ ہزار تھے اور تم نے سب لے لیے تو وصی کے اس بیان کی تصدیق کی جائے گی اور مدیون سے نوسو کا مطالبہ ہوگا۔(1)

مسئلہ ۲: وصی نے ورثہ کا مال بیع کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ پورا ثمن میں نے وصول کیا اور ثمن سو روپے تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا وصی کا قول معتبر ہوگا مگر مشتری سے بھی پچاس کا مطالبہ نہ ہوگا اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے سو روپے وصول کیے اور یہی پورا ثمن تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا تو مشتری پچاس روپے اور دے۔(2)

مسئلہ ۳: وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ میت کا فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور کل سو روپے تھے مگر گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ دو سو تھے تو مدیون سے سو روپے وصول کیے جائیں گے وصی اپنے اقرار سے ان کو باطل نہیں کرسکتا۔(3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج۴، ص۲۲۱، ۲۲۲.

(2) المرجع السابق، ص۲۲۲.

(3) المرجع السابق.

مسئلہ ۴: وصی نے اقرار کیا کہ لوگوں کے ذمہ میت کے جو کچھ دیون تھے میں نے سب وصول کر لیے اس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں بھی میت کا مدیون تھا اور مجھ سے بھی وصی نے دَین وصول کیا وصی کہتا ہے نہ میں نے تم سے کچھ لیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میت کا دَین تمہارے ذمہ بھی ہے تو وصی کا قول معتبر ہے اور اس مدیون نے چونکہ دَین کا اقرار کیا ہے اس سے دَین وصول کیا جائے گا۔(4)

مسئلہ ۵: وصی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر میت کا جو کچھ دَین تھا میں نے سب وصول کر لیا مدیون کہتا ہے کہ مجھ پر ہزار روپے تھے وصی کہتا ہے ہاں ہزار تھے مگر پانسو روپے تم نے میت کو اُس کی زندگی میں خود اُسے دیے تھے اور پانسو مجھے دیے مدیون کہتا ہے میں نے ہزار تمھیں کو دیے ہیں وصی پر ہزار روپے لازم ہیں مگر ورثہ اُس کو حلف (قسم) دیں گے۔(5)

مسئلہ ۶: وصی نے اقرار کیا کہ میت کے مکان میں جو کچھ نقد و اثاثہ (مال و اسباب) تھا میں نے سب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ مکان میں سو روپے تھے اور پانچ کپڑے تھے ورثہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس دن مرا تھا مکان میں ہزار روپے اور سو کپڑے تھے وصی اُتنے ہی کا ذمہ دار ہے جتنے پر اُس نے قبضہ کیا جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ اس سے زائد پر قبضہ کیا تھا۔(6)

(4) المرجع السابق.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج۴، ص۲۲۳.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج۴، ص۲۲۳.

ودیعت وغصب وغیرہ کا اقرار

مسئلہ ۱: یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اُس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لا کر کہتا ہے یہ وہی ہے مالک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب (غصب کرنے والے) یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔(1)

مسئلہ ۲: یہ کہا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اور وہ ہلاک ہو گئے مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) نے کہا نہیں بلکہ تم نے وہ روپے غصب کیے ہیں مُقِر (اقرار کرنے والے) کو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر یوں اقرار کیا تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ضائع ہو گئے اور مقرلہ کہتا ہے نہیں بلکہ تم نے غصب کیے تو مقر پر تاوان نہیں اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اوس نے کہا نہیں بلکہ قرض لیے ہیں یہاں مقر کا قول معتبر ہوگا۔ یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے فلاں کے پاس امانت رکھے تھے میں لے آیا وہ کہتا ہے نہیں بلکہ وہ میرے روپے تھے جس کو وہ لے گیا تو اوسی کی بات معتبر ہوگی جس کے یہاں سے اس وقت روپے لایا ہے کیونکہ پہلا شخص استحقاق کا مدعی ہے (اپنا حق ثابت کرنے کا دعویدار ہے) اور یہ منکر ہے لہذا روپے موجود ہوں تو وہ واپس کرے ورنہ اونکی قیمت ادا کرے۔(2)

مسئلہ ۳: میں نے اپنا یہ گھوڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اُس نے سواری لے کر واپس کر دیا یا یہ کپڑا میں نے اوسے عاریت یا کرایہ پر دیا تھا اُس نے پہن کر واپس دے دیا یا میں نے اپنا مکان اُسے سکونت کے لیے دیا تھا اُس نے کچھ دنوں رہ کر واپس کر دیا وہ شخص کہتا ہے نہیں بلکہ یہ چیزیں خود میری ہیں ان سب صورتوں میں مقر کا قول معتبر ہے۔ یوہیں یہ کہتا ہے کہ فلاں سے میں نے اپنا یہ کپڑا اتنی اُجرت پر سلوایا اور اُس پر میں نے قبضہ کر لیا وہ کہتا ہے یہ کپڑا میرا ہی ہے یہاں بھی مقر ہی کا قول معتبر ہے۔(3)

مسئلہ ۴: درزی کے پاس کپڑا ہے کہتا ہے یہ کپڑا فلاں کا ہے اور مجھے فلاں شخص (دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء ومافی معناہ، ج۸، ص۴۳۳۔

(2) الھدایۃ، کتاب الاقرار، باب الاستثناء ومافی معناہ، ج۲، ص۱۸۵۔

والدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء ومافی معناہ، ج۸، ص۴۳۳۔

(3) الھدایۃ، کتاب الاقرار، باب الاستثناء ومافی معناہ، ج۲، ص۱۸۵۔

کہ اُس نے دیا ہے اور وہ دونوں اُس کپڑے کے مدعی ہیں تو جس کا نام درزی نے پہلے لیا اسی کو دیا جائے گا۔ یہی حکم دھوبی اور سونار (سونے کا کاروبار کرنے والے) کا ہے اور یہ سب دوسرے کو تاوان بھی نہیں دیں گے۔(4)

مسئلہ ۵: یہ ہزار روپے میرے پاس زید کی امانت ہیں نہیں بلکہ عمرو کی تو یہ ہزار جو موجود ہیں یہ تو زید کو دے اور اتنے ہی اپنے پاس سے عمرو کو دے کہ جب زید کے لیے اقرار کر چکا تو اُس سے رجوع نہیں کر سکتا۔(5) یہ اُس وقت ہے کہ زید بھی اپنے روپے اس کے پاس بتاتا ہو۔

مسئلہ ۶: یہ کہا کہ ہزار روپے زید کے ہیں نہیں بلکہ عمرو کے ہیں اس میں امانت کا لفظ نہیں کہا تو وہ روپے زید کو دے عمرو کا اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ معین کا اقرار ہو اور اگر غیر معین شے کا اقرار ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے فلاں کے سو روپے غصب کیے نہیں بلکہ فلاں کے اس صورت میں دونوں کو دینا ہوگا کہ دونوں کے حق میں اقرار صحیح ہے۔(6)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے تم سے ایک ہزار بطور امانت لیے تھے اور ایک ہزار غصب کیے تھے امانت کے روپے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں لے لو، مقرلہ یہ کہتا ہے کہ یہ امانت والے روپے ہیں اور غصب والے ہلاک ہوئے، اس میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار بھی لے گا اور ایک ہزار تاوان لے گا۔ یوہیں اگر مقرلہ یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نے دو ہزار غصب کیے تھے تو مقر (اقرار کرنے والے) سے دونوں ہزار وصول کریگا۔ ور اگر مقر کے یہ الفاظ تھے کہ تم نے ایک ہزار مجھے بطور امانت دیے تھے اور ایک ہزار میں نے تم سے غصب کیے تھے امانت والے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں اور مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا ہے) یہ کہتا ہے کہ غصب والے ضائع ہوئے تو اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار جو موجود ہیں لے لے اور تاوان کچھ نہیں۔(7)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے بطور امانت لیے تھے وہ ہلاک ہو گئے دوسرے نے کہا بلکہ تم نے غصب کیے تھے مقر پر تاوان واجب ہے کہ لینے کا اقرار سبب ضمان کا اقرار ہے مگر اس کے ساتھ امانت کا دعویٰ ہے اور مقرلہ اس سے منکر ہے لہٰذا اسی کا قول معتبر اور اگر یہ کہا کہ تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ہلاک ہو گئے دوسرا یہ کہتا ہے کہ تم نے غصب کیے تھے تو تاوان نہیں کہ اس صورت میں اس نے سبب ضمان کا اقرار ہی نہیں کیا

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الحادی عشر فی اقرار الرجل... إلخ، ج۴، ص۱۹۷.

(5) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما بمعناہ، الجزء الثانی، ص۳۶۷.

(6) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۸، ص۳۴۴وغیرہ.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقرارا، ج۲، ص۲۰۱.

بلکہ دینے کا اقرار ہے اور دینا مقرلہ کا فعل ہے۔(8)

مسئلہ ۹: یہ کہا کہ فلاں شخص پر میرے ہزار روپے تھے میں نے وصول پائے اس نے کہا تم نے یہ ہزار روپے مجھ سے لیے ہیں اور تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں تھا تم وہ روپے واپس کرو اگر یہ قسم کھا جائے کہ اُس کے ذمہ کچھ نہ تھا تو اُسے واپس کرنے ہوں گے۔ یوہیں اگر اُس نے یہ اقرار کیا تھا کہ میری امانت اُس کے پاس تھی میں نے لے لی یا میں نے ہبہ کیا تھا واپس لے لیا دوسرا کہتا ہے کہ نہ امانت تھی نہ ہبہ تھا وہ میرا مال تھا جو تم نے لے لیا واپس کرنا ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے میرے پاس تمہاری ودیعت (امانت) ہیں۔ مقرلہ نے جواب میں کہا کہ ودیعت نہیں ہیں بلکہ قرض ہیں یا مبیع کے ثمن ہیں مقر نے کہا کہ نہ ودیعت ہیں نہ دَین (قرض) اب مقرلہ یہ چاہتا ہے کہ دَین میں اون روپوں کو وصول کرلے نہیں کرسکتا کیونکہ ودیعت کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اور دَین کا اقرار تھا ہی نہیں لہٰذا معاملہ ختم ہوگیا۔ اور اگر صورت یہ ہے کہ مقر نے ودیعت کا اقرار کیا اور مقرلہ نے کہا کہ ودیعت نہیں بلکہ بعینہ یہی روپے میں نے تمہیں قرض دیے ہیں اور مقر نے قرض سے انکار کردیا تو مقرلہ بعینہ یہی روپے لے سکتا ہے اور اگر مقر نے بھی قرض کی تصدیق کردی تو مقرلہ بعینہ یہی روپے نہیں لے سکتا۔(10)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا زید کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے تھے پھر کہا کہ وہ میرے ہی تھے یا یہ کہا کہ وہ روپے عمرو کے تھے وہ روپے صاحب خانہ یعنی زید کو واپس دے اور عمرو کو اپنے پاس سے سو روپے دے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ زید کے صندوق یا اوس کی تھیلی میں سے میں نے سو روپے لیے پھر یہ کہا کہ وہ عمرو کے تھے وہ روپے زید کو دے اور عمرو کے لیے چونکہ اقرار کیا اسے تاوان دے۔(11)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے پھر کہا اوس مکان میں، میں رہتا تھا یا وہ میرے کرایہ میں تھا اُس کی بات معتبر نہیں یعنی تاوان دینا ہوگا ہاں اگر گواہوں سے اُس میں اپنی سکونت (رہائش) یا کرایہ پر ہونا ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں میں نے اپنا کپڑا رکھا تھا پھر لے آیا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں۔(13)

---

(8) الھدایۃ، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج۲، ص۱۸۵۔

(9) المبسوط للسرخسی، باب الاقرار بالاقتضاء، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۱۱۶، ۱۱۷۔

(10) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱۔

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳۔

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقرلہ، ج۴، ص۱۸۸۔

مسئلہ ۱۴: یہ کہا کہ فلاں شخص کی زمین کھود کر اُس میں سے ہزار روپے نکال لایا مالک زمین کہتا ہے وہ روپے میرے تھے اور یہ کہتا ہے میرے ہیں، مالک زمین کا قول معتبر ہے۔ مالک زمین نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے اس کی زمین کھود کر ہزار روپے نکال لیے ہیں وہ کہتا ہے میں نے زمین کھودی ہی نہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ روپے میرے تھے وہ روپے مالک زمین کے قرار دیے جائیں گے۔(14)

❁❁❁❁❁

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب التاسع فی الاقرار باخذ الشیٔ من مکان، ج۴، ص۱۹۱۔

متفرقات

مسئلہ ۱: زید کے عمرو کے ذمہ دس روپے اور دس اشرفیاں ہیں زید نے کہا میں نے عمرو سے روپے وصول پائے نہیں بلکہ اشرفیاں وصول ہوئیں عمرو کہتا ہے دونوں چیزیں تم نے وصول پائیں تو دونوں کی وصولی قرار دی جائے گی۔(1)

مسئلہ ۲: ایک شخص کے دوسرے پر ایک دستاویز کی رو سے دس روپے ہیں اور دس روپے دوسری دستاویز کی رو سے ہیں دائن (قرض دینے والے) نے کہا میں نے مدیون (مقروض) سے دس روپے اس دستاویز والے وصول پائے نہیں بلکہ اس دستاویز والے وصول پائے دس ہی روپے کی وصولی اقرار پائے گی اختیار ہے کہ جس دستاویز والے چاہے قرار دے۔(2)

مسئلہ ۳: زید کے عمرو کے ذمہ سو روپے ہیں اور بکر کے ذمہ سو روپے ہیں اور عمرو و بکر ہر ایک دوسرے کا کفیل (ضامن) ہے۔ زید نے اقرار کیا میں نے عمرو سے دس روپے وصول پائے نہیں بلکہ بکر سے تو عمرو و بکر دونوں سے دس دس روپے وصول کرنے کا اقرار قرار پائے گا۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں دائن نے کہا تم نے اوس میں سے سو روپے مجھے اپنے ہاتھ سے دیے نہیں بلکہ خادم کے ہاتھ بھیجے تو یہ سو ہی کا اقرار ہے اور اگر ان روپوں کا کوئی شخص کفیل ہے اور دائن نے یہ کہا کہ تم سے میں نے سو روپے وصول پائے نہیں بلکہ تمھارے کفیل سے تو ہر ایک سے سو سو روپے لینے کا اقرار ہے اور اگر دائن اون دونوں پر حلف دینا چاہے، نہیں دے سکتا۔(4)

مسئلہ ۵: دائن نے مدیون سے کہا سو روپے تم سے وصول ہو چکے مدیون نے کہا اور دس روپے میں نے تمہارے پاس بھیجے تھے اور دس روپے کا کپڑا تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے دائن نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ سب اونھیں سو میں ہیں دائن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(5)

---

(1) الفتاوی الهندية، کتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۶۔

(2) الفتاوی الهندية، کتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۶۔

(3) الفتاوی الهندية، کتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۶۔

(4) المرجع السابق۔

(5) الفتاوی الهندية، کتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۶۔

مسئلہ ۶: ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع (بیچنے والے) نے کہا میں نے مشتری (خریدار) سے ثمن لے لیا پھر بائع نے کہا مشتری کے میرے ذمہ روپے تھے اُس سے میں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا بائع کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اگر بائع نے پہلے یہ کہا کہ مشتری کے روپے میرے ذمہ تھے اُس سے میں نے مقاصہ کرلیا اور بعد میں یہ کہا کہ ثمن کے روپے مشتری سے لے لیے تو بائع کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر بائع نے یہ کہا کہ ثمن کے روپے وصول ہوگئے یا وہ ثمن کے روپے سے بری ہوگیا پھر کہتا ہے میں نے مقاصہ کرلیا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔ (6)

مسئلہ ۷: مقرلہ ایک شخص ہے اور مقر نے نفی واثبات کے طور پر دو چیزوں کا اقرار کیا تو جو مقدار میں زیادہ ہوگی اور وصف میں بہتر ہوگی وہ واجب ہوگی مثلاً زید کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دو ہزار یا یوں کہا اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے کھرے (خالص) ہیں نہیں بلکہ کھوٹے یا اس کا عکس یعنی یوں کہا اوس کے مجھ پر دو ہزار ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار یا ایک ہزار کھوٹے ہیں نہیں بلکہ کھرے، ان سب کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں دو ہزار واجب اور دوسری صورت میں کھرے روپے واجب اور اگر جنس مختلف ہوں مثلاً اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار اشرفی دونوں چیزیں واجب ایک ہزار وہ، ایک ہزار یہ۔ (7)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ زید پر جو میرا دَین (قرض) ہے وہ عمرو کا ہے یا یہ کہا کہ زید کے پاس جو میری امانت ہے وہ عمرو کی ہے۔ یہ عمرو کے لیے اس دَین وامانت کا اقرار ہے مگر اس دَین یا امانت پر قبضہ مقر کا (اقرار کرنے والے کا) حق ہے مگر اس لفظ کو ہبہ قرار دینا گذشتہ بیان کے موافق ہوگا لہٰذا تسلیمِ واہب (ہبہ کرنے والے کا سپرد کردینا) اور قبضہ موہوب لہ (جسے ہبہ کیا اس کا قبضہ کرلینا) ضروری ہوگا۔ (8)

❁❁❁❁❁

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج ۴، ص ۹۶۔

(7) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج ۸، ص ۴۳۵۔

(8) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب الاستثناء وما فی معناہ، ج ۸، ص ۴۳۵۔

اقرارِ مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ ہے جو مرض الموت میں مبتلا ہو اور اس کی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکی ہے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۱: مریض کے ذمہ جو دَین ہے جس کا وہ اقرار کرتا ہے وہ حالتِ صحت کا دَین ہے یا حالتِ مرض کا اور اُس کا سبب معروف ہے یا غیر معروف اور اقرار اجنبی کے لیے ہے یا وارث کے لیے ان تمام صورتوں کے احکام بیان کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۲: صحت کا دَین (قرض) چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دَین جس کا سبب معروف و مشہور ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اُس کا ثمن، کسی کی چیز ہلاک کر دی ہے اُسکا تاوان، کسی عورت سے نکاح کیا ہے اُس کا مَہرِ مثل یہ دیون (دَین کی جمع قرضے) اون دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانہ مرض میں اُس نے اقرار کیا ہے۔(1)

مسئلہ ۳: سبب معروف کا یہ مطلب ہے کہ گواہوں سے اُس کا ثبوت ہو یا قاضی نے خود اُس کا معاینہ کیا ہو اور سبب سے وہ سبب مراد ہے جو تبرع نہ ہو جیسے نکاح مشاہد اور بیع اور اتلافِ مال کہ ان کو لوگ جانتے ہوں۔ مَہرِ مثل سے زیادہ پر مریض نے نکاح کیا تو جو کچھ مَہرِ مثل سے زیادتی ہے یہ باطل ہے اگرچہ نکاح صحیح ہے۔(2)

مسئلہ ۴: مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اُس کے تمام اموال کو احاطہ کر لے (یعنی جتنے مال کا اقرار کیا وہ ترکہ کے مال سے زائد ہو جائے) اور وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لیے بھی جمیع مال (تمام مال) کا اقرار اُس وقت صحیح ہے جب صحت کا دَین اُس کے ذمہ نہ ہو یعنی علاوہ مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) کے دوسرے لوگوں کا دَین حالت صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دَین ادا کیا جائے گا اس سے جب بچے گا تو اُس دَین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے بلکہ زمانہ صحت کے دَین کو اُس ودیعت (امانت) پر مقدم کریں گے جس کا ثبوت محض مریض کے اقرار سے ہو۔(3)

---

(1) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۱۔

والدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۳۷۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۳۷۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۷۷۔

ودرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۳۶۔

مسئلہ ۵: مریض کو یہ اختیار نہیں کہ بعض دائن کا دَین ادا کردے بعض کا نہ ادا کرے یعنی اگر اس نے ایسا کیا کہ سب اور کل مال ختم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کا دین حصہ رسد کے موافق (یعنی جتنا دین بنتا ہے اس کے مطابق) نہیں وصول ہوگا تو جو کچھ مریض نے ادا کیا ہے اُس میں بقیہ دَین والے بھی شریک ہوں گے یہ نہیں کہ وہ تنہا اوسی کا ہو جائے جس کو دیا ہے اگرچہ یہ دَین جو ادا کیا زوجہ کا مہر ہو یا کسی مزدور یا ملازم کی اجرت یا تنخواہ ہو۔(4)

مسئلہ ۶: زمانہ مرض میں مریض نے کسی سے قرض لیا ہے یا کوئی چیز زمانہ مرض میں خریدی ہے بشرطیکہ مثل قیمت پر خریدی ہو اس قرض کو ادا کرنے یا مبیع کے ثمن دینے میں رکاوٹ نہیں ہے یعنی اس میں دوسرے دائن شریک نہیں تنہا یہی مالک ہیں جن کو دیا بشرطیکہ یہ قرض و بیع بینہ سے (گواہوں سے) ثابت ہوں یہ نہ ہو کہ محض مریض کے اقرار سے اس کا ثبوت ہو۔(5)

مسئلہ ۷: مریض نے کوئی چیز خریدی اور اُس کا ثمن ادا نہیں کیا یہاں تک کہ مرگیا تو اگر مبیع ابھی تک بائع کے قبضہ میں ہے تو اُسکا تنہا بائع حقدار ہے دوسرے دَین والے اس مبیع کا مطالبہ نہیں کرسکتے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز اُس مرنے والے مدیون (مقروض) کی ہے لہٰذا ہم بھی اس میں سے اپنا دَین وصول کریں گے اور اگر مبیع اُس مشتری کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے اس کے بعد مرا تو جیسے دوسرے دَین والے ہیں بائع بھی ایک دائن (قرض دینے والا) ہے سب کے ساتھ شریک ہے حصہ رسد کے موافق یہ بھی لے گا۔(6)

مسئلہ ۸: مریض نے ایک دَین کا اقرار کیا پھر دوسرے دَین کا اقرار کیا مثلاً پہلے کہا زید کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں پھر کہا عمرو کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں دونوں اقرار برابر ہیں دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں چاہے یہ دونوں اقرار متصل ہوں یا فصل کے ساتھ ہوں اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا پھر امانت کا کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے یہ دونوں بھی برابر ہیں اور اگر پہلے امانت کا اقرار ہے اُس کے بعد دَین کا تو امانت کو دَین پر مقدم رکھا جائے گا۔(7)

مسئلہ ۹: ودیعت کا اقرار کیا کہ فلاں کے ہزار روپے میرے پاس ودیعت ہیں اور مرگیا اور وہ ہزار ودیعت کے

---

(4) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۱۔

(5) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۱۔

(6) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۱۔

والدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۳۷، ۴۳۸۔

(7) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۱، ۴۳۲۔

ممتاز نہیں ہیں تو مثل دیگر دیون کے یہ بھی ایک دَین قرار پائے گا جو ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر مریض کے پاس ہزار روپے ہیں اور صحت کے زمانہ کا اُس پر کوئی دَین نہیں ہے اُس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ہزار روپے دَین ہیں پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فلاں شخص کی ودیعت ہے پھر ایک تیسرے شخص کے لیے ہزار روپے دَین کا اقرار کیا تو یہ ہزار روپے جو موجود ہیں تینوں پر برابر برابر تقسیم ہوں گے اور اگر پہلے شخص نے کہہ دیا کہ میرا اُس پر کوئی حق نہیں ہے یا میں نے معاف کر دیا تو اسکی وجہ سے تیسرے دائن کا حق باطل نہیں ہوگا بلکہ مودع (امانت رکھوانے والے) اور دائن میں یہ روپے نصف نصف تقسیم ہوں گے۔(8)

مسئلہ ۱۰: مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ کے ذمہ فلاں شخص کا اتنا دَین ہے اور اس کے قبضہ میں ایک مکان ہے جو اس کے باپ کا تھا اور خود اس مریض پر زمانہ صحت کا بھی دَین ہے اس صورت میں اولاً دَین صحت کو ادا کریں گے اس سے جب بچے گا تو اس کے باپ کا دَین جس کا اس نے اقرار کیا ہے ادا کیا جائے گا اور اگر اپنے باپ کے دَین کا باپ کے مرنے کے بعد ہی زمانہ صحت میں اقرار کیا ہے تو اُس مکان کو بیچ کر پہلے اس کے باپ کا دَین ادا کیا جائے گا جن لوگوں کا اس پر دَین ہے وہ اپنا دَین نہیں لے سکتے جب تک اس کے باپ کا دَین ادا نہ ہو جائے۔(9)

مسئلہ ۱۱: مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو میری ودیعت یا عاریت تھی مل گئی یا مال مضاربت تھا وصول پایا اُسکی بات مان لی جائے گی۔ یوہیں اگر وہ کہتا ہے کہ موہوب لہ (جسے ہبہ کیا گیا) سے میں نے ہبہ کو واپس لے لیا یا جو چیز بیع فاسد کے ساتھ بیچی تھی واپس لی یا مغصوب (غصب کی ہوئی چیز) یا رہن (گروی رکھی ہوئی چیز) کو وصول پایا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ اس پر زمانہ صحت کا دَین ہو جب کہ یہ سب یعنی موہوب لہ وغیرہ اجنبی ہوں اور اگر وارث سے واپس لینے کا ان صورتوں میں اقرار کرے تو اُسکی بات نہیں مانی جائے گی۔(10)

مسئلہ ۱۲: مریض نے اپنے مدیون سے دَین کو معاف کر دیا اگر یہ مریض خود مدیون ہے اور جس سے دَین کو معاف کیا ہے وہ اجنبی ہے یہ معاف کرنا جائز نہیں اور اگر خود مدیون نہیں ہے تو اجنبی پر سے دَین کو بقدر اپنے ثلث مال کے معاف کر سکتا ہے اور وارث سے دَین کو معاف کرے تو چاہے خود مدیون ہو یا نہ ہو وارث پر اصالۃً دَین ہو یا اُس نے کفالت (ضمانت) کی ہو ہر صورت میں جائز نہیں اور اگر مریض نے یہ کہہ دیا کہ اس پر میرا کوئی حق ہی نہیں ہے یہ اقرار قضاءً صحیح ہے کہ اب مطالبہ قاضی کے یہاں نہیں ہوگا مگر دیانۃً صحیح نہیں یعنی اگر واقع میں مطالبہ تھا اور اس نے یہ

---

(8) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وافعالہ، ج ۴، ص ۱۷۷، ۱۷۸۔

(9) المرجع السابق، ص ۱۷۸۔

(10) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وافعالہ، ج ۴، ص ۱۷۹۔

کہہ دیا تو مؤاخذہ اخروی ہے۔(11)

مسئلہ ۱۳: مریض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیچ دی ہے اور اس کا ثمن بھی وصول کرلیا ہے اور مشتری بھی اس کا دعویٰ کرتا ہو تو بیع کے حق میں اُسکا اقرار صحیح ہے اور ثمن وصول کرنے کے حق میں بقدرِ ثلث مال کے صحیح اس سے زیادہ میں صحیح نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرا دَین جو فلاں کے ذمہ تھا میں نے وصول پایا اگر وہ دَین صحت کے زمانہ کا تھا تو مریض کا یہ اقرار صحیح ہے چاہے اس پر خود دَین ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دَین زمانہ مرض کا تھا اور خود اس پر زمانہ صحت کا دَین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں اور اگر اِس پر صحت کا دَین نہ ہو تو بقدر ثلث مال یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ چیز میں نے فلاں وارث کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیع کردی اور ثمن بھی وصول پایا یہ اقرار صحیح نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۵: مریض نے اپنی عورت سے خلع کیا اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب وہ کہتا ہے میں نے بدل خلع وصول پایا اگر اُس پر نہ زمانہ صحت کا دَین ہے نہ مرض کا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔(14)

مسئلہ ۱۶: صحت میں غبن فاحش کے ساتھ کوئی چیز بشرط خیار خریدی تھی اور مرض میں اس بیع کو جائز کیا یا ساکت رہا یہاں تک کہ مدت خیار گزر گئی اس کے بعد مرگیا تو یہ بیع ثلث سے نافذ ہوگی۔(15)

مسئلہ ۱۷: عورت نے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے شوہر سے اپنا مہر وصول پایا اگر زوجیت یا عدت میں مرگئی اُس کا یہ اقرار جائز نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں مثلاً شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی ہے یہ اقرار جائز ہے۔ مریضہ نے شوہر سے مہر معاف کردیا یہ دوسرے ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔(16)

مسئلہ ۱۸: مریض نے یہ کہا کہ دنیا میں میری کوئی چیز ہی نہیں ہے اور مرگیا بقیہ ورثہ کو اختیار ہے کہ اُس کی زوجہ اور بیٹی سے اس بات پر قسم کھلائیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ متوفی کے ترکہ میں کوئی چیز تھی۔(17)

---

(11) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲۔

(12) المرجع السابق

(13) المرجع السابق

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۱۔

(15) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲۔

(16) ردالمحتار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۳۸۔

(17) المرجع السابق۔

مسئلہ ۱۹: مریض نے دوسرے پر بہت کچھ اموال کا دعویٰ کیا تھا مدعی نے مدعیٰ علیہ سے خفیۃً تھوڑے سے مال پر مصالحت (آپس میں صلح) کر لی اور علانیہ یہ اقرار کر لیا کہ اس کے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے اور مر گیا اس کے بعد ورثہ نے دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ ہمارے مورث کے بہت کچھ اموال اس شخص کے ذمہ ہیں ہمارے مورث نے ہم کو محروم کرنے کے لیے یہ ترکیب کی ہے یہ دعویٰ مسموع (قابل قبول) نہ ہوگا اور اگر مدعیٰ علیہ بھی وارث تھا اور یہی تمام معاملات پیش آئے تو بقیہ ورثہ کا دعویٰ مسموع ہوگا۔(18)

مسئلہ ۲۰: جس وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا ہے یہ کہتا ہے کہ اُس شخص نے میرے لیے صحت کے زمانہ میں اقرار کیا تھا اور بقیہ ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا تو قول ان بقیہ ورثہ کا معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقرلہ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو اون ورثہ پر حلف دے سکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا ہے کہ وارث کے لیے مریض کا اقرار باطل ہے اس سے مراد وہ وارث ہے جو بوقت موت وارث ہوا یہ نہیں کہ بوقت اقرار وارث ہو یعنی جس وقت اس کے لیے اقرار کیا تھا وارث نہ تھا اور اُس کے مرنے کے وقت وارث ہو گیا تو یہ اقرار باطل ہے مگر جبکہ وراثت کا جدید سبب پیدا ہو جائے مثلاً نکاح لہٰذا اگر کسی عورت کے لیے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا وہ اقرار صحیح ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے اقرار کیا تھا جو محجوب تھا مگر اُس کے مرنے کے وقت محجوب نہ رہا مثلاً جب اس نے اقرار کیا تھا اُس وقت اوس کا بیٹا موجود تھا اور بعد میں بیٹا مر گیا اب بھائی وارث ہو گیا اقرار باطل ہے اور اگر اقرار کے وقت بھائی وارث تھا مثلاً مریض کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے بعد بیٹا پیدا ہوا اب بھائی وارث نہ رہا اگر مریض کے مرنے تک بیٹا زندہ رہا یہ اقرار صحیح ہے۔ مریض نے جس کے لیے اقرار کیا وہ وارث تھا پھر وارث نہ رہا پھر وارث ہو گیا اور اب وہ مریض مرا تو اقرار باطل ہے مثلاً زوجہ کے لیے اقرار کیا پھر اوسے بائن طلاق دے دی بعد عدت پھر اوس سے نکاح کر لیا۔(20)

مسئلہ ۲۲: اگر مریض نے اجنبیہ کے لیے کوئی چیز ہبہ کر دی یا وصیت کر دی اس کے بعد اُس سے نکاح کیا وہ ہبہ یا وصیت باطل ہے۔ مریض نے وارث کے لیے اقرار کیا مگر پہلے یہ مقرلہ مر گیا اس کے بعد وہ مریض مرا مگر مقرلہ کے ورثہ مریض کے بھی ورثہ سے ہیں یہ اقرار جائز ہے جس طرح اجنبی کے لیے اقرار۔(21)

---

(18) ردالمحتار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۳۹، ۴۴۰۔

(19) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲۔

(20) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۷۶۔

(21) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲۔

والفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۷۶، ۱۷۷۔

مسئلہ ۲۳: مریض نے اجنبی کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُسکی ہے اور اُس اجنبی نے کہا کہ یہ چیز مقر کے وارث کی ہے یہ خود مریض کا وارث کے حق میں اقرار ہے لہٰذا صحیح نہیں۔ مریض نے اپنی عورت کے دَین مہر کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے پھر اگر مرنے کے بعد ورثہ نے گواہوں سے ثابت کرنا چاہا کہ اُس عورت نے مریض کی زندگی میں مہر بخش دیا تھا یہ گواہ نہیں سنے جائیں گے۔(22)

مسئلہ ۲۴: مریض نے دَین یا عین کا وارث کے لیے اقرار کیا مثلاً یہ کہا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یا یہ کہ فلاں چیز اُس کی ہے یہ اقرار باطل ہے خواہ تنہا وارث کے لیے اقرار ہو یا وارث و اجنبی دونوں کے حق میں اقرار ہو یعنی دونوں کی شرکت میں وہ دَین ہے یا اوس عین میں دونوں شریک ہیں اور یہ دونوں شریک ہونے کو مان رہے ہوں یا کہتے ہوں کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں ہے بہر حال وہ اقرار باطل ہے ہاں اگر بقیہ ورثہ اُس اقرار کی تصدیق کریں تو یہ اقرار نافذ ہے۔(23)

مسئلہ ۲۵: شوہر نے عورت کے لیے وصیت کی یا عورت نے شوہر کے لیے وصیت کی اور دونوں صورتوں میں کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو وصیت صحیح ہے اور زوجین (میاں، بیوی) کے سوا دوسرا کوئی وارث جب تنہا ہو تو وصیت کی کیا ضرورت کیوں کہ وہ تو کل کا خود ہی وارث ہے۔(24)

مسئلہ ۲۶: مریض کے قبضہ میں جائداد ہے اس کے متعلق اُس نے وقف کا اقرار کیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود اپنے وقف کرنے کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے اسے وقف کیا ہے ایک ثلث مال میں یہ وقف نافذ ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ اس کو دوسرے نے وقف کیا ہے یعنی یہ جائداد دوسرے شخص کی تھی اُس نے وقف کر دی تھی اگر اُس دوسرے شخص یا اوس کے وُرثہ تصدیق کریں جائز ہے اور اگر مریض نے بیان نہ کیا کہ میں نے وقف کیا ہے یا دوسرے نے تو ثلث میں نافذ ہے۔(25)

مسئلہ ۲۷: مریض نے وارث یا اجنبی کسی کے دَین کا اقرار کیا اور مرا نہیں بلکہ اچھا ہو گیا پھر اس کے بعد مرا تو وہ اقرار مریض کا اقرار نہیں بلکہ صحت کے اقرار کا جو حکم ہے اُسکا بھی ہے کیونکہ جب اچھا ہو گیا تو معلوم ہو گیا کہ وہ مرض الموت تھا ہی نہیں غلطی سے لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا تھا۔ یہی حکم تمام اون اقراروں کا ہے جو مرض کی وجہ سے جاری نہیں

---

(22) البحر الرائق، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲۔

(23) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۱۴۱۔

(24) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۱۴۲۔

(25) رد المحتار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۱۴۴۔

ہوتے تھے اور اگر وارث کے لیے وصیت کی تھی پھر اچھا ہو گیا تو یہ وصیت اب بھی نہیں صحیح ہو گی۔(26)

مسئلہ ۲۸: مریض نے وارث کی امانت ہلاک کرنے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح و معتبر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیٹے نے باپ کے پاس گواہوں کے روبرو کوئی چیز امانت رکھی اُس کے متعلق باپ یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے قصداً ضائع کر دی یہ اقرار معتبر ہے ترکہ میں سے تاوان ادا کیا جائے گا۔ مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو کچھ امانتیں تھیں وہ سب میں نے وصول پائیں یہ اقرار بھی معتبر ہے۔ یہ اقرار بھی معتبر ہے کہ میرا کوئی حق میرے باپ یا ماں کے ذمہ نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۹: مریض نے یہ کہا کہ میری فلاں لڑکی جو مر چکی ہے اُس کے ذمہ دس روپے تھے جو میں نے وصول پا لیے تھے اور اس مریض کا بیٹا انکار کرتا ہے یہ اقرار صحیح ہے کیونکہ وارث کے لیے یہ اقرار ہی نہیں وہ لڑکی مر چکی ہے وارث کہاں ہے۔(28)

مسئلہ ۳۰: مریض نے اپنی زوجہ کے لیے مال کا اقرار کیا وہ عورت شوہر سے پہلے ہی مر گئی اور اُس نے دو بیٹے چھوڑے ایک اسی شوہر سے ہے دوسرا پہلے خاوند سے احتیاط یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے اپنے بیٹے کے لیے اقرار کیا اور یہ بیٹا باپ سے پہلے مر گیا اور اس نے اپنا بیٹا چھوڑا اُس کے مرنے کے بعد اُس کا باپ مرا اور اس کا اب کوئی بیٹا نہیں ہے یعنی وہ پوتا وارث ہے تو بمقتضاء احتیاط (از روئے احتیاط) وہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے وارث یا اجنبی کے لیے اقرار کیا اور مقرلہ مریض سے پہلے ہی مر گیا مگر اس کے وارث اُس مریض مقر کے بھی وارث ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔(29)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص دو چار روز کے لیے بیمار ہو جاتا ہے پھر دو چار روز کو اچھا ہو جاتا ہے اُس نے اپنے بیٹے کے لیے دَین کا اقرار کیا اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس کے بعد اچھا ہو گیا تو اقرار صحیح ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسے صاحب فراش کر دیا اور اچھا نہ ہوا اسی مرض میں مر گیا تو اقرار صحیح نہیں۔(30)

مسئلہ ۳۲: مریض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ ایک حق ہے اور ورثہ نے بھی اس کی تصدیق کی اس

---

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص ۴۴۲، ۴۴۳۔

(27) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص ۴۴۳، ۴۴۴۔

(28) المرجع السابق، ص ۴۴۵۔

(29) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۷۶، ۱۷۷۔

(30) المرجع السابق، ص۱۷۷۔

کے بعد مریض مرگیا وہ شخص اگر مریض کے مال کی تہائی تک (یعنی تیسرے حصے تک) اپنا حق بیان کرے اُس کی بات مان لی جائے گی اور تہائی سے زیادہ کا طالب ہو اور ورثہ منکر ہوں تو ورثہ پر حلف دیا جائے گا وہ یہ قسم کھائیں کہ ہمارے علم میں میت کے ذمہ اسکا اتنا مال نہ تھا اگر قسم کھالیں گے صرف تہائی مال اس شخص کو دیا جائے گا۔(31)

مسئلہ ۳۳: مریض نے وارث کے لیے ایک معین چیز کا اقرار کیا کہ یہ چیز اُس کی ہے اُس وارث نے کہا وہ چیز میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور یہ شخص وارث کی تصدیق کرتا ہے یعنی چیز اپنی بتاتا ہے اور مریض مرگیا وہ چیز اس اجنبی کو دے دی جائے گی اور وارث سے چیز کی قیمت کا تاوان لیا جائے گا۔ یوہیں اگر مریض نے ایک وارث کے لیے اُس چیز کا اقرار کیا اس وارث نے دوسرے وارث کی وہ چیز بتائی وہ چیز دوسرے وارث کو ملے گی اور پہلا وارث اُس کی قیمت تاوان میں دے یہ قیمت سب ورثہ پر تقسیم ہوگی ان دونوں کو بھی اس میں سے انکے حصہ ملیں گے۔(32)

مسئلہ ۳۴: مریض پر زمانہ صحت کا دَین ہے اسکی کوئی چیز کسی نے غصب کرلی اور غاصب کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی قاضی نے حکم دیا کہ غاصب اُس چیز کی قیمت مریض کو ادا کرے اب مریض یہ اقرار کرتا ہے کہ غاصب سے میں نے قیمت وصول پائی یہ بات مانی نہیں جائے گی جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو اور اگر زمانہ صحت میں اُس نے غصب کی تھی اس کے بعد بیمار ہوا اور قاضی نے غاصب پر قیمت دینے کا حکم کیا اور مریض کہتا ہے میں نے قیمت وصول پالی تو مریض کی بات مان لی جائے گی۔(33)

مسئلہ ۳۵: مریض نے اپنی ایک چیز جس کی واجبی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار میں بیچ ڈالی اور اس کے پاس اس چیز کے سوا کوئی اور مال نہیں ہے اور اوس پر کثرت سے دَین ہیں اب یہ کہتا ہے کہ وہ ثمن میں نے وصول پایا اور مرگیا اُسکا یہ اقرار صحیح نہیں۔(34)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے زمانہ صحت میں اپنی چیز بیع کردی اور مشتری نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد بائع بیمار ہوا اور اس نے ثمن وصول پانے کا اقرار کرلیا اور بائع کے ذمہ لوگوں کے دَین بھی ہیں پھر یہ بائع مرگیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا قاضی نے اس کے واپس کرنے کا حکم دے دیا مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ دیگر قرض خواہوں کی طرح میت کے مال سے اپنا ثمن واپس لے بلکہ وہ چیز بیع کی جائے گی اگر اس کے ثمن سے مشتری کا مطالبہ

---

(31) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۷۸۔

(32) المرجع السابق۔

(33) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۱۔

(34) المرجع السابق۔

وصول ہو جائے فبہا اور اگر اس کے مطالبہ وصول کر لینے کے بعد کچھ بچ رہا تو یہ بچا ہوا دوسرے قرض خواہوں کے دَین میں دے دیا جائے گا اور اگر مشتری کے مطالبہ سے کم میں چیز فروخت ہوئی تو میت کے مال سے دوسروں کے دَین ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو مشتری کا بقیہ مطالبہ ادا کیا جائے گا ورنہ گیا۔(35)

مسئلہ ۳۷: مریض نے وارث کو روپے دیے کہ فلاں شخص کا مجھ پر دَین ہے اس روپے سے اُس کا دَین ادا کر دو وارث کہتا ہے وہ روپے میں نے دائن کو دے دیے اور دائن کہتا ہے مجھے نہیں دیے وارث کی بات فقط اُس کے حق میں معتبر ہے یعنی وارث بری الذمہ ہو گیا مریض اس کو سچا بتائے یا جھوٹا بہر حال اس سے روپے کا مطالبہ نہیں ہو سکتا مگر دائن کا حق باطل نہیں ہوگا یعنی اُس کا دَین ادا کرنا ہوگا اور اگر مریض نے وارث کو وکیل کیا ہے کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے وصول کر لاؤ وارث کہتا ہے میں نے دَین وصول کر کے مریض کو دے دیا اُس کی بات معتبر ہے مدیون بری ہو گیا اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔(36)

مسئلہ ۳۸: مریض نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے وارث کو وکیل کیا اس کی دو صورتیں ہیں مریض کے ذمہ دَین ہے یا نہیں اگر اس کے ذمہ دَین نہیں ہے اور وارث نے گواہوں کے سامنے اُس چیز کو واجبی قیمت پر بیچا اب مریض کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ثمن وصول کر کے میں نے مریض کو دے دیا یا میرے پاس سے ضائع ہو گیا اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وارث یہ کہتا ہے کہ میں نے چیز بیع کر دی اور ثمن وصول کر لیا پھر میرے پاس سے ضائع ہو گیا اگر وہ چیز بھی ہلاک ہو چکی ہے اور مشتری کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کون شخص تھا جب بھی اسکی بات معتبر ہے اور اگر چیز موجود ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص مشتری ہے اور مریض بھی زندہ ہے جب بھی وارث کی بات معتبر ہے اور مریض مر چکا ہے تو وارث کا اقرار کہ میں نے ثمن وصول پایا اور میرے پاس سے ضائع ہو گیا صحیح نہیں اور اگر مریض کے ذمہ دَین ہے تو وارث کی بات معتبر نہیں اگر چہ مریض اسکی تصدیق کرتا ہو۔(37)

مسئلہ ۳۹: ایک شخص نے اپنے باپ کے پاس ہزار روپے گواہوں کے سامنے امانت رکھے اس کے باپ نے مرتے وقت یہ اقرار کیا کہ وہ امانت کے روپے میں نے خرچ کر ڈالے اور اسی اقرار پر قائم رہا تو باپ کے ذمہ یہ روپے دَین ہیں کہ اس کے مال سے بیٹا وصول کریگا اور اگر باپ نے سرے سے امانت رکھنے ہی سے انکار کر دیا یہ کہتا ہے کہ

---

(35) المرجع السابق۔

(36) المرجع السابق۔

(37) المبسوط باب الاقرار بالمجہول أو بالشک، ج۹، الجزء الثانی، ص۸۷۔

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۱۔

میں نے خرچ کر ڈالے پھر کہنے لگا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے بیٹے کو دے دیے اسکی بات قابل اعتبار نہیں اگرچہ قسم کھاتا ہو اور اُس پر تاوان لازم ہے اور اگر اس نے پہلے یہ کہا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے واپس دیدیے مگر جب اوس پر حلف دیا گیا تو کہنے لگا میں نے خرچ کر ڈالے یا قسم سے انکار کر دیا تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں اور ترکہ سے یہ روپے نہیں دیے جائیں گے۔(38)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص بیمار ہے اُس کا ایک بھائی ہے اور ایک بی بی، زوجہ نے کہا مجھے تین طلاقیں دے دو اُس نے دے دیں پھر اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ بی بی کے سو روپے باقی ہیں اور عورت اپنا پورا مہر لے چکی ہے وہ شخص ساٹھ روپیہ ترکہ چھوڑ کر مرگیا اگر عورت کی عدّت پوری ہو چکی ہے تو کل روپے عورت لے لیگی اور عدّت گزرنے سے پہلے مرگیا تو اولاً ترکہ سے وصیت کو نافذ کریں گے پھر میراث جاری کریں گے مثلاً اس نے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو بیس روپے موصٰی لہ کو دیں گے اور دس روپے عورت کو اور تیس اُس کے بھائی کو۔(39)

مسئلہ ۴۱: مریض نے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں لُقطہ ہیں اس اقرار کے بعد مرگیا اور ان روپوں کے علاوہ اُس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اگر ورثہ اُس کے اقرار کی تصدیق کرتے ہوں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا وہ روپے صدقہ کر دیے جائیں اور تکذیب کرتے ہوں تو ایک تہائی صدقہ کر دیں اور دو تہائیاں بطور میراث تقسیم کرلیں۔(40)

مسئلہ ۴۲: مریض کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹے پر اُس کے ہزار روپے دَین ہیں اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے سے ہزار روپے دَین وصول پالیے ہیں یہ مدیون (مقروض) بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے اور باقی دونوں لڑکوں میں سے ایک تصدیق کرتا ہے اور ایک تکذیب تو مدیون بیٹا ایک ہزار کی تہائی اُس کو دے جو تکذیب کرتا ہے اور خود اس کو اور تصدیق کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔(41)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص مجہول النسب (یعنی جس کا باپ معلوم نہیں) کے لیے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اُس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اسکی تصدیق کرتا ہے نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہو جائے گا اور جب وہ بیٹا ہو گیا تو خود وارث ہے جیسے دوسرے ورثہ ہیں اور اگر وہ شخص

---

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۲۔

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۳۔

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۴۔

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعالہ، ج۴، ص۱۸۴۔

معروف النسب ہے یا وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور پہلا اقرار بدستور سابق۔(42)

مسئلہ ۴۴: عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اُس کے لیے دَین کا اقرار کیا تو دَین و میراث میں جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اُس وقت ہے کہ عورت عدّت میں ہو اور خود اسکی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدّت پوری ہو چکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دینا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔(43)

❁❁❁❁❁

(42) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، باب إقرار المريض، الجزء الثانی، ص۳۶۷.

وغنية ذوي الاحکام، ہامش علیہ درر الحکام، کتاب الاقرار، باب إقرار المريض، الجزء الثانی، ص۳۶۷.

(43) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۴۵، ۴۴۶.

اقرار نسب

مسئلہ ۱: اگر کسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگرچہ یہ غیر ثابت النسب ہو اگرچہ یہ بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اُس کے باپ کا بیٹا نہیں قرار پائے گا اسکا صرف اتنا اثر ہوگا کہ مقر کا (اقرار کرنے والے کا) اگر دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔(1)

مسئلہ ۲: مرد اتنے لوگوں کا اقرار کرسکتا ہے۔1 اولاد 2 والدین 3 زوجہ۔ یعنی کہہ سکتا ہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو نہ وہ اپنے شوہر کی عدّت میں ہو اور نہ اُس کی بہن مقر کی زوجہ ہو یا اسکی عدّت میں ہو اور اس کے سوا اُس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ 4 مولےٰ یعنی مولائے عتاقہ یعنی اُس نے اسے آزاد کیا ہے یا اس نے اُسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اُس کی وَلا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو۔ عورت بھی والدین اور زوج اور مولےٰ کا اقرار کرسکتی ہے اور اولاد کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ (عدت گزار رہی ہو) تو ایک عورت ولادت و تعیین ولد کی شہادت دے یا زوج (شوہر) خود اُس کی تصدیق کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ تو اولاد کا اقرار کرسکتی ہے۔ یا شوہر والی ہو مگر کہتی ہے اُس سے بچہ نہیں ہے دوسرے سے ہے بیٹے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہوسکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ بلحاظ عمر مقر اُس کا لڑکا ہوسکتا ہو اور یہ مقر ثابت النسب نہ ہو۔ ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کردیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا۔ اولاد کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو بتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اُسکے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔(2)

مسئلہ ۳: ان مذکورین کے متعلق اقرار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کی وجہ سے مقر یا مقرلہ (جس کے لئے اقرار کیا) یا کسی اور پر جو کچھ حقوق لازم ہوں گے ان کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو یہ مقرلہ اُس

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۴۹۔

(2) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳۔

والدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، ج۸، ص۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹۔

و فتاوی ہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع عشر فی الاقرار بالنسب۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۲۱۰۔

شخص کا وارث ہوگا جیسے دوسرے ورثہ وارث ہیں اگرچہ دوسرے ورثہ اس کے نسب سے انکار کرتے ہوں اور یہ مقرلہ اُس مقر کے باپ کا (جو مقرلہ کا دادا ہوا) وارث ہوگا اگرچہ مقر کا باپ اُس کے نسب سے انکار کرتا ہو اور اقرار صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر و مقرلہ پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار نہ ہوگا اور خود ان پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اور مقر کے دوسرے ورثہ اُس کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور مقر مر گیا مقرلہ اُن ورثہ کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یونہیں مقر کے باپ کا بھی وہ وارث نہ ہوگا جبکہ اُس کا باپ اس کے نسب سے منکر ہو مگر جب تک مقر زندہ ہے اس کا نفقہ اُس پر واجب ہوسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: ایک غلام کا زمانہ صحت میں مالک ہوا اور زمانہ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اوس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہوسکتا ہے اور اُس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اُس مقر کا بیٹا ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور مقر کا وارث ہوگا اور اُسے سعایت (مالک کو اپنی قیمت ادا کرنے کے لیے غلام کا محنت مزدوری کرنا) بھی نہیں کرنی ہوگی اگرچہ مقر کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ ہو اگرچہ اس پر اتنا دَین ہو کہ اس کے رقبہ کو محیط ہو (یعنی دَین (قرض) غلام کی قیمت سے زیادہ ہو) اور اگر اس غلام کی ماں بھی زمانہ صحت میں اُس کی مِلک ہے تو اُس پر بھی سعایت نہیں ہے اور اگر مرض میں غلام کا مالک ہوا اور نسب کا اقرار کیا جب بھی آزاد ہو جائے گا اور نسب ثابت ہو جائے گا۔(4)

مسئلہ ۵: مقر کے مرنے کے بعد بھی مقرلہ کی تصدیق صحیح و معتبر ہے مثلاً اقرار کیا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ نے تصدیق کی یہ تصدیق صحیح ہے مگر عورت نے زوجیت کا (یعنی بیوی ہونے کا) اقرار کیا تھا اُس کے مرنے کے بعد شوہر تصدیق کرے یہ تصدیق بیکار ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد نکاح کا سارا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔(5)

مسئلہ ۶: نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اُس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے چچا ہے دادا ہے پوتا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے وہ اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں نامعتبر مگر خود مقر کے حق میں یہ اقرار صحیح ہے اور جو کچھ احکام ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں جب کہ دونوں اس بات پر متفق ہوں یعنی جس طرح یہ اُس کو بھائی کہتا ہے وہ بھی کہتا ہے اگر یہ چچا

---

(3) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع عشر فی الاقرار بالنسب...الخ، ج ۴، ص ۲۱۰۔

(4) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع عشر فی الاقرار بالنسب...الخ، ج ۴، ص ۲۱۰۔

(5) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج ۸، ص ۲۴۸۔

بتاتا ہے تو وہ بھتیجا بتاتا ہے۔ نفقہ (کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات) وحضانت (پرورش) ومیراث سب احکام جاری ہوں گے یعنی اگر مقر کا کوئی دوسرا وارث نہیں نہ قریب کا نہ دُور کا یعنی ذوی الارحام (یعنی قریبی رشتہ دار) اور مولے الموالاۃ بھی نہیں تو مقرلہ وارث ہوگا ورنہ وارث نہیں ہوگا کہ خود اس کا نسب ثابت نہیں ہے پھر وارث ثابت کے ساتھ مزاحمت نہیں کرسکتا وارث ثابت سے مراد غیر زوجین ہیں کیونکہ ان کا وجود مقرلہ کو میراث ملنے سے نہیں روکتا۔(6)

مسئلہ ۷: اس صورت میں کہ تحمیلِ نسب غیر پر ہو (یعنی اقرارِ نسب کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہو) مُقِر اپنے اقرار سے رجوع کرسکتا ہے اگرچہ مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کرلی ہو مثلاً بھائی ہونے کا اقرار کیا اور اُس نے تصدیق کردی اس کے بعد اقرار سے رجوع کرکے سارے مال کی وصیت کسی اور شخص کے لیے کردی اب مقرلہ نہیں پائے گا بلکہ کُل مال موصیٰ لہ کو ملے گا۔(7)

مسئلہ ۸: جس شخص کا باپ مرگیا اُس نے کسی کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اگرچہ مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا مگر مقر کے حصہ میں وہ برابر کا شریک ہوگا اور اگر کسی عورت کو اس نے بہن کہا ہے تو وہ اس کے حصہ میں ایک تہائی (تیسرا حصہ) کی حقدار ہوجائے گی۔(8)

مسئلہ ۹: ایک شخص مرگیا اُس نے ایک پھوپی چھوڑی اس پھوپی نے یہ اقرار کیا کہ میرا جو بھتیجا مرگیا ہے فلاں شخص اُس کا بھائی یا چچا ہے تو اس پھوپی کو کچھ ترکہ نہیں ملے گا بلکہ کُل مال اُسی مقرلہ کو ملے گا کیونکہ جو عورت صورتِ مذکورہ میں وارث تھی اُس نے اپنے سے مقدم دوسرے کو وارث قرار دیا۔(9)

❁❁❁❁❁

---

(6) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۳۴۹۔

(7) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳۔

(8) البحرالرائق، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳۔

(9) ردالمحتار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۳۵۱۔

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ ۱: اقرار اگرچہ حجت قاصرہ ہے کہ اس کا اثر صرف مقر پر پڑتا ہے دوسرے پر نہیں ہوتا مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اقرار سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔1 حرہ مکلفہ (یعنی وہ آزاد، مسلمان عورت جس پر شرعی احکام نافذ ہوں) نے دوسرے کے دَین کا اقرار کیا مگر اُس کا شوہر تکذیب کرتا ہے کہتا ہے کہ جھوٹ کہتی ہے عورت کا اقرار شوہر کے حق میں بھی صحیح ہے یعنی اس اقرار کا اثر اگر شوہر پر پڑے اور اُس کو ضرر ہو جب بھی صحیح مانا جائے گا مثلاً اگر ادا نہ کرنے کی وجہ سے عورت کو قید کرنے کی ضرورت ہوگی قید کی جائے گی اگرچہ اس میں شوہر کا ضرر ہے۔2 یوہیں اگر موجر (اجرت پر دینے والے) نے دَین کا اقرار کیا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی سوا اس کے جو چیز کرایہ پر دی ہے بیع کر دی جائے اُس کا بیچنا جائز ہے اگرچہ مستاجر (اُجرت پر لینے والے) کو ضرر ہے۔3 مجہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے بھی اسکی تصدیق کر دی نکاح فسخ ہو گیا۔4 عورت نے باندی (لونڈی) ہونے کا اقرار کیا اس اقرار کے بعد شوہر نے اُسے دو طلاقیں دیں بائن ہوگئیں شوہر کو رجعت کرنے کا حق نہیں ہے۔(1)

مسئلہ ۲: عورت مجہولۃ النسب نے اپنے کنیز ہونے کا اقرار کیا کہ میں فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور اس شخص مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کی وہ عورت شوہر والی ہے اور اوس شوہر سے اولادیں بھی ہیں شوہر نے عورت کی تکذیب کی اس صورت میں خاص عورت کے حق میں اقرار صحیح ہے لہٰذا اس اقرار کے بعد عورت کے جو بچے ہوں گے وہ رقیق (غلام) ہوں گے اور شوہر کے حق میں اقرار صحیح نہیں لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اولاد کے حق میں بھی اقرار صحیح نہیں ہٰذا وہ پہلے کی سب اولادیں آزاد ہیں بلکہ وقت اقرار میں جو پیٹ میں بچہ موجود تھا وہ بھی آزاد۔(2)

مسئلہ ۳: مجہول النسب نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں فلاں کا غلام ہوں اور اُس مقرلہ نے بھی تصدیق کی یہ اقرار فقط اُس کی ذات کے حق میں صحیح ہے غلام کو جو آزاد کر چکا ہے یہ عتق باطل نہیں ہوگا۔ اور وہ آزاد کردہ غلام مرجائے اور کوئی وارث ہو جو پورے ترکہ کو لے سکتا ہے تو وہ لے گا اور ایسا وارث نہ ہو تو اگر بالکل وارث

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج ۸، ص ۳۵۲۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج ۸، ص ۳۵۳، ۳۵۴۔

نہ ہوتو کُل ترکہ مقرلہ لے گا اور اگر وارث ہے مگر پورے ترکہ کو نہیں لے سکتا تو اُس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقرلہ لے گا۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمھارے ذمہ میرے ہزار روپے ہیں دوسرے نے کہا ٹھیک ہے یا سچ ہے یا یقیناً ہے یہ اُس بات کا جواب ہے یعنی اس نے اُس کے ہزار روپے کا اقرار کرلیا۔(4) اسی طرح اگر کہا بجا ہے درست ہے۔(5)

مسئلہ ۵: اپنی کنیز (لونڈی) سے کہا اے چوٹی، اے زانیہ، اے پاگل یا کہا اس چوٹی نے ایسا کیا پھر اس کنیز کو بیچ خریدار نے ان عیوب میں سے کوئی عیب پایا اور اسے پتہ چل گیا کہ بائع نے کسی موقع پر ایسا کہا تھا تو وہ قول عیب کا اقرار قرار دے کر لونڈی کو واپس نہیں کرسکتا کہ وہ الفاظ ندا ہیں یا گالی اون سے مقصود یہ نہیں کہ وہ ایسی ہی ہے اور اگر مالک نے یہ کہا ہے کہ یہ چوٹی ہے یا زانیہ ہے یا پاگل ہے تو مشتری واپس کرسکتا ہے کہ یہ اقرار ہے۔(6) اکثر گاڑی والے یا تانگے والے جانوروں کو ایسے عیوب کے ساتھ پکارتے ہیں جن کی وجہ سے اون کو واپس کیا جاسکتا ہے وہاں بھی وہی صورت ہے کہ اگر اون الفاظ سے گالی دینا مقصود ہوتا ہے یا پکارنا مقصود ہوتا ہے تو عیب کا اقرار نہیں اور اگر خبر دینا مقصود ہوتا ہے تو اقرار ہے اور مشتری واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۶: مقر نے اقرار کیا اور مقرلہ نے کہہ دیا یہ جھوٹا ہے تو وہ اقرار باطل ہوگیا کیونکہ مقرلہ کے رد کردینے سے اقرار رد ہوجاتا ہے مگر چند ایسے اقرار ہیں کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوتے۔ 1 غلام کی حریت کا اقرار یعنی اس کے پاس غلام ہے جس کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے غلام کہتا ہے میں آزاد نہیں ہوں اب بھی وہ آزاد ہے۔ 2 نسب یعنی کسی شخص کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اُس نے کہا اس کا بیٹا نہیں ہوں وہ اقرار رد نہیں ہوا یعنی اس کے بعد بھی اگر کہہ دے گا کہ میں اُس کا بیٹا ہوں نسب ثابت ہوجائے گا۔ 3 وقف مثلاً ایک شخص کے پاس زمین ہے اس نے کہا یہ زمین ان دونوں آدمیوں پر وقف ہے ان کے بعد انکی اولاد و نسل پر ہمیشہ کے لیے اور اون میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر اُن دونوں میں سے ایک نے تصدیق کی اور ایک نے تکذیب اس صورت میں نصف آمدنی تصدیق کرنے والے کو ملے گی اور نصف مساکین کو اس کے بعد اُس منکر نے انکار سے رجوع کرکے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی آدھی آمدنی اسے ملنے

---

(3) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ۴۵۴۔

(4) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل، الجزء الثانی، ص ۳۷۰۔

(5) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ۴۵۴۔

(6) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الاقرار، باب إقرار المریض، فصل، الجزء الثانی، ص ۳۷۰۔

لگے گی۔ 4 طلاق 5 عتاق 6 میراث یعنی ایک شخص کے لیے وراثت کا اقرار کیا تھا اُس نے تکذیب کر دی اس کے بعد اگر تصدیق کریگا وراثت کا مستحق ہو جائے گا۔ 7 رقیت ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں تیرا غلام ہوں اُس نے کہا غلط ہے پھر تصدیق کر کے اُسے غلام بنا سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۷: جو کچھ ترکہ وصی کے ہاتھ میں تھا وہ سب میت کی اولاد کو وصی نے دیدیا اور اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے کل ترکہ وصول پایا میرے والد کے ترکہ میں کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس کو میں نے پا نہ یہ ہو اس کے بعد پھر وصی پر کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یہ دعوی سنا جائے گا۔ یوہیں اگر وارث نے یہ کہہ دیا کہ میرے والد کا جن جن لوگوں پر مطالبہ تھا سب میں نے وصول پایا اس کے بعد ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے والد کا اس پر اتنا دَین ہے یہ دعویٰ سنا جائے گا۔ یوہیں وصی سے کسی وارث نے صلح کر لی یعنی ترکہ میں اتنی چیزیں ہیں ان میں سے اتنی چیزیں مجھے دی جائیں اور اس کے بعد میرا کوئی حق ترکہ میں باقی نہیں رہے گا اس صلح کے بعد وصی کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دیکھی جو صلح کے وقت ظاہر نہیں کی گئی تھی اُس میں بقدر اپنے حصہ کے دعویٰ کر سکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۸: دخول (وطی) کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو دخول سے قبل طلاق دے دی تھی پورا مہر دخول کی وجہ سے اُس کے ذمہ ہے اور نصف مہر اس اقرار کی وجہ سے۔(9)

مسئلہ ۹: وقف کی آمدنی جس کے لیے تھی وہ کہتا ہے اس آمدنی کا مستحق (حقدار) فلاں شخص ہے میں نہیں ہوں یہ اقرار صحیح ہے یعنی اس کو آمدنی اب نہیں ملے گی اگرچہ وقف نامہ میں اسی کے لیے ہے مگر یہ بات اسی تک محدود ہے اس کے مرنے کے بعد حسب شرائط وقف نامہ اسکی اولاد پر تقسیم ہوگی۔(10)

مسئلہ ۱۰: یہ اقرار کیا کہ ہم نے فلاں کے ہزار روپے غصب کیے پھر یہ کہتا ہے ہم دس شخص تھے اور مالک یہ کہتا ہے کہ تنہا یہی تھا اسی کو پورے ہزار روپے دینے ہوں گے کیونکہ یہ لفظ (ہم) ایک کے لیے بھی بولا جاتا ہے ہاں اگر یہ کہتا کہ ہم سب نے اس کے ہزار روپے غصب کیے اور پھر کہتا کہ ہم دس شخص تھے تو بیشک اس سے ایک ہی سو لیا جاتا

---

(7) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۵، ۴۵۶۔

(8) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۷۔

(9) الدر المختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۹، ۴۶۰۔

(10) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۶۰۔

کہ اس نے پہلے ہی سے بتادیا کہ میں تنہا نہ تھا۔(11)

مسئلہ ۱۱: ایک چیز کا اقرار کر کے کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی یعنی کچھ کا کچھ کہہ گیا یہ بات قبول نہیں کی جائے گی مگر مفتی نے اگر طلاق کا حکم دیا تھا اس بنا پر اس نے طلاق کا اقرار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُس مفتی نے غلط فتوٰی دیا تھا یہ کہتا ہے کہ اُس غلط فتوے کی بنا پر میں نے غلط اقرار کیا یہ دیانۃً مسموع ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا میرے والد نے ثلث مال (تہائی مال) کی زید کے لیے وصیت کی بلکہ عمرو کے لیے بلکہ بکر کے لیے تو وصیت زید کے لیے ہے عمرو و بکر کے لیے کچھ نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے لیے ہزار روپے کا اپنی نابالغی میں اقرار کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ حالتِ بلوغ میں اقرار کیا تھا اس صورت میں قسم کے ساتھ مقر (اقرار کرنے والے) کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ سرسام (ایک بیماری جس سے دماغ میں ورم آجاتا ہے) کی حالت میں میں نے اقرار کیا تھا جب میری عقل جاتی رہی تھی اگر معلوم ہو کہ اسے سرسام ہوا تھا جب تو کچھ نہیں ورنہ ہزار دینے ہوں گے۔(14)

مسئلہ ۱۴: مرد کہتا ہے میں نے نابالغی میں تجھ سے نکاح کیا تھا عورت کہتی ہے مجھ سے جب تم نے نکاح کیا تھا تم بالغ تھے اس میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر مرد یہ کہتا ہے کہ میں نے جب نکاح کیا تھا مجوسی تھا عورت کہتی ہے مسلمان تھے اس میں عورت کا قول معتبر ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میرے ساتھی کے ذمہ شرکت سے پہلے کے فلاں شخص کے اتنے روپے ہیں اور ساتھی اس سے انکار کرتا ہے اور طالب (مطالبہ کرنے والا) یہ کہتا ہے کہ وہ دَین زمانہ شرکت کا ہے تو دَین دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ یہ دَین شرکت سے پہلے کا ہے اور مجھ پر ہے شریک پر نہیں اور طالب کہتا ہے زمانہ شرکت کا دَین ہے اس صورت میں بھی دونوں پر لازم ہوگا اور اگر تینوں اس امر پر متفق ہیں کہ شرکت سے قبل کا دَین ہے تو اُسی کے ذمہ دَین قرار پائے گا جس نے لیا ہے دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔(16)

---

(11) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۶۱.

(12) المرجع السابق، ص۴۶۲.

(13) الدرالمختار، کتاب الاقرار، باب اقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۶۱.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی عشرفی اسناد الاقرار... إلخ، ج۴، ص۱۹۸.

(15) المرجع السابق.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثانی عشرفی اسناد الاقرار... إلخ، ج۴، ص۲۰۰.

مسئلہ ۱۶: یہ کہا کہ اس چیز میں فلاں کی شرکت ہے یا یہ چیز میرے اور فلاں کے مابین مشترک ہے یا یہ چیز میری اور فلاں کی ہے ان سب صورتوں میں دونوں نصف نصف کے شریک مانے جائیں گے اور اگر اقرار میں شریک کا حصہ بھی بتادے مثلاً دوتہائی یا چوتھائی کا شریک ہے تو جتنا اُس کا حصہ بتایا اُتنے ہی کی شرکت کا اقرار ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: یہ کہا کہ میرا کوئی حق فلاں کی جانب نہیں اس کہنے سے وہ شخص تمام ہی حقوق سے بری ہو گیا یعنی حقوق مالیہ اور غیر مالیہ دونوں سے براءت ہوگئی۔ غیر مالیہ مثلاً کفالت بالنفس (18) قصاص حد قذف۔ حقوق مالیہ خواہ دَین ہوں جو مال کے بدلے میں واجب ہوئے ہوں مثلاً ثمن، اُجرت یا غیر مال کے بدلے میں ہوں مثلاً مہر۔ جنایت کی دیت اور حقوق مالیہ خواہ عین مضمونہ ہوں جیسے غصب یا امانت ہوں مثلاً ودیعت، عاریت، اجارہ بالجملہ اس کہنے کے بعد اب وہ کسی حق کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ لفظ کہا کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں تو صرف مضمون کا اقرار ہے امانت سے براءت نہیں اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے پاس میرا کوئی حق نہیں یہ امانت سے براءت ہے صرف شے مضمون سے براءت نہیں۔(19)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے دو گواہوں سے مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) کے ذمہ ہزار روپے ثابت کیے اور مدعیٰ علیہ نے یہ گواہ پیش کیے کہ مدعی نے ہزار روپے اس سے معاف کر دیے ہیں اسکی چند صورتیں ہیں اگر وجوب مال کی تاریخ ہو (یعنی اگر مال کے لازم ہونے کی تاریخ ہو) اور براءت (معافی) کی بھی تاریخ ہو اور تاریخ معافی بعد میں ہو معافی کا حکم دیا جائے گا اور اگر دستاویز کی تاریخ بعد میں ہے اور معافی کی پہلے ہو تو وجوب مال کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں کی تاریخ نہ ہو یا دستاویز کی تاریخ ہو معافی کی نہ ہو یا معافی کی ہو مال کی نہ ہو ان سب صورتوں میں معافی کا حکم دیا جائے گا۔(20)

❀❀❀❀❀

---

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الثالث عشر فیما یکون إقرارا بالشرکۃ... إلخ، ج۴، ص۲۰۰۔

(18) یعنی جس شخص کے ذمہ مطالبہ ہے اسے حاضر کرنے کی ضمانت دینا۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الرابع عشر فیما یکون إقرارا بالابرائ... إلخ، ج۴، ص۲۰۴۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاقرار، الباب الرابع عشر فیما یکون إقرارا بالابرائ... إلخ، ج۴، ص۲۰۵۔

صلح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ.(1)

اُن کی بہتیری سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے مگر اُس کی سرگوشی جو صدقہ یا اچھی بات یا لوگوں کے مابین صلح کا حکم کرے۔

اور فرماتا ہے:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (2)

اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدخلقی اور بے توجہی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر یہ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح اچھی چیز ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾(3)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ جائیں تو اُن میں صلح کرا دو پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو اُس

---

(1) پ ۵، النسآء: ۱۱۴۔

(2) پ ۵، النسآء: ۱۲۸۔

(3) پ ۲۶، الحجرٰت: ۹، ۱۰۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿1﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

(پ 9، الانفال: 1)

بغاوت کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر جب وہ لوٹ آیا تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو بیشک انصاف کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

❀❀❀❀❀

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے بین کچھ مناقشہ (اختلاف) تھا نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے نماز کا وقت آ گیا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف نہیں لائے حضرت بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اذان کہی اور اب بھی تشریف نہیں لائے حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آکر یہ کہا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وہاں رُک گئے اور نماز طیار ہے کیا آپ امامت کریں گے فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں گا حضرت بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) آگے آ گئے کچھ دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف لائے اور صفوں سے گزر کر صف اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ادھر متوجہ ہوں مگر وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ادھر توجہ کی دیکھا کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ان کے پیچھے تشریف فرما ہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نماز جیسے پڑھا رہے ہو پڑھاؤ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ہاتھ اٹھا کر اللہ (عزوجل) کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں چل کر صف میں شامل ہو گئے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا یہ کام عورتوں کے لیے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آجائے تو سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ کہے امام جب اس کو سُنے گا متوجہ ہو جائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا، اے ابوبکر جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع آیا عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ سزاوار نہیں (مناسب نہیں) کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے (امام بنے)۔ (1)

(1) صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب ماجاء في الاصلاح بین الناس، الحدیث: ۲۶۹۰، ج ۲، ص ۲۰۹۔

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا ثواب

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ←

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔(2)

حدیث ۳: بخاری شریف وغیرہ میں مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے فرمایا کہ وہ عمل آپس میں روٹھنے والوں میں صلح کرا دینا ہے کیونکہ روٹھنے والوں میں ہونے والا فساد خیر کو کاٹ دیتا ہے۔(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، رقم ۴۹۱۹، ج ۴، ص ۳۶۵)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرا دینا ہے۔(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر اس دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ایک صدقہ ہے، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کی مدد کے لئے اُسے اپنی سواری پر سوار کرنا یا اس کا سامان اپنی سواری پر لادنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لئے ہر قدم چلنے پر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کردینا صدقہ ہے۔(صحیح بخاری، کتاب الجھاد، باب من اخذ بالرکاب ونحوہ، رقم ۲۹۸۹، ج ۲، ص ۳۰۶ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، جب لوگ جھگڑا کریں تو ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو، جب وہ ایک دوسرے سے دوری اختیار کریں تو انہیں قریب کردیا کرو۔

ایک روایت میں ہے حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں، جب لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہوکر روٹھ جائیں تو ان میں صلح کرادیا کرو۔(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۷، ۸، ۹، ج ۳، ص ۳۲)

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرائے گا اللہ عزوجل اس کا معاملہ درست فرمادے گا اور اسے ہر کلمہ بولنے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ جب لوٹے گا تو اپنے پچھلے گناہوں سے مغفرت یافتہ ہوکر لوٹے گا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۹، ج ۳، ص ۳۲۱)

(2) صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب... إلخ، الحدیث: ۲۶۹۲، ج ۲، ص ۲۱۰۔

←

کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔(3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ ام کلثوم بنت رسول اللہ نہیں بلکہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابو معیط ہیں، مکہ معظمہ میں اسلام لائیں اور وہاں سے پیدل مدینہ منورہ پہنچیں، حضرت زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں، جب غزوہ موتہ میں جناب زید شہید ہوگئے تو ان سے زبیر ابن عوام نے نکاح کرلیا انہوں نے طلاق دے دی تو ان سے عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کرلیا، ان سے دو بیٹے ہوئے ابراہیم اور حمید پھر عبد الرحمن کی وفات کے بعد عمرو ابن عاص کے نکاح میں آئیں اور اس نکاح سے ایک ماہ بعد وفات پائی، حضرت عثمان غنی کی اخیافی بہن ہیں، آپ سے آپ کے صاحبزادہ حمید نے احادیث روایت کیں۔(مرقات)

۲؎ یعنی جو مسلمان دو لڑے ہوئے مسلمانوں کے درمیان جھوٹی خبریں پہنچا کر ان میں صلح کرادے تو وہ گنہگار نہیں اور یہ جھوٹ گناہ نہیں مثلاً زید و عمرو لڑے ہوئے ہیں یہ زید سے کہے کہ عمرو نے آپ کو سلام کہا ہے اور وہ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں، عمرو کے متعلق بھی یہی کہے حتی کہ ان کی صلح ہوجائے تو یہ شخص ثواب پائے گا۔خیال رہے کہ چند صورتوں میں جھوٹ جائز ہے ان میں سے ایک تو یہ۔دوسرے کسی کا جان و مال محفوظ کرنے دشمن سے بچانے کے لیے جھوٹ بولنا بلکہ بعض جگہ جھوٹ عبادت ہے جیسے کسی متقی پرہیزگار کا اپنے کو گنہگار کہنا عبادت ہے اور بعض سچ کفر ہوجاتا ہے شیطان نے کہا تھا "رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ" سچ کہا تھا ہدایت و گمراہی اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر شیطان ہوگیا کافر۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۶،ص۶۶۰)

(3) المرجع السابق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ... إلخ، الحدیث:۲۷۰۴،ج۲،ص۲۱۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں وعظ کے لیے کبھی امام حسن کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں پیار و الفت سے۔

۳؎ سید بمعنی سردار۔رب تعالیٰ حضرت یحیی علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے:"سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ"۔حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو آج ہمارے ہاں سید کہتے ہیں وہ یہاں سے لیا گیا ہے۔سید اصل میں سیود تھا واؤ ی ہوکری میں مدغم ہوگئی،بعض نے فرمایا کہ سید وہ جس کا غصہ اس کی عقل پر غالب نہ ہو،بعض نے فرمایا کہ سید وہ جو خیر و برکات میں دوسروں سے بڑھ کر ہو۔حضرت حسن نسب،حسب،علم و عمل،سیادۃ میں دوسروں سے اونچے ہیں۔(مرقات)

۴؎ اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کرلی تھی، قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے، امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کرلی،آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتی کہ کسی نے ←

حدیث ۴: صحیح بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی اُن میں ایک دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور اُس سے آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باہر تشریف لائے فرمایا کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کریگا اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ جو چاہے مجھے منظور ہے۔(4)

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی حَدْرَدْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

آپ سے کہا اے مسلمانوں کی عار، آپ نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل وخون نہ ہو۔ ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی، بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے، ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب بخشا کہ حضور نے آنے والے واقعہ کی خبر اس وضاحت سے دی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے۔ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے، امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے، خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی۔ حضور کے متعلق توریت وانجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام میں ہوگا، یہ وہی ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ سلطان ہیں۔ سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے ہاتھ ان کے خون سے ملوث نہیں کیے تو اپنی زبانیں لعن سے ملوث نہ ہونے دیں۔ امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب وزبان حضور نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ بہت دور رہے گی۔ (احمد، مرقات)

۵۔ اس صلح کے وقت واقعہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے امام حسن کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے، امام حسن نے لکھا کہ اتنا روپیہ سالانہ بطور وظیفہ ہم کو دیا جایا کرے اور آپ کے بعد پھر خلیفہ ہم ہوں گے، آپ نے کہا مجھے منظور ہے۔ چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہتے تھے، ایک بار فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ چنانچہ آپ نے اربعۃ مائۃ الف الف نذرانہ کیے یعنی چالیس کروڑ روپیہ۔ (مرقات) جب امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے، کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ امام حسن ہم شکل مصطفی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں۔ ان امور کی پوری تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں ملاحظہ کرو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۸، ص۳۸۵)

(4) صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب ھل یشیر الامام بالصلح، الحدیث: ۲۷۰۵، ج۲، ص۲۱۴.

میرا دَین تھا میں نے تقاضا کیا اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کاشانہ اقدس میں ان کی آوازیں سنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو پکارا عرض کی لبیک یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو کعب نے کہا میں نے معاف کیا دوسرے صاحب سے فرمایا: اب تم اٹھو اور ادا کردو۔ (5)

حدیث ۶: صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی مشتری کو اُس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا اس نے بائع سے کہا یہ سونا تم لے لو کیوں کہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے بائع نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیع کردیا ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا اُس حاکم نے دریافت کیا تم دونوں کی اولادیں ہیں ایک نے کہا میرے لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے حاکم نے کہا اِن دونوں کا نکاح آپس میں کردو اور یہ سونا اُن پر خرچ کردو اور مہر میں دے دو۔ (6)

---

(5) صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب الصلح بالدَّین والعَین، الحدیث: ۲۷۱۰، ج۲، ص۲۱۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ ان کا نام عبداللہ ابن ابی حدرد ہے، کنیت ابومحمد، بیعت حدیبیہ اور غزوہ خیبر میں شریک تھے، مسجد سے مراد خارج مسجد ہے کہ داخل مسجد میں دُنیاوی کلام ممنوع ہیں۔

۲ـ حضرت کعب نے کہا ہوگا کہ ابھی قرض دو، انہوں نے کہا ہوگا کہ میرے پاس ابھی نہیں، اس سے جھگڑا پیدا ہوگیا ہوگا جیسا کہ عموماً تقاضے کے وقت ہوتا ہے۔

۳ـ سبحان اللہ! کیا نفیس فیصلہ ہے کہ منٹوں میں مہینوں کا جھگڑا طے فرمالیا۔ اس سے چند مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ قرض کی معافی کی صورت میں بقیہ قرض کی اداء فوراً ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حدود مسجد میں قرض کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ معافی و رعایت کی سفارش کرنا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ صلح کرانے والا فریقین کا لحاظ رکھے کہ کچھ اسے دبائے کچھ اسے۔ پانچویں یہ کہ جائز سفارش قبول کرلینا بہتر ہے۔ چھٹے یہ کہ اشارہ پر اعتماد کرسکتے ہیں کہ یہ کلام کے قائم مقام ہے دیکھو حضور انور نے آدھے قرض کا اشارہ ہی فرمایا۔ (مرقاۃ)

(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۱۰)

(6) صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، الحدیث: ۲۱۔ (۱۷۲۱)، ص۹۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی جب خریدار نے اس زمین میں کنواں یا بنیاد کھودی تو اس میں دفینہ پایا۔ کان و دفینہ مل جانے کے احکام کتب فقہ میں دیکھئے۔

۲ـ سبحان اللہ! کیسے ایماندار لوگ تھے، خریدار کہہ رہا ہے کہ میں نے صرف زمین خریدی ہے اور یہ سونا زمین میں نہیں یہ تیرا ہے، ←

حدیث ۷: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح کہ حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے۔(7)

❀❀❀❀❀

بائع کہتا ہے کہ زمین کی فروخت میں اس کے اندر کی تمام چیزیں بک جاتی ہیں جیسے اس کے اندر کا پانی اور کان وغیرہ لہذا یہ سونا بھی بک گیا اور زمین کی طرح اس کا بھی تو ہی مالک ہو گیا۔

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص حکومت کا مقرر کردہ حاکم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا مقرر کردہ پنچ تھا اور ہوسکتا ہے کہ حاکم ہی ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ بعض محدثین کے خیال میں یہ حاکم داؤد علیہ السلام تھے۔ واللہ اعلم!

۴۔ وَتَصَدَّقُوْا یا اَنْفِقُوْا کا بیان ہے یا علیحدہ حکم یعنی ان بچوں پر سارا خرچ کرو جس میں صدقہ کا ثواب ملے گا یا کچھ ان پر خرچ کرو کچھ فقراء پر۔ (حاشیہ مشکوۃ) خیال رہے کہ دفینہ کے یہ احکام ہمارے دین میں نہیں، ہمارے ہاں دفینہ اگر کفار کا ہے تو اس کا اور حکم ہے اور اگر مسلمانوں کا ہے تو اور حکم، رہا یہ فیصلہ کہ کس کا دفینہ ہے علامت سے کیا جائے گا تفصیل کتب فقہ میں دیکھئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی و حاکم حتی الامکان فریقین میں صلح کی کوشش کرے اور ان کو اچھی بات کا حکم کرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۸۴)

(7) سنن ابي داود، كتاب الاقضية، باب في الصلح، الحديث: ۳۵۹۴، ج ۳، ص ۴۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ چونکہ اکثر قرض کے موقعہ پر ہی صلح کرائی جاتی ہے کہ کچھ قرض خواہ کو دبایا جاتا ہے کچھ مقروض کو کہ قرض خواہ کچھ معاف کردے اور مقروض جلدی ادا کردے اس لیے صاحب مشکوۃ یہ حدیث دیوانیہ مقروض کے باب میں لائے۔

۳۔ مثلاً زوجین میں اس طرح صلح کرائی جائے کہ خاوند اس عورت کی سوکن (اپنی دوسری بیوی) کے پاس نہ جائے گا یا مسلمان مقروض اس قدر شراب وسودا پنے کا فر قرض خواہ کو دے گا۔ پہلی صورت میں حلال کو حرام کیا گیا، دوسری صورت میں حرام کو حلال، اس قسم کی صلحیں حرام ہیں جن کا توڑ دینا واجب ہے۔

۴۔ یعنی مسلمان نے جس سے جو شرط کی ہو اسے پورا کرے۔ اس میں وعدے، کرائے، قیمتیں سب داخل ہیں۔ ہاں حرام شرطوں کا توڑ دینا واجب ہے کیونکہ حق اللہ اور حق شریعت سب پر مقدم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۲۴)

مسائل فقہیہ

نزاع (اختلاف) دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو باعث نزاع تھا اوس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں۔ مثلاً مدعی نے معین چیز کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعیٰ علیہ قبول نہ کرے صلح نہیں ہوگی۔ اور اگر روپے اشرفی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول ضرور ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول ضروری ہے اور اُسی جنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی پہلے مدعیٰ علیہ نے صلح کو خود کہا کہ اتنے میں صلح کرلو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہوگئی اگرچہ مدعیٰ علیہ نے قبول نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق کو چھوڑ دینا۔ (1)

صلح کے لیے شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) عاقل ہونا۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اُس کی صلح میں کھلا ہوا ضرر (نقصان) نہ ہو۔ غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اس میں نفع ہو۔ نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(۲) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعیٰ علیہ فلاں چیز مدعی کو دیدے گا اور اگر اُس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق کا دعویٰ کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اُس کی زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ میرا اس میں کچھ حق ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائیں۔

(۳) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح عنہ مصالح کا حق ہو اپنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص و تعزیر جب کہ تعزیر حق العبد (بندے کا حق) کی وجہ سے ہو اور اگر حق اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا اور کچھ دے کر صلح کر لی یہ جائز نہیں۔ اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شفعہ کے بدلے میں شفیع کا کچھ لے کر صلح کر لینا یا کسی نے زنا کی تہمت لگائی

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعا... إلخ، ج۴، ص۲۲۸،۲۲۹.

و رد المحتار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۶.

تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہوگئی یا زانی اور چور یا شراب خوار کو پکڑا تھا اُس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بالنفس (2) میں مکفول عنہ نے کفیل سے مال لے کر صلح کر لی۔ یہ صلحیں تو ناجائز ہی ہیں اس صلح سے شفعہ بھی باطل ہو جائے گا اور کفالت بھی جاتی رہی اسی طرح حد قذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوگئی۔ حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔ چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑا چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دیدیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اُسے معاف کر دیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اُس کو مال ہبہ کر دیا تو حد سرقہ یعنی ہاتھ کاٹنا اب نہیں ہوسکتا۔ گواہ سے مصالحت کر لی کہ گواہی نہ دے یہ صلح باطل ہے۔ (3)

(۴) نابالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں نابالغ کا کھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً نابالغ پر دعویٰ تھا اُس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اوتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق تھا یا کچھ زیادہ پر تو صلح جائز ہے اور غبن فاحش پر صلح ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کو صلح کی ہے تو بہر حال جائز ہے کہ اس میں نابالغ کا، کچھ نقصان نہیں۔

(۵) نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اُس کے مال میں تصرف کرسکتا ہو (یعنی اخراجات وغیرہ میں استعمال کرسکتا ہو) مثلاً باپ دادا وصی۔

(۶) بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔ (4)

مسئلہ ۱: بدل صلح کبھی مال ہوتا ہے اور کبھی منفعت مثلاً مدعیٰ علیہ نے اس پر صلح کی کہ میرا غلام مدعی کی سال بھر خدمت کریگا یا وہ میری زمین میں ایک سال کاشت کریگا یا میرے مکان میں اتنے دنوں رہے گا۔ (5)

مسئلہ ۲: صلح کا حکم یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ دعویٰ سے بری ہو جائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی مِلک ہو جائے گا چاہے مدعیٰ علیہ حق مدعی سے منکر ہو یا اِقراری ہو اور مصالح عنہ مِلکِ مدعیٰ علیہ ہو جائے گا اگر مدعیٰ علیہ اقراری تھا بشرطیکہ وہ قابلِ تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ قابلِ مِلک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعیٰ علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حقِ مدعی

---

(2) جس شخص پر مطالبہ ہو اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری لے لینا۔

(3) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۶۔۴۶۸، وغیرہ۔

(4) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۶، وغیرہ۔

(5) دررالحکام وغرر الاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۶۔

ہے تو اِن دونوں صورتوں میں مدعیٰ علیہ کے حق میں فقط دعوے سے براءت ہوگی۔(6)

مسئلہ ۳: صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعیٰ علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اُس نے سکوت کیا تھا اقرار انکار کچھ نہیں کیا تھا۔ پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح، اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔ اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً مکان وغیرہ جائداد غیر منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعیٰ علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رویت بھی ہے خیار شرط بھی ہوسکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ اُس کو ساقط کرتا ہے اسکی جہالت سبب نزاع نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے۔ مصالح عنہ یعنی جس کا دعویٰ تھا اگر اُس میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مدعی کو بدل صلح اُس کے عوض میں پھیرنا ہوگا (واپس کرنا ہوگا) کل کا استحقاق ہوا کل پھیرنا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پھیرنا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہو جائے تو اُس کے مقابل میں مدعی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔(7)

مسئلہ ۴: جو صلح بیع کے حکم میں ہے اُس میں دو باتوں میں بیع کا حکم نہیں ہے۔1 دَین کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا ایک غلام دے کر مصالحت ہوئی اور مدعی نے اس پر قبضہ کرلیا اس غلام کا مرابحہ وتولیہ اگر کرنا چاہے گا تو بیان کرنا ہوگا کہ مصالحت میں یہ غلام ہاتھ آیا ہے بغیر بیان جائز نہیں۔2 صلح کے بعد دونوں بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں صلح باطل ہو جائے گی۔ جس طرح حق وصول پانے کے بعد بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں جو کچھ لیا ہے دے دینا ہوگا اور اگر دَین کے بدلے میں کوئی چیز خریدی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو خریداری باطل نہیں اور اگر ہزار کا دعویٰ تھا اور دوسری چیز مثلاً غلام لے کر صلح کی پھر دونوں کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو مدعی کو اختیار ہے کہ غلام واپس کرے یا ہزار روپے دے۔(8)

---

(6) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۸۔

(7) تنویر الابصار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۸۔

والھدایۃ، کتاب الصلح، ج۲، ص۱۹۰۔

وکنز الدقائق، کتاب الصلح، ص۳۳۲،۳۳۳۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۲۔

والبحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۴،۴۳۵۔

مسئلہ ۵: بیع کے حکم میں اُس وقت ہے جب خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا روپے کا اور صلح ہوئی اشرفی یا کسی اور چیز پر اور اگر اسی جنس پر مصالحت ہو جس کا دعویٰ تھا یعنی روپے کا دعویٰ تھا اور روپے ہی پر مصالحت ہوئی اور کم پر ہوئی یعنی سو کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی تو یہ ابرا ہے یعنی معاف کر دینا اور اگر اوتنے ہی پر صلح ہوئی جتنے کا دعویٰ تھا تو استیفا ہے یعنی اپنا حق وصول پالیا اور اگر زیادہ پر صلح ہوئی تو ربا یعنی سود ہے۔(9)

مسئلہ ۶: مال کا دعویٰ تھا اور روپے پر صلح ہوئی اور اسکی میعاد یہ قرار پائی کہ کھیت کٹے گا تو روپیہ دیا جائے گا یعنی مدت مجہول ہے یہ صلح جائز نہیں کہ بیع میں مدت مجہول ہونا ناجائز ہے۔(10)

مسئلہ ۷: مال کا دعویٰ تھا اور منفعت پر مصالحت ہوئی یہ صلح اجارہ کے حکم میں ہے اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے اگر منفعت کی تعیین وقت سے ہوتی ہو تو وقت بیان کرنا ضروری ہوگا مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کریگا یا مدعی، مدعیٰ علیہ کے مکان میں سکونت کریگا ایسی چیزوں میں وقت بیان کرنا ضرور ہوگا کیونکہ بغیر اس کے اجارہ صحیح نہیں اور اگر کوئی عمل معقود علیہ ہے تو وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ مدعی کا یہ کپڑا رنگ دے گا۔ اور چونکہ یہ اجارہ کے حکم میں ہے لہٰذا اندرون مدت (مدت کے اندر) اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا صلح باطل ہو جائے گی یوہیں اندرون مدت محل (محل یعنی وہ چیز جو بدل صلح ہے) ہلاک ہو جائے جب بھی صلح باطل ہے مثلاً وہ غلام مر گیا جس کی خدمت بدل صلح تھی۔(11)

مسئلہ ۸: دعویٰ منفعت کا تھا اور صلح مال پر ہوئی مثلاً یہ دعویٰ تھا کہ میرے مکان کا پانی اس کے مکان سے ہو کر جاتا ہے یا میری چھت کا پانی اس کی چھت پر سے بہتا ہے یا اس نہر سے میرے کھیت کی آبپاشی ہوتی ہے اور مال لے کر صلح کر لی یا ایک قسم کی منفعت کا دعویٰ تھا دوسری قسم کی منفعت پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا کہ یہ مکان میرے کرایہ میں ہے اتنے دنوں کے لیے اور صلح اس پر ہوئی کہ اتنے دن مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کریگا یہ دونوں صورتیں بھی اجارہ کے حکم میں ہیں۔(12)

مسئلہ ۹: انکار و سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُس کا عوض پالیا اور مدعیٰ علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اُس کے فدیہ میں یہ مال

---

(9) البحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۴، ۴۳۵.

(10) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۳.

(11) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۶۹، وغیرہ.

(12) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰.

دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے یہ مال دے کر جھگڑا کاٹنا ہے لہٰذا ان دونوں صورتوں میں اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت (مقدمہ) کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خریدا نہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعیٰ علیہ کے ذمہ نہیں ہے تاکہ شفعہ کیا جاسکے۔(13)

مسئلہ ۱۰: مکان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا مکان دے کر پیچھا چھوڑایا اُس سے صلح کر لی اس مکان پر شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس کے لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنیٰ میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۱: انکار یا سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے اگر واقع میں مدعی کا غلط دعویٰ تھا جس کا مدعی کو بھی علم تھا تو صلح میں جو چیز ملی ہے اُس کا لینا جائز نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ جھوٹا ہے تو اس صلح سے وہ حق مدعی سے بری نہیں ہوگا یعنی صلح کے بعد قضاءً تو کچھ نہیں ہوسکتا دنیا کا مؤاخذہ ختم ہوگیا مگر آخرت کا مؤاخذہ باقی ہے مدعی کے حق ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہے اوس کا مؤاخذہ ہے مگر جب کہ مدعی خود مابقی سے معافی دیدے۔(15) لہٰذا صلح ہونے کے بعد اگر حقوق سے ابراومعافی ہوجائے تو مواخذہ اُخروی (آخرت کی پکڑ) سے بھی نجات ہوجائے عین کے علاوہ کیونکہ عین کا ابرا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲: جس چیز کا دعویٰ تھا بعد صلح کے اُس کا کوئی حق دار پیدا ہوگیا تو مدعی کو اُس مستحق (حقدار) سے خصومت اور مقدمہ بازی کرنی ہوگی اور مستحق نے حق ثابت ہی کر دیا تو اُس کے عوض میں مدعی کو بدل صلح واپس کرنا ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی دوسرا شخص حقدار نکلا اور اُس نے کل یا جز لے لیا تو مدعی پھر دعوے کی طرف رجوع کریگا کل میں کل کا دعویٰ بعض میں بعض کا دعویٰ کرسکتا ہے ہاں اگر غیر متعین چیز یعنی روپے اشرفی کا دعویٰ تھا اور اسی پر مصالحت ہوئی یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُسی جنس پر مصالحت ہوئی اور حقدار نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا تو صلح باطل نہیں ہوگی بلکہ مستحق

---

(13) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰، وغیرہ۔

(14) البحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵۔

(15) المرجع السابق۔

نے جتنا لیا اوتنا ہی یہ مدعی علیہ سے لے مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا اور سو روپے میں صلح ہوئی مستحق نے کہا یہ روپے میرے ہیں تو مدعی دوسرے سو روپے مدعی علیہ سے لے سکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۳: انکار یا سکوت کے بعد صلح ہوئی اور اس صلح میں لفظ بیع استعمال کیا مدعی علیہ نے کہا اتنے میں یا اُس کے عوض بیع کی یا خریدی اور بدل صلح کا کوئی حقدار پیدا ہو گیا اور لے گیا تو مدعی (دعویٰ کرنے والا) مدعی علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) سے وہ چیز لے گا جس کا دعویٰ تھا یہ نہیں کہ پھر دعوے کی طرف رجوع کرے کیونکہ مدعی علیہ کا بیع کرنا مدعی کی ملک تسلیم کر لینا ہے لہٰذا اس صورت میں انکار یا سکوت نہیں ہے۔(17)

مسئلہ ۱۴: بدل صلح ابھی تک مدعی کو تسلیم (سپرد) نہیں کیا گیا ہے اور ہلاک ہو گیا اس کا حکم وہی ہے جو استحقاق کا ہے خواہ وہ صلح اقرار کے بعد ہو یا انکار و سکوت کے بعد دونوں صورتوں میں فرق نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ بدل صلح معین ہونے والی چیز ہو اور اگر غیر معین چیز ہو تو ہلاک ہونے سے صلح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا مدعی علیہ سے اوتنا لے سکتا ہے جو مقرر ہوا۔(18)

مسئلہ ۱۵: یہ دعویٰ تھا کہ اس مکان میں میرا حق ہے کسی چیز کو دے کر صلح ہو گئی پھر اس مکان کے کسی جز میں استحقاق ہوا اگرچہ مستحق کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ہاتھ کے سوا باقی یہ سارا مکان میرا ہے اور مستحق نے لے لیا مدعی علیہ، مدعی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی مدعی کا ہو اور اگر مستحق نے پورے مکان کو اپنا ثابت کیا تو جو کچھ مدعی کو دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔(19)

مسئلہ ۱۶: جس عین کا دعویٰ تھا اُسی کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً مکان کا دعویٰ تھا اُسی مکان کا ایک کمرہ یا کوٹھری دے کر صلح کی گئی یہ صلح جائز نہیں کیونکہ مدعی نے جو کچھ لیا یہ تو خود مدعی کا تھا ہی اور مکان کے باقی اجزا و حصص کا اِبرا کر دیا (یعنی باقی حصوں سے بری کر دیا) اور عین میں اِبرا درست نہیں ہاں اس کے جواز کی صورت یہ بن سکتی ہے کہ مدعی کو علاوہ اُس جز و مکان کے ایک روپیہ یا کپڑا یا کوئی چیز بدل صلح میں اضافہ کی جائے کہ یہ چیز بقیہ حصص مکان کے عوض میں ہو جائے گی دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جز پر صلح ہوئی اور باقی اجزا کے دعوے سے دست برداری دے

---

(16) البحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵۔

(17) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۰۷۔

(18) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۰۷۔

والبحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵۔

(19) الھدایہ، کتاب الصلح، ج۲، ص۱۹۱۔

دے۔(20)

مسئلہ ۱۷: مکان کا دعویٰ تھا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ اُس کے ایک کمرے میں ہمیشہ یا عمر بھر سکونت کریگا یہ صلح بھی صحیح نہیں۔(21)

مسئلہ ۱۸: دَین کا دعویٰ تھا اور اُس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا پانسو پر صلح ہوگئی یا عین کا دعویٰ ہو اور دوسری عین کے جز پر صلح ہوئی مثلاً ایک مکان کا دعویٰ تھا دوسرے مکان کے ایک کمرہ کے عوض میں مصالحت ہوئی یہ صلح جائز ہے۔(22)

مسئلہ ۱۹: مال کے دعوے میں مطلقاً صلح جائز ہے چاہے مال پر صلح ہو یا منفعت پر ہو اقرار کے بعد یا انکار و سکوت کے بعد کیونکہ یہ صلح بیع یا اجارہ کے معنی میں ہے اور جہاں وہ جائز یہ بھی جائز۔ دعوائے منفعت میں بھی صلح مطلقاً جائز ہے مال کے بدلے میں بھی ہوسکتی ہے اور منفعت کے بدلہ میں بھی مگر منفعت کو اگر بدل صلح قرار دیں تو ضرور ہے کہ دونوں منفعتیں دوطرح کی ہوں ایک ہی جنس کی نہ ہوں مثلاً مکان کرایہ پر لیا ہے اور صلح خدمت غلام پر ہوئی یہ جائز ہے اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً مکان کی سکونت کا دعویٰ تھا اور سکونتِ مکان ہی کو بدلِ صلح قرار دیا یہ جائز نہیں مثلاً وارث پر دعویٰ کیا کہ تیرے مورث نے اس مکان کی سکونت کی میرے لیے وصیت کی ہے وارث نے اقرار کیا یا انکار پھر مال پر صلح ہو یا دوسری جنس کی منفعت پر صلح ہو جائز ہے۔(23)

مسئلہ ۲۰: ایک مجہول الحال شخص (24) پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں عتق (آزاد کرنا) قرار دیں گے۔ پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو وَلا ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بیّنہ سے (گواہوں سے) اُس کا غلام ہونا ثابت کردے تو اگرچہ مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی کو وَلا ملے گا بیّنہ سے ثابت کرنے کی وجہ سے وہ غلام نہیں بنایا جاسکتا یہی حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اُس چیز کو لے لوں یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ چیز اگر اُس کی ہے تو معاوضہ اُس چیز کا لے

---

(20) البحرالرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۶۔

والدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۱۔

(21) الدرالمختار، المرجع السابق، ص۴۸۳۔

(22) المرجع السابق، ص۴۷۱، ۴۷۴، ۴۷۴۔

(23) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸۔

(24) ایسا شخص جس کے آزاد یا غلام ہونے کا لوگوں کو علم نہ ہو۔

چکا پھر مطالبہ کے کیا معنی۔(25)

مسئلہ ۲۱: مرد نے ایک عورت پر جوشوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی، یہ صلح خلع کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اُسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اُس پر عدت نہیں ہے کیونکہ دخول پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی عقد کے تحت میں داخل نہیں کر سکتے۔(26)

مسئلہ ۲۲: غلام ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا تھا اور ولی مقتول سے خود غلام نے صلح کی یعنی قصاص نہ لو اُس کے عوض میں یہ مال لو یہ صلح جائز نہیں مگر اس صلح کا یہ اثر ہوگا کہ قصاص ساقط ہو جائے گا اور غلام جب آزاد ہوگا اُس وقت بدل صلح وصول کیا جائے گا اور ماذون کے غلام نے اگر کسی کو قتل کیا تھا اُس ماذون نے مال پر صلح کی یہ صلح جائز ہے کیونکہ یہ اُس کی تجارت کی چیز ہے اور خود تجارت کی چیز نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۳: مال مغصوب ہلاک ہوگیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی اس کی چند صورتیں ہیں اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ اُسی جنس کی ہے تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمی ہے اور جتنی قیمت اُس کی ہے اُس سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے یعنی کم و برابر پر تو جائز ہی ہے زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع (سامان) پر صلح ہو یہ بھی جائز ہے مثلاً ایک غلام غصب کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہوگیا دو ہزار روپے پر مصالحت کی یا کپڑے کے تھان پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً ایک ہزار ضمان کا ہو چکا یا اتنا ہی کہ قیمت تاوان میں دے تو زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی۔(28)

مسئلہ ۲۴: صورتِ مذکورہ میں کہ قیمت سے زیادہ پر یا متاع پر صلح ہوئی غاصب گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ اُس مغصوب کی قیمت اُس سے کم ہے جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر دونوں متفق ہو کر بھی یہ کہیں کہ

---

(25) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸۔

والدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۵۔

(26) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸۔

(27) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۶۔

(28) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۶۔

ودررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۹۔

قیمت کم تھی جب بھی غاصب مالک سے کچھ واپس نہیں لے سکتا۔(29)

مسئلہ ۲۵: غلام مشترک کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو حکم یہ ہے کہ نصف قیمت دوسرے کو ضمان دے (تاوان دے) اب اس صورت میں اگر نصف قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز نہیں کہ شرع نے (شریعت نے) جب نصف قیمت مقرر کر دی ہے تو اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی جس طرح مغصوب کی قیمت کا تاوان قاضی نے مقرر کر دیا تو اب زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی شرع کا مقرر کرنا ہے۔(30)

مسئلہ ۲۶: مغصوب چیز کو غاصب کے سوا کسی دوسرے نے ہلاک کر دیا اور مالک نے غاصب سے قیمت سے کم پر صلح کر لی یہ جائز ہے اور غاصب اُس ہلاک کنندہ سے (ہلاک کرنے والے یعنی ضائع کرنے والے سے) پوری قیمت وصول کر سکتا ہے۔ مگر جتنا زیادہ لیا ہے اُس کو صدقہ کر دے اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ ہلاک کنندہ ہی سے قیمت سے کم پر صلح کر لے۔(31)

مسئلہ ۲۷: جنایت عمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطعِ عضو (کوئی عضو کاٹنا) اس میں اگر دیت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور جنایت خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں اون کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت میں زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔(32)

مسئلہ ۲۸: مدعیٰ علیہ نے کسی کو صلح کے لیے وکیل کیا اُس وکیل نے صلح کی اگر دعویٰ دَین کا تھا اور دَین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خونِ عمد کا دعویٰ تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل سفیر محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ بدلِ صلح موکل پر لازم ہے اُسی سے مطالبہ ہوگا ہاں اگر وکیل نے بدلِ صلح کی ضمانت کر لی ہے تو وکیل سے اس ضمانت کی وجہ سے مطالبہ ہوگا۔ یوہیں مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہوگا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اُسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو تو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔(33)

---

(29) البحر الرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹۔

(30) الدر المختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷۔

(31) البحر الرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹۔

(32) الدر المختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷۔

(33) الدر المختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۸۔

والبحر الرائق، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۴۰۔

مسئلہ ۲۹: مدعیٰ علیہ نے اس سے صلح کے لیے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہو گیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہہ دیا اس چیز پر یا کہا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں مُتَبَرِّع (احسان کرنے والا) ہے مدعیٰ علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اسکے حکم سے مصالحت کرتا تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہہ دیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعیٰ علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آجائے گا ورنہ جائز نہیں ہو گی۔ فضولی نے خلع کیا اُس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔(34)

مسئلہ ۳۰: ایک زمین کے وقف کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ مُنکر ہے اور مدعی کے پاس ثبوت کے گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ نے کچھ دے کر قطع منازعت کے لیے (جھگڑا ختم کرنے کے لئے) مصالحت کر لی یہ صلح جائز ہے اور اگر مدعی اپنے دعوے میں صادق (سچا) ہے تو بدل صلح بھی اُس کے لیے حلال ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ حلال نہیں۔(35) اور یہی قول من حیث الدلیل (دلیل کے لحاظ سے) قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور وقف کی بیع درست نہیں بلکہ یہ صلح صحیح بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ وقف اس کا حق نہیں جس کا معاوضہ لینا درست ہو۔

مسئلہ ۳۱: صلح کے بعد پھر دوسری صلح ہوئی وہ پہلی ہی صحیح ہے اور دوسری باطل یہ جب کہ وہ صلح اسقاط ہو (یعنی پہلی صلح ختم کرنے والی ہو) اور اگر معاوضہ ہو جو بیع کے معنی میں ہو تو پہلی صلح فسخ ہو گئی (ختم ہو گئی) اور دوسری صحیح جس طرح بیع کا حکم ہے جب کہ بائع نے مبیع کو اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کیا۔(36)

مسئلہ ۳۲: مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) نے دعوے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد صلح ہوئی اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ مدعی (دعویٰ کرنے والے) نے صلح سے پہلے یہ کہا تھا کہ میرا اُس مدعیٰ علیہ پر کوئی حق نہیں ہے وہ صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر مدعی نے صلح کے بعد یہ کہا کہ میرا اُس کے ذمہ کوئی حق نہ تھا تو صلح باطل ہے۔(37)

مسئلہ ۳۳: امین کے پاس امانت تھی جب تک اُس کے ہلاک کا دعویٰ نہ کرے صلح نہیں ہوسکتی۔ اور ہلاک کا دعویٰ کرنے کے بعد مصالحت ہوسکتی ہے۔(38)

---

(34) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۹۔

(35) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۰۔

(36) الدر المختار وردالمحتار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۰۔

(37) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۱۔

(38) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۱۔

مسئلہ ۳۴: امین نے امانت سے ہی انکار کیا کہتا ہے میرے پاس امانت رکھی نہیں اور مالک امانت رکھنے کا مدعی ہے صلح ہوسکتی ہے۔ امین امانت کا اقرار کرتا ہے اور مالک مطالبہ کرتا ہے مگر امین خاموش ہے مالک کہتا ہے اس نے میری چیز ہلاک کردی صلح ہوسکتی ہے اور اگر مالک ہلاک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور امین کہتا ہے میں نے واپس کردی یا وہ چیز ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح جائز نہیں اور اگر امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کردی یا ہلاک ہوگئی اور مالک کچھ نہیں کہتا اس میں صلح جائز نہیں۔(39)

مسئلہ ۳۵: مدعی علیہ کا صلح کی خواہش کرنا یا یہ کہنا کہ دعوے سے مجھے بری کردو یہ دعوے کا اقرار نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جس مال کا دعویٰ ہے اُس سے صلح کرلو یا اُس سے مجھے بری کردو یہ مال کا اقرار ہے۔(40)

مسئلہ ۳۶: مبیع میں (فروخت کی گئی چیز میں) عیب کا دعویٰ کیا اور صلح ہوگئی بعد میں ظاہر ہوا کہ عیب تھا ہی نہیں یا عیب زائل ہوگیا تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کرے۔ یوہیں دَین کا دعویٰ تھا اور صلح ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ دَین نہیں تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کردے۔(41)

❁❁❁❁❁

(39) ردالمحتار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۳۔

(40) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۵۔

(41) الدرالمختار، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۵۔

دعوائے دَین میں صلح کا بیان

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ پر جودَین (قرض) ہے یا اُس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اُسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لینا اور باقی کو چھوڑ دینا ہے اس کو معاوضہ قرار دینا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا لہٰذا صلح کے جائز ہونے میں بدل صلح پر قبضہ کرنا ضروری نہیں مثلاً ہزار روپے حال یعنی غیر میعادی تھے سو روپے پر جو فوراً لیے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں ادن پر قبضہ نہ کیا ہو یا ہزار غیر میعادی تھے صلح ہوئی ہزار روپے پر جن کی کوئی میعاد مقرر ہوئی یا ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی پہلی صورت میں مقدار کم کردی دوسری میں میعاد بڑھادی یعنی فوراً لینے کا حق ساقط کر دیا تیسری صورت میں مقدار اور وصف دو چیزیں ساقط کر دیں۔ مدعیٰ علیہ کے ذمہ روپے تھے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور اس کے ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح ناجائز ہے کہ غیر جنس پر صلح عقد معاوضہ ہے اور چاندی کی سونے سے بیع ہو تو مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہزار روپے میعادی تھے اور صلح ہوئی کہ پانسو فوراً ادا کر دے یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ پانسو کے بدلے میں میعاد کو بیع کرنا ہے اور یہ ناجائز ہے یا ہزار روپے کھوٹے تھے پانسو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ وصف کو پانسو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح جائز ہے اور دونوں کی طرف سے ہو تو معاوضہ ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ انکاری ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر مدعی نے یہ کہا کہ سو روپے پر میں نے صلح کی اور باقی معاف کر دیے تو قضاءً و دیانۃً ہر طرح مدعیٰ علیہ بقیہ سے بری ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ سو روپے پر صلح کی اور یہ نہیں کہا کہ بقیہ میں نے معاف کیے تو مدعیٰ علیہ قضاءً بری ہو گیا دیانۃً بری نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳: مدیون (مقروض) سے کہا تمہارے ذمہ ہزار روپے ہیں کل پانسو ادا کر دو اس شرط پر کہ باقی پانسو سے تم بری، اگر ادا کر دیے بری ہو گیا ورنہ پورے ہزار اُس کے ذمہ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وقت کا ذکر نہ کرے اس صورت میں پانسو بالکل معاف ہو گئے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آدھے دَین پر مصالحت ہوئی کہ کل ادا کر دے گا اور باقی سے بری ہو جائے گا اور شرط یہ ہے کہ کل اگر ادا نہ کیے تو پورا دَین بدستور اُس کے ذمہ ہو گا اس صورت میں جیسا کہا ہے وہی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے پانسو سے میں نے تجھے بری کر دیا اس بات پر کہ پانسو کل ادا کر دے پانسو معاف ہو

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلح فصل فی دعوی الدَّین، ج۸،ص۴۸۵۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین۔۔۔الخ، ج۴، ص۲۳۴۔

گے کل کے روز ادا کرے یا نہ کرے۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوں کہا کہ اگر تو پانسوکل کے دن ادا کردے گا تو باقی سے بری ہو جائے گا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ادا کرے یا نہ کرے بری نہ ہوگا۔(3)

مسئلہ ۴: مدیون پر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں باقی ہیں ایک سو دس روپے پر صلح ہوئی اگر ادا کے لیے میعاد ہے صلح ناجائز ہے اور اگر اُسی وقت دے دیے صلح جائز ہے اور اگر دس روپے فوراً دیے اور سو باقی رہے جب بھی جائز ہے۔(4)

مسئلہ ۵: ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیے تو دو سو روپے دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: ایک نے دوسرے پر کچھ روپیہ کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر دونوں میں مصالحت ہوگئی کہ اتنے روپے اس وقت دیے جائیں گے اور اتنے آئندہ فلاں تاریخ پر یہ صلح جائز ہے۔(6)

مسئلہ ۷: سو روپے باقی ہیں اور دس من گیہوں (گندم) پر صلح ہوئی ان کے دینے کی میعاد مقرر ہو یا نہ ہو اگر اس مجلس میں قبضہ نہ کیا صلح باطل ہے اور اگر گیہوں معین ہو گئے یعنی یوں صلح ہوئی کہ یہ گیہوں دوں گا تو قبضہ کرے یا نہ کرے صلح جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۸: پانچ من گیہوں مدیون کے ذمہ باقی ہیں اور دس روپے پر صلح ہوئی اگر روپے پر اُسی وقت قبضہ ہو گیا صلح جائز ہے اور بغیر قبضہ دونوں جدا ہو گئے صلح ناجائز اور اگر پانچ روپے پر قبضہ کر لیا اور پانچ پر نہیں تو آدھے گیہوں کے مقابل صلح صحیح ہے اور نصف کے مقابل باطل۔(8)

مسئلہ ۹: دس من گیہوں اُس کے ذمہ ہیں پانچ من گیہوں اور پانچ من جَو پر صلح ہوئی اور جَو کے لیے میعاد مقرر کی یہ صلح ناجائز ہے اور جَو کو معین کر دیا ہو صلح جائز ہے اگرچہ گیہوں معین نہ ہوں۔(9)

مسئلہ ۱۰: روپے کا دعویٰ تھا اور صلح یوں ہوئی کہ مدیون اس مکان میں ایک سال رہ کر دائن کو دیدے یا یہ غلام

---

(3) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدّین، ج۸، ص۴۸۶، وغیرہ۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین... الخ، ج۴، ص۲۳۲۔

(5) المرجع السابق

(6) المرجع السابق

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین... الخ، ج۴، ص۲۳۲۔

(8) المرجع السابق۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین... الخ، ج۴، ص۲۳۲۔

ایک سال تک مدیون کی خدمت کرے پھر مدیون اسے دائن کو دیدے یہ صلح ناجائز ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں ایسی شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: مدیون نے روپے ادا کر دیے ہیں مگر دائن انکار کرتا ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر دائن کے علم میں وصول ہونا ہے تو لینا جائز نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۲: دَین کا کوئی گواہ نہیں ہے دائن (قرض دینے والے) یہ چاہتا ہے کہ مدیون سے دَین کا اقرار کرا لے تاکہ وقت پر کام آئے مدیون نے کہا میں اقرار نہیں کروں گا جب تک تو دَین کی میعاد نہ کردے یا اُس میں سے اتنا کم نہ کردے دائن نے ایسا ہی کر دیا یہ میعاد کا مقرر کرنا یا معاف کر دینا صحیح ہے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اِکراہ کے ساتھ ایسا ہوا ہے یہ اکراہ نہیں ہے اور اگر مدیون نے وہ بات علانیہ کہہ دی کہ جب تک ایسا نہ کرد گے میں اقرار نہ کروں گا تو اُس سے کُل مطالبہ فوراً وصول کیا جائے گا کیونکہ دَین کا اقرار ہو چکا۔(12)

مسئلہ ۱۳: دَین مشترک کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے مدیون سے جو کچھ وصول کیا دوسرا بھی اُس میں شریک ہے مثلاً سو میں سے پچاس روپے ایک شریک نے وصول کیے تو دوسرے شریک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے حصہ کے میں نے پچاس وصول کر لیے اپنے حصہ کے تم وصول کرلو بلکہ دوسرا ان پچاس میں سے پچیس لے سکتا ہے اس کو انکار کا حق نہیں ہے ہاں اگر دوسرا خود مدیون ہی سے وصول کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے شریک سے مطالبہ نہیں کرتا تو اُس کی خوشی مگر چاہے تو شریک سے مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اگر فرض کرو مدیون دیوالیہ ہو گیا یا کوئی اور صورت ہوگئی تو یہ اپنے شریک سے وصول شدہ میں سے آدھا لے سکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: دَینِ مشترک کی یہ صورت ہے کہ ایک ہی سبب سے دونوں کا دَین ثابت ہو مثلاً دونوں نے ایک عقد میں بیع کی اس کا ثمن دَینِ مشترک ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک چیز دونوں کی شرکت میں تھی اور ایک ہی عقد میں اس کو بیع کیا یہ ثمن دَینِ مشترک ہے دوسری یہ کہ دونوں کی دو چیزیں تھیں مگر ایک ہی عقد میں دونوں کو بغیر تفصیلِ ثمن بیع کیا یہ کہہ دیا کہ ان دونوں کو اتنے میں بیچا یہ نہیں کہ اتنے میں اس کو اتنے میں اس کو۔ اور اگر دو عقد میں چیز بیع کی گئی تو ثمن کو دَین مشترک نہیں کہہ سکتے مثلاً دونوں نے اپنی اپنی چیزیں اُس مشتری کے ہاتھ بیع کیں یا چیز دونوں میں

---

(10) المرجع السابق، ص۲۳۳۔

(11) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الصلح عن الدّین، ج۲، ص۱۸۴

(12) دررالحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۱۔

(13) الھدایۃ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، فصل فی الدّین المشترک، ج۲، ص۱۹۷، وغیرہا۔

مشترک ہے مگر اس نے کہا میں نے اپنا حصہ تمھارے ہاتھ پانسو میں بیچا دوسرے نے کہا میں نے اپنا حصہ پانسو میں بیچا تو یہ دَین مشترک نہیں اگرچہ شے مشترک کا ثمن ہے۔ یوہیں تفصیلِ ثمن کر دینے میں بھی ثمن دَین مشترک نہیں مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں دس روپے میں بیچیں اور یہ کہا کہ اس کا ثمن چار روپے ہے اور اس کا چھ روپے یہ دَین مشترک نہیں۔ دوسری صورت دَینِ مشترک کی یہ ہے کہ مورث کا کسی پر دَین تھا اُس کے مرنے کے بعد یہ دونوں وارث ہوئے وہ دَین ان میں مشترک ہے تیسری صورت یہ کہ ایک مشترک چیز کو کسی نے ہلاک کر دیا جس کی قیمت کا ضمان اوس پر واجب ہوا یہ ضمان دَینِ مشترک ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: دَینِ مشترک میں ایک شریک نے مدیوں سے اپنے حصہ میں خلاف جنس پر مصالحت کری مثلاً اپنے حصہ کے بدلے میں اُس نے ایک کپڑا مدیون سے لے لیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مدیون سے وصول کرے یا اسی کپڑے میں سے آدھا لے لے اگر کپڑے میں سے نصف لینا چاہتا ہے تو وصول کنندہ (وصول کرنے والا) دینے سے انکار نہیں کرسکتا ہاں اگر وہ اصل دَین کی چہارم کا ضامن (قرض کے چوتھائی حصے کا ضامن) ہو جائے تو کپڑے میں نصف کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔(15)

مسئلہ ۱۶: مدیون سے مصالحت نہیں کی ہے بلکہ اپنے نصف دَین کے بدلے میں اُس سے کوئی چیز خریدی تو یہ شریک دوسرے کے لیے چہارم دَین کا ضامن ہو گیا کیونکہ بیع کے ذریعہ سے ثمن و دَین میں مقاصہ (ادلا بدلا) ہو گیا شریک اس میں سے نصف یعنی چہارم دَین وصول کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدیون سے اپنے حصّہ کو وصول کرے۔(16)

مسئلہ ۱۷: ایک شریک نے مدیون کو اپنا حصہ معاف کر دیا دوسرا شریک اس معاف کرنے والے سے مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ وصول نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح ایک کے ذمہ مدیون کا پہلے سے دَین تھا پھر مدیون پر دَین مشترک ہوا ان دونوں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کر لیا دوسرا شریک اس سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ میں سے کچھ معاف کر دیا یا دَین سابق سے مقاصہ کیا تو باقی دَین سہام (حصوں) پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بیس روپے تھے ایک نے پانچ روپے معاف کر دیے تو جو کچھ وصول ہوگا اُس میں ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں اُس کی

---

(14) البحر الرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۱، ۴۴۲۔

والدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۸۔

(15) الھدایۃ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی الدَّین المشترک، ج۲، ص۱۹۷۔

(16) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹۔

جس نے معاف نہیں کیا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۸: ان دونوں شریکوں میں سے ایک پر مدیون کا اب جدید دَین ہوا اُس دَین سے مقاصہ دَین وصول کرنے کے حکم میں ہے دوسرا اس کا نصف اس سے وصول کریگا مثلاً مدیون نے کوئی چیز دائن کے ہاتھ بیع کی اس ثمن اور دَین میں مقاصہ ہوا اور اگر عورت مدیون تھی ایک شریک نے اس سے نکاح کیا اور مطلق روپے کو دَینِ مہر کیا یہ نہیں کہ دَین کے حصہ کو مہر قرار دیا ہو پھر دَینِ مہر اور اُس دَین میں مقاصہ ہوا اس کا نصف دوسرا شریک اس نکاح کرنے والے سے لے سکتا ہے اور اگر نکاح اُس حصہ دَین پر ہوا تو شریک کو اس سے لینے کا اختیار نہیں۔(18)

مسئلہ ۱۹: شریک نے مدیون کی کوئی چیز غصب کرلی یا اُس کی کوئی چیز کرایہ پر لی اور اجرت میں دَین کا حصہ قرار پایا یہ دَین پر قبضہ ہے۔ مدیون کی کوئی چیز تلف کردی یا قصداً جنایت کر کے اپنے حصہ دَین پر مصالحت کی یہ قبضہ نہیں ہے یعنی اس صورت میں دوسرا شریک اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔(19)

مسئلہ ۲۰: ایک نے میعاد مقرر کی اگر یہ دَین ان کے عقد کے ذریعہ سے نہ ہو مثلاً دَین مؤجل (وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر کیا گیا ہو) کے یہ دونوں وارث ہوئے تو اس کا میعاد مقرر کرنا باطل ہے مثلاً مورث کے ہزار روپے باقی تھے ایک وارث نے یوں صلح کی کہ ایک سو اس وقت دے دو باقی چار سو کے لیے سال بھر کی میعاد ہے، یہ میعاد مقرر کرنا باطل ہے یعنی ان سو روپے میں سے دوسرا وارث پچاس لے سکتا ہے اور اگر دوسرے وارث نے سال کے اندر مدیون سے کچھ وصول کیا تو اس میں سے نصف پہلا وارث لے سکتا ہے یہ دوسرا اُس سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے ایک سال کی میعاد دی ہے تمھارا حق نہیں اور اگر ان میں سے ایک نے مدیون سے عقد مداینہ کیا (قرض کا لین دین کیا) اس وجہ سے مدت واجب ہوئی تو اگر یہ شرکت شرکتِ عنان ہے اور جس نے عقد کیا ہے اُسی نے اجل (ادئیگی کی مدت) مقرر کی تو جمیع دَین (تمام قرض) میں اجل صحیح ہے اور اگر اُس نے اجل مقرر کی جس نے عقد نہیں کیا ہے تو خاص اُس کے حصہ میں بھی اجل صحیح نہیں اور اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو جو کوئی اجل مقرر کردے صحیح ہے۔(20)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے بطور شرکت عقد سلم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ (بیع سلم میں

(17) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

(18) البحرالرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

والدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

(19) البحرالرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

(20) البحرالرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

و الفتاوی الخانیة، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدَّین، فصل فی الصلح عن الدَّین، ج۲، ص۱۸۴.

بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں) سے صلح کرلی کہ راس المال (بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں) جو دیا گیا ہے اُس میں سے جو میرا حصہ ہے اُس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے جائز کردی جائز ہوگئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصہ مصالح (وہ حصہ جس میں صلح ہوچکی ہے) وہ دونوں میں منقسم ہوجائے گا اور جو سَلم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو نصف سَلم کا باقی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کردیا تو صلح باطل ہوجائے گی ہاں اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مطلقاً جائز ہے۔(21)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں کے دو قسم کے مال ایک شخص پر باقی ہیں مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں ہیں دونوں نے ایک ساتھ سو روپے پر صلح کی یہ جائز ہے ان سو روپوں کو اشرفیوں کی قیمت اور روپوں پر تقسیم کیا جائے یعنی سو میں سے جتنا روپوں کے مقابل ہو وہ روپے والا لے اور جتنا اشرفیوں کی قیمت کے مقابل ہو وہ اشرفیوں والا لے مگر اشرفیوں والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اون میں بیع صرف قرار پائے گی یعنی ان پر اُسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور روپے والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اوتنے کی وصولی ہے باقی جو رہ گئے اُن کو ساقط کردیا۔(22)

❁❁❁❁❁

---

(21) درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص ۴۰۳۔

والبحر الرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدین، ج ۷، ص ۴۴۲، ۴۴۳۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدین... إلخ، ج ۴، ص ۲۴۳۔

تخارج کا بیان

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث بالقطع (یعنی کل حصہ کے بدلے) اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی صلح ہے۔

مسئلہ ۱: ترکہ عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود (درہم، دینار، روپے وغیرہ) کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اُس کو کچھ مال دیدیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اُس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا ہے اور اُس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اُس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اُس کو بھی دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا۔ اُس کو جو کچھ دیا ہے وہ اُس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اوس میں تقابض بدلین ضروری ہے مثلاً چاندی ترکہ ہے اور اُس کو سونا دیا یا بالعکس یا ترکہ میں دونوں ہیں اور اُس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صَرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیا ہیں اور اُس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زائد ہو جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو کہ ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں اور اس کا حصہ سو روپیہ ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیزیں بھی اگر اس کو صرف روپے دیے اور وہ سو ہی ہوں یا کم یہ ناجائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دیے یہ صورت جائز ہوگئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اُس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔ (2)

---

(1) البحرالرائق، کتاب الصلح، فصل فی صلح الورثۃ، ج۷، ص ۴۴۳۔

والدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص ۴۹۰۔

ودررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص ۴۰۳۔

(2) الھدایۃ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص ۱۹۸، وغیرھا۔

مسئلہ ۳: عروض (عرض کی جمع، نقد کے علاوہ دوسری چیزیں) دے کر اُسے ترکہ سے جدا کر دیا یہ صورت مطلقاً جائز ہے۔ یوہیں اگر ورثہ اوس کی وراثت سے ہی مُنکر ہیں اور کچھ دے کر اُسے ٹالنا چاہتے ہیں کہ جھگڑا دفع ہو تو جو کچھ دے دیں گے جائز ہے اور اس میں اون شرائط کی پابندی نہیں ہوگی جو مذکور ہوئیں۔(3)

مسئلہ ۴: ایک وارث کو خارج کیا اور ترکہ میں دیون ہیں یعنی لوگوں کے ذمہ دَین ہیں اور شرط یہ ٹھہری کہ بقیہ ورثہ اس دَین کے مالک ہیں وصول کر کے خود لے لیں گے یہ صورت ناجائز ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تخارج میں یہ شرط ہو کہ دَین میں جتنا اس کا حصہ ہے اُس کو مدیونین (مدیون کی جمع، مقروض لوگ) سے معاف کر دے اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور بقیہ ورثہ اپنا اپنا حصہ اون لوگوں سے وصول کر لیں گے۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ اُس دَین میں جتنا حصہ اس کا ہوتا ہے وہ بقیہ ورثہ اپنی طرف سے تبرعاً اسے دے دیں اور باقی میں مصالحت کر کے اسے خارج کر دیں مگر ان دونوں صورتوں میں ورثہ کا نقصان ہے کہ پہلی صورت میں مدیونین سے اوتنا دَین معاف ہو گیا اور دوسری صورت میں بھی اپنی طرف سے دینا پڑا لہٰذا تیسری صورت جواز کی یہ ہے کہ بقیہ ورثہ اُس کے حصہ کی قدر اُسے بطور قرض دے دیں اور دَین کے علاوہ باقی ترکہ میں مصالحت کر لیں اور یہ وارث جس کو حصہ دَین کی قدر قرض دیا گیا ہے یہ بقیہ ورثہ کو مدیونین پر حوالہ کر دے(4) ایک حیلہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی مختصر سی چیز مثلاً ایک مٹھی غلہ اُس کے ہاتھ اُتنے داموں میں بیع کیا جائے جتنا دَین میں اُس کا حصہ ہوتا ہے اور ثمن کو وہ مدیونین پر حوالہ کر دے۔(5)

مسئلہ ۵: ترکہ میں دَین نہیں ہے مگر جو چیزیں ترکہ میں ہیں وہ معلوم نہیں اور صلح مکیل (وہ چیز جو ماپ کر بیچی جاتی ہے) وموزون (وہ چیز جو تول کر بیچی جاتی ہے) پر ہو یہ جائز ہے اور اگر ترکہ میں مکیل وموزون چیزیں نہیں ہیں مگر کیا کیا چیزیں ہیں وہ معلوم نہیں اس میں بھی تخارج کے طور پر صلح ہوسکتی ہے۔(6) یہ اُس صورت میں ہے کہ ترکہ کی سب چیزیں بقیہ ورثہ کے ہاتھ میں ہوں کہ اُس صلح کرنے والے سے کچھ لینا نہیں ہے لہٰذا اس میں جھگڑے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اگر ترکہ کی کُل چیزیں یا بعض چیزیں اُس کے ہاتھ میں ہوں تو جب تک اُن کی تفصیل معلوم نہ ہو مصالحت درست نہیں کہ اون کی وصولی میں نزاع (اختلاف) کی صورت ہے۔(7)

مسئلہ ۶: میت پر اتنا دَین ہے کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہے (یعنی وہ قرض پوری میراث کو گھیرے ہوئے ہے) تو

---

(3) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۳۹۱۔

(4) الھدایۃ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸۔

(5) الدرالمختار، کتاب الصلح فصل فی التخارج، ج۸، ص۳۹۲۔

(6) الھدایۃ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸۔

(7) الدرالمختار، کتاب الصلح فصل فی التخارج، ج۸، ص۳۹۲۔

مصالحت اور تقسیم درست ہی نہیں کہ دَین حق میت ہے اور یہ میراث پر مقدم ہے ہاں اگر وہ وارث صلح کرنے والا ضامن ہو جائے کہ جو کچھ دَین ہوگا اُس کا ذمہ دار میں ہوں میں ادا کروں گا اور تم سے واپس نہیں لوں گا یا کوئی اجنبی شخص تمام دیون (دین کی جمع، قرضے) کا ضامن ہو جائے کہ میت کا ذمہ بری ہو جائے یا یہ لوگ دوسرے مال سے میت کا دَین ادا کر دیں۔(8)

مسئلہ ۷: میت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو تو جب تک دَین ادا نہ کر لیا جائے تقسیم ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کرلیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کر دیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔(9)

مسئلہ ۸: ایک وارث کو کچھ دے کر ترکہ سے اُس کو علیحدہ کر دیا اُس میں دو صورتیں ہیں ترکہ ہی سے وہ مال دیا ہے یا اپنے پاس سے دیا ہے اگر اپنے پاس سے دیا ہے تو اُس وارث کا حصہ یہ سب ورثہ برابر برابر تقسیم کرلیں اور اگر ترکہ سے دیا ہے تو بقدر میراث اُس کے حصہ کو تقسیم کریں یعنی اُس وارث کو کاَن لَمْ یَکُن (یعنی گویا کہ وہ وارث ہی نہیں ہے) فرض کر کے ترکہ کی تقسیم کی جائے میت نے جس کے لیے وصیت کی ہے اوس کو بھی کچھ دے کر خارج کر سکتے ہیں اور اس کے لیے تمام وہی احکام ہیں جو وارث کے لیے بیان کیے گئے۔(10)

مسئلہ ۹: ایک وارث سے دیگر ورثہ نے مصالحت کی اور اُس کو خارج کر دیا اس کے بعد ترکہ میں کوئی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو اون ورثہ کو معلوم نہ تھی خواہ از قبیلِ دَین ہو یا عین آیا وہ چیز صلح میں داخل مانی جائے گی یا نہیں اس میں دو قول ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ داخل نہیں بلکہ اُس کے حقدار تمام ورثہ ہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص اجنبی نے ترکہ میں دعویٰ کیا اور ایک وارث نے دوسرے ورثہ کی عدم موجودگی میں صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر دوسرے ورثہ کے لیے متبرع (یعنی بھلائی کرنے والا) ہے اون سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔(12)

---

(8) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳۔

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳۔

(10) الدرالمختار، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳۔

(11) البحرالرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدین، ج۷، ص۴۴۶۔

(12) البحرالرائق، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدین، ج۷، ص۴۴۶۔

مسئلہ ۱۱: عورت نے میراث کا دعویٰ کیا ورثہ نے اُس سے اُسکے حصہ سے کم پر یا مہر پر صلح کرلی یہ جائز ہے مگر ورثہ کو یہ بات معلوم ہو تو ایسا کرنا حلال نہیں اور اگر عورت گواہوں سے اسکو ثابت کردے گی تو صلح باطل ہو جائے گی۔(13)

❁❁❁❁❁

(13) المرجع السابق

مہرونکاح وطلاق ونفقہ میں صلح

مسئلہ ۱: مہر غلام تھا اور بکری پر مصالحت ہوئی اگر معین ہے جائز ہے ورنہ ناجائز اور مکیل یا موزون پر صلح ہوئی اگر معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے تو دو صورتیں ہیں اس کے لیے میعاد ہے یا نہیں اگر میعاد ہے تو ناجائز ہے اور میعاد نہیں ہے اور اُسی مجلس میں دے دیا جائز ہے ورنہ ناجائز اور روپے پر مصالحت ہوئی جائز ہے اگرچہ فوراً دینا قرار نہیں پایا۔(1)

مسئلہ ۲: سو روپے مہر پر نکاح ہوا بجائے اُس کے پانچ من غلہ پر مصالحت ہوئی اگر غلہ معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے ناجائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے سو روپے دے کر صلح کی کہ مجھے اس سے بری کردے مرد نے قبول کرلیا یہ صلح جائز ہے اس کے بعد مرد اگر نکاح کے گواہ پیش کرنا چاہے نہیں پیش کرسکتا۔(3)

مسئلہ ۴: عورت نے دعوٰی کیا کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں ہیں اور شوہر منکر ہے پھر سو روپے پر صلح ہوگئی کہ عورت دعوے سے دست بردار ہوجائے یہ صلح صحیح نہیں شوہر اپنے روپے عورت سے واپس لے سکتا ہے اور عورت کا دعویٰ بدستور ہے ایک طلاق اور دو طلاقیں اور خلع کا بھی یہی حکم ہے۔(4)

مسئلہ ۵: عورت نے طلاق بائن کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہے سو روپے پر مصالحت ہوئی کہ مرد عورت کو طلاق بائن دیدے یہ جائز ہے۔یوہیں اگر سو روپے دینا اس بات پر ٹھہرا کہ مرد اُس طلاق کا اقرار کرلے جس کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یہ بھی جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۶: عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اُس کی زوجہ ہوں اور ہزار روپے مہر کے شوہر کے ذمہ ہیں اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور مرد ان سب باتوں سے منکر ہے دونوں میں یہ صلح ہوئی کہ مرد عورت کو سو روپے دے اور عورت اپنے تمام

---

(1) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المہر... إلخ، ج۴، ص۲۳۵.

(2) المرجع السابق.

(3) المرجع السابق.

(4) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المہر... إلخ، ج۴، ص۲۳۶.

(5) مرجع سابق

دعاوی سے دست بردار ہوجائے شوہر بری نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد اگر عورت نے سب باتیں گواہوں سے ثابت کردیں تو نکاح بھی ثابت اور بچہ کا نسب بھی ثابت اور سو روپے جو مرد نے دیے تھے یہ صرف مہر کے مقابل میں ہیں یعنی ہزار روپے مہر کا دعویٰ تھا سو میں صلح ہوگئی۔(6)

مسئلہ ۷: نفقہ کا دعویٰ تھا اور ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو قاضی نفقہ مقرر کرسکتا ہو مثلاً روپیہ یا غلہ یہ معاوضہ نہیں ہے بلکہ اس صلح کا حاصل یہ ہے کہ یہ چیز نفقہ میں مقرر ہوئی اور اگر ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو نفقہ میں مقرر نہیں کیا جاسکتا ہو مثلاً غلام یا جانور اس کو معاوضہ قرار دیا جائے گا اس کا حاصل یہ ہوگا کہ عورت نے اس چیز کو لے کر شوہر کو نفقہ سے بری کردیا۔(7)

مسئلہ ۸: نفقہ کا دعویٰ تھا تین روپے ماہوار پر صلح ہوئی اب شوہر یہ کہتا ہے مجھ میں اتنا دینے کی طاقت نہیں اُس کو دینا پڑے گا ہاں اگر عورت یا قاضی اُسے بری کردیں تو بری ہوسکتا ہے اور اگر چیزوں کا نرخ ارزاں ہوجائے شوہر کہتا ہے کہ اس سے کم میں گزارہ ہوسکتا ہے تو کم کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں عورت کہتی ہے کہ تین روپے کفایت نہیں کرتے زیادہ دلایا جائے اور مرد مالدار ہے تو زیادہ دلایا جاسکتا ہے۔ قاضی نے نفقہ کی مقدار مقرر کی ہے اس صورت میں بھی عورت دعویٰ کرکے زیادہ کراسکتی ہے۔(8)

مسئلہ ۹: مطلّقہ کے زمانہ عدت کے نفقہ میں چند روپے پر مصالحت ہوئی کہ بس شوہر اتنے ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا اگر عدت مہینوں سے ہے یہ مصالحت جائز ہے اور عدت حیض سے ہے تو جائز نہیں کیونکہ تین حیض کبھی دو مہینے بلکہ کم میں پورے ہوتے ہیں اور کبھی دس ماہ میں بھی پورے نہیں ہوتے۔(9)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے زمانہ عدت تک اُس کے رہنے کے لیے مکان دینا ضروری ہے مکان کی جگہ روپے پر مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے لے لے یہ صلح ناجائز ہے۔(10)

❁❁❁❁❁

(6) المرجع السابق

(7) المرجع السابق

(8) المرجع السابق، ص ۲۴۳.

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدین، فصل فی الابراء عن البعض۔۔۔ إلخ، ج ۲، ص ۱۸۶.

(10) المرجع سابق.

ودیعت و ہبہ و اجارہ و مضاربت و رہن میں صلح

مسئلہ ۱: یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کے پاس ودیعت رکھی ہے مودَع کہتا ہے تونے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے اس صورت میں کسی معلوم چیز پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی مودَع ودیعت کا اقرار کرتا ہے یا خاموش ہے کچھ نہیں کہتا اور مالک کہتا ہے اس نے ودیعت ہلاک کردی اس صورت میں بھی معلوم چیز پر صلح جائز ہے اور اگر مالک کہتا ہے اس نے ہلاک کردی اور مودَع کہتا ہے میں نے واپس دیدی یا ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح ناجائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: مستعیر (عاریت پر لینے والا) عاریت سے منکر ہے کہتا ہے میں نے عاریت لی ہی نہیں اس کے بعد صلح ہوئی جائز ہے اور اگر عاریت لینے کا اقرار کرتا ہے اور واپس کرنے یا ہلاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مالک کہتا ہے کہ اس نے خود ہلاک کردی صلح جائز ہے اور مستعیر کہتا ہے ہلاک ہوگئی اور مالک کہتا ہے اس نے خود ہلاک کردی ہے تو صلح جائز نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: جو چیز ودیعت رکھی ہے وہ بعینہٖ مودَع (امانت دار) کے پاس موجود ہے مثلاً دوسو روپے ہیں اگر مودَع اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے مگر گواہوں سے ودیعت ثابت ہے ان دونوں صورتوں میں سو روپے پر صلح ناجائز ہے اور اگر مودع منکر ہو اور گواہ سے ودیعت ثابت نہ ہو تو کم پر صلح جائز ہے مگر مودع کے لیے یہ رقم جو بچی ہے دیانۃً جائز نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے پاس دوسرے کی کچھ چیزیں ہیں اُس نے اون کو کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا پھر اُس سے لے کر کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دیا اس سے بھی وہ چیزیں لے لیں اب تلاش کرتا ہے تو ان میں کی ایک چیز نہیں ملتی اون دونوں سے کہا کہ فلاں چیز تمھارے یہاں سے ضائع ہوگئی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس کے یہاں سے گئی وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے غور سے دیکھا بھی نہیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں تم نے جو کچھ دیا برتن سمیت ہم نے بحفاظت رکھ دیا اور تم نے جب مانگا دے دیا۔ یہ شخص جس نے دوسرے کے پاس ودیعت رکھی ہے ضامن ہے مالک کو تاوان دے۔

---

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب صلح العمال... إلخ، ج۲، ص۱۸۷.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ... إلخ، ج۴، ص۲۳۸.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ... إلخ، ج۴، ص۲۳۸.

اس میں اور دونوں موذع میں صلح جائز ہے پھر اگر مالک کے تاوان لینے کے بعد صلح ہوئی تو خواہ گم شدہ کی مثل قیمت پر صلح ہوئی یا کم پر بہر حال جائز ہے۔ اور اگر تاوان لینے سے پہلے صلح ہوئی اور مثل قیمت یا کچھ کم پر جس کو غبن یسیر کہتے ہیں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور یہ دونوں ضمان سے بری ہیں یعنی اگر مالک نے گواہوں سے اُس گم شدہ شے کو ثابت کر دیا تو ان دونوں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر غبن فاحش پر مصالحت ہوئی ہے تو صلح ناجائز ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اُس پہلے شخص سے تاوان لے یا ان دونوں سے، ان سے اگر لے گا تو یہ پہلے سے اُس چیز کو واپس لے سکتے ہیں جو انھوں نے مصالحت میں دی ہے۔(4)

مسئلہ ۵: دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہوگئی مدعی کے ثبوت گزرنے کے بعد صلح ہوئی یا اس کے پہلے بہر حال یہ صلح جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۶: جانور عاریت لیا تھا وہ ہلاک ہوگیا مالک کہتا ہے میں نے عاریت نہیں دیا تھا مستعیر نے کچھ مال دے کر صلح کر لی یہ جائز ہے اس کے بعد مستعیر اگر گواہوں سے عاریت ثابت کرے اور یہ کہے کہ جانور ہلاک ہوگیا صلح باطل ہو جائے گی اور مستعیر چاہے تو مالک پر حلف بھی دے سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۷: مضارب نے مضاربت سے انکار کرنے کے بعد اقرار کر لیا یا اقرار کے بعد انکار کیا اس کے بعد اس میں اور رب المال (مضاربت پر مال دینے والے) میں صلح ہوگئی یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے کسی کے ساتھ عقد مداینہ (اُدھار کے ساتھ خرید وفروخت کا عقد) کیا تھا اور مضارب و مدیون میں صلح ہوگئی یہ صلح جائز ہے مگر اس صلح میں جو کچھ کمی ہوئی ہے اتنے کا رب المال کے لیے مضارب تاوان دے اور اگر کم پر صلح اس لیے کی ہے کہ مبیع میں کچھ عیب تھا تو مضارب ضامن نہیں بلکہ یہ کمی رب المال کے ذمہ ہوگی۔(7)

مسئلہ ۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز مجھے ہبہ کر دی ہے اور میں نے قبضہ بھی کر لیا اور وہ چیز واہب (ہبہ کرنے والے) کے قبضہ میں ہے اور واہب ہبہ سے منکر ہے یوں مصالحت ہوئی کہ اُس چیز میں سے نصف واہب لے اور نصف موہوب لہ (جسے ہبہ کیا گیا) یہ صلح جائز ہے اس کے بعد موہوب لہ ہبہ اور قبضہ کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہے گواہ مقبول نہیں یعنی نصف جو مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) کے قبضہ میں ہے مدعی (دعویٰ کرنے والا) اُسے نہیں لے سکتا۔ اور اگر

---

(4) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۳۸،۲۳۹.

(5) المرجع السابق، ص۲۳۹

(6) المرجع السابق.

(7) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۳۹.

صلح میں ایک نے کچھ روپے دینے کی بھی شرط کرلی ہے یعنی وہ چیز بھی آدھی دے گا اور اتنے روپے بھی یہ صلح بھی جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ چیز پوری فلاں شخص لے گا اور وہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا یہ بھی جائز ہے اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور یہ اقرار بھی کرلیا کہ قبضہ نہیں کیا تھا اور واہب ہبہ سے انکار کرتا ہے اس کے بعد صلح ہوئی یوں کہ چیز دونوں میں نصف نصف ہو جائے یہ صلح باطل ہے اور اس صورت میں موہوب لہ کے ذمہ کچھ روپے بھی ہیں تو جائز ہے اور واہب کے ذمہ روپے ٹھہرے ہوں تو صلح ناجائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ پوری چیز ایک کو دی جائے اور یہ دوسرے کو اتنے روپے دے اگر واہب کے ذمہ روپے قرار پائے صلح باطل ہے اور موہوب لہ کے ذمہ ہوں تو باطل نہیں۔(8)

مسئلہ ۹: ایک شخص کے پاس مکان ہے وہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے یہ مکان صدقہ کردیا ہے اور میں نے قبضہ کیا اور زید کہتا ہے میں نے ہبہ کیا ہے اور میں واپس لینا چاہتا ہوں دونوں میں صلح ہوگئی کہ وہ شخص زید کو سو روپے دے اور مکان اُسی کے پاس رہے یہ صلح جائز ہے اور اب مکان واپس نہیں لے سکتا صلح کے بعد وہ شخص جس کے قبضہ میں مکان ہے اگر ہبہ کا اقرار کرے یا صلح سے پہلے زید نے ہبہ وصدقہ دونوں سے انکار کیا ہو جب بھی صلح بدستور قائم رہے گی۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جس کے پاس مکان ہے وہ زید کو سو روپے دے اور مکان دونوں کے مابین نصف نصف رہے یہ صلح بھی جائز ہے اور شیوع کی وجہ سے صلح باطل نہیں ہوگی۔(9)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص کو معین گیہوں (گندم) پر اجیر (اجرت پر کام کرنے والا) رکھا یعنی وہ گیہوں اجرت میں دیے جائیں گے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ گیہوں کی جگہ اتنے روپے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے کہ جب گیہوں معین تھے تو مبیع ہوئے اور مبیع کی بیع قبل قبضہ ناجائز ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: کرایہ پر مکان لیا اور مدت کے متعلق اختلاف ہے مالک مکان کہتا ہے کہ دس روپے کرایہ پر دو مہینے کو دیا ہے اور کرایہ دار کہتا ہے کہ دس روپے میں تین ماہ کے لیے دیا ہے۔ صلح یوں ہوئی کہ دس روپے میں ڈھائی ماہ کرایہ دار مکان میں رہے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ تین ماہ مکان میں رہے مگر ایک روپیہ اجرت میں زیادہ کردے یہ بھی جائز ہے۔(11)

---

(8) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۳۹.

(9) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۴۰.

(10) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۴۰.

(11) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۲۴۰.

مسئلہ ۱۲: کسی جگہ جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا اور اجرت بھی مقرر ہو چکی گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ فلاں جگہ جانے کی دس روپے اجرت ٹھہری ہے اور مستاجر کہتا ہے دوسری جگہ جانا ٹھہرا ہے جو اُس جگہ سے دور ہے اور اجرت آٹھ روپے طے ہونا کہتا ہے۔ اس میں صلح یوں ہوئی کہ اجرت وہ دی جائے جو گھوڑے والا کہتا ہے۔ اور وہاں تک سوار ہو کر جائے گا جہاں تک مستاجر بتاتا ہے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر جگہ وہ رہی جو مالک کہتا ہے اور کرایہ وہ رہا جو مستاجر کہتا ہے یہ صلح بھی جائز ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: یہ کہتا ہے کہ زید کے پاس جو فلاں چیز ہے مثلاً مکان وہ میرا ہے زید کے میرے ذمہ سو روپے تھے وہ میں نے اُس کے پاس رہن (گروی) رکھ دیا ہے زید کہتا ہے کہ وہ مکان میرا ہے میرے پاس کسی نے رہن نہیں رکھا ہے اور میرے سو روپے تم پر باقی ہیں اس معاملہ میں یوں صلح ہوئی کہ زید وہ سو روپے چھوڑ دے اور پچاس اور دے اور مکان کے متعلق اب دوسرا شخص دعویٰ نہ کریگا یہ صلح جائز ہے اگر صلح کے بعد زید نے رہن کا اقرار کر لیا جب بھی صلح باطل نہیں ہوگی۔(13)

مسئلہ ۱۴: راہن (گروی رکھنے والا) مر گیا ایک شخص کہتا ہے کہ شے مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) میری مِلک ہے راہن کو رہن رکھنے کے لیے میں نے بطورِ عاریت دی تھی اس میں اور مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے) میں اس پر صلح ہو گئی کہ مرتہن اس کی مِلک کا اقرار کرلے راہن کے ورثہ کے مقابل میں مرتہن کا اقرار کوئی چیز نہیں۔(14)

❁❁❁❁❁

(12) المرجع السابق.

(13) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج ۴، ص ۲۴۰، ۲۴۱.

(14) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعۃ...إلخ، ج ۴، ص ۲۴۱.

غصب وسرقہ واکراہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک چیز غصب کی جس کی قیمت سو روپے ہے اور سو روپے سے زیادہ میں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے یعنی اگر صلح کے بعد غاصب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ چیز اوتنے کی نہیں تھی جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہیں ہوں گے۔(1)

مسئلہ ۲: غصب کا دعویٰ ہوا قاضی نے حکم دے دیا کہ مغصوب کی قیمت (غصب کی ہوئی چیز کی قیمت) غاصب ادا کرے اس فیصلہ کے بعد قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ ناجائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: کپڑا غصب کیا تھا غاصب کے پاس کسی دوسرے نے اُس کو ہلاک کر دیا مالک نے غاصب سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ جائز ہے۔ اور غاصب اُس ہلاک کرنے والے سے پوری قیمت وصول کرسکتا ہے مگر صلح کی رقم سے جتنا زیادہ لیا ہے وہ صدقہ کردے۔ اور اگر مالک نے اس ہلاک کرنے والے سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں غاصب بری ہوجائے گا یعنی مالک اُس سے تاوان نہیں لے سکتا بلکہ کسی وجہ سے اگر ہلاک کنندہ سے رقم صلح وصول نہ ہوسکے جب بھی غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا۔(3)

مسئلہ ۴: گیہوں غصب کیے تھے اور صلح روپے یا اشرفی پر ہوئی یہ صلح جائز ہے اگر غاصب کے پاس وہ گیہوں موجود ہوں اور روپے یا اشرفیاں (سونے کے سکے) فوراً دینا قرار پایا ہو یا انکے دینے کی کوئی میعاد ہو دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے اور اگر وہ گیہوں ہلاک ہوچکے اور روپے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور فوراً دینا ٹھہرا ہے تو جائز ہے جب کہ قبضہ بھی ہوجائے اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے صلح باطل ہوگئی۔(4)

مسئلہ ۵: ایک من گیہوں اور ایک من جَو غصب کیے اور دونوں کو خرچ کرڈالا اس کے بعد ایک من جَو پر صلح ہوئی اس طور پر کہ گیہوں معاف کردے یہ جائز ہے اور ان دونوں میں ایک موجود ہے اور اُسی پر صلح ہوئی یوں کہ جو خرچ کر

---

(1) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۱.

(2) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۲.

(3) المرجع السابق.

(4) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۲.

ڈالا ہے اُسے معاف کر دیا یہ بھی جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۶: ایک من گیہوں غصب کر کے غائب کر دیے اور انھیں گیہوں کے نصف من پر صلح کی یہ ناجائز ہے اور دوسرے گیہوں کے نصف من پر صلح ہوئی یہ جائز ہے مگر غاصب کے پاس اگر غصب کیے ہوئے گیہوں اب تک موجود ہیں تو نصف من سے جتنے زیادہ ہیں ان کو صَرف کرنا حلال نہیں بلکہ واجب ہے کہ مالک کو واپس دیدے۔ اور اگر دوسری جنس پر صلح ہوئی مثلاً کپڑے کا تھان مالک کو دے دیا یہ صلح بھی جائز ہے اور گیہوں کو کام میں لانا بھی جائز۔ اور اگر ایسی چیز غصب کی ہے جو تقسیم کے قابل نہیں مثلاً جانور اور صلح اسی کے نصف پر ہوئی یعنی اُس جانور میں نصف غاصب کا اور نصف مغصوب منہ (جس کی چیز غصب کی گئی) کا قرار پایا یہ صلح ناجائز ہے۔(6)

مسئلہ ۷: ایک ہزار روپے غصب کیے اور ان کو چھپا دیا اور پانسو میں صلح ہوئی غاصب نے اونھیں میں سے پانسو مالک کو دے دیے یا دوسرے روپے دیے قضاءً یہ صلح جائز ہے مگر دیانۃً غاصب پر واجب ہے کہ باقی روپے بھی مالک کو واپس دے۔(7)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن ضائع کر دیا قاضی نے حکم دیا کہ اُس کی قیمت تاوان دے مگر اوس قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے وہ فیصلہ باطل نہ ہوگا اور باہم اون دونوں نے قیمت پر مصالحت کی اور قبضہ سے قبل جدا ہو گئے یہ صلح بھی باطل نہیں اور اگر روپے ضائع کر دیے اور اُس سے کم پر مصالحت ہوئی اور ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح بھی جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۹: موچی کی دکان پر لوگوں کے جوتے رکھے تھے چوری گئے چور کا پتہ چل گیا موچی نے چور سے صلح کر لی اگر جوتے موجود ہوں بغیر اجازت مالک صلح جائز نہیں اور چور کے پاس جوتے باقی نہ رہے تو بغیر اجازت مالک بھی صلح جائز ہے بشرطیکہ روپے پر صلح ہوئی ہو اور زیادہ کی پر صلح نہ ہو۔(9)

مسئلہ ۱۰: صلح کرنے پر مجبور کیا گیا یہ صلح ناجائز ہے۔ دو مدعی ہیں حاکم نے مدعیٰ علیہ کو ایک سے صلح کرنے پر مجبور کیا اُس نے دونوں سے صلح کر لی جس کے لیے مجبور کیا گیا اُس سے صلح ناجائز ہے دوسرے سے جائز ہے۔(10)

---

(5) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۲۔

(6) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۲، ۲۴۳۔

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدین، فصل فی الصلح عن الدین، ج۲، ص۱۸۵۔

(8) المرجع السابق، ص۱۸۴۔

(9) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۴۔

(10) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج۴، ص۲۴۴۔

کام کرنے والوں سے صلح

مسئلہ ۱: دھوبی کو کپڑا دھونے کے لیے دیا اُس نے زور زور سے پاٹے (وہ سل یا لکڑی کا تختہ جس پر دھوبی کپڑے دھوتے ہیں) پر پیٹ کر پھاڑ ڈالا صلح یوں ہوئی کہ دھوبی کپڑا لے لے اور اتنے روپے دے یا یوں کہ دھوبی سے اتنے روپے لے گا اور اپنا کپڑا بھی لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر کیل وموزون پر صلح ہوئی اور یہ معین ہیں جب بھی صلح جائز ہے کپڑا دھوبی لے گا یا مالک لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر کیل وموزون غیر معین ہوں اور یہ طے ہوا کہ کپڑا دھوبی لے گا تو کیل یا موزون کا جتنا حصہ کپڑے کے مقابل ہوگا اُس میں صلح جائز ہے اور جو حصہ کپڑا پھٹنے کی قیمت کے مقابل ہو اوس میں ناجائز اور اگر یہ طے ہوا کہ کیل یا موزون بھی لے گا اور اپنا کپڑا بھی تو صلح ناجائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا مالک کہتا ہے نہیں دیا اس میں صلح ناجائز ہے اور اس صورت میں دھلائی بھی مالک کے ذمہ واجب نہیں۔ اور اگر دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا اور دھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر مالک کپڑا وصول ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے دھلائی دے چکا ہوں اور دھوبی دھلائی پانے سے انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوگئی یہ صلح بھی جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: اجیر مشترک (اجرت پر مختلف لوگوں کے کام کرنے والا) یہ کہتا ہے چیز میرے پاس سے ہلاک ہوگئی مالک نے کچھ روپے لے کر اُس سے صلح کرلی۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اجیر مشترک امین ہے چیز اُس کے پاس امانت ہوتی ہے اور امین کے پاس سے چیز ضائع ہو جائے تو معاوضہ نہیں لیا جاسکتا اور اجیر خاص میں یہ صورت پیش آئے تو بالاتفاق صلح ناجائز ہے۔ چرواہا اگر دوسرے لوگوں کے بھی جانور چراتا ہو تو اجیر مشترک ہے اور تنہا اسی کے جانور چراتا ہو تو اجیر خاص (نوکر) ہے۔(3)

مسئلہ ۴: کپڑا بُننے والے کو سُوت (روئی یا اُون سے بنا ہوا دھاگہ) دیا کہ اس کا سات ہاتھ لنبا اور چار ہاتھ چوڑا

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج۴، ص۲۴۴، ۲۴۵.

(2) المرجع السابق، ص۲۴۵.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج۴، ص۲۴۵.

کپڑا بُن دے اُس نے کم کر دیا پانچ ہاتھ لمبا چار ہاتھ چوڑا بُن دیا یا زیادہ کر دیا اس کا حکم یہ ہے کہ سوت والا کپڑا لے لے اور اُس کو اجرت مثل دیدے یا کپڑا اُسی کو دیدے اور جتنا سوت دیا تھا ویسا ہی اُتنا سوت اُس سے لے لے سوت والے نے دوسری صورت اختیار کی یعنی کپڑا دیدیا اور سوت لینا ٹھہرالیا اس کے بعد یوں مصالحت کر لی کہ سوت کی جگہ اتنے روپے لے گا اور روپے کی میعاد مقرر کر لی یہ صلح ناجائز ہے اور اگر پہلی صورت اختیار کی کہ کپڑا لے گا اور اجرت مثل دے گا اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ کپڑا دے دیا اور روپے لینا ٹھہرالیا اور اس کی مدت مقرر کر لی یہ صلح جائز ہے۔(4) اور اگر صلح اس طرح ہوئی کہ کپڑا لے گا اور اجرت میں اتنا کم کر دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۵: رنگنے کے لیے کپڑا دیا اور یہ ٹھہرا کہ اتنا رنگ ڈالنا اور ایک روپیہ رنگائی دی جائے گی اوس نے دو چند رنگ ڈال دیا اس میں کپڑے والے کو اختیار ہے کہ اپنا کپڑا لے لے اور ایک روپیہ دے اور جو رنگ زیادہ ڈالا ہے وہ دے یا اپنے سپید کپڑے کی قیمت لے لے اور کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اس میں صلح یوں ہوئی کہ اتنے روپے لے گا یہ صلح جائز ہے اگرچہ روپے کے لیے میعاد ہو اور اگر یوں صلح ہوئی کہ اپنا کپڑا لے گا اور یہ معین گیہوں رنگائی میں دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔(6)

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب صلح الاعمال... إلخ، ج ۲، ص ۱۸۶، ۱۸۷۔

(5) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج ۴، ص ۲۴۵۔

(6) المرجع السابق۔

بیع میں صلح

مسئلہ ۱: ایک چیز خریدی اُس چیز پر یا اُس کے کسی جز پر کسی نے دعویٰ کر دیا کہ میری ہے مشتری نے اُس سے صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر مشتری یہ چاہے کہ جو کچھ دینا پڑا ہے بائع سے واپس لوں یہ نہیں ہو سکتا۔(1)

مسئلہ ۲: ایک چیز خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کر لیا اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بیع فاسد ہوئی تھی مگر گواہ میسر نہیں ہوئے کہ فساد ثابت کرتا دعوائے فساد کے متعلق دونوں میں مصالحت ہوگئی یہ صلح ناجائز ہے صلح کے بعد اگر گواہ میسر آئیں پیش کرسکتا ہے گواہ لیے جائیں گے۔(2)

مسئلہ ۳: رب السلم (بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں) نے مسلم الیہ (بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں) سے راس المال (بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں) پر صلح کر لی جائز ہے اور دوسری جنس پر صلح کرے مثلاً اتنے من گیہوں (گندم) کی جگہ اتنے من جو دیدے یہ صلح ناجائز ہے۔(3)

مسئلہ ۴: مسلم الیہ کے ذمہ سلم کے دس من گیہوں ہیں اور ہزار روپے بھی رب السلم کے اُس کے ذمہ ہیں دونوں کے مقابل میں سو روپے پر صلح ہوگئی جائز ہے۔(4)

مسئلہ ۵: سلم میں یوں صلح ہوئی کہ نصف راس المال لے گا اور نصف مسلم فیہ یہ جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۶: پانچ من گیہوں میں سلم کیا تھا جس کی میعاد ایک ماہ تھی پھر اُسی شخص سے پانچ من جو میں سلم کی اور اس کی میعاد دو ماہ مقرر ہوئی ایک ماہ کا زمانہ گزرا اور گیہوں کی وصولی کا وقت آگیا دونوں میں یہ مصالحت ہوئی کہ رب السلم گیہوں اس وقت لے لے اور جَو کی میعاد میں اضافہ ہو جائے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جَو اس وقت لے لے اور گیہوں کی میعاد مؤخر ہو جائے یہ ناجائز ہے۔(6)

---

(1) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۲۴۶.

(2) المرجع السابق.

(3) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۱...

(4) البدائع الصنائع، کتاب الصلح، فصل: شرائط التی ترجع إلی المصالح، ج۵، ص۵۳.

(5) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۲۴۶.

(6) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۲۴۶.

مسئلہ ۷: کپڑے کے عوض میں گیہوں میں سلم کیا اور مسلم الیہ کو وہ کپڑا دے دیا پھر مسلم الیہ نے اُسی کپڑے سے کسی دوسرے شخص سے سلم کیا رب السلم اول نے مسلم الیہ اول سے راس المال پر مصالحت کی اس کی دو صورتیں ہیں اگر مسلم الیہ اول کے پاس وہ کپڑا آگیا اس کے بعد صلح ہوئی اور اس طور پر آیا جو من کل الوجہ فسخ ہے (یعنی ہر صورت میں فسخ ہے) مثلاً مسلم الیہ ثانی نے خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دیا یا خیار عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا یا دوسری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے اس کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ رب السلم کو وہی کپڑا واپس کر دے کپڑے کی قیمت واپس دینے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ یوہیں اگر مسلم الیہ نے وہ کپڑا کسی کو ہبہ کر دیا تھا پھر واپس لے لیا قاضی کے حکم سے واپس لیا ہے یا بغیر قضائے قاضی (قاضی کے فیصلے کے بغیر) اس صورت میں بھی رب السلم کو کپڑا واپس کر دے۔ اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کو ایسی وجہ سے حاصل ہوا کہ من کل الوجہ ملکِ جدید (نئی ملکیت) ہو مثلاً اس نے مسلم الیہ ثانی سے خرید لیا یا اوس نے اسے ہبہ کر دیا یا بطور میراث اس کو ملا ان صورتوں میں رب السلم اول کو کپڑے کی قیمت ملے گی وہ کپڑا نہیں ملے گا۔ اور اگر اس طرح واپس ہوا کہ ایک وجہ سے فسخ اور ایک وجہ سے تملیک (مالک بنانا) ہے مثلاً دونوں نے سلم ثانی کا اقالہ کر لیا یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس لے لیا تو رب السلم کا حق کپڑے کی قیمت ہے خود وہ کپڑا نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ اول کے پاس کپڑا آنے سے قبل دونوں نے راس المال پر صلح کی اور قاضی نے مسلم الیہ اول کو قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس کے پاس وہی کپڑا آگیا تو یہ دونوں قیمت کی جگہ پر کپڑا واپس کرنے پر مصالحت نہیں کر سکتے مسلم الیہ کے پاس اُس کی واپسی جس صورت سے بھی ہو مگر صرف اس صورت میں کہ عیب کی وجہ سے بحکم قاضی واپس ہوا ہو اور اگر قاضی نے قیمت واپس دینے کا حکم ابھی نہیں دیا ہے کہ وہی کپڑا مسلم الیہ کے پاس اس طرح آیا کہ وہ ہر وجہ سے سلم ثانی کا فسخ ہے تو رب السلم کو کپڑا دے گا ورنہ قیمت۔ (7)

مسئلہ ۸: دو شخصوں نے مل کر تیسرے سے سلم کیا تھا اون میں ایک نے اپنے حصہ میں راس المال پر صلح کر لی یہ صلح شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے اگر رد کر دی صلح باطل ہو گئی اور سلم بدستور باقی رہی اور شریک نے جائز کر دی تو صلح دونوں پر نافذ ہو گی یعنی نصف راس المال میں دونوں شریک ہوں گے اور نصف مسلم فیہ میں بھی دونوں کی شرکت ہو گی۔ (8)

مسئلہ ۹: ایک شخص سے سلم کیا ہے مسلم الیہ کی طرف سے کسی نے کفالت کی (ذمہ داری لی) ہے کفیل

---

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...الخ، ج۴، ص۲۴۴.

(8) المرجع السابق.

(ضامن) نے رب السلم سے راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اجازت مسلم الیہ پر موقوف ہے جائز کر دی جائز ہے رد کر دی باطل ہے اگر کفیل نے بغیر حکم مسلم الیہ کفالت کی ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اجنبی نے راس المال پر مصالحت کی اور راس المال کا ضامن ہو گیا جب بھی یہی حکم ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: کفیل نے رب السلم سے جنس مسلم فیہ (بیع سلم میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کو مسلم فیہ کہتے ہیں) پر مصالحت کی مگر سلم میں عمدہ گیہوں قرار پائے اور اُس نے کم درجہ کا دینا ٹھہرا لیا یہ صلح جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے گیہوں لے گا۔(10)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے دوسرے کو سلم کرنے کا حکم دیا تھا (وکیل بنایا تھا) اُس نے سلم کیا پھر راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اس وکیل پر نافذ ہو گی موکل پر نافذ نہیں ہو گی یعنی وکیل اُس مسلم الیہ سے راس المال لے سکتا ہے مسلم فیہ نہیں لے سکتا مگر اس پر لازم ہے کہ موکل کو مسلم فیہ اپنے پاس سے دے اور اگر خود موکل نے مسلم الیہ سے صلح کر لی اور راس المال پر قبضہ کر لیا تو صلح جائز ہے یعنی وکیل بھی مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔(11)

❀❀❀❀❀

(9) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۲۴۷، ۲۴۸۔

(10) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدین، فصل فی الابراء عن البعض... إلخ، ج۲، ص۱۸۵۔

(11) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج۴، ص۲۴۸۔

صلح میں خیار

مسئلہ ۱: ایک چیز کا دعویٰ ہے اور دوسری جنس پر صلح ہوئی یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اس میں خیار شرط صحیح ہے مثلاً سوروپے کا دعویٰ تھا اور غلام یا جانور پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ نے اپنے لیے یا مدعی کے لیے تین دن کا خیار شرط رکھا صلح بھی جائز ہے اور خیار شرط بھی، مدعیٰ علیہ دعویٰ کا اقرار کرتا ہو یا انکار دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا غلام پر صلح ہوئی یوں کہ مدعی ایک ماہ کے اندر دس اشرفیاں مدعیٰ علیہ کو دے گا اور اس میں خیار شرط بھی ہے اگر عقد واجب ہو گیا یعنی خیار شرط کی وجہ سے فسخ نہیں کیا تو مدعیٰ علیہ ہزار سے بری ہو گیا اور مدعی کے ذمہ اُس کی دس اشرفیاں واجب ہو گئیں اور اُن کی میعاد یوم وجوب عقد سے ایک ماہ تک ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ دس روپے ہیں اور کپڑے کے تھان پر خیار شرط کے ساتھ صلح ہوئی اور تھان مدعی کو دے دیا مگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی تھان ضائع ہو گیا مدعی تھان کی قیمت کا ضامن ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ وہی دس روپے بدستور واجب ہیں اور اگر خیار مدعی کے لیے تھا اور اندرون مدت مدعی کے پاس سے ضائع ہو گیا تو دس روپے کے بدلے میں ضائع ہوا یعنی اب کوئی دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر اندرون مدت جس کے لیے خیار تھا وہی مر گیا تو صلح تمام ہو گئی۔ (3)

مسئلہ ۴: دَین کے بدلے میں غلام پر بشرط خیار مصالحت ہوئی اور خیار کی مدت تین دن قرار پائی مدت پوری ہونے کے بعد صاحب خیار کہتا ہے میں نے اندرون مدت فسخ کر دیا تھا اور دوسرا منکر ہے تو فسخ کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر اس نے فسخ کے گواہ پیش کیے اور دوسرے نے اس کے گواہ پیش کیے کہ اس نے عقد کو نافذ کر دیا ہے تو فسخ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اندرون مدت یہ اختلاف ہوا تو صاحب خیار کا قول معتبر ہے اور دوسرے کے گواہ۔ (4)

مسئلہ ۵: دو شخصوں کا ایک شخص پر دَین ہے مدیون نے غلام پر دونوں سے مصالحت کی اور دونوں کے لیے خیار شرط رکھا ان میں سے ایک صلح پر راضی ہے اور دوسرا فسخ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں ہو سکتا فسخ کرنا چاہیں تو دونوں مل کر فسخ

---

(1) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۴۹۔

(2) المرجع السابق۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۴۹۔

کریں۔(5)

مسئلہ ۶: مدعیٰ علیہ نے دعوے سے انکار کیا اس کے بعد خیار شرط کے ساتھ صلح کی پھر بمقتضائے خیار (یعنی اختیار کی وجہ سے) عقد کو فسخ کر دیا تو مدعی کا دعویٰ بدستور لوٹ آئے گا اور مدعیٰ علیہ کا صلح کرنا اقرار نہیں متصور ہوگا۔(6)

مسئلہ ۷: جس چیز پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے نہیں دیکھا ہے دیکھنے کے بعد اُس کو خیار حاصل ہے پسند نہیں ہے واپس کر دے اور صلح جاتی رہی۔ جس پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے دیکھا مگر مدعی پر کسی دوسرے نے دعویٰ کیا اُسی چیز پر اس نے اُس دوسرے سے صلح کر لی اُس نے دیکھ کر واپس کر دی اب مدعی اس چیز کو مدعیٰ علیہ پر واپس نہیں کر سکتا اور اگر خیار عیب کی وجہ سے دوسرا شخص حکم قاضی سے واپس کرتا تو مدعی مدعیٰ علیہ کو واپس کر سکتا تھا۔(7)

مسئلہ ۸: مدعی کے لیے صلح میں خیار عیب اُس وقت ہوتا ہے جب مال کا دعویٰ ہو اور اس کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے کہ اگر حکم قاضی سے فسخ ہو تو صلح فسخ ہوگی اور مدعیٰ علیہ اُس چیز کو اپنے بائع پر واپس کر سکتا ہے اور بغیر حکم قاضی ہو تو بائع پر رد نہیں کر سکتا۔(8)

مسئلہ ۹: جس پر مصالحت ہوئی اُس میں عیب پایا مگر چونکہ چیز ہلاک ہو چکی ہے یا اُس میں کمی یا بیشی ہو چکی ہے اس وجہ سے واپس نہیں کر سکتا تو بقدر عیب مدعیٰ علیہ پر رجوع کریگا اگر یہ صلح اقرار کے بعد ہے تو عیب کا جتنا حصہ اُس کے حق کے مقابل ہوا وتنا مدعیٰ علیہ سے وصول کر سکتا ہے اور انکار کے بعد صلح ہوئی تو حصہ عیب کے مقابل میں جو کمی ہوئی اُس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: مکان کا دعویٰ تھا غلام دے کر مدعیٰ علیہ نے صلح کر لی اس غلام میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اگر مستحق صلح کو جائز نہ رکھے تو مدعی اوب مدعیٰ علیہ پر پھر دعویٰ کر سکتا ہے اور اگر مستحق نے صلح کو جائز کر دیا تو غلام مدعی کا ہے اور مستحق بقدر قیمت غلام مدعیٰ علیہ سے وصول کر سکتا ہے اور اگر نصف غلام میں مستحق نے اپنی مِلک ثابت کی ہے تو مدعی کو اختیار ہے نصف غلام جو باقی ہے یہ لے اور نصف حق کا مدعیٰ علیہ پر دعویٰ کرے یا یہ نصف بھی واپس کر دے اور پورے مطالبہ کا دعویٰ کرے۔(10)

---

(5) المرجع السابق.

(6) الفتاوی الهندية، كتاب الصلح، الباب الثامن في الخيار في الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۴۹.

(7) المرجع السابق.

(8) المرجع السابق، ص۲۵۰.

(9) الفتاوی الهندية، كتاب الصلح، الباب الثامن في الخيار في الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۵۰.

(10) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: روپے سے ایک چیز خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا (یعنی بائع کا ثمن پر اور مشتری کا مبیع پر قبضہ ہو گیا) اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا۔ بائع عیب کا اقرار کرتا ہو یا انکار اس معاملہ میں اگر روپے پر صلح ہوگئی یہ جائز ہے روپے کے لیے میعاد مقرر ہوئی یا فوراً دینا قرار پایا بہرحال جائز ہے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور ان پر قبضہ بھی ہو گیا جائز ہے اور معین کپڑے پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے معین گیہوں پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے اور غیر معین گیہوں پر صلح ہوئی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے یہ ناجائز ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: کپڑا خریدا اُسے قطع کرا کے (کٹوا کر) سلوا لیا اب عیب پر مطلع ہوا اور روپیہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا اور عیب پر مطلع ہوا صلح جائز ہے اور اگر کپڑا قطع کرایا ہے ابھی سلا نہیں اور بیع کر ڈالا پھر عیب پر مطلع ہوا اُس عیب کے بارے میں صلح ناجائز ہے۔ کپڑے کو سیاہ رنگا اس کا بھی یہی حکم ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: کپڑا قطع کر ڈالا اور ابھی سلا نہیں ہے کہ مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اور بائع اقرار کرتا ہے کہ یہ عیب اُس کے یہاں موجود تھا صلح یوں ہوئی کہ بائع کپڑا واپس لے لے اور ثمن میں سے دو روپے کم مشتری واپس لے یہ جائز ہے یہ روپے اُس عیب کے مقابل میں ہوں گے جو مشتری کے فعل سے پیدا ہوا یعنی قطع کرنے سے۔(13)

مسئلہ ۱۴: ایک چیز سو روپے میں خریدی مشتری نے اُس میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ مشتری چیز پھیر دے (واپس کردے) اور بائع نوے روپے واپس کر دے گا اگر بائع اقرار کرتا ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں تھا یا وہ عیب اس قسم کا ہے کہ معلوم ہے کہ مشتری کے یہاں پیدا نہیں ہوا ہے تو باقی دس روپے بھی واپس دینے ہوں گے اور اگر بائع کہتا ہے کہ یہ عیب میرے یہاں نہیں تھا یا بائع نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار اور مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے تو باقی روپے واپس کرنا لازم نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: ایک چیز سو روپے میں خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا اُس میں عیب ظاہر ہوا یوں مصالحت ہوئی کہ مشتری بھی پانچ روپے کم کر دے اور بائع بھی اور یہ چیز تیسرا شخص لے لے جو نوے روپے میں لینے پر راضی ہے اس تیسرے کا خریدنا بھی جائز ہے اور مشتری کا پانچ روپے کم کرنا بھی جائز ہے مگر بائع کا پانچ روپے کم کرنا جائز نہیں لہٰذا اس شخص ثالث کو اختیار ہے کہ پچانوے میں لے یا چھوڑ دے۔(15)

---

(11) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۲۵۰۔

(12) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۲۵۰، ۲۵۱۔

(13) المرجع السابق، ص۲۵۲۔

(14) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۲۵۱۔

مسئلہ ۱۶: ہزار روپے میں چیز خریدی اور تقابض بدلین ہوگیا پھر اس چیز کو دو ہزار میں بیع کیا اور اس بیع میں بھی تقابض بدلین ہوگیا مشتری دوم نے اُس چیز میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ بائع اول ڈیڑھ ہزار میں اس چیز کو واپس لے لے یہ جائز ہے اور جدید بیع ہے بائع دوم سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۷: دس روپے میں کپڑا خریدا اور طرفین (یعنی بائع اور مشتری) نے قبضہ کرلیا مشتری اُس میں عیب بتاتا ہے اور بائع انکار کرتا ہے ایک تیسرا شخص کہتا ہے کہ میں یہ کپڑا آٹھ روپے میں خرید لیتا ہوں اور بائع مشتری سے ایک روپیہ کم کردے یہ جائز ہے اس شخص کو آٹھ روپے دینے ہوں گے۔(17)

مسئلہ ۱۸: دس روپے میں کپڑا خریدا اور دھوبی کو دے دیا دھوبی دھو کر لایا تو پھٹا ہوا نکلا مشتری کہتا ہے معلوم نہیں بائع کے یہاں پھٹا ہوا تھا یا دھوبی نے پھاڑا ہے ان میں اس طرح صلح ہوئی کہ بائع ثمن سے ایک روپیہ کم کردے اور ایک روپیہ دھوبی مشتری کو دے اور اپنی دھلائی مشتری سے لے یہ جائز ہے۔ یونہیں اگر یوں صلح ہوئی کہ کپڑا بائع واپس لے یہ بھی جائز ہے اور اگر مصالحت نہ ہوئی بلکہ دعویٰ کرنے کی نوبت ہوئی تو مشتری کو اختیار ہے بائع پر دعویٰ کرے یا دھوبی پر مگر بائع پر دعویٰ کریگا تو دھوبی بری ہوگیا کیونکہ جب بائع کے یہاں پھٹا ہونا بتایا تو دھوبی سے تعلق نہ رہا اور دھوبی پر دعویٰ کیا تو بائع بری ہے کہ جب دھوبی کا پھاڑنا کہا تو معلوم ہوا بائع کے یہاں پھٹا نہ تھا۔(18)

❀❀❀❀❀

(16) المرجع السابق، ص۲۵۲.

(17) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۵۲.

(18) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح... إلخ، ج۴، ص۲۵۲.

جائداد غیر منقولہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی (دعویٰ کرنے والا) یہ کمرہ لے لے اگر وہ کمرہ دوسرے مکان کا ہے جو مدعیٰ علیہ کی مِلک ہے (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے اُس کی ملکیت میں ہے) تو صلح جائز ہے اور اگر اسی مکان کا کمرہ ہے جس کا دعویٰ تھا جب بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو یہ حق حاصل نہ رہا کہ اس مکان کا پھر دعویٰ کرے ہاں اگر مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان مدعی ہی کا ہے تو اُسے حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے۔(1)

مسئلہ ۲: یہ دعویٰ کیا کہ اس مکان میں اتنے گز زمین میری ہے اور صلح ہوئی کہ مدعی اتنے روپے لے لے یہ جائز ہے اور اگر اس طرح صلح ہوئی کہ فلاں کے پاس جو مکان ہے اُس میں مدعیٰ علیہ کا حق ہے مدعی اُسے لے لے اگر مدعی کو معلوم ہے کہ اُس مکان میں مدعیٰ علیہ کا اتنا حصہ ہے تو صلح جائز ہے اور معلوم نہیں ہے تو نا جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مکان کے متعلق دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر کچھ روپیہ دے کر مصالحت کر لی اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے حق مدعی کا اقرار کیا مدعی چاہتا ہے کہ صلح توڑ دے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے صلح اس لیے کی تھی کہ تم نے انکار کیا تھا مدعی کے اس کہنے سے صلح نہیں توڑی جائے گی۔(3)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ ایک شخص مکان لے لے اور دوسرا اُس کی چھت۔ اگر چھت پر کوئی عمارت نہیں ہے تو صلح جائز نہیں اور اگر چھت پر عمارت ہے اور یہ ٹھہرا کہ ایک نیچے کا مکان لے اور دوسرا بالا خانہ (مکان کی اوپری منزل) لے یہ صلح جائز ہے۔(4)

مسئلہ ۵: مکان میں حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ مدعی اُس کے ایک کمرہ میں ہمیشہ یا تا زیست (یعنی جب تک زندہ ہے) سکونت رکھے یہ صلح جائز نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: زمین کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ (جس کے قبضہ میں زمین ہے) اُس میں پانچ برس

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۴۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار... إلخ فصل فی الصلح عن دعوی العقار، ج۲، ص۱۹۱۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۵۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۵۔

(5) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار... إلخ فصل فی الصلح عن دعوی العقار، ج۲، ص۱۹۰۔

تک کاشت کریگا مگر زمین مدعی کی ملک رہے گی یہ جائز ہے۔(6)

مسئلہ ۷: ایک مکان خرید کر اُس کو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اوس کے متعلق دعویٰ کیا جس نے مسجد بنائی اُس نے یا اہلِ محلہ نے مدعی سے صلح کی یہ صلح جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۸: دوشخصوں نے ایک مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعیٰ علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور مکان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے اور اگر ایک نے پورے مکان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کر لینے کا ضامن ہوگیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں سے پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اسکے حق میں صلح ناجائز ہے اسکا دعویٰ بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں پچاس مدعیٰ علیہ کو واپس کردے۔(8)

مسئلہ ۹: دوشخصوں کے پاس دو مکان ہیں ہر ایک نے دوسرے پر اُس کے مکان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ میں تمھارے مکان میں رہوں تم میرے مکان میں یہ جائز ہے اور یوں صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضہ میں جو مکان ہے وہ دوسرے کو دیدے یہ بھی جائز ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: دروازہ یا روشندان کے بارے میں جھگڑا ہے پردسی کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ دروازہ یا روشندان بند نہیں کیا جائے گا یہ صلح ناجائز ہے۔ یوہیں اگر پردسی نے مالک مکان کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ تم دروازہ یا روشندان بند کرلو یہ صلح بھی درست نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کی زمین ہے جس میں زراعت ہے دوسرے نے زراعت کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے مالک زمین نے کچھ روپے دے کر اُس سے صلح کر لی یہ جائز ہے۔ اور اگر زمین دوشخصوں کی ہے تیسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں جو زراعت ہے وہ میری ہے اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں ایک مدعیٰ علیہ نے صلح کر لی کہ مدعی سو روپے دیدے اور نصف زراعت میں مدعی کو دے دوں گا اگر زراعت طیار ہے صلح جائز ہے اور طیار نہیں ہے تو بغیر دوسرے

---

(6) المرجع السابق، ص۱۹۱۔

(7) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۵۔

(8) المرجع السابق، ص۲۵۶۔

(9) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۶۔

(10) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج۴، ص۲۵۷۔

مدعیٰ علیہ کی رضا مندی کے صلح جائز نہیں اور اگر ایک مدعیٰ علیہ نے سو روپے پر یوں مصالحت کی کہ نصف زمین مع زراعت دیتا ہوں تو صلح بہر حال جائز ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: شارع عام (عام گزرگاہ) پر ایک شخص نے سائبان (چھپر وغیرہ) ڈال لیا ہے ایک شخص نے اسکے ہٹا دینے کا دعویٰ کیا اُس نے اسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ سائبان نہ ہٹایا جائے یہ صلح ناجائز، خود یہی شخص جس نے دعویٰ کیا تھا یا دوسرا شخص اسے ہٹوا سکتا ہے اور اگر حکومت ہٹانا چاہتی ہے اور اس نے کچھ روپیہ دے کر چاہا کہ ہٹایا نہ جائے اور روپیہ لے کر بیت المال میں داخل کرتا ہی عامہ مسلمین (عام مسلمانوں) کے حق میں مفید ہو اور سائبان سے عامہ مسلمین کو ضرر (نقصان) نہ ہو تو صلح جائز ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: درخت کی شاخ پڑوسی کے مکان میں پہنچ گئی وہ کاٹنا چاہتا ہے مالک درخت نے اُسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ شاخ نہ کاٹی جائے یہ صلح ناجائز ہے اور اگر مالک مکان نے مالک درخت کو روپے دے کر صلح کر لی کہ کاٹ ڈالی جائے یہ صلح بھی باطل ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے درخت کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعیٰ علیہ انکار کرتا ہے صلح یوں ہوئی کہ اس سال جتنے پھل آئیں گے سب مدعی کو دے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا مشتری نے اوسے کچھ روپے دے کر مصالحت کر لی کہ وہ شفعہ سے دست بردار ہو جائے شفعہ باطل ہو گیا اور مشتری پر وہ روپے لازم نہیں بلکہ اگر مشتری دے چکا ہے تو شفیع سے واپس لے۔(15)

❀❀❀❀❀

---

(11) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج ۴، ص ۲۵۷، ۲۵۸.

(12) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج ۴، ص ۲۵۸.

(13) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج ۴، ص ۲۵۸.

(14) المرجع السابق.

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار... إلخ، ج ۲، ص ۱۸۸.

یمین کے متعلق صلح

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ منکر ہے صلح یوں ہوئی کہ مدعیٰ علیہ حلف کر لے بری ہو جائے گا اُس نے قسم کھالی یہ صلح باطل ہے یعنی مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے اگر گواہوں سے مدعی اپنا حق ثابت کر دے گا وصول کر لے گا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور مدعیٰ علیہ سے پھر قسم کھلانا چاہتا ہے اگر پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم نہیں کھائی تھی تو قاضی مدعیٰ علیہ پر دوبارہ حلف دیگا اور اگر پہلی قسم قاضی کے حضور تھی (یعنی پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم کھائی تھی) تو دوبارہ حلف نہیں دے گا۔(1)

مسئلہ ۲: اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی اپنے دعوے کے صحیح ہونے پر آج قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو اسکا دعویٰ باطل ہے یہ صلح باطل ہے اگر وہ دن گزر گیا اور قسم نہیں کھائی اُس کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔ یوہیں اگر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو مال کا ضامن ہے یا مال اُس کے ذمہ ثابت ہے یا مال کا اقرار سمجھا جائے گا یہ صلح بھی باطل ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مدعی کے پاس گواہ نہیں اُس نے مدعیٰ علیہ سے حلف کا مطالبہ کیا قاضی نے بھی حلف کا حکم دے دیا مدعیٰ علیہ نے مدعی کو کچھ روپے دے کر راضی کر لیا کہ مجھ سے قسم نہ کھلواؤ یہ صلح جائز ہے مدعیٰ علیہ حلف سے بری ہو گیا۔(3)

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الحادی عشر فی الصلح فی الیمین... إلخ، ج۴، ص۲۵۹.

(2) المرجع السابق، ص۲۵۹، ۲۶۰.

(3) المرجع السابق، ص۲۶۰.

دوسرے کی طرف سے صلح

مسئلہ ۱: فضولی اگر صلح کرے اُس کا آزاد و بالغ ہونا ضروری ہے یعنی غلام ماذون و نابالغ بچہ دوسرے کی طرف سے صلح نہیں کرسکتا۔(1)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دَین (قرض) کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) دَین سے منکر ہے ایک اجنبی شخص نے مدعی (دعویٰ کرنے والے) سے کہا تم نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار روپے میں صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے صلح کی یہ صلح مدعیٰ علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر جائز کردے گا جائز ہوگی اور ہزار روپے مدعیٰ علیہ پر لازم ہوں گے اور رد کردے گا باطل ہوجائے گی اور اس صلح کو اجنبی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے یہ کہا تھا کہ تم نے جو فلاں پر دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اور مدعی نے وہی کہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مدعیٰ علیہ منکر ہے اُس نے کسی کو صلح کے لیے مامور کردیا ہے اُس مامور نے یہ کہا تم فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار پر صلح کرلو اُس نے کہا میں نے صلح کی مدعیٰ علیہ پر صلح نافذ ہوگی اور اُس پر ہزار روپے لازم ہوں گے اور اگر مامور نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اس کا بھی وہی حکم ہے۔(3)

مسئلہ ۴: اجنبی نے کہا مجھ سے ہزار روپے پر صلح کردیا فلاں (مدعیٰ علیہ) سے میرے مال سے ہزار روپے پر صلح کرلو یہ صلح مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر روپے اجنبی پر لازم ہوں گے اور اگر اجنبی نے یہ کہا فلاں سے ہزار روپے پر صلح کرلو اس شرط پر کہ میں ہزار کا ضامن ہوں یہ صلح بھی مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر مدعی کو اختیار ہے کہ بدل صلح (وہ مال جس کے بدلے صلح ہوئی) کا مطالبہ مدعیٰ علیہ سے کرے یا اُس اجنبی سے۔(4)

مسئلہ ۵: اجنبی نے مدعی سے سو روپے پر مصالحت کی پھر کہتا ہے میں نہیں دوں گا اگر صلح کی اضافت (یعنی نسبت) اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف کی ہے یا بدلِ صلح کا ضامن ہوا ہے تو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ باتیں نہیں

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج۴، ص۲۶۶.

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدین...إلخ، ج۲، ص۱۸۲.

(3) المرجع السابق، ص۱۸۳

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج۴، ص۲۶۶.

ہیں تو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔(5)

مسئلہ ٦: اجنبی نے بغیر حکم مدعیٰ علیہ سے سو روپے پر یا کسی چیز کے بدلے میں صلح کی مدعی نے وہ روپے کھرے (خالص) نہ تھے اس وجہ سے واپس کر دیے یا اُس چیز میں عیب تھا واپس کر دی اُس صلح کرنے والے کے ذمہ کچھ لازم نہیں مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔(6)

مسئلہ ۷: فضولی نے مدعی سے مثلاً سو روپے پر صلح کی اس شرط پر کہ وہ چیز جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے فضولی کی ہوگی مدعیٰ علیہ کی نہیں ہوگی اور مدعیٰ علیہ دعوائے مدعی سے منکر ہے یہ صلح جائز ہے۔ فضولی نے صلح کی اپنے مال کی طرف اضافت کی ہو یا نہ کی ہو مال کا ضامن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہر حال جائز ہے اور اب یہ فضولی مدعی سے اُس شے کی تسلیم کا مطالبہ کرسکتا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا پھر اگر مدعی کے لیے اُس چیز کی تسلیم ممکن ہے مثلاً مدعی نے گواہوں سے وہ چیز اپنی ثابت کر دی یا مدعیٰ علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کرلیا مدعی وہ چیز اُس فضولی کو دے اور اگر تسلیم ناممکن ہے تو فضولی صلح کو فسخ (ختم) کر کے بدل صلح مدعی سے واپس لے سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: فضولی نے مدعیٰ علیہ سے صلح کی کہ وہ مکان جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اتنے میں اُسے دیدو یہ صلح جائز ہے اور اگر وہ شخص مامور ہے اُس نے صلح کی اور ضامن ہوگیا پھر ادا کیا تو مدعی سے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔(8)

تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

❁❁❁❁❁

---

(5) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج۴، ص۲۶۷.

(6) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج۴، ص۲۶۷.

(7) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج۴، ص۲۶۷.

(8) المرجع السابق

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

فیضانِ شریعت

جلد چہاردہم

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی

شارح

علامہ ابو الرجب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

بار اول	مئی 2017
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

جلد چہاردہم

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

فہرست

عنوانات	صفحہ

مضاربت کا بیان

ودیعت کا بیان

عاریت کا بیان

ہبہ کا بیان

اجارہ کا بیان

ضمانِ اَجیر کا بیان

وَلا کا بیان

مضاربت، اجارہ، اکراہ، حظر و اباحت، قصاص، دیت، وصیت، میراث وغیرہ کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مضاربت کا بیان

یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام، مال دینے والے کو رب المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو دیا اُسے راس المال کہتے ہیں اور اگر تمام نفع رب المال ہی کے لیے دینا قرار پایا تو اُس کو اِبضاع کہتے ہیں اور اگر کل کام کرنے والے کے لیے طے پایا تو قرض ہے، اس عقد کی لوگوں کو حاجت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں بعض مالدار ہیں اور بعض تہی دست (غریب) بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا تجارت کے اُصول وفروع سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا تجارت کیونکر کریں اس عقد کی مشروعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر وغریب دونوں کو فائدہ پہنچے مال والے کو روپیہ دیکر اور غریب آدمی کو اُس کے روپیہ سے کام کر کے۔

❀❀❀❀❀

شرائطِ مضاربت

مسئلہ ۱: مضاربت کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) راس المال از قبیل ثمن ہو۔ عروض (1) کے قسم سے ہو تو مضاربت صحیح نہیں پیسوں کو راس المال قرار دیا اور وہ چلتے ہوں تو مضاربت صحیح ہے۔ یوہیں نِکل (ایک قسم کی سفید دھات) کی اِکنیاں (2) دوانیاں (3) راس المال ہوسکتی ہیں جب تک اِن کا چلن ہے۔ اگر اپنی کوئی چیز دیدی کہ اسے بیچو اور ثمن پر قبضہ کرو اور اُس سے بطور مضاربت کام کرو اُس نے اُس کو روپیہ یا اشرفی سے بیچ کر کام کرنا شروع کر دیا یہ مضاربت صحیح۔

(۲) راس المال معلوم ہو۔ اگرچہ اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اُس کی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر اگر نفع کی تقسیم کرتے وقت راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا تو گواہوں سے جو ثابت کردے اُس کی بات معتبر ہے اور دونوں کے گواہ ہوں تو رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مضارب کی بت معتبر ہوگی۔

(۳) راس المال عین ہو یعنی معیّن ہو دَین نہ ہو جو غیر معیّن واجب فی الذمہ (کسی کے ذمہ لازم) ہوتا ہے۔ مضاربت اگر دَین کے ساتھ ہوئی اور وہ دَین مضاربت پر ہے یعنی اُس سے کہہ دیا کہ تمھارے ذمہ جو میرا روپیہ ہے اُس سے کام کرو یہ مضاربت صحیح نہیں جو کچھ خریدے گا اُس کا مالک مضارب ہوگا اور جو کچھ دَین ہوگا اُس کے ذمہ ہوگا اور اگر دوسرے پر دَین ہو مثلاً کہہ دیا کہ فلاں کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اُس کو وصول کرو اور اُس سے بطور مضاربت تجارت کرو یہ مضاربت جائز ہے اگرچہ اس طرح کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں پر میرا دَین ہے وصول کر کے پھر اُس سے کام کرو اُس نے کل روپیہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی کام کرنا شروع کر دیا ضامن ہے یعنی اگر تلف ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر یہ کہا تھ کہ اُس سے روپیہ وصول کرو اور کام کرو اور اس نے کل روپیہ وصول کرنے سے پہلے کام شروع کر دیا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ مضاربت پر کام کرنے کے لیے اُس سے روپیہ وصول کرو تو کل وصول کرنے سے پہلے کام کرنے کی اجازت نہیں یعنی ضمان دینا ہوگا۔ (4)

---

(1) نقود (سونا، چاندی اور کرنسی) کے علاوہ دوسری چیزیں

(2) اکنی کی جمع، کانسی کا بنا ہوا سکہ جو قیمت میں روپے کا سولھواں حصہ ہوتا ہے۔

(3) دونی کی جمع، جو آنے کی قدر کا چاندی یا کانسی کا سکہ

(4) البحر الرائق، کتاب المضاربۃ، ج ۷، ص ۴۴۸۔

←

مسئلہ ۲: یہ کہا کہ میرے لیے اُدھار غلام خریدو پھر بیچو اور اُس کے ثمن سے بطور مضاربت کام کرو اس نے خریدا پھر بیچا اور کام کیا یہ صورت جائز ہے۔ غاصب یا امین یا جس کے پاس اس نے اِبضاع (5) کے طور پر روپیہ دیا تھا ان سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے پاس ہے اُس سے بطور مضاربت کام کرو نفع آدھا آدھا یہ جائز ہے۔ (6)

(۴) راس المال مضارب کو دیدیا جائے یعنی اُس کا پورے طور پر قبضہ ہوجائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے۔

(۵) نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی، نفع میں س طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہوجانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو ۱۰۰ روپیہ نفع لوں گا اس ہیں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیوں کر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا ر اُس کے ساتھ دس ۱۰ روپیہ اور لوں گا اس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس ۱۰ ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔

(۶) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فسد کردیتی ہے مثلاً یہ شرط کہ تم کو آدھا یا تہائی نفع دیا جائے گا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اگر اُس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مضاربت صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا۔

(۷) مضارب کے لیے نفع دینا شرط ہو۔ اگر راس المال میں سے کچھ دینا شرط کیا گیا یا راس المال اور نفع دونوں سے دینا شرط کیا گیا مضاربت فاسد ہوجائے گی۔ (7)

مسئلہ ۳: رب المال نے یہ کہا کہ جو کچھ خدا نفع دے گا وہ ہم دونوں کا ہوگا یا نفع میں ہم دونوں شریک ہوں گے یہ جائز ہے اور نفع دونوں کو برابر برابر ملے گا اور اگر مضارب کو روپیہ دیتے وقت یہ کہا کہ ہمارے مابین اُس طرح تقسیم ہوگا جو فلاں وفلاں کے مابین ٹھہرا ہے اگر دونوں کو معلوم ہے جو اُن کے مابین ٹھہرا ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونوں کو یا ایک کو معلوم نہ ہو کہ اُن کے مابین کیا ٹھہرا ہے تو ناجائز ہے اور مضاربت فاسد۔ (8)

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸،ص ۵۰۰، وغیرہما۔

(5) یعنی کسی کو کام کرنے کے لیے مال دیا اس طور پر کہ جو نفع ہوگا وہ تمام مالک کا ہوگا۔

(6) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، ج۷،ص ۴۴۸۔

(7) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، ج۷،ص ۴۴۹۔

ودررالحکام، کتاب المضاربۃ، الجزء الثانی، ص ۳۱۱۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربۃ...إلخ، ج۴،ص ۲۸۸۔

مسئلہ ۴: روپیہ دیا اور مضارب سے کہہ دیا کہ تمھارا جو جی چاہے نفع میں سے مجھے دے دینا یہ مضاربت فاسد ہے۔(9)

مسئلہ ۵: ایک ہزار روپے مضارِب کو اِس طور پر دیے کہ نفع کی دو تہائیاں مضارب کی ہوں گی (یعنی نفع کے کل تین حصوں میں سے دو حصے مضارب کے ہونگے) بشرطیکہ ایک ہزار روپے اپنے بھی اس میں شامل کرلے اور دو ہزار سے کام کرے اُس نے ایسا ہی کیا اور نفع ہوا تو ایک ہزار کا کل نفع مضارب کو ملے گا اور ایک ہزار جو رب المال کے ہیں ان کے نفع میں دو تہائیاں مضارِب کی اور ایک تہائی رب المال کی ہوگی۔ اور اگر رب المال نے کہہ دیا کہ کل نفع کی دو تہائیاں میری اور ایک تہائی مضارِب کی تو نفع کو برابر تقسیم کریں اور اس صورت میں مضاربت نہیں ہوئی بلکہ اِبضاع ہے کہ اپنے مال کا سارا نفع خود لینا قرار دیدیا۔(10)

مسئلہ ۶: روپے دیے اور کہہ دیا کہ گیہوں خریدو گے تو آدھا نفع تمھارا اور آٹا خریدو گے تو چوتھائی نفع تمھارا اور جَو خریدو گے تو ایک تہائی تمہاری، اِس صورت میں جیسا کہا اُسی کے موافق نفع تقسیم کیا جائے گا، مگر گیہوں خرید چکا تو اب جَو یا آٹا نہیں خرید سکتا۔(11)

مسئلہ ۷: مالک نے یہ کہا کہ اگر اس شہر میں کام کرو گے تو تمہیں ایک تہائی نفع ملے گا اور باہر کام کرو گے تو نصف، اس میں خریدنے کا اعتبار ہے بیچنے کا اعتبار نہیں اگر اس شہر میں خریدا تو ایک تہائی دی جائے گی بیچنا یہاں ہو یا باہر۔(12)

مسئلہ ۸: مضاربت کا حکم یہ ہے کہ جب مضارب کو مال دیا گیا اُس وقت وہ امین ہے اور جب اُس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک (حصہ دار) ہے اور رب المال کے حکم کے خلاف کیا تو غاصب ہے اور مضاربت فاسد ہوگئی تو وہ اُجیر (اُجرت پر کام کرنے والا) ہے اور اِجارہ بھی فاسد۔(13)

مسئلہ ۹: مضاربت میں جو کچھ خسارہ ہوتا ہے وہ رب المال کا ہوتا ہے اگر یہ چاہے کہ خسارہ مضارِب کو ہو مال والے کو نہ ہو اُس کی صورت یہ ہے کہ کل روپیہ مضارِب کو بطور قرض دیدے اور ایک روپیہ بطور شرکت عنان دے یعنی

(9) المرجع السابق.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربۃ...إلخ، ج۴، ص۲۸۹.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربۃ...إلخ، ج۴، ص۲۹۰.

(12) المرجع السابق.

(13) الدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۴۹۷.

اُس کی طرف سے وہ کل روپے جو اس نے قرض میں دیے اور اس کا ایک روپیہ اور شرکت اس طرح کی کہ کام دونوں کریں گے اور نفع میں برابر کے شریک رہیں گے اور کام کرنے کے وقت تنہا وہی مُستَقرِض (قرض لینے والا) کام کرتا رہا اس نے کچھ نہیں کیا اس میں حرج نہیں کیونکہ اگر رب المال کام نہ کرے تو شرکت باطل نہیں ہوتی اب اگر تجارت میں نقصان ہوا تو ظاہر ہے کہ اِس کا ایک ہی روپیہ ہے سارا مال تو مستقرض کا ہے اُس کا خسارہ ہوا رب المال کا کیا ایسا خسارہ ہوا کیونکہ جو کچھ مستقرض کو دیا ہے وہ قرض ہے اُس سے وصول کریگا۔(14)

مسئلہ ۱۰: مضاربت اگر فاسد ہوجاتی ہے تو اجارہ کی طرف منقلِب ہوجاتی ہے یعنی اب مضارب کو نفع جو مقرر ہوا ہے وہ نہیں ملے گا بلکہ اُجرتِ مثل ملے گی چاہے نفع اس کام میں ہوا ہو یا نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ یہ اُجرت اُس سے زیادہ نہ ہو جو مضاربت کی صورت میں نفع ملتا۔(15)

مسئلہ ۱۱: وَصی نے یتیم کا مال بطور مضاربت فاسدہ لیا مثلاً یہ شرط کہ دس ۱۰ روپے نفع کے میں لوں گا اور اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا مگر وصی کو کچھ نہیں ملے گا۔(16)

مسئلہ ۱۲: مضاربت فاسدہ میں بھی مضارب کے پاس جو مال رہتا ہے وہ بطور امانت ہے اگر کچھ نقصان ہو جائے تاوان اسکے ذمہ نہیں جس طرح مضاربت صحیحہ میں تاوان نہیں۔ دوسرے کو مال دیا اور کل نفع اپنے لیے مشروط کرلیا جس کو اِبضاع کہتے ہیں اِس میں بھی اُس کے پاس جو مال ہے بطور امانت ہے ہلاک ہوجائے تو ضمان نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۳: رب المال نے مضارب کو مال دیا اور شرط یہ کی ہے کہ مضارب کے ساتھ میں بھی کام کروں گا اس سے مضاربت فاسد ہوگئی اِس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ رب المال ہی نے عقدِ مضاربت کیا اور اپنے ہی کام کرنے کی شرط کی۔ دوسری یہ کہ عاقد دوسرا ہے اور رب المال دوسرا مثلاً نابالغ بچہ یا معتوہ کا مال ہے اُس کے ولی نے کسی سے عقدِ مضاربت کیا اور شرط یہ ہے کہ یہ بچہ بھی (جس کا مال ہے) تمہارے ساتھ کام کریگا دونوں صورتوں میں مضاربت فاسد ہے یا مثلاً دو شخصوں میں شرکت (حصہ داری) ہے ایک شریک نے عقد مضاربت کیا اور مال دیدیا اور شرط یہ ہے کہ مضارِب کے ساتھ میرا شریک بھی کام کریگا مضاربت فاسد ہوجائے گی جبکہ راس المال دونوں کی شرکت کا ہو اور اگر راس المال مال مشترک نہ ہو اور شرکت عنان ہو تو مضاربت صحیح ہے اور اگر شرکت مفاوضہ ہو تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر عاقد

(14) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۴۹۷۔۴۹۸۔

(15) المرجع السابق، ص۴۹۸۔

(16) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۴۹۹۔

(17) المرجع السابق، ص۵۰۰۔

(جو رب المال نہیں ہے) اس نے اپنے کام کرنے کی شرط کی ہے اِس میں دوصورتیں ہیں وہ عاقد خود اس مال کو بطور مضاربت لے سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں لے سکتا تو مضاربت فاسد ہے مثلاً غلام ماذون (وہ غلام جسے آقا کی طرف سے تجارت کی اجازت ہو) نے بطور مضاربت مال دیا اور اپنے عمل کی شرط کرلی یہ فاسد ہے۔ اور اگر وہ خود مضاربت کے طور پر مال کو لے سکتا ہے تو فاسد نہیں جیسے باپ یا وصی کہ انہوں نے بچہ کا مال مضاربۃً دیا اور خود اپنے عمل کی شرط کرلی کہ کام کریں گے اور نفع میں سے اتنا لیں گے اس سے مضاربت فاسد نہیں۔ غلام ماذون نے عقد کیا اور اپنے مولیٰ (مالک) کے کام کرنے کی شرط کی اسکی بھی دوصورتیں ہیں اُس پر دَین ہے یا نہیں اگر دَین نہیں ہے عقد فاسد ہے ورنہ صحیح ہے جس طرح مکاتب نے عقد کیا اور مولیٰ کا کام کرنا شرط کیا یہ مطلقاً صحیح ہے۔(18)

مسئلہ ۱۴: مضارب نے رب المال کو مضاربۃً مال دے دیا یہ دوسری مضاربت صحیح نہیں اور پہلی مضاربت بدستور صحیح ہے اور نفع اُسی طور پر تقسیم ہوگا جو باہم ٹھہرا ہے۔(19)

مسئلہ ۱۵: مضارب و رب المال میں مضاربت کی صحت وفساد (صحیح اور فاسد ہونے) میں اختلاف ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر مضارب فساد کا مدعی (دعویٰ کرنے والا) ہے تو رب المال کا قول معتبر اور رب المال نے فسد کا دعویٰ کیا تو مضارب کا قول معتبر، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ عقود (20) میں جو مدعی صحت ہے اُس کا قول معتبر ہوتا ہے ہاں اگر رب المال یہ کہتا ہے کہ تمھارے لیے دس ۱۰ کم تہائی نفع شرط تھا مضارب کہتا ہے تہائی نفع میرے لیے تھا یہاں رب المال کا قول معتبر ہے حالانکہ اُس کے طور پر مضاربت فاسد ہے اور مضارب کے طور پر صحیح ہے کیونکہ یہاں مضارب زیادت کا مدعی ہے اور رب المال اِس سے منکر۔(21)

مسئلہ ۱۶: مضاربت کبھی مطلق ہوتی ہے جس میں زمان ومکان (یعنی وقت اور جگہ) اور قسم تجارت کی تعیین نہیں ہوتی روپیہ دے دیا ہے کہ تجارت کرو نفع میں دونوں کی اِس طرح شرکت ہوگی اور کبھی مضاربت میں طرح طرح کی قیدیں ہوتی ہیں۔ مضاربت مُطلقہ (ایسی مضاربت جس میں کسی قسم کی قید نہ ہو) میں مضارب کو ہر قسم کی بیع کا اختیار

---

(18) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، ج ۲، ص ۲۰۱.

و البحر الرائق، کتاب المضاربۃ، ج ۷، ص ۴۴۹.

و درر الحکام، کتاب المضاربۃ، الجزء الثانی، ص ۳۱۱، وغیرھا.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الرابع فیمایملک المضارب... إلخ، ج ۴، ص ۲۹۲.

(20) عقد کی جمع جس کے معنی ہیں ایجاب وقبول کا ایسے مشروع طریقہ پر مربوط ہونا جس کا اثر اس کے محل میں ظاہر ہو۔

(21) الدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج ۸، ص ۵۰۲.

ہے نقد بھی بیچ سکتا ہے اودھار بھی، مگر ایسا ہی اودھار کرسکتا ہے جو تاجروں میں رائج ہے اسی طرح ہر قسم کی چیز خرید سکتا ہے خرید وفروخت میں دوسرے کو وکیل کرسکتا ہے۔ دریا اور خشکی کا سفر بھی کرسکتا ہے اگرچہ رب المال نے شہر کے اندر اس کو مال دیا ہو۔ ابضاع بھی کرسکتا ہے یعنی دوسرے کو تجارت کے لیے مال دے دے اور نفع اپنے لیے شرط کرے یہ ہوسکتا ہے بلکہ خود رب المال کو بھی بضاعت کے طور پر مال دے سکتا ہے اور اس سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی۔ مضارب مال کو کسی کے پاس امانت رکھ سکتا ہے۔ اپنی چیز کسی کے پاس رہن رکھ سکتا ہے دوسرے کی چیز اپنے پاس رہن لے سکتا ہے کسی چیز کو اجارہ پر دے سکتا ہے کرایہ پر لے سکتا ہے۔ مشتری (خریدار) نے ثمن کا کسی پر حوالہ کردیا مضارب اِس حوالہ کو قبول کرسکتا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں تجار (تاجر کی جمع) کی عادت میں داخل ہیں کبھی یہاں مال بیچتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں اور اس کے لیے گاڑی کشتی جانور وغیرہ کو کرایہ پر لینا ہوتا ہے ورنہ مال کس طرح لے جائے گا۔ دوکان پر کام کرنے کے لیے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے دکان کرایہ پر لینی ہوتی ہے۔ مال رکھنے کے لیے مکان کرایہ پر لینا ہوتا ہے اور اسکی حفاظت کے لیے نوکر رکھنا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں بالکل ظاہر ہیں۔ (22)

مسئلہ ۱۷: مضاربت مطلقہ میں بھی مال لے کر سفر اُس وقت کرسکتا ہے جب بظاہر خطرہ نہ ہو اور اگر راستہ خطرناک ہو لوگ اُس راستہ سے ڈر کی وجہ سے نہیں جاتے تو مضارب بھی مال لے کر اُس راستہ سے نہیں جاسکتا۔ (23)

مسئلہ ۱۸: مضارب نے مال بیع کرنے (بیچنے) کے بعد ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی یہ جائز ہے اور اگر مبیع (بیچی گئی چیز) میں عیب تھا اُسکے ثمن سے کچھ کم کردیا جتنا تجار ایسی صورت میں کم کیا کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے، اور اگر بہت زیادہ ثمن کم کردیا کہ عادت تجار کے خلاف ہے تو یہ کمی مضارب کے ذمہ ہوگی۔ رب المال سے اس کو تعلق نہ ہوگا۔ (24)

مسئلہ ۱۹: مضارب یہ نہیں کرسکتا کہ دوسرے کو بطور مضاربت یہ مال دیدے یا اس مال کے ساتھ کسی سے شرکت کرے یا اِس مال کو اپنے مال میں خلط کرے (یعنی ملائے) مگر جبکہ رب المال نے اُس کو ان کاموں کی اجازت دیدی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔ مضارب کو قرض دینے کا اختیار نہیں اور اِستدانہ کا بھی اختیار نہیں اگرچہ رب المال نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں تجار کی عادت میں نہیں اِستدانہ کے یہ معنے ہیں کہ کوئی چیز اودھار خریدی اور مال مضاربت میں اس ثمن کی جنس سے کچھ باقی نہیں ہے مثلاً جو کچھ روپیہ تھا سب کی

---

(22) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۲، وغیرہ۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الرابع فیما یملک المضارب... إلخ، ج۴، ص۲۹۳۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الرابع فیما یملک المضارب... إلخ، ج۴، ص۲۹۲۔

چیزیں خریدی جاچکیں اب کچھ روپیہ باقی نہیں ہے اسکے باوجود مضارب نے دس ۱۰، بیس ۲۰، سو، پچاس کی کوئی اور چیز خرید لی یہ مضاربت میں داخل نہ ہوگی مضارب کی اپنی ہوگی اپنے پاس سے دام (روپیہ، رقم) دینے ہوں گے۔ اگر رب المال نے صاف اور صریح لفظوں میں قرض دینے اور اِستدانہ کی اجازت دیدی ہوتو اب مضارب ان دونوں کو کرسکتا ہے اور استدانہ کے طور پر جو کچھ خریدے گا وہ رب المال و مضارب کے مابین بطور شرکتِ وجوہ مشترک ہوگی۔(25)

مسئلہ ۲۰: مضاربت کے طور پر ایک ہزار روپے دیے تھے مضارب کو ایک ہزار سے زیادہ کی چیزیں خریدنے کا اختیار نہیں اور اگر اس نے خرید لیں تو ایک ہزار کی چیزیں مضاربت کی ہیں باقی چیزیں خاص مضارب کی ہیں نقصان ہوگا تو ان چیزوں کے مقابلہ میں جو کچھ نقصان ہے وہ تنہا مضارب کے ذمہ ہے اور ان کا نفع بھی تنہا مضارب ہی کو ملے گا اور ان چیزوں کو مال مضاربت میں خلط کرنے (ملا دینے) سے مضارب پر ضمان لازم نہ ہوگا۔(26)

مسئلہ ۲۱: رب المال نے روپے دیے تھے اور مضارب نے اشرفی (سونے کے سکے) سے چیزیں خریدیں یا اشرفیاں دی تھیں اور مضارب نے روپے سے چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت ہی کی قرار پائیں گی کہ روپیہ اور اشرفی اس باب میں ایک ہی جنس ہیں اور اگر رب المال نے روپیہ یا اشرفی دی تھی اور مضارب نے غیر نقود(27) سے چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت کی نہیں بلکہ خاص مضارب کی ہوں گی۔(28)

مسئلہ ۲۲: رب المال نے اشرفیاں دی تھیں مضارب نے روپے سے چیزیں خریدیں مگر یہ روپے اشرفیوں کی قیمت سے زیادہ ہیں تو جتنے زیادہ ہیں ان کی چیزیں خاص مضارب کی ملک ہیں اور مضارب اس صورت میں مضاربت میں شریک ہو جائے گا اور اگر وہ روپے اشرفیوں کی قیمت کے تھے مگر خریدنے کے بعد ثمن ادا کرنے سے پہلے اشرفیوں کا نرخ اُتر گیا (یعنی کم ہوگیا) تو یہ نقصان مال مضاربت میں قرار پائے گا اشرفیاں بھنا کر(29) ثمن ادا کرے اور جو کمی پڑے مال بیچ کر بائع (بیچنے والے) کا بقیہ ثمن ادا کرے۔(30)

مسئلہ ۲۳: مضارب نے پورے مال مضاربت سے کپڑا خریدا اور اُس کو اپنے پاس سے دھلوایا یا مال مضاربت کو لادکر دوسری جگہ لے گیا اور کرایہ اپنے پاس سے خرچ کیا اگر مضارب سے رب المال نے کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام

---

(25) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸،ص ۵۰۳۔۵۰۵۔

(26) الفتاوی الخانیۃ، کتاب المضاربۃ، ج ۲،ص ۲۱۷۔

(27) سونا، چاندی اور کرنسی کے علاوہ دیگر سامان۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب التاسع فی الاستدانۃ علی المضاربۃ، ج ۴،ص ۳۰۵۔

(29) کسی سکے کی ریزگاری لے کر، تڑا کر۔

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب التاسع فی الاستدانۃ علی المضاربۃ، ج ۴،ص ۳۰۵۔

کرو یہ مضارِب مُتبَرِّع ہے یعنی ان چیزوں کا اُسے کوئی معاوضہ نہیں ملے گا کیونکہ استدانہ (یعنی ادھار خریدنے) کا اُسے اختیار نہ تھا اور اگر کپڑے کو سُرخ رنگ دیا یا دھلوا کر اُس میں کلپ چڑھایا (کلف لگایا) تو اس رنگ یا کلپ کی وجہ سے جو کچھ اُس کی قیمت میں اضافہ ہوگا اُتنے کا یہ شریک ہے یعنی مضارِب نے اپنے مال کو مالِ مضارَبت میں مِلا دیا مگر چونکہ رب المال نے کہہ دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو لہٰذا اس کو ملا دینے کا اختیار تھا۔ اب یہ کپڑا فروخت ہوا اس میں رنگ کی قیمت کا جو حصہ ہے وہ تنہا مضارِب کا ہے اور خالی سفید کپڑے کا جو ثمن ہوگا وہ مضارَبت کے طور پر ہوگا مثلاً وہ تھان اس وقت دس ۱۰ روپے میں فروخت ہوا اور رنگا ہوا نہ ہوتا تو آٹھ روپے میں بکتا، دو روپے مضارِب کے ہیں اور آٹھ روپے مضارَبت کے طور پر اور اگر رب المال نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو مضارِب شریک نہیں بلکہ غاصب ہوگا۔(31)

اور اس پچھلی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے کر زیادتی کا معاوضہ دیدے یا سفید کپڑے کی قیمت مضارِب سے تاوان لے۔(32)

مسئلہ ۲۴: کل روپے کا کپڑا خرید لیا بار برداری (مزدوری) یا دھلائی وغیرہ اپنے پاس سے خرچ کی تو مُتبَرِّع (احسان کرنے والا) ہے کہ نہ اس کا معاوضہ ملے گا نہ اسکی وجہ سے تاوان دینا پڑے گا۔(33)

مسئلہ ۲۵: مضارِب کو یہ اختیار نہیں کہ کسی سے قرض لے اگرچہ رب المال نے صاف لفظوں میں قرض لینے کی اجازت دیدی ہو کیونکہ قرض لینے کے لیے وکیل کرنا بھی درست نہیں اگر قرض لے گا تو اس کا ذمہ دار یہ خود ہوگا رب المال سے اس کا تعلق نہیں ہوگا۔(34)

مسئلہ ۲۶: مضارِب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر ہو، نہ وہ کام کرسکتا ہے جو تجار نہ کرتے ہوں، نہ ایسی میعاد پر بیع کرسکتا ہے جس میعاد پر تاجر نہیں بیچتے ہوں اور دو شخصوں کو مضارِب کیا ہے تو تنہا ایک بیع وشرا (یعنی خرید و فروخت) نہیں کرسکتا، جب تک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے۔(35)

مسئلہ ۲۷: اگر بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی جس میں قبضہ کرنے سے مِلک ہوجاتی ہے یہ مخالفت نہیں ہے اور

---

(31) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۵۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب التاسع فی الاستدانۃ...إلخ، ج۴، ص۳۰۶۔

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب التاسع فی الاستدانۃ...إلخ، ج۴، ص۳۰۶۔

(34) ردالمحتار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۶۔

(35) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، ج۷، ص۴۵۰۔

وہ چیز مضاربت ہی کی کہلائے گی اور غبن فاحش کے ساتھ خریدی تو مخالفت ہے اور یہ چیز صرف مضارب کی ملک ہوگی اگر چہ مالک نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو اور اگر غبن فاحش کے ساتھ بیچ دی تو مخالفت نہیں ہے۔(36)

مسئلہ ۲۸: رب المال نے شہر یا وقت یا قسم تجارت کی تعیین کردی ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اس شہر میں یا اس زمانہ میں خرید و فروخت کرنا یا فلاں قسم کی تجارت کرنا تو مضارب پر اِسکی پابندی لازم ہے اِسکے خلاف نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر بائع (بیچنے والا) یا مشتری (خریدار) کی تقیید کردی ہو کہہ دیا ہو کہ فلاں دکان سے خریدنا یا فلاں فلاں کے ہاتھ بیچنا اس کے خلاف بھی نہیں کرسکتا اگرچہ یہ پابندیاں اُس نے عقدِ مضاربت کرتے وقت یا روپے دیتے وقت نہ کی ہوں بعد میں یہ قیود بڑھادی ہوں، ہاں اگر مضارب نے سودا خرید لیا اب کسی قسم کی پابندی اُسکے ذمہ کرے مثلاً یہ کہ اودھار نہ بیچنا یا دوسری جگہ نہ لے جانا وغیرہ وغیرہ، مضارب اِن قیود کی پابندی پر مجبور نہیں مگر جبکہ سودا فروخت ہوجائے اور راس المال نقد کی صورت میں ہوجائے تو رب المال اس وقت قیود لگا سکتا ہے اور مضارب پر اُن کی پابندی لازم ہوگی۔(37)

مسئلہ ۲۹: مضارب سے کہہ دیا کہ فلاں شہر والوں سے بیع کرنا اُس نے اُسی شہر میں بیع کی مگر جس سے بیع کی وہ اُس شہر کا باشندہ نہیں ہے یہ جائز ہے کہ اِس شرط سے مقصود اُس شہر میں بیع کرنا ہے۔ یوہیں اگر کہہ دیا کہ صراف (سونے چاندی کا کام کرنے والے) سے خرید و فروخت کرنا اس نے صراف کے غیر سے عقد صرف کیا یہ بھی مخالفت نہیں ہے بلکہ جائز ہے کہ اِس سے مقصود عقد صرف ہے۔(38)

مسئلہ ۳۰: رب المال نے کپڑا خریدنے کے لیے کہہ دیا ہے تو اونی، سوتی، ریشمی، ٹسری (مصنوعی ریشم سے تیار کیا ہوا کپڑا) جو چاہے خرید سکتا ہے، ٹاٹ (بوری کا کپڑا) دری قالین پردے وغیرہ جوازقبیل ملبوس نہیں ہیں (یعنی جو لباس کی قسم سے نہیں ہیں)، نہیں خرید سکتا۔(39)

مسئلہ ۳۱: رب المال نے بے فائدہ قیدیں ذکر کیں مثلاً یہ کہ نقد نہ بیچنا اسکی پابندی مضارب پر لازم نہیں اور ایسی قید جس میں فی الجملہ فائدہ ہو مثلاً اِس شہر کے فلاں بازار میں تجارت کرنا فلاں میں نہ کرنا اس کی پابندی کرنی ہوگی۔(40) اُدھار کی قید بیکار اُس وقت ہے جب مضارب نے واجبی قیمت (رائج قیمت) پر یا اُس ثمن پر بیع کی

---

(36) البحر الرائق، کتاب المضاربۃ، ج۷، ص۴۵۰۔

(37) الدر المختار و رد المحتار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۶۔

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس فیمایشترط... الخ، ج۴، ص۲۹۸۔

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس فیمایشترط... الخ، ج۴، ص۲۹۹۔

(40) الدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۶۔

(یعنی کم قیمت پر بیچی) تو رب المال نے بتایا تھا اور اگر کم داموں میں بیع کردی تو مخالفت قرار پائے گی۔(41)

مسئلہ ۳۲: رب المال نے معین کردیا تھا کہ فلاں شہر میں یا اس شہر سے مال خریدنا، مضارب نے اس کے خلاف کیا دوسرے شہر کو مال خریدنے کے لیے چلا گیا ضامن ہوگیا یعنی اگر مال ضائع ہوگا تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ خریدے گا وہ مضارب کا ہوگا مال مضاربت نہیں ہوگا اور اگر وہاں سے کچھ خریدا نہیں بغیر خریدے واپس آگیا تو مضاربت عود کرآئی یعنی اب ضامن نہ رہا اور اگر کچھ خریدا کچھ روپیہ واپس لایا تو جو کچھ خریدلیا ہے اس میں ضامن ہے اور جو روپیہ واپس لایا ہے یہ مضاربت پر ہوگیا۔(42)

مسئلہ ۳۳: مال مضاربت سے جو لونڈی، غلام خریدے گا اس کا نکاح نہیں کرسکتا ہے کہ یہ بات تجار کی عادت سے نہیں۔ ایسے غلام کو نہیں خرید سکتا جو خریدنے سے رب المال کی جانب سے آزاد ہوجائے مثلاً رب المال کا ذی رحم محرم (43) ہے کہ اگر اُس کی مِلک میں آجائے گا آزاد ہوجائے گا یا رب المال نے کسی غلام کی نسبت کہا ہے کہ اگر میں اس کا مالک ہوجاؤں تو آزاد ہے کہ ان سب کی خریداری مقصد تجارت کے خلاف ہے اگر خریدے گا تو مضارب ان کا مالک ہوگا اور اُس کو اپنے پاس سے ثمن دینا ہوگا راس المال سے ثمن نہیں دے سکتا بخلاف وکیل بالشراء (خریدنے کا وکیل) کے کہ اگر قرینہ نہ ہو تو یہ ایسے غلاموں کو خرید سکتا ہے اور وہ مؤکل کی ملک ہوں گے اور آزاد ہوجائیں گے قرینہ کی صورت یہ ہے کہ مؤکل نے کہا ہے ایک غلام میرے لیے خریدو میں اُسے بیچوں گا یا اُس سے خدمت لوں گا یا کنیز (لونڈی) خریدو جس کو فراش بناؤں گا (یعنی اس سے صحبت کروں گا) ان صورتوں میں وکیل بھی ایسے غلام و کنیز کو نہیں خرید سکتا جو مؤکل پر آزاد ہوجائیں۔(44)

مسئلہ ۳۴: اگر مال میں نفع ہو تو مضارب ایسے غلام کو بھی نہیں خرید سکتا جو خود اُس کی جانب سے آزاد ہوجائے کیونکہ اس وقت بقدر اپنے حصہ کے خود مضارب بھی اوس کا مالک ہوجائے گا اور وہ آزاد ہوجائے گا، یہاں نفع کا صرف اتنا

---

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس فیما یشترط... إلخ، ج ۴، ص ۲۹۸، ۲۹۹۔

(42) البحر الرائق، کتاب المضاربۃ، ج ۷، ص ۴۵۰۔

والدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج ۸، ص ۵۰۶۔

(43) یعنی نسب کی رو سے ان میں باہم وہ رشتہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ حرمت نکاح کا موجب ہوتا ہے۔

(44) البحر الرائق، کتاب المضاربۃ، ج ۷، ص ۴۵۱۔

والدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج ۸، ص ۵۰۷۔

والھدایۃ، کتاب المضاربۃ، ج ۲، ص ۲۰۳۔

مطلب ہے کہ اس غلام کی واجبی قیمت راس المال سے زیادہ ہو مثلاً ایک ہزار میں خریدا ہے اور یہی راس المال تھا مگر یہ غلام ایسا ہے کہ بازار میں اس کے بارہ سو ملیں گے معلوم ہوا کہ دوسو کا نفع ہے جس میں ایک سو مضارب کے ہیں لہٰذا بارہ حصہ میں سے ایک حصہ کا مضارب مالک ہے اور یہ آزاد ہے پس اس صورت میں یہ غلام مضاربت کا نہیں ہے بلکہ تنہا مضارب کا قرار پائے گا اور پورا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر نفع نہ ہو تو یہ غلام مضاربت کا ہوگا اور آزاد نہیں ہوگا۔(45)

مسئلہ ۳۵: مال میں نفع نہیں تھا اور مضارب نے ایسا غلام خریدا کہ اگر مضارب اُس کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے اس کی خریداری از جانب مضاربت صحیح ہوگئی مگر خریدنے کے بعد بازار کا نرخ تیز ہو گیا اب اس میں نفع ظاہر ہو گیا یعنی جب خریدا تھا اُس وقت ہزار ہی کا تھا اور ہزار میں خریدا مگر اب اس کی قیمت بارہ سو ہوگئی تو مضارب کا حصہ آزاد ہو گیا مگر مضارب کو تاوان نہیں دینا ہوگا اس لیے کہ اُس نے قصداً (جان بوجھ کر) مالک کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ غلام سے سعی (محنت مزدوری) کرا کر رب المال کا حصہ پورا کرایا جائے گا۔ اور اگر شریک (حصہ دار) نے ایسا غلام خریدا ہوتا جو دوسرے شریک کی طرف سے آزاد ہوتا یا باپ یا وصی (46) نے نابالغ کے لیے ایسا غلام خریدا ہوتا جو نابالغ کی طرف سے آزاد ہوتا تو یہ غلام اُسی خریدنے والے کا قرار پاتا شریک یا نابالغ سے اس کو تعلق نہ ہوتا۔(47)

مسئلہ ۳۶: مضارب نے ایسے شخص سے بیع و شراء کی (خرید و فروخت) جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا زوجہ سے، اگر یہ بیع واجبی قیمت پر ہوئی تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔(48)

مسئلہ ۳۷: مضارب نے مالِ مضاربت سے کوئی چیز خریدی اس کے بعد گواہوں کے سامنے اُسی چیز کو اپنے لیے خریدتا ہے یہ ناجائز ہے اگرچہ رب المال نے کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرنا۔(49)

مسئلہ ۳۸: مضارب نے بلا اجازتِ رب المال دوسرے شخص کو بطور مضاربت مال دیدیا، محض دینے سے مضارب ضامن نہیں ہوگا جب تک دوسرا شخص کام کرنا شروع نہ کردے اور دوسرے نے کام کرنا شروع کر دیا تو

---

(45) الدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۶۔

والھدایۃ، کتاب المضاربۃ، ج۲، ص۲۰۳۔

(46) جس کو میت نے اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔

(47) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، ج۲، ص۲۰۳۔

والدر المختار، کتاب المضاربۃ، ج۸، ص۵۰۷۔

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الرابع فیما یملک المضارب... إلخ، ج۴، ص۲۹۴۔

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الرابع فیما یملک المضارب... إلخ، ج۴، ص۲۹۴۔

مضارب اول ضامن ہوگیا ہاں اگر دوسری مضاربت (جو مضارب نے کی ہے) فاسد ہو تو باوجود مضارب ثانی کے عمل کرنے کے بھی مضارب اوّل ضامن نہیں ہے اگرچہ اُس دوسرے نے جو کچھ کام کیا ہے اُس میں نفع ہو بلکہ اس صورتِ مضاربت فاسدہ میں مضاربِ ثانی کو اُجرت مثل ملے گی جو مضارب دے گا اور رب المال نے جو نفع مضاربِ اول سے ٹھہرایا ہے وہ لے گا۔(50)

مسئلہ ۳۹: صورت مذکورہ میں مضارب ثانی کے پاس سے عمل کرنے کے پہلے مال ضائع ہوگیا تو ضمان کسی پر نہیں، نہ مضارب اول پر، (یعنی نہ پہلے مضارب پر) نہ مضارِب ثانی پر (نہ دوسرے مضارب پر) اور اگر مضارب ثانی سے کسی نے مال غصب کرلیا جب بھی اِن دونوں پر ضمان نہیں بلکہ غاصب سے تاوان لیا جائے گا اور اگر مضارب ثانی نے خود ہلاک کردیا یا کسی کو ہبہ کردیا تو خاص اس ثانی سے ضمان لیا جائے گا۔(51)

مسئلہ ۴۰: اگر مضاربِ ثانی نے کام شروع کردیا تو رب المال کو اختیار ہے جس سے چاہے راس المال کا ضمان لے اول سے یا ثانی سے، اگر اول سے ضمان لیا تو ان دونوں کے مابین جو مضاربت ہوئی ہے وہ صحیح ہو جائے گی اور نفع دونوں کے لیے حلال ہوگا اور اگر دوسرے سے ضمان لیا تو وہ اوّل سے واپس لے گا اور مضاربت دونوں کے مابین صحیح ہو جائے گی مگر نفع پہلے کے لیے حلال نہیں ہے دوسرے کے لیے حلال ہے۔ اور اگر مضارِب ثانی نے کسی تیسرے کو مضاربت کے طور پر مال دیدیا اور مضارب اوّل نے ثانی سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو رب المال کو اختیار ہے، اِن تینوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر اُس نے تیسرے سے لیا تو یہ دوسرے سے لے گا اور دوسرا پہلے سے اور پہلا کسی سے نہیں۔(52)

مسئلہ ۴۱: صورت مذکورہ میں کہ بغیر اجازت مضارب نے دوسرے کو مال دے دیا ہے مالک تاوان لینا نہیں چاہتا بلکہ نفع لینا چاہتا ہے اس کا اُسے اختیار نہیں۔(53)

مسئلہ ۴۲: بغیر اجازت مالک مضارب نے بطور مضاربت کسی کو مال دے دیا اور پہلی مضاربت فاسد تھی دوسری صحیح ہے تو کسی پر ضمان نہیں اور پورا نفع رب المال کو ملے گا اور مضارِب اوّل کو اُجرت مثل دی جائے گی اور مضارِب دوم

---

(50) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۰۹۔

(51) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۰۹۔

(52) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، باب المضاربۃ یضارب، ج۷، ص۴۵۳۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۰۹۔

(53) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۰۔

مضارب اوّل سے وہ لے گا جو دونوں میں طے پایا ہے اور اگر پہلی صحیح ہے دوسری فاسد تو مضارِب اوّل وہ لے گا جو طے پایا ہے اور مضارِب دوم کو اُجرت مثل ملے گی جو مضارِب اوّل سے لے گا۔(54)

مسئلہ ۴۳: مضارِب دوم نے مال ہلاک کردیا یا ہبہ کردیا تو تاوان صرف اُسی سے لیا جائے گا اوّل سے نہیں لیا جائے گا اور اگر مضارِب دوم سے کسی نے مال غصب کرلیا تو تاوان غاصب سے لیا جائے گا نہ اوّل سے لیا جائے گا نہ دوم سے۔(55)

مسئلہ ۴۴: مضارِب اول کو مضاربت کے طور پر مال دینے کی اجازت تھی اور اُس نے دے دیا اور ان دونوں کے مابین یہ طے پایا ہے کہ مضارِب ثانی کو نفع کی تہائی ملے گی اور اس کی تجارت میں نفع بھی ہوا اگر مضارِب اوّل اور مالک کے درمیان نصف نصف نفع کی شرط تھی یا مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا جو کچھ نفع دے گا وہ میرے تمھارے درمیان نصف نصف ہے یا اتنا ہی کہا تھا کہ نفع میرے اور تمھارے مابین ہوگا تو نفع میں سے آدھا مالک لے گا اور ایک تہائی مضارِب ثانی لے گا اور چھٹا حصہ مضارِب اوّل کا ہے اور اگر مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا تمھیں جو کچھ نفع دے گا یا یہ کہا تھا کہ تمھیں جو کچھ نفع ہو وہ میرے اور تمھارے مابین نصف نصف یا اسی قسم کے دیگر الفاظ، اس صورت میں ایک تہائی مضارِب ثانی کی اور بقیہ میں مالک اور مضارِب اول دونوں برابر کے شریک یعنی ہر ایک کو ایک ایک تہائی ملے گی، یوہیں اگر مضارِب ثانی کے لیے تہائی سے زیادہ یا کم کی شرط تھی تو جو اس کے لیے ٹھہرا تھا یہ لے لے اور باقی ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو، یوہیں اگر مالک نے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تمھیں نفع ہو وہ ہم دونوں کے مابین نصف نصف اور اس نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا مضارِب ثانی اس میں سے نصف لے لے گا اور باقی (یعنی جو کچھ بچے) ان دونوں کے مابین نصف نصف اور اگر مالک نے کہا تھا کہ خدا اس میں جو نفع دے گا یا خدا کا جو کچھ فضل ہوگا وہ دونوں کے مابین نصف نصف اور مضارب اوّل نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا اُس میں سے آدھا مضارِب ثانی لے گا اور آدھا مالک لے گا اور مضارِب اوّل کے لیے کچھ نہیں بچا اور اگر اس صورت میں مضارِب اوّل نے دوسرے سے دو تہائی نفع کے لیے کہہ دیا تھا تو آدھا نفع مالک لے گا اور دو تہائی مضارِب ثانی کی ہوگی یعنی جو کچھ نفع ہوا ہے اُس کا چھٹا حصہ مضارِب اوّل دوسرے کو اپنے گھر سے دے گا تا کہ دو تہائیاں پوری ہوں۔(56)

---

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السابع فی المضارب... إلخ، ج۴، ص۲۹۹.

(55) المرجع السابق.

(56) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۲، ص۲۰۵.

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۰.

مسئلہ ۴۵: مضارب اوّل نے مضارب دوم کو یہ کہہ کر دیا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارب اوّل کو مالک نے بھی یہی کہہ کر دیا تھا تو مضارب دوم تیسرے شخص کو مضاربت پر دے سکتا ہے اور اگر مضارب اوّل نے یہ کہہ کر نہیں دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو تو مضارب دوم سوم کو نہیں دے سکتا۔(57)

مسئلہ ۴۶: مضارب نے یہ شرط کی تھی کہ ایک تہائی مالک کی اور ایک تہائی مالک کے غلام کی وہ بھی میرے ساتھ کام کریگا اور ایک تہائی میری، یہ بھی صحیح ہے اور نفع اسی طرح تقسیم ہوگا اس کا محصل (حاصل) یہ ہوا کہ دو تہائیاں مالک کی اور ایک مضارب کی۔ اور اگر مضارب نے اپنے غلام کے لیے ایک تہائی رکھی ہے اور ایک تہائی مالک کی اور ایک اپنی اور غلام کے عمل کی شرط نہیں کی ہے تو یہ ناجائز ہے اور اس کا حصہ رب المال کو ملے گا یہ (یعنی یہ اُس وقت ہے) جبکہ غلام پر دَین ہو، ورنہ صحیح ہے اُس کے عمل کی شرط ہو یا نہ ہو اور اُس کے حصہ کا نفع مضارب کے لیے ہوگا۔(58)

مسئلہ ۴۷: غلام ماذون نے اجنبی کے ساتھ عقدِ مضاربت کیا اور اپنے مولیٰ کے کام کرنے کی شرط کردی اگر ماذون پر دَین نہیں ہے یہ مضاربت صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے اسی طرح یہ شرط کہ مضارب اپنے مضارب کے ساتھ یعنی مضارب اوّل مضارب ثانی کے ساتھ کام کریگا یا مضارب ثانی کے ساتھ مالک کام کریگا جائز نہیں ہے اس سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے۔(59)

مسئلہ ۴۸: یہ شرط کی کہ اتنا نفع مسکینوں کو دیا جائے گا یا حج میں دیا جائے گا یا گردن چھڑانے میں یعنی مکاتب کی آزادی میں اس سے مدد دی جائے گی یا مضارب کی عورت کو یا اُس کے مکاتب کو دیا جائے گا یہ شرط صحیح نہیں ہے مگر مضاربت صحیح ہے اور یہ حصہ جو شرط کیا گیا ہے رب المال کو ملے گا۔(60)

مسئلہ ۴۹: یہ شرط کی کہ نفع کا اتنا حصہ مضارب جس کو چاہے دے دے اگر اُس نے اپنے لیے یا مالک کے لیے چاہا تو یہ شرط صحیح ہے اور کسی اجنبی کے لیے چاہا تو صحیح نہیں۔ اجنبی کے لیے نفع کا حصہ دینا شرط کیا اگر اُس کا عمل بھی مشروط ہے یعنی وہ بھی کام کریگا اور اتنا اُسے دیا جائے گا تو شرط صحیح ہے اور اُس کا کام کرنا شرط نہ ہو تو صحیح نہیں اور اس کے لیے جو کچھ دینا قرار پایا ہے مالک کو دیا جائے گا۔ یہ شرط ہے کہ نفع کا اتنا حصہ دَین کے ادا کرنے میں صرف کیا جائے گا یعنی

---

(57) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السابع فی المضارب۔۔۔ الخ، ج۴، ص۳۰۰۔

(58) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۰۔

والبحرالرائق، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۷، ص۴۵۴۔

(59) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۱۔

(60) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۱۔

مالک کا دَین اُس سے ادا کیا جائے گا یا مضارِب کا دَین ادا کیا جائے گا یہ شرط صحیح ہے اور یہ حصہ اُس کا ہے جس کا دَین ادا کرنا شرط ہے اور اُس کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ قرض خواہوں کو دے دے۔(61)

مسئلہ ۵۰: دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے، دونوں میں سے ایک مجنون ہوجائے اور جنون بھی مطبق (62) ہوتو مضاربت باطل ہوجائے گی مگر مالِ مضاربت اگر سامانِ تجارت کی شکل میں ہے اور مضارِب مرگیا تو اُس کا وصی ان سب کو بیچ ڈالے اور اگر مالک مرگیا اور مالِ تجارت نقد کی صورت میں ہے تو مضارب اس میں تصرّف نہیں کر سکتا (یعنی اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا) ہے اور سامان کی شکل میں ہے تو اُس کو سفر میں نہیں لے جاسکتا، بیع کر سکتا ہے۔(63)

مسئلہ ۵۱: مضارِب مرگیا اور مال مضاربت کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے یہ مضارب کے ذمہ دَین ہے جو اُس کے ترکہ سے وصول کیا جائے گا۔(64)

مسئلہ ۵۲: مضارِب مرگیا اُس کے ذمہ دَین ہے مگر مالِ مضاربت معروف و مشہور ہے لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں مضاربت کی ہیں دَین والے اس مال سے دَین وصول نہیں کر سکتے بلکہ راس المال اور نفع کا حصہ رب المال لے گا نفع میں جو مضارِب کا حصہ ہے وہ دَین والے اپنے دَین میں لے سکتے ہیں۔(65)

مسئلہ ۵۳: رب المال معاذ اللہ مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا تو مضاربت باطل ہوگئی اور مضارِب مرتد ہوگیا تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر اگر مرجائے یا قتل کیا جائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور قاضی نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ وہ چلا گیا تو اس صورت میں مضاربت باطل ہوگئی۔(66)

مسئلہ ۵۴: مضارِب کو رب المال معزول کر سکتا ہے بشرطیکہ اُس کو معزولی کا علم ہوجائے یہ خبر دو مردوں کے

---

(61) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۲۔

والبحرالرائق، کتاب المضاربۃ، باب المضاربۃ یضارب، ج۷، ص۴۵۵۔

(62) ایسا جنون جو ایک ماہ مسلسل رہے۔

(63) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل والقسمۃ، ج۲، ص۲۰۶۔

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۲۔

(64) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۴۔

(65) ردالمحتار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۵۔

(66) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۲۔

ذریعہ سے اُسے ملی یا ایک عادل نے اُسے خبر دی یا مالک کے قاصد نے خبر دی اگرچہ یہ قاصد بالغ بھی نہ ہو، سمجھ وال ہونا کافی ہے اور اگر مالک نے معزول کردیا مگر مضارب کو خبر نہ ہوئی تو معزول نہیں جو کچھ تصرف (خرید وفروخت، کام کاج) کریگا صحیح ہوگا۔(67)

مسئلہ ۵۵: مضارب معزول ہوا اور مال نقد کی صورت میں ہے یعنی روپیہ اشرفی ہے تو اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہاں اگر راس المال روپیہ تھا اور اس وقت اشرفی ہے تو ان کو بھنا کر (سکہ تڑا کر) روپیہ کرلے اسی طرح اگر راس المال اشرفی تھا اور اس وقت روپیہ ہے تو ان کی اشرفیاں کرلے تاکہ نفع کا راس المال سے اچھی طرح امتیاز ہوسکے۔(68) یہی حکم رب المال کے مرنے کی صورت میں ہے۔(69)

مسئلہ ۵۶: مضارب معزول ہوا یا مالک مرگیا اور مال سامان (یعنی غیر نقد) کی شکل میں ہے تو مضارب ان چیزوں کو بیچ کر نقد جمع کرے اُدھار بیچنے کی بھی اجازت ہے اور جو روپیہ آتا جائے ان سے پھر چیز خریدنی جائز نہیں۔ مالک کو یہ اختیار نہیں کہ مضارب کو اس صورت میں سامان بیچنے سے روک دے بلکہ یہ بھی نہیں کرسکتا ہے کہ کسی قسم کی قید اس کے ذمہ لگائے۔(70)

مسئلہ ۵۷: پیسے راس المال تھے مگر اس وقت مضارب کے پاس روپے ہیں اور مالک نے مضارب کو خرید وفروخت سے منع کردیا تو مضارب سامان نہیں خرید سکتا مگر روپے کو بھنا کر پیسے کرسکتا ہے۔(71)

مسئلہ ۵۸: رب المال ومضارب دونوں جدا ہوتے ہیں مضاربت کو ختم کرتے ہیں اور مال بہت لوگوں کے ذمہ باقی ہے اور نفع بھی ہے ڈین وصول کرنے پر مضارب مجبور کیا جائے گا اور اگر نفع کچھ نہیں ہے صرف راس المال ہی بھر ہے یا شاید یہ بھی نہ ہو اس صورت میں مضارب کو ڈین وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نفع نہ ہونے کی صورت میں یہ متبرع (یعنی احسان کرنے والا) ہے اور متبرع کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہاں اُس سے کہا جائے گا کہ رب المال کو ڈین وصول کرنے کے لیے وکیل کردے کیونکہ بیع کی ہوئی مضارب کی ہے اور اُس کے حقوق اُسی کے لیے ہیں، وکیل بالبیع (بیچنے کا وکیل) اور مستبضع (جس کو کام کرنے کے لیے اس طور پر مال دیا گیا ہو کہ تمام نفع مال والے

---

(67) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۳، وغیرہ۔

(68) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل والقسمۃ، ج۲، ص۲۰۷۔

(69) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثامن عشر فی عزل المضارب...الخ، ج۴، ص۳۲۹۔

(70) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۳۔

(71) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثامن عشر فی عزل المضارب...الخ، ج۴، ص۳۲۹۔

کو ملے گا) کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کو وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر اس پر مجبور کیے جائیں گے کہ موکل (وکیل کرنے والے) و مالک کو وکیل کردیں بخلاف دلال اور آڑھتی (ایجنٹ) کے کہ یہ ثمن وصول کرنے پر مجبور ہیں۔ (72)

مسئلہ ۵۹: مضاربت کا مال لوگوں کے ذمہ باقی ہے مالک نے مضارِب کو وصول کرنے سے منع کردیا اُس کو اندیشہ ہے کہ مضارِب وصول کرکے کھا نہ جائے مالک کہتا ہے کہ میں خود وصول کروں گا تو اگر مال میں نفع ہے تو مضارِب ہی کو وصول کرنے کا حق ہے اور نفع نہیں ہے تو مضارِب کو روک سکتا ہے پھر نفع کی صورت میں جن لوگوں پر دَین ہے اُسی شہر میں ہیں تو وصولی کے زمانہ کا نفقہ (کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات) مضارِب کو نہیں ملے گا اور دوسرے شہر میں ہیں تو مضارِب کے سفر کے اخراجات مالِ مضاربت سے دیے جائیں گے۔ (73)

مسئلہ ۶۰: مال مضاربت سے جو کچھ خریدا ہے اس کے عیب پر مضارِب کو اطلاع ہوئی تو مضارِب ہی کو دعوے کرنا ہوگا رب المال کو اِس سے تعلق نہیں اور اگر بائع یہ کہتا ہے کہ عیب پر یہ راضی ہوگیا تھا یا میں نے عیب سے براءت کرلی تھی یا عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ خود بیع کررہا تھا تو مضارِب پر حلف (قسم) دیا جائے گا پھر اگر مضارِب ان اُمور کا اقرار کرلے یا حلف سے نکول (انکار) کرے تو بائع پر (بیچنے والے پر) واپس نہیں کیا جائے گا اور یہ مضاربت کا مال قرار پائے گا۔ (74)

مسئلہ ۶۱: مضارِب نے مال بیچا مشتری (خریدار) کہتا ہے اس میں عیب ہے اور یہ عیب اس مدت میں مشتری کے یہاں پیدا ہوسکتا ہے اور مضارِب نے اقرار کرلیا کہ یہ عیب میرے یہاں تھا اس کے اقرار کی وجہ سے قاضی نے واپس کردیا یا اس نے بغیر قضائے قاضی (قاضی کے فیصلے کے بغیر) خود واپس لے لیا یا مشتری نے اِقالہ چاہا اس نے اقالہ کرلیا یہ سب جائز ہے یعنی اب بھی یہ مضاربت کا مال ہے۔ (75)

مسئلہ ۶۲: جس چیز کو مضارِب نے خریدا اُسے دیکھا نہیں تو مضارِب کو خیار رویت حاصل ہے اگرچہ رب المال دیکھ چکا ہے۔ دیکھنے کے بعد مضارِب کو ناپسند ہے واپس کرسکتا ہے اور اگر مضارِب دیکھ چکا ہے تو خیار رویت حاصل نہیں اگرچہ رب المال نے نہ دیکھی ہو۔ (76)

---

(72) الهداية، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل في العزل والقسمة، ج۲، ص۲۰۷.

والفتاوى الهندية، كتاب المضاربة، الباب الثامن عشر في عزل المضارب... إلخ، ج۴، ص۳۲۹، ۳۳۰.

(73) الفتاوى الهندية، كتاب المضاربة، الباب الثامن عشر في عزل المضارب... إلخ، ج۴، ص۳۳۰.

(74) الفتاوى الهندية، كتاب المضاربة، الباب العاشر في خيار العيب، ج۴، ص۳۰۸، ۳۰۹.

(75) الفتاوى الهندية، كتاب المضاربة، الباب العاشر في خيار العيب، ج۴، ص۳۰۹.

(76) المرجع السابق

نفع کی تقسیم

مسئلہ ۶۳: مال مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کی طرف شمار ہوگا راس المال میں نقصانات کو نہیں شمار کیا جاسکتا مثلاً سو روپے تھے تجارت میں بیس ۲۰ روپے کا نفع ہوا اور دس ۱۰ روپے ضائع ہوگئے تو یہ نفع میں منہا کیے جائیں گے یعنی اب دس ۱۰ ہی روپے نفع کے باقی ہیں اگر نقصان اتنا ہوا کہ نفع اُس کو پورا نہیں کرسکتا مثلاً بیس ۲۰ نفع کے ہیں اور پچاس ۵۰ کا نقصان ہوا تو یہ نقصان راس المال میں ہوگا مضارب سے کل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگرچہ وہ نقصان مضارب کے ہی فعل سے ہوا ہو ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اُس نے نقصان پہنچایا مثلاً شیشہ کی چیز قصداً (جان بوجھ کر) اُس نے پٹک دی اس صورت میں تاوان دینا ہوگا کہ اس کی اُسے اجازت نہ تھی۔(1)

مسئلہ ۶۴: مضاربت میں نفع کی تقسیم اُس وقت صحیح ہوگی کہ راس المال رب المال کو دے دیا جائے راس المال دینے سے قبل تقسیم باطل ہے یعنی فرض کرو کہ راس المال ہلاک ہوگیا تو نفع واپس کرکے راس المال پورا کریں اس کے بعد اگر کچھ بچے تو حسبِ قرارداد تقسیم کرلیں مثلاً ایک ہزار راس المال ہے اور ایک ہزار نفع۔ پان پانسو دونوں نے نفع کے لے لیے اور راس المال مضارب ہی کے پاس رہا کہ اس سے وہ پھر تجارت کریگا یہ ہزار ہلاک ہوگئے کام کرنے سے پہلے ہلاک ہوئے یا بعد میں، بہرحال مضارب پانسو کی رقم رب المال کو واپس کردے اور خرچ کرچکا ہے تو اپنے پاس سے پانسو دے، کہ یہ رقم اور رب المال جو لے چکا ہے وہ راس المال میں محسوب (شمار) ہے اور نفع کا ہلاک ہونا تصور ہوگا اور دو ہزار نفع کے تھے ایک ایک ہزار دونوں نے لیے تھے اسکے بعد راس المال ہلاک ہوا تو ایک ہزار جو مالک کو ملے ہیں ان کو راس المال تصور کیا جائے اور مضارب کے پاس جو ایک ہزار ہیں وہ نفع کے ہیں ان میں سے رب المال پانسو وصول کرے۔(2)

مسئلہ ۶۵: راس المال لے لینے کے بعد تقسیم صحیح ہے یعنی اب کوئی خرابی پڑے تو تقسیم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا مثلاً راس المال لے لینے کے بعد نفع تقسیم کیا گیا پھر وہی راس المال مضارب کو بطور مضاربت دے دیا تو یہ جدید مضاربت

---

(1) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل والقسمۃ، ج۲، ص۲۰۷.

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸، ص۵۱۴.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس عشر فی قسمۃ الربح، ج۴، ص۳۲۱.

ہے کہ مضارب کے پاس راس المال ہلاک ہوتو پہلی تقسیم نہیں توڑی جائے گی۔(3)

مسئلہ ٦٦: رب المال و مضارب دونوں سال پر یا ششماہی یا ماہوار حساب کرکے نفع تقسیم کرلیتے ہیں اور مضاربت کوحسب دستور باقی رکھتے ہیں اس کے بعد کل مال یا بعض مال ہلاک ہوجائے تو دونوں نفع کی اتنی اتنی مقدار واپس کریں کہ راس المال پورا ہوجائے اور اگر سارا نفع واپس کرنے پر بھی راس المال پورا نہیں ہوتا تو سارا نفع واپس کر کے مالک کو دے دیں اس کے بعد جو اور کمی رہ گئی ہے اُس کا تاوان نہیں اور اگر نفع کی رقم تقسیم کرنے کے بعد مضاربت کوتوڑ دیتے ہیں اگر چہ یہ تقسیم راس المال ادا کرنے سے قبل ہوئی ہو اس کے بعد پھر جدید عقد کرکے کام کرتے ہیں تو جو نفع تقسیم ہو چکا ہے وہ واپس نہیں لیا جاسکتا بلکہ جتنا نقصان ہوگا وہ نفع کے بعد راس المال ہی پر ڈالا جائے گا کیوں کہ اِس جدید مضاربت کوپہلی مضاربت سے کوئی تعلق نہیں ہے مضارب کونقصان سے بچنے کی یہ اچھی ترکیب ہے۔(4)

مسئلہ ٦٧: راس المال دینے کے بعد نفع کی تقسیم ہوئی مگر مالک کا حصہ بھی مضارب ہی کے پاس رہا اُس نے ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ یہ رقم ضائع ہوگئی تو تنہا مالک کا حصہ ضائع ہونا نہیں تصور کیا جائے گا بلکہ دونوں کا نقصان قرار پائے گا لہٰذا مضارب کے پاس نفع کی جو رقم ہے اُسے دونوں تقسیم کرلیں اور اگر مضارب کا حصہ ضائع ہوا تو یہ خاص اسی کا نقصان ہے کیونکہ یہ اپنے حصہ پر قبضہ کرچکا تھا اس کی وجہ سے تقسیم نہ توڑی جائے۔(5)

مسئلہ ٦٨: نفع کے متعلق جو قرارداد ہوچکی ہے مثلاً نصف نصف یا کم وبیش اس میں کمی زیادتی کرنا جائز ہے مثلاً رب المال نے نصف نفع لینے کو کہا تھا اب کہتا ہے میں ایک تہائی ہی لوں گا یعنی مضارب کا حصہ بڑھا دیا یوہیں مضارب اپنا حصہ کم کردے یہ بھی جائز ہے اِسی جدید قرارداد پر نفع کی تقسیم ہوگی اگر چہ نفع اس قرارداد سے پہلے حاصل ہو چکا ہو۔(6)

مسئلہ ٦٩: وقتاً فوقتاً مضارب سے سو، پچاس، دس، بیس روپے لیتا رہا اور دیتے وقت مضارب یہ کہتا تھا کہ یہ نفع ہے اب تقسیم کے وقت کہتا ہے نفع ہوا ہی نہیں وہ جو میں نے دیا تھا راس المال میں سے دیا تھا مضارب کی بات قابل قبول نہیں۔(7)

---

(3) المرجع السابق.

(4) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل والقسمۃ، ج۲، ص۲۰۷.

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس عشر فی قسمۃ الربح، ج۴، ص۳۲۱، ۳۲۲.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس عشر فی قسمۃ الربح، ج۴، ص۳۲۲.

(6) المرجع السابق.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب المضاربۃ، ج۲، ص۲۱۹.

مسئلہ ۷۰: مالک نے مضارب سے کہا میرا راس المال مجھے دے دو جو باقی بچے تمھارا ہے اگر مال موجود ہے اس طرح کہنا ناجائز ہے یعنی مضارب مابقی (یعنی جو باقی بچے) کا مالک نہ ہوگا کہ یہ ہبہ مجہولہ (نامعلوم چیز کا ہبہ کرنا) ہے اور ایسا ہبہ جائز نہیں اور مضارب صرف (خرچ) کرچکا ہے تو یہ کہنا جائز ہے کہ اپنا مطالبہ معاف کرنا ہے اور اسکے لیے جہالت مضر نہیں۔(8)

مسئلہ ۷۱: مضارِب نے رب المال کو کچھ مال یا کل مال بضاعت کے طور پر دے دیا ہے کہ وہ کام کریگا مگر اس کام کا اُسے بدلہ نہیں دیا جائے گا اور رب المال نے خرید وفروخت کرنا شروع کردیا اس سے مضاربت پر کچھ اثر نہیں پڑتا وہ بدستور سابق باقی ہے اور اگر مالک نے مضارِب کی بغیر اجازت مال لے کر خرید وفروخت کی تو مضاربت باطل ہوگئی اگر راس المال نقد ہو اور اگر راس المال سامان ہو اُس کو بغیر اجازت لے گیا اور اس کو سامان کے عوض میں بیع کیا تو مضاربت باطل نہیں ہوئی اور اگر روپے اشرفی کے بدلے میں بیچ دیا تو باطل ہوگئی۔(9)

مسئلہ ۷۲: مضارب نے رب المال کو مضاربت کے طور پر مال دیا یہ جائز نہیں یعنی یہ دوسری مضاربت صحیح نہیں ہے اور وہ پہلی مضاربت حسب دستور باقی ہے۔(10)

مسئلہ ۷۳: مضارِب جب تک اپنے شہر میں کام کرتا ہے کھانے پینے اور دیگر مصارِف (اخراجات) مال مضاربت میں نہیں ہوں گے بلکہ تمام اخراجات کا تعلق مضارِب کی ذات سے ہوگا اور اگر پردیس جائے گا تو کھانا پینا کپڑا سواری اور عادۃً جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کے متعلق تاجروں کا عرف ہو یہ سب مصارف مال مضاربت میں سے ہوں گے دوا وعلاج میں جو کچھ صرف ہوگا وہ مضاربت سے نہیں ملے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ مضاربت صحیح ہو اور اگر مضاربت فاسد ہو تو پردیس جانے کے بعد بھی مصارِف اُس کی ذات پر ہوں گے مال مضاربت سے نہیں لے سکتا اور بضاعت (11) کے طور پر جو شخص کام کرتا ہو اُس کے مصارف بھی نہیں ملیں گے۔(12)

مسئلہ ۷۴: مصارف میں سے کپڑے کی دُھلائی اور اگر خود دھونا پڑے تو صابن بھی ہے، اگر روٹی پکانے یا

---

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السادس عشر فی قسمۃ الربح، ج۴، ص۳۲۲۔

(9) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲، ص۲۰۹۔

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۱۵۔

(10) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲، ص۲۰۹۔

(11) کسی سے مال لیکر اس طور پر کام کرنا کہ سارا نفع مال والے کو ملے گا۔

(12) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲، ص۲۰۹۔

دوسرے کام کرنے کے لیے آدمی نوکر رکھنے کی ضرورت ہو تو اس کا صرفہ (خرچہ) بھی مضاربت سے وصول کیا جائے گا جانور کا دانہ چارہ بھی اسی میں سے ہوگا اور سواری کرایہ کی ملے کرایہ پر لی جائے اور خریدنے کی ضرورت پڑے مثلاً روز روز کا کام ہے کہاں تک کرایہ پر لے گا یا کرایہ پر ملتی نہیں ہے خرید لے دریائی سفر میں کشتی کی ضرورت ہے کرایہ پر یا مول لے بعض جگہ بدن میں تیل کی مالش کرائی ہوتی ہے اس کا صرفہ بھی ملے گا۔(13)

مسئلہ ۷۵: مالک نے اپنے غلام اور اپنے جانور مضارب کو بطور اعانت سفر میں لے جانے کے لیے دے دیے اس سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی اور غلاموں اور جانوروں کے مصارف مضارب کے ذمہ ہیں مضاربت سے ان کے اخراجات نہیں دیے جائیں گے اور مضارب نے مال مضاربت سے ان پر صرف کیا (خرچ کیا) تو ضامن ہے مضارب کو نفع میں سے جو حصہ ملے گا اُس میں سے یہ مصارف منہا ہوں گے (کٹوتی کر لیے جائیں گے) اور کمی پڑے گی تو اُس سے لی جائے گی اور مصارف سے کچھ بچ رہا تو اُسے دے دیا جائے گا ہاں اگر رب المال نے کہہ دیا کہ میرے مال سے ان پر صرف کیا جائے تو مصارف اُسی کے مال سے محسوب (شمار) ہوں گے۔(14)

مسئلہ ۷۶: ہزار روپے مضارب کو دیے تھے اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا اور مالک مر گیا اور اُس پر اتنا دَین ہے جو کُل مال کو مستغرق (گھیرے ہوئے) ہے تو مضارب اپنا حصہ پہلے لے لے گا اس کے بعد قرض خواہ اپنے دَین وصول کریں گے اور اگر یہ مضاربت فاسد ہو تو مضارب کو اُجرتِ مثل ملے گی اور وہ رب المال کے ذمہ ہوگی جس طرح دیگر قرض خواہ اپنے دَین لیں گے یہ بھی حصہ رسد کے موافق (جتنا اس کے حصہ میں آئے گا اس کے موافق) پائے گا۔(15)

مسئلہ ۷۷: خریدنے یا بیچنے پر کسی کو اجیر کیا یعنی نوکر رکھا یہ اجارہ درست نہیں کیونکہ جس کام پر اُس کو اجیر کرتا ہے اُس کے اختیار میں نہیں اگر خریدار نہ لے تو کس کے ہاتھ بیچے اور بائع نہ بیچے تو کیوں کر خریدے لہٰذا اسکے جواز کا طریقہ یہ ہے کہ مدتِ معین کے لیے کام کرنے پر نوکر رکھے اور اس کام پر لگا دے۔(16)

مسئلہ ۷۸: مضارب نے حاجت سے زیادہ صرفہ کیا ایسے مصارف کے لیے جو تجار کی عادت میں نہیں ہیں ان تمام مصارف کا تاوان دینا ہوگا۔(17)

---

(13) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲،ص۲۰۹۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی عشر فی نفقۃ المضارب، ج۴،ص۳۱۳۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج۴،ص۳۳۴۔

(16) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۸،ص۵۱۴۔

(17) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲،ص۲۰۹۔

مسئلہ ۷۹: اگر وہ شہر مضارب کا مولد نہیں ہے مگر وہیں کی سکونت (رہائش) اُس نے اختیار کرلی ہے تو مال مضاربت سے مصارف نہیں لے سکتا اور اگر وہاں نیت اقامت کرکے مقیم ہوگیا مگر وہاں کی سکونت نہیں اختیار کی ہے تو مال مضاربت سے وصول کریگا۔ یہاں پردیس جانے یا سفر سے مراد سفرِ شرعی نہیں ہے بلکہ اتنی دور چلا جانا مراد ہے کہ رات تک گھر لوٹ کرنہ آئے اور اگر رات تک گھر لوٹ کر آجائے تو سفر نہیں مثلاً دیہات کے بازار کہ دوکاندار وہاں جاتے ہیں مگر رات میں ہی گھر واپس آجاتے ہیں۔(18)

مسئلہ ۸۰: ایک شخص دوسرے شہر کا رہنے والا ہے اور مال مضاربت دوسرے شہر میں لیا مثلاً مرادآباد کا رہنے والا ہے اور بریلی میں آکر مال لیا تو جب تک بریلی میں ہے اُس کو مصارف نہیں ملیں گے اور جب بریلی سے چلا اب مصارف ملیں گے جب تک مرادآباد پہنچ نہ جائے۔ اور جب مرادآباد میں ہے یہ اُس کا وطنِ اصلی ہے یہاں نہیں ملیں گے اب اگر یہاں سے بغرض تجارت چلے گا تو ملیں گے بلکہ پھر بریلی پہنچ گیا اور کاروبار کے لیے جب تک ٹھہرے گا مصارف ملتے رہیں گے کیونکہ یہاں تجارت کے لیے ٹھہرنا ہے ہاں اگر بریلی بھی اُس کا وطن ہو مثلاً اُس کے بال بچے یہاں بھی رہتے ہیں، یہاں اُس نے شادی کرلی ہے تو جب تک یہاں رہے گا خرچ نہیں ملے گا کہ یہ بھی وطن ہے۔(19)

مسئلہ ۸۱: کسی شہر کو مال خریدنے گیا اور وہاں پہنچ بھی گیا مگر کچھ خریدا نہیں ویسے ہی واپس آیا تو اس صورت میں بھی مصارف مال مضاربت سے ملیں گے۔(20)

مسئلہ ۸۲: مالک نے مضارب سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارب نے کسی دوسرے کو مضاربت کے طور پر مال دے دیا یہ مضاربِ دوم اگر سفر کریگا تو مصارف مال مضاربت سے ملیں گے۔(21)

مسئلہ ۸۳: مضارب کچھ اپنا مال اور کچھ مال مضاربت دونوں کو لے کر سفر میں گیا یا اس کے پاس دو شخصوں کے مال ہیں اِن صورتوں میں بقدر حصہ دونوں پر خرچہ ڈالا جائے گا۔(22)

---

(18) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۷، ص۴۵۸۔

(19) البحرالرائق، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، ج۷، ص۴۵۸۔

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۱۶۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی عشر فی نفقۃ المضارب، ج۴، ص۳۱۳۔

(21) المرجع السابق۔

(22) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۱۶۔

مسئلہ ۸۴: مضارب نے سفر میں ضرورت کی چیزیں خریدیں اور خرچ کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے وطن میں پہنچ گیا اور کچھ چیزیں باقی رہ گئی ہیں تو حکم یہ ہے کہ جو کچھ بچے سب مال مضاربت میں واپس کرے کیوں کہ اُن چیزوں کا صرف کرنا اب جائز نہیں۔ (23)

مسئلہ ۸۵: مضارب نے اپنے مال سے تمام مصارف کیے اور قصد (ارادہ) یہ ہے کہ مالِ مضاربت سے وصول کریگا ایسا کرسکتا ہے یعنی وصول کرسکتا ہے اور اگر مال مضاربت ہی ہلاک ہوگیا تو رب المال سے ان مصارف کو نہیں لے سکتا۔ (24)

مسئلہ ۸۶: جو کچھ نفع ہوا پہلے اس سے وہ اخراجات پورے کیے جائیں گے جو مضارب نے راس المال سے کیے ہیں جب راس المال کی مقدار پوری ہوگئی اُس کے بعد کچھ نفع بچا تو اُسے دونوں حسب شرائط تقسیم کرلیں اور نفع کچھ نہیں ہے تو کچھ نہیں مثلاً ہزار روپے دیے تھے سو ۱۰۰ روپے مضارب نے اپنے اوپر خرچ کر ڈالے اور سو ہی روپے بالکل نفع کے ہیں کہ یہ پورے خرچ میں نکل گئے اور کچھ نہیں بچا اور اگر نفع کے سو سے زیادہ ہوتے تو وہ تقسیم ہوتے۔ (25)

مسئلہ ۸۷: جو کچھ مصارف ہوئے نفع کی مقدار اُس سے کم ہے تو مصارف کی بقیہ رقم راس المال سے پوری کی جائے۔ (26)

مسئلہ ۸۸: مضارب مرابحہ کرنا چاہتا ہے تو جو کچھ مال پر خرچ ہوا ہے، بار برداری، (مزدوری) دلالی، (یعنی دلال کی اُجرت) اُن تھانوں کی دُھلائی، رنگائی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو راس المال میں شامل کرنے کی عادت ہے اِن سب کو ملا کر مرابحہ کرے اور یہ کہے اتنے میں یہ چیز پڑی ہے یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے کہ یہ غلط ہے اور جو کچھ مصارف مضارب نے اپنے متعلق کیے ہیں وہ بیع مرابحہ میں شامل نہیں کیے جائیں گے۔ (27)

مسئلہ ۸۹: مضارب نے ایک چیز رب المال سے ہزار روپے میں خریدی جس کو رب المال نے پانسو میں خریدا تھا اس کا مرابحہ پانسو پر ہوگا نہ کہ ہزار پر یعنی مرابحہ میں یہ بیع کالعدم سمجھی جائے گی۔ اسی طرح اس کا عکس یعنی رب المال نے مضارب سے ایک چیز ہزار میں خریدی جس کو مضارب نے پانسو میں خریدا تھا تو مرابحہ پانسو پر ہوگا۔ (28)

---

(23) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعلہ المضارب، ج۲، ص۲۰۹۔

(24) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۱۷۔

(25) المرجع السابق۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثانی عشر فی نفقۃ المضارب، ج۴، ص۳۱۳۔

(27) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۱۷۔

(28) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل آخر، ج۲، ص۲۱۰۔

بیع مرابحہ وتولیہ کے مسائل کتاب البیوع (29) میں مفصل مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں۔

مسئلہ ۹۰: مضارب کے پاس ہزار روپے آدھے نفع پر ہیں اس نے ہزار روپے کا کپڑا خریدا اور دو ہزار میں بیچ ڈالا پھر دو ہزار کی کوئی چیز خریدی اور ثمن ادا کرنے سے پہلے کل روپے یعنی دونوں ہزار ضائع ہو گئے پندرہ سو روپے مالک بائع کو دے اور پانسو مضارب دے کیونکہ دو ہزار میں مالک کے پندرہ سو تھے اور مضارب کے پانسو لہذا ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی قدر بائع کو ادا کرے اس مبیع میں ایک چوتھائی مضارب کی ملک ہے کیونکہ ایک چوتھائی اس نے قیمت دی ہے اور یہ چوتھائی مضاربت سے خارج ہے اور باقی تین چوتھائیاں مضاربت کی ہیں اور راس المال کل وہ رقم ہے جو مالک نے دی ہے یعنی دو ہزار پانسو مگر مضارب اس چیز کا مرابحہ کریگا تو دو ہی ہزار پر کریگا زیادہ پر نہیں کیوں کہ یہ چیز دو ہی ہزار میں خریدی ہے لیکن فرض کرو اس چیز کو دو چند قیمت پر اگر فروخت کیا یعنی چار ہزار میں تو ایک ہزار صرف مضارب لے گا کہ چوتھائی کا یہ مالک تھا اور پچیس سو ۲۵۰۰ راس المال کے نکالے جائیں اور باقی پانسو دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں یعنی ڈھائی ڈھائی سو۔ (30)

مسئلہ ۹۱: مضارب نے راس المال سے ابھی چیز خریدی بھی نہیں کہ راس المال تلف (ضائع) ہو گیا تو مضاربت باطل ہو گئی اور چیز خرید لی ہے اور ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ مضارب کے پاس سے روپیہ ضائع ہو گیا رب المال سے پھر لے گا پھر ضائع ہو جائے تو پھر لے گا وعلیٰ ھذا القیاس (یعنی روپیہ ضائع ہوتا رہے تو پھر لیتا رہے گا) اور راس المال تمام وہ رقم ہوگی جو مالک نے یکے بعد دیگرے دی ہے بخلاف وکیل بالشراء (خریدنے کا وکیل) کہ اگر اس کو روپیہ پہلے دے دیا تھا اور خریدنے کے بعد روپیہ ضائع ہو گیا تو ایک مرتبہ موکل سے لے سکتا ہے اب اگر ضائع ہو جائے تو موکل سے نہیں لے سکتا اور اگر پہلے وکیل کو نہیں دیا تھا خریدنے کے بعد دیا اور ضائع ہو گیا تو اب بالکل موکل سے نہیں لے سکتا۔ (31)

✿✿✿✿✿

(29) بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۱، بیع کا بیان۔

(30) الھدایة، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل آخر، ج ۲، ص ۲۱۰۔

(31) الھدایة، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل آخر، ج ۲، ص ۲۱۱۔

والفتاوی الھندیة، کتاب المضاربة، الباب الرابع عشر فی ہلاک مال المضاربة... إلخ، ج ۴، ص ۳۱۸، ۳۱۹۔

دونوں میں اختلاف کے مسائل

مسئلہ ۹۲: مضارِب کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور کہتا یہ ہے کہ ایک ہزار تم نے دیے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور رب المال یہ کہتا ہے کہ میں نے دو ہزار دیے ہیں اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مضارب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ نفع کی مقدار میں بھی اختلاف ہو مضارب کہتا ہے کہ میرے لیے آدھے نفع کی شرط تھی اور رب المال کہتا ہے ایک تہائی نفع تمھارے لیے تھا تو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اپنی بات کو گواہوں سے ثابت کیا تو اُسی کی بات مانی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو راس المال کی زیادتی میں رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور نفع کی زیادتی میں مضارب کے گواہ معتبر۔(1)

مسئلہ ۹۳: مضارِب کہتا ہے راس المال میں نے تمھیں دے دیا اور یہ جو کچھ میرے پاس ہے نفع کی رقم ہے اس کے بعد پھر کہنے لگا میں نے تمھیں نہیں دیا بلکہ ضائع ہوگیا تو مضارب کو تاوان دینا ہوگا۔(2)

مسئلہ ۹۴: ایک ہزار روپے اُس کے پاس کسی کے ہیں مالک کہتا ہے یہ بطور بضاعت دیے تھے (یعنی سارا نفع میرے لئے مقرر تھا) اس میں ایک ہزار نفع ہوا ہے یہ خاص میرا ہے اور وہ کہتا ہے مضاربت بالنصف کے طور پر مجھے دیے تھے (یعنی آدھا آدھا نفع مقرر تھا) لہٰذا آدھا نفع میرا ہے اِس صورت میں مالک کا قول معتبر ہے کہ یہی منکر ہے۔ یوہیں اگر مضارِب کہتا ہے کہ یہ روپے تم نے مجھے قرض دیے تھے لہٰذا کل نفع میرا ہے اور مالک کہتا ہے میں نے امانت یا بضاعت یا مضاربت کے طور پر دیے تھے اس میں بھی رب المال ہی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مضارِب کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مالک کہتا ہے میں نے قرض دیے تھے اور مضارِب کہتا ہے بطور مضاربت دیے تھے تو مضارب کا قول معتبر ہے اور جو گواہ قائم کردے اُس کے گواہ معتبر ہیں اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مالک کے گواہ معتبر ہوں گے۔(3)

مسئلہ ۹۵: مضارِب کہتا ہے تم نے ہر قسم کی تجارت کی مجھے اجازت دی تھی یا مضاربت مطلق تھی یعنی عام یا خاص

---

(1) الھدایۃ، کتاب المضاربۃ، باب المضارب یضارب، فصل فی الاختلاف، ج۲، ص۲۱۱.

والدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۲.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السابع عشرفی الاختلاف...الخ، النوع الرابع، ج۴، ص۳۲۵.

(3) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۳.

کسی کا ذکر نہ تھا اور مالک کہتا ہے میں نے خاص فلاں چیز کی تجارت کے لیے کہہ دیا تھا اس میں مضارب کا قول معتبر ہے۔ اور اگر دونوں ایک ایک چیز کو خاص کرتے ہوں مضارب کہتا ہے مجھے کپڑے کی تجارت کے لیے کہہ دیا تھا مالک کہتا ہے میں نے غلہ کے لیے کہا تھا تو قول مالک کا معتبر ہے اور گواہ مضارب کے۔ اور اگر دونوں کے گواہوں نے وقت بھی بیان کیا مثلاً مضارب کے گواہ کہتے ہیں کہ کپڑے کی تجارت کے لیے رمضان میں کہا تھا اور مالک کے گواہ کہتے ہیں غلہ کی تجارت کے لیے دیے تھے اور شوال کا مہینہ مقرر کردیا تھا تو جس کے گواہ آخر وقت بیان کریں وہ معتبر۔(4)

یہ اُس وقت ہے کہ عمل کے بعد اختلاف ہو اور اگر عمل کرنے سے قبل باہم اختلاف ہوا مضارب عموم یا مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور رب المال کہتا ہے میں نے فلاں خاص چیز کی تجارت کے لیے کہا ہے تو رب المال کا قول معتبر ہے اس انکار کے معنی یہ ہیں کہ مضارب کو ہر قسم کی تجارت سے منع کرتا ہے۔(5)

مسئلہ ۹۶: مضارب کہتا ہے میرے لیے آدھا یا تہائی نفع ٹھہرا تھا اور مالک کہتا ہے تمھارے لیے سو روپے ٹھہرے تھے یا کچھ شرط نہ تھی لہٰذا مضاربت فاسد ہوگئی اور تم اُجرت مثل کے مستحق ہو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(6)

مسئلہ ۹۷: وصی (وہ شخص جسے مرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے) نے نابالغ کے مال کو بطورِ مضاربت خود لیا یہ جائز ہے بعض علماء اس میں یہ قید اضافہ کرتے ہیں کہ اپنے لیے اُتنا ہی نفع لینا قرار دیا ہو جو دوسرے کو دیتا۔(7)

مسئلہ ۹۸: مضارب نے راس المال سے کوئی چیز خریدی ہے اور کہتا ہے اسے ابھی نہیں بیچوں گا جب زیادہ ملے گا اُس وقت بیع کروں گا اور مالک یہ کہتا ہے کچھ نفع مل رہا ہے اسے بیع کرڈالو مضارب بیچنے پر مجبور کیا جائے گا ہاں اگر مضارب یہ کہتا ہے میں تمھارا راس المال بھی دوں گا اور نفع کا حصہ بھی دوں گا اس وقت مالک کو اِس کے قبول پر مجبور کیا جائے گا۔(8)

❁❁❁❁❁

(4) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۴۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب السابع عشر فی الاختلاف...إلخ، النوع الثانی، ج۴، ص۳۲۳۔

(6) المرجع السابق، النوع الثالث، ص۳۲۳۔

(7) الدرالمختار، کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص۵۲۴

(8) المرجع السابق

متفرق مسائل

مسئلہ ۱: مضارب کو روپے دیے کہ کپڑے خرید کر اُسے قطع کر کے سی کر فروخت کرے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوجائے گا یہ مضاربت جائز ہے یوہیں مضارب سے یہ کہا کہ یہ روپے لو اور چمڑا خرید کر موزے یا جوتے طیار کرو اور فروخت کرو یہ مضاربت بھی جائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: ایک ہزار روپے مضاربت پر ایک ماہ کے لیے دیے اور کہہ دیا کہ مہینہ گزر جائے گا تو یہ قرض ہوگا تو جیسا اُس نے کہا ہے وہی سمجھا جائے گا مہینہ گزر گیا اور روپے بدستور باقی ہیں تو قرض ہیں اور سامان خرید لیا تو جب تک انھیں بیچ کر روپے نہ کرلے قرض نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: مضارب کو مالک نے پیسے دیے تھے کہ ان سے تجارت کرے ابھی سامان خریدا نہ تھا کہ اُن کا چلن بند ہوگیا مضاربت فاسد ہوگئی پھر اگر مضارب نے ان سے سودا خرید کر نفع یا نقصان اُٹھایا وہ رب المال کا ہوگا اور مضارب کو اُجرت مثل ملے گی اور اگر مضارب کے سامان خرید لینے کے بعد وہ پیسے بند ہوئے تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر سامان بیچنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی اس سے پیسوں کی قیمت رب المال کو ادا کرے اس کے بعد جو بچے اُسے حسب قرارداد تقسیم کیا جائے۔(3)

مسئلہ ۴: باپ نے بیٹے کے لیے کسی شخص سے مضاربت پر مال لیا یوں کہ اِس مال سے بیٹے کے لیے باپ کام کریگا چنانچہ اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا تو یہ نفع رب المال اور باپ میں حسب قرارداد تقسیم ہوگا بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا اگر بیٹا اتنا بڑا ہے کہ اس کے ہم جولی (ہم عمر) خرید وفروخت کرتے ہیں اور باپ نے اس طور پر مال لیا ہے کہ لڑکا خرید وفروخت کریگا اور نفع آدھا آدھا دونوں کو ملے گا یہ مضاربت جائز ہے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ رب المال ورلڑکے میں آدھا آدھا تقسیم ہوجائے گا۔ یوہیں اگر اس صورت میں لڑکے کے کہنے سے باپ نے کام کیا ہے تو آدھا نفع لڑکے کو ملے گا اور اُس کے بغیر کہے اس نے کام کیا تو مال کا ضامن ہے اور نفع اسی کو ملے گا مگر اسے صدقہ کردے۔ وصی کے یہ بھی

---

(1) الفتاوی الهندية، كتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون في المتفرقات، ج۴، ص۳۳۴.

(2) المرجع السابق.

(3) المرجع السابق، ص۳۳۵.

یہی احکام ہیں۔(4)

مسئلہ ۵: رب المال نے مالِ مضاربت کو واجبی قیمت (رائج قیمت جو بازار میں متعین ہوتی ہے) یا زائد پر بیع کرڈالا تو جائز ہے اور واجبی سے کم پر بیچا تو ناجائز ہے جب تک مضارب بیع کی اجازت نہ دے دے۔(5)

مسئلہ ۶: مضارب اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ کسی سرا میں ٹھہرا اُن میں سے ایک یہیں حجرہ میں رہا باقی ساتھیوں کے ساتھ مضارب باہر چلا گیا کچھ دیر بعد یہ ایک بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا اور مالِ مضاربت ضائع ہوگیا اگر مضارب کو اس پر اعتماد تھا تو مضارب ضامن نہیں یہ ضامن ہے اور اگر مضارب کو اس پر اعتماد نہ تھا تو خود مضارب ضامن ہے۔(6)

مسئلہ ۷: مضارب کو ہزار روپے دیے کہ اگر خاص فلاں قسم کا مال خریدو گے تو نفع جو کچھ ہوگا نصف نصف تقسیم ہوگا اور فلاں قسم کا مال خریدو گے تو کل نفع رب المال کا ہوگا اور فلاں قسم کا خریدو گے تو سارا نفع مضارب کا ہوگا تو جیسا کہا ہے ویسا ہی کیا جائے گا یعنی قسم اول میں مضاربت ہے اور نفع نصف نصف ہوگا اور قسمِ دوم کا مال خریدا تو بضاعت ہے نفع رب المال کا اور نقصان ہو تو وہ بھی اُسی کا اور قسمِ سوم کا مال خریدا تو روپے مضارب پر قرض ہیں نفع بھی اسی کا نقصان بھی اسی کا۔(7)

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج۴، ص۳۴۷.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج۴، ص۳۴۷.

(6) الفتاوی الخانیۃ، کتاب المضاربۃ، فصل فیما یجوز للمضارب... إلخ، ج۲، ص۲۲۲.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المضاربۃ، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج۴، ص۳۴۷،۳۴۸.

ودیعت کا بیان

ودیعت رکھنا جائز ہے قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا﴾ (1)
اللہ (عزوجل) حکم فرماتا ہے کہ امانت جس کی ہو اُسے دے دو۔
اور فرماتا ہے:
﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾﴾ (2)
اور فلاح پانے والے وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت رکھتے ہیں۔
اور فرماتا ہے:
﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾﴾ (3)
اے ایمان والو اللہ ورسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔
حدیث صحیح میں ہے کہ منافق کی علامت میں یہ ہے کہ جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔(4)

مسئلہ ۱: دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کردینے کو ایداع کہتے ہیں اور اُس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت (5) کہا جاتا ہے جس کی چیز ہے اُسے مودِع اور جس کی حفاظت میں دی گئی اُسے مودَع کہتے ہیں ایداع کی دو صورتیں ہیں کبھی صراحۃً کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے یہ چیز تمھاری حفاظت میں دی اور کبھی دلالۃً بھی ایداع

(1) پ۵، النساء: ۵۸.

(2) پ۱۸، المومنون: ۸.

(3) پ۹، الانفال: ۲۷.

(4) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، الحدیث: ۳۳، ج۱، ص ۲۴.

(5) امانت اُسے کہتے ہیں جس میں تلف پر ضمان نہیں ہوتا ہے عاریت اور کرایہ کی چیز کو بھی امانت کہتے ہیں مگر ودیعت خاص اُس کا نام ہے جو حفاظت کے لیے دی جاتی ہے۔ ہم نے بیانات سابقہ میں ودیعت کو امانت اس لیے لکھا ہے کہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں۔ ۱۲ منہ

ہوتا ہے مثلاً کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک کی غیر موجودگی میں لے لی یہ چیز لینے والے کی حفاظت میں آ گئی اگر لینے کے بعد اُس نے چھوڑ دی ضامن ہے اور اگر مالک کی موجودگی میں لی ہے ضامن نہیں۔(6)

مسئلہ ۲: ودیعت کے لیے ایجاب وقبول ضروری ہیں خواہ یہ دونوں چیزیں صراحۃً ہوں یا دلالۃً۔ صراحۃً ایجاب مثلاً یہ کہے کہ میں یہ چیز تمھارے پاس ودیعت رکھتا ہوں امانت رکھتا ہوں۔ ایجاب دلالۃً یہ کہ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا مجھے ہزار روپے دے دو، یہ کپڑا مجھے دے دو اُس نے کہا میں تم کو دیتا ہوں کہ اگرچہ دینے کا لفظ ہبہ کے واسطے بھی بولا جاتا ہے مگر ودیعت اُس سے کم مرتبہ کی چیز ہے اسی پر حمل کریں گے۔ اور کبھی فعل بھی ایجاب ہوتا ہے مثلاً کسی کے پاس اپنی چیز رکھ کر چلا گیا اور کچھ نہ کہا۔ صراحۃً قبول مثلاً وہ کہے میں نے قبول کیا اور دلالۃً یہ کہ اُس کے پاس کسی نے چیز رکھ دی اور کچھ نہ کہا یا کہہ دیا کہ تمھارے پاس یہ چیز امانت رکھتا ہوں اور وہ خاموش رہا مثلاً حمام میں جاتے ہیں اور کپڑے حمامی کے پاس رکھ کر اندر نہانے کے لیے چلے جاتے ہیں اور سرائے (مسافر خانہ) میں جاتے ہیں بھٹیارے (مسافر خانے کا مالک) سے پوچھتے ہیں گھوڑا کہاں باندھوں اُس نے کہا یہاں یہ ودیعت ہوگئی اُس کے ذمہ حفاظت لازم ہوگئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔(7)

مسئلہ ۳: حمامی کے سامنے (حمام والے کے سامنے) کپڑے رکھ کر نہانے کو اندر گیا دوسرا شخص اندر سے نکلا اور اُس کے کپڑے پہن کر چلا گیا حمامی سے جب اُس نے کہا تو کہنے لگا میں نے سمجھا تھا کہ اُسی کے کپڑے ہیں اس صورت میں حمامی کے ذمہ تاوان ہے۔(8)

مسئلہ ۴: کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اُن کے پاس کتاب رکھ کر چلا گیا اور وہ سب وہاں سے کتاب چھوڑ کر چلے گئے اور کتاب جاتی رہی اُن لوگوں کے ذمہ تاوان واجب ہے اور اگر ایک ایک کر کے وہاں سے اُٹھے تو پچھلا شخص ضامن ہے کہ حفاظت کے لیے یہ متعین ہو گیا تھا۔(9)

مسئلہ ۵: کسی مکان میں چیز بغیر اُس کے کہے رکھ دی اُس نے حفاظت نہیں کی چیز ضائع ہوگئی ضمان نہیں۔ یوہیں اس نے ودیعت کہہ کر دی اُس نے بلند آواز سے کہہ دیا میں حفاظت نہیں کروں گا وہ چیز ضائع ہوگئی اُس پر تاوان نہیں۔(10)

---

(6) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۲۶.

(7) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۲۶.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الاول فی تفسیر الایداع...إلخ، ج۴، ص۳۳۹.

(9) البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۶۴.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب لودیعۃ، الباب الاول فی تفسیر الایداع...إلخ، ج۴، ص۳۳۸.

مسئلہ ٦: ودیعت کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ مال اِس قابل ہو جو قبضہ میں آسکے لہٰذا بھاگے ہوئے غلام کے متعلق کہہ دیا میں نے اُس کو ودیعت رکھایا ہوا میں پرند اُڑ رہا ہے اوس کو ودیعت رکھا ان کا ضمان واجب نہیں۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس کے پاس امانت رکھی جائے وہ مکلّف ہو تب حفاظت واجب ہوگی اگر بچہ کے پاس کوئی چیز امانت رکھ دی اُس نے ہلاک کردی ضمان واجب نہیں اور غلام محجور (11) کے پاس رکھ دی اس نے ہلاک کردی تو آزاد ہونے کے بعد اُس سے ضمان لیا جاسکتا ہے۔ (12)

مسئلہ ٧: ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودَع کے پاس امانت ہوتی ہے اُس کی حفاظت مودَع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے۔ ودیعت کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ودیعت ہلاک ہوجائے تو اس کا ضمان واجب نہیں۔ (13)

مسئلہ ٨: ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے اس میں سے کوئی کام کریگا تاوان دینا ہوگا۔ (14)

(11) وہ غلام جسے مالک نے تصرفات ومعاملات سے روک دیا ہو۔

(12) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج٨، ص٥٢٨۔

(13) البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج٧، ص٤٦٥۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الاول فی تفسیر الایداع... الخ، ج٤، ص٣٣٨۔

مودَع کس کی حفاظت میں ودیعت دے سکتا ہے

مسئلہ ۹: امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے۔مودَع کو اختیار ہے کہ خود حفاظت کرے یا اپنی عیال سے حفاظت کرائے جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اُسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا اہل وعیال کے پاس چھوڑ کر باہر جایا کرتا ہے۔عیال سے مُراد وہ ہیں جو اُس کے ساتھ رہتے ہوں حقیقۃً اُس کے ساتھ ہوں یا حکماً لہٰذا اگر سمجھ والے بچہ کو دے دی جو حفاظت پر قادر ہے یا بی بی کو دے دی اور یہ دونوں اُس کے ساتھ نہ ہوں جب بھی ضمان واجب نہیں یوہیں عورت نے خاوند کی حفاظت میں چیز چھوڑ دی ضامن نہیں۔(1)

مسئلہ ۱۰: بی بی اور نابالغ بچہ یا غلام یہ اگر چہ اُس کے ساتھ نہ رہتے ہوں مگر عیال میں شمار ہوں گے فرض کر و یہ شخص ایک محلہ میں رہتا ہے اور اس کی زوجہ دوسرے محلہ میں رہتی ہے اور اُس کو نفقہ (کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ کے اخراجات) بھی نہیں دیتا ہے پھر بھی اگر ودیعت ایسی زوجہ کو سپرد کر دی اور تلف ہوگئی تاوان لازم نہیں ہوگا اور بالغ لڑکا یا ماں باپ جو اس کے ساتھ رہتے ہوں اِن کو ودیعت سپرد کر سکتا ہے اور ساتھ نہ رہتے ہوں تو نہیں سپرد کر سکتا کہ تلف ہونے پر ضمان لازم ہوگا۔(2)

مسئلہ ۱۱: زوجہ کا لڑکا دوسرے شوہر سے ہے جبکہ اس کے ساتھ رہتا ہے تو عیال میں ہے اُس کے پاس ودیعت کو چھوڑ سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۱۲: جو شخص اس کی عیال میں ہے اُس کی حفاظت میں امانت کو اُس وقت رکھ سکتا ہے جب یہ امین ہو اور اگر اس کی خیانت معلوم ہو اور اس کے پاس چھوڑ دی تو تاوان دینا ہوگا۔اس نے اپنی عیال کی حفاظت میں چھوڑ دی اور وہ اپنے بال بچوں کی حفاظت میں چھوڑے یہ بھی جائز ہے۔(4)

مسئلہ ۱۳: مالک نے منع کر دیا تھا کہ اپنی عیال میں سے فلاں کے پاس مت چھوڑنا باوجود ممانعت اس نے اُس کے پاس امانت کی چیز رکھی اگر اس سے بچنا ممکن تھا کہ اُس کے علاوہ دوسرے ایسے تھے کہ اُن کی حفاظت میں رکھ سکتا

---

(1) الدر المختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۲۹.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثانی فی حفظ الودیعۃ... إلخ، ج۴، ص۳۳۹.

(3) المرجع السابق، ص۳۴۰.

(4) الدر المختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۲۹.

تھا تو ضمان واجب ہے ورنہ نہیں۔(5)

مسئلہ ۱۴: دکان میں لوگوں کی ودیعتیں تھیں دکاندار نماز کو چلا گیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تاوان واجب نہیں کہ دکان ہونا ہی حفاظت ہے۔(6)

مسئلہ ۱۵: اہل وعیال کے علاوہ دوسروں کی حفاظت میں چیز کو چھوڑنے سے یا اُن کے پاس ودیعت رکھنے سے ضمان واجب ہے ہاں اگر اُن کے علاوہ ایسوں کی حفاظت میں دی ہے جو خود اس کے مال کی حفاظت کرتے ہیں جیسے اس کا وکیل اور ماذون اور شریک جس کے ساتھ شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان سب کی حفاظت میں دینا جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۱۶: نوکر کی حفاظت میں ودیعت کو دے سکتا ہے کیونکہ خود اپنا مال بھی اس کی حفاظت میں دیتا ہے۔(8)

مسئلہ ۱۷: مودَع (جس کے پاس امانت رکھی گئی) کے مکان میں آگ لگ گئی اگر ودیعت دوسرے لوگوں کو نہیں دیتا ہے جل جاتی ہے یا کشتی میں ودیعت ہے اور کشتی ڈوب رہی ہے اگر دوسری کشتی میں نہیں پھینکتا ہے ڈوب جاتی ہے اس صورت میں دوسرے کو دینا یا دوسری کشتی میں پھینکنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی عیال کی حفاظت میں دینا اس وقت ممکن نہ ہو اور اگر آگ لگنے کی صورت میں اسکے گھر کے لوگ قریب ہی میں ہیں کہ اُن کو دے سکتا ہے یا کشتی ڈوبنے کی صورت میں اسکے گھر والوں کی کشتی پاس میں ہے کہ اُن کو دے سکتا ہے تو دوسروں کو دینا جائز نہیں ہے دے گا تو ضمان واجب ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۸: کشتی ڈوب رہی تھی اِس نے دوسری کشتی میں ودیعت پھینکی مگر کشتی میں نہیں پہنچی بلکہ دریا میں گری یا کشتی میں پہنچ گئی تھی مگر لڑھک کر دریا میں چلی گئی مودَع ضامن ہے۔ یوہیں اگر قصداً اس نے ودیعت کو ڈوبنے سے نہیں بچایا اتنا موقع تھا کہ دوسری کشتی میں دے دیتا مگر ایسا نہیں کیا یا مکان میں آگ لگی تھی موقع تھا کہ ودیعت کو نکال لیتا اور نہیں

---

(5) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۲۹.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعاً...إلخ، ج۴، ص۳۴۶.

(7) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۰.

و دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الودیعۃ، الجزء الثانی، ص۲۴۷.

(8) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الودیعۃ، الجزء الثانی، ص۲۴۷.

(9) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۰.

و دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب الودیعۃ، الجزء الثانی، ص۲۴۵.

نکالی ان صورتوں میں ضامن ہے۔(10)

مسئلہ ۱۹: یہ کہتا ہے کہ میرے مکان میں آگ لگی تھی یا میری کشتی ڈوب گئی اور پروسی کو دیدی یا دوسری کشتی میں ڈال دی اگر آگ لگنا یا کشتی ڈوبنا معلوم ہو تو اسکی بات مقبول ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو گواہوں سے ثابت کرنا ہو گا۔(11)

مسئلہ ۲۰: آگ لگنے کی وجہ سے ودیعت پروسی کو دیدی تھی آگ بجھنے کے بعد اُس سے واپس لینی ضروری ہے اگر واپس نہ لی اور اُسکے پاس ہلاک ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔(12)

مسئلہ ۲۱: مودِع کا انتقال ہو رہا ہے اور اسکے پاس اِس کی عیال میں سے کوئی موجود نہیں ہے جس کی حفاظت میں ودیعت کو دیتا اس حالت میں اس نے پڑوسی کی حفاظت میں دیدی تو ضمان واجب نہیں۔(13)

(10) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸،ص۵۳۰۔

(11) المرجع السابق۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثانی فی حفظ الودیعۃ...إلخ، ج۴،ص۳۴۰۔

(13) المرجع لسابق،ص۳۴۱۔

جس کی چیز ہے وہ طلب کرتا ہے تو روکنے کا اختیار نہیں

مسئلہ ۲۲: جس کی چیز تھی اُس نے طلب کی مودَع کو منع کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اُسکے دینے پر قادر ہو خود مالک نے چیز مانگی یا اُس کے وکیل نے، قاصد کے مانگنے پر نہ دے اگرچہ کوئی نشانی پیش کرتا ہو۔ اور اگر اس وقت دینے سے عاجز ہے مثلاً ودیعت یہاں موجود نہیں ہے اور جہاں ہے وہ جگہ دور ہے یا دینے میں اُس کو اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے مثلاً ودیعت کو دفن کررکھا ہے اس وقت کھود نہیں سکتا ہے یا ودیعت کے ساتھ اپنا مال بھی مدفون ہے اندیشہ ہے کہ میرے مال کا لوگوں کو پتہ چل جائے گا ان صورتوں میں روکنا جائز ہے۔ اور اگر مالک واپسی نہیں چاہتا ہے ویسے ہی کہتا ہے ودیعت اُٹھالاؤ یعنی دیکھنا مقصود ہے تو مودَع اس سے انکار کرسکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے تلوار امانت رکھی وہ اپنی تلوار مانگتا ہے اور اِس مودَع کو معلوم ہوگیا کہ اس تلوار سے ناحق طور پر کسی کو مارے گا تو تلوار نہ دے جب تک یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اُس نے اپنی رائے بدل دی اب اس تلوار کو مباح کام کے لیے مانگتا ہے۔(2)

مسئلہ ۲۴: ایک دستاویز (وہ تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں) ودیعت رکھی اور مودَع کو معلوم ہے کہ اس کے کچھ مطالبے وصول ہوچکے ہیں اور مودِع (دستاویز کا مالک) مرگیا اُس کے ورثہ مطالبہ وصول پانے سے انکار کرتے ہیں ان ورثہ کو یہ دستاویز کبھی نہ دے۔(3)

مسئلہ ۲۵: عورت نے ایک دستاویز ودیعت رکھی ہے جس میں اس نے شوہر کے لیے کسی مال کا اقرار کیا ہے یہ اُس میں مہر وصول پانے کا عورت نے اقرار کیا ہے اس کو روکنا جائز ہے کیونکہ اسکے دینے میں شوہر کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔(4)

مسئلہ ۲۶: ایک دستاویز دوسرے کے نام کی کسی نے ودیعت رکھی جس کے نام کی دستاویز ہے اُس نے دعویٰ کیا ہے اور دستاویز پر جن لوگوں کی شہادت ہے وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز دیکھ نہ لیں گواہی نہیں دیں گے قاضی

---

(1) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۰۔

(2) درمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۱۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج۴، ص۳۶۱۔

(4) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۱۔

مودَع کو حکم دے گا کہ گواہوں کو دستاویز دکھادو کہ وہ اپنے دستخط دیکھ لیں مدعی کو یعنی جس کے نام کی دستاویز ہے نہیں دے سکتا کہ مودِع کے سوادوسرے کو ودیعت کیوں کر دے گا۔(5)

مسئلہ ۲۷: کسی نے دھوبی کے پاس دوسرے کے ہاتھ دھونے کو کپڑا بھیجا پھر دھوبی کے پاس کہلا بھیجا کہ جو کپڑا دے گیا تھا اُسے مت دینا اگر لانے والے نے دھوبی کو کپڑا دیتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں کا کپڑا ہے اور دھوبی نے اُسے دے دیا ضامن نہیں اور اگر کہہ دیا کہ فلاں کا ہے اور یہی شخص اُسکے تمام کام کرتا ہے اور دھوبی نے اسے دیدیا تو بھی ضامن نہیں اور اُس کے کام یہ شخص نہیں کرتا اور باوجود ممانعت دھوبی نے اسے دیدیا تو ضامن ہے۔(6)

مسئلہ ۲۸: مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی اس نے کہا اِس وقت نہیں حاضر کرسکتا ہوں ، لک چلا گیا اور اگر مالک کا چلا جانا رضامندی اور خوشی سے ہے اور ودیعت ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں کہ یہ دوبارہ امانت رکھنا ہے اور اگر ناراض ہوکر گیا تو ہلاک ہونے پر مودَع کو تاوان دینا ہوگا کہ طلب کے بعد روکنے کی اجازت نہ تھی اور اگر مالک کے وکیل نے مانگا اور مودَع نے وہی جواب دیا تو یہ راضی ہوکر جائے یا ناراض ہوکر دونوں صورتوں میں ضمان واجب ہے کہ اس کو جدید ایداع کا (دوبارہ امانت رکھنے کا) اختیار نہیں۔(7)

مسئلہ ۲۹: مالک نے ودیعت مانگی مودَع نے کہا کل لینا دوسرے دن یہ کہتا ہے کہ وہ جو تم میرے پاس آئے تھے اور میں نے اقرار کیا تھا اُس کے بعد وہ ودیعت ضائع ہوگئی اس صورت میں تاوان نہیں اور اگر یہ کہتا ہے کہ اُس سے پہلے ودیعت ضائع ہوچکی تھی تو تاوان واجب ہے۔(8)

مسئلہ ۳۰: مالک نے مودَع سے کہا ودیعت واپس کردو اُس نے انکار کردیا کہتا ہے میرے پاس ودیعت رکھی ہی نہیں اور اُس چیز کو جہاں تھی وہاں سے دوسری جگہ منتقل کردیا حالانکہ وہاں کوئی ایسا بھی نہ تھا جس کی جانب سے یہ اندیشہ ہو کہ اسے پتہ چل جائے گا تو ودیعت کو چھین لے گا اور انکار کے بعد ودیعت کو حاضر بھی نہیں کیا اور اُس کا یہ انکار خود مالک سے ہوا اسکے بعد ودیعت کا اقرار کیا تو اب بھی ضامن ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ چیز تم نے مجھے ہبہ کردی تھی یا میں نے خریدلی تھی اس کے بعد ودیعت کا اقرار کیا تو ضامن نہیں رہا اور اگر مالک نے ودیعت واپس نہیں مانگی صرف اُس کا حال پوچھا ہے کہ کس حالت میں ہے اس نے انکار کردیا کہ میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے پھر قرار کیا

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج۴، ص۳۶۲.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب السادس فی طلب الودیعۃ...إلخ، ج۴، ص۳۵۳.

(7) البحر الرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۶۸.

(8) المرجع السابق، ص۴۶۹.

تو ضمان نہیں۔ اور اگر اُس کو وہاں سے منتقل نہیں کیا جب بھی ضامن نہیں اور اگر وہاں کوئی ایسا تھا جس سے اندیشہ تھا اس وجہ سے انکار کر دیا تو ضامن نہیں اور اگر انکار کے بعد چیز کو حاضر کر دیا کہ مالک لے سکتا تھا مگر نہیں لی کہہ دیا کہ اسے تم اپنے ہی پاس رکھو تو یہ جدید ایداع ہے اور ضامن نہیں اور مالک کے سوا دوسرے لوگوں سے انکار کیا ہے جب بھی ضامن نہیں۔(9)

مسئلہ ۳۱: ودیعت سے مودَع نے انکار کر دیا یعنی یہ کہا کہ میرے پاس تمھاری ودیعت نہیں ہے اسکے بعد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تمھاری ودیعت واپس کر دی تھی اور اس پر گواہ قائم کیے یہ گواہ مقبول ہیں۔(10)

مسئلہ ۳۲: ودیعت رکھ کر غائب ہو گیا اُس کی عورت مودَع سے کہتی ہے میرا نفقہ (کھانے پینے، کپڑے وغیرہ کے اخراجات) ودیعت میں سے دے دو اُس نے ودیعت ہی سے انکار کر دیا اس کے بعد اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے ودیعت ضائع ہو گئی تو اس کے ذمہ تاوان ہے۔ یوہیں یتیموں کے ولی اور پروسیوں نے وصی سے کہا کہ ان بچوں کا جو کچھ مال تمھارے پاس ہے اِن پر خرچ کرو وصی نے کہا میرے پاس ان کا کوئی مال نہیں ہے پھر مال کا اقرار کیا اور کہتا ہے کہ تمھارے کہنے کے بعد ضائع ہو گیا تو وصی پر تاوان لازم ہے۔(11)

مسئلہ ۳۳: ودیعت رکھنے والے کے مکان پر ودیعت لا کر رکھ گیا یا اُس کے بال بچوں کو دے گیا اور ودیعت ضائع ہو گئی تو مودَع پر تاوان لازم ہے اور اپنی عیال کے ہاتھ اُس کے پاس بھیج دی اور ضائع ہو گئی تو ضمان نہیں اور اگر اپنے بالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی جو اُس کی عیال میں نہیں ہے تو ضامن ہے اور نابالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی تو اگرچہ اُس کی عیال میں نہ ہو ضامن نہیں جبکہ یہ نابالغ بچہ ایسا ہو کہ حفاظت کرنا جانتا ہو اور چیزوں کی حفاظت کرتا ہو ورنہ تاوان لازم ہوگا۔(12)

مسئلہ ۳۴: ودیعت رکھنے والا غائب ہو گیا معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا تو ودیعت کو محفوظ ہی رکھنا ہوگا جب موت کا علم ہو جائے اور ورثہ بھی معلوم ہیں ورثہ کو دیدے۔ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ودیعت کو صدقہ نہیں کر سکتا ورلقطہ میں مالک کا پتہ نہ چلے تو صدقہ کرنے کا حکم ہے۔(13)

---

(9) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۸۔

والبحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۷۱، ۴۷۲۔

(10) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۹۔

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الودیعۃ، فصل فیمایعد ... إلخ، ج۲، ص۳۴۹۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب السابع فی ردالودیعۃ، ج۴، ص۳۵۴۔

(13) المرجع السابق۔

مسئلہ ۳۵: ودیعت رکھنے والا مر گیا اور اُس پر دَین مستغرق نہ ہو(یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے تمام ترکہ کو گھیر لے) تو ودیعت ورثہ کو دیدے اور دَین مستغرق ہو تو یہ ودیعت حق غُرَما ہے اس صورت میں ورثہ کو نہیں دے سکتا دے گا تو غُرَما (قرض خواہ یعنی جن کا قرضہ ہے وہ) اس مودَع سے تاوان لیں گے۔(14)

مسئلہ ۳۶: جس کے پاس ودیعت تھی کہتا ہے کہ میں نے تمھارے پاس ودیعت بھیج دی اور جس کے ہاتھ بھیجنا بتاتا ہے وہ اس کی عیال میں ہے تو اس کا قول معتبر ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھیجنا کہتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھ کو چیز نہیں ملی تو مودَع ضامن ہے ہاں اگر مالک اقرار کرلے یا مودَع گواہوں سے اُسکے پاس پہنچنا ثابت کردے تو ضامن نہیں۔(15)

مسئلہ ۳۷: غاصب نے مغصوب کو ودیعت رکھ دیا تھا مودَع نے غاصب کے پاس چیز واپس کردی یہ مودَع ضمان سے بَری ہوگیا۔(16)

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب السابع فی ردالودیعۃ، ج۴، ص۳۵۴.

(15) المرجع السابق.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب لودیعۃ، الباب السابع فی ردالودیعۃ، ج۴، ص۳۵۴.

ودیعت کی تجہیل

مسئلہ ۳۸: مودَع کا انتقال ہوگیا اور اس نے ودیعت کے متعلق تجہیل کی ہے (صاف بیان نہیں کیا ہے جس سے معلوم ہوسکے کہ فلاں فلاں چیز امانت ہے اور وہ فلاں جگہ ہے) یہ بھی منع کرنے کے معنی میں ہے اس صورت میں ودیعت کا تاوان لیا جائے گا اور اُس کے ترکہ سے (چھوڑے ہوئے مال وجائداد سے) بطور دَین وصول کیا جائے گا ہاں اگر اُس کا بیان نہ کرنا اس وجہ سے ہو کہ ورثہ کو معلوم ہے کہ فلاں چیز ودیعت ہے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے تو تاوان واجب نہیں۔(1)

مسئلہ ۳۹: مودَع مرگیا اور امانت ہلاک ہوگئی مودِع کہتا ہے کہ مودَع نے تجہیل کی ہے لہذا ضمان واجب ہے وارث کہتا ہے مجھے معلوم تھا اگر وارث نے اُن چیزوں کو بیان کردیا کہ فلاں فلاں چیز مورث کے پاس (یعنی مرنے والے کے پاس) ودیعت تھی وارث کا قول معتبر ہے یعنی مودَع کے مرنے کے بعد وارث اُس کے قائم مقام ہے اُس سے ضمان نہیں لیا جائے گا صرف ایک بات میں فرق ہے وارث نے چور کو ودیعت بتادی ضامن نہیں ہے اور مودَع نے بتائی تو ضامن ہے مگر جبکہ اُسے لینے سے بقدر طاقت منع کرے۔(2)

مسئلہ ۴۰: ورثہ کہتے ہیں ودیعت اُس نے اپنی زندگی میں واپس کردی تھی ان کا قول مقبول نہیں بلکہ گواہوں سے واپسی کو ثابت کرنا ہوگا ثابت نہ کرنے پر میت کے مال سے تاوان وصول کیا جائے اور اگر ورثہ نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مودَع نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا کہ ودیعت واپس کرچکا ہوں تو یہ گواہ بھی مقبول ہوں گے۔(3)

مسئلہ ۴۱: ودیعت کے علاوہ دیگر امانتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ تجہیل کرکے مرجائے گا تو اُس کا تاوان واجب ہوجائے گا امانت باقی نہیں رہے گی صرف بعض امانتوں کا اِس حکم سے استثنا ہے۔

(۱) متولی مسجد جس کے پاس وقف کی آمدنی تھی اور بغیر بیان کیے مرگیا۔

(۲) قاضی نے یتامیٰ (یتیم کی جمع) اموال امانت رکھے اور بغیر بیان مرگیا یہ نہیں بتایا کہ کس کے پاس امانت ہے

---

(1) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۲۔

(2) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۲۔

و البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۶۸۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب التاسع فی الاختلاف...إلخ، ج۴، ص۳۵۷۔

اور قاضی نے خود اپنے ہی یہاں رکھا تھا اور بغیر بیان مرگیا تو ضامن ہے اُس کے ترکہ سے وصول کریں مگر قاضی نے اگر کہہ دیا تھا کہ مال میرے پاس سے ضائع ہوگیا یا میں نے یتیم پر خرچ کرڈالا تو اُس پر ضمان نہیں۔

(۳) سلطان نے اموالِ غنیمت بعض غازیوں کے پاس امانت رکھے اور مرگیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ کس کے پاس ہیں۔

(۴) دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ تھی ان میں سے ایک مرگیا اور جو کچھ اموال اس کے قبضہ میں تھے ان کو بیان نہیں کیا۔(4)

مسئلہ ۴۲: مودَع مجنون ہوگیا اور جنون بھی مطبق ہے اور اس کے پاس بہت کچھ اموال ہیں ودیعت تلاش کی گئی مگر نہیں ملی اور اس کی امید بھی نہیں ہے کہ اُس کی عقل ٹھیک ہوجائے گی تو قاضی کسی کو مجنون کا ولی مقرر کریگا وہ مجنون کے مال سے ودیعت ادا کریگا مگر جس کو دے گا اُس سے ضامن لے لے گا پھر اگر وہ مجنون اچھا ہوگیا اور کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کردی تھی یا ضائع ہوگئی یا کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا ہوئی اُس پر حلف (قسم) دیا جائے گا بعد حلف جو کچھ اُس کا مال دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔(5)

مسئلہ ۴۳: مودِع نے ودیعت اپنی عورت کو دیدی اور مرگیا تو عورت سے مطالبہ ہوگا اگر عورت کہتی ہے چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو قسم کے ساتھ عورت کی بات معتبر ہے اور اس کا مطالبہ اب کسی سے نہ ہوگا اور اگر عورت کہتی ہے میں نے مرنے سے پہلے شوہر کو واپس دیدی تھی تو اس کی بات معتبر ہے اور عورت کو شوہر سے جو کچھ ترکہ ملا ہے اِس میں سے ودیعت کا تاوان لیا جائے گا۔(6)

مسئلہ ۴۴: خود مریض سے پوچھا گیا کہ تمھارے پاس فلاں کی ودیعت تھی وہ کیا ہوئی اُس نے کہا میں نے اپنی عورت کو دیدی ہے اُس کے مرنے کے بعد عورت سے پوچھا گیا عورت کہتی ہے مجھے اُس نے نہیں دی ہے اس صورت میں عورت پر حلف (قسم) دیا جائے گا اور حلف کرلے تو اُس سے مطالبہ نہ ہوگا۔(7)

مسئلہ ۴۵: مضارب نے یہ کہا کہ میں نے مال مضاربت فلاں کے پاس ودیعت رکھ دیا ہے یہ کہہ کر مرگیا تو نہ

---

(4) البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۶۸۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ، ج۴، ص۳۵۰۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ، ج۴، ص۳۵۰۔

(6) المرجع السابق۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ، ج۴، ص۳۵۰۔

مضارب کے مال سے لیا جاسکتا ہے نہ اُس کے ورثہ سے اور جس کا اُس نے نام لیا ہے وہ انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ اُس کی بات مان لی جائے گی اور اگر یہ شخص بھی مرگیا اور اس نے ودیعت کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا اور اس کے پاس ودیعت رکھنا صرف مضارب کے کہنے ہی سے معلوم ہوا اور کوئی ثبوت نہیں ہے تو اس کے ترکہ سے وصول نہیں کی جاسکتی اور اگر گواہوں سے اُس کے پاس ودیعت رکھنا ثابت ہے یا اُس نے خود اقرار کیا ہے کہ میرے پاس مضارب نے ودیعت رکھی ہے اور مضارب مرگیا پھر وہ شخص بھی مرگیا تو اُس شخص کے مال سے ودیعت وصول کی جائے گی۔ (8)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کے پاس ایک ہزار روپے ودیعت کے ہیں ان روپوں کے دو شخص دعویدار ہیں ہر ایک کہتا ہے میں نے اس کے پاس ودیعت رکھے ہیں اور مودَع کہتا ہے تم دونوں میں سے ایک نے ودیعت رکھے ہیں میں یہ نہیں معین کرکے بتاسکتا کہ کس نے رکھے ہیں تو اگر وہ دونوں مدّعی (دعویٰ کرنے والے) اس بات پر صلح و اتفاق کریں کہ ہم دونوں یہ روپے برابر برابر بانٹ لیں تو ایسا کرسکتے ہیں اور مودَع دینے سے انکار نہیں کرسکتا اسکے بعد نہ مودَع سے مطالبہ ہوسکتا ہے نہ اُس پر حلف دیا جاسکتا اور اگر دونوں صلح نہیں کرتے بلکہ ہر ایک پورے ہزار کو لینا چاہتا ہے تو مودَع سے دونوں حلف لے سکتے ہیں پھر اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کرلیا تو دونوں کا دعویٰ ختم ہوگیا اور اگر دونوں کے مقابل میں قسم سے انکار کردیا تو اِس ہزار کو دونوں بانٹ لیں اور ایک دوسرے ہزار کا اُس پر تاوان ہوگا جو دونوں برابر لے لیں گے اور اگر ایک کے مقابل میں حلف کرلیا دوسرے کے مقابل میں قسم سے انکار کردیا تو جس کے مقابل میں قسم سے انکار کیا ہے وہ ہزار لے لے اور جس کے مقابل میں حلف کرلیا ہے اُس کا دعویٰ ساقط۔ (9)

❁❁❁❁❁

---

(8) المرجع السابق۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ، ج۴، ص۳۵۰، ۳۵۱۔

ودیعت کو دوسرے مال میں ملا دینا یا اس میں تصرف کرنا

مسئلہ ۴۷: ودیعت کو اپنے مال یا دوسرے کے مال میں بدونِ اجازتِ مالک (مالک کی اِجازت کے بغیر) اس طرح ملا دینا کہ امتیاز باقی نہ رہے یا بہت دشواری سے جدا کیے جاسکیں یہ بھی موجب ضمان (تاوان کو لازم کرنے والا) ہے دونوں مال ایک قسم کے ہوں جیسے روپے کو روپے میں ملا دیا گیہوں (گندم) کو گیہوں میں جَو کو جَو میں یا دونوں مختلف جنس کے ہوں مثلاً گیہوں کو جَو میں ملا دیا اس میں اگرچہ امتیاز اور جدا کرنا ممکن ہے مگر بہت دشوار ہے، اِس طرح پر ملا دینا چیز کو ہلاک کر دینا ہے مگر جب تک ضمان ادا نہ کرے اُس کا کھانا جائز نہیں یعنی پہلے ضمان ادا کر دے اُس کے بعد یہ مخلوط چیز (ملائی ہوئی چیز) خرچ کرے۔(1)

مسئلہ ۴۸: ایک ہی شخص نے گیہوں اور جَو دونوں کو ودیعت رکھا جب بھی مِلا دینا جائز نہیں مِلا دے گا تو تاوان لازم ہوگا۔(2)

مسئلہ ۴۹: مالک کی اِجازت سے اس نے دوسری چیز کے ساتھ خلط کیا (یعنی مِلا دیا) یا اس نے خود نہیں ملایا بلکہ بغیر اس کے فعل کے دونوں چیزیں مل گئیں مثلاً دو بوریوں میں غلہ تھا بوریاں پھٹ گئیں غلہ مل گیا یا صندوق میں دو تھیلیوں میں روپے رکھے تھے تھیلیاں پھٹ گئیں اور روپے مل گئے ان دونوں صورتوں میں دونوں باہم شریک ہوگئے اگر اس میں سے کچھ ضائع ہوگا تو دونوں کا ضائع ہوگا جو باقی ہے اُسے مطابق حصہ کے تقسیم کرلیں مثلاً ایک کے ہزار روپے تھے دوسرے کے دو ہزار تو جو کچھ باقی ہے اُس کے تین حصے کرکے پہلا شخص ایک حصہ لے لے اور دوسرا شخص دو حصے۔(3)

مسئلہ ۵۰: مودَع کے سوا کسی دوسرے شخص نے خلط کر دیا اگرچہ وہ نابالغ ہو اگرچہ وہ شخص ہو جو مودَع کی عیال میں ہے وہ خلط کرنے والا ضامن ہے مودَع ضامن نہیں۔(4)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸،ص۵۳۶،وغیرہ۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴،ص۳۴۹۔

(3) البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷،ص۴۷۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴،ص۳۴۹۔

(4) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸،ص۵۳۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴،ص۳۴۹۔

مسئلہ ۵۱: ودیعت روپیہ یا اشرفی ہے یا مکیل (ماپ کر بیچی جانے والی چیز) وموزون (وزن سے بیچی جانے والی چیز) ہے مودَع نے اس میں سے کچھ خرچ کرڈالا تو جتنا خرچ کیا ہے اُتنے ہی کا ضامن ہے جو باقی ہے اُس کا ضامن نہیں یعنی مابقی (یعنی جو باقی ہے) اگر ضائع ہوجائے تو اس کا تاوان لازم نہیں اور اگر خرچ کرنے کے لیے نکالا تھا مگر خرچ نہیں کیا پھر اُسی میں شامل کردیا تو تاوان لازم نہیں اور اگر جتنا ودیعت میں سے خرچ کرڈالا تھا اوتنا ہی باقی میں ملا دیا کہ امتیاز جاتا رہا مثلاً سو روپے میں سے دس خرچ کرڈالے تھے پھر دس ۱۰ روپے باقی میں ملا دیے تو کُل کا ضامن ہوگیا کیوں کہ اپنے مال کو ملا کر ودیعت کو ہلاک کردیا اور اگر اس طرح ملایا ہے کہ امتیاز باقی ہے مثلاً کچھ روپے تھے اور کچھ نوٹ یا اشرفیاں (سونے کے سکے) روپے خرچ کرڈالے پھر اُتنے ہی روپے اُس میں شامل کردیے یا جو کچھ ملایا اُس میں نشان بنادیا ہے کہ جدا کیا جاسکتا ہے یا خرچ کیا اور اُس میں شامل نہیں کیا یا دو ودیعتیں تھیں مثلاً ایک مرتبہ اُس نے دس روپے دیے دوسری مرتبہ دس پھر دیے اور اُن میں سے ایک ودیعت کو خرچ کرڈالا ان سب صورتوں میں صرف اُس کا ضامن ہے جو خرچ کیا ہے۔ یہ اُس چیز میں ہے جس کے ٹکڑے کرنا مضر نہ ہو مثلاً دس ۱۰ سیر گیہوں تھے اُن میں سے پانچ سیر خرچ کیے اور اگر وہ ایسی چیز ہو جس کے ٹکڑے کرنا مضر ہو مثلاً ایک اچکن کا کپڑا تھا یا کوئی زیور تھا اُس میں سے ایک ٹکڑا خرچ کرڈالا تو کل کا ضامن ہے۔ (5)

مسئلہ ۵۲: جس شخص نے ملایا ہے وہ غائب ہوگیا اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں ہے تو اگر دونوں مالک اس پر راضی ہوجائیں کہ ان میں کا ایک شخص اُس مخلوط چیز (اُس ملی ہوئی چیز) کو لے لے اور دوسرے کو اس کی چیز کی قیمت دیدے یہ ہوسکتا ہے اور اس پر بھی راضی نہ ہوں تو مخلوط شے کو بیچ کر ہر ایک اپنی اپنی چیز کی قیمت پر ثمن کو تقسیم کرکے لے لے۔ (6)

مسئلہ ۵۳: ودیعت پر تعدی کی یعنی اُس میں بیجا تصرُّف کیا مثلاً کپڑا تھا اُسے پہن لیا گھوڑا تھا اُس پر سوار ہوگیا غلام تھا اُس سے خدمت لی یا اُسے کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیا ان سب صورتوں میں اُس پر ضمان لازم ہے مگر پھر اس حرکت سے باز آیا یعنی اُس کو حفاظت میں لے آیا اور یہ نیت ہے کہ اب ایسا نہیں کریگا تو تعدی کرنے سے جو ضمان کا حکم آگیا تھا زائل ہوگیا یعنی اب اگر چیز ضائع ہوجائے تو تاوان نہیں مگر استعمال سے چیز میں نقصان پیدا ہوجائے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر اب بھی نیت یہ ہو کہ پھر ایسا کریگا مثلاً رات میں کپڑا اُتار دیا اور یہ نیت ہے کہ صبح کو

---

(5) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴، ص۳۴۸۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴، ص۳۴۹۔

پھر پہنے گا ضمان کا حکم بدستور باقی ہے یعنی مثلاً رات ہی میں وہ کپڑا چوری ہوگیا تاوان دینا ہوگا۔(7)

مسئلہ ۵۴: مستعیر اور مستاجر نے تعدی کی (بیجا تصرف کیا) پھر اس سے باز آئے تو ضمان سے (تاوان سے) بری نہیں جب تک مالک کے پاس چیز پہنچا نہ دیں۔(8)

مسئلہ ۵۵: مودَع 1، بیع ۲ کا وکیل اور حفظ ۳ کا وکیل اور اُجرت ۴ پر دینے یا اُجرت ۵ پر لینے کا وکیل یعنی اس کو وکیل کیا تھا کہ اس چیز کو کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے اور اس نے خود اُس چیز کو استعمال کیا پھر استعمال چھوڑ دیا اور مضارب ۶ و مُستبضع ۷ یعنی مضارب نے چیز کو استعمال کیا یا جس کو بضاعت کے طور پر دیا تھا اُس نے استعمال کیا پھر استعمال ترک کیا اور شریک ۸ عنان اور شریک مفاوضہ اور رہن ۱۰ کے لیے عاریت لینے والا کہ ایک چیز عاریت لی تھی کہ اُسے رہن رکھے گا اور خود استعمال کی پھر رہن رکھ دی یہ دس قسم کے اشخاص تعدی کرنے والے اگر تعدی سے باز آجائیں تو ضمان سے بری ہو جاتے ہیں اور ان کے علاوہ جو امین تعدی کریگا وہ ضامن ہوگا اگرچہ تعدی سے باز آجائے۔(9)

مسئلہ ۵۶: مودَع کو یہ اختیار ہے کہ ودیعت کو اپنے ہمراہ سفر میں لیجائے اگرچہ اس میں بار برداری (مزدوری) صرف (خرچ) کرنی پڑے بشرطیکہ مالک نے سفر میں لے جانے سے منع نہ کیا ہو اور لیجانے میں اُس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور اگر مالک نے منع کر دیا ہو یا لیجانے میں اندیشہ ہو اور سفر میں جانا اس کے لیے ضروری نہ ہو اور سفر کیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تو تاوان لازم ہے اور اگر سفر میں جانا ضروری ہے اور تنہا سفر کیا اور ودیعت کو بھی لے گیا ضامن ہے اور بال بچوں کے ساتھ سفر کیا ہے تو ضامن نہیں، دریائی سفر بھی خوفناک ہے کہ اس میں غالب ہلاک ہے۔(10)

مسئلہ ۵۷: دو شخصوں نے مل کر ودیعت رکھی ہے اُن میں سے ایک اپنا حصہ مانگتا ہے دوسرے کی عدم موجودگی میں امین کو دینا جائز نہیں اور اگر دیدے گا تو ضامن نہیں اور ایک نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا کہ میرا حصہ دلا دیا جائے

---

(7) البحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۸۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون تضییعا... إلخ، ج۴، ص۳۴۷، ۳۴۸۔

(8) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۳۷، ۵۳۸۔

(9) المرجع السابق۔

(10) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۱۔

والبحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴۷۲۔

تو قاضی دینے کا حکم نہیں دے گا۔(11)

مسئلہ ۵۸: دوشخصوں نے ودیعت رکھی تھی ایک نے مودَع سے کہا کہ میرے شریک کو سو روپے دے دو اُس نے دیدیے اس کے بعد بقیہ رقم ضائع ہوگئی تو جو شخص سو روپے لے چکا ہے یہ تنہا اسی کے ہیں اس کا ساتھی اِن میں سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس میں سے آدھی رقم اُس کو دے دو اُس نے دیدی اور بقیہ رقم ضائع ہوگئی تو ساتھی جو نصف لے چکا ہے اُس میں سے نصف یہ لے سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۵۹: دوشخصوں نے ایک شخص کے پاس ہزار روپے ودیعت رکھے مودَع مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اُن دونوں میں ایک یہ کہتا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس لڑکے نے ودیعت ہلاک کردی دوسرے نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی تو جس نے بیٹے کا ہلاک کرنا بتایا اُس نے مودَع کو بری کردیا یعنی اس کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ مرنے والے نے ودیعت کو بعینہٖ (ویسے ہی، اسی طرح) قائم رکھا اور بیٹے سے ضمان لینا چاہتا ہے تو بغیر ثبوت اس کی یہ بات کیوں کر مانی جا سکتی ہے لہٰذا بیٹے پر تاوان کا حکم نہیں ہوسکتا اور دوسرا شخص جس نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی اُس کو میت کے مال سے پانسو دلائے جائیں گے کیونکہ وہ میت پر تجہیلِ ودیعت کا الزام (یعنی ودیعت کے بارے میں نہ بتانے کا الزام) رکھتا ہے اور اس صورت میں مالِ میت سے تاوان دلانے کا حکم ہوتا ہے۔(13)

مسئلہ ۶۰: مودَع نے ودیعت رکھنے ہی سے انکار کردیا مالک نے گواہوں سے ودیعت رکھنا ثابت کردیا اس کے بعد مودَع گواہ پیش کرتا ہے کہ ودیعت ضائع ہوگئی مودَع کے گواہ نامقبول ہیں اور اس کے ذمہ تاوان لازم، چاہے اس کے گواہوں سے انکار کے بعد ضائع ہونا ثابت ہو یا انکار سے قبل، بہر صورت تاوان دینا ہوگا اور اگر ودیعت رکھنے سے مودَع نے انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میرے پاس تیری ودیعت نہیں ہے اور گواہوں سے ضائع ہونا ثابت کیا، اگر گواہوں سے یہ ثابت ہو کہ اس کہنے سے پہلے ضائع ہوئی تو تاوان نہیں اور اگر اس کہنے کے بعد ضائع ہونا گواہوں نے بیان کیا تو تاوان لازم ہے اور اگر گواہوں سے مطلقاً ضائع ہونا ثابت ہوا قبل یا بعد نہیں ثابت ہے جب بھی ضامن ہے۔(14)

---

(11) الدر المختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثامن فیما اذا کان...الخ، ج۴، ص۳۵۴۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثامن فیما اذا کان...الخ، ج۴، ص۳۵۵۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثامن فیما اذا کان...الخ، ج۴، ص۳۵۵۔

(14) المرجع السابق، ص۳۵۶۔

مسئلہ ۶۱: ودیعت سے مودَع نے انکار کردیا اس کے بعد ودیعت واپس کردی اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا تو گواہ مقبول ہیں اور یہ بری اور گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ انکار سے پہلے ہی ودیعت دیدی تھی اور یہ کہتا ہے کہ میں نے انکار کرنے میں غلطی کی میں بھول گیا تھا تو یہ گواہ بھی مقبول ہیں۔(15)

مسئلہ ۶۲: مودَع کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کردی چند روز کے بعد کہتا ہے ضائع ہوگئی اس پر تاوان لازم ہے اور اگر کہا کہ ضائع ہوگئی پھر چند روز کے بعد کہتا ہے میں نے واپس کردی میں نے غلطی سے ضائع ہونا کہہ دیا اس صورت میں بھی تاوان ہے۔(16)

مسئلہ ۶۳: مودَع کہتا ہے ودیعت ہلاک ہوگئی اور مالک اس کی تکذیب کرتا ہے (جھوٹا بتاتا ہے یعنی اس سے انکار کرتا ہے) مالک کہتا ہے اس پر حلف (قسم) دیا جائے حلف دیا گیا اس نے قسم کھانے سے انکار کردیا اس سے ثابت ہوا کہ چیز اس کے یہاں موجود ہے لہٰذا اس کو قید کیا جائے گا اُس وقت تک کہ چیز دیدے یا ثابت کردے کہ چیز نہیں باقی رہی۔(17)

مسئلہ ۶۴: کسی کے پاس ودیعت رکھ کر پردیس چلا گیا واپس آنے کے بعد اپنی چیز مانگتا ہے مودَع کہتا ہے تم نے اپنے بال بچوں پر خرچ کردینے کے لیے کہا تھا میں نے خرچ کردی مالک کہتا ہے میں نے خرچ کرنے کو نہیں کہا تھا مالک کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر مودَع یہ کہتا ہے کہ تم نے مساکین پر خیرات کرنے کو کہا تھا میں نے خیرات کردی یا فلاں شخص کو ہبہ کرنے کو کہا تھا میں نے ہبہ کردیا مالک کہتا ہے میں نے نہیں کہا تھا اس میں بھی مالک ہی کا قول معتبر ہے۔(18)

مسئلہ ۶۵: کسی کے پاس روپے ودیعت رکھے مالک اُس سے کہتا ہے میں نے فلاں شخص کو حکم دیدیا تھا کہ وہ تمھارے پاس سے وہ روپے لے لے پھر میں نے اُسے منع کردیا مودَع کہتا ہے وہ تو لے بھی گیا اُس شخص سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نہ مودَع کے پاس گیا نہ میں نے روپے لیے مودَع کی بات معتبر ہے اس پر ضمان لازم نہیں۔(19)

مسئلہ ۶۶: مودَع نے ودیعت سے انکار کردیا پھر اُس مودِع نے اس کے پاس اسی جنس کی چیز ودیعت رکھی یہ

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب التاسع فی الاختلاف... إلخ، ج۴، ص۳۵۶.

(16) المرجع السابق.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب التاسع فی الاختلاف... إلخ، ج۴، ص۳۵۷.

(18) المرجع السابق، ص۳۵۸.

(19) المرجع السابق.

شخص اپنے مطالبہ میں اس ودیعت کو روک سکتا ہے اور اگر اس پر قسم دی جائے تو یوں قسم کھائے کہ اُس کی فلاں چیز میرے ذمہ نہیں ہے یہ قسم نہ کھائے کہ اُس نے ودیعت نہیں رکھی ہے کہ یہ قسم جھوٹی ہوگی۔ یوہیں اگر اس کا کسی کے ذمہ دَین تھا مدیون نے دَین سے انکار کر دیا پھر مدیون نے اُسی جنس کی چیز ودیعت رکھی اپنے دَین میں اسے روک سکتا ہے اور اگر ودیعت اُس جنس کی چیز نہ ہو تو نہیں روک سکتا(20)۔(21)

مسئلہ ۶۷: ایک شخص سے پچاس روپے قرض مانگے اُس نے غلطی سے پچاس کی جگہ ساٹھ دیدیے اس نے مکان پر آکر دیکھا کہ دس زائد ہیں واپس کرنے کو دس روپے لے گیا راستہ میں یہ ضائع ہوگئے اس پر پانچ سدس کا تاوان ہے اور ایک سدس یعنی دس روپے میں سے چھٹے حصہ کا ضمان نہیں کیونکہ جو روپے اُس نے غلطی سے دیے وہ اس کے پاس ودیعت ہیں اور وہ کل کا چھٹا حصہ ہے لہٰذا ان دس کا چھٹا حصہ بھی ودیعت ہے صرف اس چھٹے حصے کا ضمان واجب نہیں اور اگر کل روپے ضائع ہوئے تو پچاس ہی روپے اس کے ذمہ واجب ہیں کیونکہ دس ودیعت ہیں ان کا تاوان نہیں۔ یوہیں اگر کسی کے ذمہ پچاس روپے باقی تھے اُس نے غلطی سے ساٹھ لے لیے دس روپے واپس کرنے جارہا تھا راستہ میں ضائع ہوگئے تو پانچ سدس کا ضمان اس پر واجب ہے۔(22)

مسئلہ ۶۸: شادی میں روپے پیسے نچھاور کرنے کے لیے کسی کو دیے تو یہ شخص اپنے لیے اُن میں سے بچا نہیں سکتا ورنہ خود گرے ہوئے کو لوٹ سکتا ہے اور یہ بھی نہیں کرسکتا کہ دوسرے کو لٹانے کے لیے دیدے۔ شکر اور چھوہارے جو

---

(20) جبکہ فی زمنہ دائن اگر اپنے دَین کی جنس کے علاوہ کسی اور مال کے حصول پر قادر ہو تو وہ اسے لے سکتا ہے، جس کی صراحت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فتاوی رضویہ میں کچھ یوں فرمائی ہے:

فی الشامی والطحطاوی عن شرح الکنز للعلامۃ الحموی عن الامام العلامۃ علی المقدسی عن جدہ الاشقر عن شرح القدوری للامام الاخصب ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانھم لمطاوعتھم فی الحقوق والفتوی الیوم علی جواز الاخذ عند القدرۃ من ای مال کان۔

ترجمہ: شامی اور طحطاوی میں علامہ حموی کی شرح کنز سے بحوالہ امام علامہ علی مقدسی منقول ہے، انہوں نے اپنے دادا شقر سے بحوالہ شرح قدوری از امام خصب ذکر کیا کہ خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیونکہ وہ لوگ حقوق میں باہم متفق تھے، آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کر لینا جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۷، ص ۵۶۳)

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج ۴، ص ۳۵۹۔

(22) المرجع السابق، ص ۳۶۰

لٹانے کے لیے دیے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔(23)

مسئلہ ۶۹: مسافر کسی کے مکان پر مرگیا اُس نے کچھ تھوڑا سا مال دو تین روپے کا چھوڑا اور اُس کا کوئی وارث معلوم نہیں اور جس کے مکان پر مرا ہے یہ فقیر ہے اُس مال کو اپنے لیے یہ شخص رکھ سکتا ہے۔(24)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے دو شخصوں کے پاس ودیعت رکھی اگر وہ چیز قابل قسمت ہے دونوں اُس چیز کو تقسیم کرلیں ہر ایک اپنے حصہ کی حفاظت کرے اگر ایسا نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو سپرد کردی تو یہ دینے والا ضامن ہے اور اگر وہ چیز تقسیم کے قابل نہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو سپرد کرسکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۷۱: مودِع نے کہہ دیا تھا کہ ودیعت کو دکان میں نہ رکھنا کیونکہ اُس میں سے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اگر مودَع کے لیے کوئی دوسری جگہ اس سے زیادہ محفوظ ہے اور یہ اس پر قادر بھی تھا کہ اُٹھا کر وہاں لے جاتا اور نہ لے گیا اور دکان سے وہ چیز رات میں چوری گئی تو ضمان دینا ہوگا اور کوئی دوسری جگہ حفاظت کی اس کے پاس نہیں یا اُس وقت چیز کو لے جانے پر قادر نہ تھا تو ضامن نہیں۔(26)

مسئلہ ۷۲: مالک نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس چیز کو اپنی عیال کے پاس نہ چھوڑنا یا اس کمرے میں رکھنا اور مودَع نے ایسے کو دیا جس کے دینے سے چارہ نہ تھا مثلاً زیور تھا بی بی کو دینے سے منع کیا تھا اُس نے بی بی کو دیدیا، گھوڑا تھا غلام کو دینے سے منع کیا تھا اس نے غلام کو دیدیا اور اُس کمرے کے سوا دوسرے کمرے میں رکھی اور دونوں کمرے حفاظت کے لحاظ سے یکساں ہیں یا یہ اُس سے بھی زیادہ محفوظ ہے اور ودیعت ضائع ہوگئی تاوان لازم نہیں اور اگر یہ باتیں نہ ہوں مثلاً زیور غلام کو دیدیا یا گھوڑا بی بی کی حفاظت میں دیا یا وہ کمرہ اُتنا محفوظ نہیں ہے تو تاوان دینا ہوگا۔(27)

مسئلہ ۷۳: مودِع نے کہا اِس تھیلی میں نہ رکھنا اُس میں رکھنا یا تھیلی میں رکھنا صندوق میں نہ رکھنا یا صندوق میں رکھنا اس گھر میں نہ رکھنا اور اُس نے وہ کیا جس سے مودِع نے منع کیا تھا اِن صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔(28)

قاعدہ کلیہ اس باب میں(29) یہ ہے کہ امانت رکھنے والے نے اگر ایسی شرط لگائی جس کی رعایت ممکن ہے اور

---

(23) المرجع السابق، ص ۳۶۲.

(24) المرجع السابق

(25) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج ۸، ص ۵۴۲.

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثالث فی شروط...إلخ، ج ۴، ص ۳۴۲.

(27) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج ۸، ص ۵۴۲.

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثالث فی شروط...إلخ، ج ۴، ص ۳۴۱.

(29) یعنی اس مسئلہ میں کہ مالک اگر منع کرے اور امین وہی کردے۔

مفید بھی ہوتو اُس کا اعتبار ہے اور ایسی نہ ہوتو اُس کا اعتبار نہیں مثلاً یہ شرط کہ اسے اپنے ہاتھ ہی میں لیے رہنا کسی جگہ نہ رکھنا یا دہنے ہاتھ میں رکھنا بائیں میں نہ رکھنا یا اس چیز کو دہنی آنکھ سے دیکھتے رہنا بائیں آنکھ سے نہ دیکھنا اس قسم کی شرطیں بیکار ہیں ان پر عمل کرنا کچھ ضرور نہیں۔(30)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص کے پاس ودیعت رکھی اُس نے دوسرے کے پاس رکھ دی اور ضائع ہوگئی تو فقط مودَع سے ضمان لے گا دوسرے سے نہیں لے سکتا اور اگر دوسرے کو دی اور وہاں سے ابھی مودَع جدا نہیں ہوا ہے کہ ہلاک ہوگئی تو مودَع سے بھی ضمان نہیں لے سکتا۔(31)

مسئلہ ۷۵: مالک کہتا ہے کہ دوسرے کے یہاں سے ہلاک ہوگئی اور مودَع کہتا ہے اُس نے مجھے واپس کردی تھی میرے یہاں سے ضائع ہوئی مودَع کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مودَع سے کسی نے غصب کی ہوتی اور مالک کہتا غاصب کے یہاں ہلاک ہوئی اور مودع کہتا اُس نے واپس کردی تھی میرے یہاں ہلاک ہوئی تو مودَع کی بات مانی جاتی۔(32)

مسئلہ ۷۶: ایک شخص کو ہزار روپے دیے کہ فلاں شخص کو جو فلاں شہر میں ہے دیدینا اس نے دوسرے کو دیدیے کہ تم اُس شخص کو دیدینا اور راستہ میں روپے ضائع ہوگئے اگر دینے والا مرگیا ہے تو مودَع پر تاوان نہیں ہے کہ یہ وصی ہے اور اگر زندہ ہے تو تاوان ہے کہ وکیل ہے ہاں اگر وہ شخص جس کو دیے ہیں اُسکی عیال میں ہے تو ضامن نہیں۔(33)

مسئلہ ۷۷: دھوبی نے غلطی سے ایک کا کپڑا دوسرے کو دیدیا اُس نے قطع کرڈالا دونوں ضامن ہیں۔(34)

مسئلہ ۷۸: جانور کو ودیعت رکھا تھا وہ بیمار ہوا علاج کرایا اور علاج سے ہلاک ہوگیا مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے تاوان لے مودَع سے بھی تاوان لے سکتا ہے اور معالج سے بھی اگر معالج سے تاوان لیا اور بوقت علاج اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ دوسرے کا ہے معالج مودَع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر معلوم تھا تو نہیں۔(35)

---

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الثالث فی شروط... إلخ، ج۴، ص۳۴۱.

(31) الھدایۃ، کتاب الودیعۃ، ج۲، ص۲۱۶.

(32) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۲.

(33) ردالمحتار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۲.

(34) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۳.

(35) المرجع السابق.

مسئلہ ۷۹: غاصب نے کسی کے پاس مغصوب چیز ودیعت رکھ دی (36) اور ہلاک ہوگئی مالک کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر مودَع سے تاوان لیا وہ غاصب سے رجوع کرسکتا ہے۔(37)

مسئلہ ۸۰: ایک شخص کو روپے دیے کہ ان کو فلاں شخص کو آج ہی دیدینا اس نے نہیں دیے اور ضائع ہوگئے تاوان لازم نہیں اس لیے کہ اس پر اُسی روز دینا لازم نہ تھا، یوہیں مالک نے یہ کہا کہ ودیعت میرے پاس پہنچا جانا اس نے کہا پہنچادوں گا اور نہیں پہنچائی اس کے پاس سے ضائع ہوگئی تاوان واجب نہیں کیونکہ مودَع کے ذمہ یہاں لاکر دینا نہیں ہے کہ تاوان لازم آئے۔(38)

مسئلہ ۸۱: مالک نے کہا یہ چیز فلاں شخص کو دیدینا یہ کہتا ہے میں نے دیدی مگر وہ کہتا ہے نہیں دی ہے مودَع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(39)

مسئلہ ۸۲: مودَع نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیوں کر جاتی رہی ابتداء اُس نے یہی جملہ کہا یا یوں کہا کہ چیز جاتی رہی اور معلوم نہیں کیوں کر گئی اس صورت میں ضمان نہیں، اور اگر یوں کہا معلوم نہیں ضائع ہوئی یا نہیں ہوئی یا یوں کہا معلوم نہیں میں نے اُسے رکھ دیا ہے یا مکان کے اندر کہیں دفن کردیا ہے یا کسی دوسری جگہ دفن کیا ہے ان صورتوں میں ضامن ہے، اور اگر یوں کہتا کہ میں نے ایک جگہ دفن کردیا تھا وہاں سے کوئی چورالے گیا اگرچہ اُس جگہ کو نہیں بتایا جہاں دفن کیا تھا اس میں ضمان واجب نہیں۔(40)

مسئلہ ۸۳: دلال کو بیچنے کے لیے کپڑا دیا تھا دلال کہتا ہے کپڑا میرے ہاتھ سے گر گیا اور ضائع ہوگیا معلوم نہیں کیوں کر ضائع ہوا تو اُس پر تاوان نہیں اور دلال یہ کہتا ہے کہ میں بھول گیا معلوم نہیں کس دکان میں رکھ دیا تھا تو تاوان دینا ہوگا۔(41)

مسئلہ ۸۴: مودَع کہتا ہے ودیعت میں نے اپنے سامنے رکھی تھی بھول کر چلا گیا ضائع ہوگئی اِس صورت میں تاوان دینا ہوگا اور اگر کہتا ہے مکان کے اندر چھوڑ کر چلا گیا اور ضائع ہوگئی اگر وہ جگہ حفاظت کی ہے کہ اس قسم کی چیز

---

(36) ناجائز زبردستی قبضہ کی ہوئی چیز امانت کے طور پر رکھ دی۔

(37) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۴۔

(38) الدر مختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۴۔

(39) المرجع السابق

(40) المرجع السابق، ص۵۴۵۔

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون... إلخ، ج۴، ص۳۴۲۔

وہاں بطورِ حفاظت رکھی جاتی ہے تو تاوان نہیں۔ (42)

مسئلہ ۸۵: مکان کسی کی حفاظت میں دے دیا اور اسی مکان کے ایک کمرہ یا کوٹھری میں ودیعت رکھی ہے اگر اس کو مُقفّل کر دیا (تالا لگا دیا) ہے کہ آسانی سے نہ کُھل سکتا ہو تو تاوان نہیں ورنہ ہے۔ (43)

مسئلہ ۸۶: اسکے مکان میں لوگ بکثرت آتے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود چیز کی حفاظت رہتی ہے اور اس نے حفاظت کی جگہ میں ودیعت رکھ دی ہے ضمان واجب نہیں۔ (44)

مسئلہ ۸۷: مالِ ودیعت کو زمین میں دفن کر دیا ہے اور کوئی نشان بھی کر رکھا ہے تو ضائع ہونے پر تاوان نہیں اور نشان نہیں کیا تو تاوان ہے اور جنگل میں دفن کر دیا ہے تو بہر صورت تاوان ہے۔ (45)

مسئلہ ۸۸: مودَع کے پیچھے چور لگ گئے اس نے ودیعت کو دفن کر دیا کہ چور اسکے ہاتھ سے کہیں لے نہ لیں اور دفن کر کے اُن کے خوف کی وجہ سے بھاگ گیا پھر آکر تلاش کرتا ہے تو پتا نہیں چلتا کہ کہاں دفن کی تھی اگر دفن کرتے وقت اتنا موقع تھا کہ نشانی کر دیتا اور نہیں کی تو ضامن ہے اور اگر نشانی کا موقع نہ ملا تو دو صورتیں ہیں اگر جلد آجاتا تو پتہ چل جاتا اور جلد آنا ممکن تھا مگر نہ آیا جب بھی ضامن ہے اور جلد آنا ممکن ہی نہ تھا اس وجہ سے نہیں آیا تو ضامن نہیں۔ (46)

مسئلہ ۸۹: زمانہ فتنہ میں ودیعت کو ویرانہ میں رکھ آیا اگر زمین کے اوپر رکھ دی تو ضامن ہے اور دفن کر دی تو ضامن نہیں۔ (47)

مسئلہ ۹۰: مودَع یا وصی سے زبردستی مال لینا کوئی چاہتا ہے اگر جان مارنے یا قطع عضو کی (جسم کے کسی حصے کو کاٹ دینے کی) دھمکی دی اس نے ڈر کر کچھ مال دیدیا ضمان نہیں اور اگر اس کی دھمکی دی کہ اُسے بند کر دے گا یا قید کر دے گا اور مال دیدیا تو تاوان واجب ہے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کچھ تھوڑا مال اسے نہ دیا جائے تو کُل ہی چھین لے گا یہ دینے کے لیے عذر ہے یعنی ضمان لازم نہیں۔ (48)

---

(42) المرجع السابق

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون... إلخ، ج۴، ص۳۴۳۔

(44) المرجع السابق

(45) المرجع السابق

(46) المرجع السابق

(47) المرجع السابق

(48) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۵۔

مسئلہ ۹۱: ودیعت کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ خراب ہوجائے گی مالک موجود نہیں ہے یا وہ لے نہیں جاتا مودِع کو چاہیے یہ معاملہ حاکم کے پاس پیش کرے تاکہ وہ بیچ ڈالے اور اگر مودَع نے پیش نہ کیا یہاں تک کہ ودیعت خراب ہوگئی تو اس پر ضمان نہیں اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو تو چیز کو بیچ ڈالے اور ثمن محفوظ رکھے۔ (49)

مسئلہ ۹۲: ودیعت کے متعلق مودَع نے کچھ خرچ کیا اگر یہ قاضی کے حکم سے نہیں ہے مُتَبَرِّع ہے (احسان کرنے والا ہے) کچھ معاوضہ نہیں پائے گا اور اگر قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا قاضی اس پر گواہ طلب کریگا کہ یہ ودیعت ہے اور اس کا مالک غائب ہے پھر اگر وہ چیز ایسی ہے جو کرایہ پر دی جاسکتی ہے تو قاضی حکم دے گا کہ کرایہ پر دی جائے اور آمدنی اس پر صرف کی جائے اور اگر کرایہ پر دینے کی چیز نہ ہو تو قاضی یہ حکم دے گا کہ دو تین دن تم اپنے پاس سے اس پر خرچ کرو شاید مالک آجائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دے گا بلکہ حکم دے گا کہ چیز بیچ کر اس کا ثمن محفوظ رکھا جائے۔ (50)

مسئلہ ۹۳: مُصحَف شریف (قرآن پاک) کو ودیعت یا رہن رکھا تھا۔ مودَع یا مرتہن اُس میں دیکھ کر تلاوت کررہا تھا اسی حالت میں ضائع ہوگیا تاوان واجب نہیں۔ (51)

مسئلہ ۹۴: کتاب ودیعت ہے اس میں غلطی نظر آئی اگر معلوم ہے کہ درست کرنے سے مالک کو ناگواری ہوگی درست نہ کرے۔ (52)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص کو دس روپے دیے اور یہ کہا کہ ان میں سے پانچ تمھارے لیے ہبہ ہیں اور پانچ ودیعت اُس نے پانچ خرچ کر ڈالے اور پانچ ضائع ہوگئے ساڑھے سات روپے اُس پر تاوان کے واجب ہیں کیونکہ مشاع کا ہبہ(53) صحیح نہیں ہے اور ہبہ فاسد کے طور پر جس چیز پر قبضہ ہوتا ہے اُس کا ضمان لازم ہوتا ہے اور پانچ روپے جو ضائع ہوئے ان میں ودیعت اور ہبہ دونوں ہیں لہٰذا ان کے نصف کا ضمان ہوگا کہ وہ ڈھائی روپے ہیں اور جو خرچ کیے ہیں اُن

---

(49) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون۔۔۔ الخ، ج۴، ص۳۴۴۔

(50) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج۴، ص۳۶۰۔

(51) الدرالمختار، کتاب الایداع، ج۸، ص۵۴۶۔

(52) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج۴، ص۳۶۲۔

(53) ایسی چیز کا ہبہ کرنا جس میں دو یا دو سے زیادہ افراد شریک ہوں اور دونوں کے حصوں میں فرق نہ کیا جاسکتا ہو۔ مثلاً چکی وغیرہ۔

کے کل کا ضمان (54) ہے یوں ساڑھے ساتھ روپے کا تاوان واجب۔ اور اگر دیتے وقت یہ کہا کہ ان میں تین تمہیں ہبہ کرتا ہوں اور سات فلاں شخص کو دے آؤ وہ دینے گیا راستہ میں کل روپے ضائع ہوگئے تو صرف تین روپے کا تاوان واجب ہے کہ یہ ہبہ فاسد ہے اور پانچ پانچ روپے کرکے دیے اور یہ کہہ دیا کہ پانچ ہبہ ہیں اور پانچ امانت اور یہ نہیں بتایا کہ کون سے پانچ ہبہ کے ہیں اس نے سب کو خلط کردیا (ملادیا) اور ضائع ہوگئے تو پانچ روپے تاوان واجب۔(55)

مسئلہ ۹۶: ودیعت ایسی چیز ہے جس میں گرمیوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اس نے اُس چیز کو ہوا میں نہیں رکھا اور کیڑے پڑ گئے تو اس پر تاوان واجب نہیں۔(56)

مسئلہ ۹۷: ودیعت کو چوہوں نے خراب کردیا اگر اس نے پہلے ہی مودع سے کہہ دیا تھا کہ یہاں چوہے ہیں تو تاوان نہیں اور اسے معلوم ہوگیا کہ یہاں چوہے کے بل ہیں اور نہ بند کیے نہ مالک کو خبر دی تو تاوان واجب ہے۔(57)

مسئلہ ۹۸: جانور کو ودیعت رکھا اور غائب ہوگیا مودَع نے اُس کا دودھ دوہا اور یہ اندیشہ ہے کہ اُس کے آنے تک دودھ خراب ہوجائے گا اُس کو بیچ ڈالا اگر قاضی کے حکم سے بیچا تو ضامن نہیں اور بغیر حکم قاضی بیچا تو ضامن ہے یعنی اگر یہ ثمن ضائع ہوگا تو تاوان دینا ہوگا مگر جبکہ ایسی جگہ ہو جہاں قاضی نہ ہو تو ضامن نہیں۔(58)

مسئلہ ۹۹: انگوٹھی ودیعت رکھی مودَع نے چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی) یا اس کے پاس والی اُنگلی میں ڈال لی اور اسی میں پہنے ہوئے تھ کہ ہلاک ہوگئی تو تاوان لازم ہے اور انگوٹھے یا کلمہ کی اُنگلی یا بیچ کی اُنگلی میں ڈال لی اور اسی حالت میں ہلاک ہوئی تو تاوان نہیں اور عورت کے پاس ودیعت رکھی تو کسی اُنگلی میں ڈالے گی ضامن ہوگی۔(59)

مسئلہ ۱۰۰: تھیلی میں روپے کسی کے پاس ودیعت رکھے مودَع کے سامنے گن کر سپرد نہیں کیے جب واپس لیے

---

(54) کہ اگرچہ ان میں ڈھائی ہبہ کے ہیں اور ڈھائی ودیعت کے، مگر ضمان دونوں کا واجب ہے کہ ودیعت کی چیز خرچ کرنے سے ضمان واجب ہوتا ہے۔

(55) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون... إلخ، ج۴، ص۳۴۳۔

(56) المرجع السابق، ص۳۴۴

(57) المرجع السابق۔

(58) المرجع السابق۔

(59) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون... إلخ، ج۴، ص۳۴۵۔

تو کہتا ہے کہ روپے کم ہیں تو مودَع پر نہ ضمان ہے نہ اُس پر حلف (قسم) دیا جائے ہاں اگر اُس کے ذمہ خیانت یا ضائع کرنے کا الزام لگاتا ہے تو حلف ہوگا۔(60)

مسئلہ ۱۰۱: کونڈا ودیعت رکھا مودَع کے مکان میں تنور تھا اس نے کونڈا تنور پر رکھ دیا اینٹ گری اور کونڈا ٹوٹ گیا اگر تنور پر رکھنے سے تنور چھپانا مقصود تھا تو تاوان دے اور یہ مقصد نہ تھا بلکہ محض اُس کو رکھنا مقصود تھا تو تاوان نہیں۔ یوہیں رکابی یا طباق (تھالی) کو ودیعت رکھا مودَع نے اُس کو مٹکے یا گولی (مٹی کا بنا ہوا برتن جس میں پانی یا غلہ رکھتے ہیں) پر رکھ دیا اگر محض رکھنا مقصود ہے تو تاوان نہیں اور چھپانا مقصود ہے تو تاوان ہے اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ چھپانا مقصود تھا یا نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مٹکے یا گولی میں پانی یا آٹا یا کوئی ایسی چیز ہے جو ڈھانکی جاتی ہو تو چھپانا مقصود ہے اور خالی ہے یا اُس میں کوئی ایسی چیز ہے جو چھپا کر نہ رکھی جاتی ہو تو محض رکھنا مقصود ہے۔(61)

مسئلہ ۱۰۲: بکری ودیعت رکھی مودَع نے اپنی بکریوں کے ساتھ اسے چرنے کو بھیج دیا اور بکری چوری گئی اگر یہ چرواہا خاص مودَع کا چرواہا ہے تو تاوان نہیں اور اگر خاص نہیں تو تاوان ہے۔(62)

(60) المرجع السابق، ص ۳۴۶.

(61) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون...إلخ، ج ۴، ص ۳۴۷.

(62) المرجع السابق.

عاریت کا بیان

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اُسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: عاریت کے لیے ایجاب و قبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لا کر دیدی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔(1)

مسئلہ ۲: عاریت کا حکم یہ ہے کہ چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اگر مستعیر نے تعدّی نہیں کی ہے (بے جا تصرّف نہیں کیا ہے) اور چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان (تاوان) واجب نہیں اور اسکے لیے شرط یہ ہے کہ شے مستعار انتفاع کے قابل ہو (یعنی اُدھار لی ہوئی چیز کام میں لانے کے قابل ہو) اور عوض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوضہ شرط ہو تو اجارہ ہو جائے گا اگرچہ عاریت ہی کا لفظ بولا ہو۔ منافع کی جہالت اس کو فاسد نہیں کرتی اور عین مستعار کی جہالت سے عاریت فاسد ہے مثلاً ایک شخص سے سواری کے لیے گھوڑا مانگا اُس نے کہا اصطبل (گھوڑا باندھنے کی جگہ) میں دو گھوڑے بندھے ہیں اُن میں سے ایک لے لو مستعیر ایک لیکر چلا گیا اگر ہلاک ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے یہ کہا اُن میں سے جو تو چاہے ایک لے لے تو ضمان نہیں بغیر مانگے کسی نے کہہ دیا یہ میرا گھوڑا ہے اس پر سواری لو یا غلام ہے اِس سے خدمت لو یہ عاریت نہیں یعنی خرچہ مالک کو دینا ہوگا اس کے ذمہ نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں میں نے یہ چیز عاریت دی، میں نے یہ زمین تمھیں کھانے کو دی، یہ کپڑا پہننے کو دیا، یہ جانور سواری کو دیا، یہ مکان تمھیں رہنے کو دیا، یا ایک مہینے کے لیے رہنے کو دیا، یا عمر بھر کے لیے دیا، یہ جانور تمھیں دیتا ہوں اِس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے کہا اپنا جانور کل شام تک کے لیے مجھے عاریت دے دو اُس نے کہا ہاں دوسرے نے بھی کہا کہ کل شام تک کے لیے اپنا جانور مجھے عاریت دے دو اس سے بھی کہا ہاں تو جس نے پہلے مانگا وہ حقدار ہے اور اگر

---

(1) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۷۶۔

(2) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۷۶، ۴۷۷۔

(3) مرجع السابق، ص۴۷۶۔

دونوں کے مونھ سے ایک ساتھ بات نکلی تو دونوں کے لیے عاریت ہے۔(4)

مسئلہ ۵: عاریت ہلاک ہوگئی اگر مستعیر نے تعدّی نہیں کی ہے یعنی اُس سے اُسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی حفاظت کی اور اُس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کرلی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہوگا کہ یہ باطل شرط ہے جس طرح رہن میں ضمان نہ ہونے کی شرط باطل ہے۔(5)

مسئلہ ۶: دوسرے کی چیز عاریت کے طور پر دیدی مستعیر کے یہاں ہلاک ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے پہلے سے تاوان لے یا دوسرے سے اگر دوسرے سے تاوان لیا تو یہ پہلے سے رجوع کرسکتا یہ اُس وقت ہے کہ مستعیر کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز دوسرے کی ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسرے کی چیز ہے تو مستعیر کو ضمان دینا ہوگا اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ معیر سے رجوع نہیں کرسکتا اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ مُعیر سے ضمان وصول کرے اس سے لیا تو یہ مستعیر سے رجوع نہیں کرسکتا۔(6)

مسئلہ ۷: تعدّی کی بعض صورتیں یہ ہیں بہت زور سے لگام کھینچی یا ایسا مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی یا جانور پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ معلوم ہے ایسے جانور پر اتنا بوجھ نہیں لادا جاتا یا اتنا کام لیا کہ اُتنا کام نہیں لیا جاتا۔ گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں چلا گیا گھوڑا وہیں راستہ میں چھوڑ دیا وہ جاتا رہا، جانور اس لیے لیا کہ فلاں جگہ مجھے سوار ہوکر جانا ہے اور دوسری طرف نہر پر پانی پلانے لے گیا۔ بیل لیا تھا ایک کھیت جوتنے کے لیے اُس سے دوسرا کھیت جوتا، اس بیل کے ساتھ دوسرا اعلی درجہ کا بیل ایک ہل میں جوت دیا اور ویسے بیل کے ساتھ چلنے کی اس کی عادت نہ تھی اور یہ ہلاک ہوگیا۔ جنگل میں گھوڑا لیے ہوئے چت سوگیا اور باگ ہاتھ میں ہے اور کوئی شخص چرا لے گیا اور بیٹھا ہوا سویا تو ضمان نہیں اور اگر سفر میں ہوتا تو چاہے لیٹ کر سوتا یا بیٹھ کر اس پر ضمان نہیں ہوتا۔(7)

مسئلہ ۸: مستعار چیز سر یا کروٹ کے نیچے رکھ کر چت سوگیا ضمان نہیں۔(8)

مسئلہ ۹: گھوڑا یا تلوار اس لیے عاریت لیتا ہے کہ قتال (جہاد) کریگا تو گھوڑا مارا جائے یا تلوار ٹوٹ جائے اس کا

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الثانی فی الالفاظ... إلخ، ج ۴، ص ۳۶۴.

(5) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج ۷، ص ۴۷۸.

(6) المرجع السابق.

(7) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج ۷، ص ۴۷۸.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الخامس فی تضییع العاریۃ... إلخ، ج ۴، ص ۳۶۸.

ضمان نہیں (تاوان نہیں) اور اگر پتھر پر تلوار ماری اور ٹوٹ گئی تو تاوان ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: عاریت کو نہ اُجرت پر دے سکتا ہے اور نہ رہن رکھ سکتا ہے مثلاً مکان یا گھوڑا عاریت پر لیا اور اس کو کرایہ پر چلا یا یا روپیہ قرض لیا اور عاریت کو رہن رکھ دیا یہ نا جائز ہے ہاں عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اُس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت، جانور پر بوجھ لادنا۔ عاریت کو ودیعت رکھ سکتا ہے مثلاً عاریت کی چیز کا خود پہنچانا ضروری نہیں ہے دوسرے کے ہاتھ بھی مالک کے پاس بھیج سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: مستعیر نے عاریت کو کرایہ پر دیدیا یا رہن رکھ دیا اور چیز ہلاک ہوگئی مالک مستعیر سے تاوان وصول کرسکتا ہے اور یہ کسی سے رجوع نہیں کرسکتا (یعنی مستعیر کسی سے تاوان نہیں لے سکتا) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مستاجر یا مرتہن سے تاوان وصول کرے پھر یہ مستعیر سے واپس لیں کیونکہ اُسی کی وجہ سے یہ تاوان اِن پر لازم آیا یہ اُس وقت ہے کہ مستاجر کو یہ معلوم نہ تھا کہ پرائی چیز کرایہ پر چلا رہا ہے اور اگر معلوم تھا تو تاوان کی واپسی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کو کسی نے دھوکا نہیں دیا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: مُستعیر نے عاریت کی چیز کرایہ پر دیدی اور چیز ہلاک ہوگئی اس کو تاوان دینا پڑا تو جو کچھ کرایہ میں وصول ہوا ہے اُس کا مالک یہی ہے مگر اسے صدقہ کردے۔(12)

مسئلہ ۱۳: گھوڑا عاریت لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کہاں تک اِس پر سوار ہوکر جائے گا تو شہر کے باہر نہیں لے جاسکتا۔(13)

مسئلہ ۱۴: چیز عاریت پر لینے کے لیے کسی کو بھیجا قاصد کو مالک نہیں ملا اور چیز گھر میں تھی یہ اوٹھا لایا اور مستعیر کو دیدی مگر اُس سے یہ نہیں کہا کہ بے اجازت لایا ہوں اگر چیز ضائع ہوجائے تو مالک تاوان لے سکتا ہے اختیار ہے

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الخامس فی تضییع العاریۃ...إلخ، ج۴، ص۳۶۹.

(10) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۷۹.

والدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۲.

والھدایۃ، کتاب العاریۃ، ج۲، ص۲۱۹.

(11) الھدایۃ، کتاب العاریۃ، ج۲، ص۲۱۹.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الثالث فی التصرفات...إلخ، ج۴، ص۳۶۴.

(13) المرجع السابق، ص۳۶۴، ۳۶۵.

مستعیر سے لے یا قاصد سے اور جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔(14)

مسئلہ ۱۵: نابالغ بچہ کا مال اُس کا باپ کسی کو عاریت کے طور پر نہیں دے سکتا۔ غلام ماذون مولئے کا مال (مالک کا مال) عاریت دے سکتا ہے۔ عورت نے شوہر کی چیز عاریت پر دیدی اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جو مکان کے اندر ہوتی ہے اور عادۃً عورتوں کے قبضہ بلکہ تصرّف (استعمال) میں رہتی ہے اس کے ہلاک ہونے پر تاوان کسی پر نہیں نہ مستعیر پر نہ عورت پر۔ گھوڑا یا بیل عورت نے منگنی (عاریتاً) دیدیا مستعیر اور عورت دونوں ضامن ہیں کہ یہ چیزیں عورتوں کے قبضہ کی نہیں ہوتیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: مالک نے مستعیر سے منفعت کے متعلق کہہ دیا ہے کہ اس چیز سے یہ کام لیا جائے یا وقت کی پابندی کردی ہے کہ اتنے وقت تک یا دونوں باتیں ذکر کردی ہیں یہ تین صورتیں ہوئیں عاریت میں چوتھی صورت یہ ہے کہ وقت ومَنْفِعت دونوں میں کسی بات کی قید نہ ہو اس میں مستعیر کو اختیار ہے کہ جس قسم کا نفع چاہے اور جس وقت میں چاہے لے سکتا ہے کہ یہاں کوئی پابندی نہیں۔ تیسری صورت میں کہ دونوں باتوں میں تقیید ہو(16) یہاں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کام لیتا ہے اُسی کے مثل ہے جو اُس نے کہہ دیا یا اُس چیز کے حق میں اُس سے بہتر ہے۔ مثلاً جانور لیا ہے کہ اس پر یہ دومن گیہوں لاد کر فلاں جگہ پہنچائے گا اور بجائے اُس گیہوں کے دوسرے دومن گیہوں لاد کر اُسی جگہ لے گیا کہ گیہوں، گیہوں دونوں یکساں ہیں یا اُس سے کم مسافت پر لے گیا کہ یہ اُس سے آسان ہے یا گیہوں کی دو بوریاں لادنے کو کہا تھا جَو کی دو بوریاں لادیں کہ یہ اُن سے ہلکے ہوتے ہیں۔ پہلی اور دوسری صورت میں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کہہ دیا ہے اُسی کی مثل ہو یا اُس سے بہتر اور چوتھی صورت میں اُس پر خود سوار ہوسکتا ہے دوسرے کو سوار کرسکتا ہے خود بوجھ لاد سکتا ہے دوسرے کو لادنے کے لیے دے سکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ خود سوار ہوا تو دوسرے کو اب نہیں سوار کرسکتا اور دوسرے کو سوار کیا تو خود سوار نہیں ہوسکتا کہ اگرچہ مالک کی طرف سے قید نہ تھی مگر ایک کے کرنے کے بعد وہی متعین ہوگیا دوسرا نہیں کرسکتا۔(17)

مسئلہ ۱۷: اجارہ میں بھی یہی صورتیں اور یہی احکام ہیں اور مخالفت کرنے کی صورت میں اگر وہ مخالفت جائز نہ ہو اور چیز ہلاک ہوجائے تو عاریت واجارہ دونوں میں ضمان دینا ہوگا۔(18)

---

(14) المرجع السابق، الباب الخامس في تضييع العارية... إلخ، ج۴، ص۳۶۹

(15) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

(16) یعنی وقت کی پابندی ہو اور چیز سے جو کام لینا ہے وہ بھی بتا دیا ہو۔

(17) الھدایۃ، کتاب العاریۃ، ج۲، ص۲۱۹۔

(18) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۵،۵۵۶۔

مسئلہ ۱۸: مکیل (جو چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں) وموزون (جو چیزیں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں) وعددی متقارب (گن کر بیچی جانے والی وہ اشیا جن کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو) کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے، پیسے، گیہوں، جَو وغیرہا عاریت لیے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو خرچ کریگا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا اُتنا ہی دے دیگا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک و خرچ کر کے فائدہ اُٹھانا ہے لہٰذا فرض کرو کہ قبلِ انتفاع (فائدہ حاصل کرنے سے پہلے) یہ چیزیں ضائع ہوجائیں جب بھی تاوان دینا ہوگا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہوجاتا ہے نقصان ہوگا تو اس کا ہوگا دینے والے کا نہیں ہوگا ہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات ذکر کردی جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقۃً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اُسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپے یا پیسے مانگتا ہے کہ اس سے کوئی چیز وزن کریگا یا اس سے تول کر باٹ بنائے گا (یعنی ترازو کا پتھر بنائے گا) یا اپنی دوکان کو سجائے گا تو عاریت ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: پہننے کے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے پیوند مانگا کہ کرتے میں لگائے گا یا اینٹ یا کڑی (شہتیر) مکان میں لگانے کے لیے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دیدوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔(20)

مسئلہ ۲۰: کسی سے ایک پیالہ سالن مانگا یہ قرض ہے اور اگر دونوں میں انبساط و بے تکلفی ہو تو اباحت ہے۔ گولی، چھرے عاریت لیے یہ قرض ہے اور اگر نشانہ پر مارنے کے لیے یعنی چاندماری کے لیے گولی لی ہے تو عاریت ہے کیونکہ اُسے واپس دے سکتا ہے۔(21)

مسئلہ ۲۱: عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے جب یہ واپس مانگے گا عاریت باطل ہوجائے گی عاریت کی ایک مدت مقرر کردی تھی مثلاً ایک ماہ کے لیے یہ چیز دی اور مالک نے مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ کرلیا عاریت باطل ہوگئی اگرچہ مالک کو ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہے کہ وعدہ خلافی ہے مگر واپس لینے میں اگر مستعیر کا ظاہر نقصان ہو تو چیز اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتا بلکہ چیز اُس مدت تک مستعیر کے پاس بطورِ اجارہ رہے گی مالک کو

---

(19) الھدایۃ، کتاب العاریۃ، ج۲، ص۲۲۰.

والدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۶.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الاول فی تفسیرھا شرعا... إلخ، ج۴، ص۳۶۳.

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۶.

اُجرت مثل ملے گی مثلاً ایک شخص کی لونڈی کو بچہ کے دودھ پلانے کے لیے عاریت پر لیا اور اندرونِ مدتِ رضاعت (دودھ پلانے کی مدت کے دوران) مالک لونڈی کو مانگتا ہے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہیں لیتا جب تک مدت پوری نہ ہولونڈی نہیں لے سکتا ہاں اس زمانہ کی واجبی اُجرت (رائج اُجرت، رائج معاوضہ) وصول کرسکتا ہے کیوں کہ عاریت باطل ہوگئی۔ جہاد کے لیے گھوڑا عاریت لیا تھا اور چار ماہ اس کی مدت تھی دو مہینے کے بعد مالک اپنے گھوڑے کو واپس لینا چاہتا ہے اگر اسلامی علاقہ میں ہے مالک کو واپس دے دیا جائے گا اور اگر بلادِ شرک میں مطالبہ کرتا ہے ایسی جگہ کہ نہ وہاں کرایہ پر گھوڑا مل سکتا ہے نہ خرید سکتا ہے تو مستعیر واپس دینے سے انکار کرسکتا ہے اور ایسی جگہ تک آنے کا کرایہ دے گا جہاں کرایہ پر گھوڑا ملتا ہو یا خریدا جاسکتا ہو۔(22)

مسئلہ ۲۲: پیپا (کنستر) وغیرہ کوئی ظرف (برتن) مستعار لیا (عاریتاً لیا) اُس میں گھی تیل وغیرہ بھر کر لے جارہا تھا جب جنگل میں پہنچا تو مالک واپس مانگنے لگا جب تک آبادی میں نہ آجائے دینے سے انکار کرسکتا ہے مالک فقط یہ کرسکتا ہے کہ اتنی دیر کی اُجرت لے لے۔(23)

مسئلہ ۲۳: زمین عاریت لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کریگا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس ملبہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوگی یا درخت کے کاٹنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالکِ زمین سے دلادی جائے اور مالکِ مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بجنسہٖ چھوڑ دے (یعنی نہ درخت کاٹے نہ مکان گرائے بلکہ ویسے ہی رہنے دے)۔ مالک زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کردی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ یہ مکروہ و وعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اُس کے ذمہ قضاءً (شرعی فیصلے کی رو سے) لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اُس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملبہ جدا کردینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالک زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔(24)

---

(22) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۷۷۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۱۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السابع فی استرداد العاریۃ... إلخ، ج۴، ص۳۷۱۔

(24) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۶۔

مسئلہ ۲۴: زمین زراعت کے لیے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل طیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا وقت مقرر کرکے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے یہ البتہ ہے کہ فصل طیار ہونے تک زمین کی جو اُجرت ہو مالک زمین کو دلاوی جائے گی۔ اگر کھیت بولیا ہے مگر ابھی تک جما نہیں ہے (یعنی اُگا نہیں ہے) مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرفہ ہوا (خرچہ ہوا) ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو یہ نہیں کرسکتا اگرچہ کاشتکار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے پہلے زراعت کی بیع نہیں ہوسکتی اور کھیت جم گیا ہے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۵: مکان عاریت پر لیا اور مستعیر نے مٹی کی اُس میں کوئی دیوار بنوائی مکان والے نے مکان واپس لیا مستعیر اُس دیوار کی قیمت یا صرفہ لینا چاہتا ہے نہیں لے سکتا اور اگر چاہتا ہے کہ دیوار گرادے تو گرا بھی نہیں سکتا اگر دیوار مالکِ مکان کی مٹی سے بنوائی ہے۔ زمین عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا اور رہے گا اور جب یہاں سے چلا جائے گا تو مکان مالک زمین کا ہوجائے گا یہ عاریت نہیں ہے بلکہ اجارہ فاسدہ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک مستعیر وہاں رہے زمین کا واجبی کرایہ اُسکے ذمہ ہے اور جب چھوڑ دے تو مکان کا مالک مستعیر ہے مالکِ زمین نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۶: کسی سے کہا کہ میری اس زمین میں مکان بنالو میں تمھارے پاس اس زمین کو ہمیشہ رہنے دوں گا یا فلاں وقت تک تمھیں نہیں نکالوں گا اور اگر میں نکالوں تو جو کچھ تم خرچ کروگے میں اُس کا ضامن ہوں اور عمارت میری ہوگی اس صورت میں اگر مستعیر کو نکالے گا عمارت کی قیمت دینی ہوگی اور عمارت مالکِ زمین کی ہوگی۔(27)

مسئلہ ۲۷: جانور عاریت پر لیا ہے تو اُس کا چارہ دانہ گھاس سب مستعیر کے ذمہ ہے یہی حکم لونڈی غلام کا ہے کہ اُنکی خوراک مستعیر کے ذمہ ہے۔(28)

اور اگر بے مانگے خود مالک نے کہا کہ تم اسے لے جاؤ اور اس سے کام لو تو اس صورت میں خوراک مالک کے ذمہ ہے۔(29)

---

(25) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السابع فی استرداد العاریۃ...إلخ، ج۴، ص۳۷۰۔

(26) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۱۔

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب العاریۃ، فصل فیما یضمن المستعیر، ج۲، ص۳۵۲۔

(28) ردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۸۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۴، ص۳۷۲۔

مسئلہ ۲۸: مستعیر کے پاس ایک شخص آکر یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص سے فلاں چیز میں نے عاریت لی ہے اور وہ تمھارے یہاں ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم وہاں سے لے لو مستعیر نے اُس کو وکیل سمجھ کر چیز دیدی مالک نے انکار کیا کہتا ہے میں نے اُس سے یہ نہیں کہا تھا تو مستعیر کو تاوان دینا ہوگا اور اوس شخص سے واپس بھی نہیں لے سکتا جبکہ اُس کی تصدیق کی تھی ہاں اگر اُس کی تصدیق نہیں کی تھی یا تکذیب کی تھی (جھٹلایا تھا) یا شرط کردی تھی کہ ہلاک ہوئی تو تاوان دینا ہوگا اس صورت میں جو کچھ مستعیر نے تاوان دیا ہے اِس سے وصول کرسکتا ہے۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مستعیر ایسا تصرف کرے جو موجب ضمان (تاوان کو لازم کرنے والا) ہو اور دعویٰ یہ کرے کہ مالک کی اجازت سے میں نے کیا ہے اور مالک اسکی تکذیب کرے تو مستعیر (عاریت لینے والا) کو ضمان دینا ہوگا، ہاں اگر گواہوں سے مالک کی اجازت ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔(30)

مسئلہ ۲۹: عاریت کی واپسی مستعیر کے ذمہ ہے جو کچھ واپس کرنے میں صرفہ (خرچہ) ہوگا یہ اپنے پاس سے دے گا۔ عاریت کے لیے کوئی وقت معین کردیا تھا کہ اتنے دنوں کے لیے یا اتنی دیر کے لیے چیز دیتا ہوں وہ وقت گزر گیا اور چیز نہیں پہنچائی اور ہلاک ہوگئی مستعیر کے ذمہ تاوان ہے کہ اس نے وقت پورا ہونے کے بعد کیوں نہیں پہنچائی جبکہ پہنچانا اس کے ذمہ تھا۔ اگر مستعیر نے عاریت اس لیے لی ہے کہ اُسے رہن رکھے گا اور فرض کرو وہ چیز ایسی ہے کہ اُسکی واپسی میں کچھ صرفہ ہوگا تو یہ صرفہ مستعیر کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مالک کے ذمہ ہے پہلے جو بیان کیا گیا ہے کہ واپسی کا خرچہ مستعیر کے ذمہ ہے اِس حکم سے صورت مذکورہ کا استثنا ہے۔(31)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے (یعنی وارث ہی اس کا مالک ہے) اور موصی لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصی لہ کے ذمہ ہے۔ غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری و مصارف (اخراجات) غاصب و مرتہن پر ہیں۔ مالک نے اپنی چیز اُجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری و مصارف مالک پر ہیں۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لیے ٹٹو (چھوٹے قد کا گھوڑا) کرایہ پر لیا وہاں تک گیا ٹٹو واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اُس کے حکم سے نہیں لے گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً کرسی کرایہ پر لی اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہوگا۔ شرکت و مضاربت اور موہوب شے (ہبہ کی گئی چیز) جس کو مالک نے واپس کرلیا اِن

---

(30) ردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۸۔

(31) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۱۔

سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔(32)

مسئلہ ۳۱: مستعیر نے جانور کو اپنے غلام یا نوکر کے ہاتھ یا مالک کے غلام کے ہاتھ یا نوکر کے ہاتھ واپس کر دیا اور مالک کے قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا مستعیر تاوان سے بری ہو گیا کہ جس طرح واپس کرنے کا دستور تھا بجالایا اگر مزدور کے ہاتھ واپس کیا ہو جو روز پر کام کرتا ہے وہ مستعیر کا مزدور ہو یا مالک کا یا اجنبی کے ہاتھ واپس کیا اور قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے تو ضمان دینا ہوگا یہ اوس صورت میں ہے کہ عاریت کے لیے مدت تھی اور مدت گزرنے کے بعد مزدور یا اجنبی کے ہاتھ بھیجا ہو اور مدت نہ ہو یا مدت کے اندر بھیجا ہو تو اس میں تاوان نہیں کیونکہ مستعیر کو ودیعت رکھنا جائز ہے۔(33)

مسئلہ ۳۲: عمدہ ونفیس اشیاء جیسے زیور موتیوں کا ہار ان کو غلام اور نوکر کے ہاتھ واپس کرنے سے تاوان سے بری نہیں ہوگا کیونکہ یہ چیزیں اس طرح واپس نہیں کی جاتیں۔(34)

مسئلہ ۳۳: مستعیر گھوڑے کو مالک کے اصطبل (گھوڑا باندھنے کی جگہ) میں باندھ گیا یا غلام کو مکان پر پہنچا گیا بری ہو گیا اور اگر گھوڑا غصب کیا ہوتا یا ودیعت کے طور پر ہوتا تو اس طرح پہنچا جانا کافی نہ ہوتا بلکہ مالک کو قبضہ دلانا ہوتا۔(35)

اور اگر اصطبل مکان سے باہر ہے وہاں باندھ گیا تو عاریت کی صورت میں بھی بری نہیں۔(36)

مسئلہ ۳۴: چیز واپس کرنے لایا مالک نے کہا اُس جگہ رکھ دو رکھنے میں وہ چیز ٹوٹ گئی مگر اُس نے قصداً (جان بوجھ کر) نہیں توڑی ضمان واجب نہیں۔(37)

مسئلہ ۳۵: دو شخص ایک کمرہ میں رہتے ہیں ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا ایک نے دوسرے سے کوئی چیز عاریت لی جب معیر نے واپس مانگی تو مستعیر نے کہا کہ تمھاری جانب جو طاق (38) ہے اُس پر میں نے چیز رکھ دی تھی

---

(32) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۸۔

(33) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۹۔

(34) المرجع السابق۔

(35) البحرالرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۲۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السادس فی ردالعاریۃ، ج۴، ص۳۶۹۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السادس فی ردالعاریۃ، ج۴، ص۳۶۹۔

(38) دیوار کے آثار میں خانہ داری کی معمولی چیزیں رکھنے کی محراب دار یا چوکور جگہ۔

تو مستعیر پر ضمان (تاوان) واجب نہیں جبکہ یہ مکان انھیں دونوں کے قبضے میں ہے۔(39)

مسئلہ ۳۶: سونے کا ہار عاریت مانگ لایا اور بچہ کو پہنا دیا اُس کے پاس سے چوری ہو گیا اگر بچہ ایسا ہے کہ ایسی چیزوں کی حفاظت کرسکتا ہے تو تاوان نہیں، ورنہ تاوان دینا ہوگا۔(40)

مسئلہ ۳۷: باپ کو اختیار نہیں ہے کہ نابالغ کی چیز عاریت دے دے قاضی اور وصی بھی نہیں دے سکتے۔(41)

مسئلہ ۳۸: ایک شخص سے بیل عاریت مانگا اُس نے کہا کل دوں گا دوسرے دن مانگنے والا آیا اور بغیر اجازت بیل کھول لے گیا اُسے کام میں لایا اور بیل مرگیا تاوان دینا ہوگا کہ بغیر اجازت لے گیا ہے اور اگر صورت یہ ہے کہ مالک سے یہ کہا کہ مجھ کو کل بیل دے دو مالک نے کہا ہاں اور بغیر اجازت لے گیا اور مرگیا تو تاوان نہیں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے دن بیل دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی عاریت دیا نہیں اور دوسری صورت میں عاریت ابھی دیدی اور مستعیر کل لے جائے گا اور کل قبضہ کریگا۔(42)

مسئلہ ۳۹: لڑکی رخصت کی اور جہیز بھی ویسا دیا جیسا ایسے لوگوں کے یہاں دیا جاتا ہے اب یہ کہتا ہے کہ سامان جہیز میں نے عاریت کے طور پر دیا تھا اگر وہاں کا عرف (دستور) یہ ہے کہ باپ بیٹی کو جو کچھ جہیز دیتا ہے وہ لڑکی کی ملک ہوتا ہے عاریت کے طور پر نہیں ہوتا تو اس شخص کی بات کہ عاریت ہے مقبول نہیں اور اگر عرف عاریت ہی کا ہے یا اکثر عاریت کے طور پر دیتے ہیں یا دونوں طرح یکساں چلن ہے تو اسکی بات مقبول ہے لڑکی کی ماں یا نابالغہ کے ولی نے وہی بات کہی جو باپ نے کہی تھی تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔(43)

مسئلہ ۴۰: عاریت کی وصیت کی ہے ورثہ اس سے رجوع نہیں کرسکتے۔ عاریت کا حکم اجارہ کی طرح ہے کہ دونوں میں سے ایک مرجائے عاریت فسخ ہوجائے گی۔(44)

مسئلہ ۴۱: جانور کو کسی مقام تک کے لیے کرایہ پر لیا تو صرف وہاں تک جانا ہی کرایہ پر ہے آنا داخل نہیں اور اگر اُس مقام تک کے لیے عاریت پر لیا ہے تو آمدورفت دونوں شامل ہیں۔ کہیں جانے کے لیے جانور کو عاریت پر لیا

---

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الثامن فی الاختلاف...إلخ، ج۴، ص۳۷۲.

(40) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۶۱.

(41) المرجع السابق، ص۵۶۲.

(42) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۶۲.

(43) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۶۳.

(44) المرجع السابق، ص۵۶۵.

تھا وہاں گیا نہیں بلکہ جانور کو گھر میں باندھ رکھا اور ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا کہ جانور جانے کے لیے لیا تھا نہ کہ باندھنے کے لیے۔(45)

مسئلہ ۴۲: کتاب عاریت لی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں کتابت کی غلطیاں ہیں اگر معلوم ہو کہ غلطی درست کردینے پر مالک راضی ہے تو غلطیوں کی اصلاح کردے (درست کردے) اور اگر غلطی کی اصلاح نہ کرے بدستور چھوڑ دے تو اس میں گنہگار نہیں اور قرآن شریف کی کتابت کی غلطیاں درست کرنا ضروری ہے۔(46)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص نے انگوٹھی رہن رکھی اور مرتہن سے کہہ دیا اسے پہن لو اُس نے پہن لی تو رہن نہیں بلکہ عاریت ہے کہ اگر ضائع ہوگئی دَین ساقط نہیں ہوگا اور اگر مرتہن نے اوتار لی تو رہن ہوگئی کہ ضائع ہونے سے دَین ساقط ہوگا اور اگر راہن نے کلمہ کی اُنگلی میں پہننے کو کہا تو عاریت نہیں بلکہ رہن ہے کہ عادۃً (عام طور پر) اس اُنگلی میں انگوٹھی نہیں پہنی جاتی۔(47)

(45) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۶۵۔

(46) الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۶۵۔

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۴، ص۳۷۳۔

ہبہ کا بیان

ہبہ کے فضائل میں بکثرت احادیث آئی ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: امام بخاری نے ادب مفرد میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: باہم ہدیہ کرو، اس سے آپس میں محبت ہوگی۔(1)

حدیث ۲: ترمذی نے اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ہدیہ کرو کہ اس سے حسد دور ہوجاتا ہے(2)۔(3)

حدیث ۳: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہدیہ کرو کہ اس سے سینہ کا کھوٹ (کینہ، میل) دور ہوجاتا ہے اور پروس والی عورت پروسن کے لیے کوئی چیز حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔(4) اسی کے مثل بخاری شریف میں بھی اُنھیں سے

---

(1) الادب المفرد للبخاري، باب قبول الهدية، الحديث:٦٠٧، ص١٦٨.

(2) مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب في الهبة والهدية، الحديث:٣٠٢٧، ج٢، ص١٨٧.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ضغائن ضغینۃ کی جمع ہے بمعنی دشمنی، یعنی ایک دوسرے کو ہدیے تحفے دیتے رہو کہ اس کی برکت سے دشمنی دوستی میں تبدیل ہوجاتی ہے، یہ عمل بہت ہی مجرب ہے۔ہدیہ کی برکت سے دوستوں کی دوستی میں زیادتی ہوجاتی ہے اور دشمن کی دشمنی ختم ہوجاتی ہے۔لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ صرف دشمنوں کو ہدیہ دے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوستوں کو ہدیہ دو کہ اس سے دشمنی دور رہتی ہے، قریب نہیں آتی، دشمنوں کو ہدیہ دو کہ اس سے دشمنی دور ہوجاتی ہے۔تذھب کے معنی عام کرنے چاہئیں یہاں رواہ کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے کہ مصنف کو مخرج حدیث نہ ملا مگر یہ حدیث ترمذی کی ہے جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۲۲)

(3) لم نجده في سنن الترمذي ولكن في المشكاة بهذا اللفظ فلذا اخرجنامنها.

(4) جامع الترمذي، كتاب الولاء والهبة، باب في حث النبي صلى الله عليه وسلم على الهدية، الحديث:٢١٣٧، ج٤، ص٤٩.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا وحر کے معنی گرمی، تیزی، عداوت، کینہ، غصہ وغیرہ ہیں، یہاں سب معنی بن سکتے ہیں کہ ہدیہ ان سب کو دور کرتا ہے۔

۲ یعنی اگر تم امیر کبیر ہو اور تمہارا پڑوسی غریب و مسکین اور وہ تمہیں محبت سے کوئی معمولی چیز ہدیہ بھیجے تو اسے نہ حقیر سمجھ کر واپس کرو نہ بے قدری سے رکھو بلکہ شکریہ قبول کرو اور اپنی شان کے لائق اسے اچھا بدلہ دو تاکہ اس کا دل بڑھے، اللہ تو غنی ہے مگر ہم فقیروں کے ←

مروی۔(5) مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر تھوڑی چیز میسر آئے تو وہی ہدیہ کرے یہ نہ سمجھے کہ ذرا سی چیز کیا ہدیہ کی جائے یا یہ کہ کسی نے تھوڑی چیز ہدیہ کی تو اُسے نظرِ حقارت سے نہ دیکھے یہ نہ سمجھے کہ یہ کیا ذرا سی چیز بھیجی ہے۔ اس حکم میں خاص عورتوں کو ممانعت فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں یہ مادہ بہت پایا جاتا ہے بات بات پر اس قسم کی نکتہ چینی کیا کرتی ہیں اور عموماً جو چیزیں ہدیہ بھیجی جاتی ہیں وہ عورتوں ہی کے قبضے میں ہوتی ہیں لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ پروس والی کو چیز بھیجنے میں یہ خیال نہ کرے کہ کم ہے۔

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر مجھے دست یا پایہ کے لیے بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر یہ چیزیں میرے پاس ہدیہ کی جائیں تو انھیں قبول کروں گا۔(6)

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے ایک کنیز (لونڈی) آزاد کردی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کو اس کی اطلاع دی، فرمایا: اگر تم نے اپنے ماموں کو دے دی ہوتی تو تمھیں زیادہ ثواب ملتا۔(7)

حدیث ۶: ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے مہاجرین نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) جن کے یہاں ہم ٹھہرے ہیں (یعنی انصار) ان سے بڑھ کر ہم نے کسی کو زیادہ خرچ کرنے والا نہیں دیکھا اور تھوڑا ہو تو اُسی سے مواساۃ (دل جوئی، خیر خواہی) کرتے ہیں، اُنھوں نے کام کی ہم سے کفایت کی اور منافع میں ہمیں شریک کرلیا یعنی باغات کے کام یہ کرتے ہیں اور جو کچھ پیداوار ہوتی ہے اُس میں ہمیں شریک کرلیتے ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہی لوگ لے لیں گے۔ ارشاد فرمایا: نہیں جب تک تم اُن کے لیے دُعا کرتے رہو گے اور اُن کی ثنا

معمولی صدقات کو بخوشی قبول فرماتا ہے اور ان شاء اللہ اپنی شان کے لائق بدلہ دے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۳)

(5) صحیح البخاري، کتاب الهبة... إلخ، باب الهبة وفضلها... إلخ، الحدیث: ۲۵۶۶، ج ۲، ص ۱۶۵.

(6) صحیح البخاري، کتاب الهبة... إلخ، باب القلیل من الهبة، الحدیث: ۲۵۶۸، ج ۲، ص ۱۶۶.

(7) صحیح البخاري، کتاب الهبة... إلخ، باب هبة المرأة لغیر زوجها... إلخ، الحدیث: ۲۵۹۲، ج ۲، ص ۱۷۳.

رتے رہوگے (تم بھی اجر کے مستحق بنوگے)۔(8)

حدیث ۷: ترمذی و ابو داود نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رمایا: جس کو کوئی چیز دی گئی اگر اُس کے پاس کچھ ہے تو اُس کا بدلہ دے اور بدلہ دینے پر قادر نہ ہو تو اُس کی ثنا کرے۔(9)

---

8) جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة... إلخ، باب: ۴۴، الحديث: ۲۴۹۵، ج ۴، ص ۲۲۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ واقعہ جب ہوا جب کہ انصار نے مہاجرین کو اپنے مالوں میں برابر کا حصہ دار کرلیا حتی کہ اپنے مکان کے دو حصے کرکے ایک مہاجر بھائی کو دے دیا، کھیت، باغ کا بھی اسی طرح بٹوارہ کردیا، اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کے نکاح میں دے دی۔(مرقاۃ)

۲۔ اس جملہ میں انصار کی تعریف اور ان کی مہمان نوازی کی توصیف ہے۔قوم سے مراد انصار ہیں اور من کثیر و من قلیل ابذل کے متعلق ہے اور من قوم، ابذل اور احسن کا صلہ یعنی اس قوم انصار سے بڑھ کر ہم نے کوئی ایسی قوم نہ دیکھی جو مہمان پر تھوڑا اور بہت مال اس قدر خرچ کرتی ہو، ان میں مالدار تو اپنے بہت مال سے خرچ کرتے ہیں اور غریب اپنے تھوڑے مال سے مدد و معاونت کرتے ہیں۔مواساۃ کے معنی ہیں مدد بھلائی نکوئی وغیرہ۔(اشعہ و مرقات)

۳۔ یہ انصار کے دوسرے کمال کا ذکر ہے کہ ہم کو انہوں نے اپنے مالوں میں برابر شریک کرلیا تو چاہیے تھا کہ محنت میں بھی ہم برابر کے ہی شریک ہوتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ محنت وہ کرتے ہیں اور نفع میں ہم کو برابر کا شریک کرتے ہیں، عربی میں مھنا بے مشقت حاصل شدہ مال کو کہتے ہیں۔

۴۔ یعنی انصار ان مہربانیوں کی وجہ سے ہماری ہجرت اور ہماری ساری عبادتوں کا ثواب لے لیں گے، کیونکہ وہ ہمارے ہر نیکی میں معاون و مددگار ہیں۔

۵۔ یعنی ایسا نہ ہوگا بلکہ تمہاری دعا و ثناء کی وجہ سے اللہ تعالٰی ان کو ثواب احسان علیحدہ عطا کرے گا اور تم کو ثواب ہجرت و عبادات علیحدہ دے گا۔اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے محسن کو دعائے خیر و شکریہ سے یاد نہ کرے تو اندیشہ ہے کہ اس کے اعمال کا ثواب اس کے محسن و مددگار کو مل جائے اس لیے اپنے محسن کو ضرور دعائیں دو اور اس کے شکر گزار رہو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۲۰)

(9) جامع الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في المتشبع بما لم يعطه، الحديث: ۲۰۴۱، ج ۳، ص ۴۱۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری و اعلٰی تعلیم ہے کہ برابر والا برابر والے کو عوض دے، فقیر امیر کو دعائیں دیں، ہم لوگ دن رات حضور انور پر ←

حدیث ۸: ترمذی میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اُس نے احسان کرنے والے کے لیے یہ کہا جَزَاکَ اللہُ خَیْراً تو پوری ثنا کر دی۔(10)

حدیث ۹: صحیح بخاری شریف میں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس جب کسی قسم کا کھانا کہیں سے آتا تو دریافت فرماتے صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر کہا جاتا صدقہ ہے تو۔ (فقرائے) صحابہ سے فرماتے: تم لوگ اسے کھالو اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔(11)

درود شریف کیوں پڑھتے ہیں؟ اس لیے کہ ان داتا کریم کی نعمتوں میں پل رہے ہیں کہ کروڑوں حصہ بھی عوض نہیں دے سکتے تو دعائیں دیں کہ اللہ ان کا بھلا کرے، ان کا خانہ آباد، انکے بال بچوں، صحابہ کو شاد رکھے، یہ درود بھی اسی حدیث پر عمل ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

چونکہ ذاتش ہست محتاج الیہ   زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ

۲۔ یعنی حمد وثناء شکر کی ایک قسم ہے، شکر دلی بھی ہوتا ہے زبانی بھی، ارکانی بھی۔ حمد وثناء زبانی شکریہ ہے جس سے اور زیادہ نعمتیں ملتی ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" اگر شکر کروگے اور زیادہ دوں گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۱۸)

(10) المرجع السابق، باب ما جاء في الثناء بالمعروف، الحديث: ۲۰۴۲، ج ۳، ص ۴۱۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بدلہ سے عاجز ہوں، رب تعالٰی تجھے دین و دنیا میں اس سلوک کی جزاء خیر دے، اس مختصر سے جملہ میں اسکی نعمت کا اقرار بھی ہوگیا، اپنے عجز کا اظہار بھی اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی۔ شکریہ کا مقصد بھی یہ ہی ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ دینے والے کی جھوٹی تعریف اور خوشامدانہ گفتگو نہ کرے، فاسق کو ولی نہ کہے، جاہل کو عالم نہ بتائے، فقیر کو شہنشاہ نہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ بھی ہے اور بے فائدہ بھی، یوں ہی اگر کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو اسے گالیاں نہ دو، برا بھلا نہ کہو بلکہ کہو "غفر اللہ لك واصلح حالك" اللہ تجھے بخشے اور تیری اصلاح کرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۱۹)

(11) صحیح البخاري، کتاب الھبة... إلخ، باب قبول الھدیة، الحدیث: ۲۵۷۶، ج ۲، ص ۱۶۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غنی صحابہ اپنے واجب و نفلی صدقہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے غرباء میں تقسیم فرمادیں کہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالٰی قبول فرمائے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ وغیرہ فقراء و صحابہ پر تقسیم فرمادیتے تھے اور بعض لوگ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ و نذرانہ لاتے تھے، چونکہ دو قسم کے مال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ←

حدیث ۱۰: انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے امام بخاری نے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں فرماتے (12) اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس پھول پیش کیا جائے تو واپس نہ کرے کہ اُٹھانے میں ہلکا ہے اور بُو اچھی ہے۔ (13) ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کا احسان زیادہ نہیں ہے۔

حدیث ۱۱: ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، تکیہ اور تیل اور دودھ۔ (14) بعض نے کہا تیل سے مراد خوشبو ہے۔

حدیث ۱۲: ترمذی نے ابو عثمان نہدی سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب

پاس آتے تھے اس لیے اگر لانے والا صاف صاف نہ کہتا تو سرکار خود پوچھ لیتے تھے ہدیہ سے خود بھی کھالیتے تھے مگر صدقہ خود استعمال نہ فرماتے تھے۔ یہاں صحابہ سے مراد فقراء صحابہ ہیں جو صدقہ واجبہ لے سکتے ہیں حضرت عثمان غنی وغیرہم غنی صحابہ مراد نہیں۔ صدقہ و ہدیہ کا فرق اس باب کے شروع میں عرض کیا گیا ہے۔

۲؎ یعنی ہدیہ و نذرانہ کا کھانا خود بھی کھاتے تھے اور موجود صحابہ کو بھی اپنے ہمراہ کھلاتے تھے۔ خیال رہے کہ غنی اور سید کو صدقہ نفل لینا جائز ہے وہ صدقہ ان کے لیے ہدیہ بن جاتا ہے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نفل بھی نہ لیتے تھے کیونکہ اس میں صدقہ دینے والا لینے والے پر رحم و کرم کرتا ہے جس کا ثواب اللہ سے چاہتا ہے، سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم کے خواستگار ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر کون انسان رحم کرتا ہے، ہاں صدقہ جاریہ جیسے کنوئیں کا پانی، مسجد و قبرستان کی زمین اس کا حکم دوسرا ہے کہ یہ ہر غنی و فقیر بلکہ خود صدقہ کرنے والے واقف کو بھی اس کا استعمال جائز ہے یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی مباح تھا۔ (از مرقات وغیرہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۵۲)

(12) المرجع السابق، باب ما لا یرد من الھدیۃ، الحدیث: ۲۵۸۲، ج ۲، ص ۱۷۰۔

(13) صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا، باب استعمال المسک۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۲۲۵۳، ص ۱۲۴۳۔

(14) جامع الترمذي، کتاب الادب، باب ما جاء في کراھیۃ رد الطیب، الحدیث: ۲۷۹۹، ج ۴، ص ۳۶۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اگر میزبان اپنے مہمانوں کو آرام کے لیے تکیہ پیش کرے اور سر میں ملنے کے لیے تیل، پینے کے لیے دودھ یا لسی تو مہمان اسے رد نہ کرے بلکہ بخوشی قبول کرے، عرب شریف میں تیل بھی مہمان کی خاطر پیش ہوتا تھا جیسے بہار میں اب بھی تیل، عطر، پان سے ہر آنے والے کی خاطر کی جاتی ہے۔

۲؎ یعنی خوشبودار تیل مگر حق یہ ہے کہ ہر تیل مراد ہے، خوشبودار ہو یا نہ ہو، حدیث کے مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا بہتر ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۲۴)

کسی کو پھول دیا جائے تو واپس نہ کرے کہ وہ جنت سے نکلا ہے۔(15)

حدیث ۱۳: بیہقی نے دعوات کبیر میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نیا پھل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا جاتا اُسے آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ.

(اے اللہ! (عزوجل) جس طرح تو نے ہمیں اس کا اوّل دکھایا ہے، اس کا آخر دکھا۔) اس کے بعد جو چھوٹا بچہ حاضر ہوتا اُسے دے دیتے۔(16)

---

(15) جامع الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في کراهية رد الطيب، الحديث: ۲۸۰۰، ج ۴، ص ۳۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ بصری ہیں، حضور انور کے زمانہ میں اسلام لائے مگر دیدار نہ کرسکے اس لیے تابعی ہیں، ایک سوتیس ۱۳۰ سال عمر ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ کفر میں گزاری، باقی اسلام میں ۹۵ھ میں وفات پائی۔

۲۔ حدیث اپنے ظاہر پر ہے، بہت چیزیں دنیا میں جنت سے آئی ہیں جن میں سے ایک خوشبو بھی ہے، اسے رد کرنا رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت کی ناقدری ہے، مراد وہ ہی ہے جو پہلے عرض کی گئی کہ خوشبو کا ہدیہ واپس نہ کرو، یہ مطلب نہیں کہ خوشبو کا سودا رد نہ کرو ضرور خریدو جیسا کہ عام عطرفروش کہتے ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۲۵)

(16) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب في الھبۃ والھدیۃ، الحدیث: ۳۰۳۲، ج ۲، ص ۱۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی چوم کر آنکھوں سے لگاتے نعمت الٰہیہ کا احترام فرماتے ہوئے جیسے کہ پہلی بارش کے قطرے اپنے منہ و سینہ شریف پر لیتے تھے اس میں رب تعالیٰ کی نعمت کی قدردانی ہے اور اس کا شکریہ۔

۲۔ پھل کی انتہا سے مراد یا تو آخری موسم کے پھل ہیں یعنی ہماری زندگی اتنی دراز فرما کہ ہم بہار کا آخر بھی دیکھ لیں یا جنت کے پھل کہ دنیا کے پھل وہاں کا نمونہ ہیں، یعنی ہم کو ایمان و تقویٰ نصیب فرما کہ ہم آخرت میں جنت میں جائیں اور وہاں کے پھل دیکھیں اور کھائیں۔(مرقات)

۳۔ چونکہ بچوں کو پھل وغیرہ سے بہت رغبت ہوتی ہے، نیز وہ بھی انسان کا پہلا پھل ہے اس مناسبت سے پہلا پھل پہلے پھلوں کو عطا فرماتے تھے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چومنا، آنکھوں سے لگانا سنت ہے لہٰذا قرآن شریف، حدیث شریف، حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات چومنا سنت سے ثابت ہے، بعض روٹی چومتے ہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ دوسرے یہ کہ کھانا ہاتھ میں لے کر یا سامنے رکھ کر اللہ کا ذکر یا دعا کرنا سنت ہے لہٰذا مروجہ ختم فاتحہ بھی جائز، سنت سے ثابت ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔ سرکار عالی قربانی فرما کر جانور سامنے رکھ کر دعا کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ ختم شریف کا پھل وغیرہ کھانا، ←

حدیث ۱۴: صحیح بخاری میں ہے اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) میرے دو پڑوسی ہیں ان میں کس کو ہدیہ کروں؟ ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔(17)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا اور اس زمانہ میں رشوت ہے۔ یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔(18)

❁❁❁❁❁

بچوں میں تقسیم کرنا سنت سے ثابت ہے جس کی اصل یہ حدیث ہے۔ چوتھے یہ کہ نئے پھل پر فاتحہ پڑھ کر بچوں میں بانٹ دینا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل شریف سے ثابت ہے جیسا کہ آج بزرگوں کا طریقہ ہے۔

۳ے علامہ جزری نے حصن حصین شریف میں یوں روایت فرمائی کہ جب حضور انور پہلا پھل ملاحظہ فرماتے تو فرماتے "اللّٰھم بارك لنا فی ثمرنا وبارك لنا فی مناتبنا وبارك لنا فی صاعنا وبارك لنا فی مدنا" اور جب آپ کی خدمت میں وہ پھل دیا جاتا تو کسی بچہ کو عطا فرمادیتے۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، عن ابی ہریرۃ از مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۲۷)

(17) صحیح البخاري، کتاب الھبۃ... إلخ، باب بمن یبدأ بالھدیۃ، الحدیث: ۲۵۹۵، ج ۲، ص ۱۷۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ پڑوسیوں کو ہدیہ دینا سنت ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جس کی عت پڑوسیت ہے جس قدر پڑوسیت قوی ہوگی اسی قدر ہدیہ کا استحقاق زیادہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ پڑوس کا قرب دروازہ سے ہوتا ہے نہ چھت سے نہ دیوار سے۔ اگر ایک شخص کے مکان کی دیوار اور چھت تو ہمارے مکان سے ملی ہو مگر دروازہ دور ہو اور دوسرے کی نہ چھت ملی ہو نہ دیوار مگر دروازہ قریب ہو تو زیادہ قریب یہ دوسرا ہی مانا جائے گا اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کیونکہ دروازہ کی وجہ سے ملاقات ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ زیادہ خلط ملط رہتا ہے اور ایک کو دوسرے کے درد وغم میں شرکت کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے "وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ" حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ دور والے پڑوسی کو بالکل نہ دو مطلب یہ ہے کہ سب کو دو مگر قریب کو ترجیح دو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۹۲)

(18) صحیح البخاري، کتاب الھبۃ... إلخ، باب من لم یقبل الھدیۃ لعلۃ، ج ۲، ص ۱۷۴۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی چیز کا دوسرے کو بلا عوض مالک کر دینا ہبہ ہے یعنی اِس میں عوض ہونا شرط و ضروری نہیں۔(1) دینے والے کو واہب کہتے ہیں اور جس کو دی گئی اُسے موہوب لہ اور چیز کو موہوب اور کبھی چیز کو ہبہ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: ہبہ میں واہب کے لیے کبھی دنیا کا نفع ہے کبھی نفع اُخروی (آخرت کا نفع)۔ نفع دُنیوی مثلاً ہبہ کرکے کچھ عوض لینا یا اس واسطے ہبہ کیا کہ لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوگا۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں مومن پر اپنی اولاد کو جود و احسان (سخاوت و بھلائی) کی تعلیم ویسی ہی واجب ہے جس طرح توحید و ایمان کی تعلیم واجب ہے کیونکہ جود و احسان سے دُنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور محبت دنیا ہی ہر گناہ کی جڑ ہے۔ ہبہ کا قبول کرنا سنت ہے ہدیہ کرنے سے آپس میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔(2)

مسئلہ ۳: ہبہ صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

واہب کا ۱ عاقل ہونا، ۲ بالغ ہونا، ۳ مالک ہونا، نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں اسی طرح غلام کا ہبہ کرنا بھی کہ یہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں، ۴ جو چیز ہبہ کی جائے وہ موجود ہو اور، ۵ قبضہ میں ہو، ۶ مشاع (وہ مشترک چیز جس میں شریکوں کے حصے ممتاز نہ ہوں) نہ ہو، ۷ متمیز ہو، (جدا ہو، نمایاں ہو) ۸ مشغول نہ ہو۔ اس کے ارکان ایجاب و قبول ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہبہ کرنے سے چیز موہوب لہ کی مِلک ہو جاتی ہے اگرچہ یہ مِلک لازم نہیں ہے۔ اس میں خیار شرط صحیح نہیں مثلاً ہبہ کیا اور موہوب لہ کے لیے تین دن کا اختیار دیا ہاں اگر جدائی سے پہلے اُس نے ہبہ کو اختیار کر لیا ہبہ صحیح ہو گیا ورنہ نہیں۔ اور اگر واہب نے اپنے لیے تین دن کا خیار رکھا ہے تو ہبہ صحیح ہے اور خیار باطل، شروط فاسدہ (ایسی شرطیں جو کسی عقد کے تقاضے کے خلاف ہوں) سے ہبہ باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرطیں ہی باطل ہو جاتی ہیں مثلاً ایک شخص کو اپنا غلام اس شرط پر ہبہ کیا کہ وہ غلام کو آزاد کر دے ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل۔(3)

مسئلہ ۴: ہبہ دو قسم ہے ایک تملیک دوسرا اِسقاط مثلاً جس پر مطالبہ تھا مطالبہ اُسے ہبہ کرنا اُس کو ساقط کرنا ہے۔

---

(1) درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الھبۃ، الجزء الثانی، ص ۲۱۷۔

(2) ...در المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۶۸۔

(3) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۳۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الاول فی تفسیر الھبۃ... إلخ، ج ۴، ص ۳۷۴۔

مدیون (مقروض) کے سوا دوسرے کو دَین (قرض) ہبہ کرنا اُس وقت صحیح ہے کہ قبضہ کا بھی اُس کو حکم دیدیا ہو اور قبضہ کا حکم نہ دیا ہو تو صحیح نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے ہنسی مذاق کے طور پر دوسرے سے چیز ہبہ کرنے کو کہا مثلاً یار دوستوں میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مذاق میں کہتے ہیں مٹھائی کھلاؤ یا یہ چیز دے دو مگر اُس نے سچ مچ کو ہبہ کردیا یہ ہبہ صحیح ہے۔ کبھی اِس طرح بھی ہبہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ چیز تم میں سے ایک کے لیے ہبہ کردی جس کا جی چاہے لے لے اُن میں سے ایک نے لے لی ہبہ درست ہوگیا وہ مالک ہوگیا یا کہہ دیا میں نے اپنے باغ کے پھل کی اجازت دیدی ہے جو چاہے لے لے جو لے گا مالک ہوجائے گا اور اگر ایسے شخص نے لیا جس کو واہب کے اس ہبہ کی خبر نہیں پہنچی ہے اُس کو لینا جائز نہیں۔(5) اور علم سے پہلے کھایا تو حرام کھایا۔(6)

مسئلہ ۶: ہبہ کے بہت سے الفاظ ہیں۔ میں نے تجھے ہبہ کیا، یہ چیز تمھیں کھانے کو دی۔ یہ چیز میں نے فلاں کے لیے یا تیرے لیے کردی، میں نے یہ چیز تیرے نام کردی، میں نے اس چیز کا تجھے مالک کردیا، اگر قرینہ ہو (ایسی بات جو ہبہ ہونے پر دلالت کردے) تو ہبہ ہے ورنہ نہیں کیونکہ مالک کرنا بیع وغیرہ بہت چیزوں کو شامل ہے۔ عمر بھر کے لیے یہ چیز دیدی، اس گھوڑے پر سوار کردیا، یہ کپڑا پہننے کو دیا، میرا یہ مکان تمھارے لیے عمر بھر رہنے کو ہے، یہ درخت میں نے اپنے بیٹے کے نام لگایا ہے۔(7)

مسئلہ ۷: ہبہ کے بعض الفاظ ذکر کردیے اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر لفظ ایسا بولا جس سے ملک رقبہ سمجھی جاتی ہو یعنی خود اُس شے کی ملک تو ہبہ ہے اور اگر منافع کی تملیک معلوم ہوتی ہو (یعنی نفع حاصل کرنے کا اختیار معلوم ہوتا ہو) تو عاریت ہے اور دونوں کا احتمال ہے تو نیت دیکھی جائے گی۔(8)

مسئلہ ۸: مرد نے عورت کو کپڑے بنوانے کے لیے روپے دیے کہ بنا کر پہنے یہ ہبہ ہے چھوٹے بچے کے لیے کپڑے بنوائے تو بنواتے ہی بلکہ قطع کراتے ہی اُس کی ملک ہوگئے بچہ کو دے یا نہ دے اور بالغ لڑکے کے لیے

---

(4) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۳.

(5) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۴.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما... إلخ، ج۴، ص۳۸۲.

(7) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۰.

والبحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۳.

(8) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۱.

بنوائے تو جب تک اُس کو قبضہ نہ دے مالک نہیں ہوگا۔(9)

مسئلہ ۹: ہبہ کے لیے قبول ضروری ہے یعنی موہوب لہ جب تک قبول نہ کرے اُس کے حق میں ہبہ نہیں ہوگا اگرچہ واہب کے حق میں فقط ایجاب سے ہبہ ہو جائے گا بخلاف بیع کہ اس میں جب تک ایجاب وقبول دونوں نہ ہوں بائع (بیچنے والا) ومشتری (خریدار) کسی کے حق میں بیع نہیں اس کا حاصل یہ ہوا کہ مثلاً قسم کھائی تھی کہ یہ چیز فلاں کو ہبہ کردوں گا اس نے ایجاب کیا مگر اُس نے قبول نہ کیا قسم میں سچا ہوگیا اور اگر قسم کھاتا کہ اسے فلاں کے ہاتھ بیع کروں گا اور ایجاب کیا مگر اُس نے قبول نہیں کیا حانث ہوگیا قسم ٹوٹ گئی۔(10)

مسئلہ ۱۰: ہبہ کا قبول کرنا کبھی الفاظ سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مثلاً اس نے ایجاب کیا یعنی کہا میں نے یہ چیز تمھیں ہبہ کردی اُس نے لے لی ہبہ تمام ہوگیا۔(11)

مسئلہ ۱۱: ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اُسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم قبضہ کرلو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: قبضہ پر قادر ہونا بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے مثلاً صندوق میں کپڑے ہیں اور کپڑے ہبہ کرکے صندوق اُسے دیدیا اگر صندوق مُقفّل ہے (یعنی تالا لگا ہوا ہے) قبضہ نہیں ہوا اور قفل کھلا ہوا ہے قبضہ ہوگیا یعنی ہبہ تمام ہوگیا کہ قبضہ پر قادر ہوگیا۔(13)

مسئلہ ۱۳: واہب نے موہوب لہ کو قبضہ سے منع کردیا تو اگرچہ قبضہ کرلے یہ قبضہ صحیح نہیں مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں اس صورت میں ہبہ تمام نہیں۔(14)

---

(9) ردالمحتار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۱

(10) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۵۔

(11) المرجع السابق.

(12) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، ج۲، ص۲۲۲۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۲۔

(13) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۶۔

(14) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: ہبہ کے لیے قبضہ کامل (مکمل طور پر قبضہ) کی ضرورت ہے اگر موہوب شے (یعنی جو چیز ہبہ کی گئی ہے) واہب کی ملک کو شاغل ہو تو قبضہ کامل ہوگیا اور ہبہ تمام ہوگیا اور اُس کی ملک میں مشغول ہے تو قبضہ کامل نہیں ہوا مثلاً بوری میں واہب کا غلہ ہے بوری ہبہ کردی اور مع غلہ کے قبضہ دیدیا یا مکان میں واہب کے سامان ہیں مکان ہبہ کردیا اور سامان کے ساتھ قبضہ دیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور اگر غلہ ہبہ کیا یا مکان میں جو چیزیں تھیں اُن کو ہبہ کیا اور بوری سمیت قبضہ دیدیا یا مکان اور سامان سب پر قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہوگیا۔ یوہیں گھوڑے پر کاٹھی (زین) کسی ہوئی اور لگام لگی ہوئی تھی کاٹھی اور لگام کو ہبہ کیا اور گھوڑے پر مع کاٹھی اور لگام کے قبضہ کیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور گھوڑے کو ہبہ کیا اور قبضہ دے دیا اگرچہ کاٹھی اور لگام کے ساتھ ہے قبضہ تمام ہوگیا۔ یوہیں کنیز زیور پہنے ہوئے ہے کنیز کو ہبہ کیا اور قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہوگیا۔ اور زیور کو ہبہ کیا تو جب تک زیور اوتار کر قبضہ نہ دے گا ہبہ تمام نہیں ہوگا۔(15)

مسئلہ ۱۵: موہوب چیز ملکِ غیرِ واہب (ہبہ کرنے والے کے علاوہ کی ملکیت) میں مشغول ہو اور قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہوگیا مثلاً مکان ہبہ کیا جس میں مستحق کی چیزیں ہیں یا اُن چیزوں کو واہب یا موہوب لہ نے غصب کیا ہے اور موہوب لہ نے مع اُن چیزوں کے مکان پر قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہوگیا۔(16)

مسئلہ ۱۶: اگر اپنے نابالغ بچہ کو ہبہ کیا اور موہوب شے ملک واہب میں مشغول ہے مثلاً نابالغ لڑکے کو مکان ہبہ کیا جس میں باپ کا سامان موجود ہے یہ مشغولیت مانع تمامیت نہیں یعنی ہبہ تمام ہوگیا۔ یوہیں مکان ہبہ کیا جس میں کچھ لوگ بطور عاریت رہتے ہیں ہبہ تمام ہوگیا اور اگر کرایہ پر رہتے ہوں تو نہیں۔ یوہیں عورت نے اپنا مکان شوہر کو ہبہ کیا اور مکان پر شوہر کو قبضہ دیدیا اگرچہ اُس میں عورت کا اثاثہ موجود ہو قبضہ کامل ہوگیا۔(17)

مسئلہ ۱۷: مشغول کو ہبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شاغل کو موہوب لہ کے پاس پہلے ودیعت رکھ دے پھر مشغول کو ہبہ کر کے قبضہ دیدے اب ہبہ صحیح ہو جائے گا مثلاً مکان میں جو سامان ہے اِسے ودیعت رکھ کر مکان پر قبضہ دلادے۔(18)

مسئلہ ۱۸: ہبہ میں یہ ضروری ہے کہ موہوب شے غیرِ موہوب سے جدا ہو اگر غیر کے ساتھ متصل ہو ہبہ صحیح نہیں

---

(15) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۸۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۳۔

(16) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۹۔

(17) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۵۔

(18) المرجع السابق۔

مثلاً درخت میں جو پھل لگے ہوں اُن کو ہبہ کرنا درست نہیں۔ جو چیز ہبہ کی گئی اگر وہ قابل تقسیم ہو تو ضرور ہے کہ اُس کی تقسیم ہوگئی ہو بغیر تقسیم کیے ہوئے ہبہ درست نہیں اور اگر تقسیم کے قابل ہی نہ ہو یعنی تقسیم کے بعد وہ شے قابلِ انتفاع نہ رہے مثلاً چھوٹی سی کوٹھری یا حمام ان میں ہبہ صحیح ہونے کے لیے تقسیم ضرور نہیں۔ (19)

مسئلہ ۱۹: جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لیے ہبہ کرے یا شریک کے لیے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کرکے قبضہ دیدیا یا موہوب لہ کو حکم دیدیا کہ تقسیم کرکے قبضہ کرلو اور اُس نے ایسا کرلیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہوگیا کیونکہ مانع زائل ہوگیا۔ اگر بغیر تقسیم موہوب لہ کو قبضہ دے دیا موہوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرّف کریگا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرّف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کردے اُس کا تصرف نافذ ہوجائے گا۔ (20)

اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے مکان پر قبضہ دیدیا ہبہ صحیح ہوگیا اور اگر نصف ہبہ کرکے قبضہ دیدیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور اُس پر بھی قبضہ دیدیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔ (21)

مسئلہ ۲۰: مشاع یعنی بغیر تقسیم چیز کو بیع (فروخت) کردیا جائے تو بیع صحیح ہے اور اس کا اجارہ اگر شریک کے ساتھ ہو تو جائز ہے اجنبی کے ساتھ ہو تو جائز نہیں بلکہ یہ اجارہ فاسدہ ہوگا اس میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔ اور مشاع (شے مشترک) کا عاریت دینا اگر شریک کو ہے تو جائز ہے اور اجنبی کو عاریت کے طور پر دیا اور کل پر قبضہ دیدیا تو یہ قبضہ دینا ہی عاریت دینا ہے اور کل پر قبضہ نہ دیا تو کچھ نہیں۔ اور اس کو رہن رکھنا ناجائز ہے وہ چیز قابل قسمت (تقسیم کے قابل) ہو یا نہ ہو شریک کے پاس رہن (گروی) رکھے یا اجنبی کے پاس ہاں اگر دو شخصوں کی چیز ہے دونوں نے رہن رکھ دی تو جائز ہے۔ مشاع کا وقف صحیح ہے۔ مشاع کی ودیعت شریک کے پاس ہو تو جائز ہے۔ مشاع کو قرض دے سکتا ہے مثلاً ہزار روپے دیے اور کہہ دیا ان میں سے پانسو قرض ہیں اور پانسو شرکت کے طور پر یہ جائز ہے۔ مشاع کا

---

(19) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، ج۲، ص۲۲۳، وغیرھا۔

(20) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۶۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز... إلخ، ج۴، ص۳۷۶، ۳۷۷۔

غصب ہوسکتا ہے یعنی غاصب پر غصب کے احکام جاری ہوں گے۔ مشاع کے صدقہ کا وہی حکم ہے جو ہبہ کا ہے۔ ہاں اگر کل دو شخصوں پر تصدق کر دیا یہ جائز ہے۔(22)

مسئلہ ۲۱: ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ نفع میں میرا حصہ ہے میں نے تم کو ہبہ کیا اگر مال موجود ہے یہ ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور ہلاک ہو چکا ہے تو صحیح ہے کہ یہ اسقاط (یعنی اپنا حق چھوڑنا ہے) ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: غیر منقسم (تقسیم نہ ہونے والی) چیز میں مشاع کا ہبہ کیا موہوب لہ اُس جز کا مالک ہوگیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ دونوں اُس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اُس سے کام لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہوسکتا ہے مگر اِس پر بھی جبر نہیں ہوسکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۳: جو مشاع غیر قابل قسمت (ناقابل تقسیم) ہے اُس کا ہبہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اُس غلام کو کوئی چیز ہبہ کردی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے ہبہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصے میں صحیح ہے یعنی اُس غلام میں جتنا حصہ اُس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اُتنے ہی حصہ کا ہبہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اُس غلام میں واہب کا ہے اُس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا ہبہ صحیح نہیں۔ مجہول (نامعلوم) حصہ کا ہبہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع (جھگڑے کا باعث) ہوسکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اِس گھر میں جو کچھ میرا حصہ ہے ہبہ کر دیا یہ جائز ہے اگرچہ موہوب لہ (جس کے لیے ہبہ کیا) کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہوسکتی ہے اور اگر بہت زیادہ جہالت ہو تو ناجائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ ہبہ کر دیا۔(25)

مسئلہ ۲۴: شیوع جو تمامیت قبضہ کو (قبضہ کے مکمل ہونے کو) روکتا ہے وہ شیوع ہے جو عقد کے ساتھ مقارن (ملا

---

(22) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۶۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز... إلخ، ج۴، ص۳۸۱۔

(24) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

(25) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

ومنحۃ الخالق حاشیۃ علی البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

ہوا) ہو عقد کے بعد جو شیوع طاری ہوگا وہ مانع نہیں مثلاً پوری چیز ہبہ کردی اور قبضہ دے دیا اس کے بعد اُس میں سے جز شائع نصف ربع واپس لے لیا یہاں شیوع پیدا ہو گیا جو پہلے سے نہ تھا یہ مانع نہیں۔ شیوع طاری کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ مرض الموت میں اپنا مکان ہبہ کردیا اور اس مکان کے سوا اُس کے پاس کوئی دوسرا ترکہ نہیں ہے واہب مرگیا ورثہ نے اس کو جائز نہیں کیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ ایک تہائی ہبہ ہوا اور دو تہائیاں ورثہ کی ہیں یہاں ہبہ میں شیوع ہے مگر وقت عقد میں نہیں ہے بعد عقد ہوا جبکہ ورثہ نے جائز نہ کیا۔ جس چیز کو ہبہ کیا اُس میں کسی نے استحقاق کا دعویٰ کیا کہ اس چیز میں اتنے کا میں مالک ہوں اگرچہ یہ دعویٰ بعد میں ہوا مگر شیوع اب نہیں پیدا ہوا بلکہ پہلے ہی سے ہے کہ یہ شخص اُس کے یک جز کا پہلے سے مالک تھا اور اب ظاہر ہوا لہٰذا ایک شخص نے کھیت اور زراعت دونوں چیزیں ایک شخص کو ہبہ کردیں ور قبضہ بھی دیدیا اس کے بعد زراعت میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میری ہے اور ثابت کردیا قاضی نے حکم بھی دیدیا زراعت تو مستحق نے لے ہی لی زمین کا ہبہ بھی باطل ہوگیا کیونکہ محتمل قسمت (جس میں تقسیم کا احتمال ہو) میں شیوع (26) ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۵: تھن میں دودھ، بھیڑ کی پیٹھ پر اون، زمین میں درخت، درخت میں پھل، یہ چیزیں مشاع کے حکم میں ہیں کہ ان کا ہبہ صحیح نہیں مگر دودھ دوہ کر، اون کاٹ کر، پھل توڑ کر، موہوب لہ کو تسلیم کردیے تو ہبہ جائز ہوگیا کہ مانع زائل ہوگیا۔ (رکاوٹ ختم ہوگئی) زراعت جو کھیت میں ہے، تلوار کا حلیہ، اشرفی جو پہنے ہوئے ہے، ڈھیری میں سے دس پانچ سیر غلہ کا ہبہ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے کہ جدا کر کے موہوب پر قبضہ دیدیا درست ہے ورنہ نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۶: معدوم شے (وہ چیز جو موجود نہیں) کا ہبہ باطل ہے قبضہ دینے کے بعد بھی موہوب لہ کی ملک نہیں ہوگی مثلاً کہا ان گیہوں (گندم) کا آٹا ہبہ کردیا تلوں میں جو تیل ہے ہبہ کیا۔ دودھ میں جو گھی ہے ہبہ کیا۔ لونڈی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ ہبہ کیا ان صورتوں میں اگر آٹا پسوا کر، تلوں کو پلوا کر، دودھ میں سے گھی نکال کر موہوب لہ کو دے بھی دے جب بھی اُسکی ملک نہیں ہوگی ہاں اب جدید ہبہ کرے تو ہو سکتا ہے۔ (29)

---

(26) یعنی زراعت چونکہ زمین کے ساتھ متصل ہے لہٰذا زمین و زراعت دونوں مل کر ایک چیز ہیں ان میں سے زراعت کا استحقاق حکماً جز موہوب کا استحقاق ہے اس لیے زمین کا ہبہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔

(27) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۷۔

والبحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷۔

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۸۔

(29) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۸۔

مسئلہ ۲۷: ایک شخص کو ایک چیز ہبہ کی موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا پھر اُس شخص نے دوسرے کو وہی چیز ہبہ کردی اور دونوں سے قبضہ کرنے کو کہہ دیا دونوں نے قبضہ کرلیا تو چیز دوسرے موہوب لہ کی ہوگی پہلے کی نہیں ہوگی اور اگر واہب نے پہلے موہوب لہ کو قبضہ کرنے کے لیے کہہ دیا اُس نے قبضہ کرلیا تو یہ قبضہ باطل ہے۔(30)

مسئلہ ۲۸: ایک چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کو ہبہ کردی اور موہوب لہ سے کہہ دیا کہ تم قبضہ کرلو اس نے کرلیا ہبہ تمام ہوگیا۔ رہن کا بھی یہی حکم ہے۔(31)

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اس ڈھیری میں سے تم کو اتنا غلہ دیا تم ناپ کرلے لو اُس نے ناپ لیا جائز ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ اتنا غلہ دیا یہ نہ کہا کہ ناپ لو اور اُس نے ناپ کرلے لیا تو ناجائز ہے۔(32)

مسئلہ ۳۰: جو چیز ہبہ کی ہے وہ پہلے ہی سے موہوب لہ کے قبضہ میں ہے تو ایجاب وقبول کرتے ہی اُسکی ملک ہوگئی جدید قبضہ کی ضرورت نہیں موہوب لہ کا وہ قبضہ قبضہ امانت ہو یا قبضہ ضمان مثلاً اُس کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر ہے یا کرایہ پر ہے یا اُس نے غصب کررکھی ہے اس کا قاعدہ کتاب البیوع میں بیان کیا گیا ہے کہ دو قبضے اگر ایک جنس کے ہوں یعنی دونوں قبضہ امانت ہوں یا دونوں قبضہ ضمان ہوں ان میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہوجائے گا اور اگر دونوں دو جنس کے ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہوجائے گا اور قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔(33)

مسئلہ ۳۱: مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) کو مرتہن (جس کے پاس گروی رکھی ہے) کے لیے ہبہ کیا ہبہ تمام ہوگیا کیونکہ مرتہن کا قبضہ پہلے ہی سے ہے اور رہن باطل ہوگیا یعنی مرتہن اپنا دین راہن (گروی رکھوانے والا) سے وصول کریگا۔(34)

مسئلہ ۳۲: جو شخص نابالغ کا ولی (نابالغ کا سرپرست) ہے اگرچہ اس کو نابالغ کے مال میں تصرف کرنے کا اختیار

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۸.

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز...إلخ، ج۴، ص۳۷۷.

(31) المرجع السابق.

(32) المرجع السابق.

(33) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۹.

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۹.

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز...إلخ، ج۴، ص۳۷۷، ۳۷۸.

نہ ہو یہ جب کبھی نابالغ کو ہبہ کردے تو محض عقد کرنے سے یعنی فقط ایجاب سے ہبہ تمام ہو جائے گا بشرطیکہ شئ موہوب واہب یا اُس کے مودَع کے قبضہ میں ہو۔ معلوم ہوا کہ باپ کے ہبہ کا جو حکم ہے باپ نہ ہونے کی صورت میں چچا یا بھائی وغیرہما کا بھی وہی حکم ہے بشرطیکہ نابالغ ان کی عیال میں ہو اس ہبہ میں بعض ائمہ کا ارشاد ہے کہ گواہ مقرر کرلے یہ اشہاد (گواہ بنانا) ہبہ کی صحت کے لیے شرط نہیں بلکہ اس لیے ہے تاکہ وہ آئندہ انکار نہ کرسکے یا اُس کے مرنے کے بعد دوسرے ورثہ اس ہبہ سے انکار نہ کردیں۔(35)

مسئلہ ۳۳: نابالغ لڑکے کو جو مال ہبہ کیا وہ نہ واہب کے قبضہ میں ہے نہ اُس کے مودَع کے قبضہ میں ہے بلکہ غاصب یا مرتہن یا مستاجر کے قبضہ میں ہے تو ہبہ تمام نہیں۔(36)

مسئلہ ۳۴: مزروعہ زمین اپنے نابالغ لڑکے کو ہبہ کی اگر زراعت خود اسی کی ہے ہبہ صحیح ہوگیا اور کاشتکار نے کھیت بویا ہے تو ہبہ صحیح نہ ہوا کہ واہب کے قبضہ میں نہیں ہے۔(37)

مسئلہ ۳۵: صدقہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نابالغ کو اُس کے ولی نے صدقہ کیا تو قبضہ کی ضرورت نہیں، اگر نابالغ کا ولی نہ ہو تو اُس کی ماں بھی یہی حکم رکھتی ہے کہ محض ہبہ کردینے سے موہوب لہ مالک ہو جائے گا بالغ لڑکا اگرچہ اس کی عیال میں ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے وہ جب تک قبضہ نہ کرے مالک نہ ہوگا۔ ماں نے اپنا مہر لڑکے کو ہبہ کردیا یہ ہبہ تمام نہ ہوگا جب تک خود ماں نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو اور لڑکے کا قبضہ نہ کرادے۔(38)

مسئلہ ۳۶: بیٹے کو تصرف کرنے کے لیے اموال دے رکھے ہیں بیٹا کام کرتا ہے اور مال میں اضافہ ہو۔ اگر یہ ثابت ہو کہ باپ نے اسے ہبہ کردیا ہے جب تو اس کا ہے ورنہ سب کچھ باپ کا ہے اس کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔(39)

مسئلہ ۳۷: نابالغ کو کسی اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی یہ اُس وقت تمام ہوگا کہ ولی اُس پر قبضہ کرلے اس مقام پر ولی سے مراد یہ چار شخص ہیں (۱) باپ پھر (۲) اُس کا وصی پھر (۳) دادا پھر (۴) اُس کا وصی، اس صورت میں یہ ضرورت

---

(35) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۹، ۴۹۰۔

والدر المختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۹۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج۴، ص۳۹۱۔

(37) المرجع السابق، ص۳۹۲۔

(38) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۹۰۔

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج۴، ص۳۹۲۔

نہیں کہ نابالغ ولی کی پرورش میں ہوان چار کی موجودگی میں کوئی شخص اُس پر قبضہ نہیں کرسکتا چاہے اس قابض کی عیال میں وہ نابالغ ہو یانہ ہو وہ قابض ذورحم محرم ہو یا اجنبی ہو موجودگی سے مُراد یہ ہے کہ وہ حاضر ہوں اور اگر غائب ہوں اور غیبت بھی منقطعہ ہو تو اُس کے بعد جس کا مرتبہ ہے وہ قبضہ کرے۔(40)

مسئلہ ۳۸: ان چاروں میں سے کوئی نہ ہو تو چچا وغیرہ جس کی عیال میں نابالغ ہو وہ قبضہ کرے، ماں یا اجنبی کی پرورش میں ہو تو یہ قبضہ کریں گے، اگر وہ بچہ لقیط ہے یعنی کہیں پڑا ہوا ملا ہے اس کے لیے کوئی چیز ہبہ کی گئی تو ملتقط (یعنی اس بچے کو اٹھانے والا) قبضہ کرے۔(41)

مسئلہ ۳۹: نابالغ اگر سمجھ وال ہو مال لینا جانتا ہو تو وہ خود بھی موہوب (ہبہ کی ہوئی چیز) پر قبضہ کرسکتا ہے اگرچہ اُس کا باپ موجود ہو اور جس طرح یہ نابالغ قبضہ کرسکتا ہے ہبہ کو رد بھی کرسکتا ہے یعنی چھوٹے بچے کو کسی نے کوئی چیز دی تو وہ لے بھی سکتا ہے اور انکار بھی کرسکتا ہے جس نے نابالغ کو ہبہ کیا ہے وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے، قاضی کو چاہیے کہ نابالغ کو جو چیز ہبہ کی گئی ہے اُسے بیع کردے تاکہ واہب (ہبہ کرنے والا) رجوع نہ کرسکے۔(42)

مسئلہ ۴۰: نابالغ کو مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں ہبہ کی جائیں ان میں سے والدین کھاسکتے ہیں یہ اُس وقت ہے کہ قرینہ سے معلوم ہو کہ خاص اِس بچہ کو ہبہ کرنا نہیں بلکہ والدین کو دینا مقصود ہے مگر اُن کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ چیز حقیر معلوم ہوتی ہے اُن کو دیتے ہوئے لحاظ معلوم ہوتا ہے بچہ کا نام لے دیتے ہیں اور اگر قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ خاص اسی بچہ کو دینا مقصود ہے تو والدین نہیں کھاسکتے مثلاً کوئی چیز کھا رہا ہے کسی کا بچہ وہاں پہنچ گیا ذرا سی اُٹھا کر بچہ کو دیدی یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو دینا مقصود نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کھانے کی نہ ہو وہ نابالغ کو دی جائے تو والدین کو بغیر حاجت استعمال درست نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۱: ختنہ کی تقریب میں رشتہ داروں کے یہاں سے جوڑے وغیرہ آتے ہیں سہرے پر روپے دیے جاتے ہیں اور جوڑے بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے جن چیزوں کی نسبت معلوم ہو کہ بچہ کے لیے ہیں۔ مثلاً چھوٹے کپڑے جو بچہ کے مناسب ہیں یہ اُسی بچہ کے لیے ہیں ورنہ والدین کے لیے ہیں اگر باپ کے اقربا (قرابت دار) نے ہدیہ کیا ہے تو باپ کے لیے ہیں ماں کے رشتہ داروں نے ہدیہ کیا ہے تو ماں کے لیے

---

(40) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۹۱۔

(41) الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۸۱۔

(42) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۹۲

(43) الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۸۲۔

ہیں۔(44) مگر یہاں ہندوستان کا یہ عرف (رواج) ہے کہ باپ کے کنبہ کے لوگ بھی زنانہ جوڑا بھیجتے ہیں جو ماں کے لیے ہوتا ہے اور نانہال (ماں کا خاندان) سے بھی مردانہ جوڑا بھیجا جاتا ہے جس کا صاف یہی مقصد ہے کہ مرد کے لیے مردانہ جوڑا ہے اور عورت کے لیے زنانہ اگرچہ کہیں سے آیا ہو، دیگر تقریبات مثلاً بسم اللہ کے موقع پر اور شادی کے موقع پر طرح طرح کے ہدایا (تحفے) آتے ہیں اور وہ چیزیں کس کے لیے ہیں اس کے متعلق جو عرف ہو اُس پر عمل کیا جائے اور اگر بھیجنے والے نے تصریح کردی ہے تو یہ سب سے بڑھ کر ہے چنانچہ تقریبات میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ نام بنام سارے گھر کے لیے جوڑے بھیجے جاتے ہیں بلکہ ملازمین کے لیے بھی جوڑے آتے ہیں اس صورت میں جس کے لیے جو آیا ہے وہی لے سکتا ہے دوسرا نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۴۲: شادی وغیرہ تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں ہر شہر میں ہر قوم میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے یا قرض کا عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے یہ چیزیں بطور قرض دیتے ہیں اسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے دیے جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم تحریر کرلیتے ہیں جب اُس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص ۔۔یہاں دیا جاچکا ہے فہرست نکالتا ہے اور اُتنے روپے ضرور دیتا ہے جو اُس نے دیے تھے اور اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے اور موقع پاکر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے (شادی، بیاہ اور دیگر تقریبات میں جو تحفہ یا نقدی دی جاتی ہے اسے نیوتا کہتے ہیں) کا روپیہ نہیں دیا اگر یہ قرض نہ سمجھتے ہوتے تو ایسا عرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔

مسئلہ ۴۳: ایک شخص پردیس سے آیا اور جس کے یہاں اُترا اُس کو کچھ تحائف دیے اور یہ کہا کہ اس کو اپنے گھر والوں میں تقسیم کردو اور خود بھی لے لو اُس سے دریافت کرنا چاہیے کہ کیا چیز کسے دی جائے اور اگر وہ موجود نہ ہو چلا گیا ہو تو جو چیز عورتوں کے لائق ہو عورت کو دے اور جو لڑکیوں کے مناسب ہو لڑکیوں کو دے اور جو لڑکوں کے مناسب ہو لڑکوں کو دے اور جو چیز خود اُس کے مناسب ہو وہ خود لے اور جو چیز ایسی ہو کہ مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ دینے والا مرد کا رشتہ دار ہے تو مرد لے اور عورت کا رشتہ دار ہے تو عورت لے۔(45)

مسئلہ ۴۴: بعض اولاد کے ساتھ محبت زیادہ ہو بعض کے ساتھ کم یہ کوئی ملامت کی چیز نہیں کیونکہ یہ فعل غیر اختیاری ہے اور عطیہ (تحفہ) میں اگر یہ ارادہ ہو کہ بعض کو ضرر پہنچادے تو سب میں برابری کرے کم وبیش نہ کرے کہ یہ

---

(44) لدر المختار، کتاب الھبۃ، ج۸،ص ۵۸۲۔

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴،ص ۳۸۳۔

مکروہ ہے ہاں اگر اولاد میں ایک کو دوسرے پر دینی فضیلت وترجیح ہے مثلاً ایک عالم ہے جو خدمت علم دین میں مصروف ہے یا عبادت ومجاہدہ میں اشتغال رکھتا ہے ایسے کو اگر زیادہ دے اور جو لڑکے دنیا کے کاموں میں زیادہ اشتغال رکھتے ہیں انھیں کم دے یہ جائز ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں یہ حکم دیانت کا ہے اور قضا کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے مال کا مالک ہے حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دیدے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کرسکتا ہے دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔(46)

مسئلہ ۴۵: اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند (دگنا، ڈبل) دے دے جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں۔(47)

مسئلہ ۴۶: لڑکا اگر فاسق ہے تو اُس کو صرف بقدر ضرورت دے زیادہ دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ گناہ کے کام میں اُس کا معین (مددگار) ہے، لڑکا فاسق ہے یہ گمان ہے کہ اُس کے بعد یہ اموال بدکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا۔ تو اُس کے لیے چھوڑ جانے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صَرف (خرچ) کر ڈالے اس صورت میں اُسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقۃً میراث سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے۔(48)

مسئلہ ۴۷: باپ کو یہ جائز نہیں کہ نابالغ لڑکے کا مال دوسرے لوگوں کو ہبہ کر دے اگرچہ معاوضہ لے کر ہبہ کرے کہ یہ بھی ناجائز ہے اور خود بچہ بھی اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا یعنی اُس نے ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کو دیدیا اُس سے واپس لیا جائے گا کہ ہبہ جائز ہی نہیں۔(49)

یہی حکم صدقہ کا ہے کہ نابالغ اپنا مال نہ خود صدقہ کرسکتا ہے نہ اُس کا باپ۔ یہ بات نہایت یاد رکھنے کی ہے اکثر لوگ نابالغ سے چیز لے کر استعمال کر لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اُس نے دے دی حالانکہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے بعض لوگ دوسرے کے بچہ سے پانی بھروا کر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ [illegible] ہے کہ اُس پانی کا وہ بچہ مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ نہیں کرسکتا پھر دوسرے کو اُس کا استعمال کیوں کر جائز ہوگا۔ اگر وال[illegible]ین بچہ کو [illegible]س لیے چیز

---

(46) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۹۰.

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج۴، ص۳۹۱.

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج۴، ص۳۹۱.

(49) الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۸۳.

والبحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۳_۴۹۲.

دیں کہ یہ لوگوں کو ہبہ کردے یا فقیروں کو صدقہ کردے تاکہ دینے اور صدقہ کرنے کی عادت ہو اور مال و دنیا کی محبت کم ہو تو یہ ہبہ و صدقہ جائز ہے کہ یہاں نابالغ کے مال کا ہبہ و صدقہ نہیں بلکہ باپ کا مال ہے اور بچہ دینے کے لیے وکیل ہے جس طرح عموماً دروازوں پر سائل جب سوال کرتے ہیں تو بچوں ہی سے بھیک دلواتے ہیں۔

مسئلہ ۴۸: بچہ نے ہدیہ پیش کیا اور یہ کہا کہ میرے والد نے یہ ہدیہ آپ کے پاس بھیجا ہے اُس کو لینا اور کھانا جائز ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ اُس کے باپ نے نہیں بھیجا ہے یہ خود لایا ہے اور یہ غلط ہے کہ اُس کے باپ نے بھیجا ہے تو نہ لے۔(50)

مسئلہ ۴۹: بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی کپڑے اس لیے بنائے کہ جب پیدا ہوگا تو اُن پر رکھا جائے گا مثلاً تکیہ، گدا، وہ پیدا ہوا اور اُسی پر رکھا گیا پھر مرگیا یہ کپڑے میراث نہیں قرار پائیں گے جب تک اُس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ کپڑے لڑکے کی ملک ہیں اور بدن کے کپڑے جو پہننے کے ہیں جب انھیں بچہ نے پہن لیا مالک ہوگیا اور میراث ہیں۔(51)

مسئلہ ۵۰: نابالغہ لڑکی شوہر کے یہاں رخصت ہو کر چلی گئی اُس کو اگر کوئی چیز ہبہ کردی جائے اور شوہر قبضہ کرلے ہبہ تمام ہو جائے گا اُس کا باپ زندہ ہو یا مرگیا ہو دونوں صورتوں میں شوہر قبضہ کرسکتا ہے وہ نابالغہ قابلِ جماع (ہمبستری کے قابل) ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور نابالغہ کے باپ نے یا خود اوس نے جبکہ سمجھ وال ہو قبضہ کیا یہ بھی ہوسکتا ہے یعنی شوہر ہی کا قبضہ کرنا ضروری نہیں اور اگر زوجہ بالغہ ہے تو اُس کے خود قبضہ کی ضرورت ہے شوہر کا قبضہ کافی نہیں اور اگر نابالغہ ہے اور ابھی رخصت بھی نہیں ہوئی ہے تو شوہر کا قبضہ اس صورت میں بھی کافی نہیں بلکہ اُسکے باپ وغیرہ جن کے قبضہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ قبضہ کرسکتے ہیں۔(52)

مسئلہ ۵۱: ایک شخص نے دو کپڑے ایک شخص کو دیے اور یہ کہا کہ ایک تمھارا ہے اور ایک تمھارے لڑکے کا اور جدا ہونے سے قبل یہ نہیں متعین کیا کہ کون کس کا ہے یہ ہبہ جائز نہیں اور بیان کردیا ہے تو جائز ہے۔(53)

مسئلہ ۵۲: دو شخصوں نے ایک شخص کو مکان جو قابلِ قسمت (تقسیم کے قابل) ہے ہبہ کردیا اور قبضہ دیدیا یہ ہبہ صحیح ہے کہ یہاں شیوع نہیں ہے اور اگر ایک نے دو شخصوں کو ہبہ کیا اور یہ دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ اور یہ

---

(50) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴، ص ۳۸۳۔

(51) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص ۴۹۰۔

(52) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج۷، ص ۴۹۲۔

(53) ردالمحتار، کتاب الھبۃ، ج۷، ص ۵۸۴۔

نابالغ اُسی بالغ کی پرورش میں ہے اور فقیر بھی نہیں ہیں اور مکان قابل تقسیم ہے تو ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور اگر ایک نے ایک ہی کو ہبہ کیا ہے مگر موہوب لہ نے دو شخصوں کو قبضہ کے لیے وکیل کیا ہے تو یہ ہبہ جائز ہے۔ اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان دو شخصوں کو ہبہ کیا یوں کہ ایک نے اپنا حصہ ایک کو ہبہ کیا اور دوسرے نے اپنا حصہ دوسرے کو تو یہ ہبہ ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنے دو بیٹوں کو ہبہ کیا اور دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ دوسرا نابالغ تو ہبہ صحیح نہیں اور اگر دونوں نابالغ ہیں تو صحیح ہے۔ (54)

مسئلہ ۵۳: دس روپے دو فقیروں پر تصدق کیے یا ہبہ کیے یہ جائز ہے یعنی صدقہ میں شیوع مانعِ صحت نہیں (صحیح ہونے میں رکاوٹ نہیں) کہ صدقہ میں اللہ (عزوجل) کی رضا مقصود ہے وہ ایک ہے فقیر کا ایک ہونا یا متعدد ہونا اس کا لحاظ نہیں اور فقیر کو صدقہ کرنا یا ہبہ کرنا دونوں کا ایک مطلب ہے یعنی بہر صورت صدقہ ہے اور دو شخص غنی ہیں اُن کو دس روپے ہبہ کیے یا صدقہ کیے یہ دونوں ناجائز کہ یہاں دونوں لفظوں سے ہبہ ہی مراد ہے اور ہبہ میں شیوع مانع ہے (یعنی اشتراک ہبہ کے صحیح ہونے میں رکاوٹ ہے) کیونکہ یہاں اغنیا کی رضامندی مقصود ہے اور وہ متعدد ہیں اور صحیح نہ ہونے کا اس مقام پر مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں مالک نہیں ہوں گے اگر دونوں کو تقسیم کر کے قبضہ دیدیا دونوں مالک ہوجائیں گے۔ (55)

مسئلہ ۵۴: دیوار اس کے مکان میں اور پڑوسی کے مکان میں مشترک ہے اس نے وہ دیوار پڑوسی کو ہبہ کردی یہ جائز ہے۔ (56)

مسئلہ ۵۵: مریض صرف ثلث مال (تہائی مال) سے ہبہ کرسکتا ہے اور یہ ہبہ بھی اُس وقت صحیح ہے کہ اُس کی زندگی میں موہوب لہ (جس کے لئے ہبہ کیا گیا) قبضہ کرلے۔ قبضہ سے پہلے مریض مرگیا تو ہبہ باطل ہوگیا۔ (57)

❁❁❁❁❁

---

(54) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۲۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۸۴۔

(55) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۳، ۴۹۴۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۸۵۔

(56) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۸۶۔

(57) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب العاشر فی ھبۃ المریض، ج ۴، ص ۴۰۰

ہبہ واپس لینے کا بیان

کسی کو چیز دے کر واپس لینا بہت بُری بات ہے حدیث میں ارشاد ہوا اسکی مثال ایسی ہے جس طرح کتا قے کرکے پھر چاٹ جاتا (1) لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہیے مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ واہب پر لازم نہیں اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تو قاضی واپس کردے گا اُسے نہ واپس لینے پر مجبور نہیں کریگا اور یہ واپس لینے کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہے مگر سب جگہ واپس نہیں کرسکتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اُن میں واپس لے سکتا ہے اور بعض میں نہیں یہاں اِسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱: ہبہ میں اگر موہوب لہ کا قبضہ ہی نہیں ہوا ہے تو ابھی ہبہ کی تمامیت ہی نہیں ہوئی ہے اگر واہب نے رجوع کرلیا تو ہبہ بھی ختم ہوگیا اس کو رجوع نہیں کہتے رجوع یہ ہے کہ تمام ہو چکا ہے موہوب لہ نے قبضہ کرلیا ہے اس کے بعد واپس لے۔(2)

مسئلہ ۲: جب موہوب لہ کو قبضہ دیدیا تو اب رجوع کرنے کے لیے قاضی کا حکم دینا یا موہوب لہ کا راضی ہونا ضروری ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔(3)

مسئلہ ۳: واہب نے کہہ دیا ہے کہ میں اس ہبہ کو واپس نہیں لوں گا جب بھی واپس لے سکتا ہے اُس کا یہ کہہ دینا مانع رجوع (واپس لینے میں رکاوٹ) نہیں۔(4) اور اگر حقِ رجوع سے (واپسی کے حق سے) مصالحت کرلی ہے تو رجوع نہیں کرسکتا کہ صلح میں جو چیز دی ہے ہبہ کا عوض ہے۔(5)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو ایک ہزار روپیہ میری طرف سے ہبہ کردو اُس نے کردیے اور موہوب لہ نے قبضہ بھی کرلیا ہبہ تمام ہوگیا دوسرا شخص واپس نہیں لے سکتا نہ پہلے سے لے سکتا ہے نہ موہوب لہ سے اور وہ پہلا چاہے تو موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے کہ واہب یہی ہے وہ دینے والا متبرع (احسان کرنے والا) ہے اور اگر

---

(1) سنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، الحدیث:۳۵۳۹، ج۳، ص۴۰۶۔

(2) لدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع...إلخ، ج۴، ص۳۸۵۔

(4) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۵۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع...إلخ، ج۴، ص۳۹۱۔

پہلے نے یہ کہا ہے کہ فلاں کو ایک ہزار ہبہ کردو میں اس کا ضامن ہوں اور اُس نے دیدیے تو پہلا شخص ضامن ہے دوسرا اس سے لے سکتا ہے موہوب لہ سے نہیں لے سکتا اور پہلا شخص موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۵: صدقہ دیکر واپس لینا جائز نہیں لہٰذا جس کو صدقہ دیا تھا اُس نے عاریت یا ودیعت سمجھ کر کچھ دنوں کے بعد واپس دیا اس کو لینا جائز نہیں اور لے لیا ہو تو واپس کردے۔(7)

مسئلہ ۶: دَین (قرض) کے ہبہ میں رجوع نہیں کرسکتا مثلاً دائن (قرض خواہ) نے مدیون (مقروض) کو دَین ہبہ کردیا اور مدیون نے قبول کرلیا دائن واپس نہیں لے سکتا کہ یہ اسقاط ہے مگر قبول کرنے سے پہلے واپس لے سکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۷: رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ رجوع کے الفاظ بولے مثلاً رجوع کیا، واپس لیا، ہبہ کو توڑ دیا، باطل کردیا اور اگر الفاظ نہیں بولے بلکہ اُس چیز کو بیچ کردیا یا اپنی چیز میں خلط کردیا (ملادیا) یا کپڑا تھا رنگ دیا یا غلام تھا آزاد کردیا یہ رجوع نہیں بلکہ یہ تصرفات (یہ کام کاج) بیکار ہیں۔(9)

مسئلہ ۸: واہب کو موہوب لہ سے ہبہ کو خریدنا نہ چاہیے کہ یہ بھی رجوع کے معنے میں ہے کیونکہ موہوب لہ یہ خیال کریگا کہ یہ چیز اسی کی دی ہوئی ہے پورے دام (پوری قیمت) لینے سے اُسے شرم آئے گی مگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز دی ہے پھر خریدنا چاہتا ہے تو خرید سکتا ہے کہ شفقت پدری کم دام دینے سے مانع ہوگی۔(10)

مسئلہ ۹: ہبہ میں رجوع کرنے سے سات چیزیں مانع ہیں اُن سات کو ان الفاظ میں جمع کیا گیا ہے۔ دمع خزقہ دال سے مُراد زیادت متصلہ ہے۔ میم سے مراد موت یعنی واہب و موہوب لہ دونوں میں سے کسی کا مرجانا۔ عین سے مراد عوض۔ خا سے مراد خروج یعنی ہبہ کا ملک موہوب لہ سے خارج ہوجانا۔ زا سے مراد زوجیت۔ قاف سے مراد قرابت۔ ہا سے ہلاک۔

ان سب کے احکام کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

❁❁❁❁❁

---

(6) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۵۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی عشر فی الصدقۃ، ج۴، ص۴۰۶۔

(8) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۵۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع...إلخ، ج۴، ص۳۸۶۔

(10) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۵۔

(۱) زیادت متصلہ

مسئلہ ۱۰: جس چیز کو ہبہ کیا اُس میں کچھ زیادت ہوئی اگر یہ موہوب کے ساتھ متصل ہے واہب رجوع نہیں کرسکتا مثلاً ایک نابالغ غلام کسی کو ہبہ کیا اب وہ جوان ہوگیا رجوع نہیں کرسکتا زیادت متصلہ متولدہ ہو یا غیر متولدہ موہوب لہ کے فعل سے ہوئی ہو یا اس کے فعل سے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے۔(1)

مسئلہ ۱۱: زمین ہبہ کی موہوب لہ نے اس میں مکان بنایا یا درخت لگائے یہ زیادت متصلہ ہے یا پانی نکالنے کا چرخ نصب کیا (کنویں سے پانی کھینچنے کا چرخ لگایا یا موٹر وغیرہ لگائی) اس طرح کہ توابع زمین میں (زمین سے متعلقہ چیزوں میں) شمار ہو اور بیع میں بغیر ذکر کیے تبعاً داخل ہوجائے یہ بھی زیادت متصلہ ہے۔ یوہیں اگر مکان ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُس میں کچھ نئی تعمیر کی یہ زیادت متصلہ ہے۔ اب واپس نہیں لے سکتا۔(2)

مسئلہ ۱۲: حمام ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُسے رہنے کا مکان بنایا یا مکان ہبہ کیا تھا اُسے حمام بنایا اگر عمارت میں تغییر نہیں کی ہے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تغییر کی ہے مثلاً دروازہ لگایا یا گچ کرائی (سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کیے ہوئے چونے کا پلستر کروایا) یا کہگل کرائی (بھوسا ملی ہوئی مٹی کا پلستر کروایا) تو رجوع نہیں کرسکتا اور اگر عمارت منہدم کردی (گرادی) صرف زمین باقی ہے تو رجوع کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۱۳: موہوب میں کچھ نقصان پیدا ہوگیا یہ رجوع کو منع نہیں کرتا خواہ وہ نقصان موہوب لہ کے فعل سے ہو یا اس کے فعل سے نہ ہو مثلاً کپڑا ہبہ کیا تھا اُس کو قطع کرالیا۔(4)

مسئلہ ۱۴: زیادت منفصلہ رجوع سے مانع نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اُس کے بچہ پیدا ہوا یہ زیادت منفصلہ ہے واہب اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے اور وہ زیادت موہوب لہ کی ہوگی اُس کو واپس نہیں لے سکتا مگر جانور کو اُس

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع... إلخ، ج۴، ص۴۰۳۔

(2) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۵۔

و الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۸۔

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع فی الھبۃ... إلخ، ج۴، ص۳۸۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع فی الھبۃ... إلخ، ج۴، ص۳۸۷۔

(4) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۶۔

وقت واپس لے سکتا ہے جب بچہ اس قابل ہوجائے کہ اُسے اپنی ماں کی حاجت نہ رہے۔(5)

مسئلہ ۱۵: زیادت سے یہ مراد ہے کہ موہوب میں کوئی ایسی بات پیدا ہوجائے جس سے قیمت میں اضافہ ہو جائے لہٰذا اُس چیز کا پہلے سے زیادہ فربہ ہوجانا یا خوبصورت ہوجانا بھی زیادت ہے۔ کپڑا تھا سی دیا یا رنگ دیا یہ بھی زیادت ہے۔ چیز کو ایک جگہ سے منتقل کر کے دوسری جگہ لے گیا جبکہ اِس انتقال مکانی (نقل مکانی) سے قیمت میں اضافہ ہوجائے یہ بھی زیادت میں داخل ہے غلام کافر تھا مسلمان ہوگیا یا اُس نے کوئی جنایت کی تھی (ایسا جرم کیا تھا جس سے عقوبت دنیوی (دنیوی سزا) لازم آتی ہے) ولی جنایت نے معاف کردی۔ بہرا تھا سننے لگا۔ اندھا تھا دیکھنے لگا یہ سب زیادت متصلہ میں داخل ہیں۔ اور اگر قیمت کی زیادتی نرخ تیز ہوجانے کے سبب سے ہے تو زیادت میں اس کا شمار نہیں تعلیم وکتابت اور کوئی صنعت سکھادینا بھی زیادت میں داخل ہے۔ کپڑا ہبہ کیا تھا اُسے موہوب لہ نے دھلوایا۔ جانور یا غلام جب ہبہ کیا تھا بیمار تھا موہوب لہ نے اُس کا علاج کرایا اب اچھا ہوگیا یہ بھی زیادت میں داخل ہے اور اگر موہوب لہ کے یہاں بیمار ہوا اور اُس نے علاج کرایا اور اچھا ہوگیا یہ رجوع سے مانع نہیں ہے۔(6)

مسئلہ ۱۶: زمین میں مکان بنوایا یا درخت لگائے اگر یہ زیادتی اُس پوری زمین میں شمار ہو تو پوری کا رجوع ممتنع ہوجائے گا اور اگر فقط اُس قطعہ میں زیادت شمار ہو باقی میں نہیں تو اس قطعہ کی واپسی ممتنع ہوجائے گی باقی کی نہیں یعنی اگر بہت زیادہ زمین ہے کہ ایک دو مکان کے بننے سے پوری زمین میں اضافہ نہیں متصور ہوتا تو فقط اس حصہ کی واپسی ممتنع ہوجائے گی جس میں مکان بنا۔(7)

مسئلہ ۱۷: زمین میں بے موقع روٹی پکانے کا تنور گڑوایا یہ زیادت میں داخل نہیں ہے بلکہ نقصان ہے۔ درخت کاٹ ڈالنا یا اُسے چیر پھاڑ کر جلانے کا ایندھن بنالینا مانع رجوع نہیں اور اُس کو کاٹ کر چوکھٹ، بازو (دروازے وغیرہ کی کھڑی لکڑیوں میں سے ہر ایک کو بازو کہتے ہیں)، کیواڑ (دروازے یا کھڑکی وغیرہ کا پٹ)، کڑیاں (کڑی کی جمع، شہتیر)، وغیرہ کوئی چیز بنائی تو رجوع نہیں کرسکتا۔ جانور کو قربانی کر ڈالنا یا اور طرح ذبح کرنا بھی واپس کرنے کو منع نہیں کرتا۔(8)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۹.

والبحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۶.

(6) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۶.

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۸.

(7) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۸.

(8) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۶۔۴۹۷.

مسئلہ ۱۸: کپڑا ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُسے دو ۲ ٹکڑے کر ڈالا ایک ٹکڑے کی اچکن (ایک قسم کا مردانہ لباس) سلوائی واہب دوسرے ٹکڑے کو واپس لے سکتا ہے۔ چھلا ہبہ کیا موہوب لہ نے اُس پر نگ لگایا اگر نگ جدا کرنے میں نقصان ہوگا تو واپس نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۹: کاغذ ہبہ کیا اُس پر لکھ کر کتاب بنائی واپس نہیں لے سکتا۔ سادی بیاض (یعنی سادہ اوراق کی مجلد یا غیر مجلد کتاب) ہبہ کی تھی موہوب لہ نے اُس میں کتاب لکھی جس سے اُس کی قیمت بڑھ گئی واپس نہیں لے سکتا اور اگر حساب وغیرہ ایسی چیزیں لکھی جس کی وجہ سے اس کاردی میں شمار ہے تو واپس لے سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۲۰: قرآن مجید ہبہ کیا تھا اُس میں اعراب (زیر زبر) لگائے واپس نہیں لے سکتا۔ لوہا ہبہ کیا تھا اُس کی تلوار یا چھری وغیرہ کوئی چیز بنالی رجوع نہیں کرسکتا سوت ہبہ کیا اُس کا کپڑا بُنوا لیا رجوع نہیں کرسکتا۔(11)

مسئلہ ۲۱: واہب (ہبہ کرنے والا) اور موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا) میں اختلاف ہوا کہ موہوب لہ کے پاس زیادت ہوئی ہے یا نہیں اگر وہ زیادت متولدہ ہے مثلاً چھوٹی چیز ہبہ کی تھی اب وہ بڑی ہوگئی واہب کہتا ہے کہ اتنی ہی بڑی میں نے ہبہ کی تھی اور موہوب لہ کہتا ہے چھوٹی تھی اب بڑی ہوگئی اس میں واہب کا قول معتبر ہے اور اگر وہ زیادت غیر متولدہ ہے جیسے کپڑے کا سِل جانا اُس کو رنگ دینا اس میں موہوب لہ کا قول معتبر ہے۔(12)

مسئلہ ۲۲: موہوب لہ کہتا ہے کہ مکان میں جدید تعمیر ہوئی ہے واہب اِس سے منکر ہے اگر اتنی تعمیر اتنے دنوں میں عموماً نہ ہوتی ہو تو واہب کا قول معتبر اگرچہ یہ زیادت غیر متولدہ ہے۔ واہب کہتا ہے میں نے یہ رنگا ہوا کپڑا ہبہ کیا ہے یا ستو میں گھی ملا کر ہبہ کیا ہے موہوب لہ کہتا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا نہ تھا میں نے رنگا ہے میں نے گھی ستو میں ملایا ہے چونکہ موہوب لہ منکر ہے اسی کا قول معتبر ہے۔(13)

❀❀❀❀❀

(9) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷۔

(10) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع... الخ، ج۴، ص۳۸۹۔

(12) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۶۔

(13) المرجع السابق۔

(۲) موت احد المتعاقدین:

مسئلہ ۲۳: ہبہ کرکے قبضہ دیدیا اس کے بعد واہب یا موہوب لہ دونوں میں سے کوئی بھی مرجائے ہبہ واپس نہیں ہوسکتا موہوب لہ مرگیا تو اُس کی ملک ورثہ کی طرف منتقل ہوگئی واہب مرگیا تو اس کا وارث اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اجنبی ہے لہٰذا واپس نہیں لے سکتا۔(1)

مسئلہ ۲۴: اگر قبضہ سے پہلے متعاقدین میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو یہ رجوع کو نہیں منع کرتا بلکہ وہ ہبہ ہی باطل ہوگیا وارث کہتا ہے میرے مورث نے (یعنی مرنے والے نے) یہ چیز تمھیں ہبہ کی تھی تم نے قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کا انتقال ہوگیا موہوب لہ کہتا ہے میں نے اُس کے مرنے سے پہلے ہی چیز پر قبضہ کرلیا تھا اگر وہ چیز وارث کے قبضہ میں ہو تو اُسی کا قول معتبر ہے۔(2)

(1) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۰۔

(2) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۱۔

والبحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷۔

(۳) واہب کا عوض لے لینا مانع رجوع ہے

مسئلہ ۲۵: موہوب لہ نے عوض دیا تو واہب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ہبہ کا عوض ہے موہوب لہ نے کہا اپنے ہبہ کا عوض لو یا اُس کا بدلہ لو یا اُس کے مقابلہ میں یہ چیز لو واہب نے لے لیا رجوع کرنے کا حق ساقط ہوگیا اور اگر عوض ہونا لفظوں سے ظاہر نہیں کیا تو ہر ایک اپنے اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے یعنی واہب ہبہ کو اور موہوب لہ عوض کو۔ (1)

مسئلہ ۲۶: ہبہ کا عوض بھی ہبہ ہے اس میں وہ تمام باتیں لحاظ رکھی جائیں گی جو ہبہ کے لیے ضروری ہیں جن کا ذکر ہو چکا مثلاً اس کا جدا کردینا، مشاع نہ ہونا، اس پر قبضہ دلا دینا۔ (2)

صرف اتنا فرق ہے کہ ہبہ میں حق رجوع ہوتا ہے جب تک موانع نہ پائے جائیں اور اس میں یہ حق نہیں۔ (3)

مسئلہ ۲۷: ہبہ کا عوض اوتنا ہی ہونا ضروری نہیں اُس سے کم اور زیادہ بھی ہوسکتا ہے اُس جنس کا بھی ہوسکتا ہے اور دوسری جنس کا بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے سے پھل وغیرہ کی ڈالی لگاتے ہیں اور جتنے کی چیزیں ہوتی ہیں اُس سے بہت زیادہ پاتے ہیں۔ (4)

مسئلہ ۲۸: بچہ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں کہ اس کے مال سے اُس ہبہ کا معاوضہ دے اگر عوض دیدیا جب بھی واہب ہبہ کو واپس لے سکتا ہے کہ وہ عوض دینا صحیح ہی نہیں ہوا۔ (5)

مسئلہ ۲۹: نصرانی یا کسی کافر نے مسلمان کو کوئی چیز ہبہ کی مسلمان اس کے عوض میں اُسے سوئر یا شراب دے یہ عوض دینا صحیح نہیں کیونکہ مسلمان اپنی طرف سے کسی کو بھی اِن چیزوں کا مالک نہیں کرسکتا اور جب یہ دینا صحیح نہ ہوا تو

---

(1) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۲۶.
والبحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷.

(2) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۱.
والبحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السابع فی حکم العوض فی الھبۃ، ج۴، ص۳۹۴.

(4) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷.

(5) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۷.

واہب اب بھی رجوع کرسکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۳۰: عوض دینے کا یہ مطلب ہے کہ موہوب کے سوا دوسری چیز واہب کو دے اگر موہوب کا ایک حصہ باقی کے عوض میں دیدیا یہ صحیح نہیں واہب رجوع کرسکتا ہے۔ دو چیزیں ہبہ کی ہیں اگر دو عقد کے ذریعہ سے ہبہ ہوئی ہیں تو ایک کو دوسرے کے عوض میں دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی عقد میں دونوں چیزیں واہب نے دی تھیں تو ایک کو دوسری کا عوض نہیں کہہ سکتے۔(7)

مسئلہ ۳۱: گیہوں (گندم) ہبہ کیے تھے موہوب لہ نے انھیں میں سے تھوڑا آٹا پسوا کر باقی کے عوض میں واہب کو دے دیا یہ عوض دینا صحیح ہے یعنی اب واہب بقیہ گیہوں کو واپس نہیں لے سکتا کہ عوض لے چکا ہے۔ یوہیں کپڑا ہبہ کیا تھا اُس میں کا ایک حصہ رنگ کر یا سی کر باقی کے عوض میں دیا یا ستو ہبہ کیا تھا تھوڑا سا اُسی میں سے گھی میں ملا کر واہب کو دیدیا یہ تعویض (عوض دینا) صحیح ہے۔ ایک شخص نے دو ۲ کنیزیں ہبہ کی تھیں موہوب لہ کے پاس ان میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا یہ بچہ عوض میں دیدیا یہ صحیح ہے اور واپس لینا ممتنع ہوگیا۔ جانور کے ہبہ کا بھی یہی حکم ہے۔(8)

مسئلہ ۳۲: اجنبی شخص نے موہوب لہ کی طرف سے بطور تبرع واحسان واہب کو عوض دیا یہ بھی صحیح ہے اگر واہب نے قبول کرلیا رجوع ممتنع ہوگیا اجنبی کا عوض دینا موہوب لہ کے حکم سے ہو یا بغیر حکم دونوں کا ایک حکم ہے۔(9)

مسئلہ ۳۳: موہوب لہ کی طرف سے دوسرے نے عوض دیدیا یہ موہوب لہ سے رجوع نہیں کرسکتا اگرچہ یہ موہوب لہ کا شریک ہی ہو اگرچہ اس نے اُس کے حکم سے عوض دیا ہو کیونکہ موہوب لہ کے ذمہ عوض دینا واجب نہ تھا لہٰذا اُس کا حکم کرنا ایسا ہی ہے جس طرح تبرع کرنے کا حکم ہوتا کہ اس میں رجوع نہیں کرسکتا ہاں اگر اس نے یہ کہہ دیا ہے کہ تم عوض دے دو میں اس کا ضامن ہوں تو اس صورت میں وہ اجنبی موہوب لہ سے لے سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۳۴: ہبہ کا عوض دے دیا اب دیکھتا ہے کہ موہوب (ہبہ کی گئی چیز) میں عیب ہے تو اسے یہ اختیار نہیں کہ

---

(6) الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۳۔

(7) المرجع السابق۔

(8) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۸۔

والدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۳۔

(9) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۲۶۔

والبحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۸۔

(10) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۸۔

موہوب کو واپس دے کر عوض واپس لے۔ یوہیں واہب (ہبہ کرنے والے) نے عوض پر قبضہ کرلیا تو اُسے بھی یہ اختیار نہیں کہ عوض واپس دے کر موہوب کو واپس لے۔(11)

مسئلہ ۳۵: مریض نے ہبہ کیا موہوب لہ نے ہبہ کا عوض دیا اور مریض نے اُس پر قبضہ کرلیا پھر مرگیا اور اُس مریض کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا جسے ہبہ کردیا تو اگر وہ عوض اُس مال کی دوتہائی قیمت کی قدر ہو یا زیادہ ہو تو ہبہ نافذ ہے اور اگر نصف قیمت کی قدر ہو تو ایک سدس (چھٹا حصہ) اُس کے ورثہ موہوب لہ سے واپس لے سکتے ہیں۔(12)

مسئلہ ۳۶: عوض دینے کے بعد ہبہ میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور نصف موہوب کو لے لیا تو موہوب لہ واہب سے نصف عوض واپس لے سکتا ہے اور اگر اس کا عکس ہو یعنی نصف عوض میں مستحق نے حق ثابت کر کے لے لیا تو واہب کو یہ حق نہیں کہ نصف ہبہ کو واپس لے لے ہاں اگر اس باقی کو یعنی جو کچھ عوض اس کے پاس رہ گیا ہے اس کو واپس کر کے ہبہ کا کل یا جز لینا چاہتا ہے تو لے سکتا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر عوض سے مُراد وہ ہے کہ ہبہ میں مشروط نہ ہو اگر ہبہ میں عوض مشروط ہو تو وہ مبادلہ کے حکم میں ہے اُس کے اجزا پر اس کی تقسیم ہوگی یعنی نصف عوض کے استحقاق پر نصف ہبہ کو واپس لے سکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۳۷: موہوب لہ نے نصف ہبہ کا عوض دیا ہے یعنی کہہ دیا کہ یہ نصف کے عوض میں ہے تو جس کا عوض نہیں دیا ہے واہب اُسے واپس لے سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۳۸: پورے عوض کو کسی نے اپنا ثابت کیا اگر موہوب شے موجود ہے تو پوری واپس لے سکتا ہے اور ہلاک ہوگئی ہے تو کچھ نہیں اور اگر عوض دینے کے بعد کسی نے پورے ہبہ کو اپنا ثابت کر کے لے لیا تو موہوب لہ عوض کو واپس لے سکتا ہے اگر موجود ہو اور ہلاک ہوگیا ہے تو دوصورتیں ہیں مثلی ہے (جس کی مثل بازار میں ملتی ہو) تو اُس کی مثل لے اور قیمی ہے (جس کی مثل بازار میں نہ ملتی ہو) تو قیمت۔(15)

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السابع فی حکم العوض... إلخ، ج۴، ص۳۹۴۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السابع فی حکم العوض... إلخ، ج۴، ص۳۹۵۔

(13) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۸۔

والدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۴۔

والھدایۃ، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۲۶۔

(14) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۴۔

(15) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۴۔

مسئلہ ۳۹: ہبہ کا عوض دیا تھا مگر اُس کا کوئی حقدار نکل آیا جس نے اس کو لے لیا اور ادھر موہوب چیز میں زیادت ہوگئی تو واہب واپس نہیں لے سکتا ہے۔(16)

❀❀❀❀❀

(16) المرجع السابق۔

(۴) ہبہ کا ملک موہوب لہ سے خارج ہوجانا مانع رجوع ہے

اُس کی ملک سے نکل جانے کی بہت صورتیں ہیں بیچ کردے، صدقہ کردے، ہبہ کردے، جو کچھ کردے واہب واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۴۰: موہوب لہ نے موہوب شے کو ہبہ کردیا تھا اور واہب کا رجوع ممتنع ہوگیا تھا مگر موہوب لہ نے جس کو دیا تھا اُس سے واپس لیا تو واہب اول اس سے لے سکتا ہے کہ مانع زائل ہوگیا۔ موہوب لہ ثانی سے (دوسرے موہوب لہ سے) واپسی جو ہوئی وہ قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا خود اُس کی رضامندی سے کہ اس کے رجوع کرنے کے معنی ہبہ کو فسخ کرنا ہے لہٰذا مانع زائل ہوگیا۔ اور اگر اُس چیز کا اس کی ملک میں آنا نئے سبب سے ہو مثلاً اس نے موہوب لہ ثانی سے خرید لی یا اُس نے اس پر صدقہ کردیا اِس صورت میں واہب اوّل اس سے واپس نہیں لے سکتا۔ (1)

مسئلہ ۴۱: موہوب شے موہوب لہ کی ملک سے خارج ہونے کے بعد اگر پھر اُس کی ملک میں آجائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ ملک میں آجانا کس سبب سے ہے اگر فسخ کی وجہ سے ہے تو واہب کو واپس لینے کا حق لوٹ آئے گا مثلاً بیع کردی تھی پھر وہ بیع قاضی نے فسخ کردی اور اگر ملک میں واپس آنا سبب جدید سے ہے تو واہب کو واپسی کا حق واپس نہیں آئے گا۔ (2)

مسئلہ ۴۲: ملک سے نکلنے کے یہ معنے ہیں کہ پوری طرح اس کی ملک سے خارج ہوجائے لہٰذا اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ کچھ لگاؤ باقی ہو مثلاً موہوب لہ نے ہبہ کا جانور قربانی کردیا یا بکری کے گوشت کو صدقہ کرنے کی منت مانی اور ذبح ہوچکی ہے گوشت طیار ہے واہب واپس لے سکتا ہے۔ تمتع (حج تمتع) یا قران (حج قران) یا نذر (منت) کا جانور ہبہ کیا ہوا ہے واہب واپس لے سکتا ہے اگرچہ ذبح کردیا ہو اور گوشت ہوگیا ہو۔ (3)

مسئلہ ۴۳: موہوب لہ نے آدھی چیز بیع کردی ہے آدھی اُس کے پاس باقی ہے جو باقی ہے اس میں رجوع کرسکتا

(1) در المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۵۔
و البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹۔

(2) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹۔

(3) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹۔
و الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۵۔

ہے۔(4)

(4) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹۔

(۵) زوجیت مانع رجوع ہے

مسئلہ ۴۴: زوجیت سے مراد وہ ہے جو وقت ہبہ موجود ہو اور بعد میں پائی گئی تو مانع نہیں مثلاً ایک عورت اجنبیہ کو ہبہ کیا تھا ہبہ کے بعد اس سے نکاح کیا واپس لے سکتا ہے اور اگر اپنی عورت کو ہبہ کیا تھا اس کے بعد فرقت ہوگئی تو واپس نہیں لے سکتا غرض یہ کہ واپس لینے اور نہ لینے دونوں میں وقت ہبہ ہی کا لحاظ ہے۔(1)

مسئلہ ۴۵: مرد نے عورت کے یہاں چیزیں بھیجی تھیں اور عورت نے مرد کے یہاں جس طرح یہاں بھی رواج ہے کہ طرفین سے چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں پھر زفاف کے بعد (رخصتی کے بعد) دونوں میں فرقت ہوگئی (جدائی ہوگئی) شوہر نے دعویٰ کیا کہ جو کچھ میں نے سامان بھیجا تھا بطور عاریت تھا لہٰذا واپس ملنا چاہیے اور عورت بھی کہتی ہے میری چیزیں مجھے واپس مل جائیں ہر ایک دوسرے سے واپس لے لے کیونکہ عورت کا یہ گمان ہے کہ جو کچھ اس نے دیا تھا ہبہ کے عوض میں دیا تھا اور ہبہ ثابت نہیں لہٰذا عوض بھی واپس۔(2)

(1) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۶۔

(2) البحرالرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹۔۵۰۰۔

(۶) قرابت مانع رجوع ہے

قرابت سے مراد اس مقام پر ذی رحم مَحرم ہے یعنی یہ دونوں باتیں ہوں اور حرمت بھی نسب کی وجہ سے ہو تو واپس نہیں لے سکتا اگرچہ وہ ذی رحم مَحرم ذمی یا مستامن ہو کہ اس سے بھی واپس نہیں لے سکتا۔ مثلاً باپ، دادا، ماں، دادی اصول (باپ، دادا، پڑدادا، پڑدادی وغیرہ اس طرح کے رشتے اصول کہلاتے ہیں) اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی فروع (بیٹا، پوتی، پڑپوتا وغیرہ اس طرح کے رشتے فروع کہلاتے ہیں) اور بھائی، بہن اور چچا، پھوپی کہ یہ سب ذی رحم محرم ہیں۔ اگر موہوب لہ محرم ہے یعنی نکاح حرام ہے مگر ذی رحم نہ ہو جیسے رضاعی بھائی (دودھ شریک بھائی) یا مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے حرمت ہو جیسے ساس اور بی بی کی دوسرے خاوند سے اولادیں اور داماد اور بیٹے کی بی بی یا موہوب لہ ذی رحم ہے مگر محرم نہیں جیسے چچازاد بھائی اگرچہ یہ رضاعی بھائی ہو کہ یہاں نسب کی وجہ سے حرمت نہیں ان سب کو چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۴۶: ایک شے غیر منقسم (تقسیم کیے بغیر) اپنے بھائی اور اجنبی دونوں کو ہبہ کی اور دونوں نے قبضہ کرلیا اجنبی کا حصہ واپس لے سکتا ہے کہ اس میں رجوع سے مانع نہیں ہے اور بھائی کا حصہ واپس نہیں لے سکتا کہ یہاں مانع پایا جاتا ہے۔(2)

---

(1) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع... إلخ، ج۴، ص۳۸۶،۳۸۷۔

(2) درر الحکام شرح غرر الأحکام، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فیھا، الجزء الثانی، ص۲۲۳۔

(۷) عین موہوب کا ہلاک ہوجانا مانع رجوع ہے

کہ جب وہ چیز ہی نہیں ہے رجوع کیا کریگا۔

مسئلہ ۴۷: موہوب لہ کہتا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی اور واہب کہتا ہے کہ نہیں ہلاک ہوئی موہوب لہ کی بات بغیر حلف مان لی جائے گی کہ وہی منکر ہے کیونکہ وجوب رد کا وہ منکر ہے اور اگر واہب کہتا ہے کہ جو چیز میں نے ہبہ کی تھی وہ یہ ہے اور موہوب لہ منکر ہے تو موہوب لہ کی بات حلف کے ساتھ معتبر ہوگی اور اگر موہوب لہ کہتا ہے میں واہب کا بھائی ہوں اور واہب منکر ہے تو واہب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(1)

مسئلہ ۴۸: موہوب چیز میں تغیر پیدا ہوگیا یعنی اب دوسری چیز ہوگئی یہ بھی مانع رجوع ہے مثلاً گیہوں کا آٹا پسوالیا یا آٹا تھا اس کی روٹی پکالی دودھ تھا اُسکو پنیر بنالیا یا گھی کرلیا۔(2)

مسئلہ ۴۹: کڑیاں (کڑی کی جمع، شہتیر) ہبہ کی تھیں اُس نے چیر پھاڑ کر ایندھن بنالیا یا کچی اینٹیں ہبہ کی تھیں توڑ کر مٹی بنالی رجوع کرسکتا ہے اور اس مٹی کی پھر اینٹیں بنالیں تو رجوع نہیں کرسکتا۔(3)

مسئلہ ۵۰: روپیہ ہبہ کیا تھا پھر موہوب لہ سے وہی روپیہ قرض لے لیا اب اس کو کسی طرح رجوع نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ نے اُس روپیہ کو صدقہ کردیا مگر ابھی فقیر نے قبضہ نہیں کیا ہے تو واہب (ہبہ کرنے والا) واپس لے سکتا ہے۔(4)

❁❁❁❁❁

---

(1) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۰۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع۔۔۔إلخ، ج۴، ص۳۸۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع۔۔۔إلخ، ج۴، ص۳۸۶۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع۔۔۔إلخ، ج۴، ص۳۹۰۔

رجوع کے مسائل

مسئلہ ۵۱: ہبہ میں رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دونوں کی رضامندی سے چیز واپس ہو یا حاکم نے واپسی کا حکم دیدیا ہو لہٰذا قاضی کے حکم کرنے کے بعد اگر واہب نے چیز کو طلب کیا اور موہوب لہ نے انکار کردیا اور اُس کے بعد وہ شے ضائع ہوگئی تو موہوب لہ کو تاوان دینا ہوگا کہ اب اُسے روکنے کا حق نہ تھا اور اگر قاضی کے حکم سے قبل یہ بات ہوئی تو اُس پر تاوان واجب نہیں کہ اوسے روکنے کا حق تھا۔ یوہیں اگر موہوب لہ نے بعد حکم قاضی اُسے روکا نہیں بلکہ ابھی تک واہب نے مانگا نہیں اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی تو تاوان واجب نہیں۔ (1)

مسئلہ ۵۲: قضائے قاضی یا طرفین کی (دونوں کی یعنی واہب اور موہوب لہ کی) رضامندی سے جب اُس نے رجوع کرلیا تو عقد ہبہ بالکل فسخ ہوگیا اور واہب کی پہلی مِلک عود کرآئی (یعنی واہب پھر اسی طرح مالک ہوگیا جیسے پہلے مالک تھا) یہ نہیں کہا جائے گا کہ جدید مِلک حاصل ہوئی لہٰذا مالک ہونے کے لیے واہب کے قبضہ کی ضرورت نہیں اور مشاع میں بھی رجوع صحیح ہے مثلاً موہوب لہ نے نصف کو بیع کردیا ہے نِصف باقی ہے اس نِصف کو واہب نے واپس لیا اگرچہ یہ شائع ہے مگر رجوع صحیح ہے۔ (2)

مسئلہ ۵۳: موہوب لہ جب تندرست تھا اُس وقت اُسے کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اور جب وہ بیمار ہوا واہب نے چیز واپس کرلی اگر یہ واپسی حکم قاضی سے ہے تو صحیح ہے ورثہ یا قرض خواہ کو موہوب لہ کے مرنے کے بعد اُس چیز کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر بغیر حکم قاضی محض واہب کے مانگنے پر موہوب لہ نے چیز دیدی تو اس واپسی کو ہبہ جدید قرار دیا جائے گا کہ ایک ثلث (ایک تہائی) میں واپسی صحیح ہوگی وہ بھی جب کہ اُس پر دَین مستغرق نہ ہو (اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو) اور اگر اُس پر دَین مستغرق ہو تو واہب سے چیز واپس لے کر قرض والوں کو دی جائے۔ (3)

مسئلہ ۵۴: ایک چیز خرید کر ہبہ کردی پھر موہوب لہ سے واپس لے لی اب اس میں عیب کا پتہ چلا تو بائع کو مطلقاً

---

(1) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۷.

و البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۱.

(2) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۱.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب العاشر فی ھبۃ المریض، ج۴، ص۴۰۱.

واپس دے سکتا ہے خواہ قاضی کے حکم سے واپس لیا ہو یاموہوب لہ کی رضا مندی سے بخلاف بیع یعنی اگرمشتری (خریدار) نے چیز بیع کردی اور مشتری دوم نے بوجہ عیب واپس کردی اور اُس نے رضا مندی سے واپس لے لی تو اپنے بائع پر واپس نہیں کرسکتا کہ یہ حق ثالث میں (تیسرے کے حق میں) فسخ نہیں۔(4)

مسئلہ ۵۵: رجوع کرنے سے ہبہ بالکل اصل ہی سے فسخ ہوجاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہبہ کا زمانہ مستقبل میں کچھ اثر نہ رہے گا یہ مطلب نہیں کہ زمانہ گزشتہ میں بھی اس کا کوئی اثر نہیں رہا ایسا ہوتا تو شے موہوب (ہبہ کی گئی چیز) سے جو زیادت (اضافہ) بعد ہبہ کے پیدا ہوگئی ہے وہ بھی ملک واہب (ہبہ کرنے والے کی ملکیت) کی طرف منتقل ہوجاتی حالانکہ ایسا نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اور اُس کے بچہ پیدا ہوا اسکے بعد واہب نے بکری واپس کرلی مگر یہ بچہ موہوب لہ ہی کا ہے (جس کے لئے ہبہ کیا گیا اسی کا ہے) واہب کا نہیں ہے یا مثلاً مبیع (بیچی گئی چیز) میں عیب ظاہر ہوا اور قاضی کے حکم سے مشتری نے بائع کو (بیچنے والے کو) واپس کردی یہ اصل سے فسخ ہے اور زمانہ گزشتہ میں اس کا اعتبار کیا جائے تو لازم آئے کہ مشتری نے مبیع سے جو نفع حاصل کیا ہے حرام ہو حالانکہ ایسا نہیں۔(5)

مسئلہ ۵۶: ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُس چیز کو ہلاک کردیا تاوان دے گا اور اگر غلام تھا اُسے واہب نے آزاد کردیا آزاد نہ ہوگا کیونکہ جب تک واپس نہ کریگا اس کی ملک نہیں ہے۔(6)

مسئلہ ۵۷: جو چیز ہبہ کی تھی وہ ہلاک ہوگئی اُس کے بعد مستحق (حق دار) نے دعویٰ کیا کہ چیز میری تھی اور موہوب لہ سے اُس کا تاوان وصول کرلیا موہوب لہ واہب سے اُس تاوان میں سے کچھ وصول نہیں کرسکتا۔ یہی حکم عاریت کا ہے کہ مستعیر کے پاس ہلاک ہوجائے اور مستحق اس سے ضمان (تاوان) وصول کرے تو یہ معیر سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر عقد معاوضہ کے ذریعہ سے (یعنی تبادلہ کے طور پر) چیز اس کے پاس آتی اور ہلاک ہوجاتی اور مستحق ضمان لیتا تو یہ دینے والے سے وصول کرسکتا۔ مثلاً مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوگئی اور مستحق نے اس سے ضمان لیا یہ بائع سے وصول کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس چیز کا ہونا دینے والے کے نفع کی خاطر ہو تو یہ دینے والے سے ضمان وصول کرسکتا ہے مثلاً مودَع (جس کے پاس ودیعت (امانت) رکھی جائے) یا مستاجر (کرایہ دار) کے پاس چیز تھی اور ہلاک ہوگئی اور مستحق نے تاوان لیا تو یہ مالک سے وصول کرسکتے ہیں۔(7)

---

(4) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۱.
و الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۷.

(5) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۱.

(6) المرجع السابق.

(7) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۱.

مسئلہ ۵۸: جن سات مواضع میں رجوع نہیں ہوسکتا جن کا بیان ابھی گزرا اگر واہب وموہوب لہ رجوع پر اتفاق کرلیں تو یہ اُن کا اتفاق جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۵۹: ہبہ بشرط العوض کہ میں یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں چیز تم مجھ کو دو یہ ابتدا کے لحاظ سے ہبہ ہے لہٰذا دونوں عوض پر قبضہ ضروری ہے اگر دونوں نے یا ایک نے قبضہ نہیں کیا تو ہر ایک رجوع کرسکتا ہے اور دونوں میں سے کسی میں شیوع (ایسی شرکت جس میں شریکوں کے حصے ممتاز نہ ہوں) ہو تو باطل ہوگا مگر انتہا کے لحاظ سے یہ بیع ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام بھی ثابت ہونگے کہ اگر اس میں عیب ہے تو واپس کرسکتا ہے خیار رویت بھی حاصل ہوگا اس میں شفعہ بھی جاری ہوگا۔(9)

مسئلہ ۶۰: اگر ہبہ کے یہ الفاظ ہوں کہ میں نے یہ چیز فلاں چیز کے مقابل میں تم کو ہبہ کی یعنی عوض کا لفظ نہیں کہا تو یہ ابتداو انتہا دونوں کے لحاظ سے بیع ہی ہے ہبہ نہیں ہے اور اگر عوض کو معین نہ کیا ہو بلکہ مجہول رکھا مثلاً یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں بشرطیکہ تم اس کے بدلے میں مجھے کوئی چیز دو تو یہ ابتداو انتہا دونوں کے لحاظ سے ہبہ ہی ہے۔(10)

مسئلہ ۶۱: موہوب لہ نے موہوب پر قبضہ کرلیا اس کے بعد واہب نے بلا اجازت موہوب لہ اُس چیز کو لیکر ہلاک کرڈالا تو بقدر قیمت (یعنی قیمت کے برابر) تاوان دے اور اگر بکری ہبہ کی تھی واہب نے بغیر اجازت موہوب لہ اُسے ذبح کرڈالا تو ذبح کی ہوئی بکری موہوب لہ لے لے گا اور تاوان نہیں اور کپڑا ہبہ کیا تھا واہب نے اُسے قطع کرڈالا (یعنی کاٹ دیا) تو یہ کپڑا دینا ہوگا اور قطع کرنے سے جو کمی ہوئی وہ دے۔(11)

---

(8) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۷،۵۹۸۔

(9) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۸۔

(10) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۹۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج۴، ص۴۰۲۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱: کنیز کو ہبہ کیا اور اوس کے حمل کا استثنا کیا یا یہ شرط کی کہ تم اسے واپس کردینا یا آزاد کردینا یا مدبر کردینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جز و معین مثلاً یہ کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کردینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہے اور استثنا یا شرط باطل۔(1)

مسئلہ ۲: کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اُسے آزاد کرکے کنیز کو ہبہ کیا ہبہ صحیح ہے اور اگر حمل کو مدبر کرکے جاریہ کو ہبہ کیا صحیح نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: بچوں کے معلمین کو عیدی دی جاتی ہے اگر معلم نے سوال والحاح (اصرار) نہ کیا ہو تو جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۴: عمریٰ جائز ہے۔ عمریٰ کے معنی یہ ہیں کہ مثلاً مکان عمر بھر کے لیے کسی کو دیدیا کہ جب وہ مرجائے تو واپس لے لے گا یہ واپسی کی شرط باطل ہے اب وہ مکان اُسی کا ہوگیا جس کو دیا جب تک وہ زندہ ہے اُس کا ہے اور مرجائے گا تو اُسی کے ورثہ لیں گے جس کو دیا گیا ہے نہ دینے والا لے سکتا ہے نہ اس کے ورثہ۔ رقبٰی جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی کو اس شرط پر دیا کہ اگر میں تجھ سے پہلے مرگیا تو مکان تیرا ہے مرنے کے بعد مالک کے ورثہ کا ہوگا، جس کو دیا ہے اُس کا نہیں ہوگا۔(4)

مسئلہ ۵: دَین (قرض) کی معافی کو شرط محض پر معلق کرنا مثلاً مدیون (مقروض) سے کہا جب کل آئے گا تو دَین سے بری ہے یا وہ دَین تیرے لیے ہے یا اگر تو نے نصف دَین ادا کردیا تو باقی نصف تیرا ہے یا وہ معاف ہے یا اگر تو مرجائے تیرا دَین معاف ہے یا اگر تو اس مرض سے مرجائے تو دَین معاف ہے یا میں اس مرض سے مرجاؤں تو دَین مہر سے تو معافی میں ہے، یہ سب صورتیں باطل ہیں دَین معاف نہیں ہوگا اور اگر وہ شرط ایسی ہے کہ ہوچکی ہے تو ابرا صحیح ہے

---

(1) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۲۷.
والدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۹۹.

(2) الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۷۰۰.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج۴، ص۴۰۴.

(4) الھدایۃ، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۲۸، وغیرھا.

مثلاً اگر تیرے ذمہ میرا دَین ہے تو میں نے معاف کیا معاف ہوگیا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو دَین سے تو بری ہے یہ جائز ہے اور وصیت ہے۔(5)

مسئلہ ۶: مدیون کو دین ہبہ کردینا ایک وجہ سے تملیک (مالک بنانا) ہے اور ایک وجہ سے اسقاط (اپنا مطالبہ چھوڑ دینا) لہٰذا رد کرنے سے رد ہوجائے گا اور چونکہ اسقاط بھی ہے لہٰذا قبول پر موقوف نہ ہوگا۔ کفیل (ضامن) کو دین ہبہ کردینا یہ بالکل تملیک ہے یہاں تک کہ وہ مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) سے دَین وصول کرسکتا ہے اور بغیر قبول کے تمام نہیں ہوگا اور کفیل سے دین معاف کردینا بالکل اسقاط ہے کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوگا۔(6)

مسئلہ ۷: اِبرا یعنی معاف کرنے میں قبول کی ضرورت نہیں ہوتی مگر بدلِ صرف (بیع صرف کا عوض) و بدلِ سلم (بیع سلم کا عوض) سے بری کردیا یا ہبہ کردیا اس میں قبول کی ضرورت ہے۔(7)

مسئلہ ۸: ایک شخص پر دَین تھا وہ بغیر ادا کیے مرگیا دائن (قرض خواہ) نے وارث کو وہ دَین ہبہ کردیا یہ ہبہ صحیح ہے یہ دین پورے ترکہ کو مستغرق ہو (یعنی گھیرے ہوئے ہو) یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے، اور اگر وارث نے ہبہ کو رد کردیا تو رد ہوگیا اور بعض ورثہ کو ہبہ کیا جب بھی کُل ورثہ کے لیے ہبہ ہے۔ یوہیں وارث سے ابرا کیا یعنی معاف کردیا یہ بھی صحیح ہے۔(8)

مسئلہ ۹: دائن کے ایک وارث نے مدیون کو تقسیم سے قبل اپنے حصہ کا دین ہبہ کردیا یہ صحیح ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: دائن نے مدیون کو دین ہبہ کردیا اور اُس وقت نہ اُس نے قبول کیا نہ رد کیا دو ۲ تین ۳ دن کے بعد آکر اُسے رد کرتا ہے صحیح یہ ہے کہ اب رد نہیں کرسکتا۔(10)

مسئلہ ۱۱: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میری چیز کھالو تمھارے لیے معافی ہے یہ کھا سکتا ہے جبکہ قرینہ سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ اس نے نفاق سے کہا ہے یعنی محض ظاہری طور پر کہہ دیا ہے دل سے نہیں چاہتا۔(11)

مسئلہ ۱۲: دائن کو خبر ملی کہ مدیون مرگیا اس نے کہا میں نے اپنا دَین معاف کردیا ہبہ کردیا بعد میں پھر پتا چلا کہ وہ

---

(5) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص ۵۰۳، ۵۰۴۔

(6) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص ۵۰۳، ۵۰۴۔

(7) البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص ۵۰۴۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الرابع فی ھبۃ الدین...الخ، ج۴، ص ۳۸۴۔

(9) المرجع السابق

(10) المرجع السابق

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴، ص ۳۸۱۔

زندہ ہے اُس سے دین کا مطالبہ نہیں کرسکتا کہ معافی بلاشرط تھی۔(12)

مسئلہ ۱۳: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ تمھارے حقوق میرے ذمہ ہیں م عاف کردو اُس نے معاف کردیا صاحب حق کو اپنے جتنے حقوق کا علم ہے وہ تو معاف ہو ہی گئے اور جن کا علم نہیں قضاء (شرعی فیصلے کی رو سے) وہ بھی معاف ہو گئے اور فتویٰ اس پر ہے کہ دیانۃً بھی معاف ہو گئے۔(13)

مسئلہ ۱۴: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میرے مال میں سے کھالو یا لے لو یا دے دو تمھارے لیے حلال ہے اُس کو کھانا حلال ہے مگر لینا یا کسی کو دینا حلال نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا میں نے تمھیں اس وقت معاف کردیا یا دنیا میں معاف کردیا تو ہر وقت کے لیے معافی ہوگئی اور دُنیا وآخرت دونوں میں معافی ہوگئی کہیں بھی اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔(15)

مسئلہ ۱۶: کسی کی چیز غصب کرلی ہے مالک سے معاف کرالی تو ضمان سے بری ہوگیا مگر چیز اب بھی مالک ہی کی ہے غاصب کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں یعنی جو چیز ذمہ میں واجب ہے اُس کی معافی ہوتی ہے عین کی معافی نہیں ہوتی۔(16)

مسئلہ ۱۷: مدیون (مقروض) سے دَین (قرض) وصول ہونے کی اُمید نہ ہو تو اُس پر دعویٰ کرنے سے یہ بہتر ہے کہ معاف کردے کہ وہ عذاب سے بچ جائے گا اور اس کو ثواب ملے گا۔(17)

مسئلہ ۱۸: جانور بیمار تھا اُس نے چھوڑ دیا کسی نے اُسے پکڑا اور علاج کیا وہ اچھا ہوگیا اگر مالک نے چھوڑتے وقت یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں قوم میں سے جو اسے لے لے اُسی کا ہے تو اگر وہ پکڑنے والا اسی قوم سے ہے تو اُس کا ہوگیا اور اگر کچھ نہ کہا یا یہ کہا کہ جو لے لے اُس کا ہے اور قوم یا جماعت کو معین نہیں کیا ہے تو وہ جانور مالک ہی کا ہے اُس شخص سے لے سکتا ہے پرند چھوڑ دیا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جنگلی پرند کو پکڑنے کے بعد چھوڑنا نہ چاہیے جب تک یہ نہ کہے کہ جو پکڑ لے اُس کا ہے۔(18) کیونکہ پکڑنے سے اُس کی ملک ہوگیا اور جب چھوڑ دیا تو شکار کرنے والوں کو کسی کی

---

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الھبۃ، فصل فی الرجوع فی الھبۃ، ج۲،ص۲۸۸۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴،ص۳۸۱۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴،ص۳۸۲۔

(15) المرجع السابق

(16) المرجع السابق

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵،ص۱۵۷۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴،ص۳۸۲۔

ملک ہونا معلوم نہ ہوگا لہٰذا اجازت کی ضرورت ہے تاکہ شکار کرنے والوں کو اُس کا لینا ناجائز نہ ہو مگر ظاہر یہ ہے کہ اس میں قوم یا جماعت کی تخصیص کی جائے۔

مسئلہ ۱۹: دَین کا اُسے مالک کردینا جس پر دَین نہیں ہے یعنی مدیون کے سوا کسی دوسرے کو مالک کردینا باطل ہے مگر تین صورتوں میں اول حوالہ کہ اپنے دائن کو اپنے مدیون پر حوالہ کردے دوسری وصیت کہ کسی کو وصیت کردی کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے میرے مرنے کے بعد وہ دَین فلاں کے لیے ہے تیسری صورت یہ ہے کہ جس کو مالک بنائے اُسے قبضہ پر مسلّط کردے (یعنی اسے قبضے کا مکمل اختیار دیدے)۔ یوہیں عورت کا شوہر کے ذمہ جو دَین تھا اُسے اپنے بیٹے کو جو اُسی شوہر سے ہے ہبہ کردیا یہ بھی صحیح ہے جبکہ اسے قبضہ پر مسلط کردیا ہو۔(19)

مسئلہ ۲۰: دائن نے یہ اقرار کیا کہ یہ دَین فلاں کا ہے میرا نہیں ہے میرا نام فرضی طور پر کاغذ میں لکھ دیا گیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے لہٰذا مقرلہ (جس کے لئے اقرار کیا) اُس دین پر قبضہ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر یوں کہا کہ فلاں پر جو میرا دین ہے وہ فلاں کا ہے۔(20)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے اِس بات پر صلح کی کہ رجسٹر میں ایک کا نام لکھا جائے تو جس کا نام لکھا گیا ہے عطا اُسی کے لیے ہے۔(21)

مسئلہ ۲۲: واہب و موہوب لہ میں اختلاف ہوا واہب کہتا ہے ہبہ تھا دوسرا کہتا ہے صدقہ تھا واہب کا قول معتبر ہے۔(22)

مسئلہ ۲۳: مرد نے عورت سے کچھ مانگا اس لیے کہ خرچ کی تنگی ہے اگر کچھ دیدے گی وسعت ہوجائے گی عورت نے شوہر کو دیا مگر قرض خواہوں کو پتہ چل گیا کہ اس کے پاس مال ہے اُنھوں نے لے لیا اگر عورت نے ہبہ کیا تھا یا قرض دیا تھا تو لینے والے سے واپس نہیں لے سکتی کیونکہ ان دونوں صورتوں میں شوہر کی ملک ہوگیا اور قرض خواہ اُسے لے سکتے ہیں اور اگر عورت نے شوہر کو اس طرح دیا تھا کہ ملک عورت ہی کی رہے گی اور شوہر اس میں تصرف کریگا تو مال عورت کا ہے قرض خواہ سے واپس لے سکتی ہے۔(23)

---

(19) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۷۰۳۔

(20) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۷۰۴۔

(21) المرجع السابق، ص۷۰۵۔

(22) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الھبۃ، فصل فی الرجوع فی الھبۃ، ج۲، ص۲۸۸۔

(23) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۷۰۶۔

مسئلہ ۲۴: کسی کے پاس برتن میں کھانا بھیجا یہ شخص اُس برتن میں کھاسکتا ہے یا نہیں اگر وہ کھانا ایسا ہے کہ دوسرے برتن میں اوٹنے سے لذت جاتی رہے گی جیسے ثرید (ایک قسم کا کھانا جو شوربے وغیرہ میں روٹی کا مالیدہ بھگو کر تیار کیا جاتا ہے) تو اُس برتن میں کھاسکتا ہے، اسی طرح ہمارے یہاں شیر برنج (چاولوں کی کھیر) ہے کہ دوسرے برتن میں لوٹنے سے اس کا ذائقہ خراب ہوجاتا ہے اور اگر دوسرے برتن میں کرنے سے کھانا بدمزہ نہ ہوتو اگر دونوں میں انبساط (میل) ہوتو اُس میں کھاسکتا ہے، ورنہ نہیں۔(24)

اوراگر عرف یہ ہوکہ وہ ظرف بھی واپس نہ لیا جاتا ہوتو ظرف بھی ہدیہ ہے مثلاً میوے یا مٹھائیاں ٹوکریوں میں بھیجے ہیں یہ ٹوکریاں واپس نہیں لی جاتیں یہ بھی ہدیہ ہیں اور جن ظروف کے واپس دینے کا رواج ہو اگر اُن کو واپس نہیں کیا ہے تو اس کے پاس امانت کے طور پر ہیں یعنی اُن کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں صرف اتنا کرسکتا ہے کہ ہدیہ کی چیز اُس میں کھاسکتا ہے جبکہ دونوں کے مابین انبساط ہو یا اُس ہدیہ کو دوسرے برتن میں لوٹنے سے چیز بدمزہ ہوجاتی ہو۔(25)

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت لوگ دوسرے کے برتنوں کو جن میں کوئی چیز آئی اور اُس وقت برتن کسی وجہ سے واپس نہ گئے اپنے گھر کے کام میں لاتے ہیں اُن کو اس سے احتراز چاہیے۔

مسئلہ ۲۵: ہمارے ملک میں یہ بھی رواج ہے کہ مٹی کے پیالے میں کھیر بھیجا کرتے ہیں اور میلاد شریف اور فاتحہ یا کسی تقریب میں مٹھائی کے حصے مٹی کی طشتریوں (رکابیوں، پلیٹوں) میں بھیجتے ہیں اس میں تمام ملک کا یہی رواج ہے کہ وہ پیالے اور طشتریاں بھی دینا مقصود ہوتا ہے واپس نہیں لیتے لہٰذا موہوب لہ مالک ہے بلکہ بعض لوگ چینی یا تانبے کی طشتریوں میں حصے بانٹتے ہیں یعنی حصہ مع برتن کے دیدیتے ہیں مگر اس کا رواج نہیں ہے جب تک موہوب لہ سے کہا نہ جائے اس برتن کو نہیں لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶: بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ان کو متعدد دسترخوانوں پر بٹھایا ایک دسترخوان والے کسی چیز کو دوسرے دسترخوان والوں کو نہیں دے سکتے مثلاً بعض مرتبہ ایک پر روٹی ختم ہوگئی اور دوسرے پر موجود ہے یہ لوگ اس پر سے روٹی اُٹھا کر اُن کو نہیں دے سکتے ان لوگوں کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ سائل وفقیر کو اس میں سے ٹکڑا دیدیں مثلاً بعض ناواقف ایسا کرتے ہیں کہ دوسرے کے مکان پر کھانا کھارہے ہیں اور فقیر نے سوال کیا اُس کھانے میں سے سائل کو دے دیتے ہیں یہ ناجائز ہے کتے اور بلی کو بھی نہیں دے سکتے ہاں اگر بلی خود صاحب خانہ کی ہے تو اُسے دے سکتے ہیں

---

(24) الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۶۰۶۔

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج۴، ص۳۸۳۔

ور کتا اگرچہ صاحب خانہ ہی کا ہو نہیں دے سکتے۔(26)

بلی کتے کا فرق وہاں کے عرف کے لحاظ سے ہے ہمارے یہاں نہ کتے کے دینے کا رواج ہے نہ بلی کے، ہاں دستر خوان پر جو ہڈیاں جمع ہوجاتی ہیں یا روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے یا گرے ہوئے چاول ان کی نسبت دیکھا ہے کہ کتے کو ڈال دیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷: بائع نے چیز بیع کردی اور اُس کا ثمن بھی وصول کرلیا اس کے بعد بائع نے مشتری سے ثمن معاف کردیا یہ معافی صحیح ہے اور مشتری نے جو کچھ ثمن دیا ہے بائع سے واپس لے گا۔(27)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے کے پاس خط لکھا اور اُس میں یہ بھی لکھا کہ اس کا جواب پشت پر لکھ دو اُس کا واپس کرنا لازم ہوگا اور اگر یہ نہیں لکھا تو وہ خط مکتوب الیہ کا ہے جو چاہے کرے۔(28)

بلکہ اس زمانہ میں یہ عرف ہے کہ خط دو ورقہ کاغذ پر لکھتے ہیں ایک ورق پر لکھنا عیب جانتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خط میں چند سطریں ہوتی ہیں باقی کاغذ سادہ رہتا ہے یہ کاغذ مکتوب الیہ کا ہے وہ جو چاہے کرے۔

مسئلہ ۲۹: ایک شخص کا انتقال ہوگیا اُس کے بیٹے کے پاس کسی نے کفن بھیجا، اس کفن کا مالک بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں یعنی بیٹے کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ اس کپڑے کو خود رکھ لے اور دوسرے کا کفن دیدے اگر میت اُن لوگوں میں سے ہے کہ اُس کو کفن دینا اپنے لیے باعث برکت جانتے ہیں مثلاً وہ عالم فقیہ ہے یا پیر ہے تو بیٹے کو وہ کفن رکھ لینا اور دوسرا کفن دینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور پہلی صورت میں کہ اس کو دوسرے کپڑے میں کفن دینا جائز نہ تھا اس نے وہ کپڑا رکھ لیا اور دوسرا کفن دیا تو اس کپڑے کو واپس کرنا واجب ہوگا۔(29)

---

(26) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۶۰۷۔

(27) الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۸، ص۶۰۸۔

(28) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الھبۃ، الجزء الاول، ص۴۲۹۔

(29) المرجع السابق، ص۴۳۰۔

اجارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡكَ ؕ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾﴾ (1)

شعیب (علیہ السلام) کی دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا اے والد انھیں (موسیٰ علیہ السلام کو) نوکر رکھ لیجئے کہ بہتر نوکر وہ ہے جو قوی وامین ہو (شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک سے تمھارا نکاح کردوں اس پر کہ آٹھ برس تک تم میرا کام اُجرت پر کرو اور اگر دس ۱۰ برس پورے کردو تو یہ تمھاری طرف سے ہوگا میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا انشاء اللہ (عزوجل) تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔

(1) پ۲۰، القصص:۲۶، ۲۷

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ تین شخص وہ ہیں جن کا قیامت کے دن میں خصم ہوں (اُن سے مطالبہ کروں گا) ایک وہ جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اُس عہد کو توڑ دیا اور دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچا اور اُس کا ثمن کھایا اور تیسرا وہ جس نے مزدور رکھا اور اس سے کام پورا لیا اور اُس کی مزدوری نہیں دی۔(1)

حدیث ۲: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو۔(2)

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں صحابہ میں کچھ لوگ سفر

---

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث: ۲۲۲۷، ج۲، ص۵۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی سخت سزا دوں گا جیسے کوئی دشمن اپنے دشمن پر قابو پائے تو اس کی کوئی رعایت نہیں کرتا، ایسے ہی میں انکی رعایت ورحم نہ کروں گا لہذا یہ حدیث واضح ہے۔

۲؎ اس کی بہت صورتیں ہیں: کسی کو خدا کا نام لے کر امان دی پھر موقعہ پا کر اسے قتل کر دیا، کسی سے رب کی قسم کھا کر کوئی وعدہ کیا پھر پورا نہ کیا، عورت سے رب تعالٰی کا نام لے کر بہت سے وعدوں پر نکاح کیا، پھر وہ ادا نہ کیے، اسی لیے نکاح کے وقت کلمے پڑھاتے ہیں کہ دونوں خاوند بیوی حقوق میں جکڑ جائیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ"۔ غرضکہ وعدہ خلافی یوں ہی بری ہے مگر جب وعدہ رب تعالٰی کا نام لے کر کیا گیا ہو، پھر خلاف کرنا زیادہ برا کہ اس میں اللہ تعالٰی کے نام شریف کی بے حرمتی بھی ہے۔

۳؎ کھانے کا ذکر اتفاقی ہے وہ قیمت کھائے یا نہ کھائے، آزاد کو غلام بنا کر فروخت کر دینا ویسے ہی بہت برا ہے، یوسف علیہ السلام کے بھائی اسی جرم پر زیادہ شرمندہ تھے جن کی معافی ہوئی۔

۴؎ کام پورا لینے میں اسی جانب اشارہ ہے کہ اگر مزدور ہی بیچ میں کام چھوڑ دے شرارۃً تو وہ مزدوری کا حقدار نہیں، نائی آدھی حجامت کر کے انکار کر دے تو بجائے اجرت کے سزا کا مستحق ہوگا، کام پورا کرنے پر اجرت کا مستحق ہوگا، روزانہ اجرت دی جائے یا ماہوار جو طے ہو گیا ہو۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۸۱)

(2) سنن ابن ماجۃ، کتاب الرھون، باب أجر الاجراء، الحدیث: ۲۴۴۳، ج۳، ص۱۶۲۔

←

میں تھے ان کا گزر قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا، انھوں نے ضیافت (3) کا مطالبہ کیا اُنھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کردیا، اُس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا اُس کے علاج میں اُنھوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی پھر اُنھیں میں سے کسی نے کہا یہ جماعت جو یہاں آئی ہے (صحابہ) ان کے پاس چلو شاید ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو، وہ لوگ صحابہ کے پاس حاضر ہوکر کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا اور ہم نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کچھ نفع نہ ہوا کیا تمھارے پاس اس کا کچھ علاج ہے؟ ایک صاحب بولے، ہاں میں جھاڑتا ہوں مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی تو اب اُس وقت میں جھاڑوں گا کہ تم اس کی اُجرت دو، اُجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا (ایک روایت میں ہے تیس بکریاں دینا طے ہوا) اُنھوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا، وہ شخص بالکل اچھا ہوگیا اور وہاں سے ایسا ہوکر گیا کہ اُس پر زہر کا کچھ اثر نہ تھا، اُجرت جو مقرر ہوئی تھی اُنھوں نے پوری دے دی۔ ان میں بعض نے کہا کہ اس کو آپس میں تقسیم کرلیا جائے مگر جنھوں نے جھاڑا تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب ہم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہولیں گے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ ولٰہ وسلم) سے تمام واقعات عرض کرلیں گے پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ ولٰہ وسلم) اس کے متعلق جو کچھ حکم دیں گے وہ کیا جائے گا یعنی اُنھوں نے خیال کیا کہ قرآن پڑھ کر دم کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اُجرت حرام ہو۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، ارشاد فرمایا کہ تمھیں اس کا رقیہ (جھاڑ) ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اور یہ فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا آپس میں اسے تقسیم کرلو اور (اس لیے کہ اس کے جواز کے متعلق اُن کے دل میں کوئی خدشہ نہ رہے یہ فرمایا کہ) میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو۔ (4) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کی اُجرت لینا جائز ہے جبکہ کہ قرآن سے ہو یا ایسی دُعاؤں سے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مزدوری دینے میں ٹال مٹول نہ کرو جس وقت دینے کا معاہدہ ہوا اسی وقت دے دو بلا تاخیر لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ اگر مزدور کو پسینہ نہ آیا ہو تو اسے مزدوری دو ہی نہیں، نہ یہ سوال ہے کہ ماہوار تنخواہیں دینا منع ہیں، ہر دن کام کرتے ہی دے دی جائیں، حدیث کی فہم کے لیے عقل کامل ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۸۴)

(3) ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ جب کسی قوم پر گزرو اور وہ تمھاری مہمانی کریں فبہا ورنہ تم ان سے وصول کرلو لہٰذا جب حکم شرع یہ تھا تو اپنے حق کا یہ مطالبہ تھا اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

(4) صحیح البخاري، کتاب الاجارۃ، باب ما یُعطی في الرُّقیۃ... إلخ، الحدیث:۲۲۷۶، ج۲، ص۶۹۔

وکتاب فضائل القرآن، باب فاتحۃ الکتاب، الحدیث:۵۰۰۷، ج۳، ص۴۰۴،۴۰۵۔

←

ہو جن میں ناجائز و باطل الفاظ نہ ہوں۔

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنا کہ فرماتے ہیں: اگلے زمانہ کے تین شخص کہیں جارہے تھے، سونے کے وقت ایک غار کے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جھاڑ پھونک دم درود کا زمانہ صحابہ میں تھا۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کو پتہ تھا کہ صحابہ کرام دم درود کرتے تھے اور قرآن شریف اور دعاؤں میں تاثیر ہے، یہ گھاٹ والے مسلمان نہ تھے جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ یعنی ان صحابی نے پہلے طے فرمالیا کہ ہم دم کردیں گے اور ان شاء اللہ تمہارا بیمار اچھا ہوجائے گا مگر تیس بکریاں لیں گے وہ راضی ہوگئے۔ یہ بھی اجارہ ہوا اسی لیے یہ حدیث باب الاجارہ میں میں لائی گئی۔ اگر بغیر طے کیے یہ بکریاں تھیں تو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہوتا نہ کہ اجرت۔

۴۔ یعنی رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" میری آیات تھوڑی قیمت کے عوض نہ فروخت کرو یہ بھی فروخت کی ایک صورت ہے لہذا یہ معاوضہ درست نہ ہوا۔

۵۔ یعنی ناجائز کام پر اجرت لینا منع ہے، قرآن کریم پڑھنا یا اس سے علاج کرنا منع نہیں تو اس کی اجرت کیوں منع ہوگی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: (۱) قرآنی آیات سے علاج جائز ہے خواہ دم کرکے ہو یا تعویذ لکھ کر یا گنڈا کرکے، کہ دھاگے وغیرہ پر دم کردے اور دھاگہ مریض کے باندھے، اس علاج پر اجرت لینا جائز ہے (۲) قرآن کریم یا احادیث یا فتویٰ لکھنے کی اجرت لینا جائز ہے (۳) قرآن شریف کی تجارت درست ہے یعنی قرآن شریف فروخت کرنا ان مسائل پر سب کا اتفاق ہے (۴) قراۃ قرآن تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے، اس میں امام ابوحنیفہ، امام زہری و اسحاق کا اختلاف ہے، رضی اللہ عنہم۔ ان حضرات کی دلیل اگلی حدیث ہے جو آرہی ہے، باقی آئمہ کے ہاں درست ہے۔ (مرقات) مگر اب تعلیم قرآن پر اجرت بھی بالاتفاق جائز ہے، متاخرین احناف کا فتویٰ بھی یہی ہے تاکہ دین ختم نہ ہوجائے۔ (اشعہ)

۶۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب تک ان حضرات نے یہ بکریاں بانٹیں اور کھائیں نہ تھیں اور واپس بھی نہ کی تھیں کہ اب تک نہیں جائز یا ناجائز ہونے کا یقین نہ تھا۔ یہ ساری بکریاں دم کرنے والے کی تھیں مگر حضور انور کا ان تمام صحابہ میں تقسیم کرانا اور اپنا حصہ بھی ان میں رکھنا یہ بتانے کے لیے ہے کہ یہ بڑی طیب اور بہترین کمائی ہے جسے ہم بھی اور ہمارے صحابہ بھی کھارہے ہیں۔ اس میں اشارۃً یہ بتایا گیا کہ مسافر لوگ آپس میں مل بانٹ کر چیزیں کھائیں، اکیلے کھالینا مروت اور اخلاق کے خلاف ہے۔ (از لمعات و مرقات) یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خدام سے کچھ مانگنا نہ ناجائز، نہ اس میں کوئی ذلت، یہ تو ان خدام کے لیے باعث فخر و عزت ہے۔ شعر

کلاہ گوشہ دہقاں بآفتاب رسید　　　　که سایہ برسرش افگند چوں تو سلطانے

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۸۲)

پس پہنچے اُس میں یہ تینوں شخص داخل ہوگئے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری جس نے غار کو بند کردیا اُنھوں نے کہا: اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم نے جو کچھ نیک کام کیا ہو اُس کے ذریعہ سے اللہ (عزوجل) سے دُعا کرو۔ ایک نے کہا اے اللہ! (عزوجل) میرے والدین بہت بوڑھے تھے جب میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے اُن کو پلاتا اُن سے پہلے نہ اپنے بال بچوں کو پلاتا، نہ لونڈی نہ غلام کو دیتا، ایک دن میں جنگل میں دور چلا گیا رات میں جانوروں کو لے کر ایسے وقت آیا کہ والدین سو گئے تھے میں دودھ لیکر اُن کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے بچے بھوک سے چلا رہے تھے، مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ انھیں سوتے سے جگادوں دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح چمک گئی اب وہ جاگے اور دودھ پیا، اے اللہ! (عزوجل) اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹادے، اس کا کہنا تھا کہ چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں۔

دوسرے نے کہا: اے اللہ! (عزوجل) میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس کو میں بہت محبوب رکھتا تھا، میں نے اُس کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کیا اُس نے انکار کردیا، وہ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوئی میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اُسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت کرے (یعنی مجھے ہمبستری کرنے دے) وہ راضی ہوگئی، جب مجھے اُس پر قابو ملا (یعنی اُس پر غالب ہوا) تو بولی کہ ناجائز طور پر اس مُہر کا توڑنا (پردہ بکارت کو زائل کرنا) تیرے لیے حلال نہیں کرتی، اس کام کو گناہ سمجھ کر میں ہٹ گیا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں، الٰہی! اگر یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے میں نے کیا ہے تو اس کو ہٹادے، اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ نکل سکیں۔

تیسرے نے کہا، اے اللہ! (عزوجل) میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا، اُن سب کو مزدوریاں دیدیں ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اُس کی مزدوری کو میں نے بڑھایا یعنی اُس سے تجارت وغیرہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اُس میں اضافہ ہوا اُس کو بڑھا کر میں نے بہت کچھ کرلیا وہ ایک زمانہ کے بعد آیا اور کہنے لگا: اے خدا کے بندہ! میری مزدوری مجھے دیدے۔ میں نے کہا: یہ جو کچھ اونٹ، گائے، بیل، بکریاں، غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی مزدوری کا ہے سب لے لے۔ بولا: اے بندہ خدا! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: مذاق نہیں کرتا ہوں یہ سب تیرا ہی ہے، لے جا، وہ سب کچھ لے کر چلا گیا، الٰہی! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اسے ہٹادے وہ پتھر ہٹ گیا، یہ تینوں اُس غار سے نکل کر چلے گئے۔(5)

حدیث ۵: ابوداود و ابن ماجہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول

---

(5) صحیح البخاري، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیراً...إلخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ج۲، ص۶۶، ۶۷ وغیرہ۔

←

اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایک شخص کو میں قرآن پڑھاتا تھا اُس نے کمان ہدیۃً دی ہے یہ کوئی مال نہیں ہے یعنی

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ معلوم ہوا کہ اپنے نیک اعمال کے توسل سے دعا کرنا چاہیے کہ یہ بھی ذریعہ قبولیت ہے اور جس کے پاس اپنی نیکیاں نہ ہوں جیسے ہم گنہگار تو وہ مقبول بندوں کی نیکیوں کی توسل سے دعا کریں جیسے ہم کہیں کہ خدایا حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول سجدوں کا توسل، حضرت حسین کی پیاری شہادت کا صدقہ، حضور غوث پاک کی اطاعتوں کے طفیل ہم کو اچھا خاتمہ اور تقویٰ توفیق دے انکے نیک اعمال یقیناً مقبول ہیں۔

۲۔ یعنی ماں باپ بوڑھے تھے بچے چھوٹے دونوں کمزور تھے میری خدمت کے حاجت مند ان سب کا میں ہی کفیل تھا۔

۳۔ معلوم ہوا کہ بوڑھے ماں باپ کو اپنی چھوٹی اولاد پر ترجیح دینا بھی نیکی ہے کہ پہلے ان کی خدمت کرے بعد میں بچوں کو سنبھالے۔

۴۔ یعنی اپنی بکریاں چرانے کے لیے مجھے دور جانا پڑا قریب میں مجھے کوئی درخت نہ ملا جس کے پتے جھاڑ کر بکریاں چراؤں اس لیے گھر دیر میں لوٹا۔

۵۔ یعنی میں جنگل سے رات گئے واپس ہوا پھر دودھ دوہتے ہوئے دیر ہوئی دودھ گرم کرنے میں اور وقت لگا حتی کہ جب میں والدین کے پاس لایا تو وہ سو چکے تھے یا یہ مطلب ہے کہ میرے آتے وقت ہی وہ سو چکے تھے اگر جاگتے ہوتے تو انہیں جلدی دھو کر پلا دیتا۔ حلاب کے معنی ہیں دودھ یا دودھ کا برتن جس میں دودھ دوہا جاتا ہے۔

۶۔ خیال رہے کہ یہ بچوں پر ظلم نہیں بلکہ ماں باپ کا احترام ہے بوڑھے ماں باپ بھی بچوں کی طرح ہی ہوجاتے ہیں، جو انہیں تکلیف دے تو اس کی اولاد اس کے بڑھاپے میں اس کو ایذا دے گی یہ خدمت یا ایذا رسانی نقد سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔ (مرقات)

۷۔ صبح کو وہ اٹھے تو میں نے پہلے انہیں دودھ پلایا پھر بچوں کو دیا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص رات بھر کھڑا رہا بچے کچھ دیر چیخ چلا کر سو گئے ہوسکتا ہے کہ بچے بار بار سوتے جاگتے رہے ہوں والدین سوتے رہے ہوں یہ کھڑا رہا ہو۔

۸۔ اس عرض و معروض میں رب کے علم میں تردد نہیں بلکہ اپنے اخلاص میں شک اور تردد ہے یعنی اگر میرے اس میں اخلاص ہوگا تب تو جانتا ہی ہوگا۔

۹۔ کیونکہ اس بند غار میں ہمارا دل گھٹ رہا ہے اس بے کسی بے دردی میں تو ہی ہمارا والی وارث ہے۔

۱۰۔ اس طرح کہ پتھر میں قوی جنبش پیدا ہوئی اور وہ خود بخود سرک گیا یا کسی فرشتے نے کام کیا بہر حال رب تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی۔

۱۱۔ یعنی یہ محبت چچازاد بہن ہونے کی نہ تھی بلکہ میں اس کا عاشق ہوگیا تھا عشق بھی شہوت کا تھا نہ وہ عشق مجازی جو عشق حقیقی کا ذریعہ ہے۔ مصرع! ایں فساد خوردن گندم بو

۱۲۔ یہاں طلب ہی ارسال کے معنی ہیں اسی لیے بعد میں ایسا ارشاد ہوا یعنی میں نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اپنی ذات میرے حوالے کردے زنا کے لیے۔ (مرقات)

ایسی چیز نہیں ہے جسے اُجرت کہا جائے، جہاد میں اس سے تیر اندازی کروں گا۔ ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ

۱۳۔ یعنی اس نے زنا کرانے کی اجرت سو اشرفیاں مانگیں اسی اجرت کو خرچی کہتے ہیں۔

۱۴۔ اس طرح کہ میں نے اسے سو اشرفیاں کما کر دے دیں اس نے اپنا نفس مجھے حوالہ کر دیا اور ہم دونوں تنہائی میں جمع ہو گئے اور زنا کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔

۱۵۔ یعنی میں کنواری بھی ہوں پارسا بھی ابھی تک نہ خاوند کے پاس گئی نہ کسی اجنبی کے پاس۔ مہر سے مراد پردہ بکارت ہے جو پہلی صحبت پر ٹوٹتا ہے یعنی مجھ سے زنا نہ کر رب یہاں بھی دیکھ رہا ہے۔

۱۶۔ گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے مگر نازک حالات میں گناہ سے ہٹ جانا بڑا کمال، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ" اور فرماتا ہے: "اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی" میں نے اپنی دی ہوئی نقدی بھی واپس نہ لی بلطور صدقہ اس کو دے دی یہ اشرفیاں عورت کے لیے ابھی حرام تھیں اب حلال ہو گئیں یہ ہے انقلاب حقیقت۔

۱۷۔ چنانچہ اب اتنی کشادگی ہو گئی کہ دھوپ بھی غار میں آنے لگی مگر ابھی اتنی کشادگی نہیں ہوئی کہ یہ لوگ نکل سکتے اس لیے تیسرا بولا۔

۱۸۔ فرق اس پیمانے کا نام ہے جس میں سولہ رطل یعنی قریبًا آٹھ سیر دانہ سماتا ہے یعنی میں نے اسے آٹھ سیر دھان (منجی) کے عوض مزدور رکھا۔

۱۹۔ یعنی مزدور نے اپنی مزدوری مانگی میں نے پیش کر دی مگر کسی وجہ سے اس نے اس مزدوری دھان پر قبضہ نہ کیا اور غائب ہو گیا۔

۲۰۔ اس طرح کہ وہ کئی سال تک نہ آیا میں اس زمانہ میں اس کے دھان بوتا کاٹتا رہا ہر سال وہ بڑھتے رہے حتی کہ چند سالوں میں اس کا مال بہت بڑھ گیا، بیل اور غلام بھی اس آمدن سے خرید لیے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے مال کو فضول آدمی اگر تجارت میں لگا کر بڑھا دے تو جائز ہے اس میں گناہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک دینار بکری خریدنے کے لیے دیا انہوں نے ایک بکری خرید کر دو دینار میں فروخت کر دی پھر ایک دینار میں دوسری بکری خریدی پھر دینار اور بکری حضور کی بارگاہ میں لائے سرکار نے اس عمل پر ناراضی نہ فرمائی بلکہ ان کے لیے دعاء برکت کی۔ (مرقات) اس سے بہت مسائل فقہیہ مستنبط ہو سکتے ہیں: (۱) مسجد، یتیم اور غائب آدمی کا متولی ان کے مال کو تجارت میں لگا سکتا ہے (۲) اس صورت میں سارا نفع مالک ہی کا ہوگا کام کرنے والے کو اس سے کچھ نہ ملے گا (۳) اس صورت میں یہ متولی اجرت نہ پائے گا کیونکہ مالک نے اسے اس کام کا حکم نہ دیا تھا (۴) ماں باپ کی خدمت، پاک دامنی، ور خدمت خلق اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں (۵) فی زمانہ حکومتیں اپنے ملازمین کی تنخواہ سے کچھ فنڈ کاٹتی ہیں ملازمت سے الگ ہونے پر یہ جمع شدہ رقم مع زیادتی دیتی ہیں یہ سود نہیں ملازم کے لیے حلال ہے کیونکہ ملازم قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے اس فنڈ کی رقم کا مالک قابض نہ بنا لہذا وہ رقم دین نہیں یہ نفع سود نہیں، حکومت اس فنڈ سے تجارت کرتی ہے اس تجارتی نفع سے اس ملازم کو دیتی ہے اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

۲۱۔ وہ سمجھا کہ میری مزدوری چند سیر دھان تھے یہ اتنی زیادہ دولت پیش کر رہا ہے مجھ سے دل لگی کر رہا ہے۔

۲۲۔ بعض روایات میں ہے کہ اسے دس ہزار درہم دیئے یا تو یہ مال اس قیمت کا تھا یا یہ نقدی بھی اس تمام مال کے ساتھ تھی ←

تمھارے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو اسے قبول کرلو۔(6)

❁❁❁❁❁

نیک نیتی کی برکت سے یہ کثرت ہوئی۔

۲۳۔ اس حدیث سے جہاں اور مسائل معلوم ہوئے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء حق ہے اور حضرات ادیاء مقبول الدعاء ہوتے ہیں یہ تینوں اس زمانہ کے اولیاء تھے۔ (مرقات) حدیث شریف میں ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ کافر ہی ہو کہ مظلوم کی بددعا رائیگاں نہیں جاتی، اس کی نفیس تحقیق یہاں مرقات میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۷۶۸)

(6) سنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب فی کسب المعلم، الحدیث: ۳۴۱۶، ج۳، ص۳۶۲.

وسنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، الحدیث: ۲۱۵۷، ص۱۶، ۱۷.

مسائلِ فقہیّہ

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کردینا اجارہ ہے۔(1) مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اُجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: جس نفع پر عقدِ اجارہ ہو وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اُس چیز سے وہ نفع مقصود ہو اور اگر چیز سے یہ منفعت مقصود نہ ہو جس کے لیے اجارہ ہوا تو یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کسی سے کپڑے اور ظروف (برتن وغیرہ) کرایہ پر لیے مگر اس لیے نہیں کہ کپڑے پہنے جائیں گے ظروف استعمال کیے جائیں گے بلکہ اپنا مکان سجانا مقصود ہے یا گھوڑا کرایہ پر لیا مگر اس لیے نہیں کہ اس پر سوار ہوگا بلکہ کوتل چلنے کے لیے (یعنی اپنے آگے بطور نمود ونمائش چلانے کیلئے) یا مکان کرایہ پر لیا اس لیے نہیں کہ اس میں رہے گا بلکہ لوگوں کے کہنے کو ہوگا کہ یہ مکان فلاں کا ہے ان سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہے اور مالک کو اُجرت بھی نہیں ملے گی اگرچہ مستاجر نے (کرایہ پر لینے والے نے) چیز سے وہ کام لیے جس کے لیے اجارہ کیا تھا۔(2)

مسئلہ ۲: اجارہ کے ارکان ایجاب وقبول ہیں خواہ لفظ اجارہ ہی سے ہوں یا دوسرے لفظ سے۔ لفظ عاریت سے بھی اجارہ منعقد ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا میں نے یہ مکان ایک مہینے کو دس ۱۰ روپے کے عوض میں عاریت پر دیا دوسرے نے قبول کر لیا اجارہ ہوگیا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے اس مکان کے نفع اتنے کے بدلے میں تم کو ہبہ کیے اجارہ ہو جائے گا۔(3)

مسئلہ ۳: جو چیز بیع کا ثمن ہوسکتی ہے وہ اُجرت بھی ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو اُجرت ہوسکے وہ ثمن بھی ہوجائے مثلاً ایک منفعت دوسری منفعت کی اُجرت ہوسکتی ہے جبکہ دونوں دو جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہوسکتی۔(4)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۶، ۷۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۷۔

(3) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۰۶۔

(4) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۷۔

اجارہ کے شرائط

مسئلہ ۴: اجارہ کے شرائط یہ ہیں: (۱) عاقل ہونا یعنی مجنون اور ناسمجھ بچہ نے اجارہ کیا وہ منعقد ہی نہ ہوگا۔ بلوغ اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ عاقل نے اپنے نفس کے متعلق اجارہ کیا یا مال کے متعلق کیا اگر وہ ماذون ہے یعنی اُس کے ولی نے اُسے اجازت دیدی ہے تو اجارہ منعقد ہے اور اگر ماذون نہیں ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کردے گا جائز ہوجائے گا۔ اور اگر نابالغ نے بغیر اجازت ولی کام کرنے پر اجارہ کیا اور اُس کام کو کرلیا مثلاً کسی کی مزدوری چار آنے روز پر کی تو اب ولی کی اجازت درکار نہیں بلکہ اُجرت کا یہ مستحق ہوگیا۔ (۲) ملک وولایت یعنی اجارہ کرنے والا مالک یا ولی ہو اجارہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو فضولی نے (بلا اجازت تصرف کرنے والے نے) جو اجارہ کیا وہ مالک یا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور وکیل نے عقدِ اجارہ کیا یہ جائز ہے۔ (۳) مستاجر کو وہ چیز سپرد کردینا جبکہ اُس چیز کے منافع پر اجارہ ہوا ہو۔ (۴) اُجرت کا معلوم ہونا۔ (۵) منفعت کا معلوم ہونا اور ان دونوں کو اس طرح بیان کردیا ہو کہ نزاع کا (جھگڑے کا) احتمال نہ رہے، اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو مکانوں میں سے ایک کو کرایہ پر دیا یا دو غلاموں میں سے ایک کو مزدوری پر دیا یہ اجارہ صحیح نہیں۔ (۶) جہاں اجارہ کا تعلق وقت سے ہو وہاں مدت بیان کرنا مثلاً مکان کرایہ پر لیا تو یہ بتانا ضرور ہے کہ اتنے دنوں کے لیے لیا یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس میں کیا کام کریگا۔ (۷) جانور کرایہ پر لیا اس میں وقت بیان کرنا ہوگا یا جگہ مثلاً گھنٹہ بھر سواری لے گا یا فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بیان کرنا ہوگا کہ اس سے کون سا کام لیا جائے گا مثلاً بوجھ لادنے کے لیے یا سواری کے لیے۔ (۸) وہ کام ایسا ہو کہ اُس کا استیفا (پورا کرنا) قدرت میں ہو اگر حقیقۃً مقدور نہ ہو مثلاً غلام کو اجارہ پر دیا اور وہ بھاگا ہوا ہے یا شرعاً غیر مقدور ہو مثلاً گناہ کی باتوں پر اجارہ یہ دونوں باتوں پر اجارہ صحیح نہیں۔ (۹) وہ عمل جس کے لیے اجارہ ہوا اُس شخص پر فرض وواجب نہ ہو۔ (۱۰) منفعت مقصود ہو۔ (۱۱) اُسی جنس کی منفعت اُجرت نہ ہو۔ (۱۲) اجارہ میں ایسی شرط نہ ہو جو مقتضائے عقد (تقاضہ عقد) کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۵: اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین (یعنی مالک مکان اور کرایہ دار) بدلین کے (یعنی مالک مکان کرایہ کا اور کرایہ دار منفعت کا) مالک ہوجاتے ہیں مگر یہ ملک ایک دم نہیں ہوتی بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے۔ (1)

(1) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۹۔

مگر جبکہ تعجیل یعنی پیشگی لینا شرط ہو تو عقد کرتے ہی اُجرت کا مالک ہو جائے گا۔(2)

مسئلہ ۶: اجارہ کبھی تعاطی سے بھی منعقد ہو جاتا ہے اگر مدت معلوم ہو مثلاً مکان کرایہ پر دیا اُس نے کرایہ دیدیا اور معلوم ہے کہ ایک ماہ کے لیے ہے صحیح ہے طویل مدت کا اجارہ تعاطی سے منعقد نہیں ہوتا۔(3)

مسئلہ ۷: منفعت کی مقدار کا علم مدت بیان کرنے سے ہوتا ہے مثلاً پانچ روپے میں ایک مہینہ کے لیے مکان کرایہ لیا یا ایک سال کے لیے کھیت اجارہ پر لیا۔ یہ اختیار ہے کہ جس مدت کے لیے اجارہ ہو وہ قلیل مدت ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن یا طویل دس برس، بیس برس، پچاس برس۔ اگر اتنی مدت کے لیے اجارہ ہو کہ عادۃً اُتنے دنوں تک زندگی متوقع نہ ہو جب بھی اجارہ درست ہے۔ وقف کے اجارہ کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیے مگر جبکہ اتنے دنوں کے لیے کوئی کرایہ دار نہ ملتا ہو یا مدت بڑھانے میں زیادہ فائدہ ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔(4)

مسئلہ ۸: کبھی عمل کا بیان خود اُس کا نام لینے سے ہوتا ہے مثلاً اِس کپڑے کی رنگائی یا اس کی سلائی یا اس زیور کی بنوائی مگر کام کو اس طرح بیان کرنا ہوگا کہ جہالت باقی نہ رہے کہ جھگڑا ہو لہٰذا جانور کو سواری کے لیے لیا اس میں فقط فعل بیان کرنا کافی نہیں جب تک جگہ یا وقت کا بیان نہ ہو۔ کبھی اشارہ کرنے سے منفعت کا پتہ چلتا ہے مثلاً کہہ دیا یہ غلہ فلاں جگہ لیجانا ہے۔(5)

مسئلہ ۹: اجارہ میں اُجرت محض عقد سے (یعنی صرف عقد سے) مِلک میں داخل نہیں ہوتی یعنی عقد کرتے ہی اُجرت کا مطالبہ درست نہیں یعنی فوراً اُجرت دینا واجب نہیں اُجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں:(۱) اُس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اُجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہوگیا یعنی واپس لینے کا اُس کو حق نہیں ہے، (۲) یا پیشگی لینا شرط کرلیا ہو اب اُجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے، (۳) یا منفعت کو حاصل کرلیا مثلاً مکان تھا اُس میں مدت مقررہ تک رہ لیا یا کپڑا درزی کو سینے کے لیے دیا تھا اُس نے سی دیا، (۴) وہ چیز مستاجر کو سپرد کردی کہ اگر وہ منفعت حاصل کرنا چاہے کرسکتا ہے نہ کرے یہ اُس کا فعل ہے مثلاً مکان پر قبضہ دے دیا یا اجیر (ملازم، نوکر) نے اپنے نفس کو تسلیم کردیا کہ میں حاضر ہوں کام کے لیے طیار ہوں کام نہ لیا جائے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے۔(6)

---

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الاول فی تفسیر الاجارۃ... الخ، ج۴، ص۴۱۱۔

(3) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۹، ۱۰۔

(4) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۰۸، وغیرہ۔

(5) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۱۶، ۱۷۔

(6) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۱۔

مسئلہ ۱۰: اجارہ کا جو کچھ زمانہ مقرر ہوا ہے اس میں سے تھوڑا زمانہ گزر گیا اور باقی، باقی ہے اس باقی زمانہ میں بھی مالک کو چیز دینا اور مستاجر کو لینا ضروری ہے یعنی کچھ زمانہ گزر جانا باز رہنے کا سبب نہیں ہوسکتا ہاں جو زمانہ گزر گیا اگر اجارہ سے اصلی مقصود وہی زمانہ ہو یعنی وہی زمانہ زیادہ کار آمد ہو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ باقی زمانہ میں لینے سے انکار کردے جیسے مکہ معظمہ میں مکانات کا اجارہ ایک سال کے لیے ہوتا ہے مگر موسم حج ہی ایک بہتر زمانہ ہے کہ معلّمین (وہ لوگ جو حجاج کو زیارتیں و دعائیں اور دیگر ارکان بتاتے ہیں) حجاج کو ان مکانات میں ٹھہراتے ہیں اور اسی کی خاطر پورے سال کا کرایہ دیتے ہیں اگر موسم حج نکل گیا اور مکان تسلیم نہیں کیا (یعنی مکان پر قبضہ نہیں دیا) تو کرایہ دار یعنی معلّمین کو اختیار ہے کہ مکانات لینے سے انکار کردیں۔(7)

اسی طرح نینی تال (ہند کے ایک پہاڑی علاقے کا نام) وغیرہ پہاڑوں پر موسم گرما زیادہ مقصود ہوتا ہے اسی کے لیے ایک سال کا کرایہ دیتے ہیں بلکہ جاڑوں میں (سردیوں میں) مکانات اور دکانیں چھوڑ کر لوگ عموماً وہاں سے چلے آتے ہیں اگر یہ موسم گرما ختم ہوگیا اور مکان یا دُکان پر مالک نے قبضہ نہ دیا تو جاڑوں میں جبکہ وہاں رہنا نہیں ہے لیکر کیا کریگا لہٰذا کرایہ دار کو اختیار ہے اگر لینا چاہے لے سکتا ہے نہ لینا چاہے انکار کرسکتا ہے۔اسی طرح بعض جگہ بعض موسم میں بازار کا حال اچھا ہوتا ہے اُسی کے لیے سال بھر تک دکانیں کرایہ پر رکھتے ہیں وہ زمانہ نہ ملے تو باقی میں اختیار ہے مثلاً اجمیر شریف میں دوکانداری کا پورا نفع زمانہ عُرس میں ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں مکانات کے کرایے بھی بہ نسبت دیگر زمانہ کے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس زمانہ میں مکان یا دکان پر قبضہ نہ ملنا کرایہ دار کے لیے نقصان کا سبب ہے لہٰذا اسے اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۱: پیشگی اُجرت شرط کرنے سے مستاجر سے اُس وقت مطالبہ ہوگا کہ جب وہ اجارہ منجزہ ہو مثلاً یہ مکان ہم نے تم کو اتنے کرایہ پر دے دیا اور اگر اجارہ مضافہ ہو کہ فلاں مہینہ کے لیے مثلاً کرایہ پر دیا اس میں ابھی سے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا اگرچہ پیشگی کی شرط ہو۔(8)

مسئلہ ۱۲: منفعت حاصل کرنے پر قادر ہونے سے اُجرت واجب ہوجاتی ہے اگرچہ منفعت حاصل نہ کی ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً مکان کرایہ دار کو سپرد کردیا جائے اس طرح کہ مالک مکان کے متاع وسامان سے خالی ہو اور اُس میں رہنے سے کوئی مانع (رکاوٹ) نہ ہو نہ اُس کی جانب سے نہ اجنبی کی جانب سے اس صورت میں اگر وہ نہ رہے اور

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹،ص۱۷،۱۸۔

(7) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷،ص۵۱۱۔

(8) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷،ص۵۱۲۔

بیکار مکان کو خالی چھوڑ دے تو اُجرت واجب ہوگی لہٰذا اگر مکان سپرد ہی نہ کیا یا سپرد کیا مگر اُس میں خود مالک مکان کا سامان واسباب ہے یا مدت کے گزر جانے کے بعد سپرد کیا یا مدت ہی میں سپرد کیا مگر اُسے کوئی عذر ہے یا اُس کو عذر بھی نہیں مگر حکومت کی جانب سے رہنے سے ممانعت ہے یا غاصب نے اُسے غصب کرلیا یا وہ اجارہ ہی فاسد ہے ان سب صورتوں میں مالک مکان اُجرت کا مستحق نہیں۔ جانور کو کرایہ پر لیا اس میں بھی یہ صورتیں ہیں بلکہ اس میں ایک صورت یہ زائد ہے کہ مالک نے اسے جانور دیدیا مگر جہاں سوار ہونے کے لیے لیا تھا وہاں نہیں گیا بلکہ کسی دوسری جگہ جانور کو باندھ رکھا مثلاً لیا تھا اس لیے کہ شہر سے باہر فلاں جگہ سوار ہو کر جائے گا اور جانور کو مکان ہی میں باندھ رکھا وہاں گیا ہی نہیں کہ سوار ہوتا اس صورت میں بھی اُجرت واجب نہیں اور اگر شہر میں سوار ہونے کے لیے لیا تھا اور مکان میں باندھ رکھا سوار نہیں ہوا تو اُجرت واجب ہے۔(9)

مسئلہ ۱۳: غصب سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ اُس سے منفعت حاصل کرنے سے روک دے حقیقۃً غصب ہو یا نہ ہو غصب عام ہے کہ پوری مدت میں ہو یا بعض مدت میں اگر پوری مدت میں ہو تو پورا کرایہ جاتا رہا اور بعض مدت میں ہو تو حساب سے اُتنے دنوں کا جو کرایہ ہوتا ہے وہ نہیں ملے گا۔(10) اسی طرح اگر کوئی دوسرا مانع اندرونِ مدت پیدا ہو گیا کہ اُس چیز سے انتفاع نہ ہو سکے (یعنی نفع نہ اٹھایا جا سکے) تو بقیہ مدت کی اُجرت ساقط ہے مثلاً زمین کاشت کے لیے لی تھی وہ پانی سے ڈوب گئی یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے کاشت نہ ہو سکی یا جانور سواری کے لیے کرایہ پر لیا تھا وہ بیمار ہو گیا یا بھاگ گیا۔(11)

مسئلہ ۱۴: مکان کرایہ پر دیا اور قبضہ بھی دیدیا مگر ایک کوٹھری میں مالک نے اپنا سامان رکھا یا ایک کوٹھری مالک نے مستاجر سے خالی کرائی تو کرایہ میں سے اس کے کرایہ کی مقدار کم کردی جائے گی۔(12)

مسئلہ ۱۵: مستاجر نے کرایہ دے دیا ہے اور اندرونِ مدت اجارہ توڑ دیا گیا تو باقی زمانہ کا کرایہ واپس کرنا ہوگا۔(13)

مسئلہ ۱۶: کپڑا کرایہ پر پہننے کے لیے لیا کہ ہر روز ایک پیسہ کرایہ دے گا اور زمانہ دراز تک اپنے مکان پر رکھ چھوڑا پہنا ہی نہیں تو دیکھا جائے گا کہ روزانہ پہنتا تو کتنے روز میں پھٹ جاتا اُتنے زمانہ تک کا کرایہ ایک پیسہ یومیہ اس

---

(9) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۷۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ...إلخ، ج۴، ص۴۱۳۔

(11) المرجع السابق۔

(13) ، مرجع السابق۔

کے ذمہ واجب ہے اُس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں مثلاً سال بھر تک اس کے یہاں رہ گیا اور پہنتا تو تین ماہ میں پھٹ جاتا صرف تین ماہ کا کرایہ دینا ہوگا۔(14) اسی طرح یومیہ یا ماہوار پر بہت سی چیزیں کرایہ پر دی جاتی ہیں مثلاً شامیانہ کا کرایہ یومیہ ہوتا ہے کہ فیوم اتنا کرایہ جتنے دنوں اس کے یہاں رہے گا کرایہ دینا ہوگا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے یہاں تو ایک ہی دن کا کام تھا اُسکے بعد بیکار پڑا رہا۔ ایسا ہی گیس کے ہنڈے (ہانڈی کی شکل کا بڑا فانوس) کرایہ پر لایا اس کا کرایہ ہر رات اتنا ہوگا جتنی راتیں اس کے یہاں ہنڈے رہے اُن کا کرایہ دے یعنی جبکہ اجارہ کی کوئی مدت مقرر نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۷: جانور کو کرایہ پر لیا کہ فلاں روز مجھے سوار ہو کر فلاں جگہ جانا ہے مالک نے اسے جانور دیدیا مگر جو دن جانے کا مقرر کیا تھا اُس روز نہیں گیا دوسرے روز گیا اُجرت واجب نہیں مگر اگر جانور اسکے مکان پر ہلاک ہوگیا تاوان دینا ہوگا کہ اس نے ناحق اُس کو روک رکھا ہے۔(15)

مسئلہ ۱۸: اجارہ فاسدہ میں منفعت حاصل کرنے پر اُجرت واجب ہوتی ہے اگر منفعت حاصل کرنے پر قادر تھا اور حاصل نہیں کی اُجرت واجب نہیں پھر اجارہ فاسد میں اگر اُجرت مقرر ہے تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی جو مقرر سے زائد نہ ہو یعنی اگر اُجرتِ مثل مقرر سے کم ہے تو اُجرتِ مثل دیں گے اور اگر مقرر کے برابر یا اُس سے زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دیں گے زیادہ نہیں دیں گے اور اگر اُجرت کا تقرر نہیں ہوا ہے تو اُجرتِ مثل واجب ہے اُس کی مقدار جو کچھ ہو۔(16)

مسئلہ ۱۹: زمینِ وقف اور زمینِ یتیم اور جو جائداد کرایہ پر چلانے کے لیے ہے ان کا بھی یہی حکم ہے کہ محض اِنتفاع پر قادر ہونے سے اجارہ فاسدہ میں اُجرت واجب نہیں ہوگی بلکہ حقیقۃً اِنتفاع ضروری ہے یعنی وقف کی زمین زراعت کے لیے بطور اجارہ فاسدہ لی اگر زراعت کریگا اُجرت واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ یوہیں یتیم کی زمین زراعت کے لیے لی یا مکان کرایہ پر رہنے کے لیے بطور اجارہ فاسدہ لیا یا جائداد کرایہ پر چلانے کے لیے ہے اس کو اجارہ فاسدہ کے طور پر لیا ان سب میں بھی جب تک منفعت حاصل نہ کرے اُجرت واجب نہیں محض قادر ہونا اُجرت کو واجب نہیں کرتا۔(17)

مسئلہ ۲۰: جس چیز کو کرایہ پر لیا تھا اُس کو کسی نے غصب کرلیا کہ یہ انتفاع پر قادر نہیں ہے مگر سفارش کے ذریعہ

---

(14) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج ۴، ص ۷۔

(15) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج ۴، ص ۷۔

(16) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج ۴، ص ۷۔

(17) المرجع السابق۔

سے وہ چیز غاصب سے نکال سکتا ہے یا لوگوں کی حمایت سے غاصب کو جدا کرسکتا ہے اور اس نے ایسا نہیں کیا اُجرت ساقط نہیں ہوگی اور اگر غاصب کو اس وجہ سے نہیں نکالا کہ علیحدہ کرنے میں کچھ خرچ کرنا پڑے گا تو اُجرت ساقط ہے۔(18)

مسئلہ ۲۱: موجر (کرایہ پر دینے والا) اور مستاجر (کرایہ پر لینے والا) میں اختلاف ہوا موجر کہتا ہے کسی نے غصب نہیں کیا اور مستاجر کہتا ہے غصب کیا اگر مستاجر کے پاس گواہ نہیں ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ فی الحال کیا ہے اگر فی الحال مکان میں مستاجر سکونت پذیر ہے تو موجر کی بات مانی جائے گی اور اُجرت دلائی جائے گی اور اگر مستاجر کے سوا کوئی دوسرا ساکن ہے تو مستاجر کی بات مقبول ہے اُجرت واجب نہیں۔(19)

مسئلہ ۲۲: مالک مکان نے مکان کی کنجی مستاجر کو دیدی مگر کنجی اس کے پاس سے جاتی رہی اگر مکان کو بلا تکلّف کھول سکتا ہے اور نہیں کھولا اُجرت واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر مستاجر اس کنجی سے قفل (تالا) نہیں کھول سکتا ہے مکان کا تسلیم کردینا اور قبضہ دینا نہیں پایا گیا اور اُجرت واجب نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۳: اِجارہ اگر مطلق ہے اُس میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ اُجرت کب دی جائے گی تو مکان اور زمین کا کرایہ روزانہ وصول کرسکتا ہے اور سواری کا ہر منزل پر مثلاً یہ ٹھہرا ہے کہ ہم کو یہاں سے فلاں جگہ جانا ہے اُس کا یہ کرایہ ہے مگر یہ نہیں طے ہوا ہے کہ کرایہ پیشگی کردیا جائے گا یا کب تو ہر منزل پر حساب سے جو کرایہ ہوتا ہے وصول کرسکتا ہے مگر سواری والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں آگے نہیں جاؤں گا جہاں تک ٹھہرا ہے وہاں تک پہنچانا اُس پر لازم ہے اور اگر بیان کردیا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں کرایہ لیا جائے گا مثلاً عموماً مکان کے کرایہ میں یہ ہوتا ہے کہ طے ہوجاتا ہے کہ ماہ بماہ کرایہ دینا ہوگا تو ہر روز یا ہر ہفتہ میں مطالبہ نہیں کرسکتا۔(21)

مسئلہ ۲۴: درزی دھوبی سونار وغیرہم ان کاریگروں نے جب کام کرلیا اور مالک کو چیز سپرد کردی اُجرت لینے کے مستحق ہوگئے یہی حکم ہر اُس کام کرنے والے کا ہے جس کے کام کا اُس شے میں کوئی اثر ہو جیسے رنگریز (کپڑے رنگنے

---

(18) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۰،۲۱.

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۸.

(19) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۲.

(20) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۳.

(21) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۴.

والفتاوی الہندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ... إلخ، ج۴، ص۴۱۳.

والا) کہ اُس نے کپڑا رنگ کر مالک کو دیدیا اُجرت کا مستحق ہو گیا اور اگر ان لوگوں نے کام تو کیا مگر ابھی تک چیز مالک کو سپرد نہیں کی، اُجرت کے مستحق نہیں ہوئے لہٰذا اگر ان کے یہاں چیز ضائع ہو گئی اُجرت نہیں پائیں گے اگرچہ چیز کا ان کو تاوان بھی دینا نہیں پڑے گا۔ اور اگر کام کا کوئی اثر اُس چیز میں نہیں ہوتا جیسے حمال (بوجھ اٹھانے والا مزدور) کہ چیز کو یہاں سے اُٹھا کر وہاں لے گیا یہ اُجرت کے اُس وقت مستحق ہوں گے جب اُنھوں نے کام کرلیا اس کی ضرورت نہیں کہ مالک کو سپرد کردیں جب استحقاق ہو لہٰذا وہاں پہنچا دینے کے بعد اگر چیز ضائع ہو گئی اُجرت واجب ہے۔(22) بلکہ اگر حمال نے پہنچایا نہ ہو راستہ ہی میں اُجرت مانگتا ہے تو یہاں تک کی جتنی اُجرت حساب سے ہو لے سکتا ہے مگر جہاں تک ٹھہرا ہے اُس پر وہاں تک پہنچانا لازم ہے اور پہنچانے پر باقی اُجرت کا مستحق ہے۔(23)

مسئلہ ۲۵: دھوبی نے کہا تمھارا کپڑا میں نے دھونے کے لیے لیا ہی نہیں ہے اس کے بعد کپڑے کا اقرار کر لیا اگر انکار سے پہلے دھو چکا ہے دھلائی کا مستحق ہے اور انکار کے بعد دھویا تو دھلائی کا مستحق نہیں اور رنگریز نے کپڑے سے انکار کردیا پھر اقرار کیا اگر انکار سے پہلے رنگ چکا ہے اُجرت کا مستحق ہے اور انکار کے بعد رنگا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی وجہ سے جو کچھ کپڑے کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے وہ دیدے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے۔ اور کپڑا بننے والے نے سوت سے انکار کیا پھر اقرار کیا اور انکار سے قبل بن چکا ہے اُجرت ملے گی اور انکار کے بعد بُنا ہے تو کپڑا اسی بننے والے کا ہے اور سوت والے کو اُتنا ہی سوت دے۔(24)

مسئلہ ۲۶: درزی نے مستاجر کے گھر پر کپڑا سیا تو کام کرنے پر اُجرت واجب ہو جائے گی مالک کو سپرد کرنے کی ضرورت نہیں کہ جب اُس کے مکان پر ہی کام کر رہا ہے تو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں یہ خود ہی تسلیم کے حکم میں ہے لہٰذا کپڑا سی رہا تھا چوری ہو گیا اُجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر کچھ سیا تھا کچھ باقی تھا یعنی مثلاً پورا کرتہ سیا بھی نہیں تھا کہ جاتا رہا جتنا سی لیا تھا اُس کی اُجرت واجب ہے۔(25)

مسئلہ ۲۷: مزدور دیوار بنا رہا ہے کچھ بنانے کے بعد گر گئی تو جتنی بنا چکا ہے اُس کی اُجرت واجب ہو گئی۔ درزی نے کپڑا سیا تھا مگر کسی نے یہ سلائی توڑ دی سلائی نہیں ملے گی ہاں جس نے توڑی ہے اُس سے تاوان لے سکتا ہے اور اب دوبارہ سینا بھی درزی پر واجب نہیں کہ کام کر چکا اور اگر خود درزی ہی نے سلائی توڑ دی تو دوبارہ سینا واجب ہے گویا اُس

---

(22) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۴،۲۵۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ... إلخ، ج۴، ص۴۱۳۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ... إلخ، ج۴، ص۴۱۴۔

(25) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۹۔

نے کام کیا ہی نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۸: درزی نے کپڑا قطع کیا اور سیا نہیں بغیر سیے مرگیا قطع کرنے کی کچھ اُجرت نہیں دی جائے گی کہ عادۃً سلائی کی اُجرت دیتے ہیں قطع کرنے کی اُجرت نہیں دی جاتی ہاں اگر اصل مقصود درزی سے کپڑا قطع کرانا ہی ہے سوانا نہیں ہے تو اس کی اُجرت بھی ہوسکتی ہے۔(27)

مسئلہ ۲۹: دھوبی کو دھونے کے لیے کپڑے دیے اور دُھلائی کا تذکرہ نہیں ہوا کہ کیا ہوگی اُجرت مثل واجب ہوگی کیونکہ اُس کا کام ہی یہ ہے کہ اُجرت پر کپڑا دھوتا ہے۔(28)

مسئلہ ۳۰: نانبائی (روٹی پکانے والا) اس وقت اُجرت لینے کا حقدار ہوگا جب روٹی تنور سے نکال لے کہ اب اُس کا کام ختم ہوا اور اگر کچھ روٹیاں پکائی ہیں کچھ باقی ہیں تو جتنی پکا چکا ہے حساب کر کے انکی پکوائی لے سکتا ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ مستاجر یعنی پکوانے والے کے مکان پر اُس نے روٹی پکائی اور اگر پکنے کے بعد یعنی تنور سے نکالنے کے بعد بغیر اس کے فعل کے کوئی روٹی تنور میں گرگئی اور جل گئی تو اس کی اُجرت منہا نہیں کی جاسکتی کہ تنور سے نکال کر رکھنے کے بعد اُجرت کا حقدار ہو چکا ہے اور اس روٹی کا اس سے تاوان بھی نہیں لیا جاسکتا کہ اِس نے خود نقصان نہیں کیا ہے اور اگر تنور سے نکالنے کے پہلے ہی جل گئی تو اس کی اُجرت نہیں ملے گی بلکہ تاوان دینا ہوگا یعنی اس روٹی کا جتنا آٹا تھا وہ تاوان دے اور اگر روٹی پکوانے والے کے یہاں نہیں پکائی ہے خواہ نانبائی نے اپنے گھر پکائی یا دوسرے کے مکان پر اور روٹی جل جائے یا چوری ہو جائے بہر حال اُجرت کا مستحق نہیں ہے کہ اس کے لیے تسلیم یعنی مستاجر کے قبضہ میں دینے کی ضرورت ہے پھر اگر چوری ہوگئی تو نانبائی پر تاوان نہیں کیوں کہ آٹا اس کے پاس امانت تھا جس میں تاوان نہیں ہوتا اور اگر جل گئی ہے تو تاوان دینا ہوگا کہ اس کے فعل سے نقصان ہوا اور مالک کو اختیار ہے کہ روٹی کا تاوان لے یا آٹے کا اگر روٹی کا تاوان لے گا تو پکوائی دینی ہوگی اور آٹا لے تو نہیں۔ لکڑی، نمک، پانی ان میں سے کسی کا تاوان نہیں۔(29)

---

(26) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۲، ۵۱۳۔

(27) الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۹۔

والبحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۳۔

(28) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۳۔

(29) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۳۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۶، ۲۸۔

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۹، ۱۰۔

مسئلہ ۳۱: باورچی جو گوشت یا پلاؤ وغیرہ پکاتا ہے اگر یہ کھانا اُس نے دعوت کے موقع پر پکایا ہے ولیمہ کی دعوت ہو یا ختنہ کی یا چھٹی کی یا عقیقہ کی یا قرآن مجید ختم کرنے کی، غرض کسی قسم کی دعوت ہو اس میں اُجرت کا اُس وقت مستحق ہوگا جب سالن وغیرہ برتنوں میں نکال دے اور گھر کے لوگوں کے لیے پکایا ہے تو کھانا طیار کرنے پر اُجرت کا حقدار ہوگیا۔(30) مگر یہ وہاں کا عرف ہے کہ باورچی ہی کھانا نکالتے ہیں ہندوستان میں عموماً یہ طریقہ ہے کہ باورچی طیار کردیتے ہیں جس نے دعوت کی اُس کے عزیز واقارب دوست احباب کھانا نکالتے ہیں کھلاتے ہیں باورچی سے اس کام کا کوئی تعلق نہیں رہتا لہٰذا یہاں کے عرف کے لحاظ سے کھانا طیار کرنے پر مزدوری کا مستحق ہو جائے گا نکالنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳۲: باورچی نے کھانا خراب کردیا یا جلادیا یا کچا ہی اوتار دیا اُسے کھانے کا ضمان دینا ہوگا۔ اور اگر آگ لے کر چلا کہ چولھا جلائے یا تنور روشن کرے چنگاری اوڑی اور مکان میں آگ لگ گئی مکان جل گیا اس کا تاوان دینا نہیں ہوگا کہ اس میں اُس کے فعل کو دخل نہیں اسی طرح کرایہ دار سے اگر مکان جل جائے تو تاوان نہیں کہ اُس نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے۔(31)

مسئلہ ۳۳: اینٹ تھاپنے والا اُجرت کا اُس وقت مستحق ہے جب اینٹ اُس نے کھڑی کردی اس کے بعد اگر اینٹوں کا نقصان ہوا تو مالک کا ہوا اس کا نہیں اور اگر اس سے پہلے نقصان ہوا تو اسی کا ہوا کہ ابھی تک یہ اُجرت کا مستحق نہیں ہے یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کا ہے۔ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی) یہ فرماتے ہیں کہ اُجرت کا مستحق اُس وقت ہوگا جب اینٹوں کا چٹا لگادے (سلیقے سے رکھ دے) اسی پر فتوے ہے۔(32) یہاں کے عرف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چٹا لگانے کے بعد اُجرت ملے کیونکہ چٹا لگانا بھی انھیں تھاپنے والوں کا کام ہوتا ہے نہ اس کے لیے دوسرے مزدور رکھے جاتے ہیں نہ خود ان کو چٹا لگانے کی اُجرت دی جاتی ہے بلکہ جہاں تک دیکھا گیا ہے یہی معلوم ہوا کہ اینٹوں کا شمار ہی اُس وقت کرتے ہیں جب چٹا لگ جائے پہلے ہی سے اُجرت کیا دی جائے گی۔

مسئلہ ۳۴: اینٹ تھاپنے کا سانچا (اینٹیں بنانے کا آلہ) تھپیرے (اینٹیں تھاپنے والے) کے ذمہ ہے کہ یہ اُس کے کام کا آلہ ہے جیسے درزی کے لیے سوئی، بڑھئی (لکڑی کا کام کرنے والے) کے لیے بسولا (ایک اوزار جس سے

---

(30) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۸۔

والبحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۳۔

(31) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۸۔

(32) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۸۔

بڑھئی لکڑی چھیلتے ہیں) وغیرہ ہر قسم کے اوزار، مٹی اور رسیا مستاجر کے ذمہ ہے۔ مکان کے اندر غلہ پہنچا دینا حمال (بوجھ اٹھانے والا مزدور) کا کام ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ دروازہ تک میں نے پہنچا دیا اندر نہیں لے جاؤں گا۔ چھت یا دوسری منزل پر لیجانا حمال کا کام نہیں ہے جب تک اُس سے شرط نہ کرلیں وہ اوپر لیجانے سے انکار کرسکتا ہے۔ مٹکے، گولی (مٹی سے بنایا ہوا ایک بڑا برتن جس میں پانی یا غلہ رکھتے ہیں) اور برتنوں میں غلہ بھرنا حمال کا کام نہیں جب تک اس کی شرط نہ ہو۔ اونٹ یا گھوڑا یا کوئی جانور غلہ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا تو غلہ لادنا اور اتارنا جانور والے کے ذمہ ہے اور مکان کے اندر پہنچانا اس کے ذمہ نہیں مگر جبکہ اس کی شرط ہو یا وہاں کا یہی عرف ہو۔(33)

مسئلہ ۳۵: بیل گاڑی بہت سی چیزیں لادنے کے لیے کرایہ کرتے ہیں گاڑی والے کے ذمہ وہاں تک پہنچا دینا ہے جہاں تک گاڑی جاتی ہو اُس کے بعد مالک کے ذمہ ہے مگر جبکہ یہ شرط ہو کہ مکان کے اندر پہنچانا ہوگا یا وہاں کا عرف ہو جس طرح عموماً شہروں میں یہی طریقہ ہے کہ ٹھیلے والے جو چیزیں لاد کر لاتے ہیں وہ مکان کے اندر تک پہنچاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۶: سیاہی کاتب کے ذمہ ہے یعنی لکھنے میں جو کچھ سیاہی صرف ہوگی لکھوانے والا نہیں دے گا اور کاتب کے ذمہ کاغذ شرط کردینا اجارہ ہی کو فاسدہ کردیتا ہے۔(34) یوہیں قلم بھی کاتب ہی کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۳۷: جس کاریگر کے عمل کا اثر چیز میں پیدا ہوتا ہے جیسے رنگریز، دھوبی یہ اپنی اُجرت وصول کرنے کے لیے چیز کو روک سکتے ہیں اگر انہوں نے چیز کو روکا اور ضائع ہوگئی تو چیز کا تاوان نہیں دینا ہوگا مگر اُجرت بھی نہیں ملے گی۔ یہ روکنے کا حق اُس صورت میں ہے کہ اُجرت ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر نہ کی ہو اور اگر کہہ دیا ہے کہ ایک ماہ بعد میں اُجرت دوں گا اور کاریگر نے منظور کرلیا تو اب چیز کے روکنے کا حق جاتا رہا اور روکنے کا حق اُس وقت ہے کہ کاریگر نے اپنے مکان یا دکان میں کام کیا ہو اور اگر خود مستاجر کے یہاں کام کیا تو کام سے فارغ ہوتا ہی مستاجر کو تسلیم کردینا ہے اس میں روکنے کی صورت نہیں۔ درزی وغیرہ نے تعدی کی جس سے چیز میں نقصان ہوا تو مطلقاً ضامن ہیں اپنے مکان پر کام کیا ہو یا مستاجر کے مکان پر یا اور کہیں اور اگر کشتی میں سامان لدا ہے، مالک بھی کشتی میں ہے ملاح (کشتی چلانے والا) کشتی کو کھینچے لیجارہا ہے اور کشتی ڈوب گئی ملاح ضمان نہیں دے گا۔(35)

---

(33) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۲۹۔

والبحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۴، ۵۱۵۔

(34) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۵۔

(35) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۵۔

مسئلہ ۳۸: اثر ہونے کا کیا مطلب ہے بعض فقہا فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ کام کرنے والے کی کوئی چیز اس میں شامل ہو جائے جیسے رنگریز نے کپڑے میں اپنا رنگ شامل کر دیا اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مُراد ہے کہ کوئی چیز جو نظر نہیں آتی تھی نظر آئے اِس ثانی کی بنا پر دھوبی بھی داخل ہے کیونکہ پہلے کپڑے کی سپیدی نظر نہیں آتی تھی اب آنے لگی اور اگر دھوبی نے کلپ لگایا ہے جب تو پہلی صورت میں بھی داخل ہے۔ پستہ بادام کی گری نکالنے والا، لکڑیاں چیرنے والا، آٹا پیسنے والا، درزی اور موزہ بینے والا جبکہ یہ دونوں ڈورا اپنے پاس سے نہ لگائیں غلام کا سر مونڈنے والا یہ سب اس میں داخل ہیں دونوں قولوں میں اصح قول ثانی (یعنی صحیح ترین دوسرا قول ہے) ہے۔(36)

مسئلہ ۳۹: جس کے کام کا اثر اُس چیز میں نہ رہے جیسے حمال کہ غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتا ہے یا ملاح کہ کسی چیز کو کشتی پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچادیتا ہے یا جس نے کپڑے کو پاک کرنے کے لیے دھویا اُس کو سپید نہیں کیا یہ لوگ اُجرت وصول کرنے کے لیے چیز کو روک نہیں سکتے اگر روکیں گے غاصب قرار پائیں گے اور ضمان دینا ہوگا اور مالک کو اختیار ہے عمل کرنے کے بعد جو قیمت ہوئی اُس کا تاوان لے اور اِس صورت میں اُجرت دینی ہوگی اور چاہے تو وہ قیمت تاوان میں لے جو عمل کے بغیر ہے اور اس وقت اُجرت نہیں ملے گی۔(37)

مسئلہ ۴۰: اجیر (مزدور) کے پاس چیز ہلاک ہوگئی مگر نہ تو اُس کے فعل سے ہلاک ہوئی اور نہ اُجرت بینے کے لیے اُس نے چیز روکی تھی اور اجیر وہ ہے جس کے عمل کا اثر پیدا ہوتا ہے جیسے خیاط (درزی) ورنگریز تو ان کی اُجرت نہیں ملے گی اور اگر عمل کا اثر نہیں پیدا ہوتا جیسے حمال تو اسے اُجرت ملے گی۔(38)

مسئلہ ۴۱: جس سے کام کرانا ہے اگر اُس سے یہ شرط کرلی ہے کہ تم کو خود کرنا ہوگا یا کہہ دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے کرنا اس صورت میں خود اُسی کو کرنا ضروری ہے اپنے شاگرد یا کسی دوسرے شخص سے کام کرانا جائز نہیں اور کرادیا تو اُجرت واجب نہیں اس صورت میں سے دایہ کا استثنا (یعنی دایہ اس حکم سے خارج ہے) ہے کہ وہ دوسری سے بھی کام لے سکتی ہے۔ اور اگر یہ شرط نہیں ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام کریگا دوسرے سے بھی کرا سکتا ہے اپنے شاگرد سے کرائے یا نوکر سے کرائے یا دوسرے سے اُجرت پر کرائے سب صورتیں جائز ہیں۔(39)

---

(36) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۰۔

(37) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۰،۳۱۔

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ... إلخ، ج۴، ص۴۱۴۔۴۱۵۔

(39) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۶۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۱۔

مسئلہ ۴۲: اجارہ مطلق تھا یعنی خود اُس کاریگر کے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی شرط نہیں تھی کاریگر نے دوسرے کو بغیر اُجرت چیز سپرد کر دی یعنی دوسرے کو کام کرنے کے لیے دیدی جو اجیر نہیں ہے اور وہاں سے چیز ضائع ہوگئی تو اجیر پر ضمان واجب ہے اور اگر یہ دوسرا شخص پہلے کا اجیر ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کے لیے دیا درزی نے دوسرے کو اُجرت پر سینے کے لیے دیا اور ضائع ہوگیا تو تاوان واجب نہیں نہ اول پر نہ دوسرے پر۔(40)

مسئلہ ۴۳: اجیر سے کہہ دیا تم اتنی اُجرت پر میرا یہ کام کردو یہ اجارہ مطلق کی صورت ہے اور اگر یہ کہے تم اپنے ہاتھ سے کرو یا تم خود کرو تو مقید ہے اب دوسرے سے کرانا جائز نہیں۔(41)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو اجیر مقرر کیا کہ میری عیال کو فلاں جگہ سے لے آؤ وہ لینے گیا مگر اُن میں سے بعض کا انتقال ہوگیا جو باقی تھے اُنھیں لے آیا اگر دونوں کو تعداد معلوم تھی تو اُجرت اُسی حساب سے ملے گی یعنی مثلاً چار بچے تھے اور اُجرت چار روپے تھی تین کو لایا تو تین روپے پائے گا اور اگر تعداد معلوم نہیں تھی تو پوری اُجرت پائے گا اور اگر گیا اور وہاں سے کسی کو نہیں لایا تو کچھ بھی اُجرت نہیں ملے گی کہ کام کیا ہی نہیں پہلی صورت میں حساب سے اُجرت ملنا اُس صورت میں ہے کہ اُنکے کم، زیادہ ہونے سے محنت میں کمی بیشی ہو مثلاً چھوٹے چھوٹے بچے ہیں کہ گود میں لانا ہوگا زیادہ ہوں گے تکلیف زیادہ ہوگی کم ہوں گے تکلیف کم ہوگی اور اگر کم زیادہ ہونے سے اس کی محنت میں کمی بیشی نہیں ہوگی مثلاً کشتی کرایہ پر لی ہے کہ اُس میں سب کو سوار کر کے لاؤ اگر سب آئیں گے یا بعض آئیں گے دونوں صورتوں میں محنت یکساں ہے اس صورت میں پوری اُجرت ملے گی اور اگر بچوں کے لانے کا مطلب یہ ہے کہ اجیر اُن کے ساتھ ساتھ آئے گا سواری کا خرچ مستاجر کے ذمہ ہے مثلاً کہہ دیا ریل پر یا تانگہ گاڑی پر سوار کر کے لاؤ یا وہ جگہ قریب ہے سب پیدل چلے آئیں گے اس کو صرف ساتھ رہنا ہوگا یا جگہ دور ہے مگر وہ سب بڑے ہیں پیدل چلے آئیں گے اس کی محنت میں اُن کے کم وبیش ہونے سے کوئی فرق نہیں تو پوری اُجرت پائے گا۔(42)

مسئلہ ۴۵: ایک شخص کو اجیر کیا کہ فلاں جگہ فلاں شخص کے پاس میرا خط لے جاؤ اور وہاں سے جواب لاؤ اگر یہ خط لے کر نہیں گیا اُجرت کا مستحق نہیں ہے کہ صرف جانے آنے کے لیے اُس نے اجیر نہیں کیا تھا جب اُس نے کام نہیں کیا اُجرت کس چیز کی لے گا اور اگر وہاں خط لیکر گیا مگر مکتوب الیہ (جس کی طرف خط لکھا گیا اس کا) کا انتقال ہوگیا تھا خط

---

(40) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، ج۷، ص۵۱۶۔

(41) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۱۔

(42) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۲۔

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۱۱، ۱۲۔

واپس لایا اس صورت میں بھی اُجرت کا مستحق نہیں اور اگر خط واپس نہیں لایا بلکہ وہیں چھوڑ آیا تو جانے کی اُجرت پائے گا آنے کی نہیں۔ اور اگر مکتوب الیہ وہاں سے کہیں چلا گیا ہے جب بھی یہی صورتیں ہیں۔ اسی طرح اگر مٹھائی وغیرہ کوئی کھانے کی چیز بھیجی تھی جس کے پاس بھیجی تھی وہ مر گیا یا کہیں چلا گیا یہ واپس لایا جب بھی مزدوری کا مستحق نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۶: متولی وقف نے (مال وقف کی نگرانی کرنے والے نے) وقف کی جائداد کو اُجرتِ مثل سے کم پر دیدیا مستاجر (کرایہ دار) پر اُجرتِ مثل واجب ہے۔ یوہیں نابالغ کے باپ یا وصی نے اس کی جائداد کو کم کرایہ پر دیدیا اُس مستاجر پر اُجرت مثل واجب ہے۔(44)

مسئلہ ۴۷: ایک مکان خریدا کچھ دنوں اُس میں رہنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مکان وقف ہے یا کسی یتیم کا ہے مکان تو واپس کرنا ہی ہوگا جتنے دنوں اُس میں رہا ہے اُس کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔(45)

مسئلہ ۴۸: مکان کرایہ پر لیا تھا اور اس کی اُجرت پیشگی دیدی تھی مگر مالک مکان مر گیا لہٰذا اجارہ فسخ ہوگیا کرایہ جو پیشگی دے چکا ہے اُس کے وصول کرنے کے لیے کرایہ دار کو مکان روک لینے کا حق نہیں اور اگر مالک مکان پر دین تھا اور مر گیا دین ادا کرنے کے لیے مکان فروخت کیا گیا تو، بہ نسبت دوسرے قرض خواہوں کے یہ اپنا زر پیشگی (ایڈوانس) وصول کرنے میں زیادہ حقدار ہے یعنی یہ اپنا پورا روپیہ ثمن سے وصول کرلے اس کے بعد کچھ بچے تو دوسرے قرض خواہ اپنے اپنے حصہ کے موافق اُس سے لے سکتے ہیں اور کچھ نہیں بچا تو اس ثمن سے لینے کے حقدار نہیں۔(46)

مسئلہ ۴۹: مستاجر نے اُجرت زیادہ کردی مثلاً پانچ روپیہ ماہوار کرایہ کا مکان تھا کرایہ دار نے چھ روپے کردیے اگر اندرونِ مدت یہ اضافہ ہے تو اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوجائے گا جیسے بیع میں ثمن کا اضافہ اور اگر مدت پوری ہونے کے بعد اضافہ کیا جب بھی زیادہ دینا جائز ہے یعنی یہ ایک احسان ہے عقد باقی نہیں رہا اُس کے ساتھ کیوں کر لاحق ہوگا۔ اور آجر یعنی مثلاً مالک مکان نے اُس شے میں اضافہ کردیا جو کرایہ پر تھی مثلاً پہلے ایک مکان تھا اب اُسی کرایہ میں دوسرا مکان بھی دیدیا یہ بھی جائز ہے اور اگر یتیم یا وقف کا مکان ہے تو اس کی اُجرتِ مثل لی جائے گی۔(47)

---

(43) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۳، ۳۵۔

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۱۲۔

(44) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۵، ۳۶۔

(45) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۱۲۔

(46) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص۱۲، ۱۳۔

(47) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۳۷۔

مسئلہ ۵۰: درخت خریدا اور چار پانچ برس تک کاٹا نہیں اب یہ درخت پہلے سے بڑا اور موٹا ہوگیا مالک زمین کہتا ہے تم نے اتنے دنوں تک درخت چھوڑ رکھا اس کا کرایہ ادا کرو اس مدت کا کرایہ نہیں لے سکتا۔(48)

مسئلہ ۵۱: جس کے ذمہ دَین ہے اُس کے مکان کو اپنے دین کے عوض میں کرایہ پر لیا یہ جائز ہے اور اگر مالک مکان پر مستاجر کا دَین ہے کچھ دَین کرایہ میں مُجرا کردیا اور کچھ باقی ہے اور مدتِ اجارہ ختم ہوگئی تو مستاجر بقیہ دَین میں مکان کو نہیں روک سکتا بلکہ بعد ختم مدت مکان خالی کرنا ہوگا۔(49)

❁❁❁❁❁

و حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۴، ص ۱۳۔

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ...إلخ، ج۴، ص ۴۱۴۔

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثانی فی بیان أنہ متی تجب الاجرۃ...إلخ، ج۴، ص ۴۱۵۔

اجارہ کی چیز میں کیا افعال جائز ہیں اور کیا نہیں

مسئلہ ۱: دُکان اور مکان کو کرایہ پر دینا جائز ہے اگرچہ یہ بیان نہ کیا ہو کہ مستاجر اس میں کیا کریگا کیونکہ یہ مشہور بات ہے کہ مکان رہنے کے لیے ہوتا ہے اور دکان میں تجارت کے لیے بیٹھتے ہیں اور یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ کون رہے گا کیونکہ سکونت (رہائش) ایسی چیز ہے کہ ساکن (رہنے والے) کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتی۔(1)

مسئلہ ۲: دکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اُس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی اگرچہ مالک مکان یا دکان نے کہہ دیا ہو کہ تم اس میں تنہا رہنا۔ کپڑا پہننے کے لیے کرایہ پر لیا تو دوسرے کو نہیں پہنا سکتا اسی طرح ہر وہ کام کہ استعمال کرنے والے کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے وہ دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتا۔(2)

مسئلہ ۳: مکان اور دکان میں تمام وہ کام کرسکتا ہے جو عادۃً کیے جاتے ہیں اس کی دیواروں میں کیلیں گاڑ سکتا ہے زمین پر میخ اور کھونٹا (گھوڑے مویشی وغیرہ باندھنے کی بڑی میخ) گاڑ سکتا ہے نہانا، دھونا، وضو کرنا، غسل کرنا، کپڑے دھونا، پچھینچنا (کھنگالنا، نچوڑنا) استنجا کرنا، لکڑیاں چیرنا یہ سب کچھ کرسکتا ہے ہاں اگر لکڑی چیرنے میں عمارت کمزور ہو یعنی بیچنے کے لیے چیرے یا مکان کی چھت پر چیرے تو جائز نہیں جب تک مالک مکان سے اجازت نہ لے لے۔ مکان کے دروازہ پر گھوڑا وغیرہ جانور باندھ سکتا ہے اور مکان کے اندر یہ نہیں کرسکتا کہ رہنے کے کمروں کو اصطبل کردے۔(3) بکری مکان کے اندر باندھنے کا عرف ہے اسے کرسکتا ہے، کرایہ کے مکان میں ہاتھ کی چکی سے آٹا پیسا جاسکتا ہے کہ اس سے عمارت میں نقصان نہیں آتا اور اگر عمارت کے لیے مضر (نقصان دہ) ہو تو بلا شرط یا بغیر اجازتِ مالک جائز نہیں، پن چکی (پانی کی قوت سے چلنے والی چکی) یا مشین کی چکی یا جانوروں کی چکی کے لیے اجازت ضروری ہے کہ یہ عمارت کے لیے مضر ہیں۔(4)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ما یجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۶۔

(2) المرجع السابق، ص۴۷۔

(3) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب ما یجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ما یجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۶، ۴۷۔

(4) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب ما یجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔

مسئلہ ۴: کرایہ دار کرایہ کے مکان یا دکان میں لوہار اور دھوبی اور چکی والے کو نہیں رکھ سکتا یعنی یہ لوگ اس مکان میں اپنا کام کریں مثلاً دھوبی اُسی مکان میں کپڑا دھوئے یہ بغیر اجازتِ مالک درست نہیں اور کرایہ دار خود بھی یہ کام بغیر اجازتِ مالک نہیں کرسکتا اور اگر اجارہ ہی میں ان چیزوں کا کرنا طے پا گیا ہے تو کرنا جائز ہے۔(5) اور اگر دھوبی مکان میں کپڑا نہیں دھوتا بلکہ تالاب سے کپڑا دھو کر لاتا ہے اور مکان میں کلپ دیتا ہے (کلف لگاتا ہے) استری کرتا ہے تو حرج نہیں کہ اس سے عمارت پر اثر نہیں پڑتا۔

مسئلہ ۵: مالک اور کرایہ دار میں اختلاف ہوا کہ ان چیزوں کا کرنا اجارہ میں مشروط تھا یا نہیں اس میں مالک کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مستاجر (کرایہ دار) کے گواہ مقبول اور اصل اجارہ ہی میں اختلاف ہو جب بھی یہی صورت ہے۔(6)

مسئلہ ۶: مستاجر نے ایک کام کو معین کیا تھا کہ یہ کروں گا اگر اس کا مثل یا اوس سے کم درجہ کا فعل کرے اس کی اجازت ہے مثلاً لوہاری کے کام (یعنی لوہے کے اوزار وغیرہ بنانے کا کام) کے لیے مکان لیا تھا اور اس میں کپڑے دھونے کا کام کرتا ہے اگر دونوں سے عمارت کا یکساں نقصان ہے یا کپڑا دھونے میں کم نقصان ہے کرسکتا ہے۔ ایسا کام کیا جس کی اجازت نہ تھی کرایہ دینا ہوگا اور اگر مکان گر پڑا تو کرایہ نہیں بلکہ مکان کا تاوان دینا ہوگا۔(7) یعنی مکان کا کرایہ نہیں دینا ہوگا مگر زمین کا کرایہ دینا ہوگا۔(8)

مسئلہ ۷: مستاجر نے مکان یا دکان کو کرایہ پر دیدیا اگر اُتنے ہی کرایہ پر دیا ہے جتنے میں خود لیا تھا یا کم پر جب تو خیر اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اُسے صدقہ کردے ہاں اگر مکان میں اصلاح کی ہو اُسے ٹھیک ٹھاک کیا ہو تو زائد کا صدقہ کرنا ضرور نہیں یا کرایہ کی جنس بدل گئی مثلاً لیا تھا روپے پر دیا ہو اشرفی پر اب بھی زیادتی جائز ہے۔ جھاڑو دیکر مکان کو صاف کرلینا یہ اصلاح نہیں ہے کہ زیادہ والی رقم جائز ہوجائے اصلاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو عمارت کے ساتھ قائم ہو مثلاً پلاستر کرایا یا مونڈیر بنوائی۔ خود مالک مکان کو مستاجر نے مکان کرایہ پر دیدیا

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۶۔

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ... إلخ، باب مایجوز، ج۴، ص۱۵۔

(5) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۶، ۴۷۔

(6) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۷۔

(7) الدرمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۷۔

(8) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۷۔

قبضہ کے بعد ایسا کیا یا قبضہ سے قبل یہ جائز نہیں بلکہ اجارہ ہی فسخ ہو جائے گا۔(9) مگر صحیح یہ ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔(10)

مسئلہ ۸: زمین کو زراعت (کھیتی، باڑی) کے لیے اُجرت پر دینا جائز ہے جبکہ یہ بیان ہو جائے کہ اُس میں کیا چیز بوئی جائے گی یا مزارع سے یہ کہہ دے کہ جو تو چاہے بولیا کر، اگر ان چیزوں کا بیان نہیں ہوگا تو منازعت ہوگی (یعنی جھگڑا ہوگا) کیونکہ زمین کبھی زراعت کے لیے اجارہ پر دی جاتی ہے کبھی دوسرے کام کے لیے اور زراعت سب چیزوں کی ایک قسم نہیں کہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو بعض چیزوں کی زراعت زمین کے لیے مفید ہوتی ہے اور بعض کی مضر ہوتی ہے اگر ان چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا تو اجارہ فاسد ہے مگر جبکہ اُس نے زراعت بودی تو اب صحیح ہوگیا کہ کام کر لینے سے وہ جہالت جو پیدا ہوگئی تھی جاتی رہی اور مستاجر پر اُجرت واجب ہوگئی۔(11)

مسئلہ ۹: زراعت کے لیے کھیت لیا تو آمدورفت کا راستہ (یعنی آنے جانے کا راستہ) اور پانی جہاں سے آتا ہے اور جس راستے سے آتا ہے یہ سب چیزیں مستاجر کو بغیر شرط بھی ملیں گی کیونکہ یہ نہ ہوں تو زراعت ہی ناممکن ہے اور کھیت بیع لیا (یعنی خریدا) تو یہ چیزیں بغیر شرط داخل نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۰: کھیت ایک سال کے لیے لیا تو سال کی دونوں فصلیں ربیع (موسم بہار کی فصل) وخریف (موسم خزاں کی فصل) اُس میں بوسکتا ہے اگر اس وقت زراعت نہیں ہوسکتی کیونکہ پانی نہیں ہے مگر مدت کے اندر زراعت ہوسکتی ہے لگان واجب ہے ورنہ نہیں۔(13) اور وہ زمین جو پانی سے دور ہونے کی وجہ سے زراعت کے قابل نہیں اس کو یا بنجر زمین کو کاشت کے لیے اجارہ پر لینا درست نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۱: زمین زراعت کے لیے اجارہ پر دی اور زراعت کو کوئی آفت پہنچی مثلاً کھیت پانی سے ڈوب گیا تو جو حصہ لگان کا آفت پہنچنے سے پہلے کا ہے وہ دینا ہوگا اور آفت پہنچنے کے بعد کا جو حصہ ہے وہ ساقط جبکہ دوسری زراعت کا موقع نہ رہے اور اگر پھر کھیت بوسکتا ہے تو لگان ساقط نہیں اگرچہ کھیت نہ بویا کہ یہ اُس کا اپنا قصور ہے۔(15)

---

(9) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۱۸.

10) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۱۵۳.

11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۴۸.

12) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۴۸.

13) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۴۸.

14) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز، ج۴، ص۱۵.

15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۱۲۸.

مسئلہ ۱۲: زمین میں دوسرے کی زراعت لگی ہوئی ہے اور جس نے کھیت بویا ہے جائز طور پر بویا ہے مثلاً اُس کے پاس کھیت عاریت ہے یا اُس نے اجارہ پر لیا ہے اگرچہ یہ اجارہ فاسد ہی ہو یہ زمین دوسرے کو اجارہ پر دینا جائز نہیں، اور اگر اجارہ پر دیدی اور فصل کٹ گئی اور مالک زمین نے نئے مزارع (کاشت کار) کو زمین دیدی تو اجارہ صحیح ہوگیا ہاں ایک شخص نے جائز طور پر بویا تھا اور فصل کٹنے کے وقت دوسرے کو دیدی یہ اجارہ جائز ہے مزارع اول سے کہا جائے گا کھیت کاٹ لے پھر یہ کھیت مزارع دوم کو دیدیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ کو زمانہ مستقبل کی طرف مضاف کیا مثلاً فلاں مہینہ سے یہ کھیت تم کو اتنے لگان پر دیا جبکہ معلوم ہو کہ اُسوقت تک کھیت خالی ہوجائے گا مثلاً بیساکھ (بکرمی سال کا مہینہ جو عموماً وسط اپریل سے وسط مئی تک ہوتا ہے) سے یا جیٹھ (بکرمی سال کا وہ مہینہ جو عموماً وسط مئی سے وسط جون تک ہوتا ہے) سے یہ صورت مطلقاً جائز ہے مزارع اول نے جائز طور پر بویا ہو یا ناجائز طور پر۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ اُس کھیت کو بونے والے نے ناجائز طور پر بویا ہو مالک نے دوسرے کو اجارہ پر دیدیا یہ اجارہ جائز ہے کیونکہ مزارع کو یہ کھیت دیدینا ممکن کہ ہے جس نے بویا ہے اُسکو مجبور کیا جائے گا کہ اپنی زراعت فوراً کاٹ لے طیار ہو یا نہ ہو۔(16)

مسئلہ ۱۳: مکان اجارہ پر دیا کچھ خالی ہے کچھ مشغول ہے اجارہ صحیح ہے مگر جو حصہ مشغول ہے اُس کی نسبت کہا جائے گا کہ خالی کر کے مستاجر کے حوالہ کردے اور اگر خالی کرنے میں ضرر ہو مثلاً کھیت اجارہ پر دیا ہے اس کے کچھ حصہ میں زراعت ہے جو ابھی طیار نہیں ہے تو اس کے خالی کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔(17)

مسئلہ ۱۴: مکان جس میں کوئی رہتا ہو وہ دوسرے کو کرایہ پر دینا جائز ہے جبکہ رہنے والا کرایہ پر نہ ہو اور مالک مکان کے ذمہ مکان خالی کرا کر کرایہ دار کو دینا ہے اور کرایہ کی مدت اُس وقت سے شمار ہوگی، جب سے اس کے قبضہ میں آیا۔(18)

مسئلہ ۱۵: زمین کو مکان بنانے یا پیڑ لگانے یا زراعت کرنے اور اُن تمام منافع کے لیے اجارہ پر دے سکتے ہیں جو حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً مٹی کا برتن بنانے یا اینٹ اور ٹھیکرے بنانے جانوروں کو دوپہر میں یا رات میں وہاں ٹھہرانے کے لیے لینا یہ سب اجارے جائز ہیں۔(19)

---

(16) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۹۔

(17) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۱۵۶۔

(18) المرجع السابق، ص۴۹۔

(19) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۴۹۔

مسئلہ ۱۶: زمین مکان بنانے کے لیے یا درخت لگانے کے لیے اُجرت پر لی اور مدت پوری ہوگئی اپنی عمارت کا ملبہ اُٹھالے اور درخت کاٹ کر خالی زمین مالک کو سپرد کردے کیونکہ ان دونوں چیزوں کی کوئی انتہا نہیں کہ مدت میں کچھ اضافہ کیا جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُس عمارت کو توڑنے کے بعد ملبہ کی جو قیمت ہو یا درخت کاٹنے کے بعد اس کی جو کچھ قیمت ہو مالک زمین اس شخص کو دیدے اور یہ اپنا مکان اور درخت مالکِ زمین کے لیے چھوڑ دے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عمارت اور درخت جس کے ہیں اُسی کی ملک پر باقی رہیں یعنی مالکِ زمین اُس کو اجازت دیدے کہ تم اپنی عمارت ودرخت رکھو زمین کا میں مالک اور اِن چیزوں کے تم مالک اس کی دوصورتیں ہیں اگر ان چیزوں کے چھوڑنے کی کوئی اُجرت ہے تو اجارہ ہے ورنہ اعارہ (عاریت) ہے مکان والا اور مالک زمین تیسرے کو اجارہ پر دے سکتے ہیں اور اس تیسرے سے جو کچھ کرایہ ملے گا وہ زمین ومکان پر تقسیم ہوگا یعنی زمین بغیر مکان کی قیمت کیا ہے اور صرف مکان کی بغیر زمین کیا قیمت ہے اِن دونوں میں جو نسبت ہو، اُسی نسبت سے دونوں اُجرت کو تقسیم کرلیں۔(20)

مسئلہ ۱۷: زمینِ وقف کو اُجرت پر لیا اور اُس میں درخت لگائے یا مکان بنایا اور مدت اجارہ ختم ہوگئی مستاجر اُجرتِ مثل کے ساتھ زمین کو رکھ سکتا ہے جبکہ اس میں وقف کا ضرر نہ ہو۔ جن لوگوں پر وہ جائداد وقف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مکان کا ملبہ اُٹھالیا جائے اس کے سوا دوسری بات پر راضی نہیں ہوتے ان کی ناراضی کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔(21)

مسئلہ ۱۸: سبزی کے چھوٹے چھوٹے درخت جو اسی لیے لگائے جاتے ہیں کہ ان کے پتے یا پھول سے انتفاع (نفع) حاصل کیا جائے گا اور درخت باقی رہے گا جیسے گلاب، بیلا، چنبیلی اور طرح طرح کے پھول کے درخت ان تمام سبزیوں کا وہی حکم ہے جو درخت کا ہے اور اگر درخت کی کچھ مدت ہے، جیسے موسمی پھول کہ بوئے جاتے ہیں اور کچھ زمانہ کے بعد پھول کر ختم ہوجاتے ہیں یا وہ سبزیاں جو جڑ ہی سے اُکھاڑلی جاتی ہیں جیسے گاجر، مولی، شلجم، گوبھی یا پھول پھل سے نفع اُٹھاتے ہیں مگر اُس کا زمانہ محدود ہے جیسے بیگن، مرچیں یہ سب چیزیں زراعت کے حکم میں ہیں کہ اگر اجارہ کی مدت پوری ہوگئی اور ان کی فصل نہیں ختم ہوئی تو زمین اُس وقت تک کے لیے اُجرت مثل پر کرایہ پر دے لی جائے۔(22)

مسئلہ ۱۹: مواجر ومستاجر میں سے کوئی مرگیا اور اجارہ فسخ ہوگیا مگر ابھی تک زراعت طیار نہیں ہے کہ کاٹی جائے تو

والبحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۷، ص۵۱۸.

(20) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۹، ص۴۹، ۵۰.

(21) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۹، ص۵۲.

(22) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۹، ص۵۴.

پکنے اور طیار ہونے تک کھیت میں رہے گی اور جو اُجرت مقرر ہوئی تھی وہی دی جائے گی اور اگر مدت مقررہ ختم ہوگئی مگر زراعت طیار نہیں ہوئی تو اب جتنے دنوں کھیت میں رکھنے کی ضرورت ہو اُسکی اُجرتِ مثل دی جائے گی۔ مستعیر نے کھیت عاریت لیکر بویا تھا اور معیر (بطور عاریت چیز دینے والا) و مستعیر (عاریت پر (مانگ کر) چیز لینے والا) دونوں میں سے کوئی مرگیا تو طیاری تک زراعت کھیت میں رہے گی اور اُجرت مثل دی جائے گی اُجرت مثل پر زراعت کو کھیت میں رہنے دینے کا یہ مطلب ہے کہ قاضی نے ایسا حکم دیا ہو یا خود ان دونوں نے اس پر رضا مندی کرلی ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں میں لینے دینے کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہوا یہاں تک کہ فصل طیار ہوگئی تو کچھ اُجرت نہیں ملے گی۔ (23)

مسئلہ ۲۰: زمین غصب کرکے اُس میں زراعت بوئی اس کے لیے کوئی مدت نہیں دی جاسکتی نہ اُجرت پر نہ بغیر اُجرت بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ فوراً زراعت کاٹ کر کھیت خالی کردے۔ (24)

مسئلہ ۲۱: چوپایہ، اونٹ، گھوڑا، گدھا، خچر، بیل، بھینسا ان جانوروں کو کرایہ پر لے سکتے ہیں خواہ سواری کے لیے کرایہ پر لیں یا بوجھ لادنے کے لیے۔ اس لیے گھوڑے کو کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ اُنھیں کوتل رکھے (یعنی نمائش کے طور پر اپنے آگے چلائے) یا اِن جانوروں کو اپنے دروازہ پر باندھ رکھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس کے یہاں اتنے جانور ہیں۔ کپڑے کو پہننے کے لیے کرایہ پر لے سکتا ہے، اپنی دکان یا مکان سجانے کے لیے نہیں لے سکتا۔ مکان کو اس لیے کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ اُس میں نماز پڑھے گا۔ خوشبو کو اس لیے کرایہ پر لیا کہ اُسے سونگھے گا۔ قرآن مجید یا کتاب کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں شعرا کے دواوین (یعنی شاعروں کے کلام کے مجموعے) اور قصے کی کتابیں پڑھنے کے لیے اُجرت پر لینا ناجائز ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۲: سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا اور مالک نے کہہ دیا کہ جس کو چاہو سوار کرو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ خود سوار ہو یا دوسرے کو سوار کرائے جو سوار ہوا وہی متعین ہوگیا اب دوسرا نہیں سوار ہوسکتا اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا نہ سوار ہونے والے کی تعیین ہے نہ تعمیم تو اجارہ فاسد ہے یعنی سواری اور کپڑے میں یہ

---

(23) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۷، ص۵۲۲.
والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۵۴.

(24) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۵۵.

(25) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۷، ص۵۲۲.
والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ... إلخ، ج۹، ص۵۵.

ضرور ہے کہ سوار اور پہننے والے کو معین کردیا جائے یا تعمیم کردی جائے کہ جس کو چاہو سوار کرو جس کو چاہو کپڑا پہنا دو اور یہ نہ ہو تو اجارہ فاسد مگر اگر کوئی سوار ہو گیا یعنی خود وہ سوار ہوا یا دوسرے کو سوار کر دیا یا خود کپڑے کو پہنا یا دوسرے کو پہنا دیا تو اب وہ اجارہ صحیح ہو گیا۔(26)

مسئلہ ۲۳: سواری میں معین کر دیا تھا کہ فلاں شخص سوار ہوگا اور کپڑے میں معین کر دیا تھا کہ فلاں پہنے گا مگر ان کے سوا کوئی دوسرا شخص سوار ہوا یا دوسرے نے کپڑا پہنا اگر جانور ہلاک ہو گیا یا کپڑا پھٹ گیا تو مستاجر کو تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اُجرت کچھ نہیں ہے اور اگر جانور اور کپڑا ضائع وہلاک نہ ہوں تو نہ اُجرت ملے گی نہ تاوان۔ اور اگر دکان کو کرایہ پر دیا تھا کرایہ دار نے اُس میں لوہار کو بٹھا دیا اگر دکان گر جائے تاوان دینا ہوگا اور دکان سالم رہی تو کرایہ واجب ہوگا۔(27)

مسئلہ ۲۴: تمام وہ چیزیں جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے مختلف ہوں سب کا یہی حکم ہے کہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کون استعمال کریگا جیسے خیمہ کہ اسے کون نصب کریگا اور کس جگہ نصب کیا جائے گا اور اس کی میخیں کون گاڑے گا ان باتوں میں حالات مختلف ہیں۔(28)

مسئلہ ۲۵: خیمہ کی طنابین (خیمہ کی رسیاں) مالک کے ذمہ ہیں جس نے کرایہ پر دیا ہے اور اس کی میخیں مستاجر یعنی کرایہ دار کے ذمہ ہیں۔(29)

مسئلہ ۲۶: چھولداری (چھوٹا خیمہ) یا خیمہ دھوپ یا مینھ (بارش) میں بغیر اجازت مالک نصب کیا اور خراب ہو گیا تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اُجرت نہیں اور اگر سلامت ہے تو اُجرت واجب ہوگی۔(30)

مسئلہ ۲۷: خیمہ کے سایہ میں دوسرے لوگ بھی آرام لے سکتے ہیں مالک یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے دوسرے کو اس

---

(26) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۳۔

والدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۵۷۔

(27) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۳۔

والدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۵۷۔

(28) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۵۷۔

وحاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۴، ص۱۸۔

(29) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۴، ص۱۸۔

(30) رد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص۵۸۔

کے نیچے کیوں بیٹھنے دیا۔(31)

مسئلہ ۲۸: خیمہ کی چوبیں (بانس) یا رسیاں ٹوٹ گئیں کہ نصب نہیں ہوسکا کرایہ واجب نہ ہوا۔(32)

مسئلہ ۲۹: جن چیزوں کے استعمال میں اختلاف نہ ہو اُن میں یہ قید لگانا کہ فلاں شخص استعمال کرے بیکار ہے جس کو متعین کر دیا ہے وہ بھی استعمال کرسکتا ہے اور دوسرا بھی استعمال کرسکتا ہے مثلاً مکان میں یہ شرط لگانا کہ اس میں تم خود رہنا دوسرے کو نہ رہنے دینا یا تم تنہا رہنا یہ شرطیں باطل ہیں۔(33)

مسئلہ ۳۰: اگر اجارہ میں ایک نوع یا کسی خاص مقدار کی قید لگائی ہے اس کی مثل یا اس سے مفید استعمال جائز ہے اور اس سے مضر استعمال کی اجازت نہیں مثلاً ایک بوری گیہوں لادنے کے لیے جانور کو کرایہ پر لیا ایک بوری سے کم گیہوں یا ایک بوری جَو لادنا جائز ہے کہ یہ اُس سے زیادہ آسان اور ہلکا ہے اور ایک بوری نمک لادنا جائز نہیں کہ نمک گیہوں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عقد کے ذریعہ سے جب کسی خاص منفعت کا استحقاق ہو(یعنی حق حاصل ہو) تو وہ یا اُس کی مثل یا اُس سے کم درجہ کا حاصل کرنا جائز ہے اور زیادہ حاصل کرنا جائز نہیں مثلاً ایک من گیہوں لادنے کی اجازت ہے تو ایک من جَو لاد سکتا ہے اور ایک من روئی یا لوہا یا پتھر یا لکڑی نہیں لاد سکتا یا ایک من روئی لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور ایک من گیہوں لادا یہ بھی جائز نہیں۔(34)

مسئلہ ۳۱: جانور سواری کے لیے کرایہ پر لیا اُس پر خود سوار ہوا اور ایک دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھالیا اگر دوسرا ایسا ہے کہ اپنے آپ سواری پر رُک سکتا ہے اور جانور ہلاک ہوگیا تو نصف قیمت تاوان دے اس میں یہ نہیں لحاظ کیا جائے گا کہ اس کے سوار ہونے سے کتنا بوجھ زیادہ ہوا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ قیمت کو دونوں کے وزن پر تقسیم کرکے دوسرے کے وزن کے مقابل میں قیمت کا جو حصہ آئے وہ تاوان میں واجب ہو بلکہ نصف قیمت تاوان میں مطلقاً واجب ہوگی اور اگر اُس شخص نے اپنے پیچھے کسی بچہ کو بٹھالیا ہے جو خود اُس پر رک نہیں سکتا اور جانور ہلاک ہوگیا تو تاوان صرف اُتنا ہوگا جتنا اس کے سوار کرنے سے وزن میں اضافہ ہوا۔ یہ تفصیل اُس صورت میں ہے کہ جانور دونوں کو اُٹھا سکتا ہو اور اگر جانور میں اتنی طاقت نہ ہو کہ دونوں کو اُٹھا سکے تو ہر صورت میں پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔(35)

---

(31) المرجع السابق.

(32) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص۵۸.

(33) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۵۸.

(34) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۳، ۵۲۴.

(35) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۵۹.

مسئلہ ۳۲: گھوڑے کی گردن پر دوسرا آدمی بیٹھ گیا اور جانور ہلاک ہوگیا تو پوری قیمت کا تاوان دے اور اگر جانور پر خود سوار ہوا اور کوئی چیز بھی لاد لی اگرچہ یہ چیز مالک ہی کی ہو جبکہ اُس کی اجازت سے نہ لادی ہو اور جانور ہلاک ہوگیا تو وزن میں جتنا اضافہ ہوا اُس کا تاوان دے۔(36)

مسئلہ ۳۳: اس صورت میں کہ اپنے پیچھے دوسرے کو سوار کیا اگر وہ جانور منزل مقصود تک پہنچ کر ہلاک ہوا پوری اُجرت بھی دینی ہوگی اور تاوان بھی دینا پڑے گا اور اگر جانور سلامت رہا ہلاک نہ ہوا تو صرف اُجرت ہی دینی ہوگی۔ پھر ضمان کی سب صورتوں میں مالک کو اختیار ہے کہ مستاجر سے ضمان لے یا اُس سے جو اُسکے ساتھ سوار ہوا ہے اگر مستاجر سے لیا تو وہ اپنے ساتھی سے رجوع نہیں کرسکتا اور دوسرے سے لیا تو دو صورتیں ہیں اگر مستاجر نے اُس کو کرایہ پر سوار کیا ہے تو یہ مستاجر سے رجوع کرسکتا ہے اور مفت بٹھایا ہے تو نہیں۔(37)

مسئلہ ۳۴: جانور کو بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور جتنا لادنا ٹھہرا تھا اُس سے زیادہ لاد دیا تو جتنا زیادہ لادا ہے اُس کا تاوان دے مثلاً دو من ٹھہرا تھا اس نے تین من لاد دیا جانور کی ایک تہائی قیمت تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ اس نے خود لادا ہو اور اگر جانور کے مالک نے زیادہ لادا تو تاوان نہیں اور اگر دونوں نے مل کر لادا تو نصف تاوان یہ دے اور نصف جو مالک کے فعل کے مقابل میں ہے ساقط۔(38)

مسئلہ ۳۵: مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ پر لیے جاتے ہیں اُن پر عموماً دو شخص سوار ہوتے ہیں اور اپنا سامان بھی لادتے ہیں اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اُتنا ہی سامان لادیں جو متعارف ہے اُس سے زیادہ نہ لادیں اور اُس میں بھی بہتر یہ ہے کہ اپنا پورا سامان جمّال کو (اونٹ والے کو) دکھادیں۔(39)

مسئلہ ۳۶: جانور کے مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو کرایہ پر دینے کے بعد مستاجر کے ساتھ کچھ اپنا سامان بھی لاد دے مگر اُس نے اپنا سامان رکھ دیا اور جانور منزل مقصود تک پہنچ گیا تو مستاجر کو پورا کرایہ دینا ہوگا یہ نہ ہوگا کہ چونکہ اُس نے اپنا سامان بھی رکھ دیا ہے لہٰذا کرایہ سے اُس کی مقدار کم کی جائے۔ اور مکان میں یہ صورت ہو کہ مالک مکان نے ایک حصہ مکان میں اپنا سامان رکھا تو پورے کرایہ سے اُس حصہ کے کرایہ کی کمی کردی جائے گی۔(40)

---

(36) المرجع السابق، ص۶۰۔

(37) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۴۔

والدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۶۰۔

(38) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۶۱۔

(39) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۵۱۔

(40) رد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص۶۳۔

مسئلہ ۳۷: ہل جوتنے کے لیے بیل کرایہ پر لیا ایک بیگھہ (زمین کا ایک حصہ جس کی مقدار عموماً تین ہزار گز مربع ہوتی ہے) جوتنا ٹھہرا تھا اُس نے ڈیڑھ بیگھہ جوت لیا اور بیل ہلاک ہوگیا پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔ یوہیں چکی چلانے کے لیے بیل کرایہ پر لیا جتنے من پیسنا قرار پایا اُس سے زیادہ پیسا اور بیل ہلاک ہوا پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا ان دونوں صورتوں میں صرف زیادتی کے مقابل میں تاوان نہیں بلکہ پورا تاوان ہے۔(41)

مسئلہ ۳۸: سواری کے جانور کو مارنے اور زور زور سے لگام کھینچنے کی اجازت نہیں ہے ایسا کریگا توضمان دینا پڑے گا خصوصاً جانور کے چہرہ پر مارنے سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے کہ چہرہ پر مارنے کی ممانعت ہے۔(42) جب جانور کا یہ حکم ہے کہ اُس کے چہرہ پر نہ مارا جائے تو انسان کے چہرہ پر مارنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مسئلہ ۳۹: گھوڑا کرایہ پر لیا کہ زین کس کر سوار ہوگا تو ننگی پیٹھ پر سوار نہیں ہوسکتا اور نہ اُس پر کوئی سامان لاد سکتا ہے اور اُس کی پیٹھ پر لیٹ نہیں سکتا بلکہ اُس طرح سوار ہونا ہوگا، جو عادۃً سوار ہونے کا قاعدہ ہے۔(43)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص نے کسی جگہ غلہ پہنچانے کے لیے اجیر کیا (یعنی مزدور رکھا) اور راستہ معین کردیا کہ اس راستہ سے لیجانا، اجیر دوسرے راستہ سے لے گیا اگر دونوں راستے یکساں ہیں یعنی دونوں کی مسافت میں بھی تفاوت نہیں ہے اور دونوں پر امن ہیں تو جس راستے سے چاہے لیجائے اور اگر دوسرا پر خطر ہے یا اس کی مسافت زیادہ ہے تو لے جانے والا ضامن ہے۔ یوہیں اگر جانور کرایہ پر لیا اور مالکِ جانور نے راستہ معین کردیا ہے اس میں بھی دونوں صورتیں ہیں۔ اور اگر مالکِ غلہ نے اجیر سے خشکی کے راستہ سے لیجانے کو کہہ دیا تھا وہ دریائی راستہ سے لے گیا تو ضامن ہے اور اگر خشکی کا راستہ معین نہیں کیا اور دریائی راستہ سے لے گیا تو ضامن نہیں اور منزلِ مقصود تک اجیر نے سامان پہنچادیا تو اُجرت کا مستحق ہے۔(44)

مسئلہ ۴۱: گیہوں بونے کے لیے زمین اجارہ پر لی (یعنی کرایہ پر لی) اُس میں ترکاریاں بودیں جس سے زمین خراب ہوگئی اس کے متعلق متقدمین نے یہ حکم دیا ہے کہ یہ شخص غاصب ہے اس کے فعل سے زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا اُس کا تاوان دے اور زمین کی جو کچھ اُجرت قرار پائی تھی نہیں لی جائے گی مگر متاخرین یہ فرماتے ہیں کہ زمین وقف

---

(41) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص ۶۳.

(42) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص ۶۴.

(43) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص ۶۶.

(44) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۲، ص ۲۳۶.

و ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص ۶۷.

اور زمین یتیم ہیں اور وہ زمین جو منافع حاصل کرنے کے لیے ہے جیسے زمینداروں کے یہاں کی عموماً زمین اسی لیے ہوتی ہے کہ کاشتکاروں کو لگان پر دی (ٹھیکے پر دی) جائے ان میں اُجرتِ مثل لی جائے۔ اور اگر کاشتکار نے وہ بویا جس میں ضرر (نقصان) کم ہے مثلاً ترکاری بونے کے لیے زمین لی تھی اور گیہوں بوئے تو اس صورت میں جو لگان قرار پایا ہے وہ دے۔(45)

مسئلہ ۴۲: درزی کو اچکن (شیروانی، ایک قسم کا مردانہ لباس) سینے کے لیے کپڑا دیا اُس نے کرتہ سی دیا درزی سے اپنے کپڑے کی قیمت لے لے اور وہ سلا ہوا کپڑا اُسی کے پاس چھوڑ دے اور کپڑے والے کو یہ بھی اختیار ہے کہ کرتہ لے لے اور اُس کی واجبی سلائی دیدے مگر یہ اُجرتِ مثل اگر اُس سے زیادہ ہے جو مقرر ہوئی تو وہی دے گا جو مقرر ہوئی یہی حکم اُس صورت میں ہے کہ کرتہ سینے کو کہا تھا اُس نے پاجامہ سی دیا۔(46)

مسئلہ ۴۳: درزی سے کہہ دیا کہ اتنا لمبا اور اتنا چوڑا ہوگا اور اتنی آستین ہوگی مگر سی کر لایا تو اُس سے کم ہے جتنا بتایا اگر ایک آدھ اونگل کم ہے معاف ہے اور زیادہ کم ہے تو اُسے تاوان دینا پڑے گا۔(47)

مسئلہ ۴۴: درزی سے کہا اس کپڑے میں میری قمیص ہو جائے تو اسے قطع کر کے اتنے میں سی دو اُس نے کپڑا کاٹ دیا اب کہتا ہے کہ اس میں تمھاری قمیص نہیں ہوگی درزی کو تاوان دینا ہوگا۔(48)

مسئلہ ۴۵: درزی سے پوچھا اس کپڑے میں میری قمیص ہو جائے گی اُس نے کہا ہاں اس نے کہا اسے قطع کردو قطع کرنے کے بعد درزی کہتا ہے قمیص نہیں ہوگی اِس صورت میں درزی پر تاوان نہیں کہ مالک کی اجازت سے اس نے کاٹا اور اُس کی اجازت میں شرط بھی نہیں ہے کہ قمیص ہوسکے تب قطع کرو۔ اور اگر صورت مذکورہ میں درزی کے ہاں کہنے کے بعد مالک نے یوں کہا ہوتا کہ تو کاٹ دو یا تو اب قطع کردو تو بیشک درزی کے ذمہ تاوان ہے کہ اس لفظ (تو) کے زیادہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ قطع کرنے کی اجازت اِس شرط سے ہے کہ قمیص ہو جائے۔(49)

مسئلہ ۴۶: رنگریز (کپڑے رنگنے والے) کو سُرخ رنگنے کے لیے کپڑا دیا اُس نے زرد رنگ دیا مالک کو اختیار

---

(45) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص۶۸

(46) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۹۔

(47) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۶۹۔

(48) المرجع السابق، ص۷۰۔

(49) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۹۔
وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ...إلخ، ج۹، ص۷۰۔

ہے اُس سے سفید کپڑے کی قیمت لے یا وہی کپڑا لے لے اور رنگ کی وجہ سے جو کچھ زیادتی ہوئی ہے وہ دیدے اور اس صورت میں رنگنے کی اُجرت نہیں ملے گی اور اگر وہی رنگ رنگا جس کو اس نے کہا تھا مگر خراب کر دیا اگر زیادہ خرابی نہیں ہے تو ضمان واجب نہیں اور بہت زیادہ خراب کر دیا ہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان دے۔(50)

مسئلہ ۴۷: مہر کن (انگوٹھی وغیرہ پر نام لکھنے والے) کو انگوٹھی دی کہ اس پر میرا نام کھود دو (یعنی لکھو) اُس نے دوسرا نام کھود دیا مالک کو اختیار ہے انگوٹھی کا تاوان لے یا وہ اپنی انگوٹھی لے لے اور کھودائی کی اُجرت (لکھائی کی اُجرت) مثل دیدے جو طے شدہ اُجرت سے زیادہ نہ ہو۔(51)

مسئلہ ۴۸: بڑھئی (لکڑی کا کام کرنے والے) کو دروازہ نقش کرنے کے لیے دیا جیسا نقش بتایا تھا ویسا نہیں کیا اگر تھوڑا فرق ہے تو کچھ نہیں اور زیادہ فرق ہے تو مالک کو اختیار ہے اپنے دروازہ کی قیمت اُس سے لے یا دہ دروازہ لے کر اُجرت مثل دیدے۔(52)

مسئلہ ۴۹: سواری کے لیے کرایہ پر جانور لیا اُسے کھڑا کر کے نماز پڑھنے لگا وہ جانور بھاگ گیا یا کوئی لے گیا اس نے جاتے یا لے جاتے دیکھا اور نماز نہیں توڑی ضمان دینا ہوگا۔(53)

مسئلہ ۵۰: کرایہ کی سواری پر جا رہا تھا راستہ میں خبر ملی کہ اِس راستہ پر چور ڈاکو ہیں باوجود اس کے یہ اُسی راستہ سے گیا چوروں نے وہ جانور چھین لیا اگر باوجود اُس خبر کے لوگ اُس راستہ سے جا رہے تھے تو ضامن نہیں ورنہ ضامن ہے۔(54)

مسئلہ ۵۱: جس جگہ کے لیے جانور کو کرایہ پر لیا تھا وہاں سے آگے لے گیا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان دینا ہوگا۔(55)

مسئلہ ۵۲: کسی شخص کو اپنی دکان پر کام کرنے کے لیے رکھا یا کسی بازاری آدمی کو کوئی چیز بیچنے کے لیے دی یہ اُجرت مانگتے ہیں تو وہاں کا جو عرف (رواج) ہو اُس کے موافق کیا جائے۔(56)

---

(50) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۷، ص۵۲۹۔

(51) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع والعشرون فی مسائل الضمان بالخلاف...إلخ، ج۴، ص۴۹۵۔

(52) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع والعشرون فی مسائل الضمان بالخلاف...إلخ، ج۴، ص۴۹۵۔

(53) المرجع السابق، ص۴۹۷۔

(54) المرجع السابق۔

(55) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۷۰۔

(56) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ...إلخ، ج۹، ص۷۰۔

مسئلہ ۵۳: اپنے لڑکے کو کاریگر کے پاس کام سکھانے کے لیے بٹھا دیا اور شرط کرلی کہ ماہوار اتنا دیا کریگا یہ جائز ہے اور اگر کچھ نہیں طے ہوا جب لڑکا کام سیکھ گیا تو اُستاد اپنی اُجرت مانگتا ہے اور لڑکے کا باپ یہ کہتا ہے تمھارے یہاں لڑکے نے اتنے دنوں کام کیا اس کی اُجرت دو اس کے متعلق وہاں کا عرف دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ اُستاد کو اُجرت دی جائے تو اُس کو اُجرتِ مثل دی جائے اور اگر عرف یہ ہے کہ اُستاد اُن بچوں کو دیا کرتے ہیں جو انکے یہاں کام سیکھتے ہیں تو اُستاد دے۔(57)

مسئلہ ۵۴: کرایہ والا سامان لادکر پہنچانے لے جارہا تھا راستہ میں اسے لوگوں نے ڈرا دیا کہ اِدھر جانے میں خطرہ ہے وہاں سے واپس لایا اُسے مزدوری نہیں ملے گی بلکہ اس کو پہنچانے پر مجبور کیا جائے گا۔(58)

مسئلہ ۵۵: بار برداری کے لیے (بوجھ لادنے کے لئے) جانور کرایہ پر لیا تھا وہ جانور بیمار ہوگیا اس وجہ سے اُتنا بوجھ نہیں لادا جتنا لادنا قرار پایا تھا بلکہ اُس سے کم لادا اس کی وجہ سے اُجرت میں کمی نہیں ہوگی بلکہ جتنی ٹھہری تھی دینی ہوگی۔(59)

مسئلہ ۵۶: مکان کرایہ پر لیا تھا اُس میں سے کچھ حصہ گر گیا اگر اب بھی قابلِ سکونت (رہائش کے قابل) ہے اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر قابل سکونت نہ رہا فسخ کرسکتا ہے مگر فسخ نہیں کیا تو کرایہ دینا ہوگا اور اجارہ فسخ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مالک مکان کے سامنے فسخ کرے اور اگر مکان بالکل گر گیا تو اُس کی عدم موجودگی میں بھی فسخ کرسکتا ہے مگر بغیر فسخ کیے اپنے آپ فسخ نہیں ہوگا۔(60)

مسئلہ ۵۷: مکان گر گیا تھا اور فسخ کرنے سے پہلے مالک مکان نے ویسا ہی بنادیا تو مستاجر (کرایہ دار) کو فسخ کرنے کا اختیار باقی نہیں رہا اور اگر ویسا نہیں بنایا بلکہ کم درجہ کا بنایا تو اب بھی فسخ کرنے کا اختیار باقی ہے۔(61)

مسئلہ ۵۸: جو چیز اُجرت پر لی اور معلوم ہے کہ کچھ دن سال میں ایسے بھی ہیں کہ چیز بیکار رہے گی مثلاً حمام کو کرایہ پر لیا جو گرمیوں میں چالو نہیں رہے گا اس میں یہ شرط کردی کہ سال میں دو ماہ کا کرایہ نہیں ہوگا اس شرط سے اجارہ فاسد ہو جائے گا اور اگر یہ شرط کی کہ جتنے دنوں بیکار رہے گا اُس کا کرایہ نہیں دیا جائے گا تو اجارہ صحیح ہے اور شرط بھی

---

(57) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۹، ص۷۰.

(58) المرجع السابق، ص۷۱.

(59) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، ج۹، ص۷۱.

(60) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز۔۔۔إلخ، مطلب: خوفہ من اللصوص۔۔۔إلخ، ج۹، ص۷۲.

(61) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ، مطلب: خوفہ من اللصوص۔۔۔إلخ، ج۹، ص۷۲، ۷۳.

صحیح۔(62)

✿✿✿✿✿

(62) الدرالمختار،کتاب الاجارۃ،باب مایجوز من الاجارۃ۔۔۔إلخ،ج۹،ص۷۳۔

دایہ کے اجارہ کا بیان

مسئلہ ۱: دایہ یعنی دودھ پلانے والی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے اور اس کے لیے وقت مقرر کرنا بھی ضروری ہوگا یعنی اتنے دنوں کے لیے یہ اجارہ ہے اور دایہ سے کھانے کپڑے پر اجارہ کیا جاسکتا ہے یعنی اُس سے کہا کہ کھانا کپڑا لیا کر اور بچہ کو دودھ پلا اور اس صورت میں متوسط درجہ کا کھانا دینا ہوگا اور کپڑے کی مقدار و جنس وصفت بیان کرنی ہوگی اور اس کی مدت بھی بیان کرنی ہوگی کہ کب دیا جائے گا اس صورت میں اگرچہ جہالت ہے (یعنی اُجرت متعین نہیں ہے) مگر یہ جہالت باعثِ نزاع (جھگڑے کا سبب) نہیں ہے کیونکہ بچہ پر شفقت والدین کو مجبور کرتی ہے کہ دایہ کے کھانے کپڑے میں کمی نہ کی جائے۔(1)

مسئلہ ۲: کسی جانور کو دودھ پینے کے لیے اُجرت پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں درخت کو پھل کھانے کے لیے اُجرت پر لیا یہ بھی ناجائز ہے اس صورت میں جتنا دودھ دوہا ہے یا جتنے پھل کھائے ہیں اُن کی قیمت دینی ہوگی۔(2)

مسئلہ ۳: اگر دایہ سے یہ شرط طے پائی ہے کہ بچہ کے والدین کے گھر میں وہ دودھ پلائے تو یہیں اُس کو پلانا ہوگا اپنے گھر نہیں لے جاسکتی مگر جبکہ کوئی عذر ہو مثلاً وہ بیمار ہوگئی کہ یہاں نہیں آسکتی اور اگر یہاں پلانے کی شرط نہیں ہے تو وہ بچہ کو اپنے گھر لے جاسکتی ہے ان کو یہ حق نہیں کہ یہاں رہنے پر اُسے مجبور کریں ہاں اگر وہاں کا یہی عرف (رواج) ہے کہ دایہ بچہ کے باپ کے گھر آ کر دودھ پلاتی ہے یا یہیں رہتی ہے تو بغیر شرط بھی دایہ کو اس رواج کی پابندی کرنی ہوگی۔(3)

مسئلہ ۴: دایہ کا کھانا بچہ کے باپ کے ذمہ نہیں ہے جبکہ اجارہ میں مشروط نہ ہو اور مشروط ہو تو دینا ہوگا کپڑے کا بھی یہی حکم ہے۔(4)

مسئلہ ۵: دایہ کا شوہر اُس سے وطی (ہمبستری) کرسکتا ہے مستاجر (اُجرت پر رکھنے والا) اُسے اِس اندیشہ سے منع نہیں کرسکتا کہ وطی سے حمل رہ جائے گا تو دودھ کیوں کر پلائے گی مگر مستاجر کے گھر میں نہیں کرسکتا بلکہ اُس کے مکان

---

(1) الھدایۃ، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۳۹.

(2) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب مایجوز...الخ، مطلب: فی حدیث دخولہ علیہ الصلوۃ والسلام الحمام، ج۹، ص۸۹.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی إجارۃ الظئر، ج۴، ص۴۳۱.

(4) المرجع السابق، ص۴۳۲.

میں بغیر اجازت داخل بھی نہیں ہوسکتا۔(5)

مسئلہ ۶: دایہ کے شوہر کو مطلقاً یہ حق حاصل ہے کہ اس اجارہ کو فسخ کردے خواہ اس اجارہ سے اُسکے شوہر کی بدنامی ہو مثلاً وہ شخص ذی عزت ہے اور اُس کی عورت کا اجارہ پر دودھ پلانا باعثِ ذلت ہے یا اس اجارہ میں اُس کی بدنامی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں بھی شوہر کے بعض حقوق تلف (ضائع) ہوتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اُس شخص کا اس عورت کا شوہر ہونا معلوم و مشہور ہو اور اگر محض دونوں کے اقرار سے ہی یہ معلوم ہوا کہ یہ میاں بی بی ہیں اُن کا نکاح ظاہر نہ ہوتو اس شوہر کو فسخِ اجارہ کا (یعنی اجارے کو ختم کرنے کا) اختیار نہیں۔(6)

مسئلہ ۷: دایہ بیمار ہوگئی کہ اُس کا دودھ بچہ کو مضر ہوگا یا وہ حاملہ ہوگئی کہ اس کا بھی دودھ مضر ہے تو مستاجر اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے بلکہ یہ خود بھی اجارہ کو فسخ کرسکتی ہے کہ دودھ پلانا اسے بھی مضر ہے۔ یوہیں اگر بچہ کے گھر والے اسے ایذا دیتے ہوں یا اس کی عادت دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانے کی نہیں ہے یالوگ اسے عار دلاتے ہوں تو اجارہ کو فسخ کرسکتی ہے مگر جبکہ وہ بچہ نہ دوسری عورت کا دودھ پیتا ہو نہ غذا کھاسکتا ہو تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔(7)

مسئلہ ۸: دایہ اگر بدکار عورت ہے یا بدزبان ہے یا چوری کرتی ہے یا بچہ اس کا دودھ ڈال دیتا ہے یا اس کی چھاتی موںھ میں نہیں لیتا یا وہ لوگ سفر میں جانا چاہتے ہیں اور یہ اُن کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہے یا بہت دیر دیر تک غائب رہتی ہے ان سب وجوہ سے اجارہ کو فسخ کرسکتے ہیں۔(8)

مسئلہ ۹: بچہ مرگیا یا دایہ مرگئی اجارہ فسخ ہوگیا بچہ کے باپ کے مرنے سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: دایہ کے ذمہ یہ کام بھی ہیں۔ بچہ کا ہاتھ موںھ دھلانا، اُس کو نہلانا، کپڑے پر پیشاب پاخانہ لگا ہوتو اسے دھونا، بچہ کو تیل لگانا اور اُس کو یہ بھی کرنا ہوگا کہ ایسی چیز نہ کھائے جس سے بچہ کو ضرر پہنچے۔(10)

مسئلہ ۱۱: دایہ نے بکری کا دودھ بچہ کو پلادیا یا اُسے غذا کھلائی یعنی اپنا دودھ پلانے کی جگہ یہ کیا تو اُجرت کی مستحق نہیں ہوگی کہ اُس کا اصلی کام دودھ پلانا ہے۔(11)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۰.

(6) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۰.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: فی حدیث دخولہ علیہ الصلاۃ والسلام الحمام، ج۹، ص۹۰.

(8) المرجع السابق.

(9) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۱.

(10) المرجع السابق.

(11) الھدایۃ، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۴۰.

مسئلہ ۱۲: دایہ نے اپنی خادمہ سے دودھ پلوایا یا کسی دوسری عورت کو اِس بچہ کے دودھ پلانے کے لیے نوکر رکھ اس نے دودھ پلایا اِس صورت میں اُجرت کی مستحق ہوگی کہ دوسری عورت کا اس کے حکم سے دودھ پلانا گویا اسی کا پلانا ہے مگر جبکہ اس کو نوکر رکھتے وقت یہ شرط ہو کہ خود تجھی کو دودھ پلانا ہوگا تو دوسری عورت کا نہیں پلوا سکتی اور ایسا کرے گی تو اُجرت کی مستحق نہیں ہوگی۔(12)

مسئلہ ۱۳: ایک جگہ بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی اور ان لوگوں کی لاعلمی میں اُس نے دوسری جگہ بھی بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کر لی اور دونوں بچوں کو تا اختتامِ مدت دودھ پلاتی رہی اُس کو ایسا کرنا ناجائز و گناہ ہے مگر دونوں جگہ سے اپنی پوری اُجرت جو مقرر ہوئی ہے لینے کی مستحق ہے یہ نہیں ہوگا کہ دونوں نصف نصف اُجرت دیں۔ ہاں اگر ناغے کیے ہیں تو ان دنوں کی اُجرت کم کی جاسکتی ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص کے دو بچے ہیں دونوں کو دودھ پلانے کے لیے ایک دایہ کو نوکر رکھا ان میں سے ایک بچہ مر گیا تو دایہ اب سے نصف اُجرت کی مستحق ہوگی کہ جو بچہ مر گیا اُسکے حق میں اجارہ بھی نہ رہا۔(14)

مسئلہ ۱۵: دایہ کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ بچہ کے والدین کا کام کرے بطور تبرع و احسان کر دے تو اُس کی خوشی اس عقد کی وجہ سے اُس پر لازم نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: دایہ کے عزیز و اقارب اُس سے ملنے کو آئیں تو صاحب خانہ اُن کو یہاں ٹھہرنے سے منع کر سکتا ہے۔ یوہیں بغیر اجازتِ صاحب خانہ اُن لوگوں کو یہاں کا کھانا بھی نہیں کھلا سکتی اور یہ اپنے عزیزوں کے یہاں جانا چاہتی ہو تو جانے سے منع کر سکتے ہیں جبکہ اس کا جانا بچہ کے لیے مضر ہو۔(16)

مسئلہ ۱۷: حاجت کے وقت دایہ یہاں سے وقتاً فوقتاً جا سکتی ہے مگر دیر دیر تک باہر نہیں رہ سکتی اس سے اُس کو روک دیا جائے گا کہ یہ بچہ کے لیے مضر ہے۔(17)

---

(12) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹،ص۹۲۔

والبحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۸،ص۴۱۔

(13) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: فیحدیث دخولہ علیہ الصلاۃ والسلام الحمام، ج۹،ص۹۲۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج۴،ص۴۳۳۔

(15) المرجع السابق، ص۴۳۲۔

(16) المرجع السابق، ص۴۳۳

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج۴،ص۴۳۳۔

مسئلہ ۱۸: بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لیے اُجرت پر مقرر کیا اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ نکاح میں ہے تو یہ اجارہ ناجائز ہے اور طلاق دینے کے بعد یہ اجارہ ہوا اور طلاق بھی رجعی ہے تو یہ اجارہ بھی ناجائز ہے اور طلاق بائن کے بعد اجارہ ہوا تو جائز ہے اور اگر وہ بچہ اس شخص کا دوسری عورت سے ہے تو اپنی اُس عورت سے جو اس بچہ کی ماں نہیں ہے اُجرت پر دودھ پلوا سکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لیے اُجرت پر رکھا اُس نے کسی سے نکاح کر لیا تو اس کی وجہ سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔(19)

مسئلہ ۲۰: اپنے محارم میں سے کسی عورت کو دودھ پلانے کے لیے اجیر رکھنا جائز ہے مثلاً اپنی ماں یا بہن یا لڑکی کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے مقرر کیا۔(20)

مسئلہ ۲۱: کہیں سے پڑا ہوا بچہ اُٹھالایا اور اس کے لیے دایہ مقرر کی تو دایہ کی اُجرت خود اسی پر واجب ہوگی اور یہ شخص مُتَبَرِّع (یعنی احسان کرنے والا) ہے کہ اس کو رجوع نہیں کر سکتا۔(21)

مسئلہ ۲۲: یتیم بچہ کے لیے مال ہو تو رضاع کے مصارف (دودھ پلانے کے اخراجات) اُس کے اپنے مال سے دیے جائیں اور مال نہ ہو تو جس کے ذمہ اُس کا نفقہ (کھانے پینے، کپڑے، رہائش وغیرہ کے اخراجات) ہو اُسی کے ذمہ یہ بھی ہیں اور اگر کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہو تو بیت المال سے دیے جائیں۔(22)

مسئلہ ۲۳: دایہ کو سو روپے پر ایک سال دودھ پلانے کے لیے مقرر کیا اور یہ شرط کر لی کہ بچہ اثناء سال میں (دورانِ سال) مر جائے گا جب بھی اُس کو سو ہی دیے جائیں گے اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو گیا لہٰذا اگر بچہ مر گیا تو جتنے دنوں اُس نے دودھ پلایا ہے اُس کی اُجرتِ مثل ملے گی اور اگر سال بھر کے لیے اس شرط کے ساتھ مقرر کیا کہ صرف پہلے مہینہ کے مقابل میں یہ سو روپے ہیں اور اس کے بعد سے سال کی بقیہ مدت میں مفت پلائے گی یہ اجارہ بھی فاسد ہے اگر دو ڈھائی مہینہ دودھ پلانے کے بعد بچہ مر گیا تو اُجرتِ مثل دی جائے گی جو اس مقرر شدہ سے زائد نہ ہو۔(23)

---

(18) المرجع السابق، ص ۴۴۴۔

(19) المرجع السابق۔

(20) المرجع السابق۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج ۴، ص ۴۴۴۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج ۴، ص ۴۴۴۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج ۴، ص ۴۴۴۔

مسئلہ ۲۴: مسلمان نے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے کسی کافرہ کو مقرر کیا یا ایسی عورت کو مقرر کیا جو صحیح النسب نہ ہو یہ جائز ہے یعنی اجارہ صحیح ہے۔(24) مگر تجربہ سے یہ امر ثابت کہ دودھ کا اثر بچہ میں ضرور پیدا ہوتا ہے اور شرع مطہر نے بھی اس سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ دودھ کی وجہ سے رشتہ قائم ہوجانا قرآن سے ثابت اور حدیث نے بھی بتایا کہ رضاعت سے ویسا ہی رشتہ پیدا ہوجاتا ہے جس طرح نسب سے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ کے بھی اثرات ہوتے ہیں لہٰذا دودھ پلانے کے لیے جو عورت اختیار کی جائے اُس کے صلاح وتقویٰ کا لحاظ کیا جائے تاکہ بچہ میں بدعورت کے بُرے اثرات نہ پیدا ہوں۔ دوسرا امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ دایہ کی صحبت میں بچہ رہتا ہے اور بچہ کی تربیت دایہ کے ذمہ ہوتی ہے اور تربیت وصحبت کے بداثرات کا انکار بدیہی (روشن و واضح) بات کا انکار ہے اور بچپن میں جو خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں اُن کا زائل ہونا نہایت دشوار ہوتا ہے لہٰذا ان کو نظر انداز کرنا مصالح کے خلاف (مصلحتوں کے خلاف) ہے اگرچہ اجارہ صحیح ہوجائے گا۔

مسئلہ ۲۵: بچہ کو دودھ پلانے کے لیے بکری کو اجارہ پر لیا یا بکری کا بچہ ہے اس کو دودھ پلانے کے لیے بکری کو اجارہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔(25)

---

(24) المرجع السابق۔

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب العاشر فی اجارۃ الظئر، ج۴، ص۴۴۳۔

اجارہ فاسدہ کا بیان

مسئلہ ۱: عقد فاسد وہ ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع (شریعت کے مطابق) ہے مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے نامشروع (ناجائز) ہے اور اگر اصل ہی کے اعتبار سے خلاف شرع ہے تو وہ باطل ہے مثلاً مردار یا خون کو اُجرت قرار دیا یا خوشبو کو سونگھنے کے لیے اُجرت پر لیا یا بت بنانے کے لیے کسی کو اجیر رکھا کہ ان سب صورتوں میں اجارہ باطل ہے۔ اجارہ فاسدہ کی مثال یہ ہے کہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط ذکر کی جس کو عقد اجارہ مقتضی نہ ہو اسی کی صورتیں یہاں ذکر کی جائیں گی۔(1)

مسئلہ ۲: اجارہ باطل میں اگر چیز کو استعمال کیا اور وہ کام کر دیا جس کے لیے اجارہ ہوا جب بھی اُجرت واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ چیز اسی لیے ہے کہ کرایہ پر دی جائے مگر مالِ وقف اور مالِ یتیم کو اگر اجارہ باطلہ کے طور پر دیا اور مستاجر نے منفعت حاصل کر لی تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی۔(2)

مسئلہ ۳: اجارہ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ اس استعمال کرنے پر اُجرت مثل لازم ہوگی اور اس میں تین صورتیں ہیں اگر اُجرت مقرر ہی نہیں ہوئی یا جو مقرر ہوئی معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں جو کچھ اُجرت مثل ہو دینی ہوگی اور اگر اُجرت مقرر ہوئی اور وہ معلوم بھی ہے تو اُجرت مثل اُسی وقت دی جائے گی جب وہ مقرر سے زیادہ نہ ہو اور اگر مقرر سے اُجرت مثل زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دی جائے گی اُس سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔(3)

مسئلہ ۴: اجارہ فاسدہ میں محض قبضہ کرنے سے منافع کا مالک نہیں ہوگا اور بیع فاسد میں قبضہ کرنے سے مبیع (بیچی گئی چیز) کا مالک ہو جاتا ہے مشتری (خریدار) کے تصرفات قبضہ کے بعد نافذ ہو جاتے ہیں مستاجر (کرایہ پر لینے والا) قبضہ کر کے اُسے اجارہ پر دیدے یہ نہیں کر سکتا اور اگر اس نے اجارہ پر دے ہی دیا تو اُجرت مثل لازم ہوگی یعنی مستاجر اول مالک کو اُجرت مثل دے گا یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ غاصب ہے اور انتفاع کے مقابل میں اس سے اُجرت نہ لی جائے۔(4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۷۵۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۷۶۔

(3) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۷، ص۵۲۹۔۵۳۱، وغیرہ۔

(4) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۷۶۔

مسئلہ ۵: جو شرطیں مقتضائے عقد کے خلاف ہیں اُن سے عقدِ اجارہ فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا جو شرطیں بیع کو فاسد کرتی ہیں اجارہ کو بھی فاسد کرتی ہیں کیونکہ اجارہ بھی ایک قسم کی بیع ہے فرق یہ ہے کہ بیع میں چیز بیچی جاتی ہے اور اجارہ میں چیز کی منفعت بیچی جاتی ہے۔(5)

مسئلہ ۶: جہالت سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں جو چیز اُجرت پر دی جائے وہ مجہول ہو یا منفعت کی مقدار مجہول ہو یعنی مدت بیان میں نہیں آئی مثلاً مکان کتنے دنوں کے لیے کرایہ پر دیا یا اُجرت مجہول ہو یعنی یہ نہیں بیان کیا کہ کرایہ کیا ہوگا یا کام مجہول ہو یہ نہیں بیان کیا کہ کیا کام لیا جائے گا مثلاً جانور میں یہ نہیں بیان کیا کہ بار برداری کے لیے ہے یا سواری کے لیے۔(6)

مسئلہ ۷: جانور کرایہ پر لیا اور یہ شرط ہے کہ اس کو دانہ گھاس مستاجر دے گا یہ اجارہ فاسد ہے کہ جانور کا چارہ مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر کے ذمہ کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔ یوہیں مکان کرایہ پر دیا اور شرط یہ ہے کہ اس کی مرمت مستاجر کے ذمہ ہے یا مکان کا ٹیکس مستاجر کے ذمہ ہے یہ اجارہ بھی فاسد ہے کہ ان چیزوں کا تعلق مالک سے ہے مستاجر کے ذمہ شرط کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔(7)

مسئلہ ۸: جو چیز اجارہ پر دی ہے وہ شائع ہے اس سے بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے مثلاً اس مکان کا نصف حصہ کرایہ پر دیا کہ نصف مکان جزو شائع ہے یا ایک مکان مشترک ہے اس نے اپنا حصہ غیر شریک کو کرایہ پر دیا یا مکان میں تین شخص شریک ہیں اس نے اپنا حصہ ایک شریک کو کرایہ پر دیا سب صورتیں ناجائز ہیں اور اجارہ فاسد ہے۔(8)

مسئلہ ۹: اگر اجارہ کے وقت شیوع نہ تھا بعد میں آگیا تو اس سے اجارہ فاسد نہیں ہوگا مثلاً پورا مکان اجارہ پر دیا تھا پھر اُس کے ایک جزو شائع میں فسخ کر دیا اِس شیوع سے اجارہ فاسد نہیں ہوا۔(9)

مسئلہ ۱۰: جو چیز اُجرت میں ذکر کی گئی وہ مجہول ہے مثلاً اس کام کی اُجرت ایک کپڑا ہے یا اس میں بعض مجہول ہے مثلاً اتنا کرایہ اور مکان کی مرمت تمھارے ذمہ کہ اس صورت میں مرمت بھی کرایہ میں داخل ہے اور چونکہ معلوم نہیں مرمت میں کیا صرف ہوگا لہٰذا پورا کرایہ مجہول ہو گیا۔(10)

---

(5) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۷، ص۵۳۰۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس عشر فی بیان ما یجوز، ج۴، ص۴۳۹۔

(7) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۷۸۔

(8) المرجع السابق، ص۷۹۔

(9) المرجع السابق، ص۷۹۔

(10) المرجع السابق، ص۸۰۔

اجارہ کے اوقات

مسئلہ ۱۱: اجارہ کی میعاد اگر یکم تاریخ سے شروع ہوتی ہوتو مہینہ میں چاند کا اعتبار ہوگا یعنی دوسرا چاند ہوگیا مہینہ پورا ہوگیا اور اگر درمیان ماہ سے مدت شروع ہوتی ہے تو تیس دن کا مہینہ لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کئی ماہ کے لیے مکان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تو پہلی صورت میں چاند سے چاند تک اور دوسری صورت میں ہر مہینہ تیس تیس دن کا لیا جائے گا بلکہ ایک سال کے یے یا کئی سال کے لیے کرایہ پر لیا تو پہلی صورت میں ہلال (چاند) کے بارہ ماہ اور دوسری صورت میں تین سو ساٹھ دن کا سال شمار ہوگا۔(1)

مسئلہ ۱۲: یوں اجارہ پر لیا کہ ہر ماہ ایک روپیہ کرایہ اور یہ نہیں ٹھہرا کہ کتنے مہینوں کے لیے کرایہ پر لینا دینا ہوا تو صرف پہلے مہینہ کا اجارہ صحیح ہے اور باقی مہینوں کا فاسد پہلا مہینہ ختم ہوتے ہی پہلی ہی تاریخ میں ہر ایک اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے اور پہلی تاریخ میں فسخ نہیں کیا تو اب اس مہینہ میں خالی نہیں کراسکتا اور اگر مہینوں کی تعداد ذکر کردی ہے مثلاً چھ ماہ کے لیے اجارہ ہوا تو اجارہ صحیح ہے۔(2)

مسئلہ ۱۳: ایک سال کے لیے مکان کرایہ پر لیا اور یہ ٹھہرا کہ ہر ماہ کا ایک روپیہ کرایہ ہے یہ جائز ہے اور اگر مہینہ کا کرایہ نہیں بیان کیا صرف یہ ٹھہرا کہ ایک سال کا کرایہ دس روپے یہ بھی جائز ہے دونوں صورتوں میں اندرون سال بلا عذر کوئی بھی اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا۔(3)

مسئلہ ۱۴: ایک دن کے لیے مزدور رکھا تو کس وقت سے کس وقت تک کام کریگا اس کے متعلق وہاں کا عرف (رواج) دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب تک کام کرے تو اس کو بھی کرنا ہوگا اور اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے عصر تک کام کرے تو یہ لیا جائے گا اور اگر دونوں قسم کا رواج ہے تو غروب تک کام کرنا ہوگا کیونکہ اجارہ میں دن کہا ہے اور دن غروب پر ختم ہوتا ہے۔(4) ہندوستان میں اس کے متعلق مختلف قسم کے عرف ہیں معماروں (تعمیراتی کام کرنے والوں) کے متعلق یہ عرف ہے کہ انھیں بارہ بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے کی کھانے کے

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث فی الاوقات...إلخ، ج۴، ص۴۱۵، ۴۱۶.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث فی الاوقات...إلخ، ج۴، ص۴۱۶.

(3) المرجع السابق.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث فی الاوقات...إلخ، ج۴، ص۴۱۶.

لیے اور کچھ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے چھٹی دی جاتی ہے اور اسی وقت میں جو اُن میں نمازی ہوتے ہیں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور شام کو غروب آفتاب پر یا اس سے کچھ قبل کام ختم کیا جاتا ہے اور صبح کو گھنٹا پون گھنٹا دن نکلنے کے بعد کام شروع ہوتا ہے بالجملہ مزدوروں کے کام کے اوقات وہی ہوں گے جو وہاں کا عرف ہے۔

مسئلہ ۱۵: دو دن چار دن دس دن کے لیے کسی کو کام پر رکھا تو وہی ایام مراد لیے جائیں گے جو عقد اجارہ سے متصل ہیں اور اگر دنوں کو معین نہیں کیا ہے کہہ دیا کہ مثلاً دو دن کا میرے یہاں کام ہے تم کسی دو دن میں کر دینا تو اجارہ صحیح نہیں کہ اس اجارہ میں وقت کا مقرر کرنا ضروری ہے۔(5)

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث فی الاوقات...إلخ، ج۴، ص۴۱۶۔

جائز و ناجائز اجارے

مسئلہ ۱۶: حمام کی اُجرت جائز ہے اگرچہ یہاں یہ متعین نہیں ہوتا کہ کتنا پانی صرف کریگا اور کتنی دیر تک حمام میں ٹھہرے گا۔ ہاں اگر حمام میں دوسروں کے سامنے اپنے ستر کو کھولے جیسا کہ عموماً حمام میں ایسا ہوتا ہے یا خود اپنا ستر نہیں کھولا تو دوسروں کے ستر پر نظر پڑتی ہے اس وجہ سے حمام میں جانا منع ہے خصوصاً عورتوں کو اس میں جانے سے بہت زیادہ احتیاط چاہیے اور اگر نہ اپنا ستر کھولے نہ دوسرے کے ستر کی طرف نظر کرے تو حمام میں جانے کی ممانعت نہیں۔(1)

مسئلہ ۱۷: حجامت یعنی پچھنے لگوانا جائز ہے اور پچھنے کی اُجرت دینا لینا بھی جائز ہے پچھنے لگانے والے کے لیے وہ اُجرت حلال ہے اگرچہ اُس کو خون نکالنا پڑتا ہے اور کبھی خون سے آلودہ بھی ہوجاتا ہے مگر چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے خود پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اُجرت بھی دی معلوم ہوا کہ اس اُجرت میں خباثت (خرابی) نہیں۔(2)

مسئلہ ۱۸: نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اُجرت پر دینا ناجائز ہے اور اُجرت بھی لینا ناجائز۔(3)

مسئلہ ۱۹: گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی (میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز کے ساتھ رونے والی عورت) کو اُجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی یہ مزدوری دی جائے گی۔ گانے بجانے کے لیے اجیر کیا (یعنی کرائے پر لایا) کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اُس کو یہ اُجرت دی جائے گی۔ ملاہی یعنی لہو ولعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔(4) ان صورتوں میں اُجرت لینا بھی حرام ہے اور لے لی ہو تو واپس کرے اور معلوم نہ رہا کہ کس سے اُجرت لی تھی تو اُسے صدقہ کردے کہ خبیث مال کا

---

(1) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۳۸۔
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: فی حدیث دخولہ...الخ، ج۹، ص۸۷۔

(2) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۳۸۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۲۔
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس فی مسائل الشیوع...الخ، ج۴، ص۴۴۹۔

یہی حکم ہے۔ (5)

مسئلہ ۲۰: طبلِ غازی (یعنی جنگ کے موقعے پر جو نقارہ بجایا جاتا ہے) کہ اس سے لہو مقصود نہیں ہوتا جائز ہے اور اس کا اجارہ بھی جائز اسی طرح شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جس میں جھانج نہ ہوں اس کا اجارہ بھی ناجائز نہیں۔ (6) اس زمانہ میں ملاہی کے اجارات بکثرت پائے جاتے ہیں جیسے سنیما، بائیسکوپ تھیٹر میں ملازمین گانے اور تماشے کرنے کے لیے نوکر رکھے جاتے ہیں یہ اجارے ناجائز ہیں بلکہ تماشا دیکھنے والے اپنے تماشا دیکھنے کی اُجرت دیتے ہیں یعنی اُجرت دے کر تماشا کراتے ہیں یہ بھی ناجائز یعنی تماشا دیکھنا یا تماشا کرنا تو گناہ کا کام ہے ہی پیسے دے کر تماشے کرانا یہ ایک دوسرا گناہ ہے اور حرام کام میں پیسہ صرف کرنا ہے۔

مسئلہ ۲۱: مسلمان نے کسی کافر کو رہنے کے لیے مکان کرایہ پر دیا یہ اجارہ جائز ہے کوئی حرج نہیں۔ اب اُس گھر میں کافر نے شراب پی یا صلیب کی پرستش کی یہ اُس کافر کا ذاتی فعل ہے اس سے اُس مسلمان پر گناہ نہیں ہاں اگر اُس مکان میں کافر نے گھنٹہ (کسی دھات کا توا وغیرہ جسے موگری سے بجاتے ہیں) اور ناقوس (وہ سنکھ جو ہندو یا دوسرے غیر مسلم پوجا کے وقت بجاتے ہیں) بجایا یا سنکھ (ایک قسم کا بڑا ناقوس جو مندروں میں بجایا جاتا ہے) پھونکا یا علانیہ شراب بیچنا شروع کیا تو ضرور ان امور سے روکا جائے گا۔ (7)

مسئلہ ۲۲: کسبی عورتوں کو (یعنی طوائفوں کو) بازاروں میں بالا خانے کرایہ پر دینا کہ وہ اُن میں ناچ مجرا کریں یا زنا کرائیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۳: طاعت وعبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے امامت کے لیے قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے حج کے لیے یعنی اس لیے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہا کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا (حرج واقع ہوگا) اُنھوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثنا فرما دیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم قرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلبِ معیشت میں (روزی کی تلاش میں) مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے۔ اسی طرح اگر مؤذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہوجائے

---

(5) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۸، ص۳۵۔

(6) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب فی الاستئجار علی المعاصی، ج۹، ص۹۲۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع۔۔۔ إلخ، ج۴، ص۴۵۰۔

گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علما نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے اس زمانہ میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں ادھر اُدھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ وتقریر کے ذریعہ انھیں دین کی تعلیم دے دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کردیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کا انسداد ہو جائے گا (یعنی یہ سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا)۔ یہاں یہ بتادینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندہ خدا سے ہو سکے کہ ان امور کو محض خالصا لوجہ اللہ (خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے) انجام دے اور اجر اُخروی (آخرت کے اجر) کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اُس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اُجرت نہیں ہے بلکہ اعانت وامداد ہے۔

مسئلہ ۲۴: فقہائے کرام نے اُس کلیہ سے جن چیزوں کا استثنا فرمایا وہ مذکور ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن پر اجارہ جس طرح قدما کے نزدیک ناجائز ہے متاخرین کے نزدیک بھی ناجائز ہے لہٰذا سوم (میت کی روح کو ایصال ثواب کے لیے تیسرے روز قرآن خوانی کی محفل) وغیرہ کے موقع پر اُجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گنہگار، اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب کراتے ہیں اگر اُجرت پر ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ایصال ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں جب اللہ (عزوجل) کے لیے عمل نہ ہو تو ثواب کی اُمید بیکار ہے۔(8) مقصد یہ ہے کہ ایصال ثواب جائز بلکہ مستحسن ہے مگر اُجرت پر تلاوت قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب نہیں ہو سکتا بلکہ پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھیں اور ایصال ثواب کریں یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۲۵: ختم پڑھنے کے لیے اجارہ کرنا ناجائز مثلاً کوئی آیہ کریمہ کا ختم کراتا کوئی ختم خواجگان پڑھواتا ہے کوئی کلمہ طیبہ کا ختم کراتا ہے یہ سب کام اُجرت پر ناجائز ہیں۔(9)

مسئلہ ۲۶: کسی کو سانپ یا بچھونے کاٹا ہو اُس کے جھاڑنے کی اُجرت لینا جائز ہے اگرچہ قرآن مجید ہی کی آیت یا سورت پڑھ کر جھاڑنا ہو کہ یہ تلاوت نہیں بلکہ علاج کے قبیل سے ہے حدیث میں ایک صحابی کا سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا

اور اُس کا اچھا ہو جانا اور اُن کا پہلے ہی سے اُجرت مقرر کر لینا اور اُس کے اچھے ہونے کے بعد لینا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس معاملہ کو پیش کرنا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کا انکار نہ فرمانا بلکہ جائز رکھنا، اس کے جواز کی صریح دلیل ہے۔(10)

مسئلہ ۲۷: بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے اس کو اجارہ کی حد میں داخل نہیں کیا جاسکتا بلکہ بیع میں شمار کرنا چاہیے یعنی اُتنے پیسوں یا روپے میں اپنے تعویذ کو بیع کرتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اُس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے ادعیہ (دُعائیں) اور آیات یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر (یعنی لفظوں میں) یا مضمر (یعنی اعداد میں) لکھا جائے اور اگر اُس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک وکفر کے الفاظ پر مشتمل ہو تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز۔ صاحب درمختار نے ردِ سحر (جادو کا توڑ) کے تعویذ لکھنے پر اجارہ کو جائز فرمایا جبکہ مقدارِ کاغذ ومقدارِ تحریر معلوم ہو کہ اتنا کاغذ ہوگا اور اُس میں اتنی سطریں لکھی جائیں گی مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اُس صورت میں ہوگا کہ جب اُس لکھوانے والے نے یہ کہا کہ فلاں چیز مجھے لکھ کر دے دو اور یہ طریقہ تعویذ دینے والوں کا نہیں ہے بلکہ ناقلین (نقل کرنے والے) کا ہوسکتا ہے کیوں کہ کاغذ کی مقدار اور تحریر کے لحاظ سے اگر اُجرت ہوتی تو تعویذ کے چھوٹے بڑے ہونے کے اعتبار سے اُجرت میں اختلاف ہوتا حالانکہ یہ نہیں بلکہ امراض اور تعویذ کے زود اثر (فوراً اثر کرنے والا) ہونے کے اعتبار سے اس کی قیمتوں میں اختلاف ہوتا ہے اسی وجہ سے پانچ پیسے اور پانچ روپے کے تعویذ میں تحریر وکاغذ کی مقدار میں فرق نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اجارہ نہیں ہے البتہ بیع کی صورت میں ایک خرابی یہ نظر آتی ہے کہ عموماً اُس وقت تعویذ موجود نہیں ہوتا بعد میں لکھا جاتا ہے اور معدوم (یعنی جو موجود نہ ہو) کی بیع درست نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب اُس نے تعویذ کی فرمائش کی اُس وقت بیع نہیں بلکہ لکھ لینے کے بعد بطور تعاطی (بغیر بولے صرف لینے دینے سے) بیع ہوگی اور یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸: تعلیم پر جب اُجرت لینا جائز ہے تو جو اُجرت مقرر ہوئی مستاجر کو دینی ہوگی اور اُس سے جبراً (زبردستی) وصول کی جائیگی اور اگر اجارہ فاسد ہو مثلاً مدت نہیں مقرر کی تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی اسی طرح بعض سورتوں کے ختم یا شروع پر جو مٹھائی دی جاتی ہے جس کا وہاں عرف (رواج) ہے وہ بھی دینی ہوگی۔(11)

---

(10) المرجع السابق، ص۹۶۔

وصحیح البخاري، کتاب الاجارة، باب ما یُعطی في الرُّقیة ... إلخ، الحدیث: ۲۲۷۶، ج۲، ص۶۹۔

وکتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الکتاب، الحدیث: ۵۰۰۷، ج۳، ص۴۰۴، ۴۰۵۔

(11) الدرالمختار، کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ج۹، ص۹۳۔۹۶۔

مسئلہ ۲۹: لغت ونحو وصرف وادب وغیرہا علوم جن کا تعلق زبان سے ہے ان کی تعلیم پر اُجرت لینا بالاتفاق جائز ہے اسی طرح قواعد بغدادی پڑھانے یا ہجا کرانے کی اُجرت بھی جائز ہے۔(12)

مسئلہ ۳۰: علم طب اور ریاضی وحساب اور کتابت یا خوشنویسی سکھانے پر نوکر رکھنا جائز ہے منطق کی تعلیم بھی جائز ہے کہ فی نفسہ منطق میں دین کے خلاف کوئی چیز نہیں اسی وجہ سے متاخرین متکلمین نے منطق کو علم کلام کا ایک جزو قرار دے دیا اور اُصول فقہ میں بھی منطق کے مسائل کو بطور مبادی (ابتدائیات طور پر) ذکر کرتے ہیں۔ البتہ فلسفہ دینِ اسلام کے بالکل مخالف ہے مگر اُس کو اس لیے پڑھنا تاکہ فلاسفہ (یعنی فلسفیوں) کے خیالات معلوم ہوں اور اُن کے استدلالات (دلائل) کا رد کیا جائے جائز ہے اسی طرح دیگر کفار کے اصول وفروع (عقائد ومسائل) کو جاننا تاکہ ان کے مذہب باطلہ کا ابطال کیا جائے (یعنی ان کے باطل مذہب کا رد کیا جائے) جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری ہے مثلاً جب یہ لوگ اسلام پر حملہ کریں تو بہت سے مواقع پر الزامی جواب (مُعترِض (اعتراض کرنے والے) کا اعتراض رفع کرنے کی بجائے ویسا ہی اعتراض اس پر وارد کرنا جیسا اُس نے کیا ہے) کی ضرورت پڑتی ہے اور جب تک ان کا مذہب معلوم نہ ہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے تحقیقی جواب اگرچہ کتنا ہی قوی ہوتا ہے باطل پرست اس کو تسلیم نہیں ہوتے الزامی جواب کے بعد زبان بند ہوجاتی ہے جس طرح حقائق اشیاء کے منکرین کے متعلق علما نے فرمایا انھیں آگ میں ڈال دیا جائے کہ اپنے جلنے اور آگ کے وجود کا اقرار کریں گے یا جل کر ختم ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۳۱: بچوں کے پڑھانے کے لیے معلم کو نوکر رکھا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کتنے بچے پڑھیں گے یہ جائز ہے۔(13)

مسئلہ ۳۲: مُصحف شریف (قرآن پاک) کو تلاوت یا پڑھنے کے لیے اُجرت پر لیا یہ اجارہ ناجائز ہے اُس میں پڑھنے سے اُجرت واجب نہیں ہوگی اسی طرح تفسیر وحدیث وفقہ کی کتابوں کا اُجرت پر لینا بھی ناجائز ہے ان میں بھی اُجرت واجب نہیں ہوگی۔(14)

مسئلہ ۳۳: قلم اُجرت پر لیا کہ اُس سے لکھے گا اگر مدت مقرر کردی ہے کہ اتنے دنوں کے لیے ہے تو یہ اجارہ جائز۔(15)

---

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج۴، ص۴۴۸۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج۴، ص۴۴۹۔

(14) البحر الرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۸، ص۳۴۔۳۵۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج۴، ص۴۴۹۔

مسئلہ ۳۴: جنازہ اُٹھانے یا میت کو نہلانے کی اُجرت دینا وہاں جائز ہے جب ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کام کے کرنے والے ہوں اور اگر اس کے سوا کوئی نہ ہو تو اُجرت پر یہ کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ شخص اس صورت میں اس کام کے لیے متعین ہے۔(16)

مسئلہ ۳۵: اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اُسی میں سے اتنا تم اُجرت میں لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بُننے کے لیے سوت دیا اور یہ کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا یا غلہ اُٹھا کر لاؤ اُس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اُس میں سے اتنا اُجرت میں دیا جائے گا یوہیں بھاڑ (اناج کے دانے بھوننے والوں کی بھٹی یا چولہا) میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ اُن میں سے اتنے بھنائی میں دیے جائیں گے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔ ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت میں دینا ہے اُس کو پہلے سے علٰحدہ کر دے کہ یہ تمھاری اُجرت ہے مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمھاری مزدوری ہے یا غلہ اُٹھانے والے کو اُسی غلہ میں سے نکال کر دیدیا کہ یہ مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے۔ بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں اسی طرح سب صورتوں میں کیا جا سکتا ہے دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر غلہ مزدوری دیں گے یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے پھر اگر اُسی میں سے دیدے جب بھی حرج نہیں۔(17)

مسئلہ ۳۶: کھیت کٹتا ہے تو بالیں ٹوٹ کر گرتی ہیں کاشتکاروں کا قاعدہ ہے کہ اُن بالیوں کو چنواتے ہیں اور اُنھیں میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اسی میں سے دی جاتی ہے بلکہ کھیت کاٹنے والے کو بھی اُسی میں سے مزدوری دیتے ہیں یہ سب اجارے ناجائز ہیں۔

مسئلہ ۳۷: تل یا سرسوں تیلی کو (تیل نکالنے والے کو) تیل پیلنے کے لیے دی اور یہ ٹھہرا کہ اُجرت میں اس میں سے آدھا یا تہائی چوتھائی تیل لے لے گا یا بکری ذبح کرائی اور اُس میں کا کچھ گوشت اُجرت قرار پایا یہ ناجائز ہے۔(18)

مسئلہ ۳۸: زمین دی کہ اس میں درخت نصب کرے درخت اُن دونوں کے مابین نصف نصف ہونگے یہ اجارہ فاسد ہے درخت مالک زمین کے قرار پائیں گے اور پیڑ لگانے والے کو درختوں کی قیمت اور اُس کے کام کی اُجرت مثل

---

(16) البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۸، ص۳۴۔

(17) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۷۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس عشر فی بیان مایجوز...إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۴۵۔

مالک زمین دے گا۔(19) اکثر جگہ دیہات میں یوں ہوتا ہے کہ کاشتکار اور رعایا کسی موقع سے درخت لگا لیتے ہیں اور اُس درخت میں نصف یا چہارم زمیندار لیتا ہے باقی وہ لیتا ہے جس نے لگایا اس کا حکم بھی وہی ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: کسی کو اپنا جانور دیدیا کہ اس سے کام لو اور اُجرت پر چلاؤ جو کچھ خدا دے گا وہ ہم دونوں نصف نصف لیں گے اگر اُس نے لوگوں کو اجارہ پر دیا تو جو اُجرت حاصل ہوگی مالک کی ہوگی اور اُس کو اپنے کام کی اُجرتِ مثل ملے گی اور اگر جانور کو اجارہ پر نہیں دیا بلکہ لوگوں سے اُجرت کا کام لے کر اس جانور کے ذریعہ کرتا ہے مثلاً بار برداری کا کام (یعنی بوجھ اٹھا کر لے جانے کا کام) لیا اور اس جانور پر لاد کر پہنچا دیا تو جو اُجرت حاصل ہوگی اس کی ہوگی اور مالک کو اُس کے جانور کی اُجرتِ مثل دے گا۔(20) بعض لوگ تانگہ یکہ خرید کر تانگہ والوں کو اسی طرح دیتے ہیں کہ وہ خود چلاتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت حاصل ہوئی اس کی ہے مالک کو یہ تانگہ کی اُجرتِ مثل دے گا۔

مسئلہ ۴۰: گائے بھینس خرید کر دوسرے کو دے دیتے ہیں کہ اسے کھلائے پلائے جو کچھ دودھ ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا یہ اجارہ بھی فاسد ہے کل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کے کام کی اُجرتِ مثل ملے گی اور جو کچھ اپنے پاس سے کھلایا ہے اُس کی قیمت ملے گی اور گائے نے جو کچھ چرا ہے اُس کا کوئی معاوضہ نہیں اور دوسرے نے جو کچھ دودھ صرف کرلیا ہے اُتنا ہی دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی چیز ہے۔(21)

مسئلہ ۴۱: کسی کو مرغی دی کہ جو کچھ انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے انڈے اُس کے ہیں جس کی مرغی ہے۔(22)

مسئلہ ۴۲: بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اُسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اُس کے کام کی اُجرتِ مثل ملے گی۔

مسئلہ ۴۳: اجارہ میں کام اور وقت دونوں چیزیں مذکور ہوں تو اجارہ فاسد ہے یعنی دونوں کو معقود علیہ نہیں بنایا جاسکتا بلکہ صرف ایک پر عقد کیا جائے یعنی اجارہ یا کام پر ہونا چاہیے وہ جتنے وقت میں ہو یا وقت پر ہونا چاہیے کہ اتنے وقت میں کام کرنا ہے جتنا کام اُس وقت میں انجام پائے مثلاً نانبائی (روٹی پکانے والے) سے کہا من بھر آٹا ایک روپیہ میں آج پکا دے یہ ناجائز ہے ہاں اگر وقت پر اجارہ نہ ہو یعنی وقت معقود علیہ نہ ہو بلکہ وقت کو محض اس لیے ذکر کردیا گیا

---

(19) المرجع السابق.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس عشر فی بیان مایجوز... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۴۵.

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس عشر فی بیان مایجوز... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۴۵.

(22) مرجع السابق، ص۴۴۶.

ہوتا کہ جلدی سے وہ پکادے یا اس لیے وقت کو ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ کام فلاں وقت میں کیا جائے گا تو اجارہ صحیح ہے۔(23)

مسئلہ ۴۴: زمین زراعت کے لیے دی اور یہ شرط کی کہ کاشتکار اس میں کھات ڈالے یہ اجارہ فاسد ہے جبکہ یہ اجارہ ایک سال کے لیے ہو کہ کھات کا اثر ایک سال سے زائد رہتا ہے اور اس شرط میں مالک زمین کا نفع ہے اور اگر کئی سال کے لیے اجارہ ہو تو فاسد نہیں کہ اب یہ شرط مقتضائے عقد کے منافی نہیں۔(24)

مسئلہ ۴۵: کاشتکار سے یہ شرط کردی کہ زمین کو جوت کر (یعنی ہل دے کر) واپس کرے اس سے بھی اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔(25)

مسئلہ ۴۶: زمین زراعت کے لیے دی اور اس کے بدلے میں اس کی زمین زراعت کے لیے لی یہ اجارہ فاسد ہے کہ دونوں منفعتیں ایک ہی قسم کی ہیں۔(26)

مسئلہ ۴۷: دو شخصوں میں غلہ مشترک ہے اس مشترک غلہ کے اُٹھانے کے لیے ایک نے دوسرے کو اجیر کیا (یعنی غلہ لے جانے کے لیے مزدور رکھا) دوسرے نے اُٹھایا اس کو کچھ مزدوری نہیں ملے گی کہ جو کچھ یہ اُٹھا رہا ہے اُس میں خود اس کا بھی ہے لہٰذا اس کا کام خود اپنے لیے ہوا مزدوری کا مستحق نہیں ہوا۔ اسی طرح ایک شریک نے دوسرے کے جانور یا گاڑی کو غلہ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور وہ مشترک غلہ اُس پر لادا کسی اُجرت کا مستحق نہیں اور اگر اُس کی کشتی کرایہ پر لی کہ آدھی میں تمھارے حصہ کا غلہ لادا جائے گا اور آدھی میں میرا، یہ جائز ہے۔(27) اور اگر غلہ یا مال مشترک کو تقسیم کرنے کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا میرا حصہ میرے مکان پر پہنچادو تم کو اتنی مزدوری دی جائے گی اب یہ اجارہ جائز ہے کہ دونوں کی چیزیں جدا جدا ہیں۔

مسئلہ ۴۸: راہن (گروی رکھوانے والے) نے مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے) سے اپنی چیز کرایہ پر لی جس کو مرتہن کے پاس رہن رکھا ہے مرتہن کو اس کی کچھ اُجرت نہیں ملے گی کہ راہن نے خود اپنی چیز سے نفع

---

(23) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۹۹۔

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص القیاس... إلخ، ج۹، ص۱۰۱۔

(25) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۴۱۔

(26) المرجع السابق۔

(27) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۲۴۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن عشر فی الاجارۃ التی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۵۷۔

اُٹھایا اُجرت کس چیز کی دے صرف یہ بات ہوئی کہ راہن کو نفع حاصل کرنا ممنوع تھا اس وجہ سے کہ حق مرتہن اس چیز کے ساتھ متعلق تھا اور مرتہن نے جب اجارہ پر دیدی تو خود اُسنے اپنا حق باطل کر دیا راہن کا انتفاع (نفع اٹھانا) جائز ہوگیا۔(28) اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آجکل بعض لوگ اپنا مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں پھر مرتہن سے کرایہ پر لیتے ہیں اور کرایہ ادا کرتے ہیں اول تو یہ سود ہے کہ یہ کرایہ زرِ رہن (چیز گروی رکھ کر جو مال لیا جائے اسے زرِ رہن کہتے ہیں) میں محسوب (شمار) نہیں ہوتا بلکہ قرض کے طور پر جو روپیہ دیا اُس کا یہ سود ہے جو یقینا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ہی چیز کا کرایہ دینے کے کوئی معنے نہیں۔

مسئلہ ۴۹: حمام کرایہ پر دیا مالک حمام اپنے احباب کے ساتھ اُس میں نہانے گیا اس کے ذمہ کوئی اُجرت واجب نہیں اور کرایہ میں سے بھی اس کے نہانے کی وجہ سے کوئی جز کم نہیں کیا جائے گا۔(29)

مسئلہ ۵۰: زمین کو اجارہ پر دیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ اس میں زراعت کریگا یا یہ کہ کس چیز کی کاشت کریگا تو اجارہ فاسد ہے کیونکہ زمین سے مختلف منافع حاصل کیے جاسکتے ہیں لہٰذا تعیین ضروری ہے یا یہ کہ تعمیم کردے کہ تیرا جو جی چاہے کر اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو فاسد ہے پھر مزارع (کاشتکار) نے کاشت کی اور مدت پوری ہوگئی تو یہ اجارہ صحیح ہوگیا اور جو اُجرت مقرر ہوئی تھی دینی ہوگی اور اگر مدت پوری نہ ہوئی تو اجر مثل واجب ہوگا اور کاشت کرنے سے پہلے دونوں میں نزاع (جھگڑا) پیدا ہوجائے تو اجارہ فسخ کردیا جائے۔(30)

مسئلہ ۵۱: شکار کرنے کے لیے یا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے کے لیے اجیر کیا اگر وقت مقرر کردیا ہے جائز ہے اور وقت مقرر نہیں کیا ہے ناجائز ہے اور شکار اور لکڑیاں اس صورت میں اسی اجیر کی ہیں۔ اور اگر وقت مقرر نہیں کیا ہے مگر لکڑیں معین کردی ہیں یعنی بتادیا ہے کہ ان لکڑیوں کو کاٹو تو اجارہ فاسد ہے لکڑیاں مستاجر کی (یعنی اجیر رکھنے والے کی) ہوں گی اور اُس کے ذمہ اُجرت مثل واجب ہوگی۔(31)

مسئلہ ۵۲: جن لکڑیوں کے کاٹنے کے لیے اجیر کیا ہے وہ خود اسی مستاجر کی ملک ہیں تو اجارہ جائز ہے۔(32)

---

(28) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص القیاس...الخ، ج۹، ص۱۰۲۔

(29) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۱۰۲۔

(30) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص القیاس...الخ، ج۹، ص۱۰۲۔

(31) الدر المختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۱۰۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...الخ، ج۴، ص۴۵۱۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...الخ، ج۴، ص۴۵۱۔

مسئلہ ۵۳: بی بی کو گھر کی روٹی پکانے کے لیے نوکر رکھا کہ روٹی پکائے ماہوار یا یومیہ اتنی اُجرت دوں گا یہ اجارہ نا جائز ہے وہ کسی اُجرت کی مستحق نہیں۔ یوہیں خانہ داری کے دوسرے کام جو عورتیں کیا کرتی ہیں ان کی اُجرت نہیں لے سکتی کہ یہ کام اُس پر دیانۃً خود ہی واجب ہیں۔(33)

مسئلہ ۵۴: عورت نے اپنا مملوکہ مکان شوہر کو کرایہ پر دیا عورت بھی اُس مکان میں شوہر کے ساتھ رہتی ہے شوہر کے ذمہ کرایہ واجب ہوگا کہ عورت کی سکونت (رہائش) اُس میں تبعاً ہے۔(34)

مسئلہ ۵۵: جو اجارہ استہلاک عین پر ہو کہ مستاجر عین شے لے لے وہ اجارہ نا جائز ہے مثلاً گائے بھینس کو اجارہ پر دیا کہ مستاجر اس کا دودھ حاصل کرے۔ نہر یا تالاب کو مچھلی پکڑنے کے لیے ٹھیکہ پر دیا یہ نا جائز ہے۔ یوہیں چراگاہ کا ٹھیکہ بھی نا جائز ہے۔(35) گاؤں اور بازار اور جنگل کا ٹھیکہ بھی نا جائز ہے کہ ان سب میں استہلاک عین ہے۔

مسئلہ ۵۶: مکان اجارہ پر دیا اور یہ شرط کرلی کہ رمضان کا کرایہ ہبہ کردوں گا یا تمھارے ذمہ نہیں ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے۔(36)

مسئلہ ۵۷: دکان جل گئی ہے اُس کو کرایہ پر لیا اس شرط پر کہ اسے بنوائے گا اور جو کچھ خرچ ہوگا وہ کرایہ میں محسوب ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے اور اگر مستاجر اُس میں رہا تو اُس پر اُجرت مثل واجب ہے اور جو کچھ خرچ کیا ہے وہ اور بنوانے کی اُجرت مثل اسے ملے گی۔(37)

مسئلہ ۵۸: مستاجر کے ذمہ یہ شرط کرنا کہ اس چیز کی واپسی تمھارے ذمہ ہے یعنی کام کرنے کے بعد تم اپنے صرفہ سے چیز کو واپس کرجانا اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوتی ہے جیسے دیگ شامیانہ تو اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے اور ایسی نہیں ہے تو فاسد نہیں۔(38)

مسئلہ ۵۹: کوئی چیز اُجرت پر لی تھی مثلاً دیگ اور اُس کی مدت دو دن تھی اور مدت پوری ہونے کے بعد بھی چیز

---

(33) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب یجب الاجر... إلخ، ج۹، ص۱۰۵.

(34) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۱۰۶.

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس عشر ما یجوز من الاجارۃ وما لایجوز، الفصل الاول، ج۴، ص۴۴۲،
وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب: الاجارۃ اذا وقعت علی العین... إلخ، ج۹، ص۱۰۶.

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار فی الاجارۃ والشرط فیہا، ج۴، ص۴۲۰.

(37) المرجع السابق.

(38) المرجع السابق، ص۴۲۱.

اسی کے یہاں پڑی رہی مالک نہیں لے گیا تو صرف اُتنے ہی دنوں کا کرایہ واجب ہوگا جن کا ذکر اجارہ میں ہوا اگرچہ واپس کرنا مستاجر کے ذمہ قرار پایا ہو کہ یہ شرط فاسد ہے اور اگر اس طرح اجارہ ہوا کہ فی یوم اتنا کرایہ جیسا کہ شامیانوں اور دیگوں وغیرہا میں اسی طرح عموماً ہوتا ہے تو جب وہ چیز اس کے کام سے فارغ ہوگئی اجارہ ختم ہو گیا اس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں ہوگا یہ چیز مالک کے یہاں پہنچادے یا اپنے ہی یہاں رہنے دے اور اگر دوپہر میں چیز خالی ہوگئی جب بھی پورے دن کا کرایہ دینا ہوگا۔ یوہیں ایک ماہ کے لیے کرایہ پرلی تھی اور پندرہ دن میں خالی ہوگئی پورے مہینہ بھر کا کرایہ دینا ہوگا۔(39)

مسئلہ ۶۰: اجارہ کو دوسرے اجارہ کے فسخ پر معلق کرنا یعنی ایک شخص سے اجارہ کرنے کے بعد دوسرے سے یوں اجارہ کیا کہ اگر وہ پہلا اجارہ فسخ ہو جائے تو تم سے اجارہ ہے، یہ باطل ہے۔(40)

(39) المرجع السابق۔

(40) المرجع السابق، ص۴۲۲۔

ضمانِ اَجیر کا بیان

اجیر دو قسم کے ہیں: اجیر مشترک و اجیر خاص۔ اجیر مشترک وہ ہے جس کے لیے کسی وقت خاص میں ایک ہی شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو اُس وقت میں دوسرے کا بھی کام کرسکتا ہو، جیسے دھوبی، خیاط (درزی)، حجام، حمال (بوجھ اٹھانے والا، مزدور) وغیرہم جو ایک شخص کے کام کے پابند نہیں ہیں اور اجیر خاص ایک ہی شخص کا پابند ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱: کام میں جب وقت کی قید نہ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے یہ بھی اجیر مشترک ہے مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑے سینے کے لیے رکھا اور یہ پابندی نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سیے گا اور روزانہ یا ماہوار یہ اُجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کریگا اُسی حساب سے اُجرت دی جائے گی تو یہ اجیر مشترک ہے۔ یوہیں اگر وقت کی پابندی ہے مگر دوسرے کا بھی اس وقت میں کام کرنے کی اجازت ہے مثلاً چرواہے کو بکریاں چرانے کو ایک روپیہ ماہوار پر رکھا مگر یہ نہیں کہا ہے کہ دوسرے کی بکریاں نہ چرانا تو یہ بھی اجیر مشترک ہے اور اگر یہ طے ہو جائے کہ دوسرے کی بکریاں نہیں چرائے گا تو اجیر خاص ہے۔(1)

مسئلہ ۲: اجیر مشترک میں اجارہ کا تعلق کام سے ہے لہٰذا وہ متعدد اشخاص کے کام لے سکتا ہے اور اجیر خاص میں اُس مدت کے منافع کا ایک شخص کو مالک کر چکا لہٰذا دوسرے سے عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۳: اجیر مشترک اُجرت کا اُس وقت مستحق ہے جب کام کر چکے مثلاً درزی نے کپڑے کے سینے میں سارا وقت صرف کر دیا مگر کپڑا اسی کر طیار نہیں کیا یا اپنے مکان پر سینے کے لیے تم نے اُسے مقرر کیا تھا دن بھر تمھارے یہاں رہا مگر کپڑا نہیں سیا اُجرت کا مستحق نہیں ہے۔(2)

مسئلہ ۴: جو کام ایسا ہے کہ محل کے مختلف ہونے سے اُس میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض میں محنت کم ہے بعض میں زائد ایسے کاموں میں اجیر مشترک کو خیار رویت حاصل ہوتا ہے دیکھنے کے بعد کام کرنے سے انکار کرسکتا ہے مثلاً دھوبی سے ٹھہرایا کہ گزی (ایک دیسی کپڑا جو موٹا اور گھٹیا قسم کا ہوتا ہے) کا ایک تھان ایک آنہ (روپے کا سولھواں حصہ) میں دھوئے گا اُس نے تھان دیکھ کر دھونے سے انکار کر دیا یہ ہوسکتا ہے۔ یا رنگریز سے رنگنا طے ہوگیا تھا کپڑا دیکھ کر انکار کرسکتا ہے کہ بعض کپڑے کے رنگنے میں زیادہ محنت ہوتی ہے اور زیادہ رنگ خرچ ہوتا ہے۔ یوہیں درزی بھی

---

(1) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۰۸۔

(2) المرجع السابق، ص۱۰۹۔

کپڑا دیکھ کر سینے سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ بعض کپڑوں کے سینے میں زیادہ محنت ہوتی ہے مگر دیکھنے کے بعد راضی ہوگیا تو اب انکار کی گنجائش نہ رہی۔ اگر کام ایسا ہے کہ محل کے اختلاف سے اُس میں اختلاف نہ ہو تو انکار کی گنجائش نہیں مثلاً من بھر گیہوں تولنے کے لیے اجیر کیا یا حجامت بنانے کے لیے طے کیا دیکھنے کے بعد وہ انکار نہیں کرسکتا۔(3)

مسئلہ ۵: اجیر مشترک کے پاس چیز امانت ہوتی ہے اگر ضائع ہوجائے ضمان واجب نہیں اگرچہ چیز دیتے وقت یہ شرط کردی ہو کہ ضائع ہوگی تو ضمان لوں گا کہ یہ شرط باطل ہے۔(4)

مسئلہ ۶: اجیر مشترک کے فعل سے اگر چیز ضائع ہوئی تو تاوان واجب ہے مثلاً دھوبی نے کپڑا پھاڑ دیا اگرچہ قصداً نہ پھاڑا ہو چاہے اُسی نے خود پھاڑا یا اُس نے دوسرے سے دھلوایا اُس نے پھاڑا بہرحال تاوان واجب ہے اور اس صورت میں دھلائی کا بھی مستحق نہیں۔(5)

مسئلہ ۷: حمال سامان لاد کر لا رہا ہے پاؤں پھسلا اور سامان ٹوٹ پھوٹ گیا اس پر بھی ضمان واجب ہے یا جانور پر سامان لاد کر لا رہا تھا جانور پھسلا اور سامان برباد ہوا اس میں بھی ضمان واجب ہے اور اگر رسی کے ٹوٹ جانے سے سامان گر کر ضائع ہوا اس میں بھی ضمان واجب مگر جبکہ رسی خود سامان والے کی ہو تو تاوان نہیں۔(6)

مسئلہ ۸: کشتی پر سامان لدا ہوا ہے ملاح (کشتی چلانے والا) کشتی کھینچ کر لا رہا تھا کشتی اس کے کھینچنے سے ڈوب گئی ضمان واجب ہے اور اگر مخالف ہوا یا موج دریا سے یا پہاڑی سے ٹکرا کر ڈوبی تو ضمان واجب نہیں۔(7)

مسئلہ ۹: چرواہا جانوروں کو تیزی سے ہانک کر لے جا رہا تھا پل پر جب جانور پہنچے آپس کے دھکے سے کوئی جانور گر گیا یا دریا کے کنارے ایک نے دوسرے کو دھکا دیا وہ پانی میں گر کر مر گیا چرواہے کو تاوان دینا ہوگا کہ اُس نے تیز نہ بھگایا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ یوہیں اگر چرواہے کے مارنے یا ہانکنے سے جانور ہلاک ہو یا اُس کے مارنے سے آنکھ پھوٹ گئی یا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو اس کا بھی تاوان واجب ہے۔(8)

---

(3) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، بحث الاجیر المشترک، ج۹، ص۱۰۹۔

(4) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب ضمان الاجیر، ج۲، ص۲۴۲۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۰۹۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: یفتی بالقیاس علی قولہ، ج۹، ص۱۱۲۔

(6) المرجع السابق۔

(7) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب ضمان الاجیر، ج۲، ص۲۴۲۔

وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: یفتی بالقیاس علی قولہ، ج۹، ص۱۱۲۔

(8) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: یفتی بالقیاس علی قولہ، ج۹، ص۱۱۲۔

←

مسئلہ ۱۰: کشتی میں آدمی سوار تھے اور ملاح کشتی کو کھینچ کر لیجارہا تھا کشتی ڈوب گئی اور آدمی ہلاک ہوگئے یا جانور پر آدمی سوار ہے اور جانور کا مالک اُسے ہانک کر یا کھینچ کر لے جارہا تھا آدمی گر کر ہلاک ہوگیا ان صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔(9)

مسئلہ ۱۱: حمال برتن میں کوئی چیز لیے جارہا تھا اور راستہ میں برتن ٹوٹا اور چیز ضائع ہوئی تو مالک کو اختیار ہے کہ جہاں سے لارہا تھا وہاں اُس چیز کی جو قیمت تھی وہ تاوان لے اور اس صورت میں مزدوری کچھ نہیں یا جہاں ٹوٹا وہاں کی قیمت تاوان لے اور اس صورت میں یہاں تک کی مزدوری حساب کرکے دیدے۔(10)

مسئلہ ۱۲: راستہ میں آدمیوں کا ہجوم تھا مزدور کو دھکا لگا اور چیز ضائع ہوئی تو مزدور پر ضمان نہیں اور اگر مزدور ہی نے مزاحمت کی اس وجہ سے نقصان ہوا تو ضمان ہے۔(11)

مسئلہ ۱۳: مکان تک مزدور نے سامان پہنچادیا مالک اُس کے سر سے اُتروارہا تھا چیز دونوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری اور ضائع ہوئی نصف قیمت مزدور سے تاوان میں لی جائے۔(12)

مسئلہ ۱۴: کشتی پر سامان لاد کر وہاں تک پہنچادیا جہاں لیجانا تھا مگر مخالف ہوا سے کشتی وہیں چلی آئی جہاں سے گئی تھی یا کہیں اور چلی گئی اگر سامان کا مالک یا اس کا وکیل کشتی میں موجود تھا تو کرایہ واجب ہے۔ اور ملاح کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ پھر وہاں پہنچائے کیونکہ اُسکا کام پورا ہوچکا ہاں اگر کشتی ایسی جگہ ہے جہاں چیز پر قبضہ نہیں کیا جاسکتا تو ملاح کو لوٹا کر لانا ہوگا اور اس کی بھی مزدوری دی جائے گی اور اگر مالک یا اس کا وکیل کشتی میں نہ تھا تو ملاح کو اُسی پہلی اُجرت میں چیز پہنچانی ہوگی کہ ابھی اس کا کام ختم نہیں ہوا۔(13)

مسئلہ ۱۵: ملاح نے کشتی میں اپنی حاجت کے لیے آگ رکھی تھی اس سے سامان جل گیا ملاح پر تاوان واجب نہیں۔(14)

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۵۰۱.

(9) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۱۵.

(10) المرجع السابق.

(11) المرجع السابق.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۵۰۱.

(13) المرجع السابق، ص۵۰۳.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص۵۰۳.

مسئلہ ۱۶: کشتی اپنا سامان لادنے کے لیے کرایہ کی ملاح نے بغیر رضامندی مستاجر (یعنی کرایہ پر لینے والے کی مرضی کے بغیر) اُس میں کچھ دوسرا سامان بھی لاد دیا اور کشتی اتنا بوجھ اُٹھا سکتی ہے کشتی ڈوب گئی اگر مستاجر ساتھ تھا تاوان واجب نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۷: دھوبی کو کپڑا دیا تھا اور ایک شخص سے کہہ دیا تھا کہ تم دھوبی سے کپڑا لے لینا دھوبی نے اُسے دوسرا کپڑا دے دیا یہ کپڑا اُس کے ہاتھ میں امانت ہے ضائع ہو جائے تو دھوبی اس سے تاوان نہیں لے سکتا اور کپڑے والا دھوبی سے اپنا کپڑا وصول کریگا۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہ کپڑا خاص دھوبی ہی کا ہو اور اگر کسی دوسرے کا ہے تو جس کا ہے وہ تاوان لے گا اگر دھوبی سے اس نے تاوان لیا جب تو کچھ نہیں اور اُس شخص سے لیا تو وہ دھوبی سے تاوان کی قدر وصول کریگا درزی کا بھی یہی حکم ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۸: دھوبی نے دوسرا کپڑا دے دیا اور اس نے اپنا سمجھ کر لے لیا یہ ضامن ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم نہ تھا کہ دوسرے کا ہے اور فرض کرو اس نے کپڑے کو قطع کر لیا اور سی لیا تو جس کا کپڑا ہے وہ دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے کاٹنے والے سے لیا تو کچھ نہیں اور دھوبی سے ضمان لیا تو وہ کاٹنے والے سے وصول کر سکتا ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۹: دھوبی نے ایک کا کپڑا دوسرے کو دیدیا مالک نے جب مانگا تو اُس نے کہا میں نے فلاں کو دیدیا یہ سمجھ کر کہ اُسی کا ہے دھوبی کو تاوان دینا ہوگا۔ (18)

مسئلہ ۲۰: دھوبی نے کپڑا دینا چاہا مالک نے کہا اپنے ہی پاس رکھ لے اس صورت میں مطلقاً ضامن نہیں۔ اُجرت لے لی ہو یا نہ لی ہو اور اگر اُجرت لینے کے لیے اُس نے کپڑے کو روک رکھا ہے تو ضامن ہے۔ (19)

مسئلہ ۲۱: دھوبی کو دوسرے کے کپڑے پہننا جائز نہیں کہ امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے مگر پہننے کے بعد اُس نے اوتار کر رکھ دیا تو اب ضامن نہیں رہا جس طرح ودیعت کا حکم ہے جس کو پہلے بیان کیا گیا۔ (20)

---

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... الخ، الفصل الاول، ج۴، ص ۵۰۲.

(16) المرجع السابق، ص۵۰۶.

(17) المرجع السابق.

(18) المرجع السابق، ص۵۰۷.

(19) المرجع السابق.

(20) المرجع السابق

مسئلہ ۲۲: چرواہا خود بھی بکریاں وغیرہ چرا سکتا ہے اور اُس کے بال بچے اور اجیر (ملازم) بھی چرا سکتے ہیں، اگر کسی اجنبی شخص کو سپرد کر کے چلا گیا اور جانور ضائع ہوگیا تو ضمان واجب ہے مگر جبکہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا کیا ہو مثلاً پیشاب کرنے گیا یا کھانے کے لیے گیا تو معاف ہے، اِس صورت میں تاوان واجب نہیں۔(21)

مسئلہ ۲۳: چرواہے نے ایک کی بکریاں دوسرے کی بکریوں میں ملادیں اگر امتیاز ممکن ہے تو کچھ حرج نہیں اور کس کی کون ہے کس کی کون ہے اس میں چرواہے کا قول معتبر ہے اور اگر امتیاز نہ رہا چرواہا کہتا ہے مجھے شناخت نہیں ہے تو تاوان واجب ہے۔(22)

مسئلہ ۲۴: چرواہوں کا قاعدہ ہے کہ جانور اُس گلی میں چھوڑ جاتے ہیں جس میں مالک کا مکان ہے اُسکے مکان پر نہیں پہنچاتے نہ مالک کو سپرد کرتے ہیں۔ مکان پر پہنچنے سے پہلے اگر گائے یا بکری ضائع ہوگئی تو چرواہے پر ضمان واجب نہیں۔(23) مگر جبکہ مالک نے کہہ دیا ہو کہ میرے مکان پر پہنچا جایا کرنا تو ضمان واجب ہے کہ اُس نے شرط کے خلاف کیا۔

مسئلہ ۲۵: گاؤں کے چرواہے گاؤں کے کنارے پر جانوروں کو لاکر چھوڑ دیتے ہیں اگر چرواہے نے یہ شرط کر لی ہے یا یہ متعارف ہے تو وہاں چھوڑ دینا جائز ہے، ضائع ہونے پر ضمان واجب نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۶: جنگل میں جھاڑیاں ہیں جہاں جانور چرتے ہیں کہ سب جانور چرواہے کی پیش نظر نہیں ہوتے جیسا کہ اکثر جگہ ڈھاک (25) کے جنگل میں ہوتا ہے کوئی جانور اس صورت میں ضائع ہوگیا تو ضمان واجب نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۷: چرواہا کہیں چلا گیا اور گائے نے کسی کا کھیت چرلیا کھیت والا چرواہے سے تاوان نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے خود کھیت میں چھوڑا یا یہ ہانک کر لیے جارہا تھا اور گائے نے اس حالت میں چرلیا تو تاوان واجب ہے۔(27)

---

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... إلخ، الفصل الاول، ج ۴، ص ۵۰۸۔

(22) المرجع السابق۔

(23) المرجع السابق، ص ۵۱۰، ۵۱۱۔

(24) المرجع السابق، ص ۵۱۱۔

(25) ایک درخت کا نام جس کی ٹہنی کے سرے پر بڑے بڑے تین پتے ہوتے ہیں اس کے پھول سرخ ہوتے ہیں۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الاجیر... إلخ، الفصل الاول، ج ۴، ص ۵۱۰۔

(27) المرجع السابق، ص ۵۱۱۔

مسئلہ ۲۸: فصاد (رگ سے فاسد خون نکالنے والے) نے فصد کھولی یا پچھنا لگانے والے نے پچھنا لگایا جراح نے پھوڑا چیرا اور ان سب میں موضع معتاد سے تجاوز نہیں کیا (یعنی حد سے زیادہ چیرا پھاڑا نہیں) تو ضمان واجب نہیں اور اگر جتنی جگہ پر ہونا چاہیے اُس سے تجاوز کیا اور ہلاک نہیں ہوا تو جتنی زیادتی کی ہے اُس کا تاوان دے اور ہلاک ہوگیا تو نصف دیت نفس واجب ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۹: اجیر خاص جس کی تعریف پہلے ذکر ہو چکی اس کے ذمہ تسلیم نفس واجب ہے یعنی جو وقت اس کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے اُس وقت میں اس کا حاضر رہنا ضروری ہے اس نے اگر کام نہیں کیا ہے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے جیسے کسی کو خدمت کے لیے نوکر رکھا یا جانوروں کے چرانے کے لیے نوکر رکھا اور تنخواہ بھی متعین کر دی۔ (29)

مسئلہ ۳۰: اجیر خاص کے پاس جو چیز ہے وہ امانت ہے اگر تلف ہو جائے (ضائع ہو جائے) تو ضمان واجب نہیں اگرچہ اُس کے فعل کی وجہ سے تلف ہوئی مثلاً اجیر خاص نے کپڑا دھویا اور اُس کے پٹکنے (بار بار پتھر یا تختے وغیرہ پر مارنے سے) یا نچوڑنے سے پھٹ گیا اُس پر ضمان واجب نہیں اور اجیر مشترک سے ایسا ہو تو واجب ہے جس کا ذکر مفصل گزرا ہاں اگر اجیر خاص نے قصداً اُس چیز کو فاسد و خراب کر دیا تو اُس پر تاوان واجب ہوگا۔ (30)

مسئلہ ۳۱: اُس کے فعل سے کچھ نقصان ہو تو ضامن نہیں اس سے مُراد وہ فعل ہے جس کی اُسے اجازت دی ہو اور اگر اُس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی اُس کو اجازت نہیں دی تھی اور اُس کے فعل سے نقصان ہوا تو تاوان اُسکے ذمہ واجب ہے مثلاً ایک کام پر وہ ملازم ہے اور دوسرا کام کیا جس کی مالک سے اجازت نہیں لی تھی اور اس کام میں چیز کا نقصان ہوا۔ (31)

مسئلہ ۳۲: جو چرواہا خاص ایک شخص کا ملازم ہے اُس نے جانوروں کو ہانکا اور اس کی وجہ سے ایک جانور نے دوسرے کو دھکا دیا اور یہ گر پڑا اور مر گیا چرواہے پر تاوان نہیں اور اگر وہ دو ۲ یا تین شخصوں کا ملازم ہے تو اگرچہ یہ بھی اجیر خاص ہے مگر اِس صورت میں اس پر تاوان ہے۔ (32)

---

(28) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب ضمان الاجیر، ج ۲، ص ۲۴۳۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج ۹، ص ۱۱۶۔

(29) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب ضمان الاجیر، ج ۲، ص ۲۴۳۔

(30) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج ۹، ص ۱۱۹۔

(31) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: لیس للاجیر الخاص... إلخ، ج ۹، ص ۱۱۹۔

(32) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: لیس للاجیر الخاص... إلخ، ج ۹، ص ۱۱۹۔

مسئلہ ۳۳: بچہ دایہ کے پاس تھا اُس کے زیور کوئی اوتار لے گیا دایہ پر اس کا تاوان واجب نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۴: بازار کا چوکیدار اور مسافر خانہ وسرا (مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ) کے محافظ بھی اجیر خاص ہیں اگر بازار میں چوری ہوگئی یا سرا اور مسافر خانہ سے مال جاتا رہا تو ان لوگوں سے تاوان نہیں لیا جاسکتا۔(34)

مسئلہ ۳۵: اجیر خاص نے اگر دوسرے کا کام کیا تو جتنا کام کیا ہے اُسی حساب سے اُس کی اُجرت کم کردی جائے گی۔(35)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی عذر کی وجہ سے اجیر خاص کام نہ کرسکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا۔(36)

مسئلہ ۳۷: اجیر خاص اُس مدت مقررہ میں اپنا ذاتی کام بھی نہیں کرسکتا اور اوقات نماز میں فرض اور سنت مؤکدہ پڑھ سکتا ہے نفل نماز پڑھنا اس کے لیے اوقات اجارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جائے گا مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اُتنے وقت کی اُجرت کم کردی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اُجرت پوری پائے گا۔(37)

مسئلہ ۳۸: چرواہا اگر اجیر خاص ہے اور جتنی بکریاں چرانے کے لیے اُسے سپرد کیں اُن میں سے کچھ کم ہوگئیں جب بھی وہ پوری اُجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر ایک بکری بھی باقی نہ رہے جب بھی پوری اُجرت کا مستحق ہے اور اگر بکریوں میں آضافہ ہوگیا اور اتنی زیادہ ہوئیں جن کے چرانے کی اُسے طاقت ہے تو چرانی ہوں گی اس سے انکار نہیں کرسکتا اور اُجرت وہی ملے گی جو مقرر ہوئی ہے۔(38) اسی طرح معلّم کو بچے پڑھانے کے لیے سپرد کیے گئے کچھ لڑکوں کا اضافہ ہوا جن کو وہ پڑھا سکتا ہے تو انکار نہیں کرسکتا اور لڑکے کم ہوگئے جب بھی پوری تنخواہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۳۹: گھوڑا کرایہ پر لیا راستہ میں وہ بھاگ گیا اگر غالب گمان یہ ہے کہ ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا اور نہ ڈھونڈا تو ضمان واجب نہیں۔ یوہیں ریوڑ سے بکری بھاگ گئی چرواہے کو غالب گمان ہے کہ اگر اُسے ڈھونڈنے جائے گا تو

---

(33) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۴۰۔

(34) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۴۰۔

(35) المرجع السابق، ص۱۱۹۔

(36) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مبحث: الاجیر الخاص، ج۹، ص۱۱۷۔

(37) المرجع السابق، مطلب: لیس للاجیر الخاص۔۔۔ إلخ، ج۹، ص۱۱۸۔

(38) المرجع السابق، مطلب: لیس للاجیر الخاص۔۔۔ إلخ، ج۹، ص۱۱۹

باقی بکریاں جاتی رہیں گی اس وجہ سے نہیں گیا تو ضمان واجب نہیں۔(39)

مسئلہ ۴۰: کرایہ دار نے مکان میں چولھا بنایا یا تنور گاڑا اس سے آگ اوڑی اور یہ مکان یا پڑوسی کا مکان جل گیا تاوان واجب نہیں مالک مکان کی اجازت سے چولھا یا تنور بنایا ہو یا بغیر اجازت۔ ہاں اگر اس طرح آگ جلائی کہ چولھے اور تنور اُس طرح نہیں جلاتے تو تاوان دینا ہوگا۔(40)

مسئلہ ۴۱: شاگرد اپنے اُستاد کے پاس کام سیکھتا ہے یا بڑے دوکاندار اور کاریگر اپنے یہاں کام کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں ان شاگردوں اور نوکروں کا کام اُسی اُستاد اور دوکاندار کا کام سمجھا جاتا ہے اگر شاگردوں یا نوکروں سے کسی کی چیز میں نقصان پہنچا جو اُس دکان پر بننے کے لیے آئی تھی تو اس کا ذمہ دار وہ اُستاد اور دوکاندار ہے اُسی سے تاوان لیا جائے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے نقصان نہیں ہوا مثلاً درزی کے پاس کپڑا سینے کو دیا اُسکے نوکر نے کوئی ایسی خرابی کردی جس سے تاوان لازم آتا ہے تو اُسی درزی سے تاوان لیا جائے گا اور وہ اپنے نوکر سے تاوان نہیں لے سکتا کہ نوکر اجیر خاص ہے۔(41)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص سرا میں چند روز رہا یا ایسے مکان میں رہا جو کرایہ پر اُٹھانے کے لیے مالک نے کر رکھا ہے اس شخص سے کرایہ مانگا گیا تو کہنے لگا کہ میں بطور غصب اس مکان میں یا سرا میں رہا مجھ پر کرایہ واجب نہیں اوسکی بات نہیں مانی جائے گی اُس سے کرایہ وصول کیا جائے گا اگرچہ وہ شخص اسی طرح کے ظلم کرتا ہو کہ لوگوں کے مکانوں میں بغیر کرایہ زبردستی رہتا ہو اور یہ بات مشہور ہو کیونکہ ایسی جائداد جو کرایہ ہی کے لیے ہے اُس کا بہرحال کرایہ مثل دینا ہوگا اسی طرح جائدادِ موقوفہ (وقف شدہ جائداد) اور مالِ یتیم کا کرایہ مثل دینا ہی ہوگا اگرچہ استعمال کرنے والے نے غصب کے طور پر استعمال کیا ہو۔(42)

❁❁❁❁❁

---

(39) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۲۳۔

(40) المرجع السابق، ص۱۲۲۔

(41) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مبحث: اختلاف المؤجر... إلخ، ج۹، ص۱۲۷۔

(42) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مبحث: اختلاف المؤجر... إلخ، ج۹، ص۱۲۸۔

دوشرطوں میں سے ایک پراجارہ

مسئلہ ۱: درزی سے کہا اگر اس کپڑے کی اچکن (ایک قسم کا مردانہ لباس) سیو گے تو ایک روپیہ سلائی اور شیروانی سی تو دو روپے یہ صورت جائز ہے جو سی کر لائے گا اُس کی سلائی پائے گا۔ یوہیں رنگریز (کپڑے رنگنے والے) سے کہا کہ اس کپڑے کو کسم (1) سے رنگو گے تو ایک روپیہ اور زعفران سے رنگو تو دو ۲ روپے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ اس مکان میں رہو گے تو پانچ روپے کرایہ کے ہیں اور اُس میں رہو گے تو دس ۱۰ روپے یہ بھی جائز ہے۔ اگر تانگہ والے سے کہا کہ فلاں جگہ تک لے جاؤ گے تو ایک روپیہ کرایہ اور فلاں جگہ تو دو روپے یہ بھی جائز ہے ان سب میں جو صورت پائی گئی اُسی کی اُجرت دی جائے گی۔(2)

مسئلہ ۲: درزی سے کہا اگر آج سی کر دیا تو ایک روپیہ اور کل دیا تو آٹھ آنے۔ اُس نے آج ہی سی کر دے دیا تو ایک روپیہ دینا ہوگا دوسرے دن دے گا تو اُجرت مثل واجب ہوگی جو آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہوگی۔(3)

مسئلہ ۳: اگر درزی سے یہ کہا ہے کہ آج سی دے گا تو ایک روپیہ اور کل سیا تو کچھ اُجرت نہیں اگر آج سیا تو ایک روپیہ ملے گا اور دوسرے دن سیا تو اُجرت مثل ملے گی جو ایک روپیہ سے زائد نہ ہوگی۔(4)

مسئلہ ۴: درزی سے کہا اگر تم نے خود سیا تو ایک روپیہ اور شاگرد سے سلوایا تو آٹھ آنے یہ بھی جائز ہے جس نے سیا اُس کے لیے جو مزدوری مقرر ہے وہ ملے گی۔(5)

مسئلہ ۵: جس طرح دو چیزوں میں اختیار دیا جاسکتا ہے تین چیزوں میں بھی ہوسکتا ہے چار چیزوں میں اختیار دیا یہ ناجائز ہے۔(6)

مسئلہ ۶: اس دکان یا مکان میں اگر تم نے عطار کو رکھا تو ایک روپیہ کرایہ اور لوہار کو رکھا تو دو روپے یہ بھی جائز

---

(1) ایک قسم کا پھول جس سے گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

(2) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ علی أحد الشرطین، ج۲،ص ۲۴۴۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السادس فی الاجارۃ... إلخ، ج۴،ص ۴۲۳۔

(5) المرجع السابق،ص ۴۲۲۔

(6) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ علی احد الشرطین... إلخ، ج۲،ص ۲۴۴۔

ہے۔(7)

❁❁❁❁❁

(7) المرجع السابق۔

خدمت کے لیے اجارہ اور نابالغ کو نوکر رکھنا

مسئلہ ۱: مرد اپنی خدمت کے لیے عورت کو نوکر رکھے یہ ممنوع ہے وہ عورت آزاد ہو یا کنیز دونوں کا ایک حکم ہے کہ کبھی دونوں تنہائی میں بھی ہوں گے اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت (تنہائی) کی ممانعت ہے۔(1)

مسئلہ ۲: عورت نے ایسے شخص کی ملازمت کی جو بال بچوں والا ہے اس میں حرج نہیں جیسا کہ عموماً ہندوستان میں کھانا پکانے اور گھر کے کاموں کے لیے مامائیں نوکر رکھی جاتی ہیں مگر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مرد کو اس کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔(2)

مسئلہ ۳: اپنی عورت کو اپنی خدمت کے لیے نوکر رکھے یہ نہیں ہوسکتا کہ عورت پر، خود ہی اپنے شوہر کی خدمت واجب ہے پھر نوکری کے کیا معنی اسی وجہ سے گھر کے جتنے کام عورتیں عموماً کیا کرتی ہیں مثلاً پیسنا، پکانا، جھاڑو دینا، برتن دھونا، وغیرہا ان پر اپنی عورت سے اجارہ نہیں ہوسکتا۔(3)

مسئلہ ۴: (کوئی بدنصیب) اگر اپنے والدین یا دادا، دادی کو خدمت کے لیے نوکر رکھے یہ اجارہ ناجائز ہے مگر انہوں نے اگر کام کرلیا تو اُجرت کے مستحق ہوں گے اور وہی اُجرت پائیں گے جو طے ہوچکی ہے اگرچہ اُجرت مثل اس سے کم ہو۔(4)

مسئلہ ۵: ان کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ کو خدمت کے لیے نوکر رکھنا جائز ہے، مگر بعض نے فرمایا کہ بڑے بھائی یا چچا کو جو عمر میں بڑا ہے، ملازم رکھنا جائز نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو۔(6)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی عشر فی الاستیجار للخدمۃ، ج۴،ص۴۳۴.

(2) المرجع السابق.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی عشر فی الاستیجار للخدمۃ، ج۴،ص۴۳۴،۴۳۵، وغیرہ.

(4) المرجع السابق،ص۴۳۵.

(5) المرجع السابق

(6) المرجع السابق

مسئلہ ۷: باپ اپنے نابالغ لڑکے کو ایسے کام کے لیے اُجرت پر دے سکتا ہے جس کے کرنے کی اُسے طاقت ہو اور باپ نہ ہوتو اوس کا وصی، یہ بھی نہ ہوتو دادا، اور دادا بھی نہ ہوتو اُس کا وصی نابالغ کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہوتو ذورحم محرم (قریبی رشتہ دار) جس کی پرورش میں وہ بچہ ہے دے سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: ذورحم محرم نے بچہ کو اجارہ پر دیا اور وہ بچہ اُسی کی پرورش میں ہے تو جو کچھ مزدوری ملی ہے اُس بچہ پر خرچ نہیں کرسکتا جس طرح بچہ کو کسی نے ہبہ کیا تو وہ رشتہ دار ہبہ کو قبول کرسکتا ہے مگر بچہ پر اُسے خرچ نہیں کرسکتا۔(8)

مسئلہ ۹: قاضی نے اگر حکم دیدیا ہے کہ جو کچھ یہ بچہ کما کر لائے حسب ضرورت اس پر خرچ کیا جائے اُس وقت خرچ کرنا جائز ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: باپ دادا یا ان کے وصی یا قاضی نے نابالغ کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے وہ بالغ ہوگیا تو اس کو اختیار ہے کہ اجارہ کو باقی رکھے یا فسخ کردے اور اگر نابالغ کی کسی چیز کو اُنھوں نے اجرہ پر دیدیا ہے اور مدت پوری ہونے سے پہلے یہ بالغ ہوگیا تو اجارہ فسخ نہیں کرسکتا۔(10)

مسئلہ ۱۱: نابالغ کو اُس کے باپ نے کھانے کپڑے پر ایک سال کے لیے نوکر رکھوادیا جب مدت پوری ہوئی تو اُجرت مثل کا مطالبہ کرسکتا ہے کیونکہ جو اجارہ منعقد کیا تھا وہ بوجہ اُجرت مجہول (نامعلوم اُجرت) ہونے کے فاسد ہے اور سال بھر تک جو مستاجر نے (یعنی نوکر رکھنے والے نے) لڑکے کو کھلایا ہے یہ تبرع ہے اس کو منہا نہیں کیا جاسکتا (یعنی یہ ایک احسان ہے اِسے اُجرت سے کاٹا نہیں جاسکتا) البتہ جو کپڑے اُسکے پاس اس کے دیے ہوئے ہوں اُن کو واپس لے سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: نابالغ لڑکا جس کو ولی نے منع کردیا ہے اُس نے اُجرت پر کام کرنے کے لیے عقد کیا یہ اجارہ ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد پوری اُجرت کا مستحق ہوگا اور اگر اُس کام میں ہلاک ہوگیا تو دیت واجب ہوگی۔(12)

مسئلہ ۱۳: مستاجر نے بچہ کو جس نے بغیر اِذنِ ولی عقد اجارہ کیا ہے پیشگی اُجرت دیدی یہ اُجرت واپس نہیں لے

---

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاجارات، فصل فی اجارۃ الوقف ومال الیتیم، ج۲، ص۱۱۔

(8) المرجع السابق، ص۱۲۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمۃ، ج۴، ص۴۳۷۔

(10) المرجع السابق۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمۃ، ج۴، ص۴۳۷۔

(12) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مطلب: فی الحارس والخاناتی، ج۹، ص۱۲۴۔

سکتا کیونکہ اگرچہ یہ اجارہ اس وقت ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد صحیح ہو جائے گا اسی وجہ سے اِس صورت میں جو اُجرت مقرر ہوئی ہے وہ پوری دلائی جاتی ہے۔(13)

❁❁❁❁❁

(13) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص ۱۲۴۔

موجر اور مستاجر کے اختلافات

مسئلہ ۱: پن چکی کرایہ پر دی ہے مستاجر کہتا ہے نہر میں پانی تھا ہی نہیں اس وجہ سے پن چکی چل نہ سکی لہٰذا کرایہ دینا مجھ پر لازم نہیں اور چکی کا مالک کہتا ہے پانی تھا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر گواہ نہ ہوں تو اس وقت جو حالت ہو اُسی کے موافق زمانہ گزشتہ کے متعلق حکم دیا جائے گا اگر پانی اس وقت ہے تو مالک کی بات مانی جائے گی اور نہیں ہے تو مستاجر کی بات معتبر ہے اور جس کی بات بھی معتبر ہوگی قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔(1)

مسئلہ ۲: پن چکی کا پانی کچھ دنوں بند رہا مگر کتنے دنوں بند رہا اس میں موجر (پن چکی کے مالک) اور مستاجر (پن چکی کو کرایہ پر لینے والے) دونوں کا اختلاف ہے مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔(2)

مسئلہ ۳: پن چکی کرایہ پر دی اور یہ شرط کردی کہ پانی رہے یا نہ رہے ہر صورت میں کرایہ دینا ہوگا اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہوگا اور جن دنوں میں پانی نہ تھا اُن کا کرایہ واجب نہ ہوگا پانی جاری رہنے کے زمانے کی اُجرت مثل واجب ہوگی۔(3)

مسئلہ ۴: کپڑا سینے کو دیا تھا یہ کہتا ہے میں نے قمیص سینے کو کہا تھا درزی کہتا ہے اچکن سینے کو کہا تھا یا رنگنے کو دیا یہ کہتا ہے میں نے سُرخ رنگنے کو کہا تھا رنگریز کہتا ہے زرد رنگنے کے لیے کہا تھا تو کپڑے والے کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور جب اُس نے قسم کھائی تو اختیار ہے کہ اپنے کپڑے کا تاوان لے یا اسی کو لے لے اور اُجرت مثل دیدے۔(4)

مسئلہ ۵: اگر مالک کہتا ہے میں نے مفت سینے یا رنگنے کے لیے دیا تھا اور سینے والا یا رنگنے والا کہتا ہے اُجرت پر دیا تھا تو اس میں بھی کپڑے والے کا قول معتبر ہے مگر جبکہ اُس شخص کا یہ پیشہ ہے اور اُجرت پر کام کرنا معروف و مشہور ہے اور اُس کا حال یہی بتاتا ہے کہ اُجرت پر کام کرتا ہے کہ دکان اُس نے اسی کام کے لیے کھول رکھی ہے تو ظاہر حال

---

(1) المرجع السابق، ص۱۲۶۔

(2) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۲۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... إلخ، ج۴، ص۴۲۱۔

(4) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب الاختلاف فی الاجارۃ، ج۲، ص۲۴۶۔

یہی ہے کہ اُجرت پر اس نے کام کیا ہے لہٰذا قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر ہے۔(5)

مسئلہ ۷: ابھی کام کیا ہی نہیں ہے اور یہی اختلافات ہوئے تو دونوں پر حلف ہے (قسم اُٹھانا ہے) اور پہلے مستاجر پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھانے سے جو انکار کریگا اُس کے خلاف فیصلہ ہوگا اور دونوں نے قسمیں کھالیں تو عقد فسخ کر دیا جائے گا۔(6)

مسئلہ ۸: ایک چیز اُجرت پر لی ہے اور ابھی اُس میں تصرف بھی نہیں کیا ہے کہ مالک اور مستاجر میں اختلاف ہو گیا مستاجر کہتا ہے اُجرت پانچ روپے ہے اور مالک دس روپے بتاتا ہے جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق حکم ہوگا اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مالک کے گواہ پر فیصلہ ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہیں تو دونوں پر حلف ہے اور مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اگر دونوں قسم کھا جائیں اجارہ کو فسخ کر دیا جائے۔(7)

مسئلہ ۹: مدت اجارہ یا مسافت کے متعلق اختلاف ہے اس کا بھی وہی حکم ہے مگر اس صورت میں مالک کو پہلے قسم دی جائے اور دونوں گواہ پیش کریں تو مستاجر کے گواہ معتبر ہوں گے۔(8)

مسئلہ ۱۰: مدت اور اُجرت دونوں باتوں میں اختلاف ہے مستاجر کہتا ہے دو مہینے کے لیے میں نے دس روپے کرایہ پر مکان لیا ہے اور مالک کہتا ہے ایک ماہ کے لیے بیس روپے پر اگر دونوں گواہ پیش کریں تو جس کے گواہ زیادہ بتاتے ہیں اُس کی بات معتبر ہے یعنی دو ماہ کے لیے بیس روپے پر اجارہ قرار دیا جائے اور اگر کچھ مدت تک اِنتفاع کے بعد (نفع اٹھانے کے بعد) اختلاف ہوا یا کچھ مسافت طے کر لینے کے بعد اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف دیکر آئندہ کے متعلق اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے متعلق مستاجر کا قول مانا جائے۔(9)

مسئلہ ۱۱: مالک مکان نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ مکان تین ماہ کے لیے تین روپے مہینہ کرایہ پر دیا ہے اور مستاجر کہتا ہے چھ ماہ کے لیے ایک روپیہ مہینہ کرایہ پر لیا ہے اور یہ بھی گواہ پیش کرتا ہے تو تین مہینے کا کرایہ نو روپے دینا ہوگا اور تین مہینے کا کرایہ تین روپے ایک روپیہ ماہوار کرایہ دینا ہوگا۔(10)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۲۷.

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، ج۹، ص۱۲۷.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاجارات، فصل فی الاختلاف، ج۲، ص۴۲.

(8) المرجع السابق.

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاجارات، فصل فی الاختلاف، ج۲، ص۴۲، ۴۳.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس والعشرون فی الاختلاف الواقع... إلخ، الفصل الاول، ج۴، ص۴۷۰.

مسئلہ ۱۲: کتنا حصہ مکان کا کرایہ پر دیا ہے اس میں اختلاف ہے اور مکان میں رہنے سے قبل یہ اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف ہوگا۔(11)

مسئلہ ۱۳: اُجرت کیا چیز تھی اس میں اختلاف ہے یا اُجرت از قبیل نقد ہے اُس کی صفت میں اختلاف ہے دونوں پر حلف ہے اور اگر اُجرت غیر نقود (یعنی سونے، چاندی اور کرنسی کے علاوہ دوسری چیزیں) سے ہو تو اُس کی مقدار یا جنس میں اختلاف کی صورت میں دونوں پر قسم ہے اور اگر اُس کی صفت میں اختلاف ہے تو مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(12)

❁❁❁❁❁

---

(11) المرجع السابق، ص ۴۷۸۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس والعشرون فی الاختلاف الواقع... إلخ، الفصل الاول، ج ۴، ص ۴۷۸۔

اجارہ فسخ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: اجارہ میں خیار شرط ہوسکتا ہے لہٰذا مستاجر نے اجارہ میں تین دن کا خیار اپنے لیے رکھا تو اندرون مدت اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے۔ مکان کرایہ پر لیا تھا اور مدت کے اندر اُس میں سکونت کی خیار جاتا رہا اب فسخ نہیں کرسکتا۔ (1)

مسئلہ ۲: مالک مکان نے اپنے لیے خیار شرط رکھا تھا اور اندرون مدت مستاجر اُس مکان میں رہا اس کا کرایہ اُس کے ذمہ لازم نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳: مستاجر کو تین دن کا خیار تھا اُس نے تیسرے دن اجارہ کو فسخ کردیا تو دو دن کا کرایہ اُس کے ذمہ لازم نہیں ہوا۔ (3)

مسئلہ ۴: اجارہ میں خیار رویت بھی ہوسکتا ہے جس مکان کو کرایہ پر لیا اُس کو کرایہ دار نے دیکھا نہیں ہے تو دیکھنے کے بعد اجارہ فسخ (ختم) کرنے کا اُسے خیار حاصل ہے اور اگر پہلے کسی وقت میں اس مکان کو دیکھ چکا ہے تو خیار رویت نہیں مگر جبکہ اُس میں کوئی حصہ منہدم ہوگیا (گرگیا) ہے جو سکونت کے لیے مضر ہے (رہنے کے لیے نقصان دہ ہے) تو اب دیکھنے کے بعد اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے۔ (4) یہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ جن کاموں میں محل کے اختلاف سے اختلاف ہوتا ہے اُن میں چیز کو دیکھنے کے بعد اجیر کو اختیار ہوتا ہے جیسے کپڑے کا دھونا یا سینا۔

مسئلہ ۵: روئی دھنکنے (دھننے) کے لیے نداف (روئی دھننے والے) سے طے کیا کہ اتنی روئی کی یہ مزدوری ہوگی اس کو دیکھنے کے بعد نداف کو اختیار نہیں ہوگا ہاں اگر طے کرنے کے وقت اس کے پاس روئی ہی نہیں ہے تو اجارہ صحیح ہی نہ ہوا۔ یوہیں دھوبی سے تھان دھونے کے لیے طے کیا اور تھان اس کے پاس نہیں ہے تو اجارہ جائز نہیں ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: اجارہ میں مستاجر کو خیار عیب بھی ہوتا ہے جس طرح بیع میں مشتری (خریدار) کو خیار عیب ہوتا ہے مگر بیع میں اگر قبضہ کے بعد عیب ظاہر ہوا تو جب تک بائع (بیچنے والا) راضی نہ ہو یا قاضی حکم نہ دیدے مشتری واپس نہیں کرسکتا

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... الخ، ج۴، ص۴۱۹.

(2) المرجع السابق.

(3) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۲۹.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... الخ، ج۴، ص۴۱۹.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... الخ، ج۴، ص۴۲۰.

اور قبضہ سے قبل تنہا مشتری واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اجارہ میں قبل قبضہ اور بعد قبضہ دونوں صورتوں میں مستاجر واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے نہ مالک کی رضامندی کی ضرورت ہے نہ قاضی کے حکم کی ضرورت۔(6)

مسئلہ ۷: مکان کرایہ پر لیا اور اُس میں کوئی عیب ہے جو سکونت کے لیے ضرررساں ہے مثلاً اُس کی کوئی کڑی (شہتیر) ٹوٹی ہوئی ہے یا عمارت کمزور ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر قبضہ کرنے کے بعد اس قسم کا عیب پیدا ہوگیا تو اجارہ فسخ کرسکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: مستاجر نے باوجود عیب کے اُس چیز سے نفع اُٹھایا تو پوری اُجرت دینی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا کہ نقصان کے مقابل میں کچھ اُجرت کم کرے اور اگر مالک نے چیز میں جو کچھ نقصان تھا اُسے زائل کردیا مثلاً مکان ٹوٹا پھوٹا تھا ٹھیک کرادیا تو اب مستاجر کو فسخ کرنے کا اختیار نہ رہا۔(8)

مسئلہ ۹: بیل کرایہ پر لیا تھا کہ اس سے روزانہ اتنا کھیت جوتا جائے گا یا چکی میں اتنا آٹا پیسا جائے گا اب دیکھا تو اُس بیل سے اتنا کام نہیں ہوسکتا مستاجر کو اختیار ہے کہ اُسے رکھے یا واپس کردے اگر رکھے گا تو پوری اُجرت دینی ہوگی واپس کریگا جب بھی اُس دن کا کرایہ پورا دینا ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: چند قطعات زمین (زمین کے چند ٹکڑے) ایک عقد سے اجارہ پر لیے اور بعض کو دیکھا ناپسند آیا سب کا اجارہ فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہاں ایک ہی عقد ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: جس اجارہ میں مستاجر کو اپنی کوئی چیز بغیر عوض ہلاک کرنا ہوتا ہے بغیر عذر بھی مستاجر کو ایسا اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً کتابت یعنی لکھنے پر اجارہ کیا تو لکھوانے والے کو کاغذ اور کاتب کو روشنائی خرچ کرنی ہوگی یا زراعت کے لیے زمین کو اجارہ پر لیا ہے کھیت بونے میں غلہ زمین میں ڈالنا ہوگا۔(11)

مسئلہ ۱۲: جس غرض کے لیے اجارہ ہوا اگر وہ غرض ہی باقی نہ رہی یا شرعاً ایسا عذر پیدا ہوگیا کہ عقد اجارہ پر عمل نہ ہوسکے تو ان صورتوں میں اجارہ بغیر فسخ کیے خود ہی فسخ ہوجائے گا مثلاً کسی عضو میں زخم ہے جو سرایت کررہا ہے اندیشہ

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... إلخ، ج۴، ص۴۲۰

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... إلخ، ج۴، ص۴۲۰۔

(8) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب فسخ الاجارۃ، ج۲، ص۲۴۶، ۲۴۷۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الخامس فی الخیار... إلخ، ج۴، ص۴۲۱۔

(10) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۰۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب التاسع عشر فی فسخ الاجارۃ... إلخ، ج۴، ص۴۵۸۔

سے کہ اگر اس عضو کو نہ کاٹا گیا تو زیادہ خرابی پیدا ہوجائے گی یا دانت میں درد تھا اور جراح (زخموں کا علاج کرنے والے) یا ڈاکٹر سے عضو کاٹنے یا دانت اوکھاڑنے کے لیے اجارہ کیا مگر اس کے عمل سے قبل زخم اچھا ہوگیا اور دانت کا درد جاتا رہا اجارہ فسخ ہوگیا کہ یہاں شرعاً عمل ناجائز ہے کیونکہ بلاوجہ عضو کاٹنا یا دانت اوکھاڑنا درست نہیں۔ یا کسی نے اپنے مدیون کی تلاش کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا اُس کو خبر ملی تھی کہ وہ فلاں جگہ ہے یا کوئی لڑکا یا جانور بھاگ گیا ہے اُس کو تلاش کرنے کے لیے سواری کرایہ کی اور جانے سے پہلے مدیون یا وہ بھاگا ہوا خود ہی آ گیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ اب وہاں جانے کا سبب ہی باقی نہ رہا۔ یا اس کو گمان ہوا کہ مکان کی عمارت کمزور ہوگئی ہے کہیں گرنہ پڑے کسی شخص کو گرانے کے لیے اجیر کیا پھر معلوم ہوا کہ عمارت میں کوئی خرابی نہیں ہے اجارہ فسخ ہوگیا یا دعوت ولیمہ کے لیے باورچی کو کھانا پکانے کے لیے مقرر کیا اور دولہن کا انتقال ہوگیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ ان صورتوں میں وہ غرض ہی باقی نہ رہی جس کے لیے اجارہ کیا تھا۔(12)

مسئلہ ۱۳: جس عقد اجارہ پر عمل کرنا شرع کے خلاف نہ ہو مگر اجارہ باقی رکھنے میں کچھ نقصان پہنچے گا تو وہ خود بخود فسخ نہیں ہوگا بلکہ فسخ کرنے سے فسخ ہوگا پھر اس میں دو صورتیں ہیں کہیں تو عذر ظاہر ہوگا اور کہیں مشتبہ حالت ہوگی اگر عذر بالکل ظاہر ہے جب تو وہ صاحب عذر خود ہی فسخ کرسکتا ہے اور مشتبہ حالت ہو تو رضامندی یا حکم قاضی سے فسخ ہوگا۔(13)

مسئلہ ۱۴: عیب کی وجہ سے اُسی وقت اجارہ کو فسخ کیا جاسکتا ہے جب منفعت فوت ہوتی ہو مثلاً مکان منہدم ہوگیا پن چکی کا پانی ختم ہوگیا کھیت کے لیے پانی نہ رہا کہ زراعت ہوسکے اور اگر ایسا عیب ہے کہ بلامضرت (یعنی نقصان و تکلیف کے بغیر) منفعت حاصل کی جاسکتی ہو تو فسخ کرنے کے لیے یہ عذر نہیں مثلاً خدمت گار کی ایک آنکھ جاتی رہی یا اُس کے بال گر گئے یا مکان کی ایک دیوار گر گئی مگر سکونت کے لیے یہ مضر نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: تھوڑا سا پانی ہے کہ تمام کھیتوں کی آب پاشی نہیں کرسکتا مزارع (کاشتکار) کو اختیار ہے اگر چاہے کل کا اجارہ فسخ کردے اور نہیں فسخ کیا تو اُس پانی سے جتنے کھیت کی آبپاشی کرسکتا ہے اُن کا لگان (خراج، ٹھیکہ) واجب

---

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الاجارات، فصل فیما ینقض بہ الاجارۃ...إلخ، ج۲، ص۲۸۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب التاسع عشر فی فسخ الاجارۃ...إلخ، ج۴، ص۴۵۸۔

وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۶۔

(14) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب التاسع عشر فی فسخ الاجارۃ...إلخ، ج۴، ص۴۵۸۔

ہے باقی کا نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: پن چکی کا پانی بند ہوگیا اور وہ پن چکی والا مکان سکونت کے قابل بھی ہے جس میں کرایہ دار کی سکونت رہی اور عقد اجارہ میں سکونت بھی داخل تھی تو اگرچہ چکی کا کرایہ نہیں دینا ہوگا مگر سکونت کا کرایہ دینا ہوگا یعنی کرایہ کا جتنا حصہ سکونت کے مقابل ہے وہ دینا ہوگا۔(16)

مسئلہ ۱۷: مکان کی مرمت، اُس کی چھت پر مٹی ڈلوانا، کھپریل چھوانا (کھپریلوں سے چھت بنوانا)، پرنالہ درست کرانا، زینہ درست کرانا، روشن دان میں شیشہ لگانا اور مکان کے متعلق ہر وہ چیز جو سکونت کے لیے مُخِل (رہائش کے لیے پریشانی کا باعث) ہو ٹھیک کرنا مالک مکان کے ذمہ ہے اگر مالک مکان ٹھیک نہ کرائے تو کرایہ دار مکان چھوڑ سکتا ہے ہاں اگر بوقت اجارہ مکان اسی حالت میں تھا اور دیکھ بھال کر کرایہ پر لیا تو فسخ نہیں کرسکتا کہ کرایہ دار ان عیوب پر راضی ہوگیا۔(17)

مسئلہ ۱۸: کرایہ کے مکان میں کوآں ہے اُس میں سے مٹی نکلوانے کی ضرورت ہے مٹی پٹ جانے کی وجہ سے (یعنی مٹی، گرد وغبار وغیرہ سے بھر جانے کی وجہ سے) پانی نہیں دیتا یا مرمت کرانے کی ضرورت ہے یہ بھی مالک کے ذمہ ہے مگر مالک کو ان کاموں پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور اگر کرایہ دار نے ان کاموں کو خود کرلیا تو مُتَبَرِّع ہے مالک سے معاوضہ نہیں لے سکتا نہ کرایہ سے یہ مصارف وضع کرسکتا ہے یہ البتہ ہے کہ اگر مکان والا ان کاموں کو نہ کرے تو یہ مکان چھوڑ سکتا ہے۔ چہ بچہ (گڑھا یا چھوٹا حوض جس میں پانی جمع کیا جائے) یا نالیوں کو صاف کرانا کرایہ دار کے ذمہ ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: کرایہ دار نے مکان خالی کردیا دیکھا گیا تو مکان میں مٹی، خاک، دھول، راکھ، پڑی ہوئی ہے ان کو اُٹھوانا اور صاف کرانا کرایہ دار کے ذمہ ہے اور چہ بچہ پٹا پڑا (یعنی مٹی، گرد وغبار وغیرہ سے بھرا ہوا) ہے تو اس کو خالی کرانا کرایہ دار کے ذمہ نہیں۔(19)

---

(15) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۱۔

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۳۔

(17) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۴۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع عشر فیما یجب علی المستأجر... إلخ، ج۴، ص۴۵۸۔

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۴۔

(19) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۴۔

مسئلہ ۲۰: دو مکان ایک عقد میں کرایہ پر لیے تھے ان میں سے ایک گر گیا کرایہ دار دوسرے کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔(20)

مسئلہ ۲۱: مالک مکان کے ذمہ دَین (قرض) ہے جس کا ثبوت گواہوں سے ہو یا خود اُس کے اقرار سے اور اُسکے پاس اس مکان کے سوا کوئی دوسرا مال نہیں جس سے دَین ادا کیا جائے تو اجارہ فسخ کر کے اس مکان کو بیچ کر دَین ادا کیا جائے گا۔ یوہیں اگر مالک مکان مفلس ہو گیا اُس کے لیے اور بال بچوں کے لیے کچھ کھانے کو نہیں ہے اس مکان کو بیچ سکتا ہے قاضی اس بیع کے نفاذ کا حکم دے گا اُسی کے ضمن میں اجارہ بھی فسخ ہو جائے گا اس کے لیے دوسرے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔(21)

مسئلہ ۲۲: مالک مکان پیشگی کرایہ لے چکا ہے اور وہ اتنا ہے کہ مکان کی قیمت کو مستغرق (گھیرے ہوئے) ہے تو اگرچہ اُس کے ذمہ دیون ہوں ان کے ادا کرنے کے لیے مکان نہیں بیچا جائے گا اور اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔(22)

مسئلہ ۲۳: دکاندار مفلس ہو گیا کہ تجارت نہیں کر سکتا دکان کا اجارہ فسخ کرنے کے لیے یہ عذر ہے کہ دکان کو کرایہ پر رکھ کر اب کیا کریگا۔ اسی طرح جو درزی اپنا کپڑا سی کر بیچتا ہے جیسا کہ شہروں میں اس قسم کے درزی بھی ہیں جو صدری (واسکٹ وغیرہ) وغیرہ سی کر بیچا کرتے ہیں اس کا مفلس ہو جانا بھی دکان کا اجارہ فسخ کرنے کے لیے عذر ہے اور جو درزی دکان پر دوسروں کے کپڑے سیتے ہیں اُن کے لیے سوئی اور قینچی کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں ان کا مفلس ہو جانا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں ہے ہاں اگر لوگوں میں اس کی خیانت مشہور ہو گئی ہو اور کپڑے دینے سے لوگ گریز کرتے ہوں کہ اگر ہضم کر گیا تو اس کے پاس مال بھی نہیں ہے جس سے تاوان وصول کریں تو اب دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہو گیا۔(23)

مسئلہ ۲۴: جس بازار میں دکان ہے وہ بازار بند ہو گیا کہ وہاں اب تجارت ہی نہیں ہو سکتی یہ بھی دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہے اور اگر بازار چالو ہے مگر یہ دکاندار دوسری دکان میں منتقل ہونا چاہتا ہے جو اس سے زیادہ کشادہ ہے یا اُس کا کرایہ کم ہے اور اُس دکان میں بھی یہی کام کریگا جو یہاں کر رہا ہے تو دکان نہیں چھوڑ سکتا اور اگر دوسرا کام کرنا چاہتا

---

(20) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۵۔

(21) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: فسق المستأجر... إلخ، ج۹، ص۱۳۷۔

(22) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۷۔

(23) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: فسق المستأجر... إلخ، ج۹، ص۱۳۷۔

ہے اس لیے اس کو چھوڑ کر دوسری دکان میں جانا چاہتا ہے اور یہ کام پہلی دکان میں نہیں ہوسکتا تو عذر ہے اور پہلی میں بھی ہوسکتا ہے تو عذر نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۵: نہ دکاندار مفلس ہوا نہ بازار بند ہوا بلکہ وہ اب یہ کام کرنا ہی نہیں چاہتا کہ دکان کی ضرورت ہو یہ بھی دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہے۔(25)

مسئلہ ۲۶: کرایہ دار اب دوسرے شہر میں جانا چاہتا ہے یہاں کی سکونت (رہائش) ترک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ اکثر ملازمت پیشہ کو پیش آتا ہے کہ کبھی ایک شہر میں رہے پھر دوسرے شہر کو چلے گئے یہ فسخ اجارہ کے لیے عذر ہے اور مالک مکان اگر پردیس جانا چاہتا ہے تو اس کی جانب سے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جاسکتا کہ اُس کی جانب سے یہ عذر نہیں ہے۔ اور اگر مالک مکان یہ کہتا ہے کہ کرایہ دار نے مکان چھوڑنے کا یہ حیلہ تراشا ہے وہ پردیس نہیں جانا چاہتا تو کرایہ دار پر یہ قسم دی جائے گی کہ اُس نے سفر میں جانے کا مستحکم ارادہ کرلیا ہے۔(26)

مسئلہ ۲۷: جن دو شخصوں نے عقد اجارہ کیا اُن میں ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہے جبکہ اُس نے اپنے لیے اجارہ کیا اور اگر دوسرے کے لیے اجارہ کیا مثلاً وکیل کہ یہ موکل کے لیے اجارہ کرتا ہے اور وصی (مرنے والا جس شخص کو اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے) کہ یہ یتیم کے لیے یا متولی وقف ان کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔(27)

مسئلہ ۲۸: مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ یا کسی دوسری جگہ کرایہ کے جانور پر جارہا ہے اور سواری کا مالک مرگیا اگر اجارہ کے فسخ کا حکم دیا جائے تو یہ شخص بیابان اور جنگل میں کیوں کر سفر قطع کریگا (طے کرے گا) اور وہاں قاضی یا حاکم بھی نہیں کہ وہ میت کا قائم مقام ہوکر اجارہ کا حکم دے تو جب تک ایسے مقام پر نہ پہنچ جائے جہاں قاضی وغیرہ ہوں اس وقت تک اجارہ باقی رہے گا۔(28)

مسئلہ ۲۹: عاقدین کے مجنون ہوجانے سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا اگرچہ جنون مطبق ہو۔ یوہیں مرتد ہونے سے فسخ نہیں ہوتا۔(29)

---

(24) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: فسق المساجر...الخ، ج۹، ص۱۳۸۔

(25) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: فسق المساجر...الخ، ج۹، ص۱۳۸۔۱۳۹۔

(26) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۳۹۔

(27) الھدایۃ، کتاب الاجارات، باب فسخ الاجارۃ، ج۲، ص۲۴۷۔

(28) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۴۰، ۱۴۱۔

(29) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: ارادۃ السفر...الخ، ج۹، ص۱۴۰۔

مسئلہ ۳۰: جس چیز کو اجارہ پر لیا تھا مستاجر اُس کا مالک ہوگیا اجارہ جاتا رہا مثلاً مالک نے اسے چیز ہبہ کردی یا اس نے خرید لی یا کسی طرح اس کی ملک میں آگئی۔(30)

مسئلہ ۳۱: مالک کے مرنے کے بعد کرایہ دار مکان میں رہتا رہا تو جب تک وارث مکان خالی کرنے کے لیے نہ کہے گا یا دوسری اُجرت کا مطالبہ نہ کریگا اجارہ کا فسخ ہونا ظاہر نہ ہوگا اگر وارث نے خالی کرنے کو کہا معلوم ہوا کہ اُس عقد پر راضی نہیں ہے اور اگر دوسری اُجرت طلب کی جب بھی معلوم ہوا کہ عقد سابق کے حکم کو توڑنا چاہتا ہے اور جدید عقد کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وارث کے کہنے سے پہلے یا خالی کرنے کو جو کہا ہے اس سے پہلے جتنے دن رہا اُسی حساب سے اُجرت دے گا جو مورث سے طے ہوئی اور اس کہنے کے بعد جتنے دن رہے گا اُس کی اُجرت مثل واجب ہوگی۔(31)

مسئلہ ۳۲: مالک زمین مرگیا اور کھیت ابھی طیار نہیں ہے تو وہی اُجرت دی جائے گی جو طے پاچکی ہے اور اگر مدت اجارہ ختم ہوچکی اور فصل طیار نہیں ہوئی تو جب تک کھیت نہ کٹے گا اُس وقت تک کی اُجرت مثل دلائی جائے گی۔(32)

مسئلہ ۳۳: مالک کے مرنے کے بعد وارث اور مستاجر اجارہ سابقہ کے باقی رہنے پر راضی ہو جائیں یہ جائز ہے یعنی تعاطی کے طور پر ان کے مابین اُسی اُجرت سابقہ پر جدید اجارہ قرار پائے گا یہ نہیں کہ وہی پہلا اجارہ باقی رہے کیونکہ وہ تو مالک کے مرنے سے ختم ہوگیا۔(33)

مسئلہ ۳۴: دو موجر ہیں یا دو مستاجر، ان میں سے ایک مرگیا تو جو مرگیا اُس کے حصہ کا اجارہ فسخ ہے اور جو زندہ ہے اُس کے حصہ میں اجارہ باقی ہے اور اگرچہ یہاں شیوع پیدا ہوگیا مگر چونکہ طاری ہے اجارہ کے لیے مضر نہیں۔(34)

مسئلہ ۳۵: آج کل بعض لوگ دوامی اجارہ کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اجارہ موجر و مستاجر کے ورثہ میں منتقل ہوتا رہے گا موت سے بھی وہ فسخ نہ ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے اسی طرح اجارہ میں ایسے شرائط ذکر کیے جاتے ہیں جو مقتضائے عقد (تقاضہ عقد) کے مخالف ہوتے ہیں وہ اجارے فاسد ہیں۔

مسئلہ ۳۶: اس زمانہ میں ایک صورت اجارہ کی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اجارہ کا ایک معتد بہ زمانہ (اک عرصہ دراز) گزرنے کے بعد مستاجر اُس چیز پر زبردستی قابض ہوجاتا ہے کہ مالک چاہے بھی تو تخلیہ نہیں کراسکتا (یعنی قبضہ نہیں چھڑا

---

(30) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: ارادۃ السفر ....إلخ، ج۹، ص۱۴۱۔

(31) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، مطلب: ارادۃ السفر ....إلخ، ج۹، ص۱۴۲۔

(32) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ج۹، ص۱۴۳۔

(33) المرجع السابق، ص۱۴۳۔

سکتا)۔ اس کی مثال کاشتکاری کی زمین ہے کہ مالک زمین یعنی زمیندار کاشتکار سے اپنی زمین کو واپس نہیں لے سکتا نہ کسی کے مرنے سے یہ اجارہ فسخ ہوتا ہے (ختم ہو جاتا ہے) بلکہ اس اجارہ میں میراث جاری ہوتی ہے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۷: اجارہ کر لینے کے بعد دوسرا شخص بہت زیادہ اُجرت دینے کو کہتا ہے یا مستاجر سے دوسرا شخص کم اُجرت پر چیز دینے کو کہتا ہے اجارہ فسخ کرنے کے لیے یہ عذر نہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ دیتا ہو یا یہ بہت کم اُجرت مانگتا ہو۔(35)

مسئلہ ۳۸: سواری کا جانور کرایہ کیا تھا اس کے بعد خود ایک جانور خرید لیا یہ عذر ہے اور اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے اور اگر اُس سے بہتر سواری کرایہ پر لینا چاہتا ہے یہ فسخ کے لیے عذر نہیں۔(36)

مسئلہ ۳۹: کاشتکار نے زراعت کے واسطے کھیت لیے تھے اور بیمار ہو گیا کہ کھیتی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنے ہاتھ سے کاشت کرتا ہے تو بیماری فسخ اجارہ کے لیے عذر ہے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہیں کرتا تو عذر نہیں۔(37)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص جو کام کرتا ہے اُسی کام کے لیے کسی سے اجارہ کیا کہ میں تمھارا یہ کام کروں گا اب وہ شخص اس کام کو بالکل چھوڑ دینا چاہتا ہے اور دوسرا کام اختیار کرنا چاہتا ہے فسخ اجارہ کے لیے یہ عذر نہیں ہاں اگر وہ کام ایسا ہو جو اس کے لیے معیوب سمجھا جاتا ہے مثلاً ایک عزت دار شخص نے خدمت گاری کی نوکری کی اور اب اس کام ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے تو یہ عذر ہے۔(38)

❁❁❁❁❁

---

(34) المرجع السابق، ص ۴۱۷۔

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب التاسع عشر فی فسخ الاجارۃ... الخ، ج ۴، ص ۴۵۹۔

(36) المرجع السابق۔

(37) المرجع السابق، ص ۴۶۰۔

(38) المرجع السابق، ص ۴۶۱۔

اجارہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: موچی کو جوتے بنانے کے لیے اپنے پاس سے چمڑا دیا اور اُس کی پیمائش دیدی اور یہ بتادیا کہ کیسا ہوگا اور کہہ دیا کہ استر اور تلا اپنے پاس سے لگادینا اور اُجرت بھی طے ہوگئی یہ جائز ہے۔ اور درزی کو ابرے کا کپڑا دیدیا اور کہہ دیا کہ اپنے پاس سے استر وغیرہ لگادینا اس میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ جائز ہے دوسری یہ کہ ناجائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: کبھی بعض لوگ اجیر (مزدور) سے یوں کام کراتے ہیں کہ تم یہ کام کردو اس کی اُجرت جو کچھ دوسرے لوگ بتادیں گے میں دیدوں گا یا فلاں کے یہاں جو اُجرت ملی ہے میں دیدوں گا یہ اجارے فاسد ہیں کہ اُجرت کا تعین نہیں ہوا پھر اگر کسی شخص نے دونوں کے اتفاق سے اُسکی مزدوری جانچ کر بتائی جس پر اجیر راضی نہیں ہے تو اُجرت مثل دی جائے۔(2)

مسئلہ ۳: زمینِ اجارہ میں سینٹھے وغیرہ ایسی چیزیں تھیں جن کو کاٹنے کے بعد جڑیں جو باقی رہ گئی ہیں اُن میں آگ دیدی جاتی ہے اس نے آگ دیدی اور اس سے دوسرے لوگوں کا نقصان ہوا مثلاً آگ اُڑ کر کسی کے کھیت میں گئی اور اُس کا کھیت جل گیا اگر اُس وقت ہوا چل رہی تھی تو آگ دینے والے پر تاوان ہے اور اگر ہوا نہیں تھی اُس وقت اس نے آگ دی بعد میں ہوا چل گئی اور دوسرے کی چیز کو نقصان پہنچا تو اس پر تاوان نہیں۔ عاریت کی زمین کا بھی یہی حکم ہے۔(3)

مسئلہ ۴: شب برات میں یا دوسرے موقع پر بعض لوگ ہرے چھچھوندر (ایک وضع کی آتش بازی جو بہت تیز بارود سے بنائی جاتی ہے قلم کی شکل کی ہوتی ہے) یا اور قسم کی آتش بازیاں چھوڑتے ہیں یہ فعل حرام اور صرف بیجا (فضول خرچی) ہے اس سے کبھی کبھی یہ نقصان بھی پہنچ جاتا ہے کہ چھپروں میں آگ لگ جاتی ہے یا کسی کے کپڑے جل جاتے ہیں بلکہ کبھی جانیں بھی تلف (ضائع) ہوجاتی ہیں اس شخص پر تاوان لازم ہوگا کہ جب وہ آتشبازی اُڑنے والی ہے اور اس نے چھوڑی تو ویسا ہی ہے جیسا ہوا چلنے کے وقت کسی نے آگ دی۔

---

(1) المرجع السابق، الباب الحادی والثلاثون فی الاستصناع...إلخ، ج۴، ص۵۱۹۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی والثلاثون فی الاستصناع...إلخ، ج۴، ص۵۲۰۔

(3) الھدایۃ، کتاب الاجارات، مسائل منثورۃ، ج۲، ص۲۴۹۔

والدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۴۷۔

مسئلہ ۵: اگر آگ اُڑ کر اتنی دور پہنچی کہ اُتنی دور عادۃً اُڑ کر نہیں پہنچتی اور نقصان ہوا تو تاوان نہیں ہے۔(4)

مسئلہ ۶: راستہ میں آگ کا انگارا ڈال دیا یا ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں ڈالنے کا اس کو حق نہ تھا اور نقصان ہوا تو تاوان ہے مگر جبکہ وہاں رکھنے سے نقصان نہیں ہوا بلکہ ہوا اُڑا لے گئی اور کسی کو نقصان پہنچا تو تاوان نہیں۔(5)

مسئلہ ۷: لوہار نے بھٹی سے لوہا نکال کر کوٹا اس کے کوٹنے سے چنگاری اُڑی اور راہ گیر (راہ چلتا شخص) کا کپڑا جل گیا لوہار کو ضمان دینا ہوگا اور اس چنگاری سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی دیت واجب ہوگی اور اگر اس نے لوہا نکال کر رکھا تھا، ہوا سے چنگاری اُڑی اور کسی چیز کو جلایا تو تاوان نہیں۔(6)

مسئلہ ۸: اپنے کھیت میں پانی بہت زیادہ دیا کہ زمین برداشت نہ کرسکی وہ دوسرے کے کھیت میں پہنچا اور اُس کا نقصان ہوگیا تاوان دینا ہوگا۔(7)

مسئلہ ۹: درزی یا اور کسی کام کرنے والے نے اپنی دکان پر دوسرے کو بٹھالیا کہ جو کچھ کام میرے پاس آئے وہ تم کرو اور اُجرت کو دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ جائز ہے۔(8) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس کو بٹھایا ہے وہ ایک کام کرتا ہے اور خود یہ دوسرا کام کرتا ہے مثلاً رنگریز (کپڑے رنگنے والے) نے اپنی دکان پر درزی کو بٹھالیا۔(9)

مسئلہ ۱۰: جمال (شتربان) سے مکہ معظمہ یا کہیں جانے کے لیے اونٹ کرایہ کیا کہ اُس پر محمل (ایک قسم کی ڈولی جو اونٹ پر باندھتے ہیں) رکھا جائے گا اور دو شخص بیٹھیں گے یہ اجارہ جائز ہے ایسا محمل اونٹ پر رکھا جائے گا جو وہاں کا عرف (رواج) ہے اور اگر اجارہ کرتے وقت ہی اُسے محمل دکھا دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ بات جمال کے ذمہ ہے کہ محمل کو اونٹ پر لادے اور اوتارے۔ اونٹ کو ہانکے یا نکیل پکڑ کر لے چلے۔ پاخانہ پیشاب یا وضو اور نمازِ فرض کے لیے سوار کو اوتروائے۔ عورت اور مریض اور بوڑھے کے لیے اونٹ کو بٹھائے۔(10)

مسئلہ ۱۱: توشہ وغیرہ سامان سفر کے لیے اونٹ کرایہ کیا اور راستہ میں سامان خرچ کیا تو جتنا خرچ کیا ہے اُتنا ہی

---

(4) ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۴۹۔

(5) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۴۹۔

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۵۰۔

(7) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۵۰۔

(8) الھدایۃ، کتاب الاجارات، مسائل منثورۃ، ج۲، ص۲۴۹۔

(9) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۵۰۔

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص۱۵۱۔

دوسرا سامان اُسی قسم کا اس پر رکھ سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: غاصب سے کہہ دیا کہ میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپے ماہوار اس کی اُجرت دینی ہوگی اگر اُس نے خالی نہ کیا تو اس اُجرت کا مطالبہ ہوسکتا ہے کہ اُس کا سکوت کرنا (خاموش رہنا) اجارہ کو قبول کرلینا ہے مگر جبکہ غاصب نے اُس کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ یہ مکان تمھارا نہیں ہے یا مِلک کا اقرار کیا مگر اُجرت دینے سے انکار کردیا تو اُجرت واجب نہیں ہوگی ہاں اگر وہ مکان وقف ہے یا یتیم کا ہے یا کرایہ ہی پر دینے کے لیے ہے تو غاصب (غصب کرنے والا) اگرچہ اُجرت دینے سے انکار کرے اُسے کرایہ دینا ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۳: زمین جو کاشتکار کے پاس ہے اور اُسے نہیں چھوڑتا اور مالک یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ چھوڑدے تو میں دوسرے کو زیادہ لگان (خراج، ٹھیکے پر) پر دیدوں مالک اُس سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر تو نے نہیں خالی کی تو اتنا لگان لوں گا اس صورت میں یہ اضافہ اس کے لیے جائز ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۴: کام کرنے والے نے کہہ دیا کہ اس اُجرت پر میں کام نہیں کروں گا میں تو اتنا لوں گا اور کام کرانے والا خاموش رہا وہی اُجرت دینی ہوگی جو کاریگر نے بتائی۔ پھر اُجرت دینے کے وقت جب اجیر نے زیادہ کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ میں کہہ چکا تھا کہ میں اتنے پر نہیں کروں گا اور کام لینے والا کہتا ہے میں نے نہیں سنا تھا کہ تو نے یہ کہا اگر یہ شخص بہرا ہے تو خیر ورنہ اُسی مزدور کی بات مقبول ہوگی۔(13)

مسئلہ ۱۵: مستاجر کرایہ کی چیز دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے مثلاً ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرے کو کرایہ پر دیدے یہ ہوسکتا ہے یا زمین زراعت کے لیے لگان پر لی دوسرے کاشتکار کو لگان پر دیدے یہ ہوسکتا ہے جیسا کہ اکثر بڑے شہروں میں ایک شخص پورا مکان کرایہ پر لے کر دوسرے لوگوں کو ایک ایک حصہ کرایہ پر دیتا ہے یا دیہات میں کاشتکار زمین دوسروں کو دیا کرتے ہیں۔(14)

مسئلہ ۱۶: مستاجر خود مالک کو وہ چیز کرایہ پر دے یہ جائز نہیں اگرچہ بالواسطہ ہو مثلاً زید نے اپنا مکان عمرو کو کرایہ پر دیا عمرو نے بکر کو دیا بکر یہ چاہے کہ زید کو کرایہ پر دیدوں یہ نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ مالک کو کرایہ پر دینے سے وہ پہلا اجارہ جو مالک اور مستاجر کے مابین ہے باقی رہے گا یا فسخ ہوجائے گا فتویٰ اس پر ہے کہ وہ اجارہ بدستور باقی رہے گا فسخ نہیں

---

(11) المرجع السابق، ص ۱۵۲۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج۹، ص ۱۵۲۔

(13) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، ج۹، مسائل شتی، ص ۱۵۲۔

(14) المرجع السابق۔

ہوگا مگر وہ چیز جتنے زمانہ تک اس صورت میں مالک کے پاس رہے گی اِس مدت کا کرایہ مستاجر کے ذمہ واجب نہیں ہوگا۔(15)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص نے دوسرے کو اجارہ پر لینے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اجارہ کیا اور مالک نے وہ مکان وکیل کو سپرد کردیا مگر وکیل نے ایک مدت تک موکل کو نہیں دیا اور موکل نے وکیل سے مانگا بھی نہیں تو مالک مکان وکیل سے کرایہ وصول کریگا کیونکہ عقد کے حقوق وکیل ہی کے ذمہ ہوتے ہیں اور وکیل موکل سے وصول کریگا کیونکہ وکیل کا قبضہ موکل ہی کا قبضہ ہے اور اگر موکل نے وکیل سے طلب کیا وکیل نے کہا کہ پیشگی اُجرت دے دو تو مکان پر قبضہ دوں گا اور موکل نے نہ اُجرت دی نہ وکیل نے قبضہ دیا تو اس صورت میں وکیل نے کرایہ جو دیا ہے موکل سے وصول نہیں کرسکتا۔(16)

مسئلہ ۱۸: مفتی فتویٰ لکھنے کی یعنی تحریر و کتابت کی اُجرت لے سکتا ہے نفس فتویٰ کی اُجرت نہیں لے سکتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ پر اُتنی عبارت کسی دوسرے سے لکھواؤ تو جو کچھ اس کی اُجرت عرفاً دی جاتی ہے وہ مفتی بھی لے سکتا ہے کیونکہ مفتی کے ذمہ زبانی جواب دینا واجب ہے لکھ کر دینا واجب نہیں مگر اُجرت تحریر لینے سے بھی اگر مفتی پرہیز کرے تو یہی بہتر کہ خواہ مخواہ لوگوں کو چہ میگوئی (نکتہ چینی) کرنے کا موقع ملے گا۔(17) لوگ یہ کہیں گے کہ فتوے کی اُجرت لی اور فلاں شخص روپیہ لے کر فتوے دیتا ہے وغیرہ وغیرہ اس سے نظر عوام میں فتوے کی بے وقعتی ہوتی ہے اور مفتی کی بھی بے عزتی ہے اور علماء کو خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہیے خصوصاً اس زمانہ میں کہ جاہل مولویوں نے اس قسم کے رکیک (گھٹیا) افعال کرکے علماء کو بدنام کررکھا ہے ان کے افعال کو علماء کے افعال قرار دیکر طبقہ علماء کو بدنام کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۹: اُجرت پر خط لکھوانا جائز ہے جبکہ کاغذ کی مقدار اور کتنا لکھا جائے گا یہ بیان کردیا ہو۔(18)

مسئلہ ۲۰: مستاجر پر یہ دعویٰ نہیں ہوسکتا کہ ہم نے یہ چیز خریدی ہے یا اجارہ پر لی ہے یا ہمارے پاس رہن (گروی) رکھی گئی ہے لہٰذا یہ چیز ہم کو ملنی چاہیے کیونکہ مستاجر مالک نہیں ہے کہ اُس پر عین کا دعوے ہوسکے۔(19)

---

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتّی، مطلب: فی إجارۃ المستاجر للموجر... إلخ، ج۹، ص۱۵۳۔

(16) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۴۔

(17) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵۔

(18) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵۔

(19) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵۔

مسئلہ ۲۱: اِجارہ یا فسخِ اِجارہ کی اضافت زمانہ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے کہہ سکتا ہے کہ آئندہ مہینہ کے شروع سے تم کو اجارہ پر دیا یا ختم ماہ سے اجارہ فسخ کردیا۔(20)

مسئلہ ۲۲: کرایہ پیشگی دیدیا ہے اور اجارہ فسخ کیا گیا تو مستاجر اُس چیز کو روک سکتا ہے جب تک اپنی کل رقم وصول نہ کرلے۔ اجارہ صحیح وفاسد دونوں کا یہی حکم ہے۔(21)

مسئلہ ۲۳: کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی اُس نے کسی سے کہا کہ اگر تم مجھے بتادو کہ کہاں ہے تو اتنا دوں گا اگر یہ شخص اُس کے ساتھ چل کر گیا اور بتادیا تو اس کے وہاں تک جانے کی اُجرت مثل ملے گی اور اگر یہیں سے بتادیا کہ تمھاری چیز فلاں جگہ ہے اُس کے ساتھ گیا نہیں تو کچھ نہیں ملے گا اور اگر کسی خاص شخص سے نہیں کہا بلکہ عام طور پر کہا کہ جو کوئی مجھے بتادے اُس کو اتنا دوں گا یہ اجارہ باطل ہے بتانے والا کسی چیز کا مستحق نہیں ہے۔ اور اگر اُسے یہ معلوم ہے کہ میرا جانور یا میری چیز فلاں جگہ ہے مگر اُس جگہ کو نہیں پہچانتا اور اُس جگہ کے بتانے پر اُجرت مقرر کی تو اس صورت میں بتانے والے کو وہ اُجرت ملے گی جو مقرر کی ہے۔(22)

مسئلہ ۲۴: جو چیز اُجرت پر دی گئی جب اُس کے اجارہ کی مدت پوری ہوجائے تو مستاجر کے یہاں سے چیز واپس لانا مالک کے ذمہ ہے مستاجر کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ چیز پہنچاجائے اور عاریت کے طور پر دی تو واپس کرنا مستعیر کا (عاریت پر لینے والے کا) کام ہے۔ چکی اُجرت پر ایک مہینہ کو آٹا پیسنے کے لیے لے گیا تو چکی کا مالک مستاجر کے گھر سے لائے گا اور اگر مستاجر بیرون شہر مالک کی اجازت سے لے گیا جب بھی مالک ہی وہاں سے واپس لائے گا۔(23) جیسا کہ گاؤں والے گڑ بنانے کے لیے شہر سے کڑھاؤ (بڑی کڑاہی) اور کولو (تیل نکالنے یا گنا پیلنے کا آلہ) کرایہ پر لے جاتے ہیں اور مالک سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں گاؤں میں ہم لے جائیں گے ان کی واپسی اور اُس کے مصارف (اخراجات) مالک کے ذمہ ہیں۔

مسئلہ ۲۵: گھوڑا اسواری کے لیے کرایہ پر لیا اس کی واپسی بھی مالک کے ذمہ ہے اگر مالک اس کے یہاں سے نہیں لایا اور مستاجر کے یہاں ہلاک ہوگیا اُس کے ذمہ تاوان نہیں ہے اگرچہ مالک نے کہلا بھیجا ہو کہ اُسے واپس کرجاؤ۔ اور اگر کسی جگہ کی آمدورفت کے لیے کرایہ پر لیا ہے تو مستاجر کو یہاں تک لانا ہوگا کیونکہ اُس کی مسافت یہاں

---

(20) المرجع السابق، ص ۱۵۶۔

(21) الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، ج ۹، ص ۱۵۶۔

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاجارۃ، مسائل شتی، مطلب: ضل لہ شیئ... الخ، ج ۹، ص ۱۵۹۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث عشر فی المسائل... الخ، ج ۴، ص ۴۳۸۔

پہنچنے پر پوری ہوگی اس صورت میں اگر مستاجر اپنے گھر لے کر چلا گیا اور باندھ دیا جانور ہلاک ہوا تو ضمان دینا ہوگا۔(24)

مسئلہ ۲۶: اجیر مشترک مثلاً درزی، رنگریز، دھوبی کام کرنے کے بعد چیز کو دیجائیں کہ واپس کر جانا ان کے ذمہ ہے۔(25)

مسئلہ ۲۷: جانور کرایہ پر لیا ہے تو اُس کا دانہ، گھاس، پانی پلانا مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر نے اگر جانور کو کھلایا پلایا تو متبرع ہے معاوضہ نہیں پاسکتا۔ کھیت کی مینڈھ (وہ دیوار یا بند جس سے کھیت کے اندر پانی روکتے ہیں) درست کرانا مالک کے ذمہ ہے۔(26)

مسئلہ ۲۸: گھوڑا سواری کے لیے کرایہ پر لیا تھا راستہ میں وہ تھک گیا کسی شخص کے سپرد کر دیا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اگر اُس کو معلوم ہے کہ گھوڑا اس کا نہیں ہے تو جو کچھ خرچ کریگا متبرع ہے کسی سے نہیں لے سکتا اور اگر معلوم نہ ہو تو اس کہنے والے سے صرفہ (خرچہ) وصول کر سکتا ہے۔(27)

مسئلہ ۲۹: کسی کام پر اجارہ منعقد ہوا تو اُس کے توابع میں عرف (رواج) کا اعتبار ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کو دیا تو تاگا (دھاگہ) سوئی درزی کے ذمہ ہے اور اگر عرف یہ ہے کہ جس کا کپڑا ہے وہ تاگا دے تو درزی کے ذمہ نہیں چنانچہ ہندوستان میں بھی بعض جگہ کا یہی عرف ہے اور اکثر جگہ پہلا عرف ہے۔ اینٹیں بنوائیں تو مٹی مستاجر کے ذمہ ہے اور سانچا اجیر کے ذمہ اور بعض جگہ سانچا بھی مستاجر ہی دیتا ہے۔(28)

مسئلہ ۳۰: کسی گاؤں یا محلہ یا شہر میں جانے کے لیے یکہ، تانگہ کرایہ پر لیا تو اُس کے ذمہ گھر تک پہنچانا ہے گاؤں یا محلہ یا شہر میں پہنچا دینے پر کام ختم نہیں ہوگا۔(29) لاری (یعنی بس، کوچ وغیرہ) میں یہ عرف ہے کہ اڈے پر جا کر رک جاتی ہے اُس کے ذمہ مکان تک پہنچانا نہیں ہے ہاں اگر موٹر کار (یعنی ٹیکسی وغیرہ) یا لاری پوری کرایہ پر لی ہے تو اُس کا کام اڈے تک یا گاؤں تک پہنچانا نہیں ہے بلکہ گھر تک یا جہاں تک جا سکتی ہو اُسے لیجانا ہوگا کہ اس صورت

---

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثالث عشر فی المسائل... إلخ، ج۴، ص۴۴۸۔

(25) المرجع السابق۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع عشر فیما یجب علی المستاجر... إلخ، ج۴، ص۴۵۵۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع عشر فیما یجب علی المستاجر... إلخ، ج۴، ص۴۵۵

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب السابع عشر فیما یجب علی المستاجر... إلخ، ج۴، ص۴۵۶۔

(29) المرجع السابق، ص۴۵۶۔

میں یہی عرف ہے۔

مسئلہ ۳۱: کپڑے دھوبی کو دیے تو کلپ اور نیل دینا دھوبی کے ذمہ ہے کہ اس میں یہی عرف ہے۔ جلد ساز کو جلد بنانے کے لیے کتابیں دیں تو پٹھا (موٹا اور سخت کاغذ یا گتا جو کتابوں کی جلد بنانے میں کام آتا ہے)، چمڑا، اَبری (ایک قسم کا رنگدار کاغذ جسے کتابوں کی جلدوں میں استعمال کیا جاتا ہے)، لئی (ایک قسم کا لیس دار مادہ جو کاغذ وغیرہ جوڑنے کے کام آتا)، ڈورا (موٹا دھاگہ) یہ سب چیزیں جلد ساز کے ذمہ ہیں اور جس قسم کا سامان لگانا اور جس قسم کی جلد بنانا ٹھہرا ہے وہی کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۲: کسی کام کے لیے دو مزدور کیے مثلاً یہ لکڑیاں تم دونوں میرے مکان تک اتنے میں پہنچا دو وہ کل لکڑیاں ایک ہی مزدور نے پہنچائیں دوسرا بیٹھا رہا تو یہ مزدور نصف ہی اُجرت کا مستحق ہے کہ دوسرے کی طرف سے کام کرنے میں متبرّع (احسان کرنے والا) ہے لہٰذا اُس کے حصہ کی مزدوری کا مستحق نہیں ہوا اور دوسرا بھی اپنے حصہ کی مزدوری نہیں لے سکتا کہ اجیر مشترک (ایک سے زائد لوگوں کا کام کرنے والا نوکر) جب تک کام نہ کرے اُجرت کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر اُن دونوں میں پہلے یہ طے ہے کہ ہم دونوں شرکت میں کام کریں گے جو کچھ مزدوری ملے گی وہ دونوں بانٹ لیں گے تو دوسرا مزدور بھی اپنی نصف مزدوری کا مستحق ہے کہ اُس کے شریک کا کام کرنا ہی اُس کا کام کرنا ہے۔(30)

مسئلہ ۳۳: چند مزدور گڑھا کھودنے کے لیے یا مٹی اٹھانے کے لیے رکھے اور اس پورے کام کی ایک اُجرت طے ہوگئی اُن مزدوروں میں سے کسی نے کم کام کیا کسی نے زائد سب پر وہ اُجرت برابر برابر تقسیم ہوگی ہاں اگر مزدوروں میں بہت تفاوت ہے مثلاً بعض جوان ہیں بعض بچے اور بچوں نے کم کام کیا ہے تو برابر برابر تقسیم نہیں ہوگی بلکہ اُس پوری اُجرت کو اُجرتِ مثل پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بچوں کو دو آنے یومیہ ملتے ہیں اور جوان کو چار آنے تو اُس اُجرت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ جوان کو بچہ سے دونی ملے اور اگر اُن مزدوروں میں سے بعض نے مرض یا کسی عذر کی وجہ سے کام نہیں کیا تو یہ حصہ لینے کا حقدار نہیں ہے مگر جبکہ کام کرنے میں ان کی شرکت ہو تو نہ کام کرنے کی صورت میں بھی حصہ پائے گا۔(31)

مسئلہ ۳۴: کرایہ دار کے ساتھ مالک مکان بھی گھر میں رہتا رہا تو کرایہ دار اُتنے حصہ مکان کی اُجرت کم کرسکتا

---

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن عشر فی الاجارۃ... إلخ، ج۴، ص۴۵۷۔

(31) المرجع السابق۔

ہے جتنے میں مالک مکان رہا۔(32)

مسئلہ ۳۵: مزدور سے کہا فلاں جگہ سے جا کر ایک بوری غلہ کی لے آتی مزدوری دوں گا مزدور وہاں گیا مگر غلہ وہاں تھا ہی نہیں جس کو لاتا تو اُس مزدوری کو جانے اور آنے اور بوجھ پر تقسیم کیا جائے جانے کی مقابل میں مزدوری کا جو حصہ پڑے وہ مزدور کو دیا جائے کیونکہ مزدور کے تین کام تھے وہاں جانا اور وہاں سے بوجھ لے کر آنا اس صورت میں صرف ایک کام یعنی جانا مزدور نے کیا اور آنا اُس کا خود اپنا کام ہے مستاجر کا کام نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۶: مزدور کو کہیں بھیجا کہ وہاں سے فلاں کو بلا لاؤ وہ گیا اور وہ شخص نہیں ملا اس کو اُجرت ملے گی کیونکہ مزدور کو جو کچھ اس صورت میں کام کرنا ہے یہی ہے کہ وہاں تک جائے وہ کر چکا۔(34)

❁❁❁❁❁

---

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الثامن عشر فی الاجارۃ... الخ، ج۴، ص۴۵۸.

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی والعشرون فی الاجارۃ لا یوجد فیہا... الخ، ج۴، ص۴۷۰.

(34) المرجع السابق.

وَلا (1) کا بیان

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾﴾ (2)
جن سے تم نے معاہدے کیے ہیں اُن کا حصہ اُنھیں دو، بیشک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر گواہ ہے۔

(1) کتاب المکاتب اور کتاب الوَلا کے مسائل یہاں کی ضرورت سے زائد ہیں اس لیے ہم نے ان کو نہیں لکھا صرف کتاب الولا کی ایک فصل جو یہاں پائی جاسکتی ہے معرض تحریر میں لائی گئی ۱۲ منہ۔

(2) پ۵، النسآء: ۳۳۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے عقدِ موالات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دُوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت ن کروں تو تجھے دِیت دینی ہوگی دُوسرا کہے میں نے قبول کیا اِس صورت میں یہ عقد صحیح ہوجاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دِیت بھی اُس پر آجاتی ہے اور دوسرا بھی اِسی کی طرح سے مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے اور یہ بھی قبول کرلے تو اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اُس کی دِیت کا ذِمہ دار ہوگا یہ عقد ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اِس کے قائل ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: ابو داود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے: جس نے بغیر اجازت اپنے مولیٰ کے کسی قوم سے موالاۃ کی، اوس پر اللہ (عزوجل) کی اور فرشتوں اور تمام اِنسانوں کی لعنت، قیامت کے دن اللہ تعالٰی نہ اُس کے فرض قبول کریگا، نہ نفل۔(1)

حدیث ۲: امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے: جس شخص نے اپنے مولیٰ کے سوا دوسرے سے موالاۃ کی، اُس نے اسلام کا پٹّا اپنے گلے سے نکال دیا۔(2)

حدیث ۳: طبرانی و ابن عدی ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے، اُس کی وَلا اُسی کے لیے ہے۔(3)

حدیث ۴: اصحاب سنن اربعہ و امام احمد و حاکم وغیرہم نے تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہوا کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا؟ فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ حقدار ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔(4)

---

(1) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الرجل ينتمي إلى غير مواليه، الحدیث: ۵۱۱۴، ج ۴، ص ۴۲۶.

(2) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۵۶۸، ج ۵، ص ۸۷.

(3) الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي، من اسمہ جعفر، ج ۲، ص ۳۶۳.

(4) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث تمیم الداري، الحدیث: ۱۶۹۴۴، ج ۶، ص ۳۴.

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱ـ آپ مشہور صحابی ہیں، پہلے عیسائی تھے ۹ھ میں اسلام لائے، بڑے عابد و زاہد تھے، رات کو ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے کبھی تہجد کی نماز میں ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہتے حتی کہ سویرا ہو جاتا، محمد ابن منکدر فرماتے ہیں کہ ایک رات تمیم داری کی آنکھ نہ کھلی اور تہجد قضاء ہوگئی تو اس کے کفارہ میں سال بھر رات کو سوئے ہی نہیں، آپ نے نماز میں پہننے کے لیے ایک ہزار درہم کا جوڑا خریدا تھا، آپ نے ہی سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ جلایا، آپ ہی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور جساسہ کی روایت اپنے خطبہ میں بیان فرمائی، آپ مدینہ منورہ میں رہے، شہادت حضرت عثمان کے بعد شام چلے گئے، وہاں ہی وفات پائی، دار ابن ہانی کی اولاد میں ہیں اسی لیے آپ کو داری کہا جاتا ہے۔ (اکمال، اشعہ، مرقات)

←

❁❁❁❁❁

۲؎ آیا وہ مسلمان کرنے والا اس نومسلم کا مولیٰ ہوگا یا نہیں اور اس کے مال کی میراث پائے گا یا نہیں۔

۳؎ یعنی وارث ہے کہ اگر اس نومسلم کا کوئی عزیز رشتہ دار نہ ہو تو اس کی میراث اسے ملے گی۔ اس حدیث کی بنا پر حضرت عمر ابن عبدالعزیز، سعید ابن مسیب وغیرہم مسلمان کرنے والے کو نومسلم کا آخری وارث مانتے ہیں جیسے غلام کا وارث آزاد کرنے والا مولیٰ، مگر باقی تمام علماء اسے وارث نہیں مانتے، وہ فرماتے ہیں کہ حدیث اس وقت کی ہے جب اسلام اور نصرت و مدد کی بناء پر میراث ملتی تھی کہ مہاجر کا وارث انصاری ہوتا تھا اور انصاری کا مہاجر، پھر آیات میراث سے یہ وراثت منسوخ ہوگئی۔ یا یہاں اَوْلٰی کے معنی وارث نہیں بلکہ مددگار ہیں کہ مسلمان کرنے والا اس نومسلم کی زندگی میں ہر طرح مدد کرے اور بعد موت اس کی نماز اور دفن وغیرہ کا انتظام کرے، اس صورت میں یہ حدیث محکم ہے۔ (لمعات ومرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۵۸)

مسائل فقہیۃ

مسئلہ ۱: ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اس نومسلم نے اُس سے یا کسی دوسرے سے موالاۃ کی یعنی یہ کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو میرا وارث تو ہے اور مجھ سے کوئی جنایت ہو تو دیت تجھے دینی ہوگی اُس نے قبول کرلیا یہ موالاۃ صحیح ہے اسکا نام مولی الموالاۃ ہے اور دونوں جانب سے بھی موالاۃ ہوسکتی ہے یعنی ہر ایک دوسرے سے کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری جنایت کی دیت دے گا اور دوسرا قبول کرے۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ مولیٰ عرب میں سے نہ ہو۔(1)

مسئلہ ۲: نابالغ مشرف باسلام ہوا اور اُس نے موالاۃ کی یہ ناجائز ہے اگرچہ اپنے باپ یا وصی کی اجازت سے کی ہو اور بالغ عاقل نے نابالغ عاقل سے موالاۃ کی اور اس کے باپ یا وصی نے اجازت دیدی ہو تو موالاۃ جائز ہے۔ یوہیں اگر غلام نے موالاۃ کی تو اُس کے مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے، وہ جائز کردیگا جائز ہوگی، ورنہ نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: جس شخص سے اس نے موالاۃ کی ہے اب یہ (مولی اسفل) اس ولا کو فسخ کرنا چاہتا ہے تو اُس کی موجودگی میں فسخ کرسکتا ہے یعنی اُس کو علم ہوجانا ضروری ہے کیونکہ یہ عقد غیر لازم ہے تنہا فسخ کرسکتا ہے دوسرے کی رضامندی ضروری نہیں۔ اور اگر دوسرے سے موالاۃ کرلی تو پہلی موالاۃ فسخ ہوگئی اس میں علم کی ضرورت نہیں کہ دوسرے سے عقد کرنے ہی سے پہلی موالاۃ خود بخود فسخ ہوگئی مگر شرط یہ ہے کہ اُس نے اسکی طرف سے دیت ادا نہ کی ہو اور اگر اُس نے کسی معاملہ میں دیت دیدی ہے تو اب نہ فسخ کرسکتا ہے نہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتا ہے بلکہ اس کی اولاد کی طرف سے اگر اُس نے دیت دے دی جب بھی فسخ نہیں کرسکتا نہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: موالاۃ کرنے کے وقت جو اس کے نابالغ بچے ہیں یا اس عقد کے بعد جو پیدا ہوئے سب اس ولا میں داخل ہیں بالغ اولادوں سے اس عقد کا تعلق نہیں یعنی یہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتے ہیں۔(4)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۲، ص۲۷۰.

و الدرالمختار، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۹، ص۲۱۱.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۹، ص۲۱۲.

(3) الھدایۃ، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۲، ص۲۷۰، ۲۷۱.

(4) ردالمحتار، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۹، ص۲۱۳.

مسئلہ ۵: مولی العتاقہ یعنی وہ غلام جسے مولیٰ (مالک) نے آزاد کردیا ہے وہ دوسرے سے موالاۃ نہیں کرسکتا۔(5)

مسئلہ ۶: موالاۃ کا حکم یہ ہے کہ اگر جنایت کرے تو دیت لازم ہوگی اور اُن میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا وارث ہوتا ہے مگر اس کا مرتبہ تمام وارثوں سے مؤخر ہے جب کوئی وارث نہ ہو یعنی ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو یہ وارث ہوگا۔(6)

مسئلہ ۷: عورت نے موالاۃ کی یا موالاۃ کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ کوئی بچہ مجہول النسب ہے یا موالاۃ کے بعد پیدا ہوا یہ بچہ بھی عقد موالاۃ کے حکم میں داخل ہے۔(7)

مسئلہ ۸: مرد نے اسلام قبول کرکے ایک شخص سے موالاۃ کی اور عورت نے اسلام لاکر دوسرے سے موالاۃ کی تو ان دونوں سے جو بچہ پیدا ہوگا اُس کا تعلق باپ کے مولیٰ سے ہوگا ماں کے مولیٰ سے نہیں ہوگا۔(8)

تمت بالخیر

(5) الھدایۃ، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۲، ص۲۷۱۔

(6) المرجع السابق، ص۲۷۰۔

(7) الدرالمختار، کتاب الولاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج۹، ص۲۱۳۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الولاء، الباب الثانی فی ولاء الموالاۃ، الفصل الثانی، ج۵، ص۳۳۔

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

فیضانِ شریعت

جلد پانزدہم

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی

شارح

علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

مصنف
حضرت مولانا محمد امجد علی
شارح
محمد ناصر الدین ناصر

جلد پانزدہم

باراول	مئی 2017ء
پرنٹرز	آر۔ آر پرنٹرز
سرورق	...... النافع گرافکس
تعداد	...... 600/-
ناشر	...... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	...... =/ روپے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo com

اسلام بک ڈپو
042-37112941
0323-4836770

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٭ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٭ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

شفعہ کا بیان

تقسیم کا بیان

مُہایاۃ کا بیان

مزارعت کا بیان

مُعاملہ یا مُساقاۃ کا بیان

ذبح کا بیان

اضحیہ یعنی قربانی کا بیان

عقیقہ کا بیان

اِکراہ، حَجر، غَصب، شُفعہ، ذَبح، قربانی اورعقیقہ کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اِکراہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۰۶)﴾ (1)

جس نے ایمان کے بعد کفر کیا (اس پر اللہ کا غضب ہو) مگر جو شخص مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے

(1) پ۱۴، النحل: ۱۰۶۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی انہیں اوران کے والد یاسر اوران کی والدہ سمیہ اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم رضی اللہ تعالٰی عنہم کو پکڑ کر کفار نے سخت سخت ایذائیں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کفار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کیا اور عمار ضعیف تھے، بھاگ نہیں سکتے تھے، انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادل نخواستہ کلمۂ کفر کا تلفظ کر دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ عمار کافر ہو گئے، فرمایا ہرگز نہیں عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے پر ہیں اوراس کے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، حضور نے فرمایا کیا ہوا؟ عمار نے عرض کیا اے خدا کے رسول بہت ہی برا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے، ارشاد فرمایا اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت ورحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ حالات اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کفر کا اجرا جائز ہے جب کہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو۔

مسئلہ: اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر شہید کر ڈالے گئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔

مسئلہ: جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو وہ کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تمسخر یا جہل سے کلمۂ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیر احمدی)

(وہ عذاب سے بری ہے) ولیکن جس نے کفر کے لیے سینہ کو کھول دیا ان پر اللہ کا غضب ہے، اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

ہدایہ میں ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ مشرکین نے کلمہ کفر بولنے پر انھیں مجبور کیا اور انھوں نے زبان سے کہہ دیا پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلم) نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے قلب کو کس حال پر پایا عرض کی میرا دل ایمان پر بالکل مطمئن تھا ارشاد فرمایا کہ اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم کو ایسا ہی کرنا چاہیے (2) یعنی دل ایمان پر مطمئن رہنا چاہیے۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے کہ کفار قریش نے عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ارتداد پر مجبور کیا ان کے والدین نے انکار کیا ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور یہ دونوں پہلے دو شخص ہیں جو اسلام میں شہید کیے گئے اور عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو کفار نے چاہا تھا۔ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلم)! عمار کافر ہو گیا فرمایا: ہرگز نہیں، بے شک عمار چوٹی سے قدم تک ایمان سے بھرپور ہے ایمان اس کے گوشت وخون میں سرایت کیے ہوئے ہے، اس کے بعد عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ روتے ہوئے حاضر خدمت اقدس ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھا اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا (جو روتے ہو) اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم ویسا ہی کرنا۔ (3)

اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾﴾ (4)

---

(2) الھدایۃ، کتاب الاکراہ، فصل، ج۲، ص۲۷۴۔

(3) تفسیر البیضاوی، النحل، تحت الآیۃ: ۱۰۶، ج۳، ص۴۲۲۔

(4) پ۳، آل عمران: ۲۸۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ ابن صامت نے جنگ احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچسو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی۔

(مزید یہ کہ)

کفار سے دوستی ومحبت ممنوع وحرام ہے، انہیں راز دار بنانا ان سے موالات کرنا ناجائز ہے اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کریگا وہ اللہ (عزوجل) کے دین سے کسی شے میں نہیں ہے مگر یہ کہ بچاؤ کے طور پر (اکراہ کی صورت میں زبانی دوستی کا اظہار کر سکتے ہو) اور اللہ (عزوجل) تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾﴾(5)

اور اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پارسائی (پاک دامنی) کا ارادہ کریں تا کہ زندگی دنیا کی متاع حاصل کرو اور جس نے انھیں مجبور کیا تو اس کے بعد کہ وہ مجبور کی گئیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

❁❁❁❁❁

(5) پ۱۸، النور:۳۳۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: اکراہ جس کو جبر کرنا بھی لوگ بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مکرِہ نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مکرَہ اپنی مرضی کے خلاف کام کرے مگر مکرَہ جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم جابر ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اگر میں نے نہ کیا تو مجھے مار ڈالے گا اس صورت میں بھی اکراہ ہے۔(1) مجبور کرنے والے کو مکرِہ اور جس کو مجبور کیا اوس کو مکرَہ کہتے ہیں پہلی جگہ رے کو زیر ہے دوسری جگہ زبر۔

مسئلہ ۲: اکراہ کا حکم اس وقت متحقق (ثابت) ہوتا ہے جب ایسے شخص کی جانب سے ہو کہ وہ جس چیز کی دھمکی دے رہا ہے اس کے کر ڈالنے پر قادر ہو جیسے بادشاہ یا ڈاکو کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر نہ کرے تو یہ وہ کام کر گزریں گے جس کی دھمکی دے رہے ہیں۔(2)

مسئلہ ۳: اکراہ کی دو قسمیں ہیں ایک تام اور اس کو مُلجی بھی کہتے دوسری ناقص اس کو غیر مُلجی بھی کہتے ہیں۔ اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کر، ورنہ تجھے مارتے مارتے بیکار کر دوں گا۔ اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے ماروں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا مکان میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔(3)

❀❀❀❀❀

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاکراہ، ج۹،ص۲۱۷۔

(2) الھدایۃ، کتاب الاکراہ، ج۲،ص۲۷۷۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاکراہ، ج۹،ص۲۱۷۔

اکراہ کے شرائط

مسئلہ ۴: اکراہ کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) مکرِہ اس فعل کے کرنے پر قادر ہو جس کی وہ دھمکی دیتا ہو، (۲) مکرَہ یعنی جس کو دھمکی دی گئی اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو جس کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر گزرے گا، (۳) جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان جانا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام اپنی خوشی و رضامندی سے نہ ہو، (۴) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اور اس کا نہ کرنا خواہ اپنے حق کی وجہ سے ہو مثلاً اس سے کہا گیا کہ تو اپنا مال ہلاک کردے یا بیچ دے اور یہ ایسا کرنا نہیں چاہتا یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے اس کام کو نہیں کرنا چاہتا مثلاً فلاں شخص کا مال ہلاک کر۔ یا حق شرع کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتا مثلاً شراب پینا، زنا کرنا۔(1)

مسئلہ ۵: شرط سوم میں بیان کیا گیا کہ ایسا غم پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے رضامندی سے کام کرنا نہ ہو یہ اکراہ کا ادنیٰ مرتبہ ہے اور اس میں سب لوگوں کی ایک حالت نہیں ہے شریف آدمی کے لیے سخت کلامی ہی سے یہ بات پیدا ہو جائے گی اور کمینہ آدمی ہو تو جب تک اسے ضرب شدید کی نوبت نہ آئے معمولی طور پر مارنے اور گالی دینے کی بھی اسے پرواہ نہیں ہوتی۔(2)

مسئلہ ۶: اکراہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسا کرو ورنہ تمہارا مال لے لوں گا یا حاکم نے کہا یہ مکان میرے ہاتھ بیچ کردو ورنہ تمہارے فریق کو دلا دوں گا۔(3)

مسئلہ ۷: قتل یا ضرب شدید یا حبس مدید کی دھمکی دی اس لیے کہ وہ اپنی کوئی چیز بیچ ڈالے یا فلاں چیز خریدے یا اجارہ کرے یا کسی چیز کا اقرار کرے اور اس دھمکی کی وجہ سے اس نے یہ سب کام کر لیے تو مکرَہ کو ان عقود کے فسخ کرنے کا حق باقی رہتا ہے یعنی اکراہ جاتے رہنے کے بعد ان چیزوں کو فسخ کرسکتا ہے اور یہ حق ان دونوں میں سے کوئی مرجائے جب بھی باقی رہتا ہے کہ اس کا وارث فسخ کرسکتا ہے اور مشتری (خریدار) کے مرجانے سے بھی یہ حق باطل نہیں

(1) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۱۸۔

(2) المرجع السابق، ص۲۱۹۔

(3) لدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد...إلخ، ج۹، ص۲۳۹۔

ہوتا نہ زیادت مُنفصِلہ (4) یا زیادت مُتّصِلہ متولّدہ (5) سے یہ حق باطل ہوتا ہے بلکہ وہ چیز اگر کئی بعد دیگرے بہت سے ہاتھوں میں پہنچ گئی جب بھی یہ لے سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۸: دو ایک کوڑا مارنا ضربِ شدید نہیں ہے مگر آلات تناسل اور آنکھ پر مارنا کہ ان پر ایک کوڑا مارنا بھی ضرب شدید ہے۔ حَبسِ مدیدیہ کہ ایک دن سے زیادہ ہو۔ ذی عزت آدمی کے لیے ضرب غیر شدید اور حبس غیر مدید میں وہی صورت ہے جو اوروں کے لیے ضرب شدید میں ہے۔(7)

مسئلہ ۹: اقرار میں مال قلیل وکثیر کا فرق ہے کہ مال قلیل کے اقرار میں ضرب غیر شدید سے بھی اکراہ پایا جائے گا اور مال کثیر میں ضرب شدید سے اکراہ ہوگا۔(8)

مسئلہ ۱۰: مکرَہ کی بیع نافذ ہے اگرچہ لازم نہیں لازم اس وقت ہوگی کہ رضامندی سے اجازت دے دے لہٰذا مشتری جو کچھ اس بیع میں تصرف کریگا وہ تصرفات صحیح ہوں گے اور مکرَہ نے ثمن پر راضی خوشی قبضہ کیا یا مبیع کو خوشی سے تسلیم کر دیا تو اب وہ بیع لازم ہوگئی یعنی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر قبضِ ثمن (یعنی طے شدہ قیمت پر قبضہ کرنا) وتسلیم مبیع (بیچی گئی چیز حوالہ کرنا) بھی اکراہ کے ساتھ ہو تو حق فسخ باقی رہے گا، اور ہبہ میں اکراہ ہو تو سرے سے موہوب لہ چیز کا مالک ہی نہیں ہوگا اور اس کے تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔(9)

مسئلہ ۱۱: بائع نے اگر اکراہ کے ساتھ ثمن پر قبضہ کیا ہے تو فسخ بیع کی صورت میں ثمن واپس کر دے اگر اس کے پاس موجود ہے اور ہلاک ہوگیا ہے تو اس پر ضمان واجب نہیں کہ ثمن بائع کے پاس امانت ہے۔(10)

مسئلہ ۱۲: اکراہ کے ساتھ بیع اگرچہ بیع فاسد ہے مگر اس میں اور دیگر بیوع فاسدہ میں چند وجہ سے فرق ہے۔ یہ (۱) بیع اجازت قولی یا فعلی کے بعد صحیح ہو جاتی ہے دوسری بیعیں فاسد کی فاسد ہی رہتی ہیں۔(۲) جس نے اس سے خریدا ہے اس کے تصرفات توڑ دیے جائیں گے اگرچہ کئی بعد دیگرے کہیں سے کہیں پہنچی ہو۔(۳) مبیع غلام تھا اور

---

(4) کسی شے میں ایسی زیادتی جو اس کے ساتھ متصل نہ ہو مثلاً غلام کا مال کمانا۔

(5) کسی شے میں ایسی زیدتی جو اس میں خود بخود پیدا ہو جائے اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو مثلاً جانور کا بڑا ہونا، موٹا ہو جانا۔

(6) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹،ص۲۱۹،۲۲۰.

(7) المرجع السابق.

(8) ردالمحتار، کتاب الاکراہ، ج۹،ص۲۱۹.

(9) الھدایۃ، کتاب الاکراہ، ج۲،ص۲۷۲۔۲۷۳.

(10) الھدایۃ، کتاب الاکراہ، ج۲،ص۲۷۳.

والعنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الاکراہ، ج۸،ص۱۷۱.

مشتری نے اسے آزاد کر دیا تو بائع کو اختیار ہے کہ مشتری سے یوم القبض کی قیمت لے یا یوم العتاق کی (۴) اگر بائع پر اکراہ ہوا تو ثمن اس کے پاس امانت ہے اور مشتری پر اکراہ ہوا تو مبیع اس کے پاس امانت ہے اور دیگر بیوع فاسدہ میں یہ چاروں باتیں نہیں ہیں۔(11)

مسئلہ ۱۳: مبیع اگر ہلاک ہو چکی ہے تو بائع اس کی قیمت لے گا یعنی چیز کی جو واجبی قیمت ہوگی وہ مشتری سے وصول کریگا۔(12)

مسئلہ ۱۴: بادشاہ کا کہہ دینا ہی اکراہ ہے اگرچہ وہ دھمکی نہ دے کہ اس کی مخالفت میں جان جانے یا اتلاف عضو کا اندیشہ ہے۔ یوہیں جن لوگوں سے اس قسم کا اندیشہ ہو ان کا کہہ دینا ہی اکراہ ہے اگرچہ دھمکی نہ دیں بعض شوہر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ اون کا خلاف کرنے میں عورت کو اسی قسم کا اندیشہ ہوتا ہے ایسے شوہر کا کہنا ہی اکراہ ہے۔(13)

مسئلہ ۱۵: معاذ اللہ شراب پینے یا خون پینے یا مردار کا گوشت کھانے یا سوئر (خنزیر) کا گوشت کھانے پر اکراہ کیا گیا اگر وہ اکراہ غیر ملجی ہے یعنی حبس وضرب کی دھمکی (قید کرنے اور مارنے کی دھمکی) ہے تو ان چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں ہے البتہ شراب پینے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی کہ شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور اگر وہ اکراہ ملجی ہے یعنی قتل یا قطع عضو کی (یعنی عضو کاٹنے کی) دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا ان کاموں کو نہیں کیا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں اس کے لیے یہ چیزیں جائز کی تھیں جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں (یعنی شرعی مجبوری کی حالت میں یہ چیزیں جائز ہیں)۔ ہاں اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں۔ یوہیں اگر استعمال نہ کرنے سے کفار کو غیظ وغضب میں ڈالنا مقصود ہو تو گناہ نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۶: معاذ اللہ کفر کرنے پر اکراہ ہوا اور قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی گئی تو اس شخص کو صرف ظاہری طور پر اس کفر کے کر لینے کی رخصت ہے اور دل میں وہی یقین ایمانی قائم رکھنا لازم ہے جو پہلے تھا اور اس شخص کو چاہیے کہ اپنے قول وفعل میں توریہ کرے یعنی اگرچہ اس فعل یا قول کا ظاہر کفر ہے مگر اس کی نیت ایسی ہو کہ کفر نہ رہے مثلاً اس کو مجبور کیا

---

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد...إلخ، ج۹، ص۲۲۲۔

(12) الھدایۃ، کتاب الاکراہ، ج۲، ص۲۷۳۔

(13) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۲۳۔

(14) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۲۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...إلخ، ج۵، ص۳۸۔

گیا کہ بت کو سجدہ کرے اور اس نے سجدہ کیا تو یہ نیت کرے کہ خدا کو سجدہ کرتا ہوں یا سرکار رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں گستاخی کرنے پر مجبور کیا گیا تو کسی دوسرے شخص کی نیت کرے جس کا نام محمد ہو اور اگر اس شخص کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر توریہ نہ کیا یعنی خدا کے لیے سجدہ کی نیت نہیں کی تو یہ شخص کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اگر اس شخص کو توریہ کا دھیان ہی نہیں آیا کہ توریہ کرتا اور بت کو ہی سجدہ کیا مگر دل سے اس کا منکر ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوگا۔(15)

مسئلہ ۱۷: کفر کرنے پر مجبور کیا گیا اور کفر نہ کیا اس وجہ سے قتل کر دیا گیا تو ثواب پائے گا اسی طرح نماز یا روزہ توڑنے یا نماز نہ پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا گیا یا حرم میں شکار کرنے یا حالت احرام میں شکار کرنے یا جس چیز کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو اس کے چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے اس کے خلاف کیا جو مکرِہ کرانا چاہتا تھا اور قتل کر ڈالا گیا سب میں ثواب کا مستحق ہے۔(16)

مسئلہ ۱۸: روزہ دار مسافر یا مریض ہے جس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یہ اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو روزہ توڑ دے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا گیا تو گنہگار ہوگا۔(17)

مسئلہ ۱۹: رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے یا بی بی سے جماع کرنے پر اکراہ ہوا اور روزہ دار نے ایسا کر لیا تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔(18)

مسئلہ ۲۰: اگر اکراہ غیر مُلجی ہو تو کفر کا اظہار نہیں کر سکتا اس صورت میں اظہار کفر کی رخصت نہیں ہے کہ غیر ملجی اس کے حق میں اکراہ ہی نہیں۔(19)

مسئلہ ۲۱: اس پر مجبور کیا گیا کہ کسی مسلم یا ذمی کے مال کو تلف کرے اور دھمکی بھی قتل یا قطع عضو کی ہے تو تلف کرنے کی اس کے لیے رخصت ہے اور اگر اس نے تلف نہ کیا اور اس کے ساتھ وہ کر ڈالا گیا جس کی دھمکی دی گئی تھی تو ثواب کا مستحق ہے اور اگر اس نے مال تلف کر ڈالا تو مال کا تاوان مجبور کرنے والے کے ذمہ ہے کہ یہ شخص اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔(20)

---

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد...الخ، ج۹، ص۲۲۶۔

(16) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۲۷۔

(17) ردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد...الخ، ج۹، ص۲۲۸۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...الخ، ج۵، ص۳۹۔

(19) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۲۸۔

(20) المرجع السابق، ص۲۲۹۔

مسئلہ ۲۲: اس پر مجبور کیا گیا کہ فلاں شخص کو قتل کر ڈال یا اس کا عضو کاٹ ڈال یا اس کو گالی دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا تیرا عضو کاٹ ڈالوں گا تو اس کو ان کاموں کے کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر اس کے کہنے کے موافق کریگا گنہگار ہوگا اور قصاص مجبور کرنے والے سے لیا جائے گا کہ مکرَہ اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔ جس کے عضو کاٹنے پر اسے مجبور کیا گیا اس نے اس کو اجازت دے دی کہ ہاں تو ایسا کر لے اب بھی اس کو اجازت نہیں ہے۔(21)

مسئلہ ۲۳: اگر اس کو مجبور کیا گیا کہ تو اپنا عضو کاٹ ڈال ورنہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر مجبور کیا گیا کہ تو خودکشی کر لے ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا اس کو خودکشی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔(22)

مسئلہ ۲۴: اکراہ ہوا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھے اتنے کوڑے ماروں گا کہ تو مر جائے یا نہایت بری طرح سے قتل کروں گا تو اس صورت میں خودکشی کرنے میں گناہ نہیں کہ اس سختی اور تکلیف سے بچنے کے لیے خودکشی کرتا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۵: زنا پر اکراہ ہوا خواہ اکراہ مُلجی ہو یا غیر مُلجی، زنا کی اجازت نہیں مگر اس زانی پر اکراہ ملجی میں حد نہیں اور عورت کو مجبور کیا گیا اور اکراہ ملجی ہے تو اسے رخصت ہے اور غیر ملجی ہے تو رخصت نہیں اور عورت سے اکراہ غیر ملجی میں بھی حد ساقط ہے۔(24)

مسئلہ ۲۶: لواطت پر اِکراہ ہوا اکراہ مُلجی ہو یا غیر مُلجی بہر صورت اس کی اجازت نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۷: عورت کو زنا کرانے پر مجبور کیا اور اس نے مرد کو قابو دے دیا تو عورت بھی گنہگار ہے اور قابو نہ دیا اور اس کے ساتھ کر لیا گیا تو عورت گنہگار نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۸: زنا پر اکراہ ہوا اس نے زنا نہیں کیا اور قتل کر دیا گیا اس کو ثواب ملے گا۔(27)

---

(21) المرجع السابق۔

(22) ردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد... الخ، ج۹، ص۲۳۰۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل... الخ، ج۵، ص۴۰۔

(24) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۰۔

(25) ردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد... الخ، ج۹، ص۲۳۱۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل... الخ، ج۵، ص۴۸۔

(27) المرجع السابق۔

مسئلہ ۲۹: نکاح وطلاق وعتاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرالیا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب صحیح ہو جائیں گے اور غلام کی قیمت مکرِہ سے وصول کرسکتا ہے اور طلاق کی صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر وصول کرسکتا ہے اور مدخولہ ہے تو کچھ نہیں۔(28)

مسئلہ ۳۰: خود زوجہ نے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور اکراہ ملجی ہے تو عورت شوہر سے کچھ نہیں لے سکتی اور غیر ملجی ہے تو نصف مہر لے سکتی ہے۔(29)

مسئلہ ۳۱: نکاح میں مہر ذکر نہیں کیا گیا اور اکراہ کے ساتھ طلاق دلوائی گئی تو شوہر پر متعہ واجب ہے جس کا بیان کتاب الطلاق میں گزرا اور مکرِہ سے اس کو وصول کریگا۔(30)

مسئلہ ۳۲: ایک طلاق دینے پر اکراہ ہوا اور اس نے تین طلاقیں دے دیں اور عورت غیر مدخولہ ہے تو مکرِہ سے نصف مہر واپس نہیں لے سکتا۔(31)

مسئلہ ۳۳: اس پر اکراہ ہوا کہ زوجہ کو تفویض طلاق کر دے (یعنی طلاق سپرد کردے) یا اس کی طلاق فلاں شخص کے اختیار میں دے دے اس نے ایسا ہی کر دیا اور زوجہ یا اس شخص نے طلاق دے دی طلاق ہو جائے گی اور غیر مدخولہ ہے، تو نصف مہر مکرِہ سے وصول کریگا۔(32)

مسئلہ ۳۴: مرد مریض نے اپنی عورت کو مجبور کیا کہ وہ اس سے طلاق بائن کی درخواست کرے عورت نے اس سے کہا کہ تو مجھے طلاق بائن دے دے اس نے دے دی اور عدت ہی میں وہ شخص مر گیا عورت وارث ہوگی اور اگر عورت نے وہ طلاق بائن کی درخواست کی تو وارث نہیں ہوگی۔(33)

مسئلہ ۳۵: عورت کو مجبور کیا گیا کہ ایک ہزار کے بدلے میں شوہر کی طلاق قبول کرے اس نے قبول کر لی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اوس پر روپے واجب نہیں ہوں گے اور اگر ایک ہزار پر خلع کے لیے عورت پر اکراہ ہوا اور اس نے خلع کرایا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مال واجب نہیں ہوگا۔(34)

---

(28) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۱۔

(29) ردالمحتار، کتاب الاکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسدۃ...الخ، ج۹، ص۲۳۲۔

(30) المرجع السابق۔

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...الخ، ج۵، ص۴۲۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...الخ، ج۵، ص۴۲۔

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...الخ، ج۵، ص۴۳۔

(34) المرجع السابق۔

مسئلہ ۳۶: ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ فلانی عورت سے دس ہزار مہر پر نکاح کرے اور اس عورت کا مہر مثل ایک ہزار ہے اس نے دس ہزار مہر پر نکاح کیا نکاح صحیح ہے مگر مہر ایک ہی ہزار واجب ہوگا۔(35)

مسئلہ ۳۷: ایک شخص ہزار روپے پر خلع کرنے میں مجبور کیا گیا اور اس کی عورت کا مہر چار ہزار ہے اس نے خلع کرلیا اور عورت خلع کرانے پر مجبور نہیں کی گئی ہے تو ایک ہزار پر خلع ہوگیا عورت کے ذمہ یہ روپے لازم ہوں گے اور مرد مجبور کرنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا۔(36)

مسئلہ ۳۸: اکراہ کے ساتھ یہ سب چیزیں صحیح ہیں نذر، یمین، ظہار، رجعت، ایلا، فے یعنی اس کو منت ماننے پر مجبور کیا کہ نماز یا روزہ یا صدقہ یا حج کی منت مانے اور اس نے مان لی تو منت پوری کرنی ہوگی۔ یوہیں ظہار کیا تو بغیر کفارہ عورت سے قربت جائز نہ ہوگی اور ایلا کیا تو اس کے احکام بھی جاری ہوں گے اور رجعت کرلی تو رجعت ہوگئی اور ایلا کیا تھا فے کرنے پر مجبور کیا گیا فے ہوگئی۔(37)

مسئلہ ۳۹: عورت سے ظہار کیا تھا اس کو مجبور کیا گیا کہ ظہار کے کفارہ میں اپنا غلام آزاد کرے اس نے آزاد کیا اگر یہ غلام غیر معین ہے جب تو کچھ نہیں کہ اس نے اپنا فرض ادا کیا اور اگر معین غلام کو آزاد کرایا تو دو صورتیں ہیں وہی سب میں گھٹیا اور کم درجہ کا ہے جب بھی مکرِہ پر ضمان واجب نہیں اور اگر دوسرے غلام اس سے گھٹیا ہیں تو مکرِہ پر اس کی قیمت واجب ہے اور کفارہ ادا نہ ہوا۔(38)

مسئلہ ۴۰: قسم کے کفارہ دینے پر مجبور کیا گیا اور یہ معین نہیں کیا ہے کہ کونسا کفارہ دے اور اس نے کفارہ دے دیا کفارہ صحیح ہے اور اگر معین کردیا ہے اور اس سے کم درجہ کا کفارہ دے سکتا تھا تو مکرِہ پر ضمان واجب ہے اور کفارہ صحیح نہیں۔(39)

مسئلہ ۴۱: اکراہ کے ساتھ اسلام صحیح ہے۔(40) یعنی اگر اس نے اکراہ کی وجہ سے اپنا اسلام ظاہر کیا تو جب

---

(35) المرجع السابق، ص ۴۴۔

(36) المرجع السابق، ص ۴۶۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل... إلخ، ج ۵، ص ۴۶۔

والدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج ۹، ص ۲۳۲۔

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل... إلخ، ج ۵، ص ۴۶۔

(39) المرجع السابق، ص ۴۷۔

(40) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج ۹، ص ۲۳۳۔

تک اس سے کفر ظاہر نہ ہو اس کو کافر نہ کہیں گے۔ اس لیے کہ یہ کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ اس نے محض خوف سے ہی اسلام ظاہر کیا ہے دل میں اس کے اسلام نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نے مسلمان پر حملہ کیا اور جب مسلمان نے حملہ کیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا انھوں نے یہ خیال کر کے کہ محض تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کیا ہے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اس کی اطلاع ہوئی تو نہایت شدت سے انکار فرمایا (41)۔ اسلام صحیح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محض مونھ سے کہہ دینے سے ہی وہ حقیقۃً مسلمان ہے کہ اسلام حقیقی تو دل سے تصدیق کا نام ہے صرف مونھ سے بولنا کیا مفید ہو سکتا ہے جبکہ دل میں تصدیق نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: اکراہ کے ساتھ اس سے دَین معاف کرایا گیا یا کفیل (کفالت کرنے والا یعنی ضامن) کو بری کرایا گیا یا شفیع کو (حق شفعہ رکھنے والے کو) طلبِ شفعہ سے روک دیا گیا یا کسی کو جبراً مرتد بنانا چاہا یہ سب چیزیں اکراہ سے نہیں ہوسکتیں۔ (42)

مسئلہ ۴۳: قاضی نے مجبور کر کے کسی سے چوری یا قتلِ عمد کا اقرار کرایا اور اس اقرار پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا یا قصاص لیا گیا اگر وہ شخص نیک ہے تو قاضی سے قصاص لیا جائے گا اور اگر چوری وقتل میں متہم ہے مشہور ہے کہ چور ہے، قاتل ہے تو قاضی سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (43)

مسئلہ ۴۴: شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کر دے یا ہبہ کر دے (یعنی بطور تحفہ دیدے) ورنہ تجھے ماروں گا اس نے ہبہ کر دیا یا معاف کر دیا اگر شوہر اس کے مارنے پر قادر ہے تو ہبہ اور معاف کرنا صحیح نہیں اور اگر یہ دھمکی دی کہ ہبہ کر دے ورنہ طلاق دے دوں گا یا دوسرا نکاح کر لوں گا تو یہ اکراہ نہیں اس صورت میں ہبہ کرے گی تو صحیح ہو جائے گا۔ (44)

مسئلہ ۴۵: شوہر نے عورت کو اس کے باپ ماں کے یہاں جانے سے روک دیا کہ جب تک مہر نہ بخشے گی جانے نہیں دوں گا یہ بھی اکراہ کے حکم میں ہے کہ اس حالت میں بخشنا صحیح نہیں۔ (45)

---

(41) سنن أبي داود، کتاب الجھاد، باب علی ما یقاتل المشرکون، الحدیث: ۲۶۴۳، ج۳، ص۶۳۔

(42) الدر المختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۴۔

(43) المرجع السابق، ص۲۳۶۔

(44) الدر المختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۷۔

(45) المرجع السابق۔

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کو دھمکی دی گئی کہ وہ اپنی فلاں چیز زید کو ہبہ کردے اس نے زید و عمرو دونوں کو ہبہ کر دی عمرو کے حق میں ہبہ صحیح ہے اور زید کے حق میں صحیح نہیں۔(46)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کو کھانا کھانے پر اکراہ کیا گیا اور وہ کھانا بھی خود اسی کا ہے اگر وہ بھوکا ہے تو کچھ نہیں کہ اپنی چیز کا فائدہ خود اسی کو پہنچا اور اگر آسودہ تھا (یعنی بھوکا نہ تھا) تو مکرِہ سے تاوان لے گا۔(47)

مسئلہ ۴۸: بہت سے مسلمان کافروں نے گرفتار کر لیے ہیں ان کافروں کا جو سرغنہ (یعنی سردار) ہے یہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنی لونڈی زنا کے لیے دے دو تو ایک ہزار قیدی رہا کیے دیتا ہوں قیدی چھوڑانے کے لیے اس کو لونڈی دینا حلال نہیں اللہ تعالیٰ ان اسیروں کے لیے کوئی سبب پیدا کر دے گا یا انھیں اس مصیبت پر صبر و اجر دے گا۔(48) اس سے اسلام کی نظافت و پاکیزگی کا اندازہ کرنا چاہیے کہ اپنے ایک ہزار آدمی کفار کے ہاتھ سے چھوڑانے کے لیے بھی اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا کہ مسلمان اپنی لونڈی کو بھی زنا کے لیے دے بخلاف دیگر مذاہب کہ انھوں نے بہت معمولی باتوں کے لیے اپنی بی بیاں اور لڑکیاں پیش کر دیں چنانچہ تاریخ عالم اس پر شاہد ہے معلوم ہوا کہ کفار کو جب کبھی کامیابی ہوئی تو اسی قسم کی حرکات سے۔

مسئلہ ۴۹: چوروں نے کسی کو مجبور کیا کہ تمہارا مال کہاں ہے بتاؤ ورنہ ہم قتل کر ڈالیں گے اس نے نہیں بتایا انھوں نے قتل کر ڈالا یہ شخص گنہگار نہ ہوا۔(49)

مسئلہ ۵۰: مرد و عورت دونوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دوں گا اور طلاق دینا مقصود نہ ہوگا محض لوگوں کے دکھانے کے لیے ایسا کیا جائے گا چنانچہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دے دی۔ طلاق واقع ہو جائے گی اور مال لازم نہ ہوگا۔(50)

❁❁❁❁❁

---

(46) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الاول فی تفسیرہ شرعا...إلخ، ج۵، ص۳۸.

(47) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۹.

(48) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۲۳۹.

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاکراہ، الباب الثانی فیما یحل...إلخ، ج۵، ص۳۹.

(50) المرجع السابق، ص۵۱.

حجر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ (1)

اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ (عزوجل) نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انھیں اسی میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انھیں سپرد کر دو۔

(1) پ ۴، النساء: ۵، ۶۔

احادیث

(حدیث ۱): امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارقطنی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص خرید و فروخت میں دھوکا کھا جاتے تھے ان کے گھر والوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ان کو مجور کر دیجیے (یعنی ان کو خرید و فروخت سے روک دیجیے) ان کو بلا کر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے بیع سے منع فرمایا انھوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں بیع سے صبر نہیں کرسکتا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اگر بیع کو تم نہیں چھوڑتے توجب بیع کرو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہے۔ (1)

(حدیث ۲): دوسری حدیث میں فرمایا: تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے سوتے سے یہاں تک کہ بیدار ہو اور بچہ سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔ (2)

---

(1) المسند، للامام احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۳۲۷۵، ج ۴، ص ۴۳۳.
وسنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب في الرجل یقول... الخ، الحدیث: ۳۵۰۱، ج ۳، ص ۳۹۱.

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱۔ یہ دھوکا کھا جانے والے حضرت حبان ابن منقذ ابن عمرو مازنی ہیں، غالبًا یہود و منافقین انہیں دھوکا دے کر چیز فروخت کردیتے ہوں گے، صحابہ کرام سے دھوکا دینا ممکن نہیں، خلابہ خ کے کسرہ سے بمعنی غبن و دھوکا ہے۔

۲۔ اس جملہ کے بہت سے معانی کئے گئے ہیں اور ہر معنی کی بنا پر فقہاء کے مذاہب ہیں، ہمارے ہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کہہ دیا کرو کہ بھائی میں تجارتی کاروبار میں سادہ بندہ ہوں مجھ سے قیمت زیادہ نہ وصول کرلینا میں اپنے لیے اختیار رکھتا ہوں کسی کو دکھا دوں گا اگر قیمت زیادہ لگائی گئی تو مجھے خیار شرط ہے واپس کردوں گا۔ چنانچہ بعض روایات میں یوں ہے "لاخلابۃ ولی الخیار ثلثۃ ایام" یعنی دھوکا نہ ہو اور مجھے تین دن تک اختیار ہے اس صورت میں حدیث بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ اگر خریدار غلطی سے چیز مہنگی خریدے تو اسے واپس کرنے کا حق نہیں اور نہ اس سے بیع فاسد ہوگی ہاں اگر ردی مال خرید لے تو اسے خیار عیب ملے گا۔ بعض آئمہ کے ہاں زیادہ قیمت لگا لینے پر بیع فاسد ہوجاتی ہے، بعض کے ہاں خریدار کو واپسی کا حق ہوتا ہے وہ اس جملہ کے اور معنی کرتے ہیں مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور یہ ہی معنی جو فقیہ نے عرض کئے قوی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۰۶)

(2) المسند، للامام أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبي طالب، الحدیث: ۱۱۸۳، ج ۱، ص ۲۹۵.

←

....

❁❁❁❁❁

وسنن أبي داود، کتاب الحدود، باب في المجنون یسرق... إلخ، الحدیث: ۴۴۰۳، ج۴، ص۱۸۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی ان پر سزا و جزا نہیں ہوتی۔

۲؎ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نابالغ بچہ سوتا ہوا آدمی اور دیوانہ مرفوع القلم ہیں ان پر شرعی احکام جاری نہیں لہٰذا اگر یہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں تو واقع نہ ہوگی۔ اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ بچہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی یوں ہی سوتے میں اگر کوئی طلاق دے دے یا دیوانگی میں تو بھی طلاق نہیں ہوتی، یہ حدیث جامع صغیر، احمد، ابوداؤد، نسائی حاکم نے مختلف صحابہ سے مختلف الفاظ میں نقل فرمائی، بخاری نے تعلیقاً موقوفاً حضرت علی سے روایت کی غرضکہ حدیث صحیح ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۲۰۶)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: کسی شخص کے تصرفات قولیہ روک دینے کو حجر کہتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف مراتب پر پیدا فرمایا ہے کسی کو سمجھ بوجھ اور دانائی و ہوشیاری عطا فرمائی اور بعض کی عقلوں میں فتور (خرابی، نقص) اور کمزوری رکھی جیسے مجنون اور بچے کہ ان کی فہم و عقل میں جو کچھ قصور ہے وہ مخفی نہیں اگر ان کے تصرفات نافذ ہو جایا کریں اور بسا اوقات یہ اپنی کم فہمی سے (نادانی سے) ایسے تصرفات کر جاتے ہیں جو خود ان کے لیے مضر ہیں تو انھیں کو نقصان اوٹھانا پڑے گا لہٰذا اس کی رحمت کاملہ نے ان کے تصرفات کو روک دیا کہ ان کو ضرر نہ پہنچنے پائے۔ باندی غلام کی عقل میں فتور نہیں ہے مگر یہ خود اور جو ان کے پاس ہے سب ملکِ مولیٰ ہے لہٰذا ان کو پرائی مِلک میں تصرّف کرنے کا کیا حق ہے۔

مسئلہ ۲: حجر کے اسباب تین ہیں۔ نابالغی، جنون، رقیت نتیجہ یہ ہوا کہ آزاد عاقل بالغ کو قاضی مجور نہیں کر سکتا ہاں اگر کسی شخص کے تصرفات کا ضرر عام لوگوں کو پہنچتا ہو تو اس کو روک دیا جائے گا مثلاً طبیب جاہل کہ فن طب میں مہارت نہیں رکھتا اور علاج کرنے کو بیٹھ جاتا ہے لوگوں کو دوائیں دے کر ہلاک کرتا ہے۔ آج کل بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص سے یا مدرسہ میں طب پڑھ لیتے ہیں اور علاج و معالجہ سے سابقہ بھی نہیں پڑتا دو تین برس کے بعد سند طب حاصل کر کے مطب کھول لیتے ہیں اور ہر طرح کے مریض پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں مرض سمجھ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو نسخے پلانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اس کہنے کو کسرِ شان (بے عزتی، توہین) سمجھتے ہیں کہ میری سمجھ میں مرض نہیں آیا انیسوں کو علاج کرنا کب جائز و درست ہے۔ علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدت دراز تک استاد کامل کے پاس بیٹھے اور ہر قسم کا علاج دیکھے اور استاد کی موجودگی میں علاج کرے اور طریق علاج کو استاد پر پیش کرتا رہے جب استاد کی سمجھ میں آجائے کہ یہ شخص اب علاج میں ماہر ہو گیا تو علاج کی اجازت دے۔ آج کل تعلیم اور امتحان کی سندوں کو علاج کے لیے کافی سمجھتے ہیں مگر یہ غلطی ہے اور سخت غلطی ہے، اسی کی دوسری مثال جاہل مفتی ہے کہ لوگوں کو غلط فتوے دے کر خود بھی گمراہ و گنہگار ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کرتا ہے طبیب ہی کی طرح آج کل مولوی بھی ہو رہے ہیں کہ جو کچھ اس زمانہ میں مدارس میں تعلیم ہے وہ ظاہر ہے اول تو درس نظامی جو ہندوستان کے مدارس میں عموماً جاری ہے اس کی تکمیل کرنے والے بھی بہت قلیل افراد ہوتے ہیں عموماً کچھ معمولی طور پر پڑھ کر سند حاصل کر لیتے ہیں اور اگر پورا درس بھی پڑھا تو اس پڑھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اب اتنی استعداد ہو گئی کہ کتابیں دیکھ کر محنت کر کے علم حاصل کر سکتا ہے ورنہ درس نظامی میں دینیات کی جتنی تعلیم ہے ظاہر کہ اس کے ذریعہ سے کتنے مسائل پر عبور ہو سکتا ہے مگر ان میں اکثر کو اتنا بیباک (بے

پرواہ، دلیر) پایا گیا ہے کہ اگر کسی نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تو یہ کہنا ہی نہیں جانتے کہ مجھے معلوم نہیں یا کتاب دیکھ کر بتاؤں گا کہ اس میں وہ اپنی توہین جانتے ہیں اٹکل پچو (یعنی بے جانے بوجھے) جی میں جو آیا کہہ دیا۔ صحابہ کبار و ائمہء اعلام کی زندگی کی طرف اگر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ باوجود زبردست پایہ اجتہاد رکھنے کے بھی وہ کبھی ایسی جراءت نہیں کرتے تھے جو بات نہ معلوم ہوتی اس کی نسبت صاف فرما دیا کرتے کہ مجھے معلوم نہیں۔ ان نوآموز مولویوں کو (نئے نئے مولویوں کو) ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیل درس نظامی کے بعد فقہ و اصول و کلام و حدیث وتفسیر کا بکثرت مطالعہ کریں اور دین کے مسائل میں جسارت (جرأت) نہ کریں جو کچھ دین کی باتیں ان پر منکشف و واضح ہو جائیں ان کو بیان کریں اور جہاں اشکال پیدا ہو (کسی مسئلہ میں مشکل پیش آئے) اس میں کامل غور و فکر کریں خود واضح نہ ہو تو دوسروں کی طرف رجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عار (شرم) نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳: جنون قوی ہو یا ضعیف حجر کے لیے سبب ہے۔ معتوہ جس کو بوہرا کہتے ہیں وہ ہے جو کم سمجھ ہو اوس کی باتوں میں اختلاط ہو اوٹ پٹانگ باتیں (بیہودہ باتیں) کرتا فاسد التدبیر ہو (یعنی سوچ و بچار میں درستگی نہ ہو) مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالی دیتا نہ ہو یہ معتوہ اس بچہ کے حکم میں ہے جس کو تمیز ہے۔ (1)

مسئلہ ۴: مجنون نہ طلاق دے سکتا ہے نہ اقرار کرسکتا ہے اسی طرح نابالغ کہ نہ اس کی طلاق صحیح نہ اقرار، مجنون اگر ایسا ہے کہ کبھی کبھی اسے افاقہ ہو جاتا ہے اور افاقہ بھی پوری طور پر ہوتا ہے تو اس حالت میں اس پر جنون کا حکم نہیں ہے اور اگر ایسا افاقہ ہے کہ عقل ٹھکانے پر نہیں آئی ہو تو نابالغ عاقل کے حکم میں ہے۔ (2)

مسئلہ ۵: غلام طلاق بھی دے سکتا ہے اور اقرار بھی کرسکتا ہے مگر اس کا اقرار اس کی ذات تک محدود ہے لہٰذا اگر مال کا اقرار کریگا تو آزاد ہونے کے بعد اس سے وصول کیا جاسکتا ہے اور حدود و قصاص کا اقرار کریگا تو فی الحال قائم کر دیں گے آزاد ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ ٦: نابالغ نے ایسا عقد کیا جس میں نفع وضرر دونوں ہوتے ہیں جیسے خرید وفروخت کہ نہ ہمیشہ اس میں نفع ہی ہوتا ہے نہ ہمیشہ ضرر، اگر وہ خریدنے اور بیچنے کے معنی جانتا ہو کہ خریدنا یہ ہے کہ دوسرے کی چیز ہماری ہو جائے گی اور بیچنا یہ کہ اپنی چیز اپنی نہ رہے گی دوسرے کی ہو جائے گی تو اس کا عقد ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا اور اگر اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ بیچنا اور خریدنا اسے کہتے ہیں تو اس کا عقد باطل

---

(1) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۳ وکتاب الطلاق، مطلب: فی الحشیشۃ۔۔۔ الخ، ج۴، ص۴۳۸۔

(2) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۴۔

(3) الدر المختار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۵، وغیرہ۔

ہے ولی کے جائز کرنے سے بھی جائز نہیں ہوگا مجنون کا بھی یہی حکم ہے۔(4)

مسئلہ ۷: فعل میں حجر نہیں ہوتا یعنی ان کے افعال کو کالعدم نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ان کا اعتبار کیا جائے گا لہٰذا نابالغ یا مجنون نے کسی کی کوئی چیز تلف کر دی تو ضمان واجب ہے فی الحال تاوان وصول کیا جائے گا یہ نہیں کہ جب وہ بالغ ہو یا مجنون ہوش میں آئے اس وقت تاوان وصول کریں یہاں تک کہ اگر ایک دن کے بچہ نے کروٹ لی اور کسی شخص کی شیشہ کی کوئی چیز تھی وہ ٹوٹ گئی اس کا بھی تاوان دینا ہوگا۔(5)

مسئلہ ۸: بچہ نے کسی سے قرض لیا یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی یا اس کو کوئی چیز عاریت دی گئی یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی گئی اور یہ سب کام ولی کی بغیر اجازت ہوئے اور بچہ نے وہ چیز تلف کر دی تو ضمان واجب نہیں۔(6)

مسئلہ ۹: آزاد عاقل بالغ پر حجر نہیں کیا جاسکتا کہ مثلاً وہ سفیہ ہے مال کو بیجا خرچ کرتا ہے عقل وشرع کے خلاف وہ اپنے مال کو برباد کرتا ہے۔ گانے بجانے والوں کو دے دیتا ہے تماشہ کرنے والوں کو دیتا ہے کبوتر بازی میں مال اڑاتا ہے بیش قیمت کبوتروں کو خریدتا ہے پتنگ بازی میں آتش بازی میں اور طرح طرح کی بازیوں میں مال ضائع کرتا ہے۔ خرید وفروخت میں بے محل ٹوٹے میں پڑتا ہے (خسارے میں پڑتا ہے) کہ ایک روپیہ کی چیز ہے دس پانچ میں خرید لی دس کی چیز ہے بلاوجہ ایک روپیہ میں بیچ کر ڈالی۔ غرض اسی قسم کے بیوقوفی کے کام جو شخص کرتا ہے اس کو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حجر نہیں کیا جاسکتا اسی طرح فسق یا غفلت کی وجہ سے یا مدیون ہے اس وجہ سے اس پر حجر نہیں ہوسکتا مگر صاحبین (یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما) کے نزدیک ان صورتوں میں بھی حجر کیا جاسکتا ہے اور صاحبین ہی کے قول پر یہاں فتویٰ دیا جاتا ہے۔(7)

مسئلہ ۱۰: سفیہ یعنی جس آزاد عاقل بالغ پر حجر ہوا اس کے وہ تصرفات (معاملات) جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں اور ہزل سے باطل ہو جاتے ہیں انھیں میں حجر کا اثر ہوتا ہے کہ یہ شخص نابالغ عاقل کے حکم میں ہوتا ہے اور جو تصرفات ایسے ہیں کہ نہ فسخ ہوسکیں اور نہ ہزل سے (مذاق سے) باطل ہوں ان میں حجر کا اثر نہیں ہوتا لہٰذا نکاح، طلاق، عتاق،

---

(4) الھدایۃ، کتاب الحجر، ج۲، ص۲۷۷۔

والدرالمختار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۵۔

(5) الدرالمختار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الحجر، الباب الاول فی تفسیرہ شرعا...إلخ، ج۵، ص۵۴۔

(6) الدرالمختار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۷۔

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۷۔

استیلاد (لونڈی کو اُم ولد بنانا)، تدبیر (غلام یا لونڈی کو مدبر یا مدبرہ بنانا)، وجوب زکوۃ وفطرہ وحج ودیگر عبادات بدنیہ، باپ دادا کی ولایت کا زائل ہونا، نفقہ میں خرچ کرنا یعنی اپنے اور اہل وعیال پر اور ان لوگوں پر خرچ کرنا جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، نیک کاموں میں ایک تہائی تک وصیت کرنا، عقوبات (جرائم) کا اقرار کرنا یہ چیزیں وہ ہیں کہ باوجود حجر بھی صحیح ہیں اور ان کے علاوہ جن میں ہزل کا اعتبار ہے وہ قاضی کی اجازت سے کرسکتا ہے یعنی قاضی اگر نافذ کردے گا تو نافذ ہوجائیں گے۔(8)

مسئلہ ۱۱: نابالغ جس کا مال ولی یا وصی کے قبضہ میں تھا وہ بالغ ہوا اور اس کی حالت اچھی معلوم ہوتی ہے اور چال چلن ٹھیک ہیں (یہاں نیک چلنی کے صرف یہ معنے ہیں کہ مال کو موقع سے خرچ کرتا ہو اور بے موقع خرچ کرنے سے رکتا ہو جس کو رشد کہتے ہیں) تو اس کے اموال اسے دے دیے جائیں اور اگر چال چلن اچھے نہ ہوں تو اموال نہ دیے جائیں جب تک اس کی عمر پچیس سال کی نہ ہوجائے اور اس کے تصرفات پچیس سال سے قبل بھی نافذ ہوں گے اور اس عمر تک پہنچنے کے بعد بھی اس میں رشد ظاہر نہ ہوا تو امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک اب مال دے دیا جائے وہ جو چاہے کرے مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ اب بھی نہ دیا جائے جب تک رشد ظاہر نہ ہو مال سپرد نہ کیا جائے اگرچہ اوس کی عمر ستر سال کی ہوجائے۔(9)

مسئلہ ۱۲: بالغ ہونے کے بعد نیک چلن تھا اور اموال دے دیے گئے اب اس کی حالت خراب ہوگئی تو امام اعظم کے نزدیک حجر نہیں ہوسکتا مگر صاحبین کے نزدیک مجور کردیا جائے گا جیسا اوپر مذکور ہوا۔(10)

مسئلہ ۱۳: کسی شخص پر کثرت سے دَین ہوگئے قرض خواہوں کو اندیشہ ہے کہ اگر اس نے اپنے اموال کو ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا اور کسی طرح خرچ کرڈالا تو ہم اپنے دَین کیونکر وصول کریں گے انھوں نے قاضی سے مجور کرنے کی درخواست کی تو ایسے شخص کو قاضی مجور کردے گا اب اس کے تصرفات ہبہ وغیرہ نافذ نہیں ہوں گے اور قاضی اس کے اموال کو بیع کرکے دَین ادا کردے گا۔(11)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص مفلس (دیوالیا) ہوگیا اور اس کے پاس کچھ وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے خریدا ہے اور ثمن بائع کو نہیں دیا ہے تو یہ چیز تنہا بائع کو نہیں ملے گی بلکہ اس میں دیگر قرض خواہ بھی شریک ہیں جتنی بائع کے حصہ میں آئے

---

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۵۰۔۲۵۳۔

(9) الھدایۃ، کتاب الحجر، باب الحجر للفساد، ج۲، ص۲۷۹، وغیرھا۔

(10) الھدایۃ، کتاب الحجر، باب الحجر للفساد، ج۲، ص۲۷۹۔

(11) الدرالمختار، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۵۴۔

اتنی ہی لے سکتا ہے اور اگر اس نے اب تک اس چیز پر قبضہ ہی نہیں کیا ہے یا بغیر اجازت بائع قبضہ کر لیا ہے تو تنہا بائع اس کا حقدار ہے۔(12)

مسئلہ ۱۵: مدیون کا دَین نقود سے (یعنی جو رقم نقدی کی صورت میں موجود ہے اُس سے) ادا کیا جائے گا ان سے نہ ادا ہو تو دیگر سامان سے اور ان سے بھی نہ ہو تو جائداد غیر منقولہ سے اور صرف ایک جوڑا کپڑے کا اوس کے لیے چھوڑ دیا جائے باقی سب اموال ادائے دَین میں صرف کر دیے (یعنی قرض کی ادائیگی میں خرچ کیے) جائیں۔(13)

❁❁❁❁❁

(12) المرجع السابق۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحجر، الباب الثالث فی الحجر بسبب الدین، ج۵، ص۶۲۔

بلوغ کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: لڑکے کو جب انزال ہو گیا وہ بالغ ہے وہ کسی طرح ہو سوتے میں ہو جس کو احتلام کہتے ہیں یا بیداری کی حالت میں ہو۔ اور انزال نہ ہو تو جب تک اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو بالغ نہیں جب پورے پندرہ سال کا ہو گیا تو اب بالغ ہے علامات بلوغ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں، لڑکے کے بلوغ کے لیے کم سے کم جو مدت ہے وہ بارہ سال کی ہے یعنی اگر اس مدت سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔(1)

مسئلہ ۲: لڑکی کا بلوغ احتلام سے ہوتا ہے یا حمل سے یا حیض سے ان تینوں میں سے جو بات بھی پائی جائے تو وہ بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو جب تک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں اور کم سے کم اس کا بلوغ نو سال میں ہوگا اس سے کم عمر ہے اور اپنے کو بالغہ کہتی ہو تو معتبر نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: لڑکے کی عمر بارہ سال یا لڑکی کی نو سال کی ہو اور وہ اپنے کو بالغ بتاتے ہیں اگر ظاہر حال ان کی تکذیب نہ کرتا ہو (جھٹلاتا نہ ہو) کہ ان کے ہم عمر بالغ ہوں تو ان کی بات مان لی جائے گی۔(3)

مسئلہ ۴: جب ان کا بالغ ہونا تسلیم کر لیا گیا تو بالغ کے جتنے احکام ہیں ان پر جاری ہوں گے اور اس کے بعد وہ اپنے بالغ ہونے سے انکار کرے بھی تو معتبر نہ ہوگا اگرچہ یہ احتمال ہے کہ وہ نابالغ ہو اس کی بیع و تقسیم نہیں توڑی جائیں گی۔(4)

مسئلہ ۵: جس لڑکے کی عمر بارہ سال کی ہو اور اس کے ہم عمر بالغ ہوں اس نے اپنی عورت سے جماع کیا اور عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کے بلوغ کا حکم دیا جائے گا اور بچہ ثابت النسب ہوگا۔(5)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحجر، الباب الثانی فی الحجر للفساد، الفصل الثانی، ج۵، ص۶۱.

والدرالمختار، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص۲۵۹، ۲۶۰.

(2) الدرالمختار، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص۲۶۰، وغیرہ.

(3) الدرالمختار، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص۲۶۰.

(4) المرجع السابق، ۲۶۱.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحجر، الباب الثانی فی الحجر للفساد، الفصل الثانی، ج۵، ص۶۱.

ماذون کا بیان

حجر سے تصرفات نہیں کرسکتا تھا جس کا بیان گزرا اس حجر کے دور کرنے کو اذن کہتے ہیں یہاں صرف ان مسائل کو بیان کرنا ہے جن کا تعلق نابالغ یا معتوہ سے ہے غلام ماذون کے مسائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ا: نابالغ کے تصرفات تین قسم ہیں۔ نافع محض ا۔ یعنی وہ تصرف جس میں صرف نفع ہی نفع ہے جیسے اسلام قبول کرنا۔ کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اس کو قبول کرنا اس میں ولی کی اجازت درکار نہیں۔ ضار محض ۲۔ جس میں خالص نقصان ہو یعنی دنیوی مضرت ہو اگرچہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو جیسے صدقہ و قرض، غلام کو آزاد کرنا۔ زوجہ کو طلاق دینا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ولی اجازت دے تو بھی نہیں کرسکتا بلکہ خود بھی بالغ ہونے کے بعد اپنی نابالغی کے ان تصرفات کو نافذ کرنا چاہے نہیں کرسکتا۔ اس کا باپ یا قاضی ان تصرفات کو کرنا چاہیں تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ بعض ۳۔ وجہ سے نافع بعض وجہ سے ضار جیسے بیع، اجارہ، نکاح یہ اذن ولی پر موقوف ہیں۔(1) نابالغ سے مراد وہ ہے جو خرید و فروخت کا مطلب سمجھتا ہو جس کا بیان اوپر گزر چکا اور جو اتنا بھی نہ سمجھتا ہو اس کے تصرفات ناقابل اعتبار ہیں۔ معتوہ کے بھی یہی احکام ہیں جو نابالغ سمجھ وال کے ہیں۔

مسئلہ ۲: جب ولی نے بیع کی اجازت دے دی تو اس نے جس قیمت پر بھی خرید و فروخت کی ہو جائز ہے اور اذن سے قبل جو عقد کیا ہے وہ اذن پر موقوف ہے ولی کے نافذ کرنے سے نافذ ہوگا اور اذن کے بعد وہ ان تصرفات میں آزاد بالغ کی مثل ہے۔(2)

مسئلہ ۳: نابالغ غیر ماذون نے بیع کی تھی اور ولی نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا یہاں تک کہ یہ خود بالغ ہوگیا تو اب اجازت ولی پر موقوف نہیں ہے یہ خود نافذ کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: ولی باپ ہے باپ کے مرنے کے بعد اس کا وصی پھر وصی کا وصی پھر دادا پھر اس کا وصی پھر اس وصی کا وصی پھر بادشاہ یا قاضی یا وہ جس کو قاضی نے وصی مقرر کیا ہو ان تینوں میں تقدیم و تاخیر نہیں ان تینوں میں سے جو تصرف

(1) الدرالمختار، کتاب الماذون، ج۹، ص۲۹۱، وغیرہ۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی اوالمعتوہ...الخ، ج۵، ص۱۱۰۔

(3) الدرالمختار، کتاب الماذون، ج۹، ص۲۹۱۔

کردے گا نافذ ہوگا۔(4)

مسئلہ ۵: چچا اور بھائی اور ماں یا اس کے وصی کو ولایت نہیں ہے تو بہن پھوپی خالہ کو کیا ہوتی۔(5) یہاں مال کی ولایت کا ذکر ہے نکاح کا ولی کون ہے اس کو ہم کتاب النکاح میں(6) بیان کر چکے ہیں وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۶: ولی نے نابالغ یا معتوہ کو بیع کرتے دیکھا اور منع نہ کیا خاموش رہا تو یہ سکوت (خاموشی) بھی اذن ہے اور قاضی نے ان کو بیع وشراء (خرید وفروخت) کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو اس کا سکوت اذن نہیں۔(7)

مسئلہ ۷: نابالغ ومعتوہ کے لیے ولی نہ ہو یا ولی ہو مگر وہ بیع وغیرہ کی اجازت نہ دیتا ہو تو قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اجازت دیدے۔(8)

مسئلہ ۸: قاضی نے اجازت دے دی اس کے بعد وہ قاضی مرگیا یا معزول ہوگیا تو باپ وغیرہ اب بھی اسے نہیں روک سکتے اور وصی نے اجازت دی تھی پھر وہ مرگیا تو حجر ہوگیا یعنی اس کے بعد جو ولی ہے اس کی اجازت درکار ہے۔(9)

مسئلہ ۹: ان دونوں یعنی نابالغ ومعتوہ کے پاس جو چیز ہے اس کے متعلق یہ اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے خواہ یہ چیز ان کے کسب کی ہو یا میراث میں ملی ہو ان کا اقرار صحیح ہے اور اگر باپ نے ہی ان کو اذن دیا اور اسی کے لیے اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: باپ نے اپنے دو نابالغ لڑکوں کو اجازت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی یہ بیع جائز ہے۔(11)

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی اوالمعتوہ... الخ، ج۵، ص۱۱۰۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی اوالمعتوہ... الخ، ج۵، ص۱۱۰۔
والدرالمختار، کتاب الماذون، ج۹، ص۲۹۳۔

(6) بہار شریعت، ج۲، حصہ ۷ میں۔

(7) الدرالمختار، کتاب الماذون، ج۹، ص۲۶۴، ۲۶۶، ۲۹۳۔

(8) المرجع السابق، ص۲۹۴۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی اوالمعتوہ... الخ، ج۵، ص۱۱۲، ۱۱۳۔

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الماذون، مبحث: فی تصرف الصبی... الخ، ج۹، ص۲۹۵۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی اوالمعتوہ... الخ، ج۵، ص۱۱۰۔

مسئلہ ۱۱: لڑکا مسلمان ہے اور اس کا باپ کافر ہے تو یہ باپ ولی نہیں اور اس کو اذن دینے کا اختیار نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۲: نابالغ ماذون پر دعویٰ ہوا اور وہ انکار کرتا ہے تو اس پر حلف (قسم) دیا جائے گا۔(13)

❁❁❁❁❁

---

(12) المرجع السابق، الباب التاسع فی الشہادۃ علی العبد الماذون... إلخ، ج۵، ص۱۰۳۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الماذون، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۱۱۵۔

غصب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (1)

ایک کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے۔

❀❀❀❀❀

(1) پ ۲، البقرۃ: ۱۸۸۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع وحرام ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز وحرام ہے اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے جو حکام رس لوگ ہیں وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔(2)

حدیث ۳و۴: امام احمد نے یعلٰی بن مُرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے ناحق زمین لی قیامت کے دن اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی اٹھا کر میدان حشر میں لائے۔(3) دوسری روایت امام احمد کی انھیں سے یوں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جس نے

---

(1) صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع ارضین، الحدیث: ۳۱۹۸، ج۲، ص۳۷۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ے اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں اور وہ سات زمینیں سات ملک نہیں بلکہ اوپر تلے تہ بہ تہ سات طبق ہیں ورنہ سات زمینیں حنسلی بنا کر گلے میں ڈالنے کے کیا معنی، اس کی تائید اس آیت سے ہے "سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ"۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۸، ص۱۹۹)

(2) المرجع السابق، باب ماجاء في سبع ارضین، الحدیث: ۳۱۹۶، ج۲، ص۳۷۶.

(3) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث یعلی ابن مرۃ الثقفي، الحدیث: ۱۷۵۶۹، ج۶، ص۱۷۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ غاصب زمین کا دوسرا عذاب ہے اور اس کے سر پر اتنے حصے کی تحت الثریٰ تک کی مٹی رکھی جائے گی ور کہ جائے گا سارے محشر میں اٹھائے پھر، آج دھوپ میں ایک ٹوکرا مٹی لے کر چلنا وبال جان ہوتا ہے تو سوچ لو کہ قیامت کی دھوپ میں اتنا بوجھ لے کر سارے محشر میں پھرنا کیسا ہوگا۔ اللہ کی پناہ! خیال رہے کہ یہ تکلیف شرعی نہ ہوگی، تکلیف شرعی کی جگہ دنیا ہے بلکہ عذابی وعقابی تکلیف ہوگی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۳۵۷)

ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لی۔ اللہ عزوجل اسے یہ تکلیف دے گا کہ اس حصہ زمین کو کھودتا ہوا سات زمین تک پہنچے پھر یہ سب اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اور یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا کہ تمام لوگوں کے مابین فیصلہ ہو جائے۔ (4)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کوئی شخص دوسرے کا جانور بغیر اجازت نہ دوہے (یعنی دودھ نہ نکالے) کیا تم میں کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بالاخانہ پر کوئی آکر خزانہ کی کوٹھری توڑ کر جو کچھ اس میں کھانے کی چیزیں ہیں اوٹھا لے جائے۔ ان لوگوں یعنی اعراب اور بدویوں کے کھانے کے خزانے جانوروں کے تھن ہیں (5) یعنی جانوروں کا دودھ ہی ان کی غذا ہے۔

---

(4) المرجع السابق، الحدیث: ۱۷۵۸۲، ج۶، ص۱۸۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یہ غاصب زمین کا تیسرا عذاب ہے یا ایک ہی شخص کو یہ تینوں عذاب تین وقت میں دیئے جائیں گے یا کسی کو وہ گزشتہ عذاب اور کسی کو یہ یعنی یہ شخص خود سات تہ زمین تک بورنگ (Boring) کرے اور خود ہی اپنے گلے میں طوق بنا کر پہنے پھرے۔ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ سے مراد ہے قیامت کا آخری حصہ جس کی تفسیر حتّٰی یقضی الخ ہے۔ خیال رہے کہ قیامت میں مؤمن کے بعض علانیہ گناہوں کی سزا علانیہ ہوگی لہذا یہ حدیث پردہ پوشی کی احادیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۵۸)

(5) صحیح مسلم، کتاب اللقطۃ، باب تحریم حلب الماشیۃ بغیر اذن مالکھا، الحدیث: ۱۳۔(۱۷۲۶)، ص۹۵۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی کسی کی بکری، گائے، بھینس، اونٹنی وغیرہ کا دودھ بغیر اس کی اجازت نہ نکالے، اہل عرب اس طرح دودھ کی چوری بھی کرتے تھے کہ کسی کا جانور پکڑا دودھ دوہ لیا یہ بھی حرام ہے۔

۲ـ بعض نسخوں میں بجائے طَعَامُہٗ کے مُتَبَاعَۃٗ ہے، اہل عرب اکثر اپنا سامان بالاخانوں پر رکھتے تھے اس لیے بالاخانہ کا ذکر فرمایا ورنہ چوری تہ خانہ سے بھی حرام ہے اور بالاخانہ سے بھی۔

۳ـ یعنی جیسے کسی کا مال بغیر اجازت اس کے گھر سے لینا حرام ہے ایسے ہی کسی کے جانور کا دودھ مالک کی اجازت کے بغیر دوہ لینا حرام ہے، یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ کسی کا جانور بغیر اجازت نہ دوہے، ہاں مخمصہ یعنی سخت بھوک کی حالت میں اجازت ہے کہ اس طرح دوہ کو پی لے اور جان بچا لے۔ ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں اگر مردار بھی پائے اور غیر کا مال بھی تو مردار کھا کر جان بچالے اور غیر کے مال کو ہاتھ نہ لگائے۔ (مرقات) امام محمد و اسحاق کے ہاں دوسرے کا جانور بغیر اجازت دوہ لینا جائز ہے ان کی دلیل حدیث ہجرت ہے کہ صدیق اکبر نے بحالت سفر ایک قریش کے غلام سے اس کی بکری کا دودھ دوہلوایا اور خرید کر حضور کو پلایا، حالانکہ بکری کا مالک وہاں موجود نہ تھا، نیز بعض روایات میں ہے کہ جو کسی کی بکری پائے وہ تین بار آواز دے کہ کس کی بکری ہے میں دودھ دوہتا ہوں اگر تین آوازوں میں ـــــ

حدیث ٦: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے زمانہ میں آفتاب میں گہن لگا اور اسی روز حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلَّم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد یہ فرمایا: تمام وہ چیزیں جن کی تمہیں خبر دی جاتی ہے سب کو میں نے اپنی اس نماز میں دیکھا میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی اور یہ اس وقت کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا کہ کہیں اوس کی لپٹ نہ لگ جائے میں نے اس میں صاحب مِحجن کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹ رہا ہے۔ (مِحجن اس چھڑی کو کہتے ہیں جس کی موٹھ (چھڑی کا سرا) ٹیڑھی ہوتی ہے جاہلیت میں ایک شخص عمرو بن لُحَی نامی تھا، جو اسی قسم کی چھڑی رکھتا اس کو صاحب مِحجن کہتے تھے) وہ حاجیوں کی چیز چھڑی کی موٹھ سے کھینچ لیا کرتا تھا اگر حاجی کو پتا چل جاتا کہ میری چیز کسی نے کھینچ لی تو کہہ دیتا کہ تمہاری چیز میری چھڑی کی موٹھ سے لگ گئی اور اسے پتا نہ چلتا تو یہ چیز اٹھا لے جاتا۔ اور میں نے جہنم میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی پکڑ کر باندھ رکھی تھی نہ اسے کچھ کھلایا نہ چھوڑا کہ وہ کچھ کھالیتی وہ بلی اسی حالت میں بھوک سے مرگئی پھر اس کے بعد جنت میرے سامنے پیش کی گئی۔ یہ اس وقت کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ اپنی جگہ پر جاکر کھڑا ہو گیا اور میں نے ہاتھ بڑھایا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ جنت کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں کہ تم بھی انھیں دیکھ لو پھر میری سمجھ میں آیا کہ ایسا نہ کروں۔ (6)

مالک نہ ملے تو دودھ لے اور پی لے مگر یہ دلیلیں کمزور ہیں کیونکہ پہلی حدیث کے مطابق کہا جاسکتا ہے کہ اس غلام کو دودھ بیچنے کی مالک کی طرف سے اجازت تھی اور یہ دوسری حدیث مخمصہ کی حالت کے لیے ہے جب کہ بھوک سے جان نکل رہی ہو، ورنہ غیر کا مال بغیر اجازت لینا کس طرح درست ہوسکتا ہے، یوں ہی کسی کے باغ کے پھل اس کی اجازت کے بغیر نہ توڑے نہ کھائے، نہ اٹھائے نہ لے جائے۔ جن احادیث میں اجازت ہے کہ کھائے مگر لے نہ جائے وہاں بھی مخمصہ کی حالت مراد ہے کہ بھوکے کی جان پر بن گئی ہے وہ یہ کھا کر جان بچائے، ہاں جنگلی پھل کسی کی ملک نہیں جیسے کوکن بیر وہ شکار کے جانور کی طرح کسی کی ملک نہیں جو چاہے کھائے۔ (از معات و شعہ مع زیادۃ) اس کی تحقیق کتب فقہ میں دیکھیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۳۸)

(6) صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... إلخ، الحدیث: ۱۰۔ (۹۰۴)، ص ۴۵۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کی تحقیق باب صلوۃ الکسوف میں ہوچکی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات چاند کی دسویں تاریخ کو ہوئی، ریاضی کے قاعدہ سے اس دن سورج گرہن لگ سکتا ہی نہ تھا مگر رب تعالیٰ نے ان کا قاعدہ توڑ دیا، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بقر عید ۸ ھ میں بی بی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ مہینہ کی عمر پاکر وفات پا گئے اور بقیع میں دفن ہوئے۔

←

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان اور دارقطنی نے مجتبیٰ میں ابوحرہ رقاشی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ

۲۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے کیے اس کی تحقیق نماز کسوف میں گزر چکی۔ ہمارے ہاں اس نماز کی ہر رکعت میں بھی اور نمازوں کی طرح ایک رکوع اور دو سجدے ہی ہوں گے،اس کے جوابات اسی باب میں عرض کردیئے گئے۔

۳۔ یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں اور دوزخ اور وہاں کے سارے عذاب اپنی ان آنکھوں سے ملاحظہ فرمالیے، حدیث بالکل ظاہری معنے پر ہے۔اس میں کسی تاویل اور توجیہ کی ضرورت نہیں اس کی پوری تحقیق نماز کسوف میں ہو چکی ہے۔

۴۔ باب الکسوف میں گزر چکا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں دو بار کچھ جنبش فرمائی ایک بار تو آگے بڑھ کر کچھ لینے کے ارادے سے اور ایک بار پیچھے ہٹ کر بچنے کے قصد سے،اُسے فرمارہے ہیں کہ جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں عین نماز کی حالت میں کسی خطرناک چیز سے بچتے ہوئے پیچھے ہٹا تو اس وقت دوزخ ہمارے سامنے تھی اس سے بچنا مقصود تھا۔

۵۔ یہ فرمان ایسا ہی ہے جیسے کہ بادل یا آندھی آنے پر حضور انور کا چہرہ مبارک متغیر ہوجاتا تھا کہ کہیں عذاب یا قیامت نہ آگئی ہو، حالانکہ سرکار کو معلوم تھا کہ قیامت ابھی نہیں آسکتی اور آپ کے ہوتے عذاب نازل نہیں ہوسکتا،یوں ہی حضور انور کو معلوم تھا کہ دوزخ کی آگ ہم پر اثر نہیں کرسکتی، حضور انور کی تو بڑی شان ہے۔مؤمن دوزخ میں جا کر دوزخی مسلمان کو نکال لائیں گے اور آگ کے اثر سے محفوظ رہیں گے، یہ خوف دراصل خوف الٰہی ہے لہذا یہ حدیث واضح ہے۔

۶۔ محجن حجن سے بنا بمعنی اپنی طرف کھینچنا،اب محجن وہ لاٹھی ہے جس کے کنارے پر خم دار گولا لگا ہو اس کے ذریعہ آسانی سے چیز اپنی طرف کھینچی جائے،اس محجن والے کا نام عمرو ابن لُحَی ہے،لام کے پیش ح کے فتح سے۔قصب بمعنی آنت جمع اقصاب یعنی اس کی آنتیں باہر نکل پڑی تھیں۔جب وہ چلتا پھرتا ہے تو آنتیں گھسٹتی ہیں۔رب کی پناہ!

۷۔ غرضکہ فیشن ایبل (Fashion Able) سیاسی چور تھا کہ حجاج کے کپڑے دن دہاڑے اس طرح چوری کرتا تھا کہ پکڑا بھی نہ جائے اور چوری بھی کرے، مالک نے دیکھ لیا تو کہہ دیا ارے مجھے خبر نہ ہوئی کہ میرے محجن سے تیرا کپڑا اٹک گیا ہے،نہ دیکھا تو مال اپنا کرلیا۔

۸۔ شاید یہ عورت اسرائیلی تھی جس نے بلی پر یہ ظلم کیا تھا۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں جنت و دوزخ ملاحظہ فرمایا جو عالَم غیب کی چیز ہیں۔دوسرے یہ کہ قیامت کی بعد ہونے والے عذابوں کو حضور کی نگاہ ملاحظہ فرمالیتی ہے یعنی آپ گلے پچھلے کھلے چھپے حالات کو دیکھ لیتے ہیں۔تیسرے یہ کہ یہ حرکت نماز فاسد نہیں کرتی۔چوتھے یہ کہ جانوروں پر ظلم بھی عذاب کا باعث ہے۔اس کی مکمل بحث ہم نماز کسوف کے بیان میں کرچکے ہیں۔

۹۔ ظاہر یہ ہے کہ مقامی (اپنی جگہ) سے مراد آخری وہ جگہ ہے جہاں تک آپ آگے بڑھ کر پہنچے تھے اور ہوسکتا ہے کہ مطلب یہ ہو کہ پہلے ہم آگے بڑھے، پھر پیچھے ہٹے حتی کہ مصلے پر وہاں ہی لوٹ آئے جو ہماری جگہ تھی۔

۱۰۔ یعنی ہم نے ہاتھ بڑھایا اور ہمارا ہاتھ جنت کے خوشہ تک پہنچ گیا چاہا کہ توڑلیں اور اس غیبی پھل کو شہودی بنا کر تمہیں دکھا دیں بلکہ کھلا دیں مگر خیال یہ ہوا کہ جنت و دوزخ پر ایمان بالغیب نہ رہے گا اس لیے چھوڑ دیا،بعض روایات میں ہے کہ اگر ہم وہ پھل توڑ لیتے ←

تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں۔(7)

حدیث ۸: ترمذی و ابوداود نے سائب بن یزید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی چھڑی ہنسی مذاق میں واقعی طور پر نہ لے لے یعنی ظاہر تو یہ ہے کہ مذاق کررہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لینا ہی چاہتا ہے اور جس نے اس طرح لی ہو وہ واپس کردے۔(8)

تو تم تاقیامت کھاتے رہتے کبھی ختم نہ ہوتے۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنت و دوزخ پیدا ہوچکی ہیں۔دوسرے یہ کہ جنت کے پھل دنیا کی طرح عینی اور حقیقی خیالی و تمثیلی نہیں۔تیسرے یہ کہ ہلاکت اور عذاب کی جگہ سے ہٹ جانا سنت ہے۔چوتھے یہ کہ تھوڑا عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔پانچویں یہ کہ گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اور دوزخ کا سبب ہوجاتا ہے۔چھٹے یہ کہ رب نے حضور کے ہاتھ میں وہ قدرت دی ہے کہ اٹھے تو مغرب و مشرق میں پہنچ جائے اور ہر جگہ تصرف کرے، دیکھو بظاہر ہاتھ شریف دو تین فٹ کے فاصلہ پر پہنچا لیکن درحقیقت وہ جنت میں پہنچ چکا تھا اور وہاں کے خوشے پکڑ چکا تھا اب بھی حضور کا ہاتھ ہر بیکس کو سہارا دیتا ہے۔ساتویں یہ کہ حضور جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مالک ہیں جو چاہیں لے لیں اور دے دیں، دیکھو اس موقعہ پر رب نے نہ فرمایا کہ آپ خوشہ کیوں توڑ رہے ہیں حضور انور نے خود ہی چھوڑ دیا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۴۱)

(7) شعب الایمان، الباب الثامن والثلاثون۔۔۔الخ، باب فی قبض الید۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۴۹۲، ج ۴، ص ۳۸۷.
والمسند للامام احمد بن حنبل، مسند البصریین، حدیث عم ابی حرۃ الرقاشی، الحدیث ۲۰۷۲۰، ج ۷، ص ۳۷۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ابوحرہ تابعی ہیں، بصری ہیں۔حق یہ ہے کہ ثقہ ہیں، اگرچہ بعض نے انہیں ضعیف بھی کہا ہے، ان کے چچا صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہ ہوسکا مگر صحابی کا نام معلوم نہ ہونا مضر نہیں کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں۔(اشعہ و مرقات)

۲ شخص سے مراد حربی کافر کے علاوہ دیگر لوگ ہیں، یہ حدیث بہت سے احکام کا ماخذ ہے۔مالی جرمانے کسی کی چوری، کسی کا مال لوٹ لینا، کسی کا مال جبرًا نیلام کردینا یہ سب حرام ہے۔خیال رہے کہ دیوالیہ کا مال درحقیقت اس کے قرض خواہوں کا مال ہے اس لیے حاکم دیوالیہ کی اجازت کے بغیر نیلام کردیتا ہے۔غرضکہ بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔لَا تَظْلِمُوْا کے معنی ہیں کہ غیر پر ظلم نہ کرو یا اپنے پر ظلم نہ کرو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۴۳)

(8) جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء لا یحل لمسلم۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۱۶۷، ج ۴، ص ۶۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ آپ صغیر السن صحابی ہیں، ۲ھ میں پیدا ہوئے، حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئے، اس وقت آپ سات سال کے تھے، آپ کی کنیت ابو یزید کندی ہے، حضرت عمر نے آپ کو بازار مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا، ۸۰ھ یا ۸۶ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں جو وہاں فوت ہوئے۔

←

حدیث ۹: امام احمد و ابو داود و نسائی سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا بعینہ مال کسی کے پاس پائے تو وہی حقدار ہے اور وہ شخص جس کے پاس مال تھا اگر اس نے کسی سے خریدا ہے تو وہ اپنے بائع سے مطالبہ کرے۔(9)

حدیث ۱۰: ابو داود نے سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص جانوروں میں پہنچے (اور دودھ دوہنا چاہے) اگر مالک وہاں ہو تو اس سے اجازت لے لے اور وہاں نہ ہو تو تین مرتبہ مالک کو آواز دے اگر کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے کر دوہے اور جواب نہ آئے تو دوہ کر پی لے وہاں سے لے نہ جائے۔(10) (یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ شخص مضطر ہو)

ل عصا وہ معمولی لاٹھی کہلاتی ہے جو بوڑھوں کے ہاتھوں میں رہتی ہے کبھی جانور ہانکنے کی تچی کو عصا کہہ دیتے ہیں، یہاں دونوں معنے بن سکتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کی معمولی چیز بھی دانستہ یا نادانستہ طور پر نہ لو۔ اگر نادانی میں لے چکے ہو تو معلوم ہونے پر فوراً واپس کر دو چیز چھپانے چرانے کا مذاق بھی جائز نہیں۔(اشعہ) (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۴۶)

(9) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في الرجل یجد عین مالہ... إلخ، الحدیث: ۳۵۳۱، ج ۳، ص ۴۰۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ل آپ سمرہ ابن جندب فزاری ہیں، انصار کے حلیف، بہت احادیث کے حافظ ہیں ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

۲ یہ جملہ پہلے بھی دیوالیہ کے بیان میں گزر گیا ہے وہاں اس کا مطلب اور تھا یہاں غصب چوری یا ڈکیتی کا مال مراد ہے یعنی اگر غاصب یا چور یا لٹا کو چوری کا مال فروخت کر دے، پھر مالک خریدار کے پاس وہ مال پائے تو اس سے لے لے گا خریدار یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے خریدا ہے۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ ناجائز قبضہ سے قابض مالک نہیں ہو جاتا۔ چور رشوت خور سود خور چوری، رشوت اور سود کے مال کے مالک نہیں کہ یہ ناجائز قبضے ہیں۔ دوسرے یہ کہ غیر کا مال بغیر اس کی اجازت فروخت نہیں کر سکتے اگر فروخت کر دیا تو بیع درست نہ ہوگی۔

۳ یعنی مالک سے خریدار قیمت نہیں مانگ سکتا بلکہ چیز اس کے حوالے کر دے گا اور بیچنے والے کا پیچھا کرے گا اور اس سے قیمت لے گا لیکن اگر کوئی شخص جانتے ہوئے چور یا غاصب سے چیز سستی خرید لے تو مجرم ہے کہ یہ چور و غاصب کا مددگار معاون ہے، حدیث میں اس خریدار کا ذکر ہے جو بے خبری سے غاصب سے خریدے۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۴۷)

(10) سنن أبي داود، کتاب الجہاد، باب في ابن السبیل یأکل من التمر... إلخ، الحدیث: ۲۶۱۹، ج ۳، ص ۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ل دوہ اجازت لے کر جانور دوہے، دودھ پئے کہ مالک کی اجازت پر اس کی چیز استعمال کر سکتے ہیں۔

۲ یہ حکم اس مجبور و مضطر کے لیے ہے جو بھوک سے مر رہا ہو اور کوئی کھانے کی چیز میسر نہ ہو وہ ایسی مجبوری میں اس جانور کا دودھ ←

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص باغ میں جائے تو کھائے، جھولی میں رکھ کر لے نہ جائے۔(11) (یہ بھی اضطرار کی صورت میں ہے یا وہاں کا ایسا عرف ہوگا)۔

حدیث ۱۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ رافع بن عَمْرو غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں میں لڑکا تھا انصار کے پیڑوں سے کھجوریں جھاڑ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا: اے لڑکے پیڑوں پر کیوں ڈھیلے پھینکتا ہے میں نے عرض کی جھاڑ کر کھاتا ہوں فرمایا جھاڑو مت جو نیچے گری ہیں انھیں کھالو پھر ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا کی الٰہی (عزوجل) تو اسے آسودہ کر دے۔(12)

بغیر مالک کی اجازت بھی پی لے بلکہ اگر مالک موجود ہو اور اجازت نہ دے تب بھی پی لے کہ جان جاری ہے اس کا بچانا ضروری ہے، پھر جب خدا دے تو اس کی قیمت مالک کو ادا کر دے اور یہ پینا بھی بقدر ضرورت جائز ہے جس سے جان بچ جائے، بلاضرورت یا ضرورت سے زیادہ ہرگز نہ پیے۔(مرقات، لمعات وغیرہ) ایسی مجبوری میں تو مردار بلکہ سور وغیرہ حرام گوشت بھی حلال ہوجاتے ہیں، رب فرماتا ہے: "فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ" اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے نہ جائے کہ یہ ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا حدیث پر چکڑالویوں کا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اس میں چوری جائز کر دی گئی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۵۵۱)

(11) جامع الترمذي، كتاب البيوع، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثمرة... إلخ، الحديث: ۱۲۹۱، ج۳، ص۴۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ بھوکا مسافر جب بھوک سے جان بلب ہو اور کسی باغ پر گزرے جس کا مالک موجود نہیں یا ہے تو اجازت نہیں دیتا، ایسی حالت میں اس کی بغیر اجازت بقدر بقاء حیات پھل کھالے، لے نہ جائے، پھر آمدنی ہونے پر اس کی قیمت ادا کر دے لہٰذا حدیث واضح ہے۔ خبنہ خ کے پیش ب کے جزم سے خبن سے بنا بمعنی دامن، دامن میں چھپائی چیز کو خبنہ کہتے ہیں پھر ہر ذخیرہ کی ہوئی چیز کو خبنہ کہنے لگے۔(اشعہ، مرقات، لمعات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۵۵۲)

(12) سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب من قال إنه يأكل مما سقط، الحديث: ۲۶۲۲، ج۳، ص۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی پتھر کے ذریعہ کھجور کے پھل جھاڑ کر کھا رہا تھا کہ مجھے باغ والے نے پکڑ لیا۔

۲۔ یعنی سخت بھوکا ہوں، مجبوراً جھاڑ کر کھا رہا ہوں، جان بچانا مقصود ہے نہ کہ چوری کرنا یا گھر لے جانا۔

۳۔ یعنی درخت جھاڑنا ضرورت سے زائد ہے، گرے پھلوں سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے، یہ اجازت بھی اس بنا پر دی گئی کہ میں بھوکا تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے، ورنہ مالک کی اجازت کے بغیر گرے پھل بھی نہیں کھاسکتے۔ فقیر نے عراق میں دیکھا کہ ←

حدیث ۱۳: طبرانی نے اشعث بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔(13)

مال متقوم محترم منقول (منقول وہ مال ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہو) سے جائز قبضہ کو ہٹا کر ناجائز قبضہ کرنا غصب ہے جبکہ یہ قبضہ خفیۃً نہ ہو اس ناجائز قبضہ کرنے والے کو غاصب اور مالک کو مغصوب منہ اور چیز کو مغصوب کہتے ہیں جس چیز پر ناجائز قبضہ ہو اگر کسی جائز قبضہ کو ہٹا کر نہیں ہوا وہ غصب نہیں مثلاً جو چیز غصب کی تھی اس میں کچھ زائد چیزیں پیدا ہو گئیں، جیسے جانور غصب کیا تھا اس سے بچہ پیدا ہوا۔ گائے غصب کی تھی اس کا دودھ دوہا ان زوائد کو غصب کرنا نہیں کہا جائے گا۔ غیر متقوم چیز پر قبضہ کیا یہ بھی غصب نہیں مثلاً مسلمان کے پاس شراب تھی اس نے چھین لی اور مال محترم نہ ہو جیسے حربی کافر کا مال چھین لیا یہ بھی غصب نہیں۔ غیر منقول پر قبضہ ناجائز کیا یہ بھی غصب نہیں۔(14)

گرے پھل کھانے کی مالک کی طرف سے عام اجازت ہوتی ہے جیسے ہمارے ہاں کھیت کٹنے پر گری ہوئی بالیاں کھیت والے نہیں اٹھاتے ان کے سامنے ہی فقراء ومساکین چن لیتے ہیں۔

۴؎ غالبًا یہ آخری جملہ کسی اور راوی کا کلام ہے ورنہ رافع ابن عمرو فرماتے ہیں کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس جملے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بھوکے تھے اور مجبوری کی حالت میں کھجوریں کھا رہے تھے اگرچہ ایسی حالت میں درخت سے توڑنے کی بھی اجازت ہے مگر جب کہ نیچے گرے ہوئے پھلوں سے حاجت پوری ہو سکتی ہے تو توڑنے کی کیا ضرورت لہذا حدیث واضح ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۵۵)

(13) المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۳۷، ج ۱، ص ۲۳۳۔

(14) رد المحتار، کتاب الغصب، ج ۹، ص ۲۹۸، ۳۰۱، وغیرہ۔

مسائل فقہیۃ

مسئلہ ۱: بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ اگرچہ وہ غصب نہیں ہیں مگر ان میں غصب کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی ضمان کا حکم دیا جاتا ہے اس وجہ سے ان کو بھی غصب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً مودَع (جس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے) نے ودیعت سے انکار کر دیا یا ہلاک کر دیا کہ یہاں تاوان لازم ہے۔ پڑا مال اٹھایا اور اس پر گواہ نہیں بنایا، پرائی ملک میں کوآں کھودا اور اس میں کسی کی چیز گر کر ہلاک ہوگئی اور ان کے علاوہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں جن میں تاوان کا حکم ہے اور وہاں غصب نہیں کہ ان سب صورتوں میں تعدّی کی وجہ سے (یعنی اپنی طرف سے قصداً زیادتی کی وجہ سے) ضمان لازم آتا ہے۔(1)

مسئلہ ۲: جانور کو غصب کر لایا اس کے ساتھ لگا ہوا بچہ چلا آیا یا غصب کے بعد بچہ پیدا ہوا بچہ کا تاوان غاصب پر نہیں یا بچہ کو غصب کر لایا اور اسے ہلاک کر دیا اس کے جدا ہونے سے گائے کا دودھ سوکھ گیا یہاں بچہ کا ضمان ہے اور گائے میں جو کچھ کمی ہوئی اس کا نقصان دینا ہوگا یہ نقصان تعدی کی وجہ سے ہے۔(2)

مسئلہ ۳: کسی شخص کا مٹی کا ڈھیلا یا ایک قطرہ پانی لے لیا اگرچہ بغیر اجازت ایسا کرنا جائز نہیں مگر یہ غصب نہیں کہ مال متقوم نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: چھپا کر کسی کی چیز لے لی جس کو چوری کہتے ہیں اگر دس درہم قیمت کی ہے جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ غصب نہیں کہ ہلاک ہونے سے یہاں تاوان لازم نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: دوسرے کے جانور پر بغیر اجازت مالک بوجھ لادنا یا سوار ہونا بلکہ مشترک جانور پر بغیر اجازت شریک بوجھ لادنا یا سوار ہونا غصب ہے ہلاک ہونے سے تاوان دینا ہوگا دوسرے کے بچھونے پر بغیر اجازت بیٹھنا غصب نہیں اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تاوان نہیں جب تک اس کے فعل سے ہلاک نہ ہو۔(5)

---

(1) ردالمحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۲۹۸۔

(2) ردالمحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۲۹۸، ۲۹۹۔

(3) المرجع السابق، ص۳۰۰۔

(4) المرجع السابق، ص۳۰۱۔

(5) الھدایۃ، کتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۶۔

مسئلہ ۶: غصب کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دوسرے کا مال ہے تو غاصب گنہگار ہے اور چیز موجود ہو تو مالک کو واپس کردے موجود نہ ہو تو تاوان دے اور معلوم نہ ہو کہ پرایا مال ہے تو اس کا حکم واپس کرنا یا چیز موجود نہ ہو تو تاوان دینا ہے اور اس صورت میں گنہگار نہیں ہوا۔(6)

مسئلہ ۷: غاصب سے دوسرا شخص چھین لے گیا تو مغصوب منہ کو یعنی جس کی چیز غصب کی گئی اسے اختیار ہے کہ غاصب سے ضمان لے یا غاصب الغاصب سے۔(7)

مسئلہ ۸: شے موقوف (وقف شدہ چیز) غصب کی جس کی قیمت ایک ہزار ہے پھر غاصب سے کسی نے غصب کر لی اور اس وقت اس کی قیمت دو ہزار ہے تو اگر غاصب دوم غاصب اول سے زیادہ مالدار ہے اسی غاصب دوم سے تاوان لے ورنہ متولی کو اختیار ہے جس سے چاہے لے اور جس ایک سے لے گا دوسرا بری ہو جائے گا۔(8)

مسئلہ ۹: پرائی دیوار گرادی تو مالک کا جو کچھ نقصان ہوا لے لے۔ اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دیوار کی قیمت اس سے وصول کرے اور گرا ہوا ملبہ اسے دے دے یا ملبہ خود لے لے اور دیوار کی قیمت سے ملبہ کی قیمت کم کر کے باقی اس سے وصول کرے اس کو یہ حق نہیں کہ اس سے دیوار بنوانے کا مطالبہ کرے۔ ہاں اگر مسجد یا کسی عمارت موقوفہ (وقف شدہ عمارت) کی دیوار کسی نے گرائی ہے تو اسے دیوار بنوانی ہوگی۔(9)

مسئلہ ۱۰: دیوار گرانے والے نے اگر ویسی ہی دیوار بنوادی تو ضمان سے بری ہو جائے گا اور اگر دیوار میں نقش و نگار پھول پتے ہیں تو ان کا بھی تاوان دینا ہوگا اور اگر تصویریں بنی ہیں تو رنگ کا ضمان ہے تصاویر کا ضمان نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: جس چیز کو جہاں سے غصب کیا وہیں واپس کرنا ہوگا غاصب اگر دوسرے شہر میں دینا چاہتا ہے مالک اس سے کہہ سکتا ہے کہ جہاں سے لائے ہو وہیں چل کر دینا۔(11)

مسئلہ ۱۲: غاصب کے واپس کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس طرح واپس کرے کہ مالک کو علم ہو جائے

والدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۱۔

(6) الھدایۃ، کتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۶۔
والدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۲۔

(7) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۲۔

(8) ردالمحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۳۔

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۴۔

(10) ردالمحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۴۔

(11) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۵،۳۰۶۔

اگر اس کی لاعلمی میں چیز واپس کردی بری ہوگیا مثلاً اس کے صندوق یا تھیلی میں سے روپے نکال لے گیا تھا پھر اس میں رکھ آیا اور مالک کو پتا نہ چلا یہ واپسی بھی صحیح ہے۔ یوہیں اگر کسی دوسرے نام سے مالک کو دے دی جب بھی بری ہو جائے گا مثلاً مالک کو ہبہ کیا یا ودیعت کے نام سے اسے دے آیا بلکہ اگر وہ چیز کھانے کی تھی مالک کو کھلا دی اس صورت میں بھی بری ہو جائے گا مگر اس چیز میں اگر تغیر (کسی قسم کی تبدیلی) کر دی ہے اور مالک کو دے آیا تو بری نہیں مثلاً کپڑے کو قطع کر کے اس کو سی کر مالک کو دیا یا گیہوں (گندم) کو پسوا کر اس کی روٹی مالک کو کھلا دی یا شکر کا شربت بنا کر پلا دیا۔(12)

مسئلہ ۱۳: گیہوں غصب کیے تھے مالک کو یہ گیہوں پیسنے کو دے آیا پیسنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ یہ تو میرے ہی گیہوں ہیں آٹے کو روک سکتا ہے۔ یوہیں سوت غصب کیا تھا اور مالک کو کپڑا بننے کے لیے دے آیا کپڑا بننے کے بعد مالک کو معلوم ہوا کہ یہ سوت میرا ہی تھا کپڑا رکھ سکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: سوتے میں انگوٹھی یا جوتے یا ٹوپی اوتار لی اگر وہاں سے لے نہیں گیا اور پہنا دی تو ضامن نہیں اور وہاں سے لے گیا تو اب بیداری میں دینے سے ضمان سے بری ہوگا اور سوتے میں پہنا دے گا تو بری نہ ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۵: غاصب نے مغصوب کو مالک کی گود میں رکھ دیا اس کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ میری چیز ہے اس کی گود میں سے کوئی دوسرا اٹھا لے گیا غاصب بری ہوگیا۔(15)

مسئلہ ۱۶: جو چیز غصب کی اور وہ ہلاک ہوگئی اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ چیز قیمی ہے تو قیمت تاوان دے اور مثلی ہے تو اس کی مثل تاوان میں دے اور مثلی ہے مگر اس وقت موجود نہیں ہے یعنی بازار میں نہیں ملتی اگرچہ گھروں میں اس کا وجود ہے تو اس صورت میں بھی قیمت تاوان میں دے سکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: مثلی چیز اگر دوسری جنس کے ساتھ مخلوط ہو جائے اور تمیز دشوار ہو جیسے گیہوں کو جو میں ملا دیا یا تمیز نہ ہو سکے جیسے جل کا تیل کہ اس کو روغن زیتون (زیتون کا تیل) میں ملا دیا یا پاک تیل کو ناپاک تیل میں ملا دیا اب یہ مثلی نہیں ہے بلکہ قیمی ہے۔ یوہیں اگر اس میں صنعت کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے مثلاً تانبے وغیرہ کے برتن کہ یہ بھی

---

(12) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۶.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب السادس فی إسترداد المغصوب...إلخ، ج۵، ص۱۳۵.

(14) المرجع السابق، ص۱۳۵، ۱۳۶.

(15) المرجع السابق، ص۱۳۶.

(16) الھدایۃ، کتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۶، وغیرھا.

قیمی ہیں اگرچہ تانبا مثلی تھا۔(17)

مسئلہ ۱۸: بعض ذوات القیم اور ذوات الامثال کی تفصیل۔ پنیر ضمان کے بارے میں قیمی ہے اور دیگر امور میں مثلاً سلم کے باب میں مثلی ہے کہ اس میں سلم صحیح ہے۔ کوئلا، گوشت اگرچہ کچا ہو، اینٹ، صابون، گوبر، درخت کے پتے، سوئی، چمڑا کچا ہو یا پکایا ہوا، نجس تیل، نصف صاع سے کم غلہ، روئی، پانی، کسم (ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں)، تانبے، پیتل، مٹی کے برتن، انار، سیب، کھیرا، ککڑی، خربزہ، تربز، سکنجبین (لیموں کے رس کا مشروب)، سوختنی لکڑی (جلانے کے قابل لکڑی)، لکڑی کے تختے، چٹائی، کپڑے، تازہ پھول، ترکاریاں (سبزیاں)، دہی، چربی، دنبے کی چکی (دنبے کی چوڑی چپٹی دم) ان سب کی نسبت قیمی ہونا مُصرَّح ہے۔ تانبا، پیتل، لوہا، سیسہ (ایک قسم کی دھات)، کھجور کی سب قسمیں ایک ہی جنس ہیں، سرکہ، آٹا، روئی، اون، کاتی ہوئی اون، ریشم، چونا، روپیہ، اشرفی، پیسہ، بھوسہ، مہندی، وسمہ (نیل کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے)، خشک پھول، کاغذ، دودھ ان چیزوں کے مثلی ہونے کی تصریح ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: مثلی اور قیمی کے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی مثل بازار میں پائی جاتی ہو اور اس کی قیمتوں میں معتد بہ (عام طور پر) فرق نہ ہو وہ مثلی ہے جیسے انڈے اخروٹ اور جن کی قیمتوں میں بہت کچھ تفاوت ہوتا ہے جیسے گائے، بھینس، آم، امرود وغیرہا یہ سب قیمی ہیں۔(19)

مسئلہ ۲۰: کپڑے جو گزوں سے بکتے ہیں جیسے ململ، لٹھا وغیرہ کہ اس کی سب تہیں ایک سی ہوتی ہیں یہ مثلی ہیں اور جو کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ گزوں سے نہ بکیں وہ قیمی ہیں۔(20)

مسئلہ ۲۱: غاصب یہ کہتا ہے کہ شے مغصوب ہلاک ہوگئی تو اسے حاکم قید کرے جب اتنا زمانہ گزر جائے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس کے پاس چیز ہوتی تو ضرور ظاہر کر دیتا قید خانہ میں پڑا نہ رہتا تو اب اس کے متعلق تاوان کا حکم ہوگا خواہ مثل تاوان دلائی جائے یا قیمت۔(21)

---

(17) در المختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۷۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الاول فی تفسیر الغصب۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۱۱۹۔

و در المختار ورد المحتار، کتاب الغصب، مطلب: فی رد المغصوب۔۔۔ إلخ، ج۹، ص۳۰۸۔

(19) الدر المختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۱۰۔

(20) رد المحتار، کتاب الغصب، مطلب: الصابون۔۔۔ إلخ، ج۹، ص۳۱۱۔

(21) الھدایۃ، کتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۷، وغیرہا۔

مسئلہ ۲۲: غاصب کہتا ہے کہ میں نے چیز مالک کو واپس کر دی تھی اس کے یہاں ہلاک ہوئی اور مالک کہتا ہے غاصب کے پاس ہلاک ہوئی اور دونوں نے ثبوت کے گواہ پیش کیے غاصب کے گواہوں کو ترجیح دی جائے گی اور قیمت میں اختلاف ہو تو مالک کے گواہ معتبر ہیں اور اگر خود مغصوب میں اختلاف ہو غاصب کہتا ہے میں نے یہ چیز غصب کی اور مالک کہتا ہے وہ چیز غصب کی تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول معتبر ہے۔(22)

مسئلہ ۲۳: کسی کی جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) چھین لی (یہ حقیقۃً غصب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا) اگر یہ چیز موجود ہے تو مالک کو دلا دی جائے گی اور اگر ہلاک ہوگئی مثلاً مکان تھا گر گیا اور ہلاک ہونا آفت سماویہ (قدرتی آفت) سے ہو مثلاً زمین دریا برد ہوگئی، مکان بارش کی کثرت یا زلزلہ یا آندھی سے گر گیا تو ضمان واجب نہیں اور اگر ہلاک ہونا کسی کے فعل سے ہو تو اس پر ضمان واجب ہے۔ غاصب نے ہلاک کیا ہو تو غاصب تاوان دے کسی اور نے کیا ہو تو وہ دے اور اگر وہ چیز مثلاً مکان موجود ہے مگر غاصب کے رہنے استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں نقصان پیدا ہوگیا ہے یا کھیت میں زراعت کرنے کی وجہ سے زمین کمزور ہوگئی تو اس نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اور نقصان کا اندازہ یوں کیا جائے گا کہ اس زمین کا اس حالت میں کیا لگان (سرکاری محصول) ہوتا اور اب کیا ہے، مکان کی اوس حالت میں کیا قیمت ہوتی اور اس حالت میں کیا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۴: زمین غصب کی اور کاشت کی جس کی وجہ سے اسے زمین کا نقصان دینا پڑا تو بیج اور یہ نقصان کی مقدار پیداوار میں سے لے لے باقی جو کچھ غلہ ہے اسے تصدق کر دے مثلاً من بھر بیج ڈالے تھے اور ایک من کی قیمت کی قدر ضمان دینا پڑا اور کھیت میں چار من غلہ پیدا ہوا تو دو من خود لے لے اور دو من صدقہ کر دے۔(24)

مسئلہ ۲۵: جائداد موقوفہ مکان یا زمین کو غصب کیا اس کا تاوان دینا ہوگا اگرچہ اس نے خود ہلاک نہ کی ہو بلکہ اس سے جو کچھ منفعت حاصل کی ہے اس کا بھی تاوان دینا ہوگا مکان میں سکونت کی تو واجبی کرایہ (رائج کرایہ) لیا جائے گا زمین میں زراعت کی تو لگان وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح نابالغ کی جائداد غیر منقولہ پر قبضہ کیا تو اس کا ضمان لیا جائے گا اور منافع حاصل کیے تو اُجرت مثل بھی لی جائے گی۔(25)

---

(22) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹،ص۳۱۱۔

(23) الھدایۃ، کتاب الغصب، ج۲،ص۲۹۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الاول فی تفسیر الغصب۔۔۔إلخ، ج۵،ص۱۲۰، وغیرھما۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الاول فی تفسیر الغصب۔۔۔إلخ، ج۵،ص۱۲۰۔

(25) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹،ص۳۱۲۔

مسئلہ ۲٦: چیز میں نقصان کی چار صورتیں ہیں۔ ا نرخ کا کم ہوجانا۔ ۲ اس کے اجزا کا جاتا رہنا مثلاً غلام کی آنکھ جاتی رہی۔ ۳ وصف مرغوب فیہ کا فوت ہوجانا مثلاً بہرا ہوگیا، آنکھ کی روشنی جاتی رہی، گیہوں خشک ہوگیا، سونے چاندی کے زیور تھے ٹوٹ کر سونا چاندی رہ گئے۔ ۴ معنی مرغوب فیہ جاتے رہے مثلاً غلام کوئی کام کرنا جانتا تھا غاصب کے پاس جاکر وہ کام بھول گیا۔ پہلی صورت میں اگر مغصوب چیز دے دی تو ضمان واجب نہیں اور دوسری صورت میں مطلقاً ضمان واجب ہے۔ اور تیسری صورت میں اگر مغصوب اموالِ ربا میں سے نہ ہو تو ضمان واجب ہے اور وہ مغصوب اموالِ ربا میں سے ہو تو ضمان نہیں مثلاً گیہوں غصب کیے تھے وہ خراب ہوگئے یا چاندی کا برتن یا زیور غصب کیے تھے اور غاصب نے توڑ ڈالے اس میں مالک کو اختیار ہے کہ وہی خراب لے لے یا اس کا مثل لے لے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ چیز بھی لے اور نقصان کا معاوضہ بھی لے۔ اور چوتھی صورت میں اگر معمولی نقصان ہے تو نقصان کا ضمان لے سکتا ہے اور زیادہ نقصان ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ چیز لے لے اور جو کچھ نقصان ہوا وہ لے یا چیز کو نہ لے بلکہ اس کی پوری قیمت وصول کرے۔(26)

مسئلہ ۲۷: مغصوب شے کو اُجرت پر دیا اور اس سے اُجرت حاصل کی اور فرض کرو اُجرت پر دینے سے اس چیز میں نقصان پیدا ہوگیا تو جو کچھ نقصان کا معاوضہ دینے کے بعد اس اُجرت میں سے بچے اس کو صدقہ کردے یوہیں اگر مغصوب ہلاک ہوگیا تو اس اُجرت سے تاوان دے سکتا ہے اور اس کے بعد کچھ بچے تو تصدق کردے اور اگر غاصب غنی (مالدار یعنی صاحب نصاب ہو) ہو تو کل آمدنی تصدق (صدقہ) کردے۔(27)

مسئلہ ۲۸: مغصوب (غصب کی گئی چیز) یا ودیعت (امانت) اگر معین چیز ہو اسے بیچ کر نفع حاصل کیا تو اس نفع کو صدقہ کردینا واجب ہے مثلاً ایک چیز کی قیمت سو روپے تھی اور غاصب نے اسے سوا سو میں بیچا سو روپے تاوان کے دینے ہوں گے اور پچیس روپے کو صدقہ کردینا ہوگا اور اگر وہ چیز غیر متعین یعنی از قبیل نقود ہو (یعنی سونے چاندی یا روپے پیسے کی قسم سے ہو) تو اس میں چار صورتیں ہیں۔ (۱) عقد و نقد دونوں اسی حرام مال پر مجتمع ہوں مثلاً یوں کہا کہ اس روپیہ کی فلاں چیز دو پھر وہی روپیہ اسے دے دیا تو یہ چیز جو خریدی ہے یہ بھی حرام ہے یا بائع کو پہلے سے وہ حرام روپیہ دے دیا تھا پھر اس سے چیز خریدی یہ چیز حرام ہے۔ (۲) عقد ہو نقد نہ ہو یعنی حرام روپیہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس کی فلاں چیز دو مگر بائع کو یہ روپیہ نہیں دیا بلکہ دوسرا دیا۔ (۳) عقد نہ ہو نقد ہو بائع سے حرام کی طرف اشارہ کرکے نہیں کہا کہ اس روپیہ کی چیز دو بلکہ مطلقاً کہا کہ ایک روپیہ کی چیز دو مگر ثمن میں یہی حرام روپیہ دیا۔ (۴) حلال روپیہ کی طرف اشارہ کر

---

(26) ردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: شری دارا...إلخ، ج۹، ص۳۱۶.

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: شری دارا...إلخ، ج۹، ص۳۱۶.

کے کہا کہ اس کی چیز دو مگر ثمن میں حرام روپیہ ادا کیا ان تین صورتوں میں تصدق واجب نہیں ہے اور بعض فقہا ان صورتوں میں بھی تصدق کو واجب کہتے ہیں اور یہ قول بھی باقوت ہے مگر زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے کہ حرام سے بچنا بہت دشوار ہو گیا قول اول پر بعض علماء نے فتوے دیا ہے۔(28)

❁❁❁❁❁

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: شری دارا... إلخ، ج۹، ص۳۱۷.

مغصوب چیز میں تغیر

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: مغصوب میں ایسی تبدیل کردی کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یعنی پہلا نام بھی باقی نہ رہا اور اُس کے اکثر مقاصد بھی جاتے رہے یا اُس کو اپنی چیز یا دوسرے کی چیز میں اس طرح ملا دیا کہ تمیز نہ ہو سکے مثلاً گیہوں کو گیہوں میں ملا دیا یا دشواری سے جدا ہو سکے مثلاً جو میں گیہوں ملا دیے تو غاصب تاوان دے گا اور اُس چیز کا مالک ہو جائے گا مگر غاصب اُس چیز سے نفع حاصل نہیں کر سکتا جب تک تاوان نہ دیدے یا مالک اسے معاف نہ کردے یا قاضی اُس کے تاوان کا حکم نہ کردے یعنی مالک کی رضامندی درکار ہے اور وہ ان تینوں صورتوں سے ہوتی ہے۔(1)

مسئلہ ۲: روپیہ (یعنی سونے، چاندی یا کسی دھات کا سکہ) غصب کر کے گلا دیا (یعنی پگھلا دیا) تو اگرچہ اب وہ نام باقی نہ رہا اوسے روپیہ نہیں کہا جائے گا مگر اس کے اکثر مقاصد اب بھی باقی ہیں کہ اب بھی وہ ثمن ہے اس کا زیور وغیرہ بن سکتا ہے لہذا مالک کو واپس لینے کا حق باقی ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مالک موجود نہیں ہے پردیس چلا گیا ہے غاصب چاہتا ہے کہ اس کی چیز واپس کردے مگر مالک کے انتظار میں چیز خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو لوگوں کو گواہ بنالے کہ میں اُسے ضمان دے دوں گا اب اُس سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: کھانے کی چیز غصب کی اور اُس کو چبایا کہ چیز اس قابل نہ رہی کہ مالک کو واپس دی جائے مگر چونکہ ضمان دیا نہیں لہذا حلق سے اوتارنا لقمہ حرام نگلنا ہے۔(4)

مسئلہ ۵: بکری غصب کر کے ذبح کر ڈالی اُس کا گوشت بھونا یا پکایا یا گیہوں غصب کر کے آٹا پسوایا یا کھیت میں بودیے یا لوہا غصب کر کے اُس کی تلوار، چُھری وغیرہ بنوالی یا تانبا، پیتل غصب کر کے ان کے برتن بنا لیے ان سب

(1) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر... الخ، ج۲، ص۲۹۹.
و الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۱۹.

(2) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۰.

(3) ردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب شری دارا... الخ، ج۹، ص۳۲۱.

(4) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۱.

صورتوں میں غاصب کے ذمہ ضمان لازم ہوگا اور چیز غاصب کی ملک ہوجائے گی مگر بے رضامندی مالک اِنتفاع حلال نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: بکری ذبح کرڈالی بلکہ بوٹی بھی بنالی تواب بھی مالک ہی کی ملک ہے مالک کواختیار ہے کہ بکری کی قیمت لے کر بکری غاصب کو دیدے یا بکری خود لے لے اور غاصب سے نقصان کا معاوضہ لے اگر بکری کا آگے کا پاؤں کاٹ یا جب بھی یہی حکم ہے۔(6)

مسئلہ ۷: جو جانور حلال نہیں ہیں اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے پر قیمت واجب ہے۔ جانور کے کان یا دم کاٹ ڈالی نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ گھوڑا خچر گدھا اور وہ جانور جس سے کام لیا جاتا ہے جیسے بیل، بھینسا ان کی آنکھ پھوڑ دی تو چوتھائی قیمت تاوان دے اور جن سے کام نہیں لیا جاتا جیسے گائے، بکری ان کی آنکھ پھوڑ دی تو جو کچھ نقصان ہوا وہ تاوان دے۔ گدھے کو ذبح کرڈالا تو پوری قیمت واجب ہے۔(7)

مسئلہ ۸: مغصوب چیز موجود ہے مگر اُس کے لینے میں غاصب کا نقصان ہوگا مثلاً شہتیر (بڑی کڑی) غصب کر کے مکان میں لگالی کہ اب اس کے نکالنے میں غاصب کا مکان توڑنا ہوگا اس صورت میں غاصب سے اُس کی قیمت دلوائی جائے گی یا اینٹیں غصب کر کے عمارت چنوائی (یعنی عمارت تعمیر کی) تو غاصب کو قیمت دینی ہوگی۔(8)

مسئلہ ۹: بلاقصد ایک شخص کی چیز دوسرے کی چیز میں اس طرح چلی گئی کہ بغیر نقصان اُس چیز کو حاصل نہ کیا جاسکے تو جس کی چیز زیادہ قیمت کی ہو وہ کم قیمت والے کو نقصان دے مثلاً ایک شخص کی اشرفی (سونے کا سکہ) دوسرے کی دوات (سیاہی کی بوتل وغیرہ) میں چلی گئی اور جب تک دوات نہ توڑی جائے اشرفی نہ نکل سکے تو دوات توڑی جائے گی اور اُس کی قیمت اشرفی والا دے گا یا مرغی نے موتی نگل لیا یا گائے نے دیگ میں سر ڈال دیا اور کسی طرح باہر نہیں نکلتا اور اگر آدمی نے موتی نگل لیا تو موتی کی قیمت تاوان دے اور آدمی نگل کر مرگیا تو پیٹ چاک کر کے موتی نکالا جاسکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: سونا یا چاندی غصب کر کے روپیہ، اشرفی یا برتن بنالیا تو مالک کی ملک بدستور قائم ہے مالک ان چیزوں

---

(5) الهداية، كتاب الغصب، فصل فيما يتغير... إلخ، ج۲، ص۲۹۹.

والدرالمختار، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۲.

(6) الفتاوى الهندية، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج۵، ص۱۲۲.

(7) المرجع السابق، ص۱۲۲، ۱۲۳.

(8) الفتاوى الهندية، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج۵، ص۱۲۴.

(9) الدر المختار ورد المحتار، كتاب الغصب، مطلب شرى دارا... إلخ، ج۹، ص۳۲۳.

کو لے گا اور بنانے کا کوئی معاوضہ نہ دے گا۔(10)

مسئلہ ۱۱: غاصب (غصب کرنے والے) نے کپڑا غصب کیا تھا اور اوسے پھاڑ ڈالا اس میں تین صورتیں ہیں۔ (۱) اگر اس طرح پھاڑا کہ کام کا نہ رہا تو پوری قیمت تاوان دے۔ (۲) اور اگر زیادہ پھاڑا اس سے بعض منافع فوت ہوگئے مگر کام کا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا غاصب کو دیدے اور پوری قیمت وصول کرلے یا کپڑا خود لے لے اور جو کمی ہوگئی اوس کا تاوان لے۔ (۳) اور اگر تھوڑا پھاڑا ہے کہ اس کے منافع بدستور باقی ہیں مگر اس میں عیب پیدا ہوگیا تو مالک کو کپڑا رکھ لینا ہوگا اور نقصان کا تاوان لے سکتا ہے۔ اور اگر پھاڑ کر اس نے کچھ صنعت کی مثلاً اس کا کرتا وغیرہ بنالیا تو مالک کی ملک جاتی رہی صرف قیمت تاوان میں لے سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: کپڑا غصب کر کے رنگ دیا مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی قیمت دیدے یعنی رنگ کی وجہ سے کپڑے کی قیمت میں جو کچھ زیادتی ہوئی وہ دیدے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے اور کپڑا غاصب ہی کو دیدے یا چاہے تو کپڑا بیچ کر کے کپڑے کی قیمت کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے خود لے اور رنگ کی زیادتی کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ غاصب کو دیدے۔(12)

مسئلہ ۱۳: اگر کپڑا دوسرے کے رنگ میں گر گیا اور اس پر رنگ آگیا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی قیمت دیدے یا کپڑا بیچ کر ثمن کو قیمت پر تقسیم کر دے۔(13)

مسئلہ ۱۴: رنگ غصب کر کے اپنا کپڑا رنگ لیا تو رنگ کا تاوان دینا ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص کا کپڑا غصب کیا دوسرے کا رنگ غصب کیا اور کپڑا رنگ لیا تو کپڑے کا مالک کپڑا لے لے اور رنگ والے کو رنگ یا اُس کی قیمت دیدے یا چاہے تو کپڑا بیچ کر ثمن دونوں پر تقسیم کر دیا جائے اور اگر ایک ہی شخص کے کپڑے اور رنگ دونوں کو غصب کیا اور رنگ دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رنگا ہوا کپڑا لے لے اور اس صورت میں غاصب کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور چاہے تو غاصب کو ہی وہ کپڑا دیدے اور کپڑے اور رنگ دونوں کا تاوان لے۔(15)

---

(10) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر... إلخ، ج۲، ص۳۰۰

(11) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر... إلخ، ج۲، ص۳۰۱، وغیرہا.

(12) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر... إلخ، ج۲، ص۳۰۱، ۳۰۲.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب... إلخ، ج۵، ص۱۲۱.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب... إلخ، ج۵، ص۱۲۱.

(14) مرجع سابق.

(15) مرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: کپڑا غصب کرکے دھویا یا اُس میں پھنّے (دھاگے کا پھول یا گچھا) بنائے جس طرح رومال، تولیا میں بناتے ہیں تو مالک اپنا کپڑا لے لے اور غاصب کو دھونے یا پھنّے بٹنے کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا ہاں اگر جھالر لگائی تو اُس کا حکم وہی ہے جو رنگ کا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: ستو غصب کرکے اُس میں گھی مل دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ ستو کا تاوان لے اور یہ ستو غاصب کو دیدے یا یہ ستو خود لے لے اور اُتنا ہی گھی غاصب کو دیدے۔(17)

مسئلہ ۱۸: چاندی یا سونے کے زیور یا برتن غصب کرکے توڑ پھوڑ ڈالے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہی ٹوٹا پھوٹا لے لے اور توڑنے سے جو نقصان ہوا ہے اس کا معاوضہ کچھ نہیں مل سکتا کہ سود ہوگا اور چاہے تو یہ کرسکتا ہے کہ چاندی کے زیور یا برتن کی قیمت سونے سے لگا کر اُتنا سونا لے لے اور سونے کے برتن یا زیور کی قیمت چاندی سے لگا کر اُتنی چاندی لے لے کہ جنس بدل جانے کی صورت میں سود نہ ہوگا۔(18)

مسئلہ ۱۹: چاندی کی چیز پر سونے کا ملمع تھا غاصب نے ملمع دور کردیا مالک کو اختیار ہے کہ اپنی یہی چیز لے لے اور نقصان کا معاوضہ کچھ نہیں لے سکتا اور چاہے تو غیر جنس سے اُس ملمع شدہ چیز کی قیمت کا تاوان لے اور اگر بیع میں یہی صورت ہوتی کہ ملمع شدہ چیز خرید کر مشتری (خریدار) نے اُس کے ملمع کو دور کردیا پھر اُس کے بعد اس چیز کے کسی عیب سابق پر (یعنی خریدنے سے پہلے جو عیب تھا اُس پر) مطلع ہوا تو نہ چیز کو واپس کرسکتا کہ اُس نے اُس میں ایک جدید عیب پیدا کردیا اور نہ نقصان لے سکتا کہ سود ہوگا۔(19)

مسئلہ ۲۰: تانبے لوہے پیتل کی چیزیں اگر اپنی صنعت کی وجہ سے حدِ وزن سے خارج نہ ہوئی ہوں یعنی اب بھی وہ وزن سے بکتی ہوں اور اُن کو غاصب نے خراب کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہے کہ اُسی جنس کو تاوان میں لے اور اس صورت میں کچھ زیادہ نہیں لے سکتا اور چاہے تو روپے پیسے سے اُس کی قیمت لے لے خرابی تھوڑی ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے۔ اور اگر حدِ وزن سے خارج ہوکر گنتی سے بکتی ہوں تو اگر تھوڑا نقصان ہے مالک یہی کرسکتا ہے کہ چیز اپنے پاس رکھ لے اور نقصان کا معاوضہ لے، چیز غاصب کو دے کر قیمت نہیں لے سکتا اور اگر زیادہ عیب پیدا ہوگیا ہے تو اختیار ہے کہ چیز دیدے اور قیمت لے لے یا چیز رکھ لے اور نقصان وصول کرے۔(20)

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب۔۔۔إلخ، ج۵، ص۱۲۲۔

(17) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۹۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب۔۔۔إلخ، ج۵، ص۱۲۳۔

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: شری داراً۔۔۔إلخ، ج۹، ص۳۲۶۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب۔۔۔إلخ، ج۵، ص۱۲۳۔

مسئلہ ۲۱: جانور غصب کیا غاصب کے یہاں وہ مدت تک رہا بڑھ گیا اور اُس کی قیمت زیادہ ہوگئی مالک اپنا جانور لے لے گا اور غاصب کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا۔ کھیت یا باغ کو چھین کر اُس کو پانی دیا زراعت بڑھ گئی درخت میں پھل آگئے مالک اپنا کھیت اور باغ لے لے گا اور کوئی معاوضہ نہیں دے گا۔(21)

مسئلہ ۲۲: روئی غصب کر کے کتوائی یا سوت غصب کر کے کپڑا بُنوا لیا مالک کپڑے یا سوت کو نہیں لے سکتا بلکہ روئی یا سوت کا تاوان لے۔(22)

مسئلہ ۲۳: زمین غصب کر کے اُس میں عمارت بنالی یا درخت لگائے غاصب کو حکم دیا جائے گا کہ اپنی عمارت اوٹھا لے جا اور درخت کاٹ لے اور اگر عمارت و درخت کے نکالنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک زمین درخت یا عمارت کی قیمت دیدے اور یہ اس کے ہو جائیں گے۔ قیمت اس طرح دلائی جائے گی کہ دیکھا جائے تنہا زمین کی کیا قیمت ہے اور زمین کی مع عمارت یا درخت کے کیا قیمت ہے جو کچھ زیادتی ہو وہ غاصب کو دلا دی جائے۔(23)

مسئلہ ۲۴: زمین غصب کر کے اُسی زمین کی مٹی سے دیوار بنوائی تو یہ دیوار بھی مالک زمین کی ہے اس کا معاوضہ غاصب کو نہیں ملے گا۔(24)

مسئلہ ۲۵: لکڑی غصب کر کے چیر ڈالی وہ اب تک مالک ہی کی ملک ہے۔(25)

مسئلہ ۲۶: لکڑی چیرنے کے لیے آرہ عاریت لیا وہ ٹوٹ گیا اور اس نے بلا اجازت مالک اُسے جوڑوایا ٹوٹے ہوئے آرہ کی قیمت مالک کو دے اور یہ آرہ اسی کا ہو گیا۔(26)

مسئلہ ۲۷: مردار کا چمڑا غصب کر کے اُسے پکا لیا اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت نہیں جب تو مالک چمڑے کو مفت لے لے گا اور اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت ہے تو جو کچھ پکانے سے چمڑے کی قیمت میں زیادتی ہوئی غاصب کو مالک دے گا یعنی اگر یہ چمڑا مذبوح کا ہوتا تو کیا قیمت ہوتی اور اب پکنے پر کیا قیمت ہے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہو غاصب کو دے اور اگر غاصب کے پاس وہ چمڑا بغیر کسی کے فعل کے ضائع ہو گیا تو غاصب سے تاوان

---

(21) المرجع السابق، ص ۱۲۴۔

(22) المرجع السابق۔

(23) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر...إلخ، ج ۲، ص ۳۰۱۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام الغصوب...إلخ، ج ۵، ص ۱۲۵۔

(25) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج ۹، ص ۳۳۲۔

(26) المرجع السابق، ص ۳۳۳۔

نہیں لیا جائے گا۔(27)

مسئلہ ۲۸: دروازے کا ایک بازو تلف کر دیا یا موزے یا جوتے میں سے ایک کو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ دوسرا بھی اسی کو دے کر دونوں بازو یا دونوں موزے یا دونوں جوتے کی قیمت اس سے وصول کرے اگر انگوٹھی کا حلقہ خراب کر ڈالا نگینہ باقی ہے تو صرف حلقہ ہی کا تاوان لے سکتا ہے۔(28)

❁❁❁❁❁

---

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب... إلخ، ج۵، ص۱۲۶۔

(28) المرجع السابق، ص۱۲۸۔

اتلاف سے کہاں ضمان واجب ہے کہاں نہیں

مسائل فقہیۃ

مسئلہ ۱: انڈا توڑ دیا اندر سے گندہ نکلا یا اخروٹ توڑ دیا اندر سے خالی نکلا ضمان واجب نہیں کہ یہ مال نہیں ہے۔(1)

مسئلہ ۲: چٹائی کی بناوٹ (سلائی) کھول ڈالی یا دروازہ کی چوکھٹ الگ کر دی یا اسی طرح کسی اور شے کی ترکیب (شے کی مختلف اجزاء کو ملانا) اور بناوٹ خراب کر دی اگر اس کو پہلی حالت پر لایا جا سکتا ہے تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ اسی طرح ٹھیک کر دے اور ٹھیک نہ کیا جا سکتا ہو تو اس سے قیمت وصول کی جائے اور یہ ٹوٹی ہوئی چیز اسے دے دی جائے۔(2)

مسئلہ ۳: دیوار گرا دی اور ویسی ہی بنا دی تو ضمان سے بری ہو گیا اور لکڑی کی دیوار تھی اسی لکڑی کی بنائی بری ہو گیا اور دوسری لکڑی کی بنائی تو بری نہ ہوا ہاں اگر یہ اس سے بہتر ہے تو بری ہو جائے گا۔(3)

مسئلہ ۴: دوسرے کی زمین سے مٹی اٹھائی اگر وہاں مٹی کی کوئی قیمت نہیں ہے اور مٹی لے لینے سے زمین میں کوئی نقصان بھی پیدا نہیں ہوا تو کچھ نہیں اور زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمان دے اور اگر مٹی کی وہاں قیمت ہے تو تاوان بہر حال ہے۔(4)

مسئلہ ۵: دوسرے کا گوشت بغیر اس کے حکم کے پکا ڈالا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے گوشت کو دیگچی میں رکھ کر چولہے پر چڑھا دیا اور چولہے میں لکڑیاں بھی رکھ دی تھیں اس نے اس کے بغیر کہے لکڑیوں میں آگ دے دی اور گوشت پک گیا اس پر تاوان نہیں اسی کی مثل چار صورتیں اور ہیں۔ اول یہ کہ کسی شخص کے گیہوں بغیر اس کے حکم کے پیس دیے تاوان دینا ہوگا اور اگر گیہوں والے نے گیہوں پیسنے کے لیے چکی میں ڈالے تھے اور چکی میں بیل جوڑ دیا تھا اس نے

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لا یجب... إلخ، ج۵، ص۱۲۸.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لا یجب... إلخ، ج۵، ص۱۲۸.

(3) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۴.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لا یجب... إلخ، ج۵، ص۱۲۹.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لا یجب... إلخ، ج۵، ص۱۲۹.

بن کو چلا دیا اور گیہوں پس گئے تاوان نہیں۔ دوم یہ کہ دوسرے کا گھڑا اٹھایا اور ٹوٹ گیا تاوان دینا ہوگا اور گھڑے والے نے گھڑا جھکایا اور اُٹھانا چاہتا تھا اس نے ہاتھ لگا دیا اور گھڑا دونوں سے چھوٹ کر گرا تاوان نہیں۔ سوم کسی کے جانور پر بوجھ لاد دیا اور جانور ہلاک ہوگیا تاوان ہے اور اگر مالک نے بوجھ لادا تھا اور وہ بوجھ راستہ میں گر پڑا اس نے اٹھا کر لاد دیا اور جانور ہلاک ہوگیا تاوان نہیں۔ چہارم کسی کے قربانی کا جانور ایام قربانی کے سوا دوسرے دنوں میں ذبح کر دیا تاوان ہے اور قربانی کے دنوں میں ذبح کر ڈالا جائز ہے اور تاوان نہیں۔ جن صورتوں میں تاوان نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ صراحۃً اجازت نہیں ہے مگر دلالۃً اجازت ہے اور دلالت بھی اعتبار کی جاتی ہے جبکہ صراحت کے خلاف نہ ہو۔(5)

مسئلہ ۶: ایک شخص نے دیوار گرانے کے لیے مزدور اکٹھے کیے تھے اس کی دیوار بلا اجازت گرا دی تاوان نہیں کہ یہاں بھی دلالۃً اجازت ہے۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ اُس میں جس سے بھی مدد لے لیں فرق نہیں ہوتا اُس میں دلالت کافی ہے اور اگر ہر شخص یکساں نہ کرسکتا ہو تو ہر شخص کے لیے اجازت نہیں ہے مثلاً بکری ذبح کر کے کھال کھینچنے کے لیے لٹکا دی تھی کوئی آیا اور اُس نے بغیر اجازت کھال کھینچی ضامن ہے۔(6)

مسئلہ ۷: قصاب نے بکری خریدی تھی اور بغیر اجازت کسی نے ذبح کر ڈالی ضمان دینا ہوگا اور اگر قصاب نے بکری کو گرا کر اس کے ہاتھ پاؤں ذبح کرنے کے لیے باندھ رکھے تھے اور اس نے ذبح کر دی تاوان نہیں۔(7)

مسئلہ ۸: دوسرے کے مال کو بغیر اجازت خرچ کرنا چند موقعوں پر جائز ہے۔ مریض کے مال یعنی نقود کو اُس کا باپ یا بیٹا اوس کی ضروریات میں بغیر اجازت صرف کرسکتا ہے۔ سفر میں کوئی شخص بیمار ہوگیا یا وہ بیہوش ہوگیا اُس کے ساتھ والے اُس کی ضروریات میں اُس کا مال صرف کرسکتے ہیں۔ مودَع مودِع کے مال کو اُس کے والدین پر خرچ کرسکتا ہے جبکہ ایسی جگہ ہو کہ قاضی سے اجازت حاصل نہ کرسکے۔ سفر میں کوئی شخص مر گیا اُس کے سامان کو بیچ کر تجہیز و تکفین میں صرف کرسکتے ہیں اور باقی جو رہ جائے وہ ورثہ کو دے دیں۔ مسجد کا کوئی متولی نہیں ہے اہل محلہ مسجد کی آمدنی کو لوٹے چٹائی وغیرہ ضروریات مسجد میں صرف کرسکتے ہیں۔ میت نے کسی کو وصی نہیں کیا ہے بڑے ورثہ چھوٹوں پر خرچ کرسکتے ہیں۔(8)

---

5) المرجع السابق۔

6) المرجع السابق۔

7) المرجع السابق۔

8) ردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوز من التصرف... إلخ، ج۹، ص ۳۳۴۔

مسئلہ ۹: جانور چھوٹ گیا اور اُس نے کسی کا کھیت چر لیا تاوان واجب نہیں۔ بلی نے کسی کا کبوتر کھا لیا تو تاوان نہیں اور اگر کبوتر یا مرغی پر بلی چھوڑی اور اُس نے اُسی وقت پکڑ لیا تاوان ہے اور کچھ دیر بعد پکڑا تو تاوان نہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۰: مسلمان کے پاس شراب تھی اُسے کسی نے تلف کر دیا (ضائع کر دیا) اس پر تاوان نہیں تلف کرنے والا مسلم ہو یا کافر اور ذمی کی شراب کسی نے تلف کی تو اُس پر تاوان ہے۔ مسلم نے تلف کی ہے تو قیمت دے اور ذمی نے تلف کی تو اُس کی مثل شراب دے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: مسلمان نے کافر سے شراب خرید کر پی لی تو نہ ضمان واجب ہے نہ ثمن۔ (11)

مسئلہ ۱۲: مسلمان کی شراب غصب کر کے سرکہ بنا لیا اگر ایسی چیز ڈال کر بنایا جس کی کچھ قیمت نہیں ہے مثلاً تھوڑا سا نمک یا تھوڑے سے گیہوں تو یہ سرکہ اُسی کا ہے جس کی شراب تھی اور اگر زیادہ نمک وغیرہ ڈالا جس کی کچھ قیمت ہے تو سرکہ غاصب کا ہے اور غاصب پر تاوان بھی نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۳: کسی نے دوسرے کی چیز تلف کر دی مالک نے اس کو جائز رکھا کہہ دیا کہ میں نے جائز کر دیا یا میں اس پر راضی ہوں وہ ضمان سے بری نہیں ہوگا یعنی مالک چاہے تو اس کہنے کے بعد بھی ضمان لے سکتا ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: غاصب کے پاس سے کوئی دوسرا غصب کر کے لے گیا مالک کو اختیار ہے غاصبِ اول سے تاوان لے یا غاصبِ دوم سے، اگر غاصبِ اول سے ضمان لیا تو وہ غاصبِ دوم سے رجوع کریگا اور غاصبِ دوم سے لیا تو وہ اول سے رجوع نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر غاصب نے مغصوب کو کسی کے پاس ودیعت رکھا تو مالک اس مودَع سے تاوان لے سکتا ہے ایک سے ضمان لے گا تو دوسرا بری ہو جائے گا۔ (14)

مسئلہ ۱۵: غاصب الغاصب نے مغصوب چیز غاصب اول کے پاس واپس کر دی تاوان سے بری ہو گیا اور مغصوب چیز غاصب دوم نے ہلاک کر دی اور اُس کی قیمت غاصب اول کو دیدی اب بھی بری ہو گیا اب مالک اس سے تاوان کا مطالبہ نہیں کرسکتا مگر یہ ضرور ہے کہ مغصوب کا واپس کرنا یا اُس کی قیمت ادا کرنا معروف ہو قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو یا خود مالک نے تصدیق کی ہو۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ غاصب اول نے

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لایجب...إلخ، ج۵، ص۱۳۰۔

(10) الدرالمختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۴۹۔

(11) المرجع السابق، ص۳۵۰۔

(12) مرجع السابق، ص۳۵۱۔

(13) تنویرالابصار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۳۱۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی عشر فی غاصب الغاصب...إلخ، ج۵، ص۱۴۶۔

قرار پایا ہو کہ اُس نے چیز یا اُس کی قیمت مجھ کو دیدی ہے تو یہ اقرار محض غاصب اول کے حق میں معتبر ہے یعنی اُس کو بری کر دینے والا قرار دیا جائے گا اصل مالک کے حق میں وہ اقرار بے کار ہے یعنی وہ اب بھی غاصب دوم سے مطالبہ کر کے ضمان وصول کرسکتا ہے مگر چونکہ غاصب اول اقرار کر چکا ہے لہٰذا غاصب دوم اُس سے رجوع کریگا اور اگر غاصب اول سے مالک نے ضمان لیا تو وہ دوم سے نہیں لے سکتا کہ مغصوب یا اُس کی قیمت پانے کا اقرار کر چکا ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: غاصب نے مغصوب کو بطور عاریت دے دیا ہے تو مالک معیر و مستعیر جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے جس سے لے گا وہ دوسرے سے نہیں لے سکتا ہاں اگر مستعیر نے اس چیز کو تلف کر دیا ہے اور مالک نے معیر سے ضمان لیا تو وہ مستعیر سے رجوع کرسکتا ہے۔ اور غاصب نے ہبہ کر دیا ہے اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ واہب سے رجوع نہیں کرسکتا۔(16)

مسئلہ ۱۷: غاصب نے مغصوب کو بیچ ڈالا اور مشتری کو تسلیم کر دیا اور مالک نے غاصب سے ضمان لے لیا تو بیع صحیح ہوگئی اور ثمن غاصب کا ہوگیا اور مشتری سے ضمان لیا تو بیع باطل ہوگئی مشتری غاصب سے ثمن واپس لے اور اگر مبیع مشتری کو نہیں دی ہے تو مشتری سے ضمان نہیں لے سکتا۔(17)

مسئلہ ۱۸: غاصب نے مغصوب کو رہن رکھ دیا ہے یا اُجرت پر دے دیا ہے اور مالک نے مرتہن یا مستاجر سے تاوان لیا تو یہ غاصب پر رجوع کریں گے، یوہیں مودَع سے تاوان لیا تو وہ غاصب سے وصول کریگا۔(18)

مسئلہ ۱۹: مالک کو اختیار ہے کہ کچھ حصہ ضمان کا غاصب سے لے اور باقی غاصب الغاصب سے اور ایک سے ضمان کو اختیار کر لیا تو اب دوسرے سے نہیں لے سکتا۔(19)

مسئلہ ۲۰: غاصب سے مغصوب کو کسی نے اس لیے لیا ہے کہ مالک کو دیدے گا مالک کے یہاں گیا وہ نہیں ملا تو یہ شخص غاصب الغاصب کے حکم میں ہے جب تک مالک کو دے نہ دے بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔(20)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے گھوڑا غصب کیا اس سے دوسرے نے غصب کیا دوسرے کے یہاں سے مالک چورا لے گیا پھر غاصب دوم اس مالک سے زبردستی چھین لے گیا اور مالک کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے مالک یہ چاہتا

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: فی ابحاث غاصب الغاصب، ج۹، ص۳۳۰۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی عشر فی غاصب الغاصب... إلخ، ج۵، ص۱۴۶۔

(17) المرجع السابق، ص۱۴۷۔

(18) ردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: فی ابحاث غاصب الغاصب، ج۹، ص۳۳۱۔

(19) الدرالمختار، کتاب الغصب ج۹، ص۳۳۰۔

(20) ردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: فی ابحاث غاصب الغاصب، ج۹، ص۳۳۱۔

ہے کہ غاصب اول سے مطالبہ کرے اب یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب اُس کی چیز اُس کو مل گئی کسی طرح سے بھی ملی غاصب بری ہوگیا۔(21)

مسئلہ ۲۲: غاصب نے مغصوب کو بیع کر دیا اور مالک نے اس بیع کو جائز کر دیا بیع صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ وقت اجازت بائع یعنی غاصب اور مشتری و مغصوب سب موجود ہوں ہلاک نہ ہوئے ہوں اور یہ اجازت مقدمہ دائر کرنے سے قبل ہو۔(22)

مسئلہ ۲۳: غاصب نے مغصوب کو بیع کر دیا پھر خود غاصب اس چیز مغصوب کا مالک ہوگیا کہ مالک سے خرید لی یا اُس نے اسے ہبہ کر دی یا میراث میں یہ چیز اسے ملی تو وہ پہلی بیع جو اس نے کی تھی باطل ہوگئی۔(23)

مسئلہ ۲۴: شہر یا گاؤں میں آگ لگ گئی بجھانے کے لیے کسی کی دیوار یا مکان پر چڑھا اور اس کے چڑھنے سے عمارت کو نقصان پہنچا کوئی چیز ٹوٹ گئی یا دیوار گر گئی اس کا تاوان واجب نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۵: کسی کے مکان میں بغیر اجازت مالک داخل ہونا جائز نہیں مگر بضرورت مثلاً اس کا کپڑا اُڑ کر اُس مکان میں چلا گیا اور معلوم ہے کہ اگر مالک مکان سے کہہ دے گا تو وہ لے لے گا اسے نہیں دے گا مگر اچھے لوگوں سے یہ کہہ دے کہ محض اس غرض سے مکان میں گھسنا چاہتا ہے اور اگر مالک سے اندیشہ نہیں ہے تو جانے کی ضرورت نہیں مالک سے کہہ دے کہ کپڑا لاکر دیدے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی اُچکا اس کی چیز لے کر کسی کے مکان میں گھس گیا یہ اُس سے لینے کے لیے اُس کے پیچھے جاسکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے قبر کھودوائی تھی دوسرے نے اپنی میت اُس میں دفن کر دی اگر یہ زمین پہلے شخص کی مملوک ہے تو وہ قبر کھود کر میت نکلوا سکتا ہے یا زمین کو برابر کر کے اُس کو کام میں لاسکتا ہے اور میت کی توہین کرنے والا یہ نہیں ہے۔ بلکہ حقیقۃً میت کی توہین اُس نے کی کہ بغیر اجازت پرائی زمین میں دفن کر دی۔ اور اگر وہ زمین مباح یا وقف ہے تو نہ میت کو نکال سکتا ہے نہ زمین کو برابر کر سکتا ہے قبر کھودنے کی اُجرت لے سکتا ہے۔(26)

---

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الثانی عشر فی غاصب الغاصب... إلخ، ج۵، ص۱۴۸۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۱۴۹، ۱۵۰۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱۔

(24) الدر المختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۳۳۔

(25) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوز فیہ... إلخ، ج۹، ص۳۳۳۔

(26) الدر المختار، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۳۳۔

مسئلہ ۲۷: غاصب (غصب کرنے والا) نے مغصوب چیز کو غائب کر دیا پتا نہیں چلتا کہاں ہے مالک کو اختیار ہے کہ صبر کرے اور چیز ملنے کا انتظار کرے اور چاہے تو غاصب سے ضمان لے اگر غاصب سے ضمان لے لیا تو چیز غاصب کی ہوگئی اور غاصب کی یہ ملک ملکِ مستند ہے یعنی اگرچہ ملک کا حکم اس وقت دیا جانے کا مگر یہ ملک وقتِ غصب سے شمار ہوگی اور اوس چیز میں جو زوائدِ متصلہ ہوئے غاصب ان کا بھی مالک ہے (یعنی ایسی زیادتیاں جو اس چیز کے ساتھ متصل ہوں وہ بھی غاصب کی ملکیت شمار ہوں گی) اور زوائدِ منفصلہ (چیز میں ایسی زیادتی جو اس کے ساتھ متصل نہ ہو) کا مالک نہیں جیسے درخت میں پھل اور جانوروں میں بچے۔(27)

مسئلہ ۲۸: اُس چیز کی قیمت کیا ہے اگر اس میں اختلاف ہے تو گواہ مالک کے معتبر ہیں اور گواہ نہ ہوں تو غاصب جو کہتا ہے قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔(28)

مسئلہ ۲۹: غاصب اگر یہ کہتا ہے کہ اس کی قیمت کیا ہے میں نہیں جانتا تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ بتائے اور نہیں بتاتا تو جو کچھ مالک کہتا ہے اُس پر غاصب کو قسم دی جائے یعنی قسم کھائے کہ یہ قیمت نہیں ہے جو مالک کہتا ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو مالک جو کچھ کہتا ہے دینا ہوگا اور قسم کھا گیا تو مالک کو قسم کھانی ہوگی کہ جو کچھ میں نے قیمت بیان کی وہی ہے۔(29)

مسئلہ ۳۰: شے مغصوب ضمان لینے کے بعد ظاہر ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے کہ ضمان جو لے چکا ہے واپس کر دے اور اپنی چیز لے لے اور چاہے تو ضمان کو نافذ کر دے یہ اُس صورت میں ہے کہ قیمت وہ لی گئی جو غاصب نے بتائی ہے اور غاصب کو اختیار نہیں ہے اور اگر قیمت وہ دلائی گئی ہے جو مالک نے بتائی یا مالک نے گواہوں سے ثابت کی ہے یا غاصب پر قسم دی گئی اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا ہے تو ان صورتوں میں مالک اس چیز کو نہیں لے سکتا۔(30)

مسئلہ ۳۱: مغصوب میں جو زیادت مُنفصلہ پیدا ہوئی مثلاً جانور کا دودھ، درخت کے پھل، یہ غاصب کے پاس بمنزلہ امانت ہے اگر غاصب نے اُس میں تعدِّی کی، ہلاک کر ڈالی، خرچ کر ڈالی یا مالک نے طلب کی اور غاصب نے

---

(27) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲.

والعنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الغصب، فصل، ج۸، ص۲۷۲.

(28) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲.

والدرالمختار، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۹، ص۳۴۷.

(29) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۹، ص۳۴۸.

(30) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲، ۳۰۳.

والعنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الغصب، فصل، ج۸، ص۲۷۳.

نہیں دی جب تو ضمان واجب ہوگا ورنہ ان کا ضمان واجب نہیں۔(31)

مسئلہ ۳۲: طبلہ (ایک قسم کا ایک رُخا ڈھول)، سارنگی (ایک قسم کا ساز جس میں تار لگے ہوتے ہیں اسے گز سے بجایا جاتا ہے)، ستار (ایک قسم کا ساز جسے مضراب (ستار بجانے کے لئے استعمال ہونے والا ایک چھوٹا سا آلہ) سے بجایا جاتا ہے)، یکتارا (ایک قسم کا باجا جس میں ایک تار لگا ہوتا ہے)، دوتارا (ایک قسم کی چھوٹی سارنگی جس میں دو تار ہوتے ہیں)، ڈھول اور ان کے علاوہ دوسری قسم کے باجے کسی نے توڑ ڈالے توڑنے والے کو تاوان دینا ہوگا مگر تاوان میں باجے کی قیمت نہیں دی جائے گی بلکہ اوس قسم کی لکڑی محمدی ہوئی باجے کے سوا اگر کسی جائز کام میں آئے اُس کی جو قیمت ہو وہ دی جائے یہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے مگر صاحبین کے قول پر فتوٰی ہے وہ یہ کہ توڑنے والے پر کچھ بھی تاوان واجب نہیں بلکہ ان کی بیع بھی جائز نہیں اور یہ اختلاف اُسی صورت میں ہے جب وہ لکڑی کسی کام میں آسکتی ہو ورنہ بالاتفاق تاوان نہیں اور اگر امام کے حکم سے توڑے ہوں تو بالاتفاق تاوان واجب نہیں اور یہ اختلاف اُس میں ہے کہ وہ باجے ایسے شخص کے نہ ہوں جو گاتا بجاتا ہو اور گویے کے ہوں تو بھی بالاتفاق تاوان واجب نہیں۔(32)

مسئلہ ۳۳: شطرنج، گنجفہ (ایک قسم کا کھیل جس میں 96 گول پتے اور تین کھلاڑی ہوتے ہیں)، چوسر (ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے اس کی بساط کے چار حصے ہوتے ہیں اور ہر حصے میں نو خانے ہوتے ہیں)، تاش وغیرہ ناجائز کھیل کی چیزیں تلف کردیں ان کا بھی تاوان واجب نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۴: طبل غازی کو توڑ ڈالا یا وہ دف جس کو شادیوں میں بجانا جائز ہے اسے توڑا یا چھوٹے بچوں کے تاشے باجے توڑ ڈالے تو ان کا تاوان ہے۔(34)

مسئلہ ۳۵: بولنے والے کبوتر یا فاختہ کو تلف کیا تو تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو بولنے والے کی ہے اسی طرح بعض کبوتر خوبصورت ہوتے ہیں اس کی وجہ سے اُن کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو تاوان میں یہی قیمت لی جائے گی

(31) الدرالمختار، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۹، ص۳۴۱۔

(32) الھدایۃ، کتاب الغصب، فصل فی غصب مالایتقوم، ج۲، ص۳۰۷۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الغصب، مطلب: فی ضمان...إلخ، ج۹، ص۳۵۲۔

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع فی کیفیۃ الضمان، ج۵، ص۱۳۱۔

(34) الدرالمختار، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج۹، ص۳۵۴۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع فی کیفیۃ الضمان، ج۵، ص۱۳۱۔

اور اڑنے والے کبوتروں میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو نہ اڑنے والے کی ہے۔(35)

مسئلہ ۳۶: سینگ والا مینڈھا جو لڑایا جاتا ہے یا اصیل مرغ جس کو لڑاتے ہیں ان میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو نہ لڑنے والوں کی ہے کیونکہ ان کا لڑانا حرام ہے قیمت میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔(36) یوہیں تیتر، بٹیر وغیرہ لڑاتے ہیں اور اس کی وجہ سے انھیں بہت داموں میں خریدتے بیچتے ہیں ان کے اتلاف میں وہی قیمت لی جائے گی جو گوشت کھانے کے تیتر بٹیر کی ہو۔

مسئلہ ۳۷: درخت میں چھوٹے چھوٹے پھل ہیں جو اس وقت کسی کام کے نہیں جیسے امرود کے ابتدائی پھل وہ تلف کر ڈالے تو یہ نہیں خیال کیا جائے گا کہ ان کی کچھ قیمت نہیں ہے بلکہ تاوان لیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ تنہا درخت کی کیا قیمت ہے اور درخت مع پھل کی کیا قیمت ہے جو زیادتی قیمت میں ہو وہ نقصان کرنے والے سے لی جائے۔ یوہیں اگر درخت میں کلیاں لگی ہیں اور کسی نے ان کو جھاڑ کر گرا دیا تو یہاں بھی اُسی صورت سے تاوان لیا جائے گا۔(37)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص نے خاص کوئیں میں نجاست ڈالی تو اوس سے تاوان لیا جائے گا۔ اور عام کوئیں میں ڈالی تو اسے حکم ہوگا کہ کوئیں کو پاک کرے۔(38)

مسئلہ ۳۹: علی بن عاصم رحمہ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا اُس کے پاس سے دو روپے جاتے رہے ایک باقی ہے اور معلوم نہیں یہ کس کا روپیہ ہے اس کا کیا حکم ہے امام نے فرمایا وہ جو باقی ہے اُس میں سے ایک تہائی ایک روپیہ والے کی ہے اور دو تہائیاں دو ۲ روپے والے کی۔ علی بن عاصم کہتے ہیں اس کے بعد میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ تعالٰی علیہ سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا اُنھوں نے کہا تم نے اس کو کسی اور سے بھی پوچھا ہے میں نے کہا ہاں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پوچھا ہے ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے یہ جواب دیا ہوگا میں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے غلط جواب دیا اس لیے کہ دو روپے جو گم ہوگئے اون میں ایک تو یقیناً اُس کا ہے جس کے دو روپے تھے اور ایک میں احتمال ہے کہ اُس کا ہو یا ایک روپیہ والے کا ہو اور جو باقی ہے اس میں بھی احتمال ہے کہ دو والے کا ہو یا ایک والے کا دونوں برابر کا احتمال رکھتے

---

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع فی کیفیۃ الضمان، ج۵، ص۱۳۱۔

(36) المرجع السابق۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع فی کیفیۃ الضمان، ج۵، ص۱۳۱۔

(38) المرجع السابق، ص۱۳۲۔

ہیں لہٰذا نصف نصف دونوں بانٹ لیں۔ کہتے ہیں مجھے ابن شبرمہ کا جواب بہت پسند آیا پھر میں امام اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے ملا اور ان سے کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کے خلاف جواب ملا ہے امام (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا کیا تم ابن شبرمہ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے پاس گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا انھوں نے تم سے یہ کہا ہے وہ سب باتیں بیان کر دیں میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ جب تینوں روپے مل گئے اور امتیاز باقی نہ رہا تو ہر روپیہ میں دونوں شریک ہو گئے ایک والے کی ایک تہائی اور دو والے کی دو تہائیاں پھر جب دو گم ہو گئے تو دونوں کی شرکت کے دو روپے گم ہوئے اور جو باقی ہے یہ بھی دونوں کی شرکت کا ہے کہ ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں دوسرے کی۔ (39)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس بکری کو ذبح کر دو اوس نے ذبح کر دی اور بکری اوس کی نہ تھی جس نے ذبح کرنے کو کہا تھا تو ذبح کرنے والے کو تاوان دینا ہوگا اوسے یہ بات کہ بکری دوسرے کی ہے معلوم ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں یہ فرق ہے کہ اگر معلوم نہیں ہے تو کہنے والے سے رجوع کر سکتا ہے اور معلوم ہو تو رجوع بھی نہیں کر سکتا۔ (40)

مسئلہ ۴۱: کسی نے کہا میرے اس کپڑے کو پھاڑ کر پانی میں ڈال آؤ اُس نے ایسا ہی کیا تو اُس پر تاوان نہیں مگر گنہگار ہے۔ (41)

مسئلہ ۴۲: زمین غصب کر کے اُس میں کوئی چیز بوئی مالک نے کھیت جوت کر کوئی اور چیز بو دی مالک کو تاوان نہیں دینا ہوگا۔ (42)

مسئلہ ۴۳: دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی مالک نے کہا تم نے ایسا کیوں کیا میرا کھیت واپس دو بونے والے نے کہا اُتنے ہی بیج مجھے دے دو اور میں اُجرت کے طور پر کام کروں گا یا یہ کہ جو کچھ کھیت میں ہو نصف میرا اور نصف تمہارا مالک زمین نے بیج دے دیے پیداوار مالک زمین لے گا اور اس کو اُجرت مثل دے گا۔ (43)

مسئلہ ۴۴: درخت کی شاخ دوسرے کی دیوار پر آ گئی اس کو اپنی دیوار کے نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے مالک درخت سے کہہ دے کہ شاخ کاٹ ڈالو ورنہ میں خود کاٹ ڈالوں گا اگر مالک نے کاٹ دی فبہا ورنہ یہ کاٹ ڈالے اس

---

(39) الجوهرة النيرة، كتاب الغصب، الجزء الاول، ص ۴۴۶۔

(40) الفتاوى الهندية، كتاب الغصب، الباب التاسع في الامر بالاتلاف... إلخ، ج ۵، ص ۱۴۲۔

(41) الفتاوى الهندية، كتاب الغصب، الباب التاسع في الامر بالاتلاف... إلخ، ج ۵، ص ۱۴۳۔

(42) مرجع سابق، الباب العاشر في زراعة الارض المغصوبة، ج ۵، ص ۱۴۴۔

(43) المرجع السابق۔

پر تاوان واجب نہیں کہ مالک کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل ہے اور اگر مالک درخت سے منع ہے کاٹ ڈالی تو تاوان واجب ہوگا۔(44)

مسئلہ ۴۵: دو انڈے غصب کیے ایک کو مرغی کے نیچے رکھ دیا اور دوسرے کو اس نے نہیں رکھا بلکہ مرغی آپ سیتی رہی (مرغی خود انڈوں پر بچے نکالنے کے لیے بیٹھتی رہی) اور دونوں سے بچے ہوئے تو دونوں غاصب کے ہیں اور غاصب سے دو انڈے تاوان میں لیے جائیں گے اور اگر غصب نہ کیے ہوتے بلکہ اس کے پاس ودیعت ہوتے تو جس انڈے کو مرغی نے خود سی کر بچہ نکالا وہ مودع کا ہوتا اور جس کو مرغی کے نیچے رکھا وہ مودع کا ہوتا اور اس انڈے کا تاوان دینا ہوتا۔(45)

مسئلہ ۴۶: تنور میں اتنی لکڑیاں ڈال دیں کہ تنور اُن کا تحمل نہ تھا شعلہ اوٹھا اور وہ مکان جلا اور پڑوس کا مکان بھی جل گیا اس مکان کا تاوان دینا ہوگا۔(46)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کا دامن دوسرے شخص کے نیچے دبا ہوا تھا دامن والے کو خبر نہ تھی وہ اوٹھا اور دامن پھٹ گیا آدھا تاوان اس پر واجب ہے جس نے دبا رکھا تھا۔(47)

مسئلہ ۴۸: دلال کو بیچنے کے لیے چیز دی تھی دلال کو معلوم ہوا کہ یہ چیز چوری کی ہے، جس نے دی اُسے واپس کر دی مالک نے دلال سے اپنی چیز مانگی اس نے کہا جس نے مجھے دی تھی اُس کو دے دی دلال بری ہوگیا۔(48)

مسئلہ ۴۹: دائن نے مدیون کے سر سے پگڑی اوتار لی اور یہ کہا کہ جب میرا روپیہ لاؤ گے تمہاری پگڑی دے دوں گا وہ جب روپیہ لایا تو پگڑی ضائع ہوگئی تھی تو اس کے لیے غصب کا حکم نہیں ہے بلکہ رہن کا حکم ہے کہ مرہون چیز ہلاک ہونے پر جو کیا جاتا ہے یہاں بھی کیا جائے گا۔(49)

مسئلہ ۵۰: ایک کا جانور دوسرے کے گھر میں گھس گیا گھر میں سے نکالنا جانور کے مالک کا کام ہے۔ اور پرندکسی کے کوئیں میں گر کر مرگیا تو کوئیں سے اُس کو نکالنا پرند کے مالک کا کام ہے کوآں صاف کرانا اُس کے ذمہ نہیں۔(50)

---

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵،ص۱۵۰۔

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵،ص۱۵۱۔

(46) المرجع السابق،ص۱۵۲۔

(47) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الغصب، فصل فیما یصیر بہ المرء غاصبا وضامنا، ج۲،ص۲۶۲۔

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵،ص۱۵۴۔

(49) المرجع السابق،ص۱۵۵۔

(50) المرجع السابق۔

مسئلہ ۵۱: تربز غصب کیا اور اُس میں سے ایک کھانپ کاٹ لی تو تربز مالک ہی کا ہے اور سب کھانپیں کاٹ ڈالیں تو مالک کی مِلک جاتی رہی۔(51)

مسئلہ ۵۲: ایک مکان میں بہت لوگ جمع تھے صاحب خانہ کا آئینہ اوٹھا کر ایک نے دیکھا اُس نے دوسرے کو دے دیا یکے بعد دیگرے سب دیکھتے رہے اور آئینہ ٹوٹ گیا کسی سے تاوان نہیں لیا جائے گا کہ ایسی چیزوں کے استعمال کی عادۃً اجازت ہوا کرتی ہے۔(52)

مسئلہ ۵۳: ایک نے کسی کی ٹوپی اوتار کر دوسرے کے سر پر رکھ دی اُس نے اپنے سر سے اوتار کر ڈال دی پھر وہ ٹوپی ضائع ہوگئی اگر اُس نے ٹوپی والے کے سامنے پھینکی ہے کہ اگر وہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے تو کسی پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے دونوں میں سے جس سے چاہے تاوان وصول کرسکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اُس کے سر سے ٹوپی گر گئی اُس کو کسی نے وہاں سے ہٹا دیا اور وہاں سے چور لے گیا اگر ایسی جگہ ہٹا کر رکھی کہ مُصلّی لینا چاہے تو ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو ہٹانے والے پر تاوان نہیں اور اگر دور رکھی تو تاوان ہے۔(53)

(51) المرجع السابق۔

(52) المرجع السابق، ص ۱۵۸۔

(53) المرجع السابق، ص ۱۵۹

شفعہ کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے۔(1)

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے اس کا انتظار کیا جائے گا اگرچہ وہ غائب ہو جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔(2)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الشفعۃ... الخ، باب عرض الشفعۃ علی صاحبھا قبل البیع، الحدیث: ۲۲۵۸، ج ۲، ص ۶۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

سَقَب س اور ق کے زبر سے بمعنی قرب اور ملنا یعنی پڑوسی اپنے پڑوسی ہونے کی وجہ سے شفعہ کا حقدار ہے غیر پڑوسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔ حضرت عمر ابن شرید سے مروی ہے کہ اس فرمان عالی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سقب کیا چیز ہے؟ تو فرمایا سقبہ شفعہ جب خود حضور سقب کی تفسیر شفعہ سے فرمارہے ہیں تو اس میں کسی اور تاویل کی گنجائش نہیں رہی اس لیے تمام محدثین حتی کہ امام بخاری بھی یہ حدیث باب الشفعۃ میں لائے۔ لہذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ پڑوسی کو حق شفعہ ملتا ہے، بعض لوگوں نے اس حدیث کے معنے یہ کیے کہ پڑوسی حسن سلوک کا مستحق ہے نہ کہ شفعہ کا وہ غلط ہیں، جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سقب کی شرح شفعہ سے فرمائی تو اب کسی اور کی شرح کیونکر معتبر ہوسکتی ہے، ہاں اگر ایک زمین یا مکان میں کوئی شریک ہے اور دوسرا پڑوسی تو اس کا حق شفعہ شریک کو دے گا نہ کہ پڑوسی کو یہی اس پہلی حدیث کا مطلب ہے۔ (لمعات و مرقات، اشعہ وغیرہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۶۱)

(2) جامع الترمذي، کتاب الاحکام، باب ماجاء في الشفعۃ للغائب، الحدیث: ۱۳۷۴، ج ۳، ص ۸۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث بخاری کی شرح ہے وہاں سقبہ تھا، اس حدیث نے بتایا کہ وہاں سقب سے مراد شفعہ ہے۔

۲۔ یعنی جو پڑوسی شفعہ کا حق پاتا ہے وہ ہے جس کا راستہ اور اس کے گھر کا راستہ ایک ہو، ایسا ہی پڑوسی اگر غائب بھی ہو تو اس کے پیچھے مکان زمین نہ بیچے، اس کے آتے پر خبر دے کر فروخت کرے ورنہ خریدار کو بھی تکلیف ہوگی اور اس پڑوسی کو بھی وہ مقدمہ کرے گا اور زمین واپس لے گا۔

←

حدیث ۳: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت کی کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: شریک شفیع ہے اور شفعہ ہر شے میں ہے۔(3)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فیصلہ فرمادیا کہ شفعہ ہر شرکت کی چیز میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو مکان ہو یا باغ ہو۔ اُسے یہ حلال نہیں کہ شریک کو بغیر خبر کیے بیچ ڈالے خبر کرنے پر وہ چاہے تو لے لے اور چاہے چھوڑ دے اور اگر بغیر خبر کیے اُس نے بیچ ڈالا تو وہ حقدار ہے۔(4)

۳ـ اس کی اسناد میں عبدالملک ابن ابی سلیمان عن عطاعن جابر ہے، بعض لوگوں نے عبدالملک ابن سلیمان میں طعن کیا کہ یہ قوی نہیں مگر چونکہ حدیث بخاری سے اس کو قوت حاصل ہے لہذا حدیث قابل عمل ہے۔ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے جب یہ حدیث لی تو عبدالملک اس کی اسناد میں شامل تھے ہی نہیں، اس وقت حدیث بالکل صحیح تھی، بعد کا ضعف پہلے والوں کو مضر نہیں۔(مرقات مع زیادۃ)(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۴،ص۵۶۵)

(3) جامع الترمذي، کتاب الاحکام، باب ماجاء ان الشریک شفیع، الحدیث:۱۳۷۶،ج۳،ص۸۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا ـ یعنی ہر غیر منقولی یا ہر قابل شفیع چیز میں شفعہ ہے، منقولی چیزوں میں شفعہ نہیں، بعض لوگوں نے اس حدیث کی بنا پر حیوانات، سامان وغیرہ میں شفعہ مانا ہے مگر غلط ہے۔(مرقات)

۲ـ یعنی مرسل حدیث متصل سے اسناداً صحیح تر ہے حدیث مرسل سوائے امام شافعی کے تمام آئمہ کے ہاں قبول ہے اگر مرسل دوسری وجہ سے قوت ہوجائے تو ان کے ہاں بھی قبول ہے۔خیال رہے کہ عبید اللہ ابن ابی ملیکہ ثقہ تابعی ہیں، آپ عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں قاضی تھے، رضی اللہ عنہم۔(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۴،ص۵۶۶)

(4) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب الشفعۃ، الحدیث:۱۳۳، ۱۳۴۔(۱۶۰۸)،ص۸۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس سے معلوم ہوا کہ شفعہ صرف غیر منقول چیزوں میں ہوگا جیسے گھر، باغ کھیت وغیرہ، منقولی چیز میں شفعہ نہیں جیسے جانور، سامان وغیرہ، ہاں حمام وغیرہ جو نا قابل تقسیم ہے اس میں ہمارے ہاں شفعہ ہے، شوافع کے ہاں نہیں۔

یہ ناجائز بمعنی گناہ نہیں بلکہ بمعنی جاری نہ ہونا ہے یعنی اگر ایک شخص اپنا زمین کا حصہ بغیر ساجھی کو خبر کیے بیچ دے تو یہ بیع لازم نہ ہوگی، ساجھی دعویٰ کرکے خود لے سکتا ہے۔

۳ـ یعنی ساجھی کو اس بیع کی جب بھی خبر لگے تو وہ دعویٰ کرکے یہ بیع اپنے حق میں کراسکتا ہے کہ وہی قیمت جو خریدار نے دی ہے خریدار کو ادا کردے ورنہ زمین پر قبضہ کرلے۔اس سے معلوم ہوا کہ شفیع کا بیع کی خبر پاکر خاموش رہنا اس کے حق شفعہ کو باطل کردیتا ہے۔ضروری ہے کہ اطلاع پاتے ہی کہہ دے کہ میں اس زمین کا شفیع ہوں اور میں اسے خریدوں گا ذرا بھی خاموش رہا کہ حق شفعہ گیا تفصیل ←

حدیث ۵: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فیصلہ کیا کہ شفعہ ہر غیر منقسم چیز میں ہے اور جب حدود واقع ہو گئے اور راستے پھیر دیے گئے یعنی تقسیم کر کے ہر ایک کا راستہ جدا کر دیا گیا تو اب شفعہ نہیں یعنی شرکت کی وجہ سے جو شفعہ تھا وہ اب نہیں۔(5)

حدیث ٦: صحیح بخاری میں عمرو بن شرید سے مروی ہے کہتے ہیں میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس کھڑا تھا اتنے میں ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ آئے اور یہ کہا کہ سعد تمہارے دار میں جو میرے دو مکان ہیں انھیں خرید لو اُنھوں نے کہا میں نہیں خریدوں گا مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا واللہ تم کو خریدنا ہوگا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا واللہ میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی باقساط ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا۔ مجھے پانسو اشرفیاں مل رہی ہیں اور اگر میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے یہ سنا نہ ہوتا کہ پڑوسی کو قرب کی وجہ سے حق ہوتا ہے تو چار ہزار میں نہیں دیتا جبکہ پانسو دینار مجھے مل رہے ہیں یہ کہہ کر ان کو چار ہزار میں دے دیا۔(6)

❁❁❁❁❁

کتب فقہ میں ہے۔حق شفعہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے پڑوس میں کوئی ایسا آدمی نہ آبسے جو اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو، اچھا پڑوس اللہ کی رحمت ہے اور برا پڑوس رب کا عذاب، اہل عرب کہتے ہیں الجار قبل الدار گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵٦٠)

(5) صحیح البخاري، کتاب الشفعۃ... إلخ، باب الشفعۃ فیما لم یقسم... إلخ، الحدیث: ۲۲۵۷، ج ۲، ص ٦١.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جس زمین میں دو شخص شریک ہیں ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ فروخت کررہا ہے تو دوسرا شریک ہی خریدے گا، اگر یہ نہ خریدے تو دوسرا خرید سکتا ہے، اگر اس شریک کی بے خبری میں یہ زمین وغیرہ فروخت ہوگئی تو شریک مطلع ہوکر وہ بیع ختم کراسکتا ہے۔اس حدیث کا عموم بتارہا ہے کہ زمین قابل تقسیم ہو یا نہ ہو بہرحال حق شفعہ اس میں ہوگا، امام شافعی کے ہاں ناقابل تقسیم میں شفعہ نہیں، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

آخری جملہ حضرت جابر کا اپنا قول ہے، حضور انور کا فرمان نہیں حضور کا فرمان عالی مالم یقسم پر ختم ہوگیا۔(مرقات) اگر حضور انور کا فرمان عالی مانا جائے تو ان احادیث کے خلاف ہوگا جن میں پڑوسی کے حق شفعہ کا ثبوت ہے اور اگر حضور عالی کا فرمان بھی ہو تب بھی اس کے معنی یہ ہیں کہ شفعہ شرکت نہ رہا کیونکہ شرکت تو ختم ہو چکی، رہا شفعہ جوار یعنی پڑوسی کی وجہ سے حق شفعہ یہ دوسری احادیث سے ثابت ہے لہذا یہ جملہ ان احادیث کے خلاف نہیں کہ اس میں مطلقاً شفعہ کی نفی نہیں شفعہ شرکت کی نفی ہے لہذا یہ حدیث امام اعظم کے خلاف نہیں، تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ ہو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۵۹)

(6) صحیح البخاري، کتاب الشفعۃ... إلخ، باب عرض الشفعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۲۵۸، ج ۲، ص ٦١.

مسائل فقہیہ

غیر منقول جائداد کو کسی شخص نے جتنے میں خرید ا اُتنے ہی میں اُس جائداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ مشتری اس پر راضی ہو جب ہی شفعہ کیا جائے وہ راضی ہو یا ناراض بہر صورت جو حق دار ہے لے سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ حق حاصل ہے اوس کو شفیع کہتے ہیں۔ مشتری نے مثلی چیز کے عوض میں جائداد خریدی ہے مثلاً روپے اشرفی پیسے کے عوض میں ہے تو اُس کی مثل دے کر شفیع لے لے گا اور اگر قیمی چیز ثمن ہے تو اُس کی جو کچھ قیمت ہے وہ دے گا۔

مسئلہ ۱: شفعہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کی مِلک جائداد مبیعہ سے متصل ہے خواہ اُس جائداد میں شفیع کی شرکت ہو یا اس کا جوار (پروس) ہو۔(1)

مسئلہ ۲: شفعہ کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) جائداد کا انتقال عقد معاوضہ کے ذریعہ سے ہو یعنی بیع یا معنی بیع میں ہو۔ معنی بیع مثلاً جائداد کو بدل صلح قرار دیا یعنی اُس کو دے کر صلح کی ہو اور اگر انتقال میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شفعہ نہیں ہو سکتا مثلاً ہبہ، صدقہ، میراث، وصیت کی رو سے جائداد حاصل ہوئی تو اُس پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہبہ بشرط العوض میں اگر دونوں جانب سے تقابض بدلین ہو گیا تو شفعہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہبہ میں عوض کی شرط نہ تھی مگر موہوب لہ نے عوض دے دیا مثلاً زید نے عمرو کو ایک مکان ہبہ کر دیا اور عمرو نے زید کو اُس کے عوض میں مکان ہبہ کیا تو دونوں میں

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳۶۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

شفعہ شین کے پیش سے ہے شفع سے بنا بمعنی جوڑنا ملانا اسی لیے جفت عدد کو شفع کہتے ہیں اور طاق کو وتر، رب فرماتا ہے: ﴿وَّ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ سفارش کو شفاعت اور سفارشی کو شفیع کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے کو ملزم کے ساتھ ملا دیتا ہے، حق قرب کو شفعہ اس لیے کہتے ہیں کہ شفیع دوسری زمین خرید کر اپنی زمین سے ملاتا ہے دیگر اماموں کے ہاں صرف شرکت والے کو حق شفعہ پہنچتا ہے مگر ہمارے امام اعظم کے ہاں پڑوسی کو بھی پہنچتا ہے جسے حق جوار کہتے ہیں، اس پر حدیث صحیحہ وارد ہیں۔ ایک روایت میں امام احمد ابن حنبل بھی امام اعظم کے ساتھ ہیں فریقین کے دلائل کتب فقہ میں دیکھئے، ہم بھی ان شاءاللہ موقعہ پر عرض کریں گے۔ (از اشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۵۹)

کسی پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔(2) (۲)مبیع عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہو منقولات میں شفعہ نہیں ہوسکتا۔ (۳) بائع کی ملک زائل ہوگئی ہو لہٰذا اگر بائع کو خیار شرط ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا جب وہ اپنا خیار شرط ساقط کردے گا تب ہو سکے گا۔ اور مشتری کو خیار ہو تو شفعہ ہوسکتا ہے۔ (۴) بائع کا حق بھی زائل ہوگیا ہو یعنی مبیع کے واپس لینے کا اُسے حق نہ ہو لہٰذا مشتری نے بیع فاسد کے ذریعہ سے جائداد بیچی تو شفعہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مشتری نے اس جائداد کو بیع صحیح کے ذریعہ فروخت کر دیا تو اب شفعہ ہوسکتا ہے اور اس شفعہ کو اگر بیع ثانی پر بنا کرے تو بیع ثانی کا جو کچھ ثمن ہے اُس کے ساتھ لے گا اور اگر بیع اول پر بنا کرے تو مشتری کے قبضہ کرنے کے دن جو اُس کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی۔ (۵) جس جائداد کے ذریعہ سے اس جائداد پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوا ہے وہ اس وقت شفیع کی ملک میں ہو یعنی جبکہ مشتری نے اس شفعہ والی جائداد کو خریدا لہٰذا اگر وہ مکان شفیع کے کرایہ میں ہو یا عاریت کے طور پر اوس میں رہتا ہے تو شفعہ نہیں کرسکتا یا اس مکان کو اس نے پہلے ہی بیع کر دیا ہے تو اب شفعہ نہیں کرسکتا۔ (٦) شفیع نے اوس بیع سے نہ صراحۃً رضامندی ظاہر کی ہو نہ دلالۃً۔(3)

مسئلہ ۳: دومنزلہ مکان ہے اُس کی دونوں منزل میں شفعہ ہوسکتا ہے مثلاً اگر صرف بالاخانہ فروخت ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے اگرچہ اوس کا راستہ نیچے کی منزل میں نہ ہو۔(4)

مسئلہ ۴: نابالغ اور مجنون کے لیے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے ان کا وصی یا ولی اس کا مطالبہ کریگا۔(5)

مسئلہ ۵: شفعہ کے ذریعہ سے جو جائداد حاصل کی گئی وہ اُسی کی مثل ہے جس کو خریدا ہے یعنی اس جائداد میں شفیع کو خیار رویت خیار عیب حاصل ہوگا جس طرح مشتری کو ہوتا ہے۔(6)

مسئلہ ٦: شفعہ کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا سبب پایا جائے یعنی جائداد بیچی گئی تو طلب کرنا جائز ہے اور بعد طلب و شہادت یہ مؤکد ہو جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ یا مشتری کی رضامندی سے شفیع اُس چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔(7)

مسئلہ ۷: مکان موقوف کے متصل کوئی مکان فروخت ہوا تو نہ واقف شفعہ کرسکتا ہے نہ متولی نہ وہ شخص جس پر یہ مکان وقف ہے کہ شفعہ کے لیے یہ ضرورت تھی کہ جس کے ذریعہ سے شفعہ کیا جائے وہ مملوک ہو اور مکان موقوف مملوک

---

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۱٦۰.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۱٦۰، ۱٦۱.

(4) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳٦۲.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۱٦۱.

(6) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳٦۳.

(7) المرجع السابق، ص۳٦۳، ۳٦۵.

نہیں۔(8)

مسئلہ ۸: زمین موقوف میں کسی نے مکان بنایا ہے اور اُس کے جوار میں کوئی مکان فروخت ہوا تو یہ شفعہ نہیں کرسکتا اور اپنی عمارت بیع کرے تو اس پر بھی شفعہ نہیں ہوسکتا۔(9)

مسئلہ ۹: جس جائداد موقوفہ کی بیع نہیں ہوسکتی اگر کسی نے ایسی جائداد بیع کردی تو اس پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ شفعہ کے لیے بیع ہونا ضرور ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: اگر وقف ایسا ہو جس کی بیع جائز ہو اور وہ فروخت ہوا تو اس پر شفعہ ہوسکتا ہے اور اگر اُس کے جوار میں کوئی جائداد فروخت ہوئی تو وقف کی جانب سے شفعہ نہیں ہوسکتا کہ اس کا کوئی مالک نہیں جو شفعہ کرسکے۔ یوہیں اگر جائداد کا ایک جز وقف ہے اور ایک جز ملک اور جو حصہ ملک ہے وہ فروخت ہوا تو وقف کی جانب سے اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔(11)

مسئلہ ۱۱: مکان کو نکاح کا مہر قرار دیا یا اُس کو اُجرت مقرر کیا تو اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا اور اگر مہر کوئی دوسری چیز ہے مکان کو اُس کے بدلے میں بیع کیا یا نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہوا اور مہر مثل واجب ہوا اُس کے بدلے میں عورت کے ہاتھ مکان بیچ دیا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔(12)

❁❁❁❁❁

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۱۶۱.

(9) المرجع السابق.

(10) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۱.

(11) المرجع السابق، ص۳۷۲.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۱۶۱.

شفعہ کے مراتب

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: شفعہ کے چند اسباب مجتمع ہو جائیں تو اُن میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا جو سبب قوی ہو اُس کو مقدم کیا جائے۔ شفعہ کے تین سبب ہیں۔ (۱) شفعہ کرنے والا شریک ہے یا (۲) خلیط ہے یا (۳) جار ملاصق۔ شریک وہ ہے کہ خود مبیع میں اُس کی شرکت ہو مثلاً ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بیع کی تو دوسرے شریک کو شفعہ پہنچتا ہے۔ خلیط کا یہ مطلب ہے کہ خود مبیع میں شرکت نہیں ہے اس کا حصہ بائع کے حصہ سے ممتاز ہے مگر حق مبیع میں شرکت ہے مثلاً دونوں مکانوں کا ایک ہی راستہ ہے اور راستہ بھی خاص ہے یا دونوں کے کھیت میں ایک نالی سے پانی آتا ہو۔ جار ملاصق یہ ہے کہ اس کے مکان کی پچھیت (مکان کے پیچھے کی دیوار) دوسرے کے مکان میں ہو۔ ان سب میں مقدم شریک ہے پھر خلیط اور جار ملاصق کا مرتبہ سب سے آخر میں ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: شریک نے مشتری کو تسلیم کر دی یعنی شفعہ کرنا نہیں چاہتا ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق حاصل ہو گیا کہ اُس کے بعد اسی کا مرتبہ ہے یا اُس جائداد میں کسی کی شرکت ہی نہیں ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق ہے اور خلیط نے بھی مشتری سے نہیں لینا چاہا تسلیم کر دی یا کوئی خلیط ہی نہیں ہے تو جار کو حق ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: نہر عظیم اور راستہ عام میں شرکت سبب شفعہ نہیں ہے بلکہ اس صورت میں جار ملاصق کو شفعہ کا حق ملے گا۔ (3)

مسئلہ ۴: نہر عظیم وہ ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو اور اگر کشتی نہ چل سکے تو نہر صغیر ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: کوچہ سربستہ (بند گلی) میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہو گیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان

---

(1) الهداية، كتاب الشفعة، ج ٢، ص ٣٠٨.

والدر المختار، كتاب الشفعة، ج ٩، ص ٣٦٥۔٣٦٨.

(2) الفتاوى الهندية، كتاب الشفعة، الباب الثاني في بيان مراتب الشفعة، ج ٥، ص ١٦٦.

(3) الدر المختار، كتاب الشفعة، ج ٩، ص ٣٦٧.

(4) المرجع السابق، ص ٣٦٦.

فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔(5)

مسئلہ ۶: کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک تھے اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔(6)

مسئلہ ۷: مبیع میں شرکت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پوری مبیع میں شرکت ہے مثلاً پورا مکان دو شخصوں میں مشترک ہو۔ دوم یہ کہ بعض مبیع میں شرکت ہو یعنی مکان کا ایک جز مشترک ہے اور باقی میں شرکت نہیں مثلاً پردہ کی دیوار دونوں کی ہو اور ایک نے اپنا مکان بیع کر دیا تو پردہ کی دیوار جو مشترک ہے اس کی بھی بیع ہوگئی یہ شخص شریک کی حیثیت سے شفعہ کریگا لہٰذا دوسرے شفیعوں پر مقدم ہوگا مگر جو شخص پورے مکان میں شریک ہے وہ اس شریک پر مقدم ہوگا۔(7)

مسئلہ ۸: دیوار میں شرکت سے یہ مراد ہے کہ دیوار کی زمین میں شرکت ہو اور اگر زمین میں شرکت نہ ہو صرف دیوار میں شرکت ہو تو اس کو شریک نہیں شمار کیا جائے گا۔ دونوں کی صورتیں یہ ہیں ایک مکان کے بیچ میں ایک دیوار قائم کردی گئی پھر تقسیم یوں ہوئی کہ ایک شخص نے دیوار سے اِدھر کا حصہ لیا اور دوسرے نے اُدھر کا اور دیوار تقسیم میں نہیں آئی لہٰذا دونوں کی ہوئی۔ اور اگر مکان کو تقسیم کر کے ایک خط کھینچ دیا پھر بیچ میں دیوار بنانے کے لیے ہر ایک نے ایک ایک بالشت زمین دے دی اور دونوں کے پیسوں سے دیوار بنی تو یہاں زمین میں بالکل شرکت نہیں ہے اگر شرکت ہے تو دیوار میں ہے اور دیوار و عمارت میں شرکت موجب شفعہ نہیں لہٰذا اس شرکت کا اعتبار نہیں بلکہ یہ شخص جار ملاصق ہے اور اسی حیثیت سے شفعہ کرسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۹: بیچ کی دیوار پر دونوں کی کڑیاں ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ یہ دیوار دونوں میں مشترک ہے صرف اتنی بات

---

(5) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، ج۲،ص۳۰۹۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵،ص۱۶۶۔

(7) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹،ص۳۶۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵،ص۱۶۶۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵،ص۱۶۶۔

ہے کہ دونوں کی کڑیاں ہیں دیوار کا مشترک ہونا معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک کا مکان فروخت ہوا اگر دوسرے نے گواہوں سے دیوار کا مشترک ہونا ثابت کر دیا تو اس کو شریک قرار دیا جائے گا اور شفعہ میں اس کا مرتبہ جار سے مقدم ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: یہ جو کہا گیا کہ شریک کے بعد جار ملاصق کا مرتبہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیع کی خبر سن کر اس نے شفعہ طلب کیا ہو اور اگر اُس وقت اس نے شفعہ طلب نہ کیا اور شریک نے شفعہ تسلیم کر دیا یعنی بذریعہ شفعہ لینا نہیں چاہتا تو اب اُس جار کو شفعہ کرنے کا حق نہ رہا۔(10)

مسئلہ ۱۱: دومنزلہ مکان ہے نیچے کی منزل زید و عَمْرو کی شرکت میں ہے اور اوپر کی منزل میں زید و بکر شریک ہیں اگر زید نے نیچے کی منزل بیع کی تو عَمْرو شفعہ کر سکتا ہے، بکر نہیں اور اوپر کی منزل بیچی تو بکر شفعہ کر سکتا ہے عمرو نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۲: ایک مکان کی چھت پر بالاخانہ ہے مگر اس بالاخانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالاخانہ ہے۔ یہ بالاخانہ (اوپری منزل) فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کریگا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کر سکتا جس کے مکان کی چھت پر بالاخانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کر دیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کر سکتا ہے مگر بالاخانہ کا کوئی جار ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالاخانہ والا شفعہ کر سکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالاخانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالاخانہ والا شفعہ کر سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: کوچہ سربستہ میں چند اشخاص کے مکانات ہیں ان میں سے کسی نے اپنا مکان یا کوئی کمرہ بیع کر دیا اور راستہ مشتری کے ہاتھ نہیں بیچا بلکہ مشتری سے یہ طے پایا کہ اس مکان کا دروازہ شارع عام (عام راستہ) میں کھول لے اس صورت میں بھی اس کوچے کے رہنے والے شفعہ کر سکتے ہیں کیونکہ بوقتِ بیع یہ لوگ راستہ میں شریک ہیں اور اگر اس وقت ان لوگوں نے شفعہ نہ کیا اور مشتری نے دروازہ کھولنے کے بعد اس کو بیچ کر ڈالا تو اب شفعہ نہیں کر سکتے کہ راستہ کی شرکت دوسری بیع کے وقت نہیں ہے بلکہ اب وہ شخص شفعہ کر سکتا ہے جو جار ملاصق ہو۔(13)

---

(9) المرجع السابق، ص۱۶۷۔

(10) مرجع السابق.

(11) بدائع الصنائع، کتاب الشفعۃ، باب بیان کیفیۃ سبب الشفعۃ، ج۴، ص۱۰۵۔

(12) بدائع الصنائع، کتاب الشفعۃ، باب بیان کیفیۃ سبب الشفعۃ، ج۴، ص۱۰۵۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵، ص۱۶۸۔

مسئلہ ۱۴: مکان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ ایک گلی میں ہے دوسرا دوسری گلی میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے دو ۲ مکان تھے ایک کا دروازہ ایک گلی میں تھا دوسرے کا دوسری گلی میں تھا ایک شخص نے دونوں کو خرید کر ایک مکان کر دیا اس صورت میں ہر گلی والے اپنی جانب کا مکان شفعہ کر کے لے سکتے ہیں ایک گلی والوں کو دوسری جانب کے حصہ کا حق نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ مکان بنا تھا اُسی وقت اُس میں دو دروازے رکھے گئے تھے تو دونوں گلی والے پورے مکان میں شفعہ کا برابر حق رکھتے ہیں۔ یوہیں اگر دو گلیاں تھیں دونوں کے بیچ کی دیوار نکال کر ایک گلی کر دی گئی تو ہر ایک کوچہ والے اپنی جانب میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں۔ دوسری جانب میں اُنھیں حق نہیں۔ اسی طرح کوچہ سربستہ تھا (بند گلی تھی یعنی ایسی گلی تھی جو آگے جا کر بند ہو جاتی تھی) اُس کی دیوار نکال دی گئی کہ سربستہ نہ رہا بلکہ کوچہ نافذہ ہو گیا تو اب بھی اس کے رہنے والے شفعہ کا حق رکھیں گے۔(14)

مسئلہ ۱۵: باپ کا مکان تھا اُس کے مرنے کے بعد بیٹوں کو ملا اور اُن میں سے کوئی لڑکا مر گیا اور اُس نے اپنے بیٹے وارث چھوڑے ان میں سے کسی نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کے بھائی اور چچا سب شفعہ کر سکتے ہیں بھائیوں کو چچا پر ترجیح نہیں ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: مکان کے دو پڑوسی ہیں ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے موجود نے شفعہ کا دعویٰ کیا مگر قاضی ایسے شفعہ کا قائل نہ تھا اُس نے دعوے کو خارج کر دیا کہ شفعہ کا تجھے حق نہیں ہے پھر وہ غائب آیا اور اُس نے دوسرے قاضی کے پاس دعویٰ کیا جس کے مذہب میں پڑوسی کے لیے بھی شفعہ ہے یہ قاضی پورا مکان اسی شفعہ کرنے والے کو دلائے گا۔(16)

مسئلہ ۱۷: کسی کے مکان کا پرنالہ دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اُس مکان کی نالی اس مکان میں ہے تو اُس کو اس مکان میں جوار (پڑوس) کی وجہ سے شفعہ کا حق ہے شرکت کی وجہ سے نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۸: شفعہ کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اس کا حکم دے دیا اس کے بعد شفیع نے (شفعہ کرنے والے نے) جائداد لینے سے انکار کر دیا تو دوسرے لوگ جو اس کے بعد شفعہ کر سکتے تھے اُن کا حق باطل ہو گیا یعنی وہ لوگ اب شفعہ نہیں کر سکتے کہ بعد قضائے قاضی (قاضی کے فیصلے کے بعد) اس کی مِلک مُتقرِّر ہو گئی اور اگر قاضی کے حکم سے قبل ہی یہ اپنے

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵، ص۱۶۹۔

(15) المرجع السابق، ص۱۷۰۔

(16) بدائع الصنائع، کتاب الشفعۃ، باب بیان کیفیۃ سبب الشفعۃ، ج۴، ص۱۰۳۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۰۔

حق سے دست بردار ہوگیا تو دوسرے لوگ کرسکتے ہیں۔(18)

مسئلہ ۱۹: بعض حقدار موجود ہیں بعض غائب ہیں جو موجود ہیں انھوں نے دعویٰ کیا تو ان کے لیے فیصلہ کر دیا جائے گا اس کا انتظار نہ کیا جائے گا کہ وہ غائب بھی آجائے کیونکہ آجانے کے بعد وہ مطالبہ کرے یا نہ کرے کیا معلوم لہٰذا اُس کے آنے تک فیصلہ کو مؤخر نہ کیا جائے۔ پھر اس غائب نے آنے کے بعد اگر مطالبہ کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ اگر اس کا مرتبہ اُس سے کم ہے جس کے لیے فیصلہ ہوا تو اس کا مطالبہ ساقط۔ اور برابر کا ہے یعنی اگر وہ شریک ہے تو یہ بھی شریک ہے یا دونوں خلیط ہیں یا دونوں پروسی ہیں تو اس صورت میں دونوں کو برابر برابر جائداد ملے گی اور اگر اس کا مرتبہ اُس سے اونچا ہے یعنی مثلاً وہ خلیط یا پروسی تھا اور یہ شریک ہے تو کل جائداد اسی کو ملے گی۔(19)

مسئلہ ۲۰: شفیع چاہتا ہے کہ جائداد مبیعہ (بیچی گئی جائداد) میں سے ایک حصہ لے لے اور باقی مشتری کے لیے چھوڑ دے اس کا حق شفیع کو نہیں یعنی مشتری کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جائداد کا یہ جز لینے میں مشتری اپنا ضرر تصور کرتا ہو۔(20)

مسئلہ ۲۱: ایک شفیع نے اپنا حق شفعہ دوسرے کو دے دیا مثلاً تین شخص شفیع تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حق دے دیا یہ دینا صحیح نہیں بلکہ اس کا حق ساقط ہوگیا اور اس کے سوا جتنے شفیع ہیں وہ سب برابر کے حقدار ہیں بلکہ اگر دو شخص حقدار ہیں ان میں سے ایک نے یہ سمجھ کر کہ مجھے نصف ہی جائداد ملے گی نصف ہی کو طلب کیا تو اس کا شفعہ ہی باطل ہوجائے گا یعنی ضروری ہے کہ ہر ایک پورے کا مطالبہ کرے۔(21)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں نے اپنا مشترک مکان بیع کیا شفیع یہ چاہتا ہے کہ فقط ایک کے حصہ میں شفعہ کرے یہ نہیں ہوسکتا اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان خریدا اور شفیع فقط ایک مشتری کے حصہ میں شفعہ کرنا چاہتا ہے یہ ہوسکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے ایک عقد میں دو مکان خریدے اور شفیع دونوں میں شفعہ کرسکتا ہو تو دونوں میں شفعہ کرے یا دونوں کو چھوڑے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک میں کرے اور ایک کو چھوڑے اور اگر ایک ہی میں وہ شفیع ہے تو ایک

---

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، مطلب: فی الکلام علی الشفعۃ... إلخ، ج۹، ص۳۶۹.

(19) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳۶۹.

(20) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۰.

(21) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۰.

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الرابع فی استحقاق الشفیع... إلخ، ج۵، ص۱۷۵.

میں شفعہ کرسکتا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۴: مشتری (خریدار) کے وکیل نے جائداد خریدی اور وہ ابھی اسی وکیل کے ہاتھ میں ہے تو شفعہ کی طلب وکیل سے ہوسکتی ہے اور وکیل نے موکل کو دے دی تو وکیل سے طلب نہیں کرسکتا بلکہ اس سے طلب کرنے پر شفعہ ہی ساقط ہوجائے گا کہ جس سے طلب کرنا چاہیے تھا باوجود قدرت شفیع نے اُس سے طلب کرنے میں دیر کی۔(24)

❁❁❁❁❁

---

(23) المرجع السابق، ص۱۷۵،۱۷۶۔

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، مطلب: فی الکلام علی الشفعۃ...إلخ، ج۹، ص۳۰۷۔

طلب شفعہ کا بیان

مسائل فقہیہ

طلب کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) طلب مواثبہ، (۲) طلب تقریر اس کو طلب اشہاد بھی کہتے ہیں، (۳) طلب تملیک۔ طلب مواثبہ یہ ہے کہ جیسے ہی اس کو اُس جائداد کے فروخت ہونے کا علم ہو فوراً اُسی وقت یہ ظاہر کر دے کہ میں طالب شفعہ ہوں اگر علم ہونے کے بعد اس نے طلب نہ کی تو شفعہ کا حق جاتا رہا اور بہتر یہ ہے کہ اپنے اس طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ بھی بنالے تا کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ اس نے طلب مواثبت نہیں کی ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: جائداد کی بیع کا علم کبھی تو خود مشتری (خریدار) ہی سے ہوتا ہے کہ اس نے خود اسے خبر دی اور کبھی مشتری کے قاصد کے ذریعہ سے (یعنی خریدار کے پیغام رساں کے ذریعے سے) ہوتا ہے کہ اس نے کسی کی معرفت اس کے پاس کہلا بھیجا اور کبھی کسی اجنبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ وہ مخبر (خبر دینے والا) عادل ہو یا خبر دہندہ (خبر دینے والے) میں عدد شہادت پایا جائے یعنی دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ خبر دینے والا ایک ہی شخص ہے اور وہ بھی فاسق ہے مگر شفیع (حق شفعہ کا دعویٰ کرنے والے) نے اس خبر میں اس کی تصدیق کر لی تو بیع کا علم ہو گیا یعنی اگر طلب مواثبہ نہ کریگا شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر اس کی تکذیب کی (یعنی اسے جھٹلایا) تو شفیع کے نزدیک بیع کا ثبوت نہ ہوا یعنی طلب نہ کرنے پر حق شفعہ باطل نہ ہوگا اگر چہ واقع میں اُس کی خبر صحیح ہو۔ (2)

مسئلہ ۲: طلب مواثبہ میں ادنیٰ تاخیر بھی شفعہ کو باطل کر دیتی ہے مثلاً کسی خط کے ذریعہ سے اسے بیع کی خبر دی گئی اور اس خط میں بیع کا ذکر مقدم ہے اور اس کے بعد دوسرے مضامین ہیں یا بیع کا ذکر درمیان میں ہے اس نے پورا خط پڑھ کر طلب مواثبت کی شفعہ باطل ہو گیا کہ اتنی تاخیر بھی یہاں نہ ہونی چاہیے۔ (3)

مسئلہ ۳: خطبہ ہو رہا ہے اور اس کو بیع کی خبر دی گئی اور نماز کے بعد اس نے طلب مواثبت کی اگر ایسی جگہ ہے کہ خطبہ سن رہا ہے تو شفعہ باطل نہیں ہوا اور اگر خطبہ کی آواز اس کو نہیں پہنچتی تو شفعہ باطل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ نفل نماز پڑھنے میں اسے خبر ملی اسے چاہیے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے اور طلب مواثبت کرے اور چار پوری کر لی

---

(1) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۰، ۳۱۱.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۳.

(3) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۰.

یعنی دو رکعتیں اور ملائیں تو باطل ہوگیا اور قبل ظہر یا بعد ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا اور چار پوری کر کے طلب کیا تو باطل نہ ہوا۔(4)

مسئلہ ۴: بیع کی خبر سن کر سُبْحَانَ اللہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللہُ اَکْبَر یا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہا تو شفعہ باطل نہ ہوا کہ ان الفاظ کا کہنا اِعراض (روگردانی) کی دلیل نہیں بلکہ خدا کا شکر کرتا ہے کہ اُس کے پڑوس سے نجات ملی یا تعجب کرتا ہے کہ اُس نے ضرر (نقصان) پہنچانے کا ارادہ کیا تھا اور نتیجہ یہ ہوا۔ یوہیں اگر اس کے پاس کے کسی شخص کو چھینک آئی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اس نے اُس کا جواب دیا شفعہ باطل نہ ہوا۔(5)

مسئلہ ۵: بیع کی خبر ملنے پر اس نے دریافت کیا کہ کس نے خریدا یا کتنے میں خریدا یہ پوچھنا تاخیر میں شمار نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ثمن اتنا ہو جو اس کے نزدیک مناسب ہے تو شفعہ کرے اور زیادہ ثمن ہے تو اسے اُتنے داموں میں لینا منظور نہیں۔ یوہیں اگر مشتری کوئی نیک شخص ہے اُس کا پڑوس ناگوار نہیں ہے تو شفعہ کی کیا ضرورت اور ایسا شخص مشتری ہے جس کا قرب منظور نہیں ہے تو شفعہ کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا یہ پوچھنا شفعہ سے اعراض کی دلیل نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: شفیع نے مشتری کو سلام کیا شفعہ باطل نہیں ہوا اور کسی دوسرے کو سلام کیا تو باطل ہوگیا مثلاً مشتری کا بیٹا بھی وہیں کھڑا تھا اس لڑکے کو سلام کیا باطل ہوگیا۔(7)

مسئلہ ۷: طلب مواثبہ کے لیے کوئی لفظ مخصوص نہیں جس لفظ سے بھی اس کا طالب شفعہ ہونا سمجھ میں آتا ہو وہ کافی ہے۔(8)

مسئلہ ۸: جو جائداد فروخت ہوئی ایک شخص اُس میں شریک ہے اور ایک اُس کا پڑوسی ہے دونوں کو ایک ساتھ خبر ملی شریک نے طلب مواثبہ کی پڑوسی نے نہیں کی پھر شریک نے شفعہ چھوڑ دیا اب پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں رہا یہ بھی اگر اُسی وقت طلب کرتا تو اب شفعہ کرسکتا تھا۔(9)

---

(4) ردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۴۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۲۔
والھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ... إلخ، ج۲، ص۳۱۰، ۳۱۱۔

(6) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ... إلخ، ج۲، ص۳۱۱۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ... إلخ، ج۵، ص۱۸۴، ۱۸۵۔

(8) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۴۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۲۔

مسئلہ ۹: طلب مواثبہ کے بعد طلب اشہاد کا مرتبہ ہے جس کو طلب تقریر بھی کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری یا اُس جائداد مبیعہ (فروخت شدہ جائداد) کے پاس جاکر گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ جائداد خریدی ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اور اس سے پہلے میں طلب شفعہ کرچکا ہوں اور اب پھر طلب کرتا ہوں تم لوگ اس کے گواہ رہو۔(10) یہ اُس وقت ہے کہ جائداد مبیعہ کے پاس طلب اشہاد کرے (یعنی گواہی طلب کرے) اور اگر مشتری کے پاس کرے تو یہ کہے کہ اس نے فلاں جائداد خریدی ہے اور میں فلاں جائداد کے ذریعہ سے اُس کا شفیع ہوں اور بائع کے پاس یوں کہے کہ اس نے فلاں جائداد فروخت کی ہے اور میں فلاں جائداد کی وجہ سے اس کا شفیع ہوں۔(11)

مسئلہ ۱۰: بائع کے پاس طلب اشہاد کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جائداد بائع کے قبضہ میں ہو یعنی اب تک بائع نے مشتری کے قبضہ میں نہ دی ہو اور مشتری کا قبضہ ہوچکا ہو تو بائع کے پاس طلب اشہاد نہیں ہوسکتی اور مشتری کے پاس ہر صورت طلب اشہاد ہوسکتی ہے چاہے وہ جائداد بائع کے قبضہ میں ہو یا مشتری کے قبضہ میں ہو اسی طرح جائداد مبیعہ کے سامنے بھی مطلقاً طلب اشہاد ہوسکتی ہے۔(12) طلب اشہاد میں جائداد کے حدود اربعہ بھی ذکر کردے تو بہتر ہے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

مسئلہ ۱۱: جو شخص باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا مثلاً بغیر طلب اشہاد قاضی کے پاس دعویٰ کردیا شفعہ باطل ہوگیا۔ طلب اشہاد قاصد اور خط کے ذریعہ سے بھی ہوسکتی ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: جو شخص دور ہے اور اُسے بیع کی خبر ملی تو خبر ملنے کے بعد اُس کو اتنا موقع ہے کہ وہاں سے آکر یا قاصد یا وکیل کو بھیج کر طلب اشہاد کرے اس کی وجہ سے جتنی تاخیر ہوئی اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۳: شفیع کو رات میں خبر ملی اور وہ وقت باہر نکلنے کا نہیں ہے اس وجہ سے صبح تک طلب اشہاد کو موخر کیا اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔(15)

---

(10) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۱.

(11) نتائج الافکار تکملۃ فتح القدیر، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۸، ص۳۱۱.

(12) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۱.

والدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۵.

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۵، ص۳۷۵، ۳۷۶.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۳.

(15) [illegible]

مسئلہ ۱۴: بائع ومشتری وجائداد مبیعہ ایک ہی شہر میں ہوں تو قرب وبعد کا اعتبار نہیں یعنی یہ ضرور نہیں کہ قریب ہی کے پاس طلب کرے بلکہ اُسے اختیار ہے کہ دور والے کے پاس کرے یا قریب والے کے پاس کرے ہاں اگر قریب کے پاس سے گزرا اور یہاں طلب اشہاد نہ کی دور والے کے پاس جاکر کی تو شفعہ باطل ہے اور اگر ان میں سے ایک اسی شہر میں ہے اور دوسرا دوسرے شہر میں یا گاؤں میں ہے اور اس شہر والے کے سامنے طلب نہ کی دوسرے شہر یا گاؤں میں اشہاد کے لیے گیا تو شفعہ باطل ہوگیا۔(16)

مسئلہ ۱۵: طلب اشہاد کا طلب مواثبہ کے بعد ہونا اُس وقت ہے کہ بیع کا جس مجلس میں علم ہوا وہاں نہ بائع ہے نہ مشتری ہے نہ جائداد مبیعہ۔ اور اگر شفیع ان تینوں میں سے کسی کے پاس موجود تھا اور بیع کی خبر ملی اور اُسی وقت اپنا شفیع ہونا ظاہر کردیا تو یہ ایک ہی طلب دونوں کے قائم مقام ہے یعنی یہی طلب مواثبہ بھی ہے اور طلب اشہاد بھی۔(17)

مسئلہ ۱۶: ان دونوں طلبوں کے بعد طلب تملیک ہے یعنی اب قاضی کے پاس جاکر یہ کہے کہ فلاں شخص نے فلاں جائداد خریدی ہے اور فلاں جائداد کے ذریعہ سے میں اُس کا شفیع ہوں وہ جائداد مجھے دِلا دی جائے۔ طلب تملیک میں تاخیر ہونے سے شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہیں، ظاہر الروایہ یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور ہدایہ وغیرہا میں تصریح ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ بلا عذر ایک ماہ کی تاخیر سے باطل ہوجاتا ہے بعض کتابوں میں اس پر فتویٰ ہونے کی تصریح ہے اور نظر بحال زمانہ اس قول کو اختیار کرنا اقرین مصلحت ہے کیونکہ اگر اس کے لیے کوئی میعاد نہ ہوگی تو خوف شفعہ کی وجہ سے مشتری نہ اُس زمین میں کوئی تعمیر کرسکے گا نہ درخت نصب کرسکے گا اور یہ مشتری کا ضرر ہے۔(18)

مسئلہ ۱۷: جوار (پڑوس) کی وجہ سے شفعہ کا حق ہے اور قاضی کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ نہیں ہے شفیع نے دعویٰ اس وجہ سے نہیں کیا کہ قاضی میرے خلاف فیصلہ کردے گا اس انتظار میں ہے کہ دوسرا قاضی آئے تو دعوے کروں اس صورت میں بالاتفاق اُس کا حق باطل نہیں ہوگا۔(19)

مسئلہ ۱۸: شفیع کے دعویٰ کرنے پر قاضی اس سے چند سوالات کریگا۔ وہ جائداد کہاں ہے اور اُس کے حدودِ اربعہ

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۲۔

وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی...الخ، ج۹، ص۳۷۶۔

(17) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۷۵۔

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی...الخ، ج۹، ص۳۷۵،۳۷۶۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۳۔

کیا ہیں اور مشتری نے اس پر قبضہ کیا ہے یا نہیں اُس پر شفعہ کس جائداد کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے حدود کیا ہیں۔ اُس جائداد کے فروخت ہونے کا اس شفیع کو کب علم ہوا اور اس نے اس کے متعلق کیا کیا۔ پھر طلب تقریر کی یا نہیں۔ اور کن لوگوں کے سامنے طلب تقریر کی اور کس کے پاس طلب تقریر کی، وہ قریب تھا یا دور تھا۔ جب تمام سوالوں کے جوابات شفیع نے ایسے دے دیے جن سے دعویٰ پر برا اثر نہ پڑتا ہو تو اس کا دعویٰ مکمل ہو گیا اب مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) سے دریافت کریگا کہ شفیع جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے اُس کا مالک ہے یا نہیں اگر اُس نے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں کے ذریعہ سے اُس جائداد کا مالک ہونا ثابت کرنا ہوگا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا گواہ سے یا مدعیٰعلیہ کے حلف سے انکار کرنے سے جب شفیع کی ملک ثابت ہو گئی تو مدعیٰ علیہ سے دریافت کریگا کہ وہ جائداد جس پر شفعہ کا دعویٰ ہے اس نے خریدی ہے یا نہیں اگر اُس نے خریدنے سے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں سے اُس کا خریدنا ثابت کرنا ہوگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ اعلیہ پر پھر حلف پیش کیا جائے گا اگر حلف سے نکول کیا (یعنی انکار کیا) یا گواہوں سے خریدنا ثابت ہو گیا تو قاضی شفعہ کا فیصلہ کر دے گا۔(20)

مسئلہ ۱۹: شفعہ کا دعویٰ کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شفیع ثمن کو قاضی کے پاس حاضر کر دے جب ہی اس کا دعویٰ سنا جائے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ فیصلہ کے وقت ثمن قاضی کے پاس پیش کر دے جب ہی وہ فیصلہ کرے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: فیصلہ کے بعد اسے ثمن لا کر دینا ہوگا اور اگر ثمن ادا کرنے کو کہا گیا اور اس نے ادا کرنے میں تاخیر کی یہ کہہ دیا کہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے یا یہ کہ کل حاضر کر دوں گا یا اسی قسم کی کچھ اور بات کہی تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔(22)

مسئلہ ۲۱: فیصلہ کے بعد ثمن وصول کرنے کے لیے مشتری اُس جائداد کو روک سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ جب تک ثمن ادا نہ کرو گے یہ جائداد میں تم کو نہیں دوں گا۔(23)

مسئلہ ۲۲: شفعہ کا دعویٰ مشتری پر مطلقاً ہو سکتا ہے اس نے جائداد پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اُس کو مدعیٰعلیہ بنایا جاسکتا ہے اور بائع کو بھی مدعیٰ اعلیہ بنایا جاسکتا ہے جبکہ جائداد اب تک بائع کے قبضہ میں ہو مگر بائع کے مقابل میں گواہ

---

(20) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۲۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی...إلخ، ج۹، ص۳۷۷۔

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی...إلخ، ج۹، ص۳۷۸۔

(22) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ...إلخ، ج۲، ص۳۱۲، ۳۱۳۔

(23) المرجع السابق، ص۳۱۳۔

نہیں سنے جائیں گے جب تک مشتری حاضر نہ ہو۔ یوہیں اگر بائع پر دعویٰ ہوا تو جب تک مشتری حاضر نہ ہو حق مشتری میں وہ بیع فسخ نہیں کی جائے گی اور اگر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۳: بائع کے قبضہ میں جائداد ہو تو بائع پر قاضی شفعہ کا فیصلہ کریگا اور اُس کی تمام تر ذمہ داری بائع پر ہوگی یعنی جائداد مشفوعہ میں اگر کسی دوسرے کا حق ثابت ہو اور اس نے لے لی تو ثمن کی واپسی بائع کے ذمہ ہے اور اگر جائداد پر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہے تو ذمہ داری مشتری پر ہوگی یعنی جب کہ مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا ہے اور شفیع نے مشتری کو ثمن دیا اور اگر ابھی مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا ہے شفیع نے بائع کو ثمن دیا تو بائع ذمہ دار ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہے یعنی اگر اُس نے جائداد مشفوعہ نہیں دیکھی ہے تو دیکھنے کے بعد لینے سے انکار کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر اُس میں کوئی عیب ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے کیونکہ شفعہ کے ذریعہ سے جائداد کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا بیع میں جس طرح یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں یہاں بھی ہوں گے اور اگر مشتری نے عیب سے براءت کر لی ہے کہہ دیا ہے کہ اس میں کوئی عیب نکلے تو اس کی ذمہ داری نہیں اس صورت میں بھی عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ مشتری کا براءت قبول کرنا کوئی چیز نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۵: شفعہ میں خیار شرط نہیں ہوسکتا نہ اس میں ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر کی جاسکتی نہ اس میں غرر یعنی دھوکے کی وجہ سے ضمان لازم ہوسکتا ہے یعنی مثلاً شفیع نے اُس جائداد میں کوئی جدید تعمیر کی اس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ یہ جائداد میری ہے اور وہ جائداد مستحق کو مل گئی تو تعمیر کی وجہ سے شفیع کا جو کچھ نقصان ہوا وہ نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ مشتری سے کہ اس نے یہ جائداد جبراً وصول کی ہے انھوں نے اپنے قصد و اختیار سے اسے نہیں دی ہے کہ وہ اس کے نقصان کا ضمان دیں۔(27)

❁❁❁❁❁

(24) الهداية، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج۲، ص۳۱۳.

الدرالمختار، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج۹، ص۳۷۹.

(25) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي... إلخ، ج۹، ص۳۸۰.

(26) الهداية، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج۲، ص۳۱۳.

(27) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي... إلخ، ج۹، ص۳۸۱.

اختلاف کی صورتیں

مسئلہ ۲۶: مشتری یہ کہتا ہے کہ شفیع کو جس وقت بیع کا علم ہوا اُس نے طلب نہیں کی اور شفیع کہتا ہے میں نے اُسی وقت طلب کی تو شفیع کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے۔(1)

مسئلہ ۲۷: شفیع و مشتری میں ثمن کا اختلاف ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔(2)

مسئلہ ۲۸: مشتری نے دعویٰ کیا کہ ثمن اتنا ہے اور بائع نے اُس سے کم ثمن کا دعویٰ کیا اس کی دو صورتیں ہیں بائع نے ثمن پر قبضہ کیا ہے یا نہیں۔ اگر قبضہ نہیں کیا ہے تو بائع کا قول معتبر ہے یعنی اُس نے جو کچھ بتایا شفیع اوتنے ہی میں لے گا۔ اور اگر بائع ثمن پر قبضہ کر چکا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے یعنی اگر شفیع لینا چاہے تو وہ ثمن ادا کرے جس کو مشتری بتاتا ہے اور بائع کی بات نامعتبر ہے کہ جب وہ ثمن لے چکا ہے تو اس معاملہ میں اُس کا تعلق ہی کیا ہے۔ اور اگر بائع ثمن زیادہ بتاتا ہے اور مشتری کم بتاتا ہے اور یہ اختلاف بائع کے ثمن وصول کر لینے کے بعد ہے تو مشتری کی بات معتبر ہے اور ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اختلاف ہے تو بائع و مشتری دونوں پر حلف ہے جو حلف سے انکار کر دے اُس کے مقابل کی معتبر ہے اور اگر دونوں نے حلف کر لیا تو دونوں یعنی بائع و مشتری کے مابین بیع فسخ کر دی جائے گی مگر شفیع کے حق میں یہ بیع فسخ نہیں ہوگی وہ چاہے تو اُتنے ثمن کے عوض میں (بدلے میں) لے سکتا ہے جس کو بائع نے بتایا۔(3)

مسئلہ ۲۹: بائع کا ثمن پر قبضہ کرنا ظاہر نہ ہو اور مقدار ثمن میں اختلاف ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ بائع نے ثمن پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہے یا نہیں اگر اقرار نہیں کیا ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو قبضہ نہ کرنے کی صورت میں ہے۔ اور اگر اقرار کر لیا ہے اور مشتری زیادہ کا دعویٰ کرتا ہے اور جائداد اس کے قبضہ میں ہے تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں پہلے مقدار ثمن کا اقرار کیا پھر قبضہ کا یا اس کا عکس ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار کیا پھر مقدار کا اگر پہلی صورت ہے مثلاً یوں کہا کہ اس مکان کو میں نے ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ پالیا شفیع ایک ہزار میں لے گا اور مشتری جو ایک ہزار سے زیادہ ثمن بتاتا ہے اُس کا اعتبار نہیں اور اگر دوسری صورت ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار ہے پھر مقدار ثمن کا مثلاً یوں کہا کہ مکان میں

---

(1) الفتاوی الهندية، کتاب الشفعة، الباب الثالث فی طلب الشفعة، ج ۵، ص ۱۷۴.

(2) الهداية، کتاب الشفعة، فصل فی مسائل الاختلاف، ج ۲، ص ۳۱۴.

(3) الهداية، کتاب الشفعة، فصل فی مسائل الاختلاف، ج ۲، ص ۳۱۴.

نے بیچ دیا اور ثمن پر قبضہ کرلیا اور ثمن ایک ہزار ہے تو اس صورت میں مشتری کی بات معتبر ہے۔(4)

مسئلہ ۳۰: مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے ثمن معجّل کے عوض میں خریدا ہے یعنی ثمن ابھی واجب الادا ہے اور شفیع کہتا ہے کہ ثمن مؤجل کے عوض میں خریدا ہے یعنی فوراً واجب الادا نہیں ہے اُس کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔(5)

مسئلہ ۳۱: مشتری یہ کہتا ہے کہ یہ پورا مکان میں نے دو عقد کے ذریعہ سے خریدا ہے یعنی پہلے یہ حصہ اتنے میں خریدا اُس کے بعد یہ حصہ اتنے میں خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ تم نے پورا مکان ایک عقد سے خریدا ہے تو شفیع کا قول معتبر ہے اور اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو گواہ مقبول ہیں اور اگر دونوں گواہ پیش کریں اور گواہوں نے وقت نہیں بیان کیا تو مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔(6)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص نے مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اُس کا ثمن ایک ہزار بتایا تھا شفیع نے ایک ہزار دے کر لے لیا پھر شفیع کو گواہ ملے جو کہتے ہیں اُس نے پانسو میں خریدا تھا یہ گواہ سنے جائیں گے اور اگر مشتری کے کہنے کی شفیع نے تصدیق کرلی تھی تو اب یہ گواہ نہیں سنے جائیں گے۔(7)

مسئلہ ۳۳: بائع و مشتری (بیچنے والا اور خریدار) اس پر متفق ہیں کہ اس بیع میں بائع کو خیار شرط ہے اور شفیع اس سے انکار کرتا ہے تو اُنھیں دونوں کی بات معتبر ہے اور شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہیں اور اگر بائع شرط خیار کا مدعی (دعویٰ کرنے والا) ہے اور مشتری و شفیع دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو مشتری کا قول معتبر ہے اور شفیع کو حق شفعہ حاصل ہے اور اگر مشتری شرط خیار کا مدعی ہے اور بائع و شفیع دونوں انکار کرتے ہیں تو بائع کا قول معتبر ہے اور شفعہ ہوسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص نے اپنی جائداد بیع کی، شفیع نے بائع و مشتری دونوں کے سامنے شفعہ طلب کیا بائع نے کہا یہ بیع معاملہ یعنی فرضی بیع ہوئی ہے اور مشتری نے بھی بائع کی تصدیق کی ان دونوں کا یہ قول شفیع کے مقابل میں نامعتبر ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ جائز بیع ہوئی ہے تو شفعہ کرسکتا ہے مگر جبکہ ظاہر حال سے یہی سمجھا جاتا ہو کہ فرضی بیع ہے مثلاً اوس چیز کی قیمت بہت زیادہ ہو اور تھوڑے داموں میں بیع ہوئی کہ ایسی چیز ان داموں میں نہ بکتی ہو تو اُنھیں دونوں

(4) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فی مسائل الاختلاف، ج۲، ص۳۱۴۔

واحنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الشفعۃ، فصل فی مسائل الاختلاف، ج۸، ص۳۱۷۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب العاشر فی الاختلاف۔۔۔الخ، ج۵، ص۱۸۶۔

(6) المرجع لسابق

(7) المرجع سابق۔

(8) فتاوی ہندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب العاشر فی الاختلاف۔۔۔الخ، ج۵، ص۱۸۶۔

کی بات معتبر ہے اور شفعہ نہیں ہوسکتا۔(9)

مسئلہ ۳۵: جائداد تین شخصوں کی شرکت میں ہے اُن میں سے دو شخصوں نے یہ شہادت دی کہ ہم تینوں نے یہ جائداد فلاں شخص کے ہاتھ بیع کر دی ہے اور وہ شخص بھی کہتا ہے کہ میں نے خرید لی ہے مگر وہ تیسرا شریک بیع سے انکار کرتا ہے اُن کی گواہی شریک کے خلاف نامعتبر ہے مگر شفیع اون دونوں کے حصوں کو شفعہ کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری خریدنے سے انکار کرتا ہے اور یہ تینوں شرکا بیع کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی یہ گواہی بھی باطل ہے مگر شفیع پوری جائداد کو بذریعہ شفعہ لے سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۳۶: ایک ہزار میں مکان خریدا اُس پر شفعہ کا دعویٰ ہوا مشتری یہ کہتا ہے کہ اس مکان میں میں نے یہ جدید تعمیر کی ہے اور شفیع منکر ہے (شفعہ کرنے والا انکار کرتا ہے) اس میں مشتری کا قول معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو گواہ شفیع ہی کے معتبر ہوں گے۔ یوہیں اگر زمین خریدی ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے اس میں یہ درخت نصب کیے ہیں (لگائے ہیں) اور شفیع انکار کرتا ہے تو قول مشتری کا معتبر ہے اور گواہ شفیع کے مگر ان دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے کہ مشتری کا قول ظاہر کے خلاف نہ ہو مثلاً درختوں کی نسبت کہتا ہے میں نے کل نصب کیے ہیں حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دنوں کے ہیں یا عمارت کو کہتا ہے کہ میں نے اب بنائی ہے اور وہ عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے۔(11)

مسئلہ ۳۷: مشتری کہتا ہے میں نے صرف زمین خریدی ہے اس کے بعد بائع نے یہ عمارت مجھے ہبہ کر دی ہے یا یہ کہ پہلے اس نے مجھے عمارت ہبہ کر دی تھی اس کے بعد میں نے زمین خریدی اور شفیع یہ کہتا ہے تم نے دونوں چیزیں خریدی ہیں یہاں مشتری کا قول معتبر ہے شفیع اگر چاہے تو اُس کو بذریعہ شفعہ لے لے جو مشتری نے خریدا ہے۔(12)

مسئلہ ۳۸: دو مکان خریدے اور ایک شخص دونوں کا جار ملاصق (جار ملاصق وہ پڑوسی ہے جس کے مکان کے پیچھے کی دیوار دوسرے کے مکان میں ہو) ہے وہ شفعہ کرتا ہے مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے دونوں آگے پیچھے خریدے ہیں یعنی دو عقدوں میں خریدے ہیں لہٰذا دوسرے مکان میں تمھیں شفعہ کرنے کا حق نہیں شفیع یہ کہتا ہے کہ دونوں مکان تم نے ایک عقد کے ذریعہ سے خریدے ہیں اور مجھے دونوں میں شفعہ کا حق ہے اس صورت میں مشتری کو یہ ثابت کرنا ہوگا

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب العاشر فی الاختلاف۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۱۸۷۔

(10) مرجع السابق، ص۱۸۸۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب العاشر فی الاختلاف۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۱۸۷۔

(12) مرجع السابق، ص۱۸۸، ۱۸۹۔

کہ دوعقدوں کے ذریعہ خریدا ہے ورنہ قول شفیع کا معتبر ہوگا۔ یوہیں اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے نصف مکان پہلے خریدا اس کے بعد نصف خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ پورا مکان ایک عقد سے خریدا ہے توشفیع کا قول معتبر ہے اور اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ پورا مکان میں نے ایک عقد سے خریدا ہے اور شفیع یہ کہتا ہے کہ آدھا آدھا کر کے دو مرتبہ میں لہٰذا میں صرف نصف مکان پر شفعہ کرتا ہوں تو اس میں مشتری کا قول معتبر ہے۔(13)

مسئلہ ۳۹: شفیع یہ کہتا ہے کہ مشتری نے مکان کا ایک حصہ منہدم کردیا اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے اور گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔(14)

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب العاشر فی الاختلاف ... إلخ، ج۵، ص۱۸۹۔

(14) المرجع السابق۔

جائداد کتنے داموں میں شفیع کو ملے گی

یہ بیان کیا جاچکا کہ مشتری نے جن داموں میں جائداد خریدی ہے شفیع کو اوتنے ہی میں ملے گی مگر بعض مرتبہ عقد کے بعد ثمن میں کمی بیشی کردی جاتی ہے اور بعض مرتبہ اُس چیز میں کمی بیشی ہو جاتی ہے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ اس کمی بیشی کا اثر شفیع پر ہوگا یا نہیں۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: اگر بائع نے عقد کے بعد ثمن میں کچھ کمی کردی تو چونکہ یہ کمی اصل عقد کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جس کا بیان کتاب البیوع (1) میں گزر چکا ہے لہٰذا شفیع کے حق میں بھی اس کمی کا اعتبار ہوگا یعنی اس کمی کے بعد جو کچھ باقی ہے اُس کے بدلے میں شفیع اس جائداد کو لے گا اور اگر بائع نے پورا ثمن ساقط کردیا تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع کو پورا ثمن دینا ہوگا۔(2)

مسئلہ ۲: بائع نے پہلے نصف ثمن کم کردیا اس کے بعد بقیہ نصف بھی ساقط کردیا تو شفیع سے نصف اول ساقط ہوگیا در بعد میں جو ساقط کیا ہے یہ دینا ہوگا۔(3)

مسئلہ ۳: بائع نے مشتری کو ثمن ہبہ کردیا اس کی دوصورتیں ہیں ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کیا ہے تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع پورا ثمن دے اور قبضہ سے پہلے ثمن کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو شفیع سے یہ رقم ساقط ہوجائے گی۔(4)

مسئلہ ۴: بائع نے ایک شخص کو بیع کا وکیل کیا اُس وکیل نے عقد کے بعد مشتری سے ثمن کا کچھ حصہ کم کردیا اگرچہ یہ کمی مشتری کے حق میں معتبر ہے کہ اُس سے یہ حصہ کم ہوجائے گا مگر اس کمی کا وکیل ضامن ہے یعنی بائع کو پورا ثمن یہ دے گا لہٰذا شفیع کے حق میں اس کمی کا اعتبار نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: شفیع کو معلوم تھا کہ ایک ہزار میں مشتری نے خریدا ہے اس نے ہزار دے دیے اس کے بعد بائع نے سو

---

(1) بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱

(2) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فیما یؤخذ بہ المشفوع، ج ۲، ص ۳۱۵۔

(3) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج ۹، ص ۳۸۴۔

(4) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی... الخ، ج ۹، ص ۳۸۴۔

(5) ردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی... الخ، ج ۹، ص ۳۸۴۔

روپے کی مشتری سے کمی کر دی تو یہ رقم شفیع سے بھی کم ہو جائے گی یعنی شفعہ سے پہلے بائع نے کم کیا یا بعد میں دونوں کا ایک حکم ہے۔(6)

مسئلہ ۶: مشتری نے عقد کے بعد ثمن میں اضافہ کیا یہ زیادتی بھی اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوگی مگر شفیع کا حق پہلے ثمن کے ساتھ متعلق ہو چکا اور شفیع پر یہ زیادتی لازم کرنے میں اُس کا ضرر ہے لہٰذا اس کا اعتبار نہیں شفیع کو وہ چیز پہلے ہی ثمن میں مل جائے گی۔(7)

مسئلہ ۷: مشتری نے جائداد کو مثلی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو شفیع اُس کی مثل دے کر جائداد کو حاصل کر سکتا ہے اور قیمی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو اس چیز کی بیع کے وقت جو قیمت تھی شفیع کو وہ دینی ہوگی اور اگر جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکتی ہو) کو جائداد غیر منقولہ کے عوض میں خریدا ہے مثلاً اپنے مکان کے عوض میں دوسرا مکان خریدا اور فرض کرو دونوں مکان کے دو شفیع ہوں اور دونوں نے بذریعہ شفعہ لینا چاہا تو اُس مکان کی قیمت کے بدلے میں اس مکان کو لے گا اور اس کی قیمت کے عوض میں اس کو لے گا۔(8)

مسئلہ ۸: عقد بیع میں ثمن کی ادا کے لیے کوئی میعاد مقرر تھی تو شفیع کو اختیار ہے کہ ابھی ثمن دے کر مکان لے لے اور چاہے تو میعاد پوری ہونے کا انتظار کرے جب میعاد پوری ہو اُس وقت ثمن ادا کر کے چیز لے اور یہ نہیں کر سکتا کہ چیز تو اب لے اور ثمن میعاد پوری ہونے پر ادا کرے۔ مگر دوسری صورت میں جو انتظار کرنے کے لیے کہا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ شفعہ طلب کرنے میں انتظار کرے اگر طلب شفعہ میں دیر کریگا تو شفعہ ہی باطل ہو جائے گا بلکہ شفعہ تو اسی وقت طلب کریگا اور چیز اُس وقت لے گا جب میعاد پوری ہوگی۔ اور پہلی صورت میں کہ اسی وقت ثمن ادا کر کے لے اگر اس نے وہ ثمن بائع کو دیا تو مشتری سے بائع کا مطالبہ ساقط ہو گیا اور اگر مشتری کو دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ بائع کو اُس وقت دے جب میعاد پوری ہو جائے بائع اُس سے ابھی مطالبہ نہیں کر سکتا۔(9)

مسئلہ ۹: مشتری نے جدید تعمیر کی یا زمین میں درخت نصب کر دیے اور بذریعہ شفعہ یہ جائداد شفیع کو دلائی گئی تو وہ مشتری سے یہ کہے کہ اپنی عمارت توڑ کر اور درخت کاٹ کر لے جائے اور اگر عمارت توڑنے اور درخت کھودنے میں

---

(6) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۸۴۔

(7) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فیمایؤخذ بہ المشفوع، ج۲، ص۳۱۵۔

(8) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فیمایؤخذ بہ المشفوع، ج۲، ص۳۱۵۔

(9) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فیمایؤخذ بہ المشفوع، ج۲، ص۳۱۵،۳۱۶۔

والدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۸۵،۳۸۶۔

زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عمارت کو توڑنے کے بعد اور درخت کاٹنے کے بعد جو قیمت ہو وہ قیمت مشتری کو دیدے اوران چیزوں کو خود لے لے۔(10)

مسئلہ ۱۰: مشتری نے اُس زمین میں کاشت کی اور فصل طیار ہونے سے پہلے شفیع نے شفعہ کر کے لے لی تو مشتری کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اپنی کچی کھیتی کاٹ لے بلکہ شفیع کو فصل طیار ہونے تک انتظار کرنا ہوگا اور اس زمانے کی اُجرت بھی مشتری سے نہیں دلائی جائے گی۔ ہاں اگر زراعت سے زمین میں کچھ نقصان پیدا ہوگیا تو بقدر نقصان ثمن میں سے کم کر کے بقیہ ثمن شفیع ادا کریگا۔(11)

مسئلہ ۱۱: مشتری نے مکان میں روغن کرلیا یا رنگ کرایا یا سفیدی کرائی یا پلاسٹر کرایا تو ان چیزوں کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا شفیع کو یہ بھی دینا ہوگا اور اگر نہ دینا چاہے تو شفعہ چھوڑ دے۔(12)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے مکان خریدا اور اُسے خود اسی مشتری نے مُنہدِم کر دیا (گرادیا) یا کسی دوسرے شخص نے مُنہدِم کر دیا تو ثمن کو زمین اور بنی ہوئی عمارت کی قیمت پر تقسیم کریں۔ زمین کے مقابل میں ثمن کا جتنا حصہ آئے وہ دے کر زمین لے لے اور اگر وہ عمارت خود منہدم ہوگئی کسی نے گرائی نہیں تو ثمن کو اُس زمین اور اس ملبہ پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں پڑے اوس کے عوض میں زمین کو لے لے۔ اور آگ سے وہ مکان جل گیا اور کوئی سامان باقی نہ رہا یا سیلاب ساری عمارت کو بہالے گیا تو پورے ثمن کے عوض میں شفیع اُس زمین کو لے سکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: مشتری نے صرف عمارت بیچ دی اور زمین نہیں بیچی ہے مگر عمارت ابھی قائم ہے تو شفیع اُس بیع کو توڑ سکتا ہے اور عمارت و زمین دونوں کو بذریعہ شفعہ لے سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: مشتری یا کسی دوسرے نے عمارت منہدم کردی ہے یا وہ خود گر گئی اور ملبہ موجود ہے شفیع یہ چاہتا ہے کہ شفعہ میں اس سامان کو بھی لے لے وہ ایسا نہیں کرسکتا بلکہ صرف زمین کو لے سکتا ہے۔ یوہیں اگر مشتری نے مکان میں سے دروازے نکلوا کر بیچ ڈالے تو شفیع ان دروازوں کو نہیں لے سکتا بلکہ دروازوں کی قیمت کی قدر زرِ ثمن سے کم کر کے

---

(10) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فیمایؤ خذبہ المشفوع، ج۲،ص۳۱۶۔

والدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹،ص۳۸۷۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثامن فی تصرف المشتری...إلخ، ج۵،ص۱۸۰۔

(12) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹،ص۳۸۷۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثامن فی تصرف المشتری...إلخ، ج۵،ص۱۸۰۔

(14) المرجع السابق

مکان کوشفعہ میں لے سکتا ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: مکان کا کچھ حصہ دریابُرد ہوگیا (یعنی دریا بہالے گیا) کہ اس حصہ میں دریا کا پانی جاری ہے تو مابقی (باقی ماندہ) کوحصہ ثمن کے مقابل میں شفیع لے سکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۶: زمین خریدی جس میں درخت ہیں اور درختوں میں پھل لگے ہوئے ہیں اور مشتری نے پھل بھی اپنے لیے شرط کرلیے ہیں اوراس میں شفعہ ہوا اگر پھل اب بھی موجود ہیں توشفیع زمین و درخت اور پھل سب کو لے گا اور اگر پھل ٹوٹ چکے ہیں توصرف زمین و درخت لے گا اور پھلوں کی قیمت ثمن سے کم کردی جائے گی۔ اور اگرخریدنے کے بعد پھل آئے اس میں چند صورتیں ہیں ابھی تک درخت بائع ہی کے قبضہ میں تھے کہ پھل آگئے توشفیع پھلوں کوبھی لے گا اور پھل توڑ لیے ہوں توان کی قیمت کی مقدار ثمن سے کم کی جائے گی۔ اور اگرمشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھل آئے اور پھل موجود ہیں توشفیع پھلوں کوبھی لے گا اور ثمن میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور اگر مشتری نے توڑ کر بیچ ڈالے یا کھا لیے توشفیع کو زمین و درخت ملیں گے اور ثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔(17)

مسئلہ ۱۷: بیع میں پھل مشروط تھے اور آفت سماویہ (قدرتی آفت مثلاً بارش، آندھی، طوفان وغیرہ) سے پھل جاتے رہے توان کے مقابل میں ثمن کا حصہ ساقط ہوجائے گا۔ اور اگر بعد میں پیدا ہوئے اور آفت سماویہ سے جاتے رہے توثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔(18)

مسئلہ ۱۸: شفیع کے لینے سے پہلے مشتری نے جائداد میں تصرفات کیے شفیع اُس کے تمام تصرفات کورد کردے گا مثلاً مشتری نے بیع کردی یا ہبہ کردی اور قبضہ بھی دے دیا یا اُس کوصدقہ کردیا بلکہ اُس کومسجد کردیا اور اُس میں نماز بھی پڑھ لی گئی یا اُس کوقبرستان بنایا اور مردہ بھی اُس میں دفن کردیا گیا یا اور کسی قسم کا وقف کیا غرض کسی قسم کا تصرف کیا ہو شفیع ان تمام تصرفات کو باطل کرکے وہ جائداد لے لے گا۔(19)

---

(15) المرجع السابق۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثامن فی تصرف المشتری۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۱۸۰۔

(17) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۲، ص۳۱۷۔

والدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۹۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثامن فی تصرف المشتری۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۱۸۰۔

(18) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص۳۹۰۔

(19) المرجع السابق، ص۳۸۸۔

مسئلہ ۱۹: شفعہ سے پہلے مشتری نے جو کچھ تصرف کیا ہے وہ تصرف صحیح ہے مگر شفیع اس کو توڑ دے گا یہ نہیں کہا جائیگا کہ وہ تصرف ہی صحیح نہیں ہے لہٰذا اس جائداد کو اگر مشتری نے کرایہ پر دیا تو یہ کرایہ مشتری کے لیے حلال ہے بلکہ درخت و زراعت کو مشتری نے بیچ کر ڈالی ہے تو ثمن بھی مشتری کے لیے حلال طیب ہے۔(20)

مسئلہ ۲۰: ایک مکان کا نصف حصہ غیر معین خریدا خریدنے کے بعد بذریعہ تقسیم مشتری نے اپنا حصہ جدا کرلیا یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو یا حکم قاضی سے بہرحال شفیع اسی حصہ کو لے سکتا ہے جو مشتری کو ملا اُس تقسیم کو توڑ کر جدید تقسیم نہیں کراسکتا اور اگر مکان میں دو شخص شریک تھے ایک نے اپنا حصہ بیچ کر دیا اور مشتری نے دوسرے شریک سے تقسیم کرائی اور اپنا حصہ جدا کرلیا اس صورت میں شفیع اس تقسیم کو توڑ سکتا ہے۔(21)

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثامن فی تصرف المشتری...إلخ، ج۵، ص۱۸۱۔

(21) المرجع السابق

کس میں شفعہ ہوتا ہے اور کس میں نہیں

مسائل فقہیۃ

مسئلہ ۱: شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ میں ہوسکتا ہے جس کی مِلک مال کے عوض میں حاصل ہوئی ہو اگرچہ وہ جائداد قابل تقسیم نہ ہو جیسے چکی کا مکان اور حمام اور کوآں اور چھوٹی کوٹھری کہ یہ چیزیں اگرچہ قابل تقسیم نہیں ہیں ان میں بھی شفعہ ہوسکتا ہے۔ جائداد منقولہ میں شفعہ نہیں ہوسکتا لہٰذا کشتی اور صرف عمارت یا صرف درخت کسی نے خریدے ان میں شفعہ نہیں ہوسکتا اگرچہ یہ طے پایا ہو کہ عمارت اور درخت برقرار رہیں گے ہاں اگر عمارت یا درخت کو زمین کے ساتھ فروخت کیا تو تبعاً ان میں بھی شفعہ ہوگا۔(1)

مسئلہ ۲: جائداد غیر منقولہ کو نکاح کا مَہر قرار دیا یا عورت نے اُس کے عوض میں خلع کرایا یا کسی چیز کی اُجرت اُس کو قرار دیا یا دم عمد کا اُسے بدل صلح قرار دیا یا وراثت میں ملی یا کسی نے بطور صدقہ دے دی یا ہبہ کی بشرطیکہ ہبہ میں عوض کی شرط نہ ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ ان سب صورتوں میں مال کے عوض میں ملک نہیں حاصل ہوئی۔(2)

مسئلہ ۳: کسی شخص پر ایک چیز کا دعویٰ تھا اس نے اپنا مکان دے کر مدعی سے صلح کر لی اس پر شفعہ ہوسکتا ہے اگرچہ یہ صلح انکار یا سکوت (خاموشی) کے بعد ہو کیونکہ مدعی اس کو اپنے اس حق کے عوض میں لینا قرار دیتا ہے اور شفعہ کا تعلق اسی مدعی سے ہے لہٰذا مدعی علیہ کے انکار کا اعتبار نہیں اور اگر اسی مکان کا دعویٰ تھا اور مدعی علیہ نے اقرار کے بعد کچھ دے کر مدعی سے صلح کر لی تو شفعہ ہوسکتا ہے کہ یہ صلح حقیقۃً اُن داموں کے عوض اس مکان کو خریدنا ہے اور اگر مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد صلح کی تو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ کچھ دے کر جھگڑا کاٹنا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: اگر بیع میں بائع نے اپنے لیے خیار شرط کیا ہو تو جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ خیار ہوتے ہوئے مبیع مِلکِ بائع سے خارج ہی نہ ہوئی شفعہ کیونکر ہو اور صحیح یہ ہے کہ شفعہ کی طلب خیار ساقط ہونے پر کی جائے اور اگر مشتری نے اپنے لیے خیار شرط کیا تو شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ مبیع مِلکِ بائع سے خارج ہوگئی اور اندرون مدت خیار شفیع

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ماتثبت ھی فیہ اَولا تثبت، ج۹، ص ۳۹۳۔

(2) المرجع السابق، ص ۳۹۴۔

(3) ردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب ماتثبت ھی فیہ اَولا تثبت، ج۹، ص ۳۹۴۔

نے لے لیا تو بیع واجب ہوگئی اور شفیع کے لیے خیار شرط نہیں حاصل ہوگا۔(4)

مسئلہ ۵: بیع فاسد میں اُس وقت شفعہ ہوگا جب بائع کا حق منقطع ہو جائے یعنی اُسے واپس لینے کا حق نہ رہے مثلاً اس جائداد میں مشتری نے کوئی تصرّف کر لیا نئی عمارت بنائی اب شفعہ ہوسکتا ہے اور ہبہ بشرط العوض (وہ ہبہ جس میں عوض مشروط ہو) میں اُس وقت شفعہ ہوسکتا ہے جب تقابض بدلین ہو جائے یعنی اس نے اس کی چیز اور اس نے اس کی چیز پر قبضہ کر لیا اور فقط ایک نے قبضہ کیا ہو دوسرے نے قبضہ نہیں کیا ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا اور فرض کرو ایک نے ہی قبضہ کیا اور شفیع نے شفعہ کی تسلیم کر دی تو دوسرے کے قبضہ کے بعد شفعہ کرسکتا ہے کہ وہ پہلی تسلیم صحیح نہیں کہ قبل از وقت ہے۔(5)

مسئلہ ۶: بیع فاسد کے ذریعہ سے ایک مکان خریدا اس کے بعد اس مکان کے پہلو میں دوسرا مکان فروخت ہوا اگر وہ مکان اول ابھی تک بائع ہی کے قبضہ میں ہے تو بائع شفعہ کرسکتا ہے کیوں کہ بیع فاسد سے بائع کی مِلک زائل نہیں ہوئی اور اگر مشتری کو قبضہ دے دیا ہے تو مشتری شفعہ کرسکتا ہے کہ اب یہ مالک ہے اور اگر بائع کا قبضہ تھا اور اس نے شفعہ کا دعویٰ کیا تھا اور قبل فیصلہ مشتری کو قبضہ دے دیا شفعہ باطل ہوگیا اور فیصلہ کے بعد مشتری کے قبضہ میں دیا تو جائدادِ مشفوعہ (وہ جائداد جس پر شفعہ کا دعویٰ کیا گیا) پر اس کا کچھ اثر نہیں اور اگر مشتری کا قبضہ تھا اور مشتری نے شفعہ کا دعویٰ بھی کیا تھا اور قبل فیصلہ بائع نے مشتری سے واپس لے لیا تو مشتری کا دعویٰ باطل ہوگیا اور بعد فیصلہ بائع نے واپس لیا تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی مشتری اس مکان کا مالک ہے جس کو بذریعہ شفعہ حاصل کیا۔(6)

مسئلہ ۷: جائداد فروخت ہوئی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کر دیا پھر مشتری نے خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کر دی یا اس میں عیب نکلا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی تو اس واپسی کو بیع قرار دے کر شفیع شفعہ نہیں کرسکتا کہ یہ واپسی فسخ ہے بیع نہیں ہے اور اگر عیب کی صورت میں بغیر حکم قاضی بائع نے خود واپس لے لی تو شفعہ ہوسکتا ہے کہ حق ثالث میں یہ بیع جدید ہے۔ یوہیں اگر بیع کا اقالہ ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔(7)

❁❁❁❁❁

---

(4) الهداية، كتاب الشفعة، باب ماتجب فيه الشفعة... إلخ، ج۲، ص۳۱۹.

(5) الدرالمختار، كتاب الشفعة، باب طلب عندالقاضي... إلخ، ج۹، ص۳۹۳.

(6) الهداية، كتاب الشفعة، باب ماتجب فيه الشفعة... إلخ، ج۲، ص۳۲۰.

(7) الدرالمختار، كتاب الشفعة، باب ماتثبت هي فيه أو لا تثبت، ج۹، ص۳۹۶.

شفعہ باطل ہونے کے وجوہ

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: طلب مواثبت یا طلب اشہاد نہ کرنے سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ شفعہ کی تسلیم سے بھی باطل ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ اس مکان کا شفعہ میں نے تسلیم کر دیا۔ بائع کے لیے تسلیم کرے یا مشتری یا وکیل مشتری کے ولیے، قبضہ مشتری سے قبل تسلیم کرنے یا بعد میں ہر صورت میں باطل ہو جاتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ بیع کے بعد تسلیم ہو اور اگر بیع سے قبل تسلیم پائی گئی تو اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔ یوہیں اگر یہ کہے کہ میں نے شفعہ باطل کر دیا یا ساقط کر دیا جب بھی شفعہ باطل ہو جائے گا۔ نابالغ کے لیے حق شفعہ تھا اُس کے باپ یا وصی نے تسلیم کی شفعہ باطل ہو گیا۔(1)

مسئلہ ۲: طلب شفعہ کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے قاضی کے پاس شفعہ کی تسلیم کر دی یا یہ اقرار کیا کہ میرے موکل نے تسلیم کر دی ہے اس سے بھی شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر یہ تسلیم یا اقرار تسلیم قاضی کے پاس نہ ہو تو شفعہ باطل نہیں ہوگا مگر یہ وکیل وکالت سے خارج ہو جائے گا۔(2)

مسئلہ ۳: جس شخص کے لیے تسلیم کا حق ہے اس کا سکوت بھی شفعہ کو باطل کر دیتا ہے مثلاً باپ یا وصی کا خاموش رہنا بھی مُبطِل (یعنی شفعہ کو باطل کرنے والا ہے) ہے۔(3)

مسئلہ ۴: مشتری نے شفیع کو کچھ دے کر مصالحت کر لی کہ شفعہ نہ کرے یہ صلح بھی باطل ہے کہ جو کچھ دینا قرار پایا ہے رشوت ہے اور اس صلح کی وجہ سے شفعہ بھی باطل ہو گیا۔ یوہیں اگر حق شفعہ کو مال کے بدلے میں بیع کیا یہ بیع بھی باطل ہے اور شفعہ بھی باطل ہو گیا۔(4)

مسئلہ ۵: شفیع نے مشتری سے یوں مصالحت کی نصف مکان مجھے اتنے میں دے دے یہ صلح صحیح ہے اور اگر یوں مصالحت کی کہ یہ کمرہ مجھے دے دے اس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ میں دوں گا تو صلح صحیح نہیں مگر شفعہ بھی

---

(1) الدر المختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۳۹۸۔۴۰۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...الخ، ج۵، ص۱۸۲ والباب الثانی عشر فی شفعۃ الصبی، ص۱۹۲۔

(2) الدر المختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۰۔

(3) الدر المختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۰۔

(4) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۲، ص۳۲۱۔

ساقط نہ ہوگا۔(5)

مسئلہ ۶: شفیع نے مشتری سے اوس جائداد کا نرخ چکایا یا یہ کہا کہ میرے ہاتھ بیع تولیہ کردیا اجارہ پر لیا یا مشتری سے کہا میرے پاس ودیعت (امانت) رکھ دو یا میرے لیے ودیعت رکھ دو یا میرے لیے اس کی وصیت کردو یا مجھے صدقہ کے طور پر دے دوان سب صورتوں میں شفعہ کی تسلیم ہے۔(6)

مسئلہ ۷: ہبہ بشرط العوض میں بعد تقابض بدلین شفیع نے شفعہ کی تسلیم کی اس کے بعد اون دونوں نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اُس عوض کے مقابل میں بیع کی تھی اب شفیع کو شفعہ کا حق نہیں ہے اور اگر ہبہ بغیر عوض میں بعد تسلیم شفعہ اون دونوں نے ہبہ بشرط العوض یا بیع کا اقرار کیا تو شفعہ کرسکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: شفعہ کے فیصلہ سے پہلے شفیع مرگیا شفعہ باطل ہوگیا یعنی اس میں میراث نہیں ہوگی کہ وہ مرگیا تو اس کا وارث اس کے قائم مقام ہوکر شفعہ کرے اور فیصلہ کے بعد شفیع کا انتقال ہوا تو شفعہ باطل نہیں ہوا۔(8)

مسئلہ ۹: مشتری یا بائع کی موت سے شفعہ باطل نہیں ہوتا بلکہ شفیع اون کے وارثوں سے مطالبہ کریگا کہ یہ اُن کے قائم مقام ہیں اور مشتری کے ذمہ اگر دین ہے تو اُس کی ادا کے لیے یہ جائداد نہیں بیچی جائے گی۔ قاضی یا وصی نے بیع کر دی ہو تو شفیع اس بیع کو باطل کردے گا اور اگر مشتری نے یہ وصیت کی ہے کہ فلاں کو دی جائے تو یہ وصیت بھی شفیع باطل کر دے گا۔(9)

مسئلہ ۱۰: جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے قبل فیصلہ شفیع نے وہ جائداد بیع کردی حق شفعہ باطل ہوگیا اگرچہ اس جائداد کی بیع کا اُسے علم نہ تھا جس پر شفعہ کرتا۔ یوہیں اگر اُس کو مسجد یا مقبرہ کردیا یا کسی دوسری طرح وقف کر دیا اب شفعہ نہیں کرسکتا اور اگر اُس جائداد کو بیع کردیا مگر اپنے لیے خیار شرط رکھا ہے تو جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ باطل نہیں ہوگا۔(10)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۱.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...إلخ، ج۵، ص۱۸۲.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...إلخ، ج۵، ص۱۸۲.

(8) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۱.

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۱.

(10) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۲، ص۳۲۱.

والدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۲.

مسئلہ ۱۱: شفیع نے اپنی پوری جائداد نہیں فروخت کی ہے بلکہ آدھی یا تہائی بیچی الغرض کچھ باقی ہے تو شفعہ کا حق بدستور قائم ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: شفیع نے مشتری سے وہ جائداد خرید لی اس کا شفعہ باطل ہوگیا دوسرا شخص جو اس کی برابر کا ہے یعنی مثلاً یہ بھی شریک ہے وہ بھی شریک ہے یا اس سے کم درجہ کا ہے یعنی یہ شریک ہے وہ پڑوسی ہے یہ شفعہ کرسکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلی بیع کے لحاظ سے شفعہ کرے یا دوسری بیع جو مشتری و شفیع کے مابین ہوئی ہے اس کے لحاظ سے شفعہ کرے۔(12)

مسئلہ ۱۳: شفیع نے ضمان درک کیا یعنی مشتری کو اندیشہ تھا کہ اگر اس جائداد کا کوئی دوسرا مالک نکل آیا تو جائداد ہاتھ سے نکل جائے گی اور بائع سے ثمن کی وصولی کی کیا صورت ہوگی شفیع نے ضمانت کرلی شفعہ باطل ہوگیا۔(13)

مسئلہ ۱۴: بائع نے شفیع کو بیع کا وکیل کیا اسی وکیل نے بیع کی اب شفعہ نہیں کرسکتا اور مشتری نے کسی کو مکان خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خریدا تو اس خریدنے کی وجہ سے شفعہ نہیں باطل ہوگا۔ یوہیں اگر بائع نے بیع میں شفیع کے لیے خیار شرط کیا کہ اُسے اختیار ہے بیع کو نافذ کرے یا نہ کرے اُس نے نافذ کردی حق شفعہ باطل ہوگیا۔ اور اگر مشتری نے ایسے شخص کے لیے خیار شرط کیا جو شفعہ کریگا اُس نے خیار ساقط کر کے بیع کو نافذ کردیا حق شفعہ نہیں باطل ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۵: شفیع کو یہ خبر ملی تھی کہ مکان ایک ہزار کو فروخت ہوا ہے اوس نے تسلیم شفعہ کردی بعد میں معلوم ہوا کہ ہزار سے کم میں فروخت ہوا ہے یا ہزار روپے میں نہیں فروخت ہوا ہے بلکہ اتنے من گیہوں یا جو کے بدلے میں فروخت ہوا ہے اگرچہ ان کی قیمت ایک ہزار بلکہ ایک ہزار سے زیادہ ہو تو تسلیم صحیح نہیں بلکہ شفعہ کرسکتا ہے اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ ہزار روپے کی اشرفیوں کے عوض میں فروخت ہوا ہے یا عروض کے عوض میں فروخت ہوا جن کی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہیں کرسکتا۔(15)

مسئلہ ۱۶: شفیع کو یہ خبر ملی کہ ثمن از قبیل مکیل و موزون فلاں چیز ہے اور تسلیم شفعہ کردی بعد کو معلوم ہوا کہ مکیل و

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...إلخ، ج۵، ص۱۸۴.

(12) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۲.

(13) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۲.

(14) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۲، ص۳۲۱.

(15) المرجع السابق، ص۳۲۲.

موزون کی دوسری جنس ثمن ہے تو شفعہ کرسکتا ہے اگرچہ اس کی قیمت اُس سے کم یا زیادہ ہو۔(16)

مسئلہ ۱۷: یہ خبر ملی تھی کہ مشتری زید ہے اس نے تسلیم کردی بعد کو معلوم ہوا کہ دوسرا شخص ہے تو شفعہ کرسکتا ہے اور اگر بعد کو معلوم ہوا کہ زید وعمرو دونوں مشتری ہیں تو زید کے حصہ میں نہیں کرسکتا عمرو کے حصہ میں کرسکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۸: شفیع کو خبر ملی تھی کہ نصف مکان فروخت ہوا ہے اُس نے تسلیم شفعہ کردی بعد میں معلوم ہوا کہ پورا مکان فروخت ہوا تو شفعہ کرسکتا ہے اور اگر پہلے یہ خبر تھی کہ کل فروخت ہوا اُس نے تسلیم کردی بعد کو معلوم ہوا کہ نصف فروخت ہوا تو شفعہ نہیں کرسکتا۔(18) یہ اُس صورت میں ہے کہ کل کا جو ثمن تھا اُتنے ہی میں نصف کا فروخت ہونا معلوم ہوا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ نصف کا ثمن کل کے ثمن کا نصف ہے تو شفعہ کرسکتا ہے مثلاً پہلے یہ خبر ملی تھی کہ پورا مکان ایک ہزار میں فروخت ہوا اور اب یہ معلوم ہوا کہ نصف مکان پانسو میں فروخت ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے پہلے کی تسلیم مانع نہیں ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: شفیع نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو فروخت ہوا ہے میرا ہی ہے بائع کا نہیں ہے شفعہ نہیں کرسکتا یعنی شفعہ باطل ہوگیا اور اگر پہلے شفعہ کا دعویٰ کیا اور اب کہتا ہے کہ میرا ہی مکان ہے یہ دعوے نامقبول ہے۔(20) اور اگر یوں کہا کہ یہ مکان میرا ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اگر مالک ہونے کی حیثیت سے ملا تو ملا ورنہ شفعہ سے لوں گا اس طرح کہنے سے نہ شفعہ باطل ہوا نہ دعوائے مِلک باطل۔(21)

مسئلہ ۲۰: جس جانب شفیع کا مکان یا زمین ہے اس جانب ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک ایک ہاتھ چھوڑ کر باقی مکان بیچ ڈالا یعنی جائداد مبیعہ اور جائداد شفیع میں فاصلہ ہوگیا اب شفعہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں اتصال ہی نہ رہا۔ یوہیں، گر ایک ہاتھ کی قدر یہاں سے وہاں تک مشتری کو ہبہ کردیا اور قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد باقی جائداد کو فروخت کیا تو شفعہ نہیں کرسکتا۔(22)

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...الخ، ج۵، ص۱۸۴۔

(17) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۴، ص۳۲۲۔

(18) الدر المختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۳۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب التاسع فیما یبطل بہ...الخ، ج۵، ص۱۸۴۔

(20) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشفعۃ، فصل فی الطلب، ج۲، ص۴۴۷۔

(21) الدر المختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۱۷۔

(22) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۴، ص۳۲۲۔

مسئلہ ۲۱: مکان کے سو سہام (سہم کی جمع حصے) میں سے ایک سہم پہلے خرید لیا باقی سہام کو بعد میں خریدا تو پڑوسی کا شفعہ صرف پہلے سہم میں ہوسکتا ہے کہ بعد میں جو کچھ خریدا ہے اُس میں خود مشتری شریک ہے۔ مشتری ان ترکیبوں سے شفعہ کا حق باطل کرسکتا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: شفعہ ثابت ہوجانے کے بعد اس کے اسقاط کا حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے مثلاً مشتری شفیع سے یہ کہے کہ تم شفعہ کر کے کیا کرو گے اگر تم اسے لینا ہی چاہتے ہو تو جتنے میں میں نے لیا ہے اتنے میں تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا شفیع نے کہہ دیا ہاں یا کہا میں خرید لوں گا شفعہ باطل ہوگیا یا اس سے کسی مال پر مشتری نے مصالحت کر لی شفعہ بھی باطل ہوگیا اور مال بھی نہیں دینا پڑا۔(24)

مسئلہ ۲۳: ایسی ترکیب کرنا کہ شفعہ کا حق ہی نہ پیدا ہونے پائے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں کراہت نہیں قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: نابالغ بچہ کو بھی حق شفعہ حاصل ہوتا ہے بلکہ جو بچہ ابھی پیٹ میں ہے اوس کو بھی یہ حق حاصل ہے جب کہ جائداد کی خریداری سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہوگیا ہو اور اگر شکم میں بچہ ہے اور اس کا باپ مر گیا اور یہ جائداد کا وارث ہوا اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد جائداد فروخت ہوئی تو اگرچہ وقت خریداری سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا ہو شفعہ کا بھی اسے حق ملے گا۔(26)

مسئلہ ۲۵: نابالغ کے لیے جب حق شفعہ ہے تو اس کا باپ یا باپ کا وصی یہ نہ ہو تو دادا پھر اس کے بعد اس کا وصی یہ بھی نہ ہو تو قاضی نے جس کو وصی مقرر کیا ہو وہ شفعہ کو طلب کریگا اور ان میں سے کوئی نہ ہو تو یہ خود بالغ ہو کر مطالبہ کریگا اور اگر ان میں سے کوئی ہو مگر اس نے قصداً طلب نہ کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا۔(27)

مسئلہ ۲۶: باپ نے ایک مکان خریدا اور اُس کا نابالغ لڑکا شفیع ہے اور باپ نے نابالغ کی طرف سے طلب شفعہ نہیں کی شفعہ باطل ہوگیا کہ خریدنا طلب شفعہ کے منافی نہ تھا اور اگر باپ نے مکان بیچا اور نابالغ لڑکا شفیع ہے اور باپ

---

(23) الھدایۃ، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۴، ص۳۲۲، وغیرھا۔

(24) العنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطل بہ الشفعۃ، ج۸، ص۳۴۴، وغیرھا۔

(25) الدرالمختار، کتاب الشفعۃ، باب ما یبطلھا، ج۹، ص۴۰۸۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشفعۃ، الباب الثانی عشر فی شفعۃ الصبی، ج۵، ص۱۹۱۔

(27) المرجع السابق، ص۱۹۲۔

نے طلب نہ کی شفعہ باطل نہ ہوا کہ بیع کرنا طلب شفعہ کے منافی تھا اور اس صورت میں وہ لڑکا بعد بلوغ شفعہ طلب کرسکتا ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: باپ نے مکان غبن فاحش کے ساتھ خریدا تھا اس وجہ سے نابالغ کے لیے شفعہ طلب نہیں کیا کہ اُس کے مال سے نقصان کے ساتھ اُسے لینے کا حق نہ تھا اس صورت میں حق شفعہ باطل نہیں ہے وہ لڑکا بالغ ہوکر شفعہ کرسکتا ہے۔(29)

(28) المرجع السابق۔

(29) المرجع السابق۔

تقسیم کا بیان

تقسیم کا جواز قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا:

(وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ) (1)

اور انھیں خبر دے دو کہ پانی کی ان کے مابین تقسیم ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

(وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی) (2)

جب تقسیم کے وقت رشتہ والے آجائیں۔

اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے غنیمتوں اور میراثوں کی تقسیم فرمائی اور اس کے جواز پر اجماع بھی منعقد ہے۔

❁❁❁❁❁

---

(1) پ ۲۷، القمر: ۲۸.

(2) پ ۴، النساء: ۸.

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں عذر جمیل وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا زمنۂ صحابہ میں اس پر عمل تھا محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ اُن کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرکے کھانا پکایا اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں ومسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت ودعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہوگیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کرسکے باوجود یہ کہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مُصر ہوگئے۔ اللہ ہدایت کرے

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: شرکت کی صورت میں ہر ایک شریک کی مِلک دوسرے کی مِلک سے ممتاز نہیں ہوتی اور ہر ایک کسی مخصوص حصہ سے نفع پر قادر نہیں ہوتا ان حصوں کو جدا کر دینے کا نام تقسیم ہے جب شرکا میں سے کوئی شخص تقسیم کی درخواست کرے تو قاضی پر لازم ہے کہ اس کی درخواست قبول کرے اور تقسیم کر دے۔(1)

مسئلہ ۲: قاضی کو اُس کی درخواست قبول کرنا اُس وقت ضروری ہے کہ تقسیم سے اس چیز کی منفعت فوت نہ ہو یعنی وہ چیز جس کام کے لیے عرف میں ہے وہ کام تقسیم کے بعد بھی اس سے لیا جاسکے اور اگر تقسیم سے منفعت جاتی رہے مثلاً حمام کو اگر تقسیم کر دیا جائے تو حمام نہ رہے گا اگرچہ اُس میں دوسرے کام ہو سکتے ہوں لہٰذا اس کی تقسیم سے منفعت فوت ہوتی ہے یہ تقسیم قاضی کے ذمہ لازم نہیں۔ جس چیز میں تقسیم سے منفعت فوت ہو اُس کی تقسیم اُس وقت کی جائے گی جب تمام شرکا تقسیم پر راضی ہوں۔(2)

مسئلہ ۳: تقسیم میں اگرچہ ایک شریک کا حصہ دوسرے شرکا کے حصوں سے جدا کرنا ہے مگر اس میں مبادلہ کا (باہم تبدیل ہونے کا) پہلو بھی پایا جاتا ہے کیونکہ شرکت کی صورت میں ہر جز میں ہر ایک شریک کی مِلک (ملکیت) ہے اور تقسیم سے یہ ہوا کہ اس کے حصہ میں جو اس کی مِلک تھی اُس کے عوض میں اس حصہ میں جو اُس کی مِلک تھی حاصل کر لی۔ مثلی چیزوں میں جدا کرنے کا پہلو غالب ہے اور قیمی میں مبادلہ کا پہلو غالب۔(3)

مسئلہ ۴: مکیل (ناپ سے بکنے والی اشیاء) وموزون (وزن سے بکنے والی اشیاء) اور دیگر مثلی چیزوں میں تقسیم کے بعد ایک شریک اپنا حصہ دوسرے کی عدم موجودگی (غیر موجودگی) میں لے سکتا ہے اور قیمی چیزوں میں چونکہ مبادلہ کا پہلو غالب ہے تقسیم کے بعد ایک شریک دوسرے کی عدم موجودگی میں نہیں لے سکتا۔(4)

مسئلہ ۵: دو شخصوں نے چیز خریدی پھر اس کو باہم تقسیم کر لیا اب ایک شخص اپنا حصہ مرابحہ کے طور پر بیع کرنا چاہتا

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۲۳۱۔

ردالمحتار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۱۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۲۔

(3) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۲۔

(4) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، ج۲، ص۳۲۵۔

ہے یہ نہیں کرسکتا۔(5)

مسئلہ ۶: کیلی یا موزوں دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ ہے تقسیم کے بعد اُس موجود یا بالغ نے اپنا حصہ لے لیا یہ تقسیم اُس وقت صحیح ہے کہ دوسرے شریک یعنی غائب یا نابالغ کو اس کا حصہ پہنچ جائے اور اگر ان کو حصہ نہ ملا فرض کرو کہ ہلاک ہوگیا تو تقسیم باقی نہیں رہے گی ٹوٹ جائے گی یعنی جو شخص حصہ لے چکا ہے اُس حصہ کو ان دونوں کے مابین پھر تقسیم کیا جائے گا۔(6)

مسئلہ ۷: غیر مثلی چیزیں اگر ایک ہی جنس کی ہوں اور ایک شریک نے تقسیم کا مطالبہ کیا تو دوسرا شریک تقسیم پر مجبور کیا جائے گا یہ نہیں خیال کیا جائے گا کہ یہ مبادلہ ہے اس میں رضامندی ضروری ہے البتہ شرکت کی لونڈی غلام میں جبریہ تقسیم نہیں ہے۔(7)

مسئلہ ۸: بہتر یہ ہے کہ تقسیم کے لیے کوئی شخص حکومت کی جانب سے مقرر کر دیا جائے جس کو بیت المال سے وظیفہ دیا جائے اور اگر بیت المال سے وظیفہ نہ دیا جائے بلکہ اُس کی مناسب اُجرت شرکا کے ذمہ ڈال دی جائے یہ بھی جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۹: بانٹنے والے کی اُجرت تمام شرکا پر برابر برابر ڈالی جائے اُن کے حصوں کے کم زیادہ ہونے کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً ایک شخص کی ایک تہائی ہے دوسرے کی دو تہائیاں دونوں کے ذمہ اُجرت تقسیم یکساں ہوگی کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے مواقع پر مشترک چیز میں کام کرنے والے کی اُجرت ہر ایک شریک پر بقدر حصہ ہے مثلاً مشترک غلہ کے ناپنے یا کسی چیز کے تولنے کی اُجرت یا مشترک دیوار بنانے یا اُس میں کہگل (بھس ملی ہوئی مٹی کا پلستر) کرنے کی اُجرت یا مشترک نہر کھودنے یا اُس میں سے مٹی نکالنے کی اُجرت سب شرکا کے ذمہ برابر نہیں بلکہ ہر ایک کا جتنا حصہ ہے اُسی مناسبت سے سب کو اُجرت دینی ہوگی۔(9)

مسئلہ ۱۰: تقسیم کرنے کے لیے ایسا شخص مقرر کیا جائے جو عادل ہو امین ہو اور تقسیم کرنا جانتا ہو بددیانت

---

(5) المرجع السابق۔

(6) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۳۔

(7) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، ج۲، ص۳۲۵۔

والدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۴۔

(8) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، ج۲، ص۳۲۵۔

(9) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۲۵،۴۲۶۔

اناڑی (ناتجربہ کار، ان جان، ناواقف) کو یہ کام نہ سپرد کیا جائے۔(10)

مسئلہ ۱۱: ایک ہی شخص اس کام کے لیے معین نہ کیا جائے یعنی لوگوں کو اس پر مجبور نہ کیا جائے کہ اسی سے تقسیم کرائیں کہ اس صورت میں وہ جو چاہے گا اُجرت لے لیا کریگا اور واجبی اُجرت سے زیادہ لوگوں سے وصول کریگا اور یہ بھی موقع نہ دیا جائے کہ تقسیم کنندگان (تقسیم کرنے والے) باہم شرکت کرلیں کہ جو کچھ ان کو تقسیم کے ذریعہ سے وصول کریں گے سب بانٹ لیں گے کہ اس میں بھی وہی اندیشہ ہے کہ اتفاق کرکے یہ لوگ اُجرت میں اضافہ کردیں گے۔(11)

مسئلہ ۱۲: شرکا نے باہم رضامندی کے ساتھ خود ہی تقسیم کرلی یہ تقسیم صحیح و لازم ہے ہاں اگر ان میں کوئی نابالغ یا مجنون ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو یا کوئی شریک غائب ہے اور اس کا کوئی وکیل بھی نہیں ہے جس کی موجودگی میں تقسیم ہو تو یہ اُس وقت لازم ہوگی کہ قاضی اسے جائز کردے یا وہ غائب حاضر ہو کر یا نابالغ بالغ ہو کر یا اُس کا ولی اس تقسیم کو جائز کردے یہ تمام اَحکام اُس وقت ہیں کہ میراث میں ان کی شرکت ہو۔(12)

مسئلہ ۱۳: جائداد منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو) میں چند شخص شریک ہیں وہ کہتے ہیں ہم کو یہ جائداد وراثت میں ملی ہے یا مِلک مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں یا کہتے ہیں ہم نے خریدی ہے یا اور کسی سبب سے اپنی مِلک و شرکت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لوگ تقسیم کرانا چاہتے ہیں محض ان کے کہنے پر تقسیم کردی جائے گی ان سے خریداری وغیرہ کے گواہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ یوہیں جائداد غیر منقولہ کے متعلق اگر یہ لوگ خریدنا بتاتے ہیں یا مِلک مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو اسے بھی تقسیم کردیا جائے گا۔(13)

مسئلہ ۱۴: جائداد غیر منقولہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم کو وراثت میں ملی ہے تو تقسیم اُس وقت کی جائے گی جب گواہوں سے یہ ثابت کردیں کہ مورث مرگیا اور اُس کے ورثہ ہم ہی ہیں ہمارے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ یوہیں اگر کسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت چند شخص یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبضہ میں ہے اور تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو تقسیم نہیں کی جائے گی جب تک یہ ثابت نہ کردیں کہ وہ جائداد انھیں کی ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اون کے قبضہ میں ہو بطور عاریت یا اجارہ

---

(10) الهداية، كتاب القسمة، ج۲، ص۳۲۵.

(11) الهداية، كتاب القسمة، ج۲، ص۳۲۵،۳۲۶.

و الدرالمختار، كتاب القسمة، ج۹، ص۳۲۷.

(12) الدرالمختار، كتاب القسمة، ج۹، ص۳۲۷.

(13) الدرالمختار، كتاب القسمة، ج۹، ص۳۲۸۔۳۲۹.

ہو۔(14)

مسئلہ ۱۵: شرکا نے مورث کی موت اور ورثہ کی تعداد کو ثابت کر دیا مگر ان وارثوں میں کوئی نابالغ بھی ہے یا کوئی وارث موجود نہیں ہے غائب ہے تو کسی شخص کو اس نابالغ یا غائب کے قائم مقام کیا جائے گا جو نابالغ کے لیے وصی اور غائب کی طرف سے وکیل ہوگا اس کی موجودگی میں تقسیم ہوگی۔(15)

مسئلہ ۱۶: ایک وارث تنہا حاضر ہوتا ہے اور موتِ مُورث کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو اس کے کہنے پر تقسیم نہیں ہوسکتی جب تک کم از کم دو شخص نہ ہوں اگرچہ ان میں ایک نابالغ ہو یا موصی لہ (وہ شخص جس کے لیے وصیت کی گئی) ہو۔(16)

مسئلہ ۱۷: چند اشخاص نے شرکت میں کوئی چیز خریدی ہے یا میراث کے سوا کسی دوسرے طریقہ سے چیز میں شرکت ہے اور ان شرکا میں سے بعض غائب ہیں تو جب تک یہ حاضر نہ ہوں تقسیم نہیں ہوسکتی۔(17)

مسئلہ ۱۸: ایک وارث غائب ہے اور جائداد منقولہ کل یا اس کا جز اُسی غائب کے قبضہ میں ہے تو جو ورثہ حاضر ہیں وہ تقسیم نہیں کراسکتے۔ یوہیں اگر وارث نابالغ کے قبضہ میں جائداد غیر منقولہ کل یا جز ہے تو بالغین کے مطالبہ پر تقسیم نہیں ہوسکتی۔(18)

(14) المرجع السابق،ص۴۲۹۔

(15) المرجع السابق،ص۴۳۰۔

(16) ردالمحتار،کتاب القسمۃ،ج۹،ص۴۳۱۔

(17) المرجع السابق۔

(18) الھدایۃ،کتاب القسمۃ،ج۲،ص۳۲۷۔

کیا چیز تقسیم کی جائے گی اور کیا نہیں

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مشترک چیز اگر ایسی ہے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک شریک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ قابل انتفاع ہوگا تو ایک شریک کی طلب پر تقسیم کر دی جائے گی اور اگر بعد تقسیم بعض شریک کو اتنی قلیل ملے گی کہ نفع کے قابل نہ ہوگی اور تقسیم وہ شخص چاہتا ہے جس کا حصہ زیادہ ہے تو تقسیم کر دی جائے گی اور جس کا حصہ اتنا کم ہے کہ بعد تقسیم قابل نفع نہیں رہے گا اس کی طلب پر تقسیم نہیں ہوگی۔ (1)

مسئلہ ۲: تقسیم کے بعد ہر شریک کو اتنا ہی حصہ ملے گا جو قابل نفع نہیں تو جب تک سب شرکا راضی نہ ہوں ایک کے چاہنے سے تقسیم نہیں ہوگی مثلاً دکان دو شخصوں کی شرکت میں ہے اگر تقسیم کے بعد ہر ایک کو دکان کا اتنا حصہ ملتا ہے کہ جو کام اس میں کر رہا تھا اب بھی کر سکے گا تو ہر ایک کے کہنے سے تقسیم کر دی جائے گی اور اتنا حصہ نہ ملے تو تقسیم نہیں ہوگی جب تک دونوں راضی نہ ہوں۔ (2)

مسئلہ ۳: ایک ہی جنس کی چیز ہو یا چند طرح کی چیزیں ہوں مگر ہر ایک میں تقسیم کرنی ہو یعنی مثلاً صرف گیہوں یا صرف جو ہوں یا دونوں ہوں مگر دونوں میں تقسیم کرنی ہو تو ایک کے کہنے سے قاضی تقسیم کر دے گا اور اگر دو قسم کی چیزیں ہوں مگر دونوں میں تقسیم جاری نہ کرنی ہو بلکہ ایک کو ایک چیز دے دی جائے اور دوسرے کو دوسری اس طرح کی تقسیم بغیر ہر ایک کی رضامندی کے نہیں ہو سکتی۔ (3)

مسئلہ ۴: جواہر کی تقسیم بغیر رضامندی شرکا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان میں بہت زیادہ تفاوت (فرق) ہوتا ہے۔ یوہیں حمام اور کوآں اور چکی کہ ان کی جبریہ (غیر رضامندی) تقسیم نہیں ہو سکتی کہ تقسیم کے بعد وہ چیز قابلِ اِنتفاع (نفع اُٹھانے کے قابل) نہ رہے گی۔ اور حمام اگر بڑا ہے کہ بعد تقسیم ہر ایک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ کام کے قابل رہے گا تو تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر رضامندی کے ساتھ حمام کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو تقسیم ہو سکتی ہے اگرچہ تقسیم کے بعد ہر ایک کا حصہ حمام نہ

(1) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فیما یقسم... إلخ، ج۲، ص۳۲۷۔

(2) مرجع السابق، ص۳۲۹۔

والدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۳۔

(3) درالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۳، وغیرہ۔

رہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان شرکا کا مقصود ہی یہ ہے کہ اسے حمام نہ رکھیں بلکہ کسی دوسرے کام میں لائیں۔(4)

مسئلہ ۵: چوکھٹ (5) کواڑ (6) اور جانور اور موتی اور بانس اور کمان اور چراغ یہ چیزیں اگر ایک ایک ہوں تو ان کی تقسیم نہیں ہوگی کہ تقسیم سے یہ چیزیں خراب ہو جائیں گی اسی طرح ہر وہ چیز جس کی تقسیم میں توڑنے یا پھاڑنے کی ضرورت ہو تقسیم نہیں ہوگی۔(7)

مسئلہ ۶: کوآں یہ چشمہ یا نہر مشترک ہو شرکا تقسیم چاہتے ہوں اگر اس کے ساتھ زمین نہیں ہے تو تقسیم نہیں کی جائے گی اور اگر زمین بھی ہے تو زمین کی تقسیم کر دی جائے اور وہ چیزیں مشترک رہیں۔(8)

مسئلہ ۷: کتابوں کو ورثہ کے مابین تقسیم نہیں کریں گے کہ ان میں بہت زیادہ تفاوت ہوتا ہے بلکہ ہر ایک شریک مُہایاۃ یعنی باری مقرر کر کے اُن سے نفع حاصل کرسکتا ہے اور اگر رضامندی کے طور پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر وہ لوگ اگر یہ چاہتے ہیں کہ کتابوں کو ورق ورق کر کے تقسیم کر دیا جائے یعنی ہر ایک شریک کو اس کے حصہ کے اوراق دے دیئے جائیں یہ نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ سب اس پر راضی بھی ہوں۔ یوہیں اگر ایک کتاب کی کئی جلدیں ہوں یعنی سب جلدیں مل کر وہ کتاب پوری ہوتی ہو اور ان جلدوں کو تقسیم کرنا چاہتے ہوں تقسیم نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ سب رضامند ہوں۔ ورثہ اگر یہ کہیں کہ کتابوں کی قیمتیں لگا کر قیمت کے لحاظ سے شرکا پر کتابیں تقسیم کر دی جائیں اگر سب اس طرح تقسیم پر راضی ہوں تقسیم کر دی جائے گی۔(9)

مسئلہ ۸: دو مکانوں کے مابین ایک دیوار مشترک ہے اس کی تقسیم بغیر دونوں کی رضامندی کے نہیں ہوسکتی اور رضامند ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی یعنی جبکہ دیوار بدستور باقی رکھتے ہوئے دونوں اپنے اپنے حصہ سے نفع اوٹھا سکیں اور اگر یہ چاہیں کہ دیوار کو مُنہدم کر کے بنیاد کو تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ دونوں رضامند ہوں اس طرح تقسیم نہیں کی جائے گی ہاں اگر وہ خود دیوار کو گرا کر خود ہی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو قاضی انھیں منع بھی نہ کریگا۔(10)

---

(4) الدر المختار ورد المحتار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۴۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم...الخ، ج۵، ص۲۰۸۔

(5) دروازے کی چار لکڑیاں جن میں پٹ لگائے جاتے ہیں، فریم۔

(6) لکڑی کا تختہ یا پٹ جس سے دروازہ بند کرتے ہیں۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم...الخ، ج۵، ص۲۰۸۔

(8) المرجع السابق، ص۲۰۹۔

(9) الدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۵۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم...الخ، ج۵، ص۲۰۷۔

مسئلہ ۹: ایک شخص کی زمین میں دو شخصوں نے مالک زمین کی اجازت سے دیوار بنائی اور یہ دونوں دیوار کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کی رضامندی سے مالک زمین کی عدم موجودگی میں بھی دیوار کی تقسیم ہوسکتی ہے۔ اور اگر مالک زمین نے ان دونوں سے کہہ دیا کہ میری زمین خالی کردو تو دیوار منہدم کرنی ہوگی اور ملبہ اگر قابل تقسیم ہے تو تقسیم کر دیا جائے گا۔(11)

مسئلہ ۱۰: ایک شریک یہ چاہتا ہے کہ اس مشترک چیز کو بیع کر دیا جائے اور دوسرا انکار کرتا ہے اس کو بیع کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔(12)

مسئلہ ۱۱: دکان مشترک قابل تقسیم نہ ہوا یک شریک یہ کہتا ہے کہ نہ اسے کرایہ پر دوں گا نہ باری مقرر کر کے اس سے نفع حاصل کروں گا یہاں باری مقرر کر دی جائے گی اور اس سے یہ کہہ دیا جائے گا کہ تم کو اختیار ہے اپنی باری میں دکان کو بند رکھو یا کسی کام میں لاؤ۔(13)

مسئلہ ۱۲: زراعت مشترک ہے اگر دانے پڑ چکے ہیں مگر ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہے اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی جب تک کھیت کٹ نہ جائے اگرچہ سب شرکا راضی ہوں۔ اور اگر کھیتی بالکل کچی ہے یعنی دانے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور شرکا تقسیم پر راضی ہوں تو تقسیم ہوسکتی ہے مگر اس شرط سے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنا حصہ کاٹ لے یہ نہیں کہ پکنے تک کھیت ہی میں چھوڑ رکھے۔(14)

مسئلہ ۱۳: کپڑے کا تھان اپنی رضامندی سے پھاڑ کر تقسیم کرسکتے ہیں اس میں جبری تقسیم نہیں ہوسکتی۔ سلا ہوا کپڑا مثلاً کرتہ یا اُچکن (15) اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔ دو کپڑے مختلف قیمت کے ہوں ان کی بھی جبری تقسیم نہیں ہوسکتی اس لیے کہ جو کم درجہ کا ہے اس کے ساتھ روپیہ شامل کرنا ہوگا تاکہ دونوں جانب برابری ہوجائے اور یہ بات بغیر دونوں کی رضامندی کے ہو نہیں سکتی اور جب دونوں راضی ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی۔(16)

مسئلہ ۱۴: ایک ہی دھات کے مختلف قسم کے برتن مثلاً دیگچی، لوٹا، کٹورا، طشت ان کو بغیر رضامندی شرکا تقسیم نہیں

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم... إلخ، ج۵، ص۲۰۸۔

(12) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۴، ۴۳۵۔

(13) المرجع السابق، ص۴۳۵۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم... إلخ، ج۵، ص۲۰۸۔

(15) چولی دامن کا گھٹنوں سے نیچے تک کا ایک قسم کا لمبا لباس۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان مایقسم... إلخ، ج۵، ص۲۰۸، ۲۰۹۔

کیا جائے گا۔ یوہیں سونے یا چاندی یا پیتل یا اور کسی دھات کے زیور بغیر رضامندی تقسیم نہیں ہوں گے اگرچہ سب زیور ایک ہی دھات کے ہوں اور سونا چاندی وغیرہا دھاتیں اگر ان کی کوئی چیز بنی ہوئی نہ ہو تو ان کی تقسیم میں تمام شرکا کی رضامندی درکار نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۵: چند مکانات مشترک ہوں تو ہر ایک کو جدا تقسیم کیا جائے گا یہ نہیں کیا جائے گا کہ تمام مکانات کو ایک چیز فرض کر کے تقسیم کریں کہ ایک کو ایک مکان دے دیا جائے دوسرے کو دوسرا۔ یہ سب مکانات ایک ہی شہر میں ہوں یا مختلف شہروں میں دونوں کا ایک حکم ہے۔ یوہیں اگر چند قطعات زمین مشترک ہوں تو ہر قطعہ کی تقسیم جداگانہ ہوگی۔ یوہیں اگر مکان و دکان و زمین سب چیزیں ہوں تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا جائے۔(18)

مسئلہ ۱۶: مشترک نالی یا پرنالہ ہے ایک تقسیم چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے اگر اس کے مکان میں ایسی جگہ ہے کہ بغیر ضرر نالی یا پرنالہ ہوسکتا ہے تو تقسیم کردیں ورنہ نہیں۔(19)

❁❁❁❁❁

---

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم...إلخ، ج۵،ص۲۰۹۔

(18) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فیما یقسم...إلخ، ج۲،ص۳۲۹۔

والدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹،ص۴۳۵،۴۳۶۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم...إلخ، ج۵،ص۲۰۷۔

طریقہ تقسیم

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: تقسیم کرنے والے کو یہ چاہیے کہ ہر شریک کے سہام (حصے) جتنے ہوں انھیں پہلے لکھ لے اور زمین کی پیمائش کر کے ہر شریک کے سہام کے مقابل میں جتنی زمین پڑے صحیح طور پر قائم کرلے اور ہر حصہ کے لیے راستہ وغیرہ علیحدہ قائم کردے تا کہ آئندہ جھگڑے کا احتمال نہ رہے اور ان حِصَص (حصوں) پر ایک دو تین وغیرہ نمبر ڈال دے اور جمیع شرکا کے نام لکھ کر قرعہ اندازی کرے جس کا نام پہلے نکلے اوسے پہلا نمبر جس کا نام دوسری مرتبہ نکلے اسے نمبر دوم دے دے وعلیٰ ہذا القیاس۔(1)

مسئلہ ۲: تقسیم میں قرعہ ڈالنا ضروریات میں نہیں بلکہ تَطْیِیْبِ قلب (اطمینانِ قلب) کے لیے ہے کہ کہیں حصہ داروں کو یہ وہم نہ ہو کہ فلاں کا حصہ میرے حصہ سے اچھا ہے اور قصداً ایسا کیا گیا ہے اوّل تو تقسیم کرنے والا ہر حصہ میں مساوات کا ہی لحاظ رکھے گا پھر اس کے باوجود قرعہ بھی ڈالے گا تا کہ وہم ہی نہ پیدا ہوسکے اور اگر قاضی نے بغیر قرعہ ڈالے ہوئے خود ہی حصص کو نامزد کردیا کہ یہ تمہارا ہے اور یہ تمہارا تو اس میں بھی حرج نہیں کہ قاضی کے فیصلہ سے انکار کی گنجائش نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: قاضی یا نائب قاضی نے تقسیم کی ہو اور قرعہ ڈالا اور بعض کے نام نکل آئے تو کسی شریک کو انکار کی گنجائش نہیں جس طرح نام نکلنے سے پہلے اسے انکار کا حق نہ تھا اب بھی نہیں ہے۔ اور اگر باہم رضامندی سے تقسیم کر رہے ہوں اور قرعہ ڈالا گیا بعض نام نکل آئے تو بعض شرکا انکار کرسکتے ہیں اور اگر سب شرکا کے نام نکل آئے یا صرف ایک ہی نام باقی رہ گیا تو قسمت (تقسیم) مکمل ہوگئی اب رضامندی کی صورت میں بھی انکار کی گنجائش باقی نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: مکان کی تقسیم میں جب زمین کی پیمائش کر کے حصے قائم کریگا عمارت کی قیمت لگائے گا کیونکہ آگے چل کر اس کی بھی ضرورت پڑے گی مثلاً کسی کے حصہ میں اچھی عمارت آئی اور کسی کے حصہ میں خراب تو بغیر قیمت معلوم

---

(1) ھدایہ، کتاب القسمۃ، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۲، ص۳۲۹۔

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: لکل من الشرکاء... إلخ، ج۹، ص۴۳۶۔

(3) رد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۴۳۶۔۴۳۷۔

کیے کیونکر مساوات (برابری) قائم رہے گی۔(4)

مسئلہ ۵: اگر زمین و عمارت دونوں کی تقسیم منظور ہے اور عمارت کچھ اچھی ہے کچھ بری یا ایک طرف عمارت زائد ہے اور ایک طرف کم اور ایک کو اچھی یا زیادہ عمارت ملے تو دوسرے کو زمین زیادہ دے کر دہ کی پوری کر دی جائے اور اگر زمین زیادہ دینے میں بھی کمی پوری نہ ہو کہ ایک طرف کی عمارت ایسی اچھی یا اتنی زیادہ ہے کہ بقیہ کل زمین دینے سے بھی کمی پوری نہیں ہوتی تو یہ کمی روپے سے پوری کی جائے۔(5)

مسئلہ ۶: مکان کی تقسیم میں ایک کا پرنالہ یا راستہ دوسرے کے حصے میں پڑا اگر تقسیم میں یہ شرط مذکور ہو کہ اس کا پرنالہ یا راستہ دوسرے کے حصہ میں ہوگا جب تو اس تقسیم کو بدستور باقی رکھا جائے گا اور شرط نہ ہو تو دو صورتیں ہیں اس حصہ کا راستہ وغیرہ پھیر کر دوسرا کیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر ممکن ہو تو راستہ وغیرہ پھیر کر دوسرا کر دیا جائے اور ناممکن ہو تو اس تقسیم کو توڑ کر ازسرنو تقسیم کی جائے۔(6)

مسئلہ ۷: اگر شرکا میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ راستہ کو تقسیم میں نہ لیا جائے بلکہ جس طرح پہلے پورے مکان کا ایک راستہ تھا اب بھی رہے اور مکان کا ایسا موقع ہے کہ ہر حصہ کا جداگانہ راستہ ہوسکتا ہے یعنی جدید دروازہ کھول کر آمدورفت ہوسکتی ہے تو اس شریک کا کہنا مانا جاسکتا ہے اور اگر یہ بات ناممکن ہے تو اس کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔(7)

مسئلہ ۸: راستہ کی چوڑائی اور اونچائی میں اختلاف ہو تو صدر دروازہ کی چوڑائی کی برابر راستہ کی چوڑائی رکھی جائے اور اس کی بلندی کی برابر راستہ کی بلندی رکھی جائے یعنی اس بلندی سے اوپر اگر کوئی اپنی دیوار میں چھجا نکالنا چاہتا ہے نکال سکتا ہے اور اس سے نیچے نہیں نکال سکتا۔(8)

مسئلہ ۹: مکان کی تقسیم میں اگر یہ شرط ہو کہ راستہ کی مقداریں مختلف ہوں گی اگرچہ شرکا کے حصے اس مکان میں

---

(4) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۲، ص۳۳۰.

(5) المرجع السابق.

(6) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۲، ص۳۳۰.

والدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۸.

(7) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۸.

(8) العنایۃ علی فتح القدیر، کتاب القسمۃ، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۸، ص۳۶۵.

والدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۸.

برابر برابر ہوں یہ جائز ہے جبکہ یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو کہ غیر اموال ربویہ(9) میں رضامندی کے ساتھ کمی بیشی ہوسکتی ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: دو منزلہ مکان ہے اس میں چند صورتیں ہیں پورا مکان یعنی دونوں منزلیں مشترک ہیں یا صرف نیچے کی منزل مشترک ہے یا صرف بالاخانہ مشترک ہے اس کی تقسیم میں ہر ایک کی قیمت لگائی جائے اور قیمت کے لحاظ سے تقسیم ہوگی۔(11)

مسئلہ ۱۱: زمین مشترک میں درخت اور زراعت تھی صرف زمین کی تقسیم ہوئی تو جس کے حصہ میں درخت یا زراعت پڑی وہ قیمت دے کر اس کا مالک ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۲: بھوسے کی تقسیم گٹھریوں سے ہوسکتی ہے وزن کے ساتھ ہونا ضرور نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص کی دو روٹیاں ہیں اور ایک کی تین روٹیاں دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہا ایک تیسرا شخص آ گیا اوسے دونوں نے کھانے میں شریک کر لیا اور تینوں نے برابر برابر کھایا اس نے کھانے کے بعد پانچ روپے دیے اور یہ کہا کہ جتنی جتنی میں نے تمہاری روٹی کھائی اُسی حساب سے روپے بانٹ لو تو جس کی دو تھیں اوسے ایک روپیہ ملے گا اور جس کی تین تھیں اوسے چار۔(14)

(9) وہ اموال جن میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنے سے سود نہیں ہوتا۔

(10) الدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۹۔

(11) المرجع السابق۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم۔۔۔الخ، ج۵، ص۲۰۹۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثانی فی بیان کیفیۃ القسمۃ، ج۵، ص۲۰۷۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثانی فی بیان کیفیۃ القسمۃ، ج۵، ص۲۰۶۔

تقسیم میں غلطی کا دعوے

مسئلہ ۱۴: تقسیم ہونے کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے کہ میرا حصہ مجھے نہیں ملا اور تقسیم کرنے والوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ وصول پالیا یہ گواہی مقبول ہے اور فقط ایک تقسیم کرنے والے نے شہادت دی تو گواہی مقبول نہیں۔(1)

مسئلہ ۱۵: تقسیم کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے کہ فلاں چیز میرے حصہ میں تھی اور غلطی سے دوسرے کے پاس پہنچ گئی اور اس سے پہلے یہ اقرار کر چکا تھا کہ میں نے اپنا حصہ وصول پالیا یا وصول پانے کا اقرار نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں اس کی بات جب ہی مانی جائے گی کہ اس کے قول کے صحیح ہونے پر دلیل ہو یعنی گواہوں سے ایسا ثابت کر دے یا دوسرا شریک اقرار کر لے کہ ہاں اس کے حصہ کی فلاں چیز میرے پاس ہے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس کے شریک پر قسم دی جائے اور وہ قسم کھانے سے نکول (انکار) کرے۔(2)

مسئلہ ۱۶: تقسیم کے بعد کہتا ہے کہ مجھے میرا حصہ مل گیا تھا اور میں نے قبضہ بھی کر لیا تھا پھر میرے شریک نے اس میں سے فلاں چیز لے لی اور شریک اس سے انکار کرتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ شریک پر غصب کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو شریک پر حلف رکھا جائے۔ اور اگر وصول پانے کا اقرار نہیں کیا ہے صرف اتنی بات کہی ہے کہ یہں سے یہاں تک میرے حصہ میں آئی مگر مجھے دی نہیں اور شریک اس کی تکذیب کرتا ہے (یعنی اس بات کو جھٹلاتا ہے) تو دونوں کو حلف دیا جائے اور دونوں قسم کھا جائیں تو تقسیم فسخ کر دی جائے۔(3)

مسئلہ ۱۷: مکان دو شخصوں میں مشترک تھا دونوں نے اسے بانٹ لیا پھر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کمرہ جو میرے شریک کے پاس ہے یہ میرے حصہ کا ہے اور دوسرا اس سے انکاری ہے تو مدّعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدّعی کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر قبضہ کرنے پر گواہ نہ کیے ہوں تو دونوں پر حلف ہے اور اس صورت میں اگر دونوں نے قسمیں کھالیں تو تقسیم فسخ کر دی جائے گی۔ اسی طرح اگر حدود میں اختلاف ہو مثلاً ایک یہ کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے حصہ میں جا پڑی اور دوسرا بھی یہی کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے حصہ میں چلی گئی

---

(1) الدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۹، ۴۴۰۔

(2) الدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۴۰۔

(3) الدر المختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۴۱۔

اگر دونوں گواہ پیش کریں تو ہر ایک کے گواہ اُس کے حق میں معتبر ہیں جو اس کے قبضہ میں نہ ہو اور اگر فقط ایک نے گواہ پیش کیے تو اسی کے موافق فیصلہ ہوگا اور کسی نے بھی گواہ نہیں پیش کیے تو دونوں پر حلف ہے۔(4)

مسئلہ ۱۸: تقسیم میں چیزوں کی قیمتیں لگائی گئیں اب معلوم ہوا کہ قیمتوں میں بہت فرق ہے جس کو غبن فاحش کہتے ہیں یعنی اتنی کمی یا بیشی ہے جو اندازہ سے باہر ہے مثلاً جس چیز کی قیمت پانسو ہے اس کی ہزار روپے قیمت قرار دی یہ تقسیم توڑ دی جائے گی۔ قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا دونوں کی رضامندی سے تقسیم ہوئی ہو بہرصورت توڑ دی جائے۔(5)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں کی سو بکریاں تھیں تقسیم کے بعد ایک یہ کہتا ہے غلطی سے تم نے پچپن بکریاں لے لیں اور مجھے پینتالیس ہی ملیں دوسرا کہتا ہے غلطی سے نہیں بلکہ تقسیم اسی طرح ہوئی اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دونوں پر حلف (یعنی قسم اُٹھانا) ہے یہ اس وقت ہے کہ اُس نے اپنا پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر اقرار کر چکا ہو تو غلطی کا دعویٰ نامسموع (یعنی قابل قبول نہیں) ہے۔(6)

❀❀❀❀❀

---

(4) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، باب دعوی الغلط فی القسمۃ...إلخ، ج۲، ص۳۳۳.

(5) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۳۳۳.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الحادی عشر فی دعوی الغلط...إلخ، ج۵، ص۲۲۶.

اِستحقاق کے مسائل

مسئلہ ۲۰: تقسیم ہوجانے کے بعد استحقاق ہوا یعنی کسی دوسرے شخص نے اس میں اپنی ملک کا دعویٰ کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک ا۔ حصہ میں جزو معین کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یا جزو ۲۔ شائع کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے حصہ میں نصف یا تہائی میری ہے یا کل ۳۔ میں جزو شائع کا مدعی ہے یعنی پوری جائداد میں مثلاً نصف یا تہائی کا مدعی ہے۔ پہلی صورت میں کہ فقط ایک کے حصہ میں جزو معین کا استحقاق کرتا ہے اس میں تقسیم کو فسخ نہیں کیا جائے گا بلکہ مستحق نے جتنا اپنا ثابت کردیا اس کو دے دیا جائے اور باقی (باقی ماندہ) اس کا ہے جس کے حصہ میں تھا اور اس کے حصہ میں جو کمی پڑی اسے شریک کے حصہ میں سے اتنی دِلا دی جائے کہ اس کا حصہ سہام کے موافق ہوجائے دوسری صورت میں کہ ایک کے حصہ میں جزو شائع کا مدعی ہے اس میں حصہ والے کو اختیار ہے کہ مُستحق کو دینے کے بعد جو کمی پڑتی ہے وہ شریک کے حصہ میں سے لے لے یا تقسیم توڑوا کر از سرِنو (نئے سرے سے) تقسیم کرائے یہ اُس صورت میں ہے کہ استحقاق سے پہلے اس میں کا کچھ بیع نہ کیا ہو ورنہ تقسیم نہیں توڑی جائے گی بلکہ اپنے حصہ کی قدر شریک کے حصہ میں سے لے سکتا ہے وبس۔ تیسری صورت میں کہ کل میں جزو شائع کا مدعی ہے تقسیم فسخ کردی جائے اور ان تینوں یعنی مستحق اور دونوں شریکوں کے مابین اَز سرِنو تقسیم کی جائے گی۔(1)

مسئلہ ۲۱: اِستحقاق کی ایک چوتھی صورت بھی ہے وہ یہ کہ ہر ایک کے حصہ میں مستحق نے اپنا حصہ ثابت کردیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک کے حصہ میں اس نے جزو شائع ثابت کیا اس کا حکم یہ ہے کہ تقسیم فسخ کردی جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں میں جزو معیّن ثابت کرے اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے حصوں میں اس کا جو کچھ ہے اگر برابر ہے جب تو ظاہر ہے کہ مستحق کے لے لینے کے بعد ہر ایک کے پاس جو کچھ بچا وہ بقدر حصہ ہے لہٰذا نہ تقسیم توڑی جائے گی نہ رجوع کا حکم دیا جائے گا اور اگر مستحق کا حق ایک کے حصہ میں زائد ہے دوسرے کے حصہ میں کم تو اس زائد کی زیادتی کا اعتبار ہوگا کہ اسی کے حساب سے کم والے کے حصہ میں رجوع کریگا۔(2)

مسئلہ ۲۲: سو بکریاں دو شخصوں میں مُشترک تھیں تقسیم اس طرح ہوئی کہ ایک کو چالیس بکریاں ملیں جن کی قیمت پانسو ہے اور دوسرے کو ساٹھ بکریاں دی گئیں یہ بھی پانسو کی قیمت کی ہیں چالیس والے کی ایک بکری میں کسی نے اپنا

---

(1) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، باب دعوی الغلط فی القسمۃ... إلخ، ج۲، ص ۳۳۳، ۳۳۴.

(2) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص ۴۴۳.

کی بابت کہا کہ یہ بکری ہے اور یہ بکری دس روپے قیمت کی ہے تو یہ شخص دوسرے سے پانچ روپے وصول کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۲۳: مکان یا زمین مشترک کا بٹوارا ہوا (یعنی تقسیم ہوئی) ایک نے دوسرے کے حصہ میں ایک کمرہ کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میں نے اسے بنایا ہے یا یہ درخت میرا ہے میں نے اسے لگایا ہے اور اپنی اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے یہ گواہ نامقبول ہیں کہ عمارت یا درخت زمین کی تقسیم میں تبعاً داخل ہوگئے۔(4)

مسئلہ ۲۴: درخت یا عمارت کی تقسیم ہوئی اس کے بعد ایک نے پوری زمین کا یا اس کے جز کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ جائز و مسموع ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ درخت یا عمارت مشترک ہو اور زمین مشترک نہ ہو اور زمین توابع میں بھی نہیں کہ تقسیم میں مرعاً داخل ہوجائے۔(5)

مسئلہ ۲۵: ایک کے حصہ میں جو درخت ملا اس کی شاخیں دوسرے کے حصہ میں لٹک رہی ہیں ان شاخوں کو یہ شخص جبراً نہیں کٹوا سکتا اسی طرح مکان کی تقسیم میں جو دیوار ایک کے حصہ میں پڑی اس پر دوسرے کی کڑیاں ہیں تو دوسرے کو یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ اپنی کڑیاں اوٹھالے مگر جب کہ تقسیم میں یہ شرط ہوچکی ہو کہ وہ اپنی کڑیاں اوٹھا لے گا۔(6)

مسئلہ ۲۶: زمین مشترک میں ایک شریک نے بغیر اجازت شریک مکان بنالیا دوسرا یہ کہتا ہے کہ اس عمارت کو ہٹا لو تو اس صورت میں زمین کو تقسیم کردیا جائے اگر یہ عمارت اسی کے حصہ میں پڑی جس نے بنائی ہے فبہا اور اگر دوسرے کے حصہ میں پڑی تو ہوسکتا ہے کہ عمارت کی قیمت دے کر عمارت خود لے لے یا اس کو منہدم کرادیا (گرادیا) جائے۔ زمین مشترک میں ایک نے درخت لگایا اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اور اگر شریک کی اجازت سے مکان بنوایا یا پیڑ (درخت) لگائے اگر اپنے لیے یہ تعمیر کی ہے یا پیڑ لگایا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے کیونکہ مُعیر (عاریت پر دینے والا) کو اختیار ہوتا ہے کہ عاریت کو جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور اگر اجازت اس لیے ہے کہ وہ عمارت یا درخت شرکت کا ہوگا تو بقدر حصہ اس سے مصارف (اخراجات) وصول کرسکتا ہے۔(7)

---

(3) الفتاوی الهندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب العاشر فی القسمۃ... إلخ، ج۵، ص۲۲۵.

(4) الدر المختار ورد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۲۴۵.

(5) رد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۲۴۵.

(6) الفتاوی الهندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۲۳۲.
و الدر المختار ورد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۲۴۵۔۲۴۶.

(7) الدر المختار ورد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۲۴۶.

مسئلہ ۲۷: ترکہ کی تقسیم کے بعد معلوم ہوا کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو تقسیم توڑ دی جائے گی کیونکہ اگر دَین پورے ترکہ کی برابر ہے جب تو ظاہر ہے کہ یہ ترکہ وارثوں کی مِلک ہی نہیں تقسیم کیونکر کریں گے اور اگر دَین پورے ترکہ سے کم ہے جب بھی توڑی جائے کہ ترکہ کے ساتھ دوسروں کا حق متعلق ہے ہاں اگر میت کا متروکہ اس کے علاوہ بھی ہے جس سے دَین ادا کیا جاسکتا ہے تو جو کچھ منقسم ہوچکا ہے اس کی تقسیم باقی رہے گی۔ اگر دَین پورے ترکہ کی برابر تھا مگر جن کا تھا اونھوں نے معاف کردیا یا وارثوں نے اپنے مال سے دَین ادا کردیا تو ان صورتوں میں تقسیم نہ توڑی جائے کہ وہ سبب ہی باقی نہ رہا۔(8)

مسئلہ ۲۸: جن دو شخصوں نے تقسیم کی ان میں ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ ترکہ میں دَین ہے اس کا یہ دعویٰ مسموع ہوگا تناقض قرار دے کر دعویٰ کو رد نہ کیا جائے۔ ہاں جن چیزوں کی تقسیم ہوئی ان میں سے کسی معین چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میت کی متروکہ نہیں ہے بلکہ میری ہے اور اس کا سبب کچھ بھی بتائے مثلاً میں نے میت سے خریدی ہے یا اُس نے ہبہ کی بہرحال یہ دعویٰ نامسموع ہے کہ اُس چیز کو تقسیم میں داخل کرنا یہ مشترک ہونے کا اقرار ہے پھر اپنی بتانا اس کے منافی ہے لہٰذا یہ دعویٰ قابل سماعت نہیں۔(9)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص مرا اور اُس نے کسی کو وصی مقرر کیا ہے اور ترکہ میں دَین غیر مستغرق ہے (یعنی قرض ترکہ سے کم ہے) وصی سے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ ترکہ میں سے بقدر دَین جدا کر کے باقی کو ان میں تقسیم کردے وصی کو یہ اختیار ہے کہ تقسیم نہ کرے بلکہ بقدر دَین مشاع (یعنی دَین کے برابر ترکہ مشترکہ) فروخت کردے۔(10)

مسئلہ ۳۰: میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ہے دونوں نے مال کو تقسیم کر کے بعض ورثہ کا مال ایک نے رکھا اور بعض کا دوسرے نے یہ جائز نہیں۔ یوہیں ایک وصی کی عدم موجودگی میں دوسرے نے ورثہ کے مقابل میں تقسیم کی یہ بھی ناجائز ہے۔(11)

مسئلہ ۳۱: ورثہ مسلمان ہیں اور وصی کافر ذمی، اگرچہ اس کا وصی ہونا جائز ہے مگر اس کو وصیت سے خارج کردینا چاہیے کیونکہ کافر کی جانب سے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ خیانت نہ کریگا بلکہ مسلمان کے ساتھ اس کی مذہبی عداوت بہت ممکن ہے کہ خیانت پر آمادہ کرے۔ مگر جدا کرنے سے پہلے اس نے تقسیم کی ہو تو یہ تقسیم صحیح

(8) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، باب دعوی الغلط فی القسمۃ...إلخ، ج۲، ص۳۳۴.

(9) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، باب دعوی الغلط فی القسمۃ...إلخ، ج۲، ص۳۳۴.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السابع فی بیان من یلی القسمۃ...إلخ، ج۵، ص۲۲۰.

(11) المرجع السابق

ہے۔(12)

مسئلہ ۳۲: ایک وارث نے میت کے ذمہ دَین کا اقرار کیا دوسرے ورثہ انکار کرتے ہیں ترکہ ورثہ پر تقسیم کردیا جائے جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصہ سے دَین ادا کیا جائے۔(13)

مسئلہ ۳۳: میت کے ذمہ دَین تھا ورثہ نے جائداد تقسیم کرلی جس کا دین ہے وہ مطالبہ کرتا ہے تو تقسیم توڑی جاسکتی ہے دَین مُستغرِق ہو یا غیر مستغرق۔ اور اگر قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست کریں اور قاضی کو معلوم ہے کہ میت پر دَین ہے اگر وہ دَین مستغرق ہے تو قاضی تقسیم کا حکم نہیں دے گا کہ ان لوگوں کا ترکہ میں حق ہی نہیں ہے اور اگر دَین غیر مستغرق ہے تو بقدرِ دَین الگ کر کے باقی کو تقسیم کردے۔(14)

مسئلہ ۳۴: قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست گزری اور قاضی کو معلوم نہیں کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو ورثہ سے دریافت کرے اگر وہ کہیں نہیں ہے تو ان کی بات مان لی جائے گی اور اگر کہیں دَین ہے تو اس کی مقدار دریافت کرے پھر یہ دریافت کرے کہ میت نے کوئی وصیت کی ہے یا نہیں اگر وصیت کی ہے تو کسی معین چیز کی وصیت ہے یا وصیت مرسلہ ہے یعنی اپنے مال کی تہائی چوتھائی وغیرہ کی ہے کسی معین چیز سے تعلق نہیں ہے، اس کے بعد تقسیم کردے گا اور اگر تقسیم کے بعد دَین ظاہر ہو تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ یوہیں اگر قاضی نے دَین کو بغیر دریافت کیے تقسیم کردی یہ تقسیم بھی توڑ دی جائے گی ہاں اگر ورثہ اپنے مال سے دَین ادا کردیں یا جس کا دَین ہے وہ معاف کردے تو تقسیم نہ توڑی جائے۔ اور تقسیم توڑنا اس وقت ہے کہ دَین کے لیے ورثہ نے کچھ ترکہ جدا نہ کیا ہو اور اگر دَین کے لیے پہلے ہی سے جدا کردیا ہو یا کل اموال کی تقسیم ہی نہ کی ہو تو تقسیم توڑنے کی کیا ضرورت۔(15)

مسئلہ ۳۵: تقسیم کے بعد کوئی نیا وارث ظاہر ہوا یا معلوم ہوا کہ کسی کے لیے تہائی یا چوتھائی کی وصیت ہے تو تقسیم توڑ کر از سرِ نو تقسیم کی جائے اگرچہ ورثہ کہتے ہوں کہ ان کے حق ہم اپنے مال سے ادا کردیں گے ہاں اگر یہ وارث و موصیٰ لہ (جس کے متعلق وصیت کی گئی) بھی راضی ہو جائیں تو نہ توڑیں۔ اور اگر دَین ظاہر ہو یا یہ کہ کسی کے لیے ہزار روپے کی مثلاً وصیت مرسلہ کی ہے اور ورثہ اپنے مال سے دَین و وصیت ادا کرنے کو کہتے ہیں تو تقسیم نہ توڑی جائے دائن اور موصیٰ لہ کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر ایک ہی وارث نے دَین ادا کرنا اپنے ذمہ لیا اور ترکہ میں سے رجوع

---

(12) المرجع السابق.

(13) الفتاوی الخانیۃ، کتاب القسمۃ، فصل فیما یدخل فی القسمۃ، ج۲، ص۲۱۴.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثامن فی قسمۃ الترکۃ... إلخ، ج۵، ص۲۲۱.

(15) المرجع السابق.

بھی نہ کریگا تو توڑی نہ جائے اور اگر واپس لینے کی شرط ہے یا اس سے خاموش ہے تو توڑ دی جائے مگر جبکہ بقیہ ورثہ اپنے مال سے ادا کرنے کو کہتے ہوں۔(16)

مسئلہ ۳۶: بعض ورثہ نے میت کا دَین ادا کر دیا تو وہ باقیوں سے رجوع کرسکتا ہے (یعنی وصول کرسکتا ہے) یعنی جبکہ میت نے ترکہ چھوڑا ہو جس سے دَین ادا کیا جاسکے۔ ادا کرنے کے وقت اس نے رجوع کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو دونوں کا ایک حکم ہے کیونکہ ہر وارث سے دین کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور ایک ہی وارث کو دائن نے قاضی کے پاس پیش کیا تو تنہا اُسی پر پورے دَین کا فیصلہ ہوسکتا ہے لہٰذا یہ وارث ادائے دَین میں متبرِّع نہ ہوا (یعنی دوسرے وارثوں سے دَین وصول کرسکتا ہے) ہاں اگر مُتبَرِّع ہو کہہ دیا ہو کہ میں رجوع نہ کروں گا تو اب رجوع نہیں کرسکتا۔(17)

مسئلہ ۳۷: میت کا ترکہ ورثہ نے تقسیم کیا اور ان وارثوں میں اس کی عورت بھی ہے تقسیم کے بعد عورت نے دَینِ مہر کا (یعنی مہر کا میت کے ذمہ باقی ہونے کا) دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تقسیم توڑ دی جائے گی اسی طرح اگر کسی وارث نے ترکہ میں دَین کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ صحیح ہے اس پر گواہ لیے جائیں گے اور ثابت ہونے پر تقسیم توڑ دی جائے گی۔(18)

مسئلہ ۳۸: میت کا دَین دوسروں کے ذمہ تھا یہ دَین وعین یعنی جو کچھ ترکہ موجود ہے دونوں کو تقسیم کیا مثلاً یوں کہ یہ وارث یہ چیز لے اور یہ دَین جو فلاں کے ذمہ ہے اور وہ وارث یہ چیز اور یہ دَین لے جو فلاں کے ذمہ ہے یہ تقسیم دَین وعین دونوں میں باطل اور اگر اعیان یعنی جو چیزیں موجود ہیں ان کو تقسیم کر کے پھر دَین کی تقسیم کی تو عین کی تقسیم صحیح ہے اور دَین کی باطل۔ دَین کی تقسیم باطل ہونے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایک مدیون سے دَین وصول ہوا تو وہ تنہا اُسی کا نہیں ہوگا جس کے حصہ میں کر دیا گیا تھا بلکہ دوسرے ورثہ بھی اس میں شریک ہوں گے۔(19)

مسئلہ ۳۹: تین بھائی ہیں جن کو اپنے باپ سے زمین میراث میں ملی ان میں سے ایک کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا چھوڑا اس لڑکے اور اس کے دونوں چچاؤں کے مابین زمین تقسیم ہوئی یہ لڑکا تقسیم کے بعد یہ کہتا ہے کہ میرے دادا نے جو مورث اعلیٰ تھا اس نے اس میں ایک ثلث (تہائی) کی میرے لیے وصیت کی تھی اور تقسیم کو باطل کرنا چاہتا ہے اس کی یہ بات نامعتبر ہے کہ تناقض ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ میرا دَین ہے یہ بات سنی جائے گی اور گواہ

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثامن فی قسمۃ الترکۃ... الخ، ج۵، ص۲۲۱.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثامن فی قسمۃ الترکۃ... الخ، ج۵، ص۲۲۲.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثامن فی قسمۃ الترکۃ... الخ، ج۵، ص۲۲۲.

(19) المرجع السابق.

ہے باپ کے اگر گواہوں سے دَین ثابت ہو جائے تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ اس صورت میں چچا یہ نہیں کہہ سکتے کہ دَین تمہارے باپ کے ذمہ ہے اُس کا حصہ جو تمہیں ملا تم کو اختیار ہے کہ اسے دَین میں فروخت کرلو یا اپنے پاس رکھو تمہارا دین تمہارے دادا کے ذمہ نہیں کہ پوری جائداد سے دَین وصول کیا جائے لہٰذا تقسیم کے توڑنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ لڑکا کہہ سکتا ہے کہ تقسیم توڑنے میں فائدہ یہ ہے کہ مشترک چیز میں جو حصہ ہوتا ہے اُس کی قیمت کبھی زیادہ ہوتی ہے اور تقسیم کے بعد وہ قیمت نہیں رہتی لہٰذا میرا یہ فائدہ ہے کہ تقسیم نہ رہنے کی صورت میں میرے باپ کی مالیت زیادہ داموں میں فروخت ہوگی۔ (20)

مسئلہ ۴۰: تقسیم کو توڑا جاسکتا ہے یعنی شرکا نے اپنی رضامندی سے تقسیم کرلی اس کے بعد یہ چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں شرکت میں رہیں یہ ہوسکتا ہے۔ (21)

مسئلہ ۴۱: محض تقسیم کردینے سے کوئی معین حصہ شرکا میں سے کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے یہ ضرور ہے کہ قاضی نے معین کردیا ہو کہ یہ فلاں کا ہے اور یہ فلاں کا یا یہ کہ ایک نے تقسیم کے بعد ایک حصہ پر قبضہ کرلیا تو یہ اس کا ہوگیا یا قرعہ کے ذریعہ سے حِصَص (حصوں) کی تعیین ہوجائے یا یہ کہ شرکا نے کسی کو وکیل کردیا ہو کہ تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ مشخص کردے (معین کردے) اور اُس نے مشخص کردیا۔ (22)

مسئلہ ۴۲: دو شخصوں میں کوئی چیز مشترک تھی انھوں نے تقسیم کرلی اور قرعہ ڈال کر حصہ کا تعین کرلیا اس کے بعد ایک شریک اس تقسیم پر نادم ہوا اور چاہتا یہ ہے کہ تقسیم ٹوٹ جائے یہ نہیں ہوسکتا کہ تقسیم مکمل ہوچکی۔ یوہیں اگر ان دونوں نے کسی تیسرے شخص کو تقسیم کے لیے مقرر کیا اور اس نے انصاف کے ساتھ تقسیم کرکے قرعہ ڈالا تو جس کے نام کا جو حصہ قرعہ کے ذریعہ متعین ہوچکا بس وہی اس کا مالک ہے۔ (23)

مسئلہ ۴۳: تین شریکوں میں تقسیم ہوئی اور قرعہ ڈالا گیا ابھی ایک کا نام نکلا ہے دو باقی ہیں تو ہر ایک رجوع کرسکتا ہے اور دو کے نام نکل آئے تو اب کوئی رجوع نہیں کرسکتا اور چار شریکوں میں دو کے نام نکل آئے تو رجوع کرسکتے ہیں اور تین کے نام نکلنے کے بعد رجوع نہیں کرسکتے۔ (24)

---

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثامن فی قسمۃ الترکۃ... إلخ، ج۵، ص۲۲۳۔

(21) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۴۶۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الخامس فی الرجوع عن القسمۃ... إلخ، ج۵، ص۲۱۷۔

(23) المرجع السابق۔

(24) المرجع السابق۔

مسئلہ ۴۴: ترکہ میں اونٹ گائے بکریاں سب ہیں ایک حصہ اونٹوں کا دوسرا گایوں کا تیسرا بکریوں کا قرار دیا اور قرعہ ڈالا گیا جس کے حصہ میں جو جانور آئے لے لے یہ جائز ہے اور اگر یہ قرار پایا کہ جس کے حصہ میں اونٹ آئیں گے وہ اونٹ لے گا اور اتنے روپے دے گا جو اس کے شریکوں کو دیے جائیں گے یہ بھی جائز ہے۔(25)

مسئلہ ۴۵: تقسیم میں ایک شریک نے بیع یا ہبہ یا صدقہ کی شرط کی یعنی اس شرط پر تقسیم کرتا ہوں کہ میرا یہ مکان یا مکان مشترک میں جو میرا حصہ ہے تم خرید لو یا فلاں چیز مجھ کو ہبہ یا صدقہ کر دو یہ تقسیم فاسد ہے۔ تقسیم فاسد میں قبضہ کرنے سے ملک حاصل ہو جائے گی اور تصرفات نافذ ہوں گے۔(26)

مسئلہ ۴۶: مکان مشترک کی اس طرح تقسیم ہوئی کہ ایک شریک پوری زمین لے گا اور دوسرا ساری عمارت لے گا زمین اس کو بالکل نہیں ملے گی اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس کے حصہ میں عمارت آئی اس سے شرط یہ ٹھہری ہے کہ عمارت کھود کر نکال لے گا یہ صورت جائز ہے۔ دوسری صورت یہ کہ عمارت کھودنے یا نہ کھودنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا یہ بھی جائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عمارت باقی رکھنے کی شرط ہے اس صورت میں تقسیم فاسد ہے۔(27)

❁❁❁❁❁

---

(25) المرجع السابق۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم... إلخ، ج۵، ص۲۱۱۔

(27) المرجع السابق۔

مُہایاۃ کا بیان

مسائل فقہیۃ

مسئلہ ۱: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشترک چیز کو تقسیم نہ کریں اُس کو مشترک ہی رکھیں اور ہر ایک شریک نوبت اور باری کے ساتھ اس چیز سے نفع اوٹھائے اسے اصطلاح فقہا میں مہایاۃ اور تہایؤ کہتے ہیں۔ اس طور پر نفع اوٹھانا شرعاً جائز ہے بلکہ اگر بعض شرکا قاضی کے پاس اس کی درخواست کریں اور دوسرے شرکا انکار کریں تو قاضی ان کو مہایاۃ پر مجبور کریگا۔ البتہ اگر بعض مہایاۃ کو چاہیں اور دوسرے تقسیم کرانا چاہیں تو قاضی تقسیم کا حکم دے گا کہ تقسیم کا مرتبہ مہایاۃ سے بڑھ کر ہے۔(1)

مسئلہ ۲: جو چیز قابل تقسیم ہے اوس سے بطور مہایاۃ دونوں نفع اوٹھارہے تھے پھر ایک نے تقسیم کی درخواست کی تو تقسیم کر دی جائے گی اور مہایاۃ باطل کر دی جائے گی اور دونوں شریکوں میں سے کوئی مر گیا یا دونوں مر گئے اس سے مہایاۃ باطل نہیں ہوگی بلکہ جو مر گیا اس کا وارث اس کے قائم مقام ہوگا۔(2)

مسئلہ ۳: مہایاۃ کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک ا۔ مکان کے ایک حصہ میں ایک رہتا ہے دوسرے میں دوسرا، یا ۲۔ ایک بالاخانہ پر رہتا ہے دوسرا نیچے کی منزل میں، یا ۳۔ ایک مہینہ میں ایک رہے گا دوسرے مہینہ میں دوسرا، یا ۴۔ دو مکان ہیں ایک میں ایک رہے گا دوسرے میں دوسرا، یا ۵۔ غلام سے ایک دن ایک شخص کام کرائے گا دوسرے دن دوسرا، یا ۶۔ دو غلام ہیں ایک سے ایک خدمت لے گا دوسرے سے دوسرا، یا ۷۔ مکان کو کرایہ پر دے دیا ایک ماہ کا کرایہ ایک لے گا دوسرے مہینہ کا دوسرا، یا ۸۔ دو مکان ہیں ایک کا کرایہ ایک لے گا دوسرے کا دوسرا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔(3)

مسئلہ ۴: مہایاۃ کے طور پر جو چیز اس کے حصہ میں آئی یہ اس چیز کو کرایہ پر بھی دے سکتا ہے مثلاً اس مکان میں اس کو رہنا ہی ضرور نہیں بلکہ کرایہ پر اوٹھا سکتا ہے (یعنی کرایہ پر دے سکتا ہے) اگرچہ مہایاۃ کے وقت یہ شرط اس نے

---

(1) العنایۃ مع فتح القدیر، کتاب القسمۃ، فصل فی المھایاۃ، ج۸، ص۳۷۸.

(2) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فی المھایاۃ، ج۲، ص۳۳۴.

(3) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۴۷.

ذکر نہیں کی ہو کہ میں اس کو کرایہ پر بھی دے سکوں گا۔(4)

مسئلہ ۵: غلاموں سے خدمت لینے میں یہ طے ہوا کہ جو غلام جس کی خدمت کریگا اس کا نفقہ اسی کے ذمہ ہے یہ جائز ہے بلکہ اگر نفقہ کا ذکر نہیں آیا جب بھی اُسی کے ذمہ ہے جس کی خدمت کرتا ہے۔(5)

مسئلہ ۶: مکان مشترک کو کرایہ پر دیا گیا اور یہ ٹھہرا ہے کہ باری باری دونوں کرایہ وصول کریں گے اب اس کا کرایہ زیادہ ہو گیا تو جس کی باری میں کرایہ کی زیادتی ہوئی ہے تنہا یہی اس کا مستحق نہیں بلکہ اس زیادتی کے دونوں حقدار ہیں اور اگر دو مکان تھے ایک کا کرایہ ایک لیتا تھا دوسرے کا دوسرا اور ایک مکان کے کرایہ میں اضافہ ہوا تو جو اس کا کرایہ لیتا تھا یہ زیادتی تنہا اسی کی ہے دوسرا اس میں سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔(6)

مسئلہ ۷: دو چیزیں مشترک ہیں اور دونوں کی منفعت مختلف قسم کی ہے مثلاً ایک مکان اور ایک غلام مشترک ہیں اور مہایاۃ اس طرح ہوئی کہ ایک سے ایک شریک منفعت حاصل کرے اور دوسرے سے دوسرا یعنی ایک شخص غلام سے خدمت لے اور دوسرا مکان میں سکونت کرے یہ بھی جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۸: اگر فریقین کی رضامندی سے مہایاۃ ہوئی ہو تو اسے توڑ بھی سکتے ہیں دونوں توڑیں یا ایک، عذر سے ہو یا بلا عذر سب جائز ہے، ہاں اگر قضائے قاضی سے مہایاۃ ہوئی ہو تو جب تک دونوں راضی نہ ہوں فقط ایک نہیں توڑ سکتا۔(8)

مسئلہ ۹: غلام میں اس طرح مہایاۃ ہوئی کہ اوس سے اُجرت پر کام کرایا جائے ایک مہینہ کی اُجرت ایک شریک لے گا دوسرے مہینہ کی دوسرا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں اگر دو غلام ہوں ایک کی اُجرت ایک شریک لے گا دوسرے کی دوسرا یہ بھی ناجائز۔ ایک جانور یا دو جانوروں کی سواری لینے یا کرایہ پر دینے میں مہایاۃ ہوئی یہ بھی ناجائز ہے۔ یوہیں اگر گائے یا بھینس مشترک ہے یہ ٹھہرا کہ پندرہ روز ایک کے یہاں رہے اور دودھ سے نفع اوٹھائے اور پندرہ دن دوسرے کے یہاں رہے اور یہ دودھ سے نفع اٹھائے یہ ناجائز ہے اور دودھ جس کے یہاں کچھ زیادہ ہوا یہ زیادتی بھی اس کے لیے حلال نہیں اگرچہ دوسرے نے اجازت دے دی ہو اور کہہ دیا ہو کہ جو کچھ زیادتی ہو وہ تمہارے لیے حلال ہے، ہاں

(4) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فی المھایاۃ، ج۲، ص۳۳۵۔

(5) الدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۳۴۹۔

(6) المرجع السابق

(7) المرجع السابق۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثانی عشر فی المھایاۃ، ج۵، ص۲۲۹۔

اس زیادتی کو خرچ کر دینے کے بعد اگر حلال کر دے تو ہو سکتا ہے کہ یہ ضمان سے ابراء ہے اور یہ جائز ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: درختوں کے پھلوں میں مہایاۃ ہوئی یہ ناجائز ہے۔ یوہیں بکریاں مشترک تھیں دونوں نے بطور مہایاۃ کچھ کچھ بکریاں لے لیں کہ ہر ایک اپنے حصہ کی چرائے گا اور دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے گا یہ ناجائز ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: بکریوں اور پھلوں وغیرہ میں مہایاۃ جائز ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی باری میں شریک کا حصہ خرید لے جب باری کی مدت پوری ہو جائے اس حصہ کو شریک کے ہاتھ بیع کر ڈالے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روزانہ دودھ کو وزن کر لے اور شریک کے حصہ کا جتنا دودھ ہو اس سے قرض لے لے جب مدت پوری ہو جائے اور جانور دوسرے کے پاس جائے اس زمانہ میں جو کچھ دودھ اس کے حصہ کا ہو قرض میں ادا کرتا رہے یہاں تک کہ جتنا قرض لیا تھا وہ مقدار پوری ہو جائے اس طرح کرنا جائز ہے کہ مشاع (شے مشترک) کو قرض لیا جا سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۲: کپڑا مشترک ہے اس میں اس طرح مہایاۃ ہوئی کہ دونوں باری باری سے پہنیں گے یا دو کپڑے ہیں ایک کو ایک پہنے گا دوسرے کو دوسرا یہ مہایاۃ ناجائز ہے کہ کپڑے پہننے میں لوگوں کی مختلف حالت ہوتی ہے کسی کے بدن پر جلد پھٹتا ہے اور کسی کے دیر میں۔(12)

مسئلہ ۱۳: مکان میں دونوں باری سے سکونت کریں گے (یعنی رہائش اختیار کریں گے) یا دوسری چیزوں میں جبکہ باری کے ساتھ نفع حاصل کرنا ہو اس میں شروع کس سے کریں اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ قاضی متعین کر دے کہ پہلے فلاں شخص نفع اوٹھائے دوسرا یہ کہ قرعہ ڈالا جائے جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ پہلے نفع اوٹھائے اور یہ دوسرا طریقہ بہتر ہے کہ پہلی صورت میں قاضی کی طرف بدگمانی کا موقع ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: دونوں شریکوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہتا ہے کہ باری مقرر کر دی جائے دوسرا یہ کہتا ہے کہ مکان کے حصے متعین کر دیے جائیں کہ ایک حصہ میں میں سکونت کروں دوسرے میں دوسرا اس صورت میں دونوں سے کہا جائے گا کہ تم دونوں ایک بات پر متفق ہو جاؤ جس ایک بات پر متفق ہو جائیں وہی کی جائے۔(14)

---

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلح، فصل فی المھایاۃ، ج۲، ص۱۹۷.

والدرالمختار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۴۹.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثانی عشر فی المھایاۃ، ج۵، ص۲۳۰.

(11) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۴۵۰.

(12) ردالمحتار، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۵۱.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الثانی عشر فی المھایاۃ، ج۵، ص۲۳۱.

(14) الھدایۃ، کتاب القسمۃ، فصل فی المھایاۃ، ج۲، ص۳۳۵.

مسئلہ ۱۵: کسی گاؤں کی حفاظت کے لیے سپاہی مقرر ہوئے اور حکومت نے حفاظت کے مصارف گاؤں والوں پر ڈالے یہ خرچہ گاؤں والوں سے کس حساب سے وصول ہوگا اس کی دو صورتیں ہیں اگر جان کی حفاظت مقصود ہے تو گاؤں کی مردم شماری کے حساب سے ہر ایک پر ڈالا جائے یعنی جتنے مرد ہوں سب سے برابر برابر وصول کیا جائے عورتوں اور بچوں پر خرچہ نہ ڈالا جائے اور اگر اموال کی حفاظت مقصود ہے تو ان لوگوں کے اموال و املاک کے لحاظ سے خرچہ ڈالا جائے اور اگر دونوں کی حفاظت مقصود ہو تو دونوں کا لحاظ کیا جائے۔(15)

❁❁❁❁❁

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القسمۃ، مطلب: فی الرجوع عن القرعۃ، ج۹، ص۱۵۰۔

متفرقات

مسئلہ ۱: زمین کی تقسیم میں درخت تبعاً داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ ذکر نہ کیا گیا ہو کہ یہ زمین مع حقوق و مرافق (وہ اشیا جو تبعاً، ضمناً بیع میں شامل ہوں) کے تم کو دی گئی جس طرح بیعِ زمین میں درخت داخل ہوا کرتے ہیں اور زراعت اور پھل زمین کی تقسیم میں داخل نہیں اگرچہ حقوق و مرافق کا ذکر کر دیا ہو۔ اور اگر تقسیم میں یہ کہہ دیا کہ جو کچھ قلیل و کثیر اس میں ہے سب کے ساتھ تقسیم ہوئی تو زراعت اور پھل بھی داخل ہیں۔ جو کچھ سامان و متاع اُس میں ہیں اس کہنے سے بھی تقسیم میں داخل نہ ہوں گے۔ پرنالہ اور نالی اور راستہ اور آبپاشی (یعنی کھیت کو پانی دینے) کا حق تقسیم میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر یہ چیزیں دوسری جانب سے ہوسکتی ہیں تو داخل نہیں اور اگر نہیں ہوسکتیں اور وقت تقسیم علم میں ہے کہ یہ چیزیں تقسیم میں نہیں دی گئیں تو تقسیم جائز ہے اور یہ چیزیں نہیں ملیں گی اور اگر علم میں نہیں تو تقسیم باطل ہے۔(1)

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب الرابع فیما یدخل تحت القسمۃ...إلخ، ج۵، ص۲۱۵، وغیرہ۔

تقسیم میں خیار کے احکام

مسئلہ ۲: اجناس مختلفہ کی تقسیم میں خیار رویت، خیار شرط، خیار عیب تینوں ثابت ہوتے ہیں اور ذوات الامثال جیسے مکیلات (وہ اشیاء جو ناپ سے بکتی ہیں) وموزونات (وہ اشیاء جو وزن سے بکتی ہیں) میں خیار عیب ہوتا ہے خیار شرط وخیار رویت نہیں ہوتا اور غیر مثلی جیسے گائے بکری اور ایک قسم کے کپڑوں میں خیار عیب ہوتا ہے اور فتوے اس پر ہے کہ خیار شرط وخیار رویت بھی ہوتا ہے۔ صرف گیہوں تقسیم کیے گئے مگر وہ مختلف قسم کے ہیں تو اس میں بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔(1)

مسئلہ ۳: دو تھیلیوں میں روپے تھے ایک ایک تھیلی دونوں کو دی گئی اور ایک نے روپے دیکھ لیے تھے دوسرے نے نہیں یہ تقسیم دونوں کے حق میں جائز ہے مگر جبکہ جس نے نہیں دیکھے ہیں اس کے حصہ میں خراب روپے آئے تو اسے خیار حاصل ہوگا۔(2)

مسئلہ ۴: مکان کی تقسیم ہوئی اسے باہر سے دیکھ لیا ہے اندر سے نہیں دیکھا ہے تو خیار حاصل نہیں۔ تھان تہہ کیے ہوئے اوپر سے دیکھ لیے اندر سے نہیں دیکھے خیار باقی نہ رہا۔(3)

مسئلہ ۵: تقسیم میں خیار کے وہی احکام ہیں جو بیع میں ہیں لہٰذا اس کے حصہ میں جو چیزیں آئیں اون میں کوئی چیز عیب دار ہے اور قبضہ سے پہلے اسے علم ہوگیا تو سب کو واپس کر دے اس کے حصہ میں ایک ہی قسم کی چیزیں ہوں یا مختلف قسم کی اور اگر قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا اور اس کا حصہ ایک چیز ہو حقیقۃً یا حکماً جیسے مکیل وموزوں تو سب واپس کر دے یہ نہیں کرسکتا کہ کچھ رکھ لے کچھ واپس کر دے اور اگر مختلف چیزیں ہوں جیسے بکریاں تو صرف عیب دار کو واپس کرسکتا ہے۔(4)

مسئلہ ۶: تقسیم میں جو چیز اسے ملی اس نے بیچ ڈالی مشتری نے اس میں عیب پا کر واپس کر دی اگر یہ واپسی قاضی

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السادس فی الخیار فی القسمۃ، ج۵، ص۲۱۷.

(2) المرجع السابق، ص۲۱۸.

(3) المرجع السابق.

(4) المرجع السابق.

کے حکم سے ہوئی ہے تو تقسیم توڑی جاسکتی ہے اور بغیر حکم قاضی واپسی ہوئی تو تقسیم کو نہیں توڑ سکتا۔(5)

❁❁❁❁❁

(5) المرجع السابق، ص۲۱۹۔

ولی بھی تقسیم کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۷: جو شخص کسی کی چیز بیع کر سکتا ہے وہ اس کے اموال کی تقسیم بھی کرا سکتا ہے۔ نابالغ اور مجنون و معتوہ کے اموال کی تقسیم باپ نے کرائی یہ جائز ہے جب تک اس تقسیم میں غبن فاحش نہ ہو۔ باپ نہ ہو تو اس کا وصی باپ کے قائم مقام ہے اور باپ کا وصی نہ ہو تو دادا اس کے قائم مقام ہے۔ ماں نے اولاد کے لیے ترکہ چھوڑا ہے اور کسی کو وصی مقرر کر گئی ہے یہ وصی اس ترکہ میں تقسیم کرا سکتا ہے بشرطیکہ وہ تینوں جن کا پہلے ذکر کیا گیا نہ ہوں مگر ماں کا وصی جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے) میں تقسیم نہیں کرا سکتا۔ ماں اور بھائی اور چچا اور نابالغہ عورت کے شوہر کو یا بالغہ عورت جو غائب ہے اس کے شوہر کو تقسیم کرانے کا حق نہیں۔(1)

مسئلہ ۸: نابالغ مسلم کا باپ کافر ہے یہ اس کی ملک کی تقسیم نہیں کرا سکتا۔ یوہیں اگر نابالغ آزاد ہے اور اس کا باپ غلام ہے یا مکاتب اسے بھی ولایت حاصل نہیں اسی طرح پڑا ہوا بچہ کوئی اٹھالایا وہ اگرچہ اس کی پرورش میں ہو اس کے اموال کو یہ تقسیم نہیں کرا سکتا۔(2)

مسئلہ ۹: قاضی نے یتیم کے لیے کسی کو وصی مقرر کر دیا ہے اگر یہ ہر چیز میں وصی ہے تو تقسیم کرا سکتا ہے جائداد منقولہ اور غیر منقولہ سب کی تقسیم کرا سکتا ہے اور اگر وہ نفقہ یا کسی معین چیز کی حفاظت کے لیے وصی ہے تو تقسیم نہیں کرا سکتا اور باپ کا وصی اگر ایک چیز میں وصی ہے تو سب چیزوں میں وصی ہے۔(3)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص دو بچوں کا وصی ہے تو ان کے مشترک اموال کو تقسیم نہیں کرا سکتا جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال سے بیع نہیں کر سکتا۔ (یعنی بیچ نہیں سکتا) اور باپ اپنے نابالغ بچوں کے مشترک مال کو تقسیم کر سکتا ہے جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال سے بیع کر سکتا ہے۔ وصی اگر دونوں نابالغوں کے اموال کو تقسیم کرانا ہی چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ ایک کا حصہ کسی کے ہاتھ بیع کر دے پھر اس مشتری اور دوسرے نابالغ کے مابین تقسیم کرائے پھر اس مشتری سے پہلے نابالغ کی طرف سے خرید لے دونوں کے حصہ ممتاز ہو جائیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السابع فی بیان من یلی القسمۃ...الخ، ج۵، ص۲۱۹.

(2) مرجع السابق

(3) المرجع السابق.

دونوں کے مال فروخت کردے پھر ہر ایک کے لیے مشتری سے ممتاز کر کے خرید لے۔(4)

مسئلہ ۱۱: اگر یتیم و وصی کے مابین مال مشترک ہے تو اس صورت میں وصی مال کو تقسیم نہیں کراسکتا مگر جب کہ تقسیم میں نابالغ کے لیے کھلا ہوا فائدہ معلوم ہوتا ہو۔ اور باپ اور اس کے نابالغ بچہ کے مابین مال مشترک ہو تو باپ تقسیم کراسکتا ہے اگرچہ نابالغ کا کھلا ہوا نفع نہ بھی ہو۔(5)

مسئلہ ۱۲: بالغ و نابالغ دونوں قسم کے ورثہ ہیں اور بالغین موجود ہیں وصی نے بالغین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور سب نابالغوں کے حصے یکجائی رکھے یہ جائز ہے پھر نابالغوں کے حصے تقسیم کرنا چاہے یہ نہیں ہوسکتا اور اگر ایک نابالغ ہے باقی بالغ اور بالغین میں ایک غائب ہے اور باقی موجود وصی نے موجودین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور غائب کے حصہ کو نابالغ کے ساتھ رکھا یہ جائز ہے۔(6)

مسئلہ ۱۳: ورثہ میں بالغ و نابالغ دونوں ہیں وصی نے اس طرح تقسیم کرائی کہ ہر نابالغ کا حصہ بھی ممتاز ہو گیا یہ تقسیم ناجائز ہے۔ میت نے کسی کے لیے تہائی کی وصیت کی ہے وصی نے موصی لہ (جس کے متعلق وصیت کی گئی) اور نابالغین کے مابین تقسیم کی موصی لہٗ کی تہائی اس کو دے دی اور دو تہائیاں نابالغین کے لیے رکھیں یہ جائز ہے۔ اور اگر ورثہ بالغ ہوں مگر موجود نہیں ہیں وصی نے تقسیم کر کے موصی لہٗ کی تہائی اسے دے دی اور ورثہ کا حصہ محفوظ رکھا یہ بھی جائز ہے اور اگر موصی لہ غائب ہے وصی نے ورثہ کے مقابل میں تقسیم کر کے موصی لہ کا حصہ محفوظ رکھا یہ تقسیم باطل ہے۔(7)

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السابع فی بیان من یلی القسمۃ... إلخ، ج۵،ص۲۱۹.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السابع فی بیان من یلی القسمۃ... إلخ، ج۵،ص۲۱۹.

(6) المرجع السابق، ص۲۲۰.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب القسمۃ، الباب السابع فی بیان من یلی القسمۃ... إلخ، ج۵،ص۲۱۹،۲۲۰.

مزارعت کا بیان

مزارعت کے متعلق مختلف قسم کی حدیثیں آئیں بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز اسی وجہ سے صحابہ وائمہ میں اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف رہا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہتے ہیں ہم مزارعت کیا کرتے تھے اس میں حرج نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب یہ کہا کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری ومسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں سب سے زیادہ ہمارے کھیت تھے اور ہم میں کوئی شخص زمین کو اس طرح کرایہ پر دیتا کہ اس ٹکڑے کی پیداوار میری ہے اور اس کی تمہاری تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک میں پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہیں ہوتی لہٰذا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اُن کو منع فرمادیا۔(2)

حدیث ۳: صحیحین میں حنظلہ بن قیس، رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہٖ وسلَّم) کے زمانہ میں کچھ لوگ زمین کو اس طرح دیتے کہ جو کچھ نالیوں کے آس پاس پیداوار ہوگی وہ مالک زمین کی ہے یا مالک زمین پیداوار میں سے کسی مخصوص شے کو اپنے لیے مستثنیٰ کر لیتا۔لہٰذا نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس سے منع فرمادیا۔ کہتے ہیں: میں نے رافع سے پوچھا کہ روپیہ اشرفی (سونے کا سکہ) سے زمین کو دینا کیسا ہے تو کہا: اس میں حرج نہیں۔ بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں ممانعت ہے اُس کو جب وہ شخص دیکھے گا جسے حلال وحرام کی سمجھ ہے تو جائز نہیں کہہ سکتا۔(3)

حدیث ۴: صحیح بخاری ومسلم میں عمرو بن دینار (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے طاوس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے کہا کہ آپ مزارعت چھوڑ دیتے تو اچھا تھا کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں اس سے نبیصلَّی اللہ تعالٰی علیہ

(1) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب کراء الارض، الحدیث:۱۰۶، ۱۰۷۔(۱۵۴۷)،ص ۸۳۲۔

(2) صحیح البخاري، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب ما یکرہ من الشروط في المزارعۃ، الحدیث:۲۳۳۲،ج ۲،ص ۸۹۔

(3) صحیح البخاري، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب کراء الارض بالذھب والفضۃ، الحدیث:۲۳۴۶، ۲۳۴۷،ج ۲،ص ۹۳۔

وسلّم نے ممانعت فرمائی ہے۔ اُنھوں نے کہا: اے عمرو! اس ذریعہ سے لوگوں کو میں دیتا ہوں اور لوگوں کی اعانت (مدد) کرتا ہوں اور مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ خبر دی کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس کو منع نہیں فرمایا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو زمین مفت دیدے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس پر اُجرت لے۔(4)

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ابوجعفر یعنی امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھرانا ایسا نہیں جو تہائی اور چوتھائی پر مزارعت نہ کرتا ہو اور حضرت علی و سعد بن مالک و عبداللہ بن مسعود و عمر بن عبدالعزیز و قاسم و عروہ و آل ابی بکر و آل عمر و آل علی و ابن سیرین سب نے مزارعت کی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔(5)

❁❁❁❁❁

---

(4) صحیح البخاري، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب:۱۰، الحدیث:۲۳۳۰، ج۲، ص۸۸۔

(5) صحیح البخاري، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ، ج۲، ص۸۷۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں، اسی کو ہندوستان میں بٹائی پر کھیت دینا کہتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے مگر فتوٰی قول صاحبین پر (یعنی امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے قول پر) ہے کہ مزارعت جائز ہے۔(1)

۞۞۞۞۞

(1) الدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۵۶۔۴۵۸۔

مزارعت کے جواز کے لیے چند شرطیں ہیں کہ بغیر ان شرطوں کے جائز نہیں

(۱) عاقدین عاقل بالغ آزاد ہوں اگر نابالغ یا غلام ہو تو اس کا ماذون ہونا (یعنی اپنے ولی یا آقا کی طرف سے انہیں خرید وفروخت کی اجازت کا ہونا) ضروری ہے۔

(۲) زمین قابلِ زراعت ہو۔ اگر شور زمین (1) یا بنجر جس میں زراعت کی قابلیت نہیں ہے مزارعت پر دی گئی تو یہ عقد ناجائز ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس وقت زمین قابل زراعت نہیں ہے مگر وہ وجہ زائل ہو جائے گی مثلاً اس وقت وہاں پانی نہیں ہے مگر وقت پر پانی ہو جائے گا یا اُس وقت کھیت پانی میں ڈوبا ہوا ہے بونے کے وقت تک سوکھ جائے گا تو مزارعت جائز ہے۔

(۳) وہ زمین جو مزارعت پر دی گئی معلوم ہو۔

(۴) مالک زمین کاشتکار کو وہ زمین سپرد کر دے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ مالک زمین بھی اس میں کام کریگا تو مزارعت صحیح نہیں۔

(۵) بیان مدت مثلاً ایک سال دو سال کے لیے زمین دی اور اگر مدت کا بیان نہ ہو تو صرف پہلی فصل کے لیے مزارعت ہوگی اور اگر ایسی مدت بیان کی جس میں زراعت نہ ہو سکے یا اتنی مدت بیان کی کہ اوتنی مدت تک ایک کے زندہ رہنے کی بظاہر اُمید نہیں ہے تو ان دونوں صورتوں میں مزارعت فاسد۔

(۶) یہ بیان کہ بیج مالک زمین دے گا یا کاشتکار کے ذمہ ہوگا۔ اگر بیان نہ ہو تو وہاں کا جو عرف ہو وہ کیا جائے جیسے یہاں ہندوستان بھر میں یہی عرف ہے کہ بیج کاشتکار کے ہوتے ہیں۔

(۷) یہ بیان کہ کیا چیز بوئے گا اور اگر متعین نہ کرے تو یہ اجازت دے کہ تیرا جو جی چاہے اس میں بونا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کتنے بیج ڈالے گا کہ زمین جتنی ہوتی ہے اسی حساب سے کاشتکار بیج ڈالا کرتے ہیں۔

(۸) ہر ایک کو کیا ملے گا اس کا عقد میں ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دونوں کی شرکت ہو، اگر فقط ایک کو دینا قرار پایا تو عقد صحیح نہیں۔ اور یہ شرط کہ دوسری چیز میں سے دیا جائے گا اس سے بھی شرکت نہ ہوگی۔ اور جو مقدار ہو ہر ایک کے لیے اوس کا متعین ہو جانا ضرور ہے مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی اور جو کچھ حصہ ہو وہ جز و شائع ہو لہٰذا اگر ایک کے لیے یہ ٹھہرا کہ ایک من یا دو من دیے جائیں گے تو صحیح نہیں۔ یوہیں اگر یہ ٹھہرا کہ بیج کی مقدار

---

(1) کھاری زمین، وہ زمین جو کھار یا تھور کے باعث قابل کاشت نہ ہو۔

نکالنے کے بعد باقی کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا تو مزارعت صحیح نہ ہوئی۔ اسی طرح اگر یہ ٹھہرا کہ کھیت کے اس حصہ کی پیداوار فلاں لے گا اور باقی فلاں یا باقی کو دونوں میں تقسیم کیا جائے گا یہ مزارعت صحیح نہیں۔ اور اگر یہ ٹھہرا کہ زمین کا عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) نکال کر باقی کو تقسیم کیا جائے گا تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر یہ طے ہوا کہ دونوں میں ایک کو پہلے پیداوار کا دسواں حصہ دیا جائے اُس کے بعد اس طرح تقسیم ہو تو اس میں بھی حرج نہیں۔(2)

شروط مندرجہ ذیل سے مزارعت فاسد ہو جاتی ہے۔ ۱۔ پیداوار کا ایک کے لیے مخصوص ہونا۔ ۲۔ مالک زمین کے کام کرنے کی شرط۔ ۳۔ ہل بیل مالک زمین کے ذمہ شرط کر دینا۔ کھیت کاٹنا اور ڈھوکر (یعنی وزن اُٹھا کر دوسری جگہ لے جانا) خرمن (غلے کا ڈھیر لگانے کی جگہ) میں پہنچانا پھر دائیں چلانا اور غلہ کو بھوسہ اوڑا کر جدا کرنا ان سب کو مزارع پر شرط کرنا مفسد ہے یا نہیں اس میں دو روایتیں ہیں اور یہاں کا عرف یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی مزارع (کاشتکار) ہی کرتا ہے مگر رواج یہ ہے کہ ان سب چیزوں میں مزدوری جو کچھ دی جاتی ہے وہ مشترک غلہ سے دی جاتی ہے مزارع اپنے پاس سے نہیں دیتا بلکہ ان تمام مصارف کے بعد جو کچھ غلہ بچتا ہے وہ حسب قرارداد تقسیم ہوتا ہے۔ ۴۔ ایک کو غلہ ملے گا اور دوسرے کو صرف بھوسا۔ ۵۔ غلہ بانٹا جائے گا اور بھوسا وہ لے گا جس کے بیج نہیں ہیں مثلاً مالک زمین۔ ۶۔ بھوسا بانٹا جائے گا اور غلہ صرف ایک کو ملے گا۔ اور اگر یہ شرط ہے کہ غلہ بٹے گا اور بھوسا اُس کو ملے گا جس کے بیج ہیں جیسا یہاں کا یہی عرف ہے کہ مزارع ہی بیج دیتا ہے اور بھوسہ لیتا ہے یہ صورت صحیح ہے۔ یوہیں اگر بھوسے کے متعلق کچھ ذکر ہی نہ آیا کہ اس کو کون لے گا یہ بھی صحیح ہے مگر اس صورت میں بھوسا کون لے گا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ بھی بٹے گا دوسرا یہ کہ جس کے بیج ہیں اسے ملے گا یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہاں کا عرف دوسرے قول کے موافق ہے۔(3)

مسئلہ ۲: ۱۔ ایک شخص کی زمین اور بیج اور دوسرا شخص اپنے ہل بیل سے جوتے بوئے گا ۲۔ یا ایک کی فقط زمین باقی سب کچھ دوسرے کا یعنی بیج بھی اسی کے اور ہل بیل بھی اسی کے اور کام بھی یہی کریگا ۳۔ یا مزارع صرف کام کریگا باقی سب کچھ مالک زمین کا، یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر یہ ہو کہ ۱۔ زمین اور بیل ایک کے اور کام کرنا اور بیج مزارع کے ذمہ یا ۲۔ یہ کہ بیل اور بیج ایک کے اور زمین اور کام دوسرے کا یا ۳۔ یہ کہ ایک کے ذمہ فقط بیل ۴۔ یا بیج باقی سب کچھ دوسرے کا یہ چاروں صورتیں ناجائز و باطل ہیں۔(4)

---

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۵۸-۴۶۰.
والفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الاول فی شرعیتھا... إلخ، ج۵، ص۲۳۵، ۲۳۶.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۶۰-۴۶۴.
والفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الاول فی شرعیتھا... إلخ، ج۵، ص۲۳۶.

(4) الدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۶۲.

مسئلہ ۳: مزارعت جب صحیح ہو تو جو کچھ پیداوار ہو اُس کو اس طور پر تقسیم کریں جیسا طے ہوا ہے اور کچھ پیداوار نہ ہوئی تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر مزارعت فاسد ہو تو بہرصورت کام کرنے والے کو اُجرت ملے گی پیداوار ہو یا نہ ہو۔(5)

مسئلہ ۴: تین یا چار شخص مزارعت میں شریک ہوئے یوں کہ ایک کے فقط بیج یا بیل ہوں گے یا یوں کہ ایک کی زمین اور ایک کے بیج اور ایک کے بیل اور ایک کام کریگا یا یوں کہ ایک کی زمین اور بیج اور دوسرے کے بیل اور تیسرا کام کریگا یہ سب صورتیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔(6)

مسئلہ ۵: عقدِ مزارعت ہو جانے کے بعد یہ عقد لازم ہوتا ہے یا نہیں اس میں یہ تفصیل ہے کہ جس کے بیج ہوں گے اس کی جانب سے لازم نہیں وہ اس پر عمل پیرا ہونے سے انکار کرسکتا ہے اور جس کے بیج نہیں اس پر لازم ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے یہ عقد منظور نہیں بلکہ اس کو عقد کے موافق کرنا ہی پڑے گا اور بیج زمین میں ڈال دینے کے بعد دونوں طرف سے لازم ہوگیا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔(7)

مسئلہ ۶: جس کے بیج ہیں اگر وہ اس عقد سے انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے بونا چاہتا ہے یا اس کو کوئی دوسرا شخص مل گیا جو کم میں کام کریگا مثلاً یہ مزارع نصف لینا چاہتا ہے وہ دوسرا تہائی پر کام کرنے کو طیار ہے ان صورتوں میں بیج والا انکار نہیں کرسکتا اُس کو اس عقد کے موافق کرنا ہی ہوگا۔(8)

مسئلہ ۷: مزارعت میں اگر مزارع کے ذمہ کھیت کا جوتنا (زمین کو قابلِ کاشت بنانا ، ہل چلانا) شرط ہے جب تو اُسے جوتنا ہی ہے اور اگر عقد میں یہ شرط مذکور نہ ہوئی تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ زمین ایسی ہے کہ بغیر جوتے بھی اس میں ویسی ہی پیداوار ہوسکتی ہے جو مقصود ہے تو جبراً اس سے نہیں جتوایا جاسکتا اور اگر بغیر جوتے کچھ پیداوار نہ ہوگی یا بہت کم ہوگی تو کھیت جوتنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہی حکم آبپاشی کا (زمین کو پانی دینے کا) ہے کہ اگر محض آسمانی بارش کافی ہے پانی نہ دیا جائے جب بھی ٹھیک پیداوار ہوگی تو پانی دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ورنہ اُسے پانی دینا ہی ہوگا انکار نہیں کرسکتا۔(9)

---

(5) المرجع السابق، ص ۴۶۴۔۴۶۶۔

(6) ردالمحتار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص ۴۶۴۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الاول فی شرعیتھا...إلخ، ج۵، ص ۲۳۷۔

(8) ردالمحتار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص ۴۶۵۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الاول فی شرعیتھا...إلخ، ج۵، ص ۲۳۷۔

مسئلہ ۸: مزارعت ہوجانے کے بعد پیداوار کی تقسیم جس طرح طے پائی ہے اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے یا نہیں مثلاً نصف نصف تقسیم کرنا طے پایا تھا اب ایک تہائی دو تہائیاں لینا دینا چاہتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ کمی یا بیشی مالک زمین کی طرف سے ہوگی یا مزارع کی طرف سے اور بہر صورت بیج مالک زمین کے ہیں یا مزارع کے۔ اگر کھیت طیار ہوگیا اور بیج مزارع کے ہیں اور پہلے مزارعت نصف پر تھی اب کاشتکار مالک زمین کا حصہ بڑھانا چاہتا ہے اسے دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یہ ناجائز ہے بلکہ پیداوار اسی طور پر تقسیم ہوگی جو طے ہے اور اگر مالک زمین مزارع کا حصہ بڑھانا چاہتا ہے بجائے نصف اس کو دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر بیج مالک زمین کے ہیں اور یہ مزارع کا حصہ زیادہ کرنا چاہتا ہے یہ ناجائز ہے اور مزارع مالک زمین کا حصہ زیادہ کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر فصل طیار ہونے سے پہلے کمی بیشی کرنا چاہتے ہیں تو مطلقاً جائز ہے مزارع کی طرف سے ہو یا مالک زمین کی طرف سے بیج اس کے ہوں یا اس کے۔(10)

مسئلہ ۹: مزارعت اس طرح ہوئی کہ ایک کی زمین ہے اور بیج دونوں کے ہیں اور مزارع کے ذمہ کام کرنا ہے اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت فاسد ہے۔ یوہیں اگر ایک کے لیے دو تہائیاں اور دوسرے کے لیے ایک تہائی ملنا شرط ہو یہ بھی فاسد ہے۔ اور اگر زمین دونوں کی ہو اور بیج بھی دونوں دیں گے اور کام بھی دونوں کریں گے اور جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت صحیح ہے اور اگر زمین دونوں میں مشترک ہے اور بیج ایک کے ہیں اور پیداوار برابر لیں گے یہ صورت فاسد ہے۔ اور اگر اسی صورت میں کہ زمین مشترک ہے یہ شرط ہو کہ جو کام کریگا اس کی دو تہائیاں اور دوسرے کو یعنی جس کے بیج نہیں ہیں اس کو ایک تہائی ملے گی یہ جائز ہے۔(11)

مسئلہ ۱۰: مزارعت فاسدہ کے یہ احکام ہیں۔ جو کچھ اس صورت میں پیداوار ہو اس کا مالک تنہا وہ شخص ہے جس کے بیج ہیں پھر اگر بیج مزارع کے ہیں تو یہ مالک زمین کو زمین کی اُجرت مثل دے گا اور اگر بیج مالک زمین کے ہیں تو یہ مزارع کو اس کے کام کی اُجرت مثل دے گا اور اگر بیل بھی مالک زمین ہی کے ہیں تو زمین اور بیل دونوں کی اُجرت مثل اس کو ملے گی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک اُجرت مثل اوتنی ہی دی جائے جو مقرر شدہ سے زائد نہ ہو یعنی اگر مقرر شدہ سے زائد ہوتی ہو تو اوتنی ہی دیں جو مقرر ہے یعنی مثلاً نصف پیداوار کی برابر اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک یہ پابندی نہیں بلکہ جتنی بھی اُجرت مثل ہو اگرچہ مقرر شدہ سے زیادہ ہو وہی دی جائے گی۔(12)

---

(10) المرجع السابق۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثانی فی بیان أنواع المزارعۃ، ج۵، ص۲۳۸، ۲۳۹۔

(12) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۳۹۔۳۴۰۔

مسئلہ ۱۱: مزارعت فاسدہ میں اگر بیج مالک زمین کے ہیں اور پیداوار اس نے لی یہ اس کے لیے حلال وطیب ہے اور اگر مزارع کے بیج تھے اور پوری پیداوار اس نے لی تو اس کے لیے فقط اوتنا ہی طیب ہے جو بیج اور لگان کے مقابل میں ہے باقی کو صدقہ کرے۔(13)

مسئلہ ۱۲: مزارعت فاسدہ میں اگر یہ چاہیں کہ پیداوار کا جو کچھ حصہ ملا ہے وہ طیب و طاہر ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حصے بنٹ جانے کے بعد (یعنی تقسیم ہو جانے کے بعد) مالک زمین مزارع سے کہے کہ تمہارا میرے ذمہ یہ واجب ہے اور میرا تمہارے ذمہ یہ واجب ہے اس غلہ کو لے کر مصالحت کرلو اور مزارع بھی اسی طرح کرے اور دونوں آپس میں مصالحت کرلیں اب کوئی حرج نہ رہے گا۔(14)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کو بیج دیے اور یہ کہا کہ تم انھیں اپنی زمین میں بودو اور جو کچھ غلہ پیدا ہو وہ تمہارا ہے یا یوں کہا کہ اپنی زمین میں میرے بیج سے کاشت کرو جو کچھ پیداوار ہو وہ تمہاری ہے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر یہ مزارعت نہیں ہے کیونکہ پیداوار میں شرکت نہیں ہے بلکہ اس شخص نے اپنے بیج اسے قرض دیے اور اگر بیج والے نے مالک زمین سے یہ کہا کہ میرے بیج سے تم اپنی زمین میں کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو میری ہے یہ صورت بھی جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی زمین کاشت کے لیے عاریت لی۔(15)

مسئلہ ۱۴: مزارع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اس میں گیہوں (گندم) اور جو دونوں بوئے جائیں ایک کو گیہوں ملیں گے اور دوسرے کو جو یہ مزارعت فاسد ہے۔(16)

مسئلہ ۱۵: مزارع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اگر تم نے گیہوں بوئے تو نصف نصف دونوں کے اور جو بوئے تو کل مزارع کے، یہ صورت جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارعت ہے اور جو بونے کی صورت میں عاریت ہے اور اگر یہ کہہ کر زمین دی کہ گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو یہ کل مالک زمین کے، اس کا حکم یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارعت ہے اور جائز ہے اور جو بوئے تو یہ کل مزارع کے ہوں گے اور مالک زمین کو زمین کی اُجرتِ مثل یعنی واجبی لگان دیا جائے۔(17)

---

(13) المرجع السابق، ص ۳۴۰۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثانی فی بیان أنواع المزارعۃ، ج۵، ص ۲۳۸۔

(15) المرجع السابق، الباب الثالث فی الشروط... إلخ، ج۵، ص ۲۴۱۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثالث فی الشروط... إلخ، ج۵، ص ۲۴۵۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثالث فی الشروط... إلخ، ج۵، ص ۲۴۷۔

مسئلہ ۱۶: یہ کہہ کر زمین دی کہ اگر گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو مالک زمین کے لیے ایک تہائی اور مزارع کے لیے دو تہائیاں اور تل بوئے تو مالک زمین کی ایک چوتھائی باقی مزارع کی، یہ صورت جائز ہے جو کچھ بوئے گا اسی شرط کے موافق تقسیم ہوگی۔(18)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص کو تیس برس کے لیے زمین دے دی کہ گیہوں یا جَو یا جو کچھ ربیع یا خریف کی پیداوار ہو دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور اس زمین میں مزارع جو درخت لگائے گا وہ ایک تہائی مالک زمین کا باقی مزارع کا، یہ جائز ہے وہ جو کچھ بوئے یا جس قسم کے درخت لگائے اسی شرط کے موافق کیا جائے گا۔(19)

مسئلہ ۱۸: مزارعت میں یہ شرط ہوئی کہ اگر مزدور سے کام لیا جائے گا تو اس کی اُجرت مزارع کے ذمہ ہوگی یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مالک زمین کے ذمہ ہوگی یہ ناجائز ہے اور مزارعت فاسد۔ یوہیں اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مزارع دے گا مگر جو کچھ اُجرت میں صرف ہوگا اس کے عوض کا غلہ نکال کر باقی کو تقسیم کیا جائے گا یہ بھی ناجائز۔(20)

مسئلہ ۱۹: مزارعت میں ایسی شرط تھی جس کی وجہ سے مزارعت فاسد ہوگئی تھی اور وہ شرط جس کے لیے مفید تھی اس نے عمل سے پہلے شرط باطل کر دی مثلاً یہ شرط تھی کہ مالک زمین یا مزارع بیس روپے اور نصف پیداوار لے گا جس کو یہ روپے ملتے اوس نے یہ شرط باطل کر دی تو اب یہ مزارعت جائز ہوگئی اور اگر وہ شرط دونوں کے لیے مفید ہو تو جب تک دونوں اس شرط کو باطل نہ کریں فقط ایک کے باطل کرنے سے مزارعت جائز نہ ہوگی۔(21)

مسئلہ ۲۰: کاشتکار نے کھیت جوت لیا (یعنی ہل چلا دیا) اب مالک زمین کہتا ہے میں بٹائی پر بوانا (تقسیم پر کاشت کرانا) نہیں چاہتا اگر بیج کاشتکار کے ذمہ ہیں تو مالک زمین کو انکار کرنے کا کوئی حق نہیں اس سے زمین جبراً لی جائے گی اور کاشتکار بوئے گا اور اگر بیج مالکِ زمین کے ذمہ ہیں تو وہ انکار کرسکتا ہے اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا رہا یہ کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کا معاوضہ دیا جائے گا یا نہیں دیانت کا حکم یہ ہے کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کی اُجرت مثل دے کر راضی کرے کیونکہ اگرچہ کھیت جوتنے پر وہ اجیر نہیں ہے مگر چونکہ مالک زمین نے اس سے عقد مزارعت کیا اس وجہ سے اس نے جوتا ورنہ کیوں جوتتا۔(22)

---

(18) المرجع السابق، ص۲۳۸۔

(19) المرجع السابق۔

(20) المرجع السابق

(21) المرجع السابق، ص۲۳۵۔

مزارِع کا دوسرے کو مزارعت پر زمین دے دینا

مسئلہ ۲۱: کاشتکار کو مزارعت پر زمین دی کاشتکار یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شخص کو مزارعت پر دے دے اگر بیج مالک زمین کے ہیں تو ایسا نہیں کرسکتا جب تک مالک زمین سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ حاصل کرے دلالۃً اجازت کی یہ صورت ہے کہ اس نے کہہ دیا ہو تم اپنی رائے سے کام کرو اور بغیر اجازت اس نے دوسرے کو دے دی تو ان دونوں کے مابین حسب شرائط غلہ تقسیم ہوگا اور مالک زمین بیج کا تاوان لے گا پہلے سے لے گا تو وہ دوسرے سے واپس نہیں لے سکتا اور دوسرے سے لے گا تو وہ پہلے سے رجوع کریگا اور زراعت کی وجہ سے زمین میں جو کچھ نقصان ہوگا وہ مزارع دوم سے مالک زمین وصول کریگا پھر اس صورت میں مزارع اول کو پیداوار کا جو حصہ ملا ہے اس میں سے اوتنا حصہ اس کے لیے جائز ہے جو تاوان میں دے چکا ہے باقی کو صدقہ کردے۔(1)

مسئلہ ۲۲: مالک زمین نے مزارع کو صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی ہے کہ وہ دوسرے کو مزارعت کے طور پر دے دے اور مالک زمین نے نصف پر اس کو دی تھی اور اس نے دوسرے کو نصف پر دے دی تو یہ دوسری مزارعت جائز ہے اور جو پیداوار ہوگی اس میں کا نصف مالک زمین لے گا اور نصف مزارع دوم لے گا مزارع اول کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اور اگر مزارع اول نے دوسرے سے یہ طے کرلیا ہے کہ آدھا مالک زمین کو ملے گا اور آدھے میں ہم دونوں برابر لیں گے یا ایک تہائی دو تہائی لیں گے تو جو کچھ طے پایا اُس کے موافق تقسیم ہو۔(2)

مسئلہ ۲۳: مالک زمین نے مزارعت پر زمین دی اور یہ کہا کہ اپنے بیج سے کاشت کرو اس نے زمین اور بیج دوسرے کو بونے کے لیے مزارعت پر دے دی یہ جائز ہے مالک زمین نے صراحۃً یا دلالۃً ایسا کرنے کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اب اگر پہلی مزارعت نصف پر تھی اور دوسری بھی نصف پر ہوئی تو نصف غلہ مالک زمین لے گا اور نصف مزارع دوم کے ذمہ ہیں تو وہ انکار کرسکتا ہے اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا رہا یہ کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کا معاوضہ دیا جائے گا یا نہیں دیانت کا حکم یہ ہے کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کی اُجرت مثل دے کر راضی کرے کیونکہ اگرچہ کھیت جوتنے پر وہ اجیر نہیں ہے مگر چونکہ مالک زمین نے اس سے عقد مزارعت کیا اس وجہ سے اس نے جوتا ورنہ کیوں

---

(1) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الخامس فی دفع المزارع...إلخ، ج۵، ص۲۵۰.

(2) المرجع السابق

جوتا۔(3)

مسئلہ ۲۴: مالک زمین نے مزارع سے کہا کہ تم اپنے بیجوں سے کاشت کرو دونوں نصف نصف لیں گے اور مزارع نے دوسرے کو دے دی کہ تم اپنے بیج سے کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دو تہائیاں تمہاری اس صورت میں مزارع دوم حسب شرط دو تہائیاں لے گا اور ایک تہائی مالک زمین لے گا اور مالک زمین مزارع اول سے تہائی زمین کی اُجرت (لگان) لے گا اور اگر بیج مزارع اول ہی نے دیے مگر مزارع دوم کے لیے پیداوار کی دو تہائیاں دینا طے پایا اس صورت میں بھی وہی حکم ہے۔(4)

مسئلہ ۲۵: کاشت کے لیے دوسرے کو زمین دی اور یہ ٹھہرا کہ بیج دونوں کے ہوں گے اور بیل کاشتکار کے ہوں گے اور پیداوار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو جائے گی کاشتکار نے ایک دوسرے شخص کو اپنے حصہ میں شریک کر لیا کہ یہ بھی اس کے ساتھ کام کریگا اس صورت میں مزارعت اور شرکت دونوں فاسد ہیں۔ جتنے جتنے دونوں کے بیج ہوں اسی حساب سے غلہ دونوں میں تقسیم ہوگا اور مالک زمین مزارع اول سے نصف زمین کی اُجرت مثل لے گا اور یہ دوسرا شخص بھی مزارع اول سے اپنے کام کی اُجرت مثل لے گا۔ اور مزارع اول اپنے بیج کی قدر اور جو کچھ زمین کی اُجرت اور کام کی اُجرت دے چکا ہے ان کی قیمت کا غلہ رکھ لے باقی کو صدقہ کر دے۔(5) اور اگر کاشتکار نے دوسرے کو شریک نہ کیا ہو جب بھی فاسد ہے اور وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔(6)

(3) فتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الخامس فی دفع المزارع...إلخ، ج۵، ص۲۵۱۔

(4) المرجع السابق۔

(5) المرجع السابق۔

مزارعت فسخ ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۲۶: دو شخصوں کے مابین مزارعت ہوئی ان میں کسی کے مرجانے سے مزارعت فسخ ہوجاتی ہے جیسا کہ اجارہ کا حکم تھا مگر اگر مثلاً تین سال کے لیے مزارعت ہونا قرار پائی تھی اور پہلے سال میں کھیت بونے اور اُگنے کے بعد مالک زمین مرگیا اور کھیت ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہوا تو زمین مزارع کے پاس اس وقت تک چھوڑ دی جائے گی کہ فصل طیار ہوجائے اس صورت میں پیداوار حسب قرار تقسیم ہوگی اور دوسرے تیسرے سال کے حق میں مزارعت فسخ ہوجائے گی۔(1)

مسئلہ ۲۷: مزارع نے کھیت جوت کر طیار کیا مینڈھ (مینڈیں) بھی درست کر لی نالیاں بھی بنالیں مگر ابھی بویا نہیں ہے کہ مالک زمین مرگیا تو مزارعت فسخ ہوگئی اور مزارع نے جو کچھ کام کیا ہے اس صورت میں اوس کا کوئی معاوضہ نہیں۔(2)

مسئلہ ۲۸: کھیت بو دیا گیا اور ابھی اوگا نہیں کہ مالک زمین مرگیا اس صورت میں مزارعت فسخ ہوگی یا باقی رہے گی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔(3) جو مشائخ یہ کہتے ہیں کہ مزارعت فسخ نہیں ہوگی اون کا قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ مزارع کو نقصان سے بچاتا ہے جب کہ بیج مزارع کے ہوں۔

مسئلہ ۲۹: مزارع نے کھیت بونے میں دیر کی کہ مدت ختم ہوگئی اور ابھی زراعت کچی ہے کٹنے کے قابل نہیں ہوئی مالک زمین کہتا ہے کچی کھیتی کاٹ لی جائے اور مزارع انکار کرتا ہے مالک زمین کو کھیت کاٹنے سے روکا جائے گا اور چونکہ آدھی زراعت مزارع کی ہے کھیت طیار ہونے تک دونوں کے مابین ایک جدید اجارہ قرار دیا جائے گا لہذا اتنے دنوں کی جو کچھ اُجرت اس زمین کی ہو اس کا نصف مزارع مالک زمین کو دے گا۔(4)

مسئلہ ۳۰: فصل طیار ہونے سے پہلے مزارع مرگیا اس کے ورثہ کہتے ہیں کہ ہم اس کھیت کا کام کریں گے ان کو یہ حق دیا جائے گا کہ یہ لوگ مزارع کے قائم مقام ہیں اس صورت میں کام کی ان کو کچھ اُجرت نہیں ملے گی بلکہ پیداوار کا

---

(1) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۰۔

(2) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۰۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثالث فیما اذا مات رب الارض...، ج۵، ص۲۵۳۔

(4) المرجع السابق۔

حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ زراعت کے کام سے انکار کرتے ہیں تو ان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مالک زمین کو اختیار ہے کہ کچی کھیتی کاٹ کر آدھی ان کو دے دے اور آدھی خود لے لے یا ان کے حصہ کی قیمت دے کر زراعت لے لے یا ان کے حصہ پر بھی خرچ کرے اور جو کچھ ان کے حصہ پر صرف ہو (خرچ ہو) وہ ان کے حصہ کی پیداوار سے وصول کرے۔(5)

مسئلہ ۳۱: کھیت بونے کے بعد مزارع غائب ہوگیا معلوم نہیں کہاں ہے مالک زمین نے قاضی سے حکم حاصل کر کے زراعت پر صرف کیا کھیت جب طیار ہوگیا مزارع آیا اور اپنا حصہ مانگتا ہے تو جو کچھ صرفہ ہوا ہے جب تک سب نہ دے دے اپنا حصہ لینے کا حقدار نہیں اور اگر بغیر حکم قاضی مالک زمین نے صرف کیا تو مُتبرِّع ہے (احسان کرنے والا ہے) وصول نہیں کرسکتا اور قاضی حکم اس وقت دے گا جب مالک زمین گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ زمین میری ہے مزارعت پر فلاں کو دے دی ہے وہ کھیت بوکر غائب ہوگیا۔(6)

مسئلہ ۳۲: فصل طیار ہونے کے بعد مزارع مرگیا مالک زمین یہ دیکھتا ہے کہ کھیت میں زراعت موجود نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کیا ہوئی تو اپنے حصہ کا تاوان اس کے ترکہ سے وصول کریگا اگرچہ ورثہ کہتے ہوں کہ زراعت چوری ہوگئی۔(7)

مسئلہ ۳۳: مالک زمین پر دَین ہے اور سوا اس زمین کے جس کو مزارعت پر دے چکا ہے کوئی مال نہیں ہے جس سے دَین ادا کیا جائے اگر ابھی فقط عقدِ مزارعت ہی ہوا ہے کاشتکار نے کھیت بویا نہیں ہے تو زمین دَین کی ادا کے لیے بیع کردی جائے اور مزارعت فسخ کردی جائے اور اگر کھیت بویا جاچکا ہے مگر ابھی اوگا نہیں ہے جب بھی بیع ہوسکتی ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ مزارع کو کچھ دے کر راضی کرلیا جائے اور زراعت اوگ چکی ہے مگر ابھی طیار نہیں ہوئی ہے تو بغیر اجازت مزارع نہیں بیچی جاسکتی وہ اگر اجازت دے دے تو اب بیچنا جائز ہے۔ اور اس میں دو صورتیں ہیں صرف زمین کی بیع ہو یا زمین و زراعت دونوں کی ہو اگر دونوں کی بیع ہو اور مزارع نے اجازت دے دی تو دونوں میں بیع نافذ ہوگی اور اس صورت میں ثمن کو قیمت زمین اور قیمت زراعت پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں ہو وہ مالک زمین کا ہے اور جو حصہ زراعت کے مقابل میں ہے دونوں پر حسب قرارداد تقسیم کیا جائے۔ اور اگر مزارِع نے اِجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کردے یا زراعت طیار ہونے کا انتظار کرے۔ اور اگر صرف زمین کی بیع ہوئی ہے

---

(5) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۱.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب التاسع فیما اذامات رب الارض... إلخ، ج۵، ص۲۵۴.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثالث عشر فیما اذامات المزارع... إلخ، ج۵، ص۲۶۱.

ور مزارع نے اجازت دے دی تو زمین مشتری کی ہے اور زراعت بائع و مزارع کی ہے۔ اور اگر مزارع نے اجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر دے یا انتظار کرے اور اگر مالک زمین نے زمین اور زراعت کا اپنا حصہ بیع کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں۔ اور مزارع یہ چاہے کہ بیع کو فسخ کر دے یہ حق اسے حاصل نہیں۔ (8)

مسئلہ ۳۴: فصل طیار ہونے کے بعد دَین ادا کرنے کے لیے زمین بیچی گئی اگر صرف زمین کی بیع ہوئی تو بلا توقف جائز ہے اور اگر زمین اور پوری زراعت بیع کر دی تو زمین اور زراعت کے اس حصہ میں جو مالک زمین کا ہے بیع جائز ہے اور مزارع کے حصہ میں اس کی اجازت پر موقوف ہے اور فرض کرو مزارع نے اجازت نہیں دی اور مشتری کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ زمین مزارعت پر ہے تو مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ صرف بائع کے حصہ پر قناعت کرے اور حصہء مزارع کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہو وہ کم کر دے اور چاہے تو بیع فسخ کر دے کہ اس نے پوری زراعت خریدی تھی فقط اتنا ہی حصہ اسے خریدنا مقصود نہ تھا۔ (9)

مسئلہ ۳۵: کھیت میں بیج ڈال دیے گئے اور ابھی اوگے نہیں کھیت کو بیع کر دیا اگر وہ بیج سڑ گئے ہیں (یعنی ثابت نہیں رہے) تو مشتری کے ہیں اور اگر سڑے نہیں ہیں تو یہ بیج بائع کے ہیں اور فرض کرو مشتری نے پانی دیا بیج اوگے غلہ پیدا ہوا تو یہ سب بائع ہی کا ہے مشتری کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا کہ اس نے جو کچھ کیا تبرع (احسان) ہے۔ (10)

مسئلہ ۳۶: مدیون دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور اس کے پاس یہی زمین ہے جو مزارعت پر اوٹھا چکا ہے اور زمین میں کچی زراعت ہے جس کی وجہ سے بیع نہیں کی جاسکتی کہ بیع کر دَین ادا کیا جاتا تو اسے قید خانہ سے رہا کیا جائے گا کہ دَین کی ادا میں جو کچھ دیر ہوگی وہ عذر سے ہے۔ (11)

مسئلہ ۳۷: مزارع ایسا بیمار ہوگیا کہ کام نہیں کرسکتا یا سفر میں جانا چاہتا ہے یا وہ اس پیشہء زراعت ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے ان صورتوں میں مزارعت فسخ کر دی جائے گی یا مزارع یہ کہتا ہے کہ میں دوسری زمین کی کاشت کروں گا اور بیج اسی کے ہیں تو چھوڑ سکتا ہے۔ (12)

---

(8) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۰۔

والدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۶۶۔۴۶۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الحادی عشرفی بیع الارض۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۵۹۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الحادی عشرفی بیع الارض۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۵۹۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الحادی عشرفی بیع الارض۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۶۰۔

(11) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۰، ۳۴۱۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الثانی عشرفی العذر۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۶۰۔

مسئلہ ۳۸: مدت پوری ہوگئی اور ابھی فصل طیار نہیں ہے تو مدت کے بعد جتنوں دنوں تک زراعت طیار نہ ہوگی اوتنے دنوں کی مزارع کے ذمہ نصف زمین کی اُجرتِ مثل واجب ہے اور مدت کے بعد زراعت پر جو کچھ صرف ہوگا وہ دونوں کے ذمہ ہوگا کیونکہ عقدِ مزارعت ختم ہو چکا اب یہ زراعت دونوں کی مشترک چیز ہے لہٰذا خرچ بھی دونوں کے ذمہ مگر یہ ضرور ہے کہ جو کچھ ایک خرچ کرے وہ دوسرے کی اجازت سے ہو یا حکم قاضی سے بغیر اس کے جو کچھ خرچ کیا مُتبرّع ہے اس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔(13)

مسئلہ ۳۹: مدت ختم ہوگئی مالک زمین یہ چاہتا ہے کہ یہی کچی کھیتی کاٹ لی جائے یہ نہیں کیا جاسکتا اور اگر مزارع کچی کاٹنا چاہتا ہے تو مالک زمین کو اختیار دیا جائے گا کہ کچا کھیت کاٹ کر دونوں بانٹ لیں یا مزارع کے حصہ کی قیمت دے کر کل زراعت لے لے یا کھیت پر اپنے پاس سے صرف کرے اور طیار ہونے پر اس کے حصہ سے وصول کرے۔(14)

مسئلہ ۴۰: دوشخصوں کی مشترک زمین ہے ایک غائب ہے تو جو موجود ہے وہ پوری زمین میں کاشت کرسکتا ہے جب شریک آجائے تو جتنے دنوں تک اس کی کاشت میں رہی اب یہ اوتنے دنوں کاشت میں رکھے یہ اُس صورت میں ہے کہ زراعت سے زمین کو نقصان نہ پہنچے اوس کی قوت کم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ زراعت سے زمین کمزور ہوجائے گی یا زراعت نہ کرنے میں زمین کو نفع پہنچے گا، اُس کی قوت زیادہ ہوگی تو شریک موجود کو زراعت کی اجازت نہیں۔(15)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی اور مالک کو اُس وقت خبر ہوئی جب فصل طیار ہوئی اُس نے اپنی رضامندی ظاہر کی یا یہ ہوا کہ پہلے ناراض ہوا پھر رضامندی دے دی دونوں صورتوں میں کاشتکار کے لیے پیداوار حلال ہوگئی۔(16)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص نے دوسرے کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مزارعت پر اوٹھا دی (مزارعت پر دے دی) مزارع (کاشتکار) نے اپنے بیج بوئے اور ابھی اوگے نہیں تھے کہ مالک زمین نے اجازت دے دی تو اجازت ہوگئی اور جو کچھ پیداوار ہوگی وہ مالک زمین اور مزارع کے مابین اس طرح تقسیم ہوگی جو غاصب نے طے کی تھی۔ اور اگر کھیتی اوگ آئی ہے اور ایسی ہوگئی ہے کہ اس کی کچھ قیمت ہو اور اب مالک زمین نے اجازت دی تو مزارعت جائز ہوگئی یعنی مالک زمین اس کے بعد ناجائز کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور اجازت سے پہلے اپنا کھیت خالی کراسکتا تھا مزارعت کے

(13) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۱۔

(14) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۱۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب العاشرفی زراعۃ... إلخ، ج۵، ص۲۵۵۔

(16) المرجع السابق، ص۲۵۶۔

جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیداوار میں اسے حصہ ملے گا بلکہ اس صورت میں جو کچھ پیداوار ہوگی وہ مزارع و غاصب کے مابین تقسیم ہوگی۔(17)

مسئلہ ۴۳: بیج غصب کر کے اپنی زمین میں بو دیے تو جب تک اوگے نہ ہوں مالک اجازت دے سکتا ہے کہ ابھی بیج موجود ہیں اور اوگنے کے بعد اجازت نہیں ہوسکتی کہ بیج موجود نہیں۔(18)

مسئلہ ۴۴: مالک زمین نے اپنی زمین رہن رکھی پھر وہ زمین مرتہن کو مزارعت پر دے دی کہ مرتہن اپنے بیج سے کاشت کریگا یہ مزارعت صحیح ہے مگر زمین رہن سے خارج ہوگئی جب تک پھر سے رہن نہ رکھی جائے رہن میں نہیں آئے گی۔(19)

مسئلہ ۴۵: زمین کسی کے پاس رہن ہے اس کو بطور مزارعت کوئی شخص لینا چاہتا ہے تو راہن سے لے سکتا ہے جبکہ مرتہن بھی اس کی اجازت دے دے۔(20)

مسئلہ ۴۶: زراعت طیار ہونے سے پہلے جو کچھ کام ہوگا مثلاً کھیت جوتنا، بونا، پانی دینا، حفاظت کرنا وغیرہ یہ سب مزارع کے ذمہ ہے چاہے وہ خود کرے یا مزدوروں سے کرائے اور دوسری صورت میں (یعنی مزدوروں سے کروانے کی صورت میں) مزدوری اوسی کے ذمہ ہوگی۔ اور جو کام زراعت طیار ہونے کے بعد کے ہیں مثلاً کھیت کاٹنا اوسے لاکر جرمَن میں جمع کرنا دائیں چلانا بھوسا اوڑانا وغیرہ اس کے متعلق ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ دونوں کے ذمہ ہیں کیونکہ مزارع کا کام فصل طیار ہونے پر ختم ہوگیا مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ کام بھی مزارع کے ذمہ ہیں اور بعض مشائخ نے اسی کو اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ اور جو کام تقسیم کے بعد ہے مثلاً غلہ مکان پر پہنچانا یہ بالاتفاق دونوں کے ذمہ ہے مزارع اپنا غلہ خود لے جائے اور مالک اپنا غلہ اپنے گھر لائے یا دونوں اپنے اپنے مزدوروں سے اوٹھوا لے جائیں۔(21) قسم دوم یعنی فصل تیار ہونے کے بعد جو کام ہیں ان کے متعلق مزارع کے کرنے کی شرط کر لی تو یہ شرط صحیح ہے اس کی وجہ سے مزارعت فاسد نہیں ہوگی تنویر میں اس قول کو اصح کہا اور درمختار میں مُلتقی سے اسی پر فتویٰ ہونا بتایا۔(22) مگر ہندوستان میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ فصل طیار ہونے کے بعد مزدوروں

---

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب العاشر فی زراعۃ... إلخ، ج۵، ص۲۵۷.

(18) المرجع السابق، ص۲۵۸.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الخامس عشر فی الرھن... إلخ، ج۵، ص۲۶۴.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الرابع والعشرون فی المتفرقات، ج۵، ص۲۷۳.

(21) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۱، ۳۴۲.

(22) الدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۷۱.

سے کام کراتے ہیں اور مزدوری اسی غلہ میں سے دی جاتی ہے یعنی کھیت کاٹنے والے اور دائیں چلانے والے وغیرہ کو جو کچھ مزدوری دی جاتی ہے وہ کوئی اپنے پاس سے نہیں دیتا بلکہ اسی غلہ کی کچھ مقدار مزدوری میں دی جاتی ہے یہ طریقہ کہ جس کام کو کیا اوسی میں سے مزدوری دی جائے اگرچہ ناجائز ہے جس کو ہم اجارہ میں بیان کرچکے ہیں مگر اس سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ فصل کی طیاری کے بعد جو کام کیا جائے گا یہاں کے عرف کے مطابق وہ تنہا مزارع کے ذمہ نہیں ہے بلکہ دونوں کے ذمہ ہے کیونکہ مزدوری میں دونوں کی مشترک چیز دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۴۷: فصل طیار ہونے کے بعد کے جو کام ہیں اگر مالک زمین کے ذمہ شرط کیے گئے یہ بالاتفاق فاسد ہے کہ اس کے متعلق عرف بھی ایسا نہیں جس کی وجہ سے جائز کہا جائے۔(23)

مسئلہ ۴۸: مزارعت میں جو کچھ غلہ ہے یہ مزارع کے پاس امانت ہے اگرچہ وہ مزارعت فاسدہ ہو لہٰذا اگر مزارع کے پاس ہلاک ہوجائے مگر اُس کے فعل سے ہلاک نہ ہوا تو مزارع کے ذمہ اس کا تاوان نہیں۔ اور اس غلہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے کفالت بھی کی یہ کفالت صحیح نہیں اس کفیل سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر مالک زمین کے حصہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے یوں کفالت کی کہ اگر مزارع خود ہلاک کردے گا تو میں ضامن ہوں اور یہ کفالت مزارعت کے لیے شرط نہ ہو تو مزارعت بھی جائز ہے اور کفالت بھی اور اگر کفالت شرط ہو تو مزارعت فاسد۔(24)

مسئلہ ۴۹: مزارع نے کھیت کو پانی دینے میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے زراعت برباد ہوگئی اگر یہ مزارعت فاسدہ ہے تو مزارع پر تاوان نہیں کہ اس میں مزارع پر کام کرنا واجب نہیں اور اگر مزارعت صحیحہ ہے تو تاوان واجب ہے کہ اس میں کام کرنا واجب تھا۔ ضمان کی صورت یہ ہوگی کہ زراعت اوگی تھی اور پانی نہ دینے سے خشک ہوگئی تو اس زراعت کی جو قیمت ہو اوس کا نصف بطور تاوان مالک زمین کو دے اور قیمت نہ ہو تو خالی کھیت کی قیمت اور اس بوئے ہوئے کھیت میں جو تفاوت ہو اوس کا نصف تاوان دلایا جائے۔(25)

مسئلہ ۵۰: کاشتکار نے پانی دینے میں تاخیر کی اگر اتنی تاخیر ہے کہ کاشتکاروں کے یہاں اتنی تاخیر ہوا کرتی ہے جب تو تاوان نہیں اور غیر معمولی تاخیر کی تو تاوان ہے۔(26)

---

(23) الھدایۃ، کتاب المزارعۃ، ج۲، ص۳۴۲۔

(24) الدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۷۱۔

(25) المرجع السابق۔

(26) المرجع السابق، ص۴۷۲۔

مسئلہ ۵۱: فصل کاٹنا کاشتکار کے ذمہ شرط تھا اس نے کاٹنے میں دیر کی اور فصل ضائع ہوگئی اگر معمولی تاخیر ہے تو کچھ نہیں اور غیر معمولی دیر کی تو تاوان واجب۔ یوہیں اگر کاشتکار نے حفاظت نہیں کی جانوروں نے کھیت چر لیا کاشتکار کو تاوان دینا ہوگا۔ ٹڈیاں کھیت میں گریں اگر اُڑانے پر قدرت تھی اور نہ اوڑائیں اور ٹڈیاں کھیت کھا گئیں تاوان ہے اور اگر اس کے بس کی بات نہ تھی تو تاوان واجب نہیں۔(27)

مسئلہ ۵۲: دو شخصوں نے شرکت میں کھیت بویا تھا ایک شریک اوس میں پانی دینے سے انکار کرتا ہے یہ معاملہ حاکم کے پاس پیش کیا جائے اوس کے حکم دینے کے بعد بھی اگر اس نے پانی نہیں دیا اور فصل ماری گئی تو اس پر تاوان ہے۔(28)

مسئلہ ۵۳: مزارعت میں بیج مزارع کے ذمہ تھے مگر مالک زمین نے خود اس کھیت کو بویا اگر اس سے مقصود مزارع کی مدد کرنا ہے جب تو مزارعت باقی رہے گی اور یہ مقصود نہ ہو تو مزارعت جاتی رہی۔(29)

مسئلہ ۵۴: کسی سے اجارہ پر زمین لی مثلاً زمیندار سے بونے کے لیے کھیت لیا پھر اوس مالک زمین کو اوس میں کام کرنے کے لیئے اُجیر رکھا یہ جائز ہے اُجرت پر کام کرنے سے زمین کے اِجارہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔(30)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص مر گیا اور اوس نے بی بی اور نابالغ اور بالغ اولادیں چھوڑیں یہ سب چھوٹے بڑے ایک ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورت سب کی نگہداشت کرتی ہے بڑے لڑکوں نے زمین مشترک یا دوسرے سے زمین لے کر اوس میں کاشت کی اور جو کچھ غلہ پیدا ہوا مکان پر لائے اور یکجائی طور پر سب کے خرچ میں آیا جیسا کہ عموماً دیہاتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ یہ غلہ آیا مشترک قرار پائے گا یا صرف بڑے لڑکوں کا ہوگا جنھوں نے کاشت کی اس کا حکم یہ ہے کہ گر مشترک بیج بوئے گئے ہیں اور سب کی اجازت سے بوئے ہیں یعنی جو اون میں بالغ ہیں اون سے اجازت حاصل کر ں ہے اور جو نابالغ ہیں اون کے وصی سے اجازت لے لی ہے تو پیداوار مشترک ہے اور اگر بڑوں نے خود اپنے بیج سے کاشت کی ہے یا مشترک سے کی ہے مگر اجازت نہیں لی ہے تو غلہ ان کاشت کرنے والوں کا ہے دوسرے اس میں شریک نہیں۔(31)

---

(27) المرجع السابق

(28) الدرالمختار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص ۴۷۲۔

(29) المرجع السابق، ص ۴۷۳۔

(30) المرجع السابق، ص ۴۷۳۔

(31) الفتاوی الهندیۃ، کتاب المزارعۃ، الباب الرابع والعشرون فی المتفرقات، ج۵، ص ۲۷۴۔

ورد المحتار، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص ۴۷۴۔

مُعَامَلہ یا مُسَاقاۃ کا بیان

باغ یا درخت کسی کو اس لیے دینا کہ اوس کی خدمت کرے اور جو کچھ اوس سے پیداوار ہوگی اوس کا ایک حصہ کام کرنے والے کو اور ایک حصہ مالک کو دیا جائے گا اس کو مساقاۃ کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام معاملہ بھی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے باغات یہودیوں کو دے دیے تھے کہ اون باغات کے کام کریں اور جو کچھ پھل ہوں گے اون میں سے نصف اون کو دیے جائیں گے۔(1) جس طرح مزارعت جائز ہے معاملہ بھی جائز ہے اور اس کے جواز کے شرائط یہ ہیں۔ (۱) عاقدین کا عاقل ہونا (۲) جو پیداوار ہو وہ دونوں میں مشترک ہو اور اگر فقط ایک کے لیے پیداوار مخصوص کر دی گئی تو عقد فاسد ہے (۳) ہر ایک کا حصہ مُشاع ہو جس کی مقدار معلوم ہو مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی۔ (۴) باغ یا درخت عامل کو سپرد کر دینا یعنی مالک کا قبضہ اوس پر نہ رہے۔ اور اگر یہ قرار پایا کہ مالک بھی اوس میں کام کریگا تو معاملہ فاسد ہے۔ (۵) جو درخت مساقاۃ کے طور پر دیے گئے وہ ایسے ہوں کہ عامل کے کام کرنے سے اوس میں زیادتی ہو سکے یعنی اگر پھل پورے ہو چکے جتنا بڑھنا تھا بڑھ چکے صرف پکنا ہی باقی رہ گیا ہے تو یہ عقد صحیح نہیں۔ بعض شرائط ایسے ہیں جن کی وجہ سے معاملہ فاسد ہو جائے گا مثلاً یہ کہ کل پیداوار ایک کو ملے گی یا پیداوار میں سے اتنا مالک یا عامل لے گا اوس کے بعد نصف نصف تقسیم ہوگی۔ عامل کے ذمہ پھل توڑنا وغیرہ جو کام پھل طیار ہونے کے بعد ہوتے ہیں شرط کر دینا یا یہ کہ تقسیم کے بعد عامل اون کی حفاظت کرے یا مالک کے مکان پر پہنچائے۔ ایسے کسی کام کی شرط کر دینا جس کی منفعت مدتِ معاملہ پوری ہونے کے بعد باقی رہے مثلاً پیڑوں میں کھات ڈالنا انگوروں کے لیے چھپر بنانا باغ کی زمین کھودنا یا اس میں نئے پودے لگانا وغیرہ۔

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب المزارعة، ج۹، ص۴۷۶۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: معاملہ اونھیں پیڑوں کا ہوسکتا ہے جو ایک سال یا زیادہ تک باقی رہ سکیں اور جو ایسے نہیں ہیں اون کا معاملہ جائز نہیں۔ بیگن اور مرچ کے درختوں میں معاملہ ہوسکتا ہے کہ یہ مدتوں باقی رہتے اور پھلتے رہتے ہیں۔(1)

مسئلہ ۲: درختوں کے سوا مثلاً بکریاں یا مرغیاں کسی مدت تک کے لیے بطور معاملہ کسی کو دیں یہ ناجائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳: ایسے درخت جو پھلتے نہ ہوں اور اون کی شاخوں اور پتوں سے نفع اوٹھایا جاتا ہو جیسے سیلھے، نرکل، بید وغیرہ اگر ایسے درختوں میں پانی دینے اور حفاظت کرنے کی ضرورت ہوتی ہو تو معاملہ ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: مزارعت اور معاملہ میں بعض باتوں میں فرق ہے۔ا معاملہ عقد لازم ہے دونوں میں سے کوئی بھی اس سے انحراف نہیں کرسکتا (یعنی پھر نہیں سکتا) ہر ایک کو پابندی پر مجبور کیا جائے گا اگر ۲ مدت پوری ہوگئی اور پھل طیار نہیں ہیں تو باغ عامل ہی کے پاس رہے گا اور ان زائد دنوں کی اوسے اُجرت نہیں ملے گی اور عامل کو بھی بلا اُجرت اتنے دنوں کام کرنا ہوگا اور مزارعت میں مالک زمین اُتنے دنوں کی اُجرت لے گا اور مزارع بھی ان زائد دنوں کے کام کی اُجرت لے گا۔(4)

مسئلہ ۵: معاملہ میں مدت بیان کرنا ضرور نہیں بغیر بیان مدت بھی معاملہ صحیح ہے اور اس صورت میں پہلی مرتبہ پھل طیار ہونے پر معاملہ ختم ہوگا اور ترکاریوں میں بیج طیار ہونے پر ختم ہوگا جب کہ بیج مقصود ہوں ورنہ خود ترکاریوں کی پہلی فصل ہوجانے پر معاملہ ختم ہوگا اور اگر مدت ذکر نہیں کی گئی اور اوس سال پھل پیدا ہی نہ ہوئے تو معاملہ فاسد ہے۔(5)

مسئلہ ۶: معاملہ میں مدت ذکر ہوئی مگر معلوم ہے کہ اوس مدت میں پھل نہیں پیدا ہوں گے تو معاملہ فاسد ہے اور اگر ایسی مدت ذکر کی جس میں احتمال ہے کہ پھل پیدا ہوں یا نہ ہوں تو معاملہ صحیح ہے۔ پھر اس صورت میں اگر پھل آ گئے

---

(1) ردالمحتار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۶۔

(2) المرجع السابق۔

(3) المرجع السابق، ص۴۷۷۔

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۷۔

(5) الدرالمختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۸۔

والھدایۃ، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳۔

تو جو شرائط ہیں اون پر عمل ہوگا اور اگر اس مدت میں نہیں آئے بلکہ مدت پوری ہونے کے بعد پھل آئے تو معاملہ فاسد ہے اور اس صورت میں عامل کو اُجرت مثل ملے گی یعنی ابتدا سے پھل طیار ہونے تک کی اُجرت مثل پائے گا اور اگر اس صورت میں کہ مدت مذکور ہوئی اور یہ احتمال تھا کہ پھل آئیں گے مگر اوس سال بالکل پھل نہیں آئے نہ مدت میں نہ بعد مدت تو عامل کو کچھ نہیں ملے گا کیوں کہ یہ معاملہ صحیح ہے فاسد نہیں ہے کہ اُجرت مثل دلائی جائے اور اگر اوس مدت معینہ میں کچھ پھل نکلے کچھ بعد میں نکلے تو جو پھل مدت کے اندر پیدا ہوئے اُن میں عامل کو حصّہ ملے گا بعد والوں میں نہیں۔(6)

مسئلہ ۷: نئے پودے جو ابھی پھلنے کے قابل نہیں ہیں بطور معاملہ دیے کہ عامل اوس میں کام کرے جب پھل آئیں گے تو دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ معاملہ فاسد ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کتنے دنوں میں پھل آئیں زمین موافق ہے تو جلد پھلیں گے ناموافق ہے تو دیر میں پھلیں گے ہاں اگر مدت ذکر کردی جائے اور وہ اتنی ہو کہ اون میں پھلنے کا احتمال ہو تو معاملہ صحیح ہے۔(7)

مسئلہ ۸: ترکاریوں کے درخت معاملہ کے طور پر دیے کہ جب تک پھلتے رہیں کام کرو اور اتنا حصہ تم کو ملا کریگا یہ معاملہ فاسد ہے یوہیں باغ دیا اور کہہ دیا کہ جب تک یہ پھلتا رہے کام کرو اور نصف لیا کرو یہ معاملہ فاسد ہے کہ مدت نہ بیان کرنے کی صورت میں صرف پہلی فصل پر معاملہ ہوتا ہے۔(8)

مسئلہ ۹: ترکاریوں (سبزیوں) کے درخت کا معاملہ کیا اور اب ان میں سے ترکاریوں کے نکلنے کا وقت ختم ہوچکا بیج لینے کا وقت باقی ہے جیسے میتھی، پالک، سویا (ایک خوشبودار ساگ)، وغیرہ جب اس حد کو پہنچ جائیں کہ ان سے ساگ نہیں لیا جاسکتا بیج لیے جاسکتے ہیں اور یہ بیج کام کے ہوں ان کی خواہش ہوتی ہو اور عامل سے کہہ دیا کہ کام کرے آدھے بیج اوسے ملیں گے یہ معاملہ صحیح ہے اگرچہ مدت نہ ذکر کی جائے اور اس صورت میں وہ پیڑ، تک کے ہوں گے صرف بیجوں کی تقسیم ہوگی اور اگر پیڑوں کی تقسیم بھی مشروط ہو تو معاملہ فاسد ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: درختوں میں پھل آچکے ہیں ان کو معاملہ کے طور پر دینا چاہتا ہے مگر ابھی وہ پھل تیار نہیں ہیں عامل کے

---

(6) الدر المختار ورد المحتار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۹۔

(7) الھدایۃ، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳۔

والدر المختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۰۔

(8) الھدایۃ، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳۔

والدر المختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۰۔

(9) الدر المختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۰۔

کام کرنے سے اون میں زیادتی ہوگی تو معاملہ صحیح ہے اور اگر پھل بالکل پورے ہو چکے ہیں اب ان کے بڑھنے کا وقت ختم ہو چکا تو معاملہ صحیح نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: کسی کو خالی زمین دی کہ اس میں درخت لگائے پھل اور درخت دونوں نصف نصف تقسیم ہو جائیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ زمین و درخت دونوں چیزیں دونوں کے مابین تقسیم ہوں گی تو یہ معاملہ ناجائز ہے اور اس صورت میں پھل اور درخت مالکِ زمین کے ہوں گے اور دوسرے کو پودوں کی قیمت ملے گی اور اُجرت مثل۔ اور قیمت سے مراد اوس روز کی قیمت ہے جس دن لگائے گئے۔(11)

مسئلہ ۱۲: کسی شخص کے باغ سے گٹھلی اوڑ کر دوسرے کی زمین میں چلی گئی اور یہاں جم گئی اور پیڑ ہو گیا جیسا کہ خودرو (خود اُگے ہوئے) درختوں میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ ادھر اودھر سے بیج آکر جم جاتا ہے یہ درخت اوس کا ہے جس کی زمین ہے اس کا نہیں ہے جس کی گٹھلی ہے کیوں کہ گٹھلی کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی طرح شفتالو یا آم یا اسی قسم کے دوسرے پھل اگر دوسرے کی زمین میں گرے اور جم گئے یہ درخت بھی مالک زمین کے ہوں گے کہ پہلے یہ پھل سڑیں گے اوس کے بعد جمیں گے اور جب سڑ کر اوپر کا حصہ جاتا رہا تو فقط گٹھلی باقی رہی جس کی کوئی قیمت نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۳: معاملہ صحیحہ کے احکام حسب ذیل ہیں۔ ا درختوں کے لیے جن کاموں کی ضرورت ہے مثلاً نالیاں ٹھیک کرنا درختوں کو پانی دینا اون کی حفاظت کرنا یہ سب کام عامل کے ذمہ ہیں اور جن چیزوں میں خرچ کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً زمین کو کھودنا اوس میں کھات ڈالنا انگور کی بیلوں کے لیے چھپر بنوانا یہ بقدرِ حصص (اپنے حصوں کے مقدار) دونوں کے ذمہ ہیں اسی طرح پھل توڑنا۔ جو ۲ کچھ پھل پیدا ہوں وہ حسب قرار داد دونوں تقسیم کرلیں۔ ۳ کچھ پیدا نہ ہوا تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ ۴ یہ عقد دونوں جانب سے لازم ہوتا ہے بعد عقد دونوں میں سے کسی کو بغیر عذر منع کا اختیار نہیں اور نہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے فسخ کر سکتا ہے۔ ۵ عامل کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا مگر جب کہ عذر ہو۔ جو ۶ کچھ طرفین کے لیے مقرر ہوا ہے اوس میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔ ۷ عامل کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو معاملہ کے طور پر دے دے مگر جب کہ مالک نے یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔(13)

مسئلہ ۱۴: معاملہء فاسدہ کے احکام یہ ہیں: ا عامل کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، جو ۲ کچھ پیداوار ہو وہ کل

---

(10) المرجع السابق، ص۴۸۱۔

(11) المرجع السابق، ص۵۸۱۔۵۸۳۔

(12) الدرالمختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۳۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۷۷۔

مالک کی ہے اور اوس پر یہ ضرور نہیں کہ اوس میں کا کوئی جز صدقہ کرے، ۳ عامل کے لیے اُجرت مثل واجب ہے پیداوار ہو یا نہ ہو اور اوس میں وہی صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما) کا اختلاف ہے کہ پوری اُجرتِ مثل اگرچہ مقرر سے زیادہ ہو واجب ہے یا یہ کہ مقرر شدہ سے زائد نہ ہونے پائے۔ اور اگر حصہ کی تعیین نہ ہوئی ہو تو بالاتفاق پوری اُجرتِ مثل واجب ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: عامل اگر چور ہے اوس کا چور ہونا لوگوں کو معلوم ہے اندیشہ ہے کہ پھلوں کو چرائے گا تو معاملہ کو فسخ کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں اگر عامل بیمار ہوگیا کہ پوری طرح کام نہ کرسکے گا معاملہ فسخ کیا جاسکتا ہے۔ دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے معاملہ خود ہی فسخ ہو جاتا ہے اور اسی طرح مدت کا پورا ہونا بھی سبب فسخ ہے جبکہ ان دونوں صورتوں میں پھل طیار نہ ہوئے ہوں۔(15)

مسئلہ ۱۶: مرنے کی صورت میں اگرچہ معاملہ فسخ ہو جاتا ہے مگر دفع ضرر کے لیے عقد کو پھل طیار ہونے تک باقی رکھا جائے گا لہٰذا عامل کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ اگر یہ چاہیں کہ پھل طیار ہونے تک ہم کام کریں گے تو اُن کو ایسا موقع دیا جائے گا اگرچہ مالک زمین ان کو دینے سے انکار کرتا ہو۔ اور اگر ورثہ کام کرنا نہ چاہتے ہوں کہتے ہوں کہ کچے ہی پھل توڑ کر تقسیم کردیے جائیں تو اون کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ یہ بھی اگر یہی چاہتا ہو تو توڑ کر تقسیم کرلیں یا ورثہ عامل کو اون کے حصہ کی قیمت دے دے یا خود اپنے صرفہ سے کام کرائے اور طیار ہونے کے بعد صرفہ (خرچہ) اون کے حصہ سے منہا (کٹوتی) کر کے باقی پھل اون کو دے دے۔(16)

مسئلہ ۱۷: دو شخص باغ میں شریک ہیں ایک نے دوسرے کو بطور معاملہ دے دیا یہ معاملہ فاسد ہے جب کہ عامل کو نصف سے زیادہ دینا قرار پایا اور اس صورت میں دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں اور اگر یہ شرط ٹھہری ہے کہ دونوں نصف نصف لیں گے تو معاملہ جائز ہے۔(17)

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۲۷۸۔

(15) الدرالمختار، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۴، ۴۸۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۲۷۸۔

(16) الھدایۃ، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۵۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب المساقاۃ، مطلب:یشترط فی المناصبۃ...إلخ، ج۹، ص۴۸۴۔

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب المساقاۃ، مطلب:یشترط فی المناصبۃ...إلخ، ج۹، ص۴۸۷۔

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں کو معاملہ پر دیا اور یہ ٹھہرا کہ تینوں ایک ایک تہائی لیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ مالک ایک تہائی لے گا اور ایک عامل نصف لے گا اور دوسرا عامل چھٹا حصہ لے گا یہ بھی جائز ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں کا باغ ہے اسے معاملہ پر دیا یوں کہ نصف عامل لے گا اور نصف میں وہ دونوں، (یعنی نصف میں وہ دونوں شریک ہوں گے) یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہوئی کہ نصف ایک حصہ دار لے گا اور دوسرے نصف میں عامل اور دوسرا حصہ دار دونوں شریک ہوں گے یہ ناجائز ہے۔(19)

مسئلہ ۲۰: کاشتکار نے بغیر اجازت زمیندار پیڑ لگا دیا جب درخت بڑا ہو گیا تو زمیندار کہتا ہے میرا ہے اور کاشتکار کہتا ہے میرا ہے اگر زمیندار نے یہ اقرار کر لیا ہے کہ کاشتکار ہی نے لگایا ہے اور پودہ بھی اوسی کا تھا تو کاشتکار کو ملے گا مگر دیانۃً اوس کے لیے یہ درخت جائز نہیں کیوں کہ بغیر اجازت لگایا ہے اور اگر اجازت لے کر لگاتا اور مالک زمین شرکت کی بھی شرط نہ کرتا تو کاشتکار کے لیے دیانۃً بھی جائز ہوتا۔(20)

مسئلہ ۲۱: گاؤں کے بچوں کو معلّم پڑھاتا ہے گاؤں کے لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ میاں جی کے لیے کھیت بو دیا جائے تھوڑے تھوڑے بیج سب نے دیے اور میاں جی کے لیے کھیت بو دیا گیا تو جو کچھ پیداوار ہوئی وہ اون کی ملک ہے جنھوں نے بیج دیے ہیں معلّم کی ملک نہیں کیوں کہ بیج اونھوں نے معلم کو دیا نہیں تھا کہ معلم مالک ہو جاتا ہاں اب اگر پیداوار معلّم کو دے دیں تو معلم مالک ہو جائے گا۔(21)

مسئلہ ۲۲: خربزہ یا تربز کی پالیز (خربوزہ یا تربوز کی فصل) مالک نے پھل توڑنے کے بعد چھوڑ دی اگر چھوڑنے کا یہ مقصد ہے کہ جس کا جی چاہے وہ باقی پھلوں کو لے جائے تو لوگوں کو اوس کے پھل لینا جائز ہے جیسا کہ عموماً آخر فصل میں ایسا کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح کھیت کٹنے کے بعد جو کچھ بالیں یا دانے گرتے ہیں اگر مالک نے لوگوں کے لیے چھوڑ دیے تو لینا جائز ہے۔(22)

مسئلہ ۲۳: عامل پر لازم ہے کہ اپنے کو حرام سے بچائے مثلاً باغ کے درخت خشک ہو گئے تو اُن کا جلانا عامل کے لیے جائز نہیں۔ یوہیں سوکھی شاخیں توڑ کر ان سے کھانا پکانا جائز نہیں یوہیں چھپر تھُنیاں (وہ لکڑی جو چھپر کے نیچے

---

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۲۷۸.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۲۷۹.

(20) المرجع السابق، ص۲۸۱.

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۲۸۲.

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۲۸۲، ۲۸۳.

سہارا دینے کے لیے لگاتے ہیں) اور اس کے بانس پھونس کو جلانا جائز نہیں۔ یوہیں مہمان یا ملاقاتی آجائے تو پھلوں سے اوس کی تواضع جائز نہیں ان سب میں مالک کی اجازت درکار ہے۔(23)

❀❀❀❀❀

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المعاملۃ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۲۸۳.

ذبح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (1)

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سوئر کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھونٹنے سے مرجائے اور دب کر مرا ہوا یعنی بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا ہو اور جس کو کسی جانور نے سینگ مارا ہو اور جس کو درندہ نے کچھ کھالیا ہو مگر وہ جنھیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور تیروں سے تقدیر کو معلوم کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (2)

آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا (ذبیحہ) تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اون کے لیے حلال ہے۔

اور فرماتا ہے:

---

(1) پ ٦، المائدۃ: ٣۔

امام ابن جریر طبری نے ابن جریج اور مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے نقل کیا ہے کہ نُصُب (تھان) وہ پتھر ہیں جو زمانہ جاہلیت میں کعبہ کے اردگرد مشرکین نے نصب کر رکھے تھے ان کی تعداد تین سو ساٹھ تھی، اہل عرب ان کے سامنے جانور ذبح کرتے اور بیت اللہ سے متصل بتوں پر ان کا خون چھڑکتے اور گوشت کاٹ کر ان بتوں پر چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ (تفسیر طبری، پ ٦، المائدۃ تحت الآیۃ: ٣، ج ٤، ص ٤١٣)

اور مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: اہل جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر (بت) نصب کیے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لیے ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرب کی نیت کرتے تھے۔

(خزائن العرفان، پ ٦، المائدۃ تحت الآیۃ ٣، حاشیۃ ١٣)

(2) پ ٦، المائدۃ: ٥۔

(فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ) (3)

کھاؤ اوس میں سے جس پر اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا اگر تم اوس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اوس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا۔ اور اوس نے تو مفصل (یعنی تفصیل کے ساتھ) بیان کر دیا جو کچھ تم پر حرام ہے مگر جب تم اوس کی طرف مجبور ہو۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ) (4)

اور اوسے نہ کھاؤ جس پر اللہ (عزوجل) کا نام نہیں لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔

---

(3) پ۸، الانعام: ۱۱۸-۱۱۹۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:

یعنی جو اللہ تعالٰی کے نام پر ذبح کیا گیا، نہ وہ جو اپنی موت مرا یا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے، حلت اللہ کے نام پر ذبح ہونے سے متعلق ہے۔ یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا قتل کیا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا یعنی جو اپنی موت مرے اس کو حرام جانتے ہو۔ (خزائن العرفان، پ۸، الانعام تحت الآیۃ ۱۱۸)

(4) پ۸، الانعام: ۱۲۱۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:

وقت ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً، خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، یہ سب حرام ہیں لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا وہ ذبح جائز ہے، وہاں ذکر تقدیری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ (خزائن العرفان، پ۸، الانعام تحت الآیۃ ۱۲۱)

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم میں ہے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے آپ لوگوں کو کوئی خاص بات ایسی بتائی ہے جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو فرمایا کہ نہیں مگر صرف وہ باتیں جو میری تلوار کی میان (نیام) میں ہیں پھر میان میں سے ایک پرچہ نکالا جس میں یہ تھا اللہ کی لعنت اوس پر جو غیر خدا کے نام پر ذبح کرے اور اللہ کی لعنت اوس پر جو زمین کی مینڈھ (زمین کی حدبندی کا نشان) بدل دے (جیسا کہ بعض کاشتکار کرتے ہیں کہ کھیت کی مینڈھ جگہ سے ہٹا دیتے ہیں) اور اللہ کی لعنت اوس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے۔ اور اللہ کی لعنت اوس پر جو بدمذہب کو پناہ دے۔(1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ ا...الخ، الحدیث: ۴۵۔(۱۹۷۸) ص ۱۰۹۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے، لیثی کنانی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، حضور کی وفات سے آٹھ سال پہلے ایمان لائے، حضور کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، ۱۰۲ھ ایک سو دو میں مکہ معظمہ میں وفات پائی، روئے زمین پر آخری صحابی آپ ہی ہیں جن کی وفات سے دور صحابہ ختم ہوگیا اور آپ کی وفات سے زمین صحابہ سے خالی ہوگئی، بہت فصیح اور حاضر جواب تھے رضی اللہ عنہ۔

(مرقات واشعہ)

۲۔ خلافت حیدری میں روافض کا ظہور ہوا، ان لوگوں نے مشہور کیا تھا کہ اصلی قرآن اور اصلی تعلیم اسلام اہل بیت اطہار کے خصوصًا حضرت علی کے پاس ہے جو ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے گئے ہیں اور کسی کے پاس نہیں ہے اس لیے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایسے سوالات کیا کرتے تھے۔

۳۔ یعنی وہ ہی قرآن اور حضور کی وہ ہی تعلیم میرے پاس ہے جو عام مسلمانوں کے پاس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری شریعت سارے لوگوں کو دے گئے ہیں۔

۴۔ تلوار سے مراد ذوالفقار ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو عطا فرمائی تھی۔ قراب قاف کے کسرہ سے تلوار کا ظرف جس میں میان کی ہوئی تلوار رکھی جاتی ہے یعنی کچھ اوراق تھوڑے سے ہیں جو میں نے اپنی یادداشت کے لیے اس پرتلے میں رکھ لیے ہیں اور اتنے تھوڑے ہیں جو اس میں آگئے ستر گز لمبا چوڑا قرآن مجید اس پرتلے میں کیونکر آسکتا ہے۔

۵۔ جیسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں جو مسلمان یہ عمل جائز سمجھ کر کرے وہ مشرک و مرتد ہے۔ ←

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) ہمیں کل دشمن سے لڑنا ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم کھپچی (بانس کا چرا ہوا ٹکڑا) سے ذبح کر سکتے ہیں فرمایا: جو چیز خون بہادے اور اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا ہو اوسے کھاؤ سوا دانت اور ناخن کے (جو جدا نہ ہوں) اور اسے میں بتاتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ اور غنیمت میں ہم کو اونٹ اور بکریاں ملی تھیں اون میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اوسے تیر مار کر گرا دیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں میں بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہو جاتے ہیں جب تم کو اوس پر قابو نہ ملے تو اوس کے ساتھ یہی کرو۔(2)

---

۶ ۔ منار جمع ہے منارۃ کی بمعنی علامت۔ظاہر یہ ہے کہ اس سے زمین کی حدود کی علامات مراد ہیں جو ملکی حدود ہو یا شخصی حدود مثلاً کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کے کھیت باغ مکان کے حصوں پر ناجائز قبضہ کرنے کے لیے اس کی حدود مٹادے۔ایسے ہی ملکی سرحدوں کی علامات کا حال ہے اور ہوسکتا ہے کہ علامات سے مراد راستہ کے راہبری کے نشانات ہوں جو مسافر کی رہنمائی کرتے ہیں جیسے میل،فرلانگ یا راستہ دکھانے والے علامات جیسے چوراہوں پر لکڑی کے ہاتھ لگے ہوتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ فلاں شہر کا راستہ یہ ہے،چونکہ انکے مٹانے سے مسافر کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس لیے اس پر یہ عتاب فرمایا گیا۔

۷ ۔ اپنے باپ کو گالی دینے کی دو صورتیں ہیں: براہ راست گالی دینا،دوسرے اس طرح کہ تم کسی کے باپ کو گالی دو تو جواب میں تمہارے باپ کو گالی دے کہ یہ درپردہ تمہارا ہی گالی دینا ہے۔شعر

گر مادر خویش دوست داری دشنام مدہ بمادر کس

(ترجمہ) اگر تم کو اپنی ماں کی عزت پیاری ہے تو دوسرے کی ماں کو گالی نہ دو۔

۸ ۔ محدث دال کے کسرہ سے،اس کے دو معنی ہیں:ایک تو ظالم جانی جو کسی کو قتل یا زخمی کرے جس سے اس پر قصاص لازم ہو جو اسے چھپائے اس کی پناہ بنے،اس کی حمایت کرے،اس پر لعنت ہے۔ظالم کو سزا دلوانا چاہیے،اسے چھپانے بچانے کی کوشش نہ کرنا چاہیے۔(مرقات) دوسرے بدعتی اور اس سے مراد اعتقادی بدعت ہے یعنی اسلام میں نئے عقائد نکالنے والا بھی لعنتی ہے اور جو اس کی حمایت وحفاظت و مدد کرے وہ بھی لعنتی ہے جیسے معتزلہ،خوارج،روافض وغیرہ ان کی اصلاح کرنا چاہیے نہ کہ انکی حمایت۔(اشعہ) خیال رہے کہ مؤمن گنہگار کو وصف کے ساتھ لعنت کرنا جائز ہے جیسے جھوٹوں پر لعنت مگر نام لے کر لعنت صرف کفار کے لیے ہے اور بعد موت اس کافر پر حنت جائز ہے جس کا کفر کرنا دلائل سے معلوم ہو وہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں کافر لعنتی تھا۔(اشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص ۹۶۳)

(2) صحيح البخاري،كتاب الذبائح والصيد،باب التسمية...إلخ،الحديث ۵۴۹۸،ج۳،ص ۵۵۸ وباب ما ند من البهائم...إلخ، الحديث:۵۵۰۹،ج۳،ص۵۶۱.

←

حدیث ۴۳: صحیح بخاری شریف میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ان کی بکریاں سلع (مدینہ منورہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے) میں چرتی تھیں لونڈی (جو بکریاں چراتی تھی) اوس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنا چاہتی ہے اوس نے پتھر توڑ کر اوس سے ذبح کر دی اونھوں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے دریافت کیا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ فالہ وسلَّم) نے اوس کے کھانے کا حکم دے دیا۔ (3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

کل سے مراد یا تو اگلا زمانہ ہے یا اگلا کل۔ مقصد یہ ہے کہ ہم جہاد میں جاتے ہیں، ان کے جانور غنیمت میں ملتے ہیں کبھی انہیں ذبح کرنا پڑجاتا ہے اور ہمارے پاس چھری ہوتی نہیں کیا ہم بانس کی کھپچ سے ذبح کرلیں کیونکہ اس میں بھی دھار ہوتی ہے جانور ذبح ہوسکتا ہے۔ بانس کا نام بطور مثال لیا ہے مراد ہے ہر دھار دار چیز بانس کا ٹکڑا ہو کانچ کا یا پتھر کا۔

یعنی ہاں ذبح کرسکتے ہو اور کھا سکتے ہو، یہ حکم شکار اور غیر شکار سب کو شامل ہے تیر یا تلوار سے شکار کو قتل کیا تو حلال ہے یوں ہی دھار دار آلہ سے بکری کو ذبح کیا حلال ہے۔

اور ہڈی سے جیسے استنجاء کرنا منع ہے کہ اس سے وہ نجس ہوجاتی ہے ایسے ہی ذبح کرنا منع ہے کہ اس سے وہ نجس ہوگی، یہ ہمارے بھائی جنات کا کھانا ہے۔

لہٰذا اس سے ذبح کرنے میں کفار حبشہ سے مشابہت ہے لہٰذا اس سے بچو۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک جبڑے میں جڑے ہوئے دانتوں سے اور اپنے مقام پر لگے ہوئے ناخن کا ذبیحہ حرام ہے اور الگ دانت الگ ناخن سے ذبح کرنا مکروہ مگر اس سے ذبح ہوجائے گا، باقی اماموں کے ہاں مطلقاً دانت وہڈی کا ذبیحہ حرام ہے، دلائل کتب فقہ میں اور مرقات واشعہ میں ملاحظہ کرو۔

یعنی غنیمت کا ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا پکڑا نہ جاتا تھا تو ایک شخص نے اسے تیر مارا جس سے وہ زخمی ہو کر گر گیا اور مرگیا۔ (مرقات)

.وابد جمع ہے آبدۃ کی، آبدۃ کے معنی ہیں نفرت اور وحشت کی عادت یعنی اونٹ ہے تو پالتو جانور مگر کبھی اس میں وحشی جانوروں کی نفرت و وحشت ہوجاتی ہے اور یہ وحشی بن جاتا ہے۔

یعنی پالتو جانور کا ذبح حلق و گلے میں ہوتا ہے اور شکار کا جانور جو قبضہ میں نہ ہو اس کا ذبح یہ ہے کہ جہاں بھی شکاری کا تیر لگ جائے وخون بہہ جائے ذبح ہوجائے گا مگر جب پالتو جانور وحشی ہو کر قبضہ سے باہر ہوجائے تو اس کا ذبح بھی اس طرح درست ہوگا کہ جہاں تیر لگ جائے خون نکل جائے ذبح درست ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بکری یا مرغی کنوئیں میں گرجائے وہاں مر رہی ہو تو اس کا ذبیحہ بھی اسی طرح ہوجائے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص ۹۶۴)

(3) صحیح البخاري، کتاب الوکالۃ، باب اذا أبصر الراعي... إلخ، الحدیث: ۲۳۰۴، ج۲، ص۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ مشہور صحابی ہیں، انصاری ہیں، آپ ہی غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے، آپ ہی کے متعلق سورۂ توبہ کی مشہور آیات نازل ہوئیں۔ ←

حدیث ۴: ابو داود و نسائی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) یہ فرمائیے کسی کو شکار ملے اور اوس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی کھپچی سے ذبح کرسکتا ہے فرمایا: جس چیز سے چاہو خون بہادو اور اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کرو۔(4)

حدیث ۵: ترمذی و ابو داود و نسائی ابو العشراء اور وہ اپنے والد سے راوی اونھوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کیا ذکاۃ (ذبح شرعی) حلق اور لبہ (سینے کا بالائی حصہ) ہی میں ہوتی ہے فرمایا: اگر تم اوس کی ران میں نیزہ بھونک دو تو بھی کافی ہے۔ ذبح کی یہ صورت مجبوری اور ضرورت کی حالت میں ہے جیسا کہ ابو داود و ترمذی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔(5)

حدیث ۶: ترمذی نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مجثمہ کے کھانے سے منع فرمایا۔ مجثمہ وہ جانور ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جائے اور وہ مرجائے۔(6)

حدیث ۷: ابو داود نے ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

۲؎ سلع مدینہ منورہ میں غربی جانب مشہور پہاڑ ہے جس پر غار واقع ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ فقیر نے بھی بارہا اس کی زیارت کی ہے۔

۳؎ یعنی ایک بکری ریوڑ میں اچانک مرنے لگی تو چرانے والی لونڈی نے ایک پتھر لمبائی میں توڑا جس سے اس میں دھاردار کنارہ پیدا ہوگیا، اس دھار کی طرف سے اسے ذبح کردیا کیونکہ چھری موجود نہ تھی۔

۴؎ یعنی بکری حلال ہوگئی اس کا کھانا جائز ہے۔ معلوم ہوا جس دھاردار چیز سے ذبح کردیا جائے ذبح ہوجاتا ہے چھری یا چاقو تو شرط نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۹۶۷)

(4) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب في الذبیحۃ بالمروۃ، الحدیث: ۲۸۲۴، ج۳، ص۱۳۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ مروہ سفید پتھر کو کہتے ہیں اس لیے ایک پہاڑ مکہ کا نام بھی مروہ ہے "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ" پتھر سے مراد پتھر کا وہ ٹکڑا ہے جو دھاردار ہو، یوں ہی لاٹھی کے ٹکڑے سے مراد بانس کی دھاردار کھپچ ہے جس سے ذبح کیا جاسکتا ہے۔

۲؎ امر بنا ہے امراء سے بمعنی گزارنا اور بہانا یہاں بمعنی بہانا ہے، بعض نسخوں میں امر ر کے کسرہ سے ہے۔ چونکہ خون بہہ کر اپنی جگہ سے گزرتا ہے اس لیے بہانے کو امراء کہہ دیتے ہیں، ہم شنت میں ما کا الف گرادیا گیا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۹۷۶)

(5) جامع الترمذي، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء في الذکاۃ في الحلق واللبۃ، الحدیث: ۱۴۸۶، ج۳، ص۱۵۴۔

(6) جامع الترمذي، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء في کراھیۃ أکل المصبورۃ، الحدیث: ۱۴۷۸، ج۳، ص۱۵۰۔

←

نے شریطۃ الشیطان سے ممانعت فرمائی یہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھال کاٹی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مرجائے۔(7)

حدیث ۸: صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی کہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) یہاں کچھ لوگ ابھی نئے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ (عزوجل) کا نام اونھوں نے ذکر کیا ہے یا نہیں، فرمایا کہ تم بِسْمِ اللہ کہو اور کھاؤ (8) یعنی مسلم کی ذبیحہ میں اس قسم کے احتمالات نہ کیے جائیں۔

حدیث ۹: صحیح مسلم میں شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے ہر چیز میں خوبی کرنا لکھ دیا ہے لہٰذا قتل کرو تو اس میں بھی خوبی کا لحاظ رکھو (یعنی بے سبب اوس کو ایذا مت پہنچاؤ) اور ذبح کرو تو ذبح میں خوبی کرو اور (9) اپنی چھری کو تیز کرلے اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچائے۔(10)

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جو جانور اپنے قبضہ میں ہو اسے باندھ کر تیر کا نشانہ بنایا جائے اور بجائے شرعی ذبح کے اسے اس طرح مارا جائے وہ حرام ہے۔قبضہ کا جانور ذبح ہوجانا چاہیے، تیر کا ذبح مجبوری کی حالت میں ہے جب جانور قبضہ میں نہ ہو۔

۲۔ مجثمہ بنا ہے جثوم سے جس کے معنی ہیں سینہ زمین سے لگادینا، رب تعالٰی فرماتا ہے: "فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِہِمْ جٰثِمِیْنَ" یہاں جاثمین کے یہی معنی ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵،ص۹۷۶)

(7) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب في المبالغۃ في الذبح، الحدیث:۲۸۲۶،ج۳،ص۱۳۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

شریطہ بنا ہے شرط الحجام سے یعنی فصد کھولنے والے کا نشتر مارنا، کھال چیر کر خون نکالنا۔جو شخص جانور کی صرف کھال کاٹ دے حلقوم اور رگیں نہ کاٹے وہ گویا حجام کا سا نشتر مارتا ہے، چونکہ ایسا ذبح شیطانی تعلیم سے ہے جو کفار میں رائج تھا اس لئے اسے شریطہ شیطان کہا گیا یعنی شیطان کا سکھایا ہوا نشتر۔

۲۔ اس حرکت سے جانور کو سخت تکلیف بھی ہوتی ہے کہ جان بہت دیر میں اور مشکل سے نکلتی ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہوجاتا ہے۔لاتفری بنا ہے فری سے بمعنی کاٹنا۔اصطلاح میں فساد کے لیے کاٹنے کو فری کہا جاتا ہے اور اوداج جمع ہے ودج کی،ودج حلقوم کے آس پاس کی رگیں جن کا کاٹنا ذبح کے لیے ضروری ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵،ص۹۸۴)

(8) صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب السوال باسماء اللہ تعالی ا... إلخ، الحدیث:۷۳۹۸،ج۴،ص۵۳۹.

(9) غالباً یہاں عبارت میں کوئی متروک ہے۔۔۔

(10) صحیح مسلم، کتاب الصید... إلخ، باب الامر باحسان الذبح والقتل... إلخ، الحدیث:۵۷۔(۱۹۵۵)، ص۱۰۸۰.

حدیث ۱۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے چوپایہ یا اس کے سوا دوسرے جانور کو باندھ کر اوس کو تیر سے قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔(11)

حدیث ۱۱: صحیحین میں اونھیں سے مروی نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اوس پر لعنت کی جس نے ذی روح کو نشانہ بنایا۔(12)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس میں روح ہو اوس کو نشانہ نہ بناؤ۔(13)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ حضرت حسان ابن ثابت کے بھتیجے ہیں کیونکہ اوس اور حسان دونوں ثابت کے بیٹے ہیں، خود بھی صحابی ہیں اور آپ کے والد یعنی ثابت بن منذر بھی صحابی ہیں، حضرت ابوالدرداء اور عبادہ ابن صامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے شداد ابن اوس کو علم و حلم دونوں عطا فرمائے۔(اشعۃ اللمعات)

۲۔ یعنی انسان ہو یا جانور مؤمن ہو یا کافر سب کے ساتھ اس کے مناسب بھلائی و سلوک کرنا لازم ہے۔ ظلم کسی پر جائز نہیں، یہ ہے حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی شان۔

۳۔ یعنی اگر تم قاتل یا کافر کو قصاص یا جنگ میں قتل کرو تو ان کے اعضاء نہ کاٹو مثلہ نہ کرو پتھر کی چھری اور کھٹل تلوار سے ذبح نہ کرو کہ یہ رحم کے خلاف ہے۔

۴۔ اس بھلائی کی کئی صورتیں ہیں: مثلاً جانور کو ذبح سے پہلے خوب کھلا پلا لیا جائے ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کیا جائے اس کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے، ماں کے سامنے بچے کو اور بچے کے سامنے ماں کو ذبح نہ کیا جائے، مذبح کی طرف گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے اور جان نکل جانے سے پہلے اس کی کھال نہ اتاری جائے کہ یہ تمام باتیں ظلم و زیادتی ہیں۔

۵۔ تیز چھری سے ذبح کر دینے میں راحت ہے، کھنڈی چھری سے ذبح کرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے اس سے بچے، پوری گردن نہ کاٹ دے صرف حلقوم اور رگیں کاٹے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۶۸۴)

(11) صحیح البخاري، کتاب الذبائح والصید، باب ما یکرہ من المثلۃ...إلخ، الحدیث: ۵۵۱۴، ج۳، ص۵۶۳۔

(12) صحیح مسلم، کتاب الصید...إلخ، باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث: ۵۹۔(۱۹۵۸)، ص۱۰۸۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ جانور کو باندھ کر اسے تیر کا نشانہ بنایا جائے یہ حرام ہے کہ اس میں اگر وہ مر گیا تو جانور حرام ہو گیا نہ مرا اور ذبح کیا گیا تو اسے بلاوجہ ذہنی تکلیف دی گئی بہرحال مطلب واضح ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۶۷۰)

(13) المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۔(۱۹۵۷)، ص۱۰۸۱۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذَبح کہتے ہیں اور اس جانور کو جس کی وہ رگیں کاٹی گئیں ذبیحہ اور ذِبح کہتے ہیں۔ یہاں ذال کو زیر ہے اور پہلی جگہ زبر ہے۔(1)

مسئلہ ۲: بعض جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کیے جاسکتے ہیں ان میں یہ دو ۲ مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح حلال ہیں اور جو ذبح کیے جاسکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں۔(2) ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اس طرح نحر یا ذبح کیا جائے کہ حلال ہو جائے۔

مسئلہ ۳: ذکاۃ شرعی دو قسم ہے۔ ۱ اختیاری اور ۲ اضطراری۔ ذکاۃ اختیاری کی دو ۲ قسمیں ہیں۔ ۱ ذبح اور ۲ نحر۔ ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے جو بیان کی جائیں گی۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے لبہ سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے وغیرہ کو نحر کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔(3)

مسئلہ ۴: عوام میں یہ مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ ذبح کیا جاتا ہے غلط ہے اور یوں کرنا مکروہ ہے کہ بلا فائدہ ایذا

---

(1) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۰.

(2) المرجع السابق.

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی دونوں جانور بغیر ذبح حلال ہیں کیونکہ ان میں بہتا خون نہیں اور ذبح کرنا اسی کو اللہ کے نام پر نکال دینے کے لیے ہوتا ہے جب وہ چیزیں ان میں نہیں تو ان کا ذبح بھی نہیں۔ خیال رہے کہ مچھلی بہت قسم کی ہے اور ہر قسم کی حلال ہے بغیر ذبح کھانا درست ہے، بعض مچھلیوں میں خون نکلتا معلوم ہوتا ہے مگر وہ خون نہیں ہوتا بلکہ سرخ پانی ہوتا ہے اس لیے دھوپ میں سفید ہو جاتا ہے خون کی طرح نہ سیاہ پڑتا ہے نہ جمتا ہے۔ فقیر نے خود اس کا تجربہ کیا ہے، بہرحال مچھلی بغیر ذبح حلال ہے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۲۴)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... إلخ، ج۵، ص۲۸۵.

والدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۱.

دینا ہے۔

مسئلہ ۵: جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں۔ ا حلقوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے، ۲ مری اس سے کھانا پانی اوترتا ہے ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے ان کو ۳، ۴ ودجین کہتے ہیں۔(4)

مسئلہ ۶: پورا حلقوم (گلا) ذبح کی جگہ ہے یعنی اوس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جس جگہ میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا۔

آج کل چونکہ چمڑے کا نرخ زیادہ ہے اور یہ وزن یا ناپ سے فروخت ہوتا ہے اس لیے قصاب (قصائی) اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح چمڑے کی مقدار بڑھ جائے اور اس کے لیے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ بہت اوپر سے ذبح کرتے ہیں اور اس صورت میں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ذبح فوق العقدہ (گھنڈی (گلے کی ابھری ہوئی ہڈی) سے اوپر ذبح) ہو جائے اور اس میں علما کو اختلاف ہے کہ جانور حلال ہوگا یا نہیں۔ اس باب میں قولِ فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ میں اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں۔(5) علما کا یہ اختلاف اور رگوں کے کٹنے میں احتمال دیکھتے ہوئے احتیاط ضروری ہے کہ یہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے (یعنی حلال وحرام کا معاملہ ہے) اور ایسے مقام پر احتیاط لازم ہوتی ہے۔

مسئلہ ۷: ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔(6)

حکیم الامت کے مدنی پھول

خلاصہ یہ ہے کہ اونٹ کی نحر سنت ہے اور ذبح خلاف اولیٰ۔ نحر کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے اونٹ کا بایاں پاؤں رسی سے باندھ دیں، پھر سینے سے متصل گردن میں نیزہ ماریں اور اوپر کو کھینچیں تاکہ رگیں وحلقوم طول میں چرجائیں جب گرجائے تو استعمال کریں لیکن جسے نحر نہ آتا ہو وہ ذبح کرے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ" کے معنے ہیں تین پاؤں پر کھڑا ہوا اور فرماتا ہے: "فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا" جب اونٹ کی کروٹ زمین پر گرے۔ معلوم ہوا کہ کھڑا کرکے نحر کرو، نحر کے بعد وہ گرے۔ گائے بکری وغیرہ میں ذبح چاہیے، ذبح لٹا کر ہوتا ہے رگیں وحلقوم چوڑائی میں کاٹی جاتی ہیں۔ (اشعہ ومرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۵۰)

(4) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج ۹، ص ۴۹۱۔ ۴۹۳۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج ۹، ص ۴۹۱۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... إلخ، ج ۵، ص ۲۸۷۔

مسئلہ ۸: ذبح سے جانور حلال ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔ مجنوں یا اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہو ان کا ذبیحہ جائز نہیں اور اگر چھوٹا بچہ ذبح کو سمجھتا ہو اور اس پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے، (۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔ مشرک اور مرتد کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔ کتابی اگر غیر کتابی ہوگیا تو اب اس کا ذبیحہ حرام ہے اور غیر کتابی، کتابی ہوگیا تو اس کا ذبیحہ حلال ہے اور معاذ اللہ مسلمان اگر کتابی ہوگیا تو اس کا ذبیحہ حرام ہے کہ یہ مرتد ہے۔ لڑکا نابالغ ایسا ہے کہ اوس کے والدین میں ایک کتابی ہے اور ایک غیر کتابی تو اس کو کتابی قرار دیا جائے گا اور اس کا ذبیحہ حلال سمجھا جائے گا۔(7)

مسئلہ ۹: کتابی کا ذبیحہ اوس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر ذبح کیا اور اگر ذبح کے وقت اوس نے حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے تو جانور حرام ہے اور اگر مسلمان کے سامنے اوس نے ذبح نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ کیا پڑھ کر ذبح کیا جب بھی حلال ہے۔ (۳) اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔ ذبح کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ذکر کرے جانور حلال ہو جائے گا یہی ضروری نہیں کہ لفظ اللہ (عزوجل) ہی زبان سے کہے۔(8)

---

(7) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۵۔۴۹۹۔

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۶۔۵۰۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا اگرچہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرے۔ علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ اگر عیسائی مسیح کے نام پر ذبح کریں تو اس نے یقیناً غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا، لہذا ضروری ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہو۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کریں تو ظاہر الفاظ کے اعتبار پر وہ ذبیحہ حلال ہوگا اور غیر لفظ کا اعتبار نہ ہوگا اھ، ہندیہ میں فرمایا کہ بدائع میں ہے کہ اگر کتابی عیسائی سے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام سنا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ سے مراد مسیح علیہ السلام کو لیا تو فقہاء نے فرمایا کہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا جب تک کہ صریح الفاظ میں یوں نہ کہے اللہ کے نام سے جو تین میں سے تیسرا ہے۔ اگر صریح طور پر ایسے کہے تب حرام ہوگا الخ اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں نکتہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا ہے کہ عیسائی و کتابی خالص اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور مراد مسیح علیہ السلام لینے پر کتابی ہونے سے باہر نہ ہوگا، لہذا اس کا ذبیحہ حلال جس طرح مشرک خالص اللہ تعالیٰ اور اسی کا تقرب مراد لینے سے شرک سے باہر نہ ہوگا لہذا اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا جبکہ مسلمان غیر اللہ کا تقرب وعبادت مراد لینے پر اسلام سے باہر ہو جاتا ہے لہذا وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا، اس مقام کو یوں سمجھنا مناسب ہے ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز (ت) (۱؎ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیۃ ۲/ ۱۷۳ مصطفی البابی مصر ۲/ ۷۲)

(۲؎ فتاوی ہندیۃ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۸۵) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۰: تنہا نام ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جاتا ہے مثلاً اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمن، اللہ الرحیم، یا صرف اللہ یا الرحمن یا الرحیم کہے اسی طرح سبحان اللہ یا الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا۔(9) (۴) خود ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے اگر یہ خود خاموش رہا دوسروں نے نام لیا اور اسے یاد بھی تھا بھولا نہ تھا تو جانور حرام ہے، (۵) نام الٰہی (عزوجل) لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو اور اگر کسی دوسرے مقصد کے لیے بسم اللہ پڑھی اور ساتھ لگے ذبح کر دیا اور اس پر بسم اللہ پڑھنا مقصود نہیں ہے تو جانور حلال نہ ہوا مثلاً چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا اور جانور ذبح کر دیا اس پر نام الٰہی (عزوجل) ذکر کرنا مقصود نہ تھا بلکہ چھینک پر مقصود تھا جانور حلال نہ ہوا (۶) ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لے (۷) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو اگرچہ اوس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اوس سے اوس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۱: بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اوس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔ بیمار بکری ذبح کی صرف اوس کے مونھ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ مونھ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر لیں تو حلال اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔(10)

مسئلہ ۱۲: ذبح ہر اوس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضرور نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کریں بلکہ کھپچی (بانس کا چرا ہوا ٹکڑا) اور دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے صرف ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتے جب کہ یہ اپنی جگہ پر قائم ہوں اور اگر ناخن کاٹ کر جدا کر لیا ہو یا دانت علیحدہ ہو گیا ہو تو اس سے اگرچہ ذبح ہو جائے گا مگر پھر بھی اس کی ممانعت ہے کہ جانور کو اس سے اذیت ہوگی۔ اسی طرح کند چھری سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔(11)

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... إلخ، ج۵، ص۲۸۵۔

(10) المرجع السابق، ص۲۸۶۔

(11) الدر المختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۳۔

مسئلہ ۱۳: مستحب یہ ہے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کریں اور لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا مکروہ ہے یوہیں جانور کو پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو (ذبح گاہ تک) لے جانا بھی مکروہ ہے۔(12)

مسئلہ ۱۴: اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اوس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔(13) عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔

مسئلہ ۱۵: ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اوس کی کھال اوتارنا اوس کے اعضا کاٹنا یا ذبح سے پہلے اوس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا یوہیں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور حرام ہو جائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۶: سنت یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور کا مونھ قبلہ کو کیا جائے اور ایسا نہ کرنا مکروہ ہے۔(15)

مسئلہ ۱۷: اگر جانور شکار ہو تو ضرور ہے کہ ذبح کرنے والا حلال ہو یعنی احرام نہ باندھے ہوئے ہو اور ذبح کرنا بیرونِ حرم (حرم کے باہر) ہو لہٰذا مُحرِم (یعنی حالتِ احرام میں ہونے والے فرد) کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے اور حرم میں شکار کو ذبح کیا تو ذبح کرنے والا محرِم ہو یا حلال دونوں صورتوں میں جانور حرام ہے اور اگر وہ جانور شکار نہ ہو بلکہ

---

(12) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹،ص۴۹۴۔

(13) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲،ص۳۵۰۔

(14) المرجع السابق۔

(15) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹،ص۴۹۵۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وہمدرانست قال ابن القاسم الصواب ان یطجعھا علی شقہا الایسر، وعلی ذٰلک مضٰی عمل المسلمین، فان جہل فاضجعہا علی الشق الاخر لم یحرم اکلہ ۲؎۔ درتنویر الابصار کرہ ترک التوجہ الی القبلۃ ۳؎۔ دردرمختار ست لمخالفۃ السنۃ ۴؎۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور اسی میں ہے ابن قاسم نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو لٹایا جائے مسلمانوں کا یہی طریقہ جاری ہے اگر جہالت کی اور جانور کو دوسرے پہلو لٹایا تو کھانا ناجائز نہ ہوگا۔ تنویر الابصار میں ہے کہ قبلہ کی جہت کا ترک مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے کہ یہ سنت کے مخالف ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔(ت) (۲؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب من ذبح الاضاحی بیدہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۱۵۵، ۱۵۴) (۳؎ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الذبائح مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۲۸) (۴؎ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الذبائح مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۲۸) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص۲۱۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پلاؤ ہو (گھریلو ہو) جیسے مرغی، بکری وغیرہ اس کو محرم بھی ذبح کرسکتا ہے اور حرم میں بھی ذبح کرسکتے ہیں۔ نصرانی نے حرم میں جنگلی جانور کو ذبح کیا تو جانور حرام ہے یعنی مسلم ذبح کرے یا کتابی دونوں صورتوں میں حرام ہے۔(16)

مسئلہ ۱۸: جنگلی جانور اگر مانوس ہو جائے مثلاً ہرن وغیرہ پال لیتے ہیں اور وہ مانوس ہو جاتے ہیں ان کو اوسی طرح ذبح کیا جائے جیسے پلاؤ جانور ذبح کیے جاتے ہیں یعنی ذبح اختیاری ہونا ضرور ہے جس کا ذکر گزر چکا اور اگر گھریلو جانور وحشی کی طرح ہو جائے کہ قابو میں نہ آئے تو اس کا ذبح اضطراری ہے کہ جس طرح ممکن ہو ذبح کرسکتے ہیں۔ یوہیں اگر چوپایہ کوئیں میں گر پڑا کہ اوسے باقاعدہ ذبح نہ کرسکتے ہوں تو جس طرح ممکن ہو ذبح کرسکتے ہیں۔(17)

مسئلہ ۱۹: ذبح میں عورت کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے یعنی مسلمہ یا کتابیہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے اور مشرکہ و مرتدہ کا ذبیحہ حرام ہے۔(18)

مسئلہ ۲۰: گونگے کا ذبیحہ حلال ہے اگر وہ مسلم یا کتابی ہو اسی طرح اقلف کا یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور ابرص یعنی سپید داغ (برص کی بیماری) والے کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔(19)

مسئلہ ۲۱: جن اگر انسان کی شکل میں ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے اور انسانی شکل میں نہ ہو تو اوس کا ذبیحہ جائز نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۲: مجوسی نے آتش کدہ (آگ کے پجاریوں کا عبادت خانہ) کے لیے یا مشرک نے اپنے معبودان باطل کے لیے مسلمان سے جانور ذبح کرایا اور اس نے اللہ (عزوجل) کا نام لے کر جانور ذبح کیا یہ جانور حرام نہ ہوا مگر مسلمان کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔(21)

مسئلہ ۲۳: مسلمان نے جانور ذبح کر دیا اس کے بعد مشرک نے اوس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوا کہ ذبح تو پہلے ہی ہو چکا اور اگر مشرک نے ذبح کر ڈالا اس کے بعد مسلم نے چھری پھیری تو حرام ہی ہے اس کے چھری پھیرنے

---

(16) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۵، وغیرہ۔

(17) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۵۰۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... الخ، ج۵، ص۲۸۶۔

(19) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... الخ، ج۵، ص۲۸۶۔

(20) ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۷۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ... الخ، ج۵، ص۲۸۶۔

سے حلال نہ ہوگا۔(22)

مسئلہ ۲۴: ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔(23)

مسئلہ ۲۵: ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی لیا اس کی دو صورتیں ہیں اگر بغیر عطف ذکر کیا ہے مثلاً یوں کہا بسم اللہ محمد رسول اللہ یا بسم اللہ اللّٰھم تقبل من فلان ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا۔ اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا مثلاً یوں کہا بسم اللہ واسم فلان اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ذبح سے پہلے مثلاً جانور کو لٹانے سے پہلے اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں اون لوگوں کے نام لیے جاتے ہیں جن کی طرف سے قربانی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام بھی لیے جاتے ہیں۔(24) یہاں سے معلوم ہوا کہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ جو حرام ہے اوس کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے وقت جب غیر خدا کا نام اس طرح لیا جائے گا اوس وقت حرام ہوگا اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے اون کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہو تو سب ہی چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لیے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا جہالت ہے کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اوس نے تَقَرُّب اِلٰی غَيْرِ اللّٰه کی نیت کی، ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔

مسئلہ ۲۶: بسم اللہ کی (ہ) کو ظاہر کرنا چاہیے اگر ظاہر نہ کی جیسا کہ بعض عوام اس کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں کہ

---

(22) المرجع السابق، ص۲۸۷۔

(23) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۴۷۔

(24) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۴۸، وغیرہا۔

(ہ) ظاہر نہیں ہوتی اور مقصود اللہ کا نام ذکر کرنا ہے تو جانور حلال ہے اور اگر یہ مقصود نہ ہو اور (ہ) کا چھوڑنا ہی مقصود ہو تو حلال نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۷: مستحب یہ ہے کہ ذبح کے وقت بِسْمِ اللهِ اللهُ اَكْبَر کہے یعنی بِسْمِ الله اور اللهُ اَكْبَر کے درمیان واؤ نہ لائے اور اگر بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَر واؤ کے ساتھ کہا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہوگا مگر بعض علماء اس طرح کہنے کو مکروہ بتاتے ہیں۔(26)

مسئلہ ۲۸: بسم اللہ کسی دوسرے مقصد سے پڑھی اور جانور کو ذبح کر دیا تو جانور حلال نہیں اور اگر زبان سے بسم اللہ کہی اور دل میں یہ نیت حاضر نہیں کہ جانور ذبح کرنے کے لیے بسم اللہ کہتا ہوں تو جانور حلال ہے۔(27)

مسئلہ ۲۹: ذبح اختیاری میں شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھے یہاں مذبوح پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے یعنی جس جانور کو ذبح کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی اوسی کو ذبح کر سکتے ہیں دوسرا جانور اس تسمیہ سے حلال نہ ہوگا مثلاً بکری ذبح کرنے کے لیے لٹائی اور اس کے ذبح کرنے کو بسم اللہ پڑھی مگر اس کو ذبح نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح کر دی یہ حلال نہیں ہوئی یہ ضرور نہیں کہ جس چھری سے ذبح کرنا چاہتا تھا اور بسم اللہ پڑھ لی تو اوسی سے ذبح کرے بلکہ دوسری چھری سے بھی ذبح کر سکتا ہے اور شکار کرنے میں آلہ پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے یعنی اوسی آلہ سے شکار کرنا ہوگا دوسرے سے کریگا حلال نہ ہوگا مثلاً تیر چھوڑنا چاہتا ہے اور بسم اللہ پڑھی مگر اس کو رکھ دیا دوسرا تیر چلایا تو جانور حلال نہیں اور اگر جس جانور کو تیر سے مارنا چاہتا ہے اوس کو تیر نہیں لگا دوسرا جانور اس تیر سے مارا تو یہ حلال ہے۔(28)

مسئلہ ۳۰: خود ذبح کرنے والے کو بسم اللہ کہنا ضرور ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے قائم مقام نہیں یعنی دوسرے کے بسم اللہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا جبکہ ذابح نے قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا پڑھنا ضروری ہے ایک نے قصداً ترک کیا تو جانور حرام ہے۔(29) معین ذابح سے یہی مراد ہے کہ ذبح کرنے میں اوس کا معین ہو یعنی دونوں نے مل کر ذبح کیا ہو دونوں نے چھری پھیری ہو مثلاً ذابح کمزور ہے کہ

---

(25) ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۳۔

(26) الدر المختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۳، وغیرہ۔

(27) الدر المختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۴۔

(28) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۴۷۔

(29) ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۲، ص۵۰۳۔

اوس کی تنہا قوت کام نہیں دے گی دوسرے نے بھی شرکت کی دونوں نے مل کر چھری چلائی۔ اگر دوسرا شخص جانور کو فقط پکڑے ہوئے ہے تو یہ معین ذابح نہیں اس کے پڑھنے نہ پڑھنے کو کچھ دخل نہیں۔ یہ اگر پڑھتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ ذابح کو بسم اللہ یاد آجائے اور پڑھ لے۔

مسئلہ ۳۱: بسم اللہ کہنے اور ذبح کرنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر بیچ میں پایا گیا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا یا ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کرلی یہ عمل قلیل ہے جانور اس صورت میں حلال ہے۔(30)

مسئلہ ۳۲: دو بکریوں کو نیچے اوپر لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کردیا دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کرکے فوراً دوسری کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اوس کو پھر بسم اللہ پڑھنی ہوگی پہلے جو پڑھ چکا ہے وہ دوسری کے لیے کافی نہیں۔(31)

مسئلہ ۳۳: بکری ذبح کے لیے لٹائی تھی بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اوٹھ کر بھاگ گئی پھر اوسے پکڑ کے لایا اور لٹایا تو اب پھر بسم اللہ پڑھے پہلے کا پڑھنا ختم ہوگیا۔ یوہیں بکریوں کا گلہ (بکریوں کا ریوڑ) دیکھا اور بسم اللہ پڑھ کر اون میں سے ایک بکری پکڑ لایا اور ذبح کردی اس وقت قصداً بسم اللہ ترک کردی یہ خیال کرکے کہ پہلے پڑھ چکا ہے بکری حرام ہوگئی۔(32)

مسئلہ ۳۴: پلاؤ جانور اگر بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو اس کے لیے ذبح اضطراری ہے یعنی تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بسم اللہ پڑھ کر ماریں اور اس کے لیے گردن میں ہی ذبح کرنا ضرور نہیں بلکہ جس جگہ بھی زخمی کردیا جائے کافی ہے۔ یوہیں اگر جانور کوئیں میں گر گیا اوس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بسم اللہ کہہ کر ہلاک کردیں ذبح ہوگیا۔ اسی طرح اگر جانور اس پر حملہ آور ہوا جیسا کہ بھینسے اور سانڈ اکثر حملہ کردیتے ہیں ان کو بھی اوسی طرح ذبح کیا جاسکتا ہے اور اگر محض اپنے سے دفع کرنے کے لیے اوسے نیزہ مارا ذبح کرنا مقصود نہ تھا تو جانور حرام ہے۔(33)

مسئلہ ۳۵: آبادی میں اگر بکری بھاگ گئی تو اس کے لیے ذبح اضطراری نہیں ہے کہ بکری پکڑی جاسکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہوسکتا ہے اور گائے، بیل، اونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا ان

---

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۴۔

(31) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۴۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ۔۔۔ الخ، ج۵، ص۲۸۹۔

(33) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۵۔

کے لیے یکساں حکم ہے ہوسکتا ہے کہ آبادی میں بھی ان کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔(34)

مسئلہ ۳۶: مرغی اوڑ کر درخت پر چلی گئی اگر وہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر اوسے تیر مار کر ہلاک کیا اگر اوس کے جاتے رہنے کا اندیشہ نہ تھا تو نہ کھائی جائے اور اندیشہ تھا تو کھا سکتے ہیں کہ اس صورت میں ذبح اضطراری ہوسکتا ہے۔ کبوتر اوڑ گیا اگر وہ مکان پر واپس آسکتا ہے اور اوسے تیر سے مارا اگر تیر جائے ذبح پر لگا کھایا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اگر وہ واپس نہیں آسکتا تو بہر صورت کھایا جاسکتا ہے۔(35)

مسئلہ ۳۷: ہرن کو پال لیا وہ اتفاق سے جنگل میں چلا گیا کسی نے بسم اللہ کہہ کر اوسے تیر مارا اگر تیر ذبح کی جگہ پر لگا حلال ہے ورنہ نہیں ہاں اگر وحشی ہوگیا اور اب بغیر شکار کے ہاتھ نہ آئے گا تو جہاں بھی لگے حلال ہے۔(36)

مسئلہ ۳۸: گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے ذبح کر دیا جائے حلال ہو جائے گا اور مرا ہوا ہے تو حرام ہے اوس کی ماں کا ذبح کرنا اوس کے حلال ہونے کے لیے کافی نہیں۔(37)

مسئلہ ۳۹: بلی نے مرغی کا سر کاٹ لیا اور وہ ابھی زندہ ہے پھڑک رہی ہے ذبح نہیں کی جاسکتی۔(38)

مسئلہ ۴۰: جانور کو دن میں ذبح کرنا بہتر ہے اور مستحب یہ ہے کہ ذبح سے پہلے چھری تیز کر لے کند چھری یا ایسی چیزوں سے ذبح کرنے سے بچے جس سے جانور کو ایذا ہو۔(39)

---

(34) الھدایۃ، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۵۰، وغیرھا.

(35) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصید والذبائح، ج۲، ص۳۲۸.

(36) المرجع السابق.

(37) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۷، وغیرہ.

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ...الخ، ج۵، ص۲۸۷.

(39) المرجع السابق.

جلال وحرام جانوروں کا بیان

احادیث

حدیث ۱: ترمذی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خیبر کے دن کیلے والے درندہ سے اور پنجہ والے پرند سے اور گھریلو گدھے اور مجثمہ اور خلیسہ سے ممانعت فرمائی اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ کرلے اس کی وطی سے ممانعت فرمائی یعنی حاملہ لونڈی کا مالک ہوا یا زانیہ عورت حاملہ سے نکاح کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اوس سے وطی نہ کرے۔ مجثمہ یہ ہے کہ پرند یا کسی جانور کو باندھ کر اوس پر تیر مارا جائے۔ خلیسہ یہ ہے کہ بھیڑیے یا کسی درندہ نے جانور پکڑا اوس سے کسی نے چھین لیا اور ذبح سے پہلے وہ مرگیا۔(1)

(1) جامع الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ما جاء فيكراهية أكل المصبورة، الحديث: ۱۴۷۹، ج۳، ص۱۵۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ صحابی ہیں، صفہ والے فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے، آپ اس جماعت سے ہیں جنہوں نے جہاد کے لیے حضور انور سے سواریاں مانگیں مگر نہ پائیں تو روتے ہوئے واپس ہوئے جن کا یہ ہی واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے، ۷۵ھ پچھتر ہجری میں وفات پائی۔(اشعہ)

۲؎ جیسے کتا، بلی، شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ جن کے منہ میں کیلیں ہوتی ہیں مگر وہ شکار نہیں کرتا لہذا حلال کیل میں شکاری کی قید اس لیے لگائی۔

۳؎ یہاں بھی پنجے والی شکاری چڑیاں مراد ہیں جیسے شکرہ، باز، صقر وغیرہ کوا بھی شکاری ہے پنجہ والا بھی ہے وہ بھی حرام ہے۔ طوطے میں اختلاف ہے، بعض کے ہاں وہ حلال ہے اگرچہ وہ پنجے والا تو ہے مگر شکاری نہیں۔ عربی میں اسے یلخار کہتے ہیں۔ جن بے وقوفوں نے کوا حلال مانا انہوں نے یہ حدیث نہ دیکھی ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے۔

۴؎ حمار وحشی نیل گائے حلال ہے، گدھا پہلے حلال تھا خیبر کے دن حرام فرمایا گیا۔

۵؎ خلیسہ کی تفسیر آگے آرہی ہے۔ اس کا کھانا جب حرام ہے جب کہ وہ بغیر ذبح مرجائے اگر ذبح کرلیا جائے تو حلال ہے پھر وہ خلیسہ نہیں۔

۶؎ یعنی جہاد میں جو عورتیں قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں لونڈیاں بنائیں جائیں مگر ہوں حاملہ ان سے صحبت حرام ہے اگر حاملہ نہ ہوں تو ایک حیض انتظار کرکے ان سے صحبت درست ہے۔

۷؎ ابو عاصم شیخ ہیں محمد ابن یحیی کے اور محمد ابن یحیی شیخ ہیں امام ترمذی کے جو اس حدیث کے راوی ہیں، یعنی میں ابو عاصم کے پاس تھا کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مجثمہ کس جانور کو کہتے ہیں، جسے شریعت نے حرام کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ ←

حدیث ۲: ابو داود و دارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جنین (پیٹ کے بچہ) کا ذبح اوس کی ماں کے ذبح کی مثل ہے۔(2)

حدیث ۳: احمد و نسائی و دارمی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا اوس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال کریگا عرض کیا گیا یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم) اوس کا حق کیا ہے فرمایا کہ اوس کا حق یہ ہے کہ ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ سر کاٹے اور پھینک دے۔(3)

حدیث ۴: ترمذی و ابو داود ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں جب نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم

۸ـــ یعنی مرغی، بکری وغیرہ اپنے قبضہ کا جانور ہے باندھ کر اسے تیر مارا جائے اس طرح وہ مرجائے ہے یہ حرام ہے۔اگر اس زخمی کو ذبح کرلیا جائے تو گوشت حلال ہے مگر یہ کام حرام ہے۔

۹ـــ یعنی اگر مرغی کو بلی یا بکری کو بھیڑیا یا چیتا وغیرہ جانور پکڑے لوگ اس کے منہ سے چھڑالیں ذبح نہ کرسکیں وہ زخم کی وجہ سے مرجائے وہ خلیہ ہے اور حرام ہے۔خلیہ بنا ہے خلس سے بمعنی اچک لینا، چھین لینا، اس سے ہے اختلاس۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۹۸۳)

(2) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب ما جاء في ذکاۃ الجنین، الحدیث: ۲۸۲۸، ج۳، ص۱۳۸.

(3) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو، الحدیث: ۶۵۶۲، ج۲، ص۵۶۷.

وسنن النسائي، کتاب الصید ... إلخ، باب إباحۃ أکل العصافیر، الحدیث: ۴۳۵۵، ص۷۰۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـــ حلال جانور کے شکار کا حق ہے اسے شکار کرکے کھانا، اگر کھانا مقصود نہ ہو محض تفریح اور وقت گزاری کے لیے شکار کرے تو آخرت میں پکڑ ہے۔حرام جانور کے شکار کا مقصود یا اس کی کھال وبال سے نفع حاصل کرنا یا اس تکلیف سے خلق کو بچانا جیسے جنگلی سوروں کا شکار کہ یہ دفع شر کے لیے بھی ہے اور ان کے اجزاء سے نفع لینے کے لیے بھی۔چنانچہ ہاتھی کی ہڈی، دانت وغیرہ بہت کام میں آتی ہے ایسے ہی شیر و چیتے کی کھال چربی مختلف طرح استعمال کی جاتی ہے۔یہاں حلال جانوروں کے شکار کا ذکر ہے لہذا حدیث سے یہ لازم نہیں کہ حرام جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے کہ وہ کھائے نہیں جاتے، یہ تحقیق خیال میں رہے۔

۲ـــ اس حدیث کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ حلال جانوروں کا شکار صرف کھانے کے لئے کیا جائے اور وہ ضرور کھایا جائے۔(مرقات) یہ حکم شکار کے لیے ہے قربانی میں مقصود گوشت نہیں ہوتا صرف خون بہا کر رب کو راضی کرنا ہوتا ہے۔لہذا مکہ معظمہ میں جو ہزارہا زیادہ قربانیاں غار میں گاڑھ دی جاتی ہیں بالکل جائز ہے کہ وہاں مقصود حاصل ہوگیا خون بہانا۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شکار کا جانور اگر زندہ مل جائے تو اسے ذبح ہی کرنا پڑے گا بغیر ذبح حلال نہ ہوگا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۹۸۷)

مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے۔(4)

حدیث ۵: دارقطنی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: دریا کے جانور (مچھلی) کو خدا نے حلال کر دیا ہے۔(5)

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انھوں نے حمار وحشی (گورخر) دیکھا اوس کا شکار کیا حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اوس کے گوشت میں کا کچھ ہے؟ عرض کی ہاں اوس کی ران ہے اوس کو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے قبول فرمایا اور کھایا۔(6)

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم نے مَرُّ الظَّہْرَ ان (مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام) میں خرگوش بھگا کر پکڑا میں اوس کو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انھوں نے ذبح کیا اور اوس کی پٹھ اور رانیں حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں بھیجیں حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے قبول فرمائیں۔(7)

حدیث ۸: صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔(8)

---

(4) جامع الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ما قطع من الحي... إلخ، الحديث: ۱۴۸۵، ج ۳، ص ۱۵۳.

(5) سنن الدارقطني، كتاب الأشربة وغيرها، باب الصيد... إلخ، الحديث: ۴۶۶۲، ج ۴، ص ۳۱۷.

(6) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، الحديث: ۵۷۔(۱۱۹۶) و ۶۳۔(۱۱۹۶)، ص ۶۱۱، ۶۱۳.

(7) صحيح البخاري، كتاب الذبائح... إلخ، باب ما جاء في التصيد، الحديث: ۵۴۸۹، ج ۳، ص ۵۵۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ مرالظہران حرمین شریفین کے درمیان مکہ معظمہ کے قریب ایک بستی ہے وہاں انہوں نے خرگوش زندہ پکڑ لیا، حضرت ابوطلحہ نے ذبح کیا، حضرت ابوطلحہ حضرت انس کے سوتیلے والد ہیں۔

۲؎ معلوم ہوا کہ خرگوش حلال ہے یہ ہی اکثر اہل اسلام کا عقیدہ ہے، بعض لوگوں نے اس کو مکروہ کہا ہے اس لیے کہ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے۔(مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۰۰۲)

(8) صحيح البخاري، كتاب الذبائح... إلخ، باب الدجاج، الحديث: ۵۵۱۷، ج ۳، ص ۵۶۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

دجاج نر و مادہ دونوں کو کہتے ہیں، دیک فقط نر مرغ کو۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ فقراء کو مرغیاں پالنا چاہیے اور اغنیاء بکریاں پالیں ←

حدیث ۹: صحیحین میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ساتھ سات غزوے میں تھے ہم حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے۔(9)

حدیث ۱۰: صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں جیش الخبط (10) میں گیا تھا اور امیر لشکر

اور یہ سند انہوں نے عجیب عجیب روایات نقل کیں۔بہرحال اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مرغ حلال ہے۔دوسرے یہ کہ مرغ کھانا تقوٰی کے خلاف نہیں، اللہ دے تو اچھی نعمتیں بھی کھاؤ مگر اپنے کو مزیدار غذاؤں کا عادی نہ بناؤ اپنی طبیعت کو ہر طرح کا عادی رکھو۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص۱۰۰۵)

(۹) صحیح البخاری، کتاب الذبائح...، باب اکل الجراد، الحدیث: ۵۴۹۵، ج۳، ص۵۵۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔آپ کا نام عبداللہ ہے، والد کا نام ابی اوفیٰ، قبیلہ جہینہ سے ہیں، غزوہ احد میں شریک ہوئے ۸۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۲۔ٹڈی حلال ہے حضور کے سامنے صحابہ کرام نے کھائی ہے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نہ کھائی بلکہ فرمایا کہ یہ اللہ تعالٰی کی بڑی مخلوق ہے میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں، ہم نے پہلے عرض کردیا ہے کہ مچھلی کے بے خون جانور سارے حرام سوا ٹڈی کے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج۵،ص۱۰۰۶)

(10) قدآور مچھلی

حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، امام المتقین، سرورِ دنیا ودین، محبوب ربُّ العٰلمین عزَّوجلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم (تین سو افراد) کو قریش کے مقابلہ پر بھیجا اور حضرت سیِّدُنا ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہمارا سپہ سالار مقرر فرمایا اور ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بطور زادِ راہ عنایت فرمائی۔حضرت سیِّدُنا ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمیں (روزانہ) ایک ایک کھجور عطا فرماتے۔پوچھا گیا، آپ حضرات رضی اللہ تعالٰی عنہم ایک کھجور سے کیسے گزارہ کرتے تھے؟ تو فرمایا، ہم اس کو چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے اور اوپر سے پانی پی لیتے۔تو وہ اس روز رات تک ہمیں کافی ہو جاتی۔ہم اپنے نیزوں سے درخت کے پتے (جنہیں اونٹ کھایا کرتے ہیں) گراتے اور انہیں پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔فرماتے ہیں، ہم ساحلِ سمندر سے گزر رہے تھے کہ (دور سے) ساحل پر ریت کے بڑے ٹیلے کی طرح کی کوئی چیز نظر آئی۔ہم قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ جاندار (کا مُردہ) ہے جسے عنبر (مچھلی) کہا جاتا ہے۔حضرت سیِّدُنا ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا، یہ مُردار ہے۔پھر خود ہی فرمایا، نہیں بلکہ ہم رسول اللہ عزَّوجلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم راہِ خدا عزَّوجلَّ میں (گھروں سے نکلے) ہیں اور آپ حضرات اضطراری حالت میں ہیں اس لیے (اسے) کھا لیجئے۔ہم نے ایک مہینہ اس پر گزارہ کیا اور ہم تین سو (آدمی) تھے حتی کہ ہم فربہ ہو گئے۔مجھے یاد ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے گڑھے سے مٹکے بھر بھر کر چربی نکالتے۔اور ہم اس (مچھلی) سے بیل جتنے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹتے۔(اس مچھلی کی آنکھ کا حلقہ اتنا بڑا تھا کہ) حضرت سیِّدُنا ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو اس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا (تو سب سما گئے)۔اس کی ایک پسلی کو پکڑ کر ←

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے ہمیں بہت سخت بھوک لگی تھی دریا نے مری ہوئی ایک مچھلی پھینکی کہ ویسی مچھلی ہم نے نہیں دیکھی اوس کا نام عنبر ہے ہم نے آدھے مہینے تک اوسے کھایا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اوس کی ایک ہڈی کھڑی کی بعض روایت میں ہے پسلی کی ہڈی تھی اوس کی کجی اتنی تھی کہ اوس کے نیچے سے اونٹ مع سوار گزر گیا جب ہم واپس آئے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے ذکر کیا فرمایا: کھاؤ اللہ (عزوجل) نے تمہارے لیے رزق بھیجا ہے اور تمہارے پاس ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ ہم نے اوس میں سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے پاس بھیجا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے تناول فرمایا۔ (11)

حدیث ۱۱ و ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں ام شریک رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے وزغ (چھپکلی اور گرگٹ) کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اوسے یہ پھونکتا تھا (12) اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جو روایت ہے اوس میں یہ بھی

(کمان کی طرح) کھڑا کیا پھر ایک بڑے اُونٹ پر کجاوہ کسا اور وہ اس (پسلی کی کمان) کے نیچے سے گزر گیا۔ اور ہم نے اس کے خشک گوشت کے ٹکڑے بطورِ زادِ راہ ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا فرمایا۔ کیا تمہارے پاس اُس گوشت میں سے کچھ ہے؟ (اگر ہو تو) ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں اس (مچھلی) کا گوشت بھیجا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تناول فرمایا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷ رقم الحدیث ۱۹۳۵)

(11) صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب غزوۃ سیف البحر... إلخ، الحدیث: ۴۳۶۰ و ۴۳۶۲، ج ۳، ص ۱۲۷، ۱۲۸۔

(12) صحیح البخاري، کتاب أحادیث الانبیائ، باب قول اللہ تعالی (واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)، الحدیث: ۳۳۵۹، ج ۲، ص ۴۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ام شریک دو ہیں اور دونوں صحابیہ ہیں، ایک کا نام غزیہ بنت دودان ہے، قرشیہ عامریہ ہیں، لوی ابن غالب کی اولاد سے، دوسری انصاریہ ہیں خبر نہیں یہ کون سی ام شریک ہیں۔ (مرقات و اشعہ) مگر یہ بے خبری مضر نہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔

۲۔ وزغ جمع ہے وزغۃ کی بمعنی گرگٹ، مشہور جانور ہے چھپکلی سے کچھ بڑا ہوتا ہے، دم لمبی ہوتی ہے، رنگ بدلتا ہے، سبزیوں میں رہتا ہے۔

۳۔ یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرودی آگ میں ڈالا گیا تو یہ مردود آگ سے میلوں دور بیٹھا ہوا آگ کی طرف پھونکیں مار رہا تھا کہ آگ تیز ہو کر حضرت ابراہیم کو تکلیف پہنچے، اگرچہ اس کی پھونک سے آگ تیز نہ ہوئی وہ تو گلزار کردی گئی مگر اس حرکت سے اس کی دل کی حالت معلوم ہوگئی کہ یہ دشمن خلیل ہے اس لیے اس کو مار دینے کا حکم دیا گیا، اس کے برعکس ہدہد اپنی لمبی چونچ میں پانی لاتا دور سے آگ پر ڈال دیتا تھا کہ آگ بجھ جائے، اس کو پانی کا بادشاہ کردیا گیا کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مصاحب بنایا گیا، اس کے ذریعہ ملکہ یمن بلقیس کو ہدایت دی گئی جیسا کہ قرآن کریم سورۂ نمل میں مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ عداوت نبی کا انجام برا ہے، محبت رسول کا انجام اچھا، ←

ہے کہ اس کا نام حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے فُوَیْسِق رکھا(13) یعنی چھوٹا فاسق یا بڑا فاسق اس لفظ میں دونوں معنی کا احتمال ہے۔

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جو چھپکلی یا گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارے اوس کے لیے سو ۱۰۰ نیکیاں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔(14)

حدیث ۱۴: ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جلاّلہ (گندگی کھانے والا جانور) اور اس کا دودھ کھانے سے منع فرمایا۔(15)

حدیث ۱۵: ابوداود نے عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔(16)

یہ بھی معلوم ہوا جانوروں میں بھی بعض نبی کے محب ہیں بعض نبی کے دشمن، حضور فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، عیر پہاڑ ہم سے بغض کرتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۱۲)

(13) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، الحدیث: ۱۴۴۔(۲۲۳۸)، ص۱۲۳۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

فویسق تصغیر ہے فاسق بمعنی بدکار کی یعنی جیسے چوہا، چیل، کوا، بچھو وغیرہ موذی جانوروں کو حل و حرم میں قتل کر دینا جائز ہے بلکہ ثواب ہے چیل کوا وغیرہ تو اس لیے فویسق ہیں کہ وہ اپنے نفع کے بغیر انسانوں کا نقصان کرتے ہیں اور یہ اس لیے فویسق ہے کہ دشمن خلیل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۱۳)

(14) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، الحدیث: ۱۴۷۔(۲۲۴۰)، ص۱۲۳۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ گرگٹ کو جلد مار دینے کی رغبت دینا زور کی چوٹ لگا کر ایک ہی چوٹ میں لوٹ پوٹ ہو جائے ہلکی چوٹ میں ممکن ہے کہ بھاگ جائے۔ احمد و ابن حبان نے بروایت حضرت ابن مسعود مرفوعًا نقل فرمایا کہ جو سانپ کو مارے اس کو سات نیکیاں ہیں اور جو گرگٹ کو مارے تو اسے ایک نیکی۔ طبرانی نے بروایت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرفوعًا نقل فرمایا کہ جو گرگٹ کو مار دے اللہ تعالٰی اس کے سات گناہ معاف فرمائے گا۔(مرقات) بہرحال اس کا قتل ثواب ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۱۴)

(15) جامع الترمذي، کتاب الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، الحدیث: ۱۸۳۱، ج۳، ص۳۲۳۔

(16) سنن أبي داود، کتاب الأطعمة، باب في أكل الضب، الحدیث: ۳۷۹۶، ج۳، ص۴۹۶۔

حدیث ۱۹: شرح السنہ میں زید بن خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مرغ کو برا کہنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ نماز کے لیے اذان کہتا ہے یا خبردار کرتا ہے(20) اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔(21)

تنبیہ: گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور اوس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں اون جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی اون بری صفتوں کے ساتھ متصف ہو جائے لہٰذا انسان کو اون کے کھانے سے منع کیا گیا حلال وحرام جانوروں کی تفصیل دشوار ہے۔ یہاں چند کلیات بیان کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے جزئیات جانے جاسکتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

حکیم الامت کے مدنی پھول

خلاصہ یہ ہے کہ جس مچھلی کی موت پانی نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہو تو وہ حلال ہے اور جس مچھلی کی موت بیماری کی وجہ سے ہو کہ پانی میں رہتے ہوئے مرجائے اور پانی پر تیر کر آجائے تو ممنوع ہے، یہ ہی حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ طافی مچھلی مکروہ ہے، طافی اسی کو کہتے ہیں، امام شافعی و مالک رحمۃ اللہ علیہما اسے بلاکراہت جائز فرماتے ہیں، یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ جزر کے معنی ہیں سٹ جانا، اس کا مقابل ہے مَدّ، اسی سے ہے مدو جزر۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے حل میتۃ دریا کا مردار حلال ہے تو وہاں دریا کے مردار سے مراد وہ ہی ہے جس کی موت کا سبب دریا بنے نہ وہ جس کی موت کا سبب کوئی مرض و بیماری ہو۔ ابھی جو حدیث گزری کہ دو مردار حلال ہیں یہ حدیث اس کی شرح ہے کہ دریا کا وہ مردار مراد ہے جو دریا کی وجہ سے مرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۲۵)

(20) شرح السنۃ، کتاب الطب والرقی، باب الدیک، الحدیث: ۳۱۶۳، ج۶، ص۲۸۸۔۲۸۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

دیك اسم جنس ہے واحد وجمع سب پر بولا جاتا ہے بمعنی مرغ نر، مادہ کو دجاجہ کہتے ہیں یعنی مرغ کو نہ برا کہو نہ برا سمجھو یہ بڑا مبارک جانور ہے۔

۲۔ یعنی نماز تہجد اور نماز فجر کے لیے اٹھاتا ہے۔ مرغ میں قدرت نے عجیب کرشمہ رکھا ہے کہ یہ رات کے اوقات سے خبردار رہتا ہے، رات لمبی ہو یا چھوٹی آخری تہائی رات میں بھی بولتا ہے اور صبح صادق کے وقت بھی، حتی کہ بعض علماء نے مجرب مرغ کی آواز پر نماز تہجد پڑھنا جائز فرمایا اور کہا کہ اس کی آواز پر اعتماد جائز ہے، بعض صحابہ کرام سفر میں مرغ ساتھ رکھتے تھے نمازوں کے لیے۔ سفید مرغ کے بڑے فضائل ہیں اس کا گوشت اور دل بہت ہی قوی ہوتا ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۰۲۷)

(21) سنن ابي داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی الدیک والبہائم، الحدیث: ۵۱۰۱، ج۴، ص۴۲۲۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: کیلے والا (نوکیلے دانتوں والا) جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بجو، کتا وغیرہا کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں داخل نہیں۔(1)

مسئلہ ۲: پنجہ والا پرند جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا، باز، بہری، چیل۔ حشرات الارض حرام ہیں جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر (بھڑ)، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہا۔(2)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۷۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں ہے:

قال الاتقانی وفیه نظر لان کل ذی ناب لیس بمنهی عنه اذا کان لایصطاد بنابه۔ اتقانی نے کہا ہے اور اس میں اعتراض ہے کیونکہ ہر کیلے والا حرام نہیں ہے جبکہ وہ اپنے کیلے سے شکار نہ کرتا ہو اھ (ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۱۹۴)

برجندی میں ہے:

المراد الناب الذی هو سلاح وذوالناب الحیوان الذی ینهب بالناب. والله سبحانه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم. (۴؎ شرح النقایہ للبرجندی کتاب الذبائح نولکشور لکھنؤ ۳ / ۱۹۳)

ناب (کیلے) سے مراد وہ ہے جو ہتھیار بنے، اور کیلے والا جانور وہ ہے جو کیلے کے ساتھ حملہ آور ہو، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۱۸۔۳۱۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۸۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہماری تمام کتب مذہب اور صحاح احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہم اجمعین میں صاف صریح حکم قطعی کلی بدا استثناء وتخصیص موجود ہے کہ ہر پرند اپنے پنجہ سے شکار کرنے والے حرام ہے، جیسے ہر درندہ دانتوں سے شکار کرنے والے۔

عالمگیری میں بدائع سے ہے: لایکل کل ذی مخلب من الطیر ۲؎۔ یعنی حرام ہے ہر پنجے والا پرند۔

(۲؎ فتاویٰ ہندیہ کتاب الذبائح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۲۸۹) ←

مسئلہ ۳: گھریلو گدھا اور خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل آلہ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔(3)

مسئلہ ۴: کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔ غراب ابقع یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے۔ اور مہوکا کہ یہ بھی

طحطاوی میں ہے: لایل سباع الوحوش والطیر ۳ ؎ اھ ملخصا۔ درندے وحشی و پرندسب حرام ہیں اھ ملخصا۔

(۳ ؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الذبائح دارالمعرفۃ بیروت ۴ / ۱۵۷)

حموی پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے:

الدلیل علیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہی عن اکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر. رواہ مسلم وابوداؤد وجماعۃ. والسر فیہ ان طبیعۃ ھذہ الاشیاء مذمومۃ شرعا فیخشی ان یتولد من لحمہا شیئ من طباعہا فیحرم اکراما لبنی آدم کما انہ یحل ما احل اکراما لہ اھ۔

یعنی دلیل اس پر یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر درندے کیلے والے اور ہر پرندے پنجے والے کے کھانے سے منع فرمایا، مسلم وابوداؤد وغیرہما ایک جماعت محدثین نے یہ حدیث روایت کی، اور اس میں راز یہ ہے کہ ان چیزوں کی خصلت شرعا بد ہے تو اندیشہ ہے کہ ان کا گوشت کھانے سے کچھ خصلت ان کی سی آدمی میں پیدا ہوجائے، لہٰذا انسان کی عزت کے لئے ان کا کھانا حرام ہوا، جیسے کہ اس کی عزت ہی کے لئے حلال جانور حلال کئے گئے۔ (۱ ؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الذبائح دارالمعرفۃ بیروت ۴ / ۱۵۵)

(ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الذبائح داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۱۹۳)

میزان امام شعرانی میں ہے:

من ذٰلك اتفاق الائمۃ الثلثۃ علی تحریم کل ذی ناب من السباع ومخلب من الطیر یعدوبہ علی غیرہ (الی ان قال) لانہ فیہ قسوۃ من حیث انہ یقسر غیرہ ویقھرہ من غیر رحمۃ بذٰلك الحیوان المقسور فیسری نظیر تلك القسوۃ فی قلب الاٰکل لہ. واذا قسی قلب العبد صار لایحن قلبہ الی موعظۃ وصار کالحمار.

(المیزان الکبرٰی کتاب الاطعمۃ مصطفی البابی مصر ۲ / ۵۷)

یعنی انھیں مسائل سے ہے امام ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اتفاق کہ ہر کیلے والا درندہ اور ہر پنجہ والا پرندہ جو دوسرے پر اس کیلے یا پنجے سے حملہ کرتا ہے حرام ہے، اس لئے کہ اس میں سنگدلی ہے کہ وہ بیدردی سے مجبور ومغلوب کرتا ہے، تو ایسی ہی سنگدلی اس کے کھانے والے میں سرایت کرے گی، اور جب آدمی کا دل سخت ہوجاتا ہے تو کسی نصیحت کی طرف میل نہیں کرتا اور آدمی سے گدھا ہوکر رہ جاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۱۵_۳۱۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج ۹، ص ۵۰۸، وغیرہا۔

کوے سے ملتا جلتا ایک جانور (یعنی پرندہ) ہوتا ہے حلال ہے۔(4)

مسئلہ ۵: پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ جو مچھلی پانی میں مرکر تیر گئی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر اولٹ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مر کر اولٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔(5) ہیڈی بھی حلال ہے۔ مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو ۲ مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

مسئلہ ۶: پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مرگئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مرگئی یا جال میں

---

(4) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۹۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

کچھوا امام شافعی کے صحیح مذہب میں بھی حرام ہے۔ ہاں اور اشیاء ہیں کہ ان کے نزدیک حلال ہمارے نزدیک حرام ہیں۔ جیسے متروک التسمیہ عمداً اور ضب، اور بعض شافعیہ کے نزدیک کچھوا بھی۔ بہرحال دونوں برحق ہونے کی یہ معنی ہیں کہ ہر امام مجتہد کا اجتہاد جس طرف مودی ہو اس کے اور اس کے مقلدوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا وہی حکم ہے۔ شافعی المذہب اگر متروک التسمیہ عمداً کھائے گا اس کی عدالت میں فرق نہ آئے گا نہ دنیا میں اسے تعزیر دی جائے نہ آخرت میں اس سے اس کا مواخذہ ہو۔ اور حنفی المذہب کہ اسے حرام جانتا ہے اور اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کی عدالت بھی ساقط ہوگی اور دنیا میں مستحق تعزیر اور آخرت میں قابل مواخذہ ہوگا۔ یونہی بالعکس جو چیز ہمارے نزدیک حلال ہے اور ان کے نزدیک حرام، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کل مجتهد مصيب والحق عند الله واحد وقد يصيبه وقد لا۔ (۱؎ فواتح الرحموت بذیل المستصفی فصل فی آداب المناظرۃ منشورات الرضی قم مصر ۲/۳۸۱)

ہر مجتہد مصیب ہے، لیکن عند اللہ حق ایک ہی ہے جس کو مجتہد کبھی پہنچتا ہے اور کبھی نہیں پہنچتا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۷، ص ۸۹۔۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الدر المختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مچھلی تر ہو یا خشک، مطلقاً حلال ہے۔

قال تعالی واحل لکم صید البحر ۳؎۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حلال کیا گیا تمہارے لئے بحری شکار کو۔ (ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۵/۹۶)

سوائے طافی کے جو خود بخود بغیر کسی سبب ظاہر کے دریا میں مر کر اترا آتی ہے۔

عالمگیریہ میں ہے:

السمك يحل اكله الا ما طفا منه ۔ (۱؎ فتاوی ہندیہ کتاب الذبائح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۸۹)

مچھلی کھانا حلال ہے ماسوائے پانی پر تیرنے والے مرکر۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۳۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پھنس کر مرگئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مرگئیں اور یہ معلوم ہے کہ اوس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گھڑے یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اوس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرگئی ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔(6)

مسئلہ ۷: جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بنا پر اس کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اوس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

مسئلہ ۸: چھوٹی مچھلیاں بغیر شکم چاک کیے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔(7)

---

(6) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۵۱۲۔

(7) رد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۵۱۵۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حمادیہ میں علماء کے دونوں قول نقل کیے ہیں، کہ بعض حرام کہتے ہیں اور بعض حلال۔

حیث قال الدود الذی یقال لہ جھینگہ عند بعض العلماء لانہ لایشبہ السمک، و انما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک، وھذا لایکون کذلک، وقال بعضھم حلال لانہ یسمی باسم السمک ا۔

جہاں انھوں نے کہا کہ وہ کیڑا جسے جھینگا کہا جاتا ہے بعض کے نزدیک حرام ہے کیونکہ وہ مچھلی کے مشابہ نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک سمندری شکار میں مچھلی کی اقسام ہی مباح ہیں، اور جھینگا ان میں سے نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا یہ حلال ہے کیونکہ اس کا نام مچھلی ہے۔(ت) (ا۔ فتاوی حمادیہ کتاب الصید والذبائح قلمی نسخہ ص ۵۶۷ و ۳۳۲)

اقول: عبارت حمادیہ سے ظاہر یہی ہے کہ ان کے نزدیک قول حرمت ہی مختار ہے کہ اسی کو تقدیم دی والتقدیم آیۃ التقدیم (مقدم کرنا مقدم بنانے کی علامت ہے۔ت) اور جھینگے کو دود یعنی کیڑا کہا اور کیڑے حرام ہیں، اور اہل حلت کی طرف سے دلیل میں یہ نہ کہا وہ مچھلی ہے بلکہ یہ کہ اس پر مچھلی کا نام بولا جاتا ہے۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلق حرام ہیں، تو جن کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہوا ہی چاہیے مگر فقیر نے کتب لغت و کتب طب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے۔ قاموس میں ہے: الاربیان بالکسر سمک کالدود ۲۔ اربیان کسرہ کے ساتھ، کیڑے کی طرح مچھلی ہے۔(ت) (۲۔ القاموس المحیط باب الواو فصل الراء مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۳۵)

صحاح وتاج العروس میں ہے: الاربیان بیض من السمک کالدود یکون بالبصرۃ ا۔ اربیان سفید مچھلی ہے کیڑے کی مانند بصرہ میں ہوتی ہے۔(ت) (ا۔ تاج العروس باب الواو والیاء فصل الراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۴۳)

صراح میں ہے: اربیان نوعے از ماہی ست ۲۔ (جھینگا، مچھلی کی ایک قسم ہے۔ت)

(۲۔ الصراح فی لغۃ الصحاح باب الواو والیاء نولکشور لکھنؤ ص ۵۶۴) ←

مسئلہ ۹: مچھلی کا پیٹ چاک کیا اوس میں موتی نکلا اگر یہ سیپ کے اندر ہے تو مچھلی والا اس کا مالک ہے۔ شکاری

منتہی الارب میں ہے: نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگا میگویند ۳۔ مچھلی کی ایک قسم ہے اسے ہندی میں جھینگا کہتے ہیں۔ (ت) (۳۔ منتہی الارب باب الراء فصل الباء مطبع اسلامیہ لاہور ۲/ ۹۲)

مخزن میں ہے: روبیان اور اربیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیان نامند ۴۔ روبیان اور اربیان بھی آیا ہے۔ فارسی میں اس مچھلی کو روبیان کہتے ہیں۔ (ت) (۴۔ مخزن الادویہ فصل الراء مع الواؤ نولکشور کانپور ص ۳۱۳)

اسی طرح تحفہ میں ہے۔ تذکرہ داؤد انطاکی میں ہے:

روبیان اسم لضرب من السمك يكثر ببحر العراق والقلزم احمر كثير الارجل نحو السرطان لكنه اكثر لحما ۵۔ روبیان مچھلی کی قسم ہے، بحر عراق اور بحر قلزم میں بکثرت پائی جاتی ہے یہ سرخ رنگ اور کثیر پاؤں والے کیکڑے کی طرح ہوتی ہے لیکن وہ گوشت میں زیادہ ہے۔ (ت) (۵۔ تذکرۃ اولی الالباب لداؤد انطاکی الباب الثالث حرف الراء مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۱)

حیاۃ الحیوان الکبرٰی میں ہے:

الروبیان ھو سمك صغیر جدا احمر ۶۔

روبیان بہت چھوٹی مچھلی سرخ رنگ ہوتی ہے۔ (ت) (۶۔ حیاۃ الحیوان باب الراء المہملۃ تحت الروبیانۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۲۸)

جامع ابن بیطار میں ہے:

روبیان سمك بحری تسمیه اھل مصر القرندس واھل الاندلس یعرفونه بالقمرون ۱۔

روبیان سمندری مچھلی ہے۔ مصر والے لوگ اسے قرندس اور اہل اندلس اسے قمرون کے نام سے جانتے ہیں۔ (ت)

(۱۔ الجامع لمفردات الادویۃ والاغذیۃ حرف الراء تحت روبیان دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۴۴۵)

انوار الاسرار میں ہے:

الروبیان سمك صغار جدا احمر ۲۔

روبیان بہت چھوٹی مچھلی سرخ رنگ ہوتی ہے۔ (ت) (۲۔ انوار الاسرار)

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون وتصریح معراج الدرایہ مطلقاً حلال ہونا چاہئے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے۔

والطافی لیس نوعا براسه، بل وصف یعتری كل نوع۔ طافی کوئی قسم نہیں ہے بلکہ یہ ایک وصف ہے، جو ہر قسم کو لاحق ہوسکتا ہے۔ (ت)

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں، امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں،

ردالمحتار میں ہے:

نے مچھلی بیچ ڈالی ہے تو وہ موتی مشتری کا ہے اور اگر موتی سیپ میں نہیں ہے تو مشتری شکاری کو دے دے اور یہ لقطہ ہے۔ اور مچھلی کے شکم میں انگوٹھی یا روپیہ یا اشرفی یا کوئی زیور ملا تو لقطہ ہے اگر یہ شخص خود محتاج و فقیر ہے تو اپنے صرف میں لاسکتا ہے (یعنی تشہیر کے بعد اپنے استعمال میں لاسکتا ہے) ورنہ تصدق کردے۔ (8)

مسئلہ ۱۰: بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جَلّالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کرکے کھائیں اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اوسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کرکے کھائیں۔ جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جبکہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں۔ (9)

وفی معراج الدرایۃ ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر توکل وعند الشافعی لا توکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس، وقلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحابہ لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل.

اور معراج الدرایہ میں ہے اگر پرندے کے گھونسلے میں مچھلی پائی جائے کھائی جائے، اور امام شافعی کے نزدیک نہ کھائی جائے کیونکہ پرندے کی بیٹھ کی طرح ہے، اور ان کے ہاں پرندے کی بیٹھ نجس ہے اور ہم کہتے ہیں بیٹھ تب بنے گی جب متغیر ہوجائے گی، اور چھوٹی مچھلی جس کو بغیر چاک کئے بھون لیا جاتا ہے شافعی حضرات فرماتے ہیں حلال نہیں ہے کیونکہ اس کی بیٹھ نجس ہے۔ اور باقی ائمہ حلال کہتے ہیں۔ (ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹۶)

مگر فقیر نے جواہر الاخلاطی میں تصریح دیکھی ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حیث قال السمک الصغار کلہا مکروھۃ کراۃ التحریم ھو الاصح ا؎۔

جہاں کہا کہ چھوٹی تمام مچھلیاں مکروہ تحریمہ ہیں یہی صحیح ہے۔ (ت) (ا؎ جواہر الاخلاطی کتاب الذبائح قلمی نسخہ ص ۲۲۹۔ ۲۸۷)

جھینگے کی صورت تمام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے۔ اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے ماہی سقنقور، حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ریگ ماہی کہ قطعا حشرات الارض اور ہمارے ائمہ سے حلت روبیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی، بہر حال ایسے شبہہ واختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۳۷۔ ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۵۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان مایؤکل... إلخ، ج۵، ص۲۸۹، ۲۹۰۔

وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۱۔

مسئلہ ۱۱: بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اوس میں اسکی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لیے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلالہ کا ہے کہ اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہوگئی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ وممنوع۔

مسئلہ ۱۲: بکری کے بچہ کو کتیا کا دودھ پلاتا رہا اس کا بھی حکم جلالہ کا ہے کہ چند روز تک اوسے باندھ کر چارہ کھلائیں کہ وہ اثر جاتا رہے۔(10)

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان ماٗکل...الخ، ج۵، ص۲۹۰.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیہ کنز میں فرماتے ہیں:

الجدی اذا ربی بلبن الاتان قال ابن المبارک یکرہ اکلہ قال واخبرنی رجل عن الحسن قال اذا ربی الجدی بلبن الخنزیر لاباس بہ. قال معناہ اذا اعتلف ایاما بعد ذلک کالجلالۃ کذا بخط شیخنا عن الخانیۃ اھ۔

بھیڑ کا بچہ گدھی کے دودھ سے پرورش پائے تو ابن مبارک نے فرمایا اس کا کھانا مکروہ ہے مجھے یک شخص نے حسن سے خبر دی انھوں نے کہا بھیڑ کا بچہ اگر خنزیر کے دودھ سے پرورش پائے تو حرج نہیں، انھوں نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے بعد وہ چارہ کھاتا رہا تو وہ جلالہ یعنی گندگی کھانیوالے جانور کی طرح ہے ہمارے شیخ کے سے یوں خانیہ سے منقول ہے۔

(۱؎ فتح المعین علی الکنز لمن لا مسکین کتاب الکراہیۃ فصل فی الاکل والشرب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۳۸۶)

ہندیہ کی کتاب الصید والذبائح میں ہے: الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلف ایاما. فلا باس لانہ بمنزلۃ الجلالۃ والجلالۃ اذا حبست ایاما فعلفت لاباس بھا فکذا ھذا. کذا فی الفتاوی الکبری ۲؎۔

بکری کا بچہ گدھی یا خنزیر کے دودھ سے پرورش پائے پھر چند روز چارہ کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ گندگی کھانے والے جانور کی طرح ہے اور یہ گندگی کھانے والا اگر چند روز قید میں رکھا جائے اور چارہ کھائے تو کوئی حرج نہیں اسی طرح یہ بھی ہے، فتاوی کبری میں ایسے ہی ہے۔(ت)(۲؎ فتاوی ہندیۃ کتاب الذبائح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۹۰)

اسی طرح خزانۃ المفتین میں برمز فتاوی کبری سے منقول:

فقد علق نفی الباس علی الاعتلاف فافاد وجودہ عند عدمہ. والباس انما ھو فیما ینھی عنہ.

انھوں نے حرج کی نفی کو چارہ کھانے سے معلق کیا ہے تو چارہ نہ کھانے کی صورت میں حرج کا وجود ثابت ہوتا ہے اور حرج کا تعلق ممنوع چیز سے ہے(ت)

لہذا اختلاف علماء سے بچنے کے لئے اسلم وہی ہے کہ چند روز کا وقفہ دے کر ذبح کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۲۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۳: بکری سے کتے کی شکل کا بچہ پیدا ہوا اگر وہ بھونکتا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر اوس کی آواز بکری کی طرح ہے کھایا جاسکتا ہے اور اگر دونوں طرح آواز دیتا ہے تو اوس کے سامنے پانی رکھا جائے اگر زبان سے چاٹے کتا ہے اور مونھ سے پیے تو بکری ہے اور اگر دونوں طرح پانی پیے تو اوس کے سامنے گھاس اور گوشت دونوں چیزیں رکھیں گھاس کھائے تو بکری مگر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے کھایا نہ جائے اور گوشت کھائے تو کتا ہے اور اگر دونوں چیزیں کھائے تو اوسے ذبح کر کے دیکھیں اوس کے پیٹ میں معدہ ہے تو کھا سکتے ہیں اور نہ ہو تو نہ کھائیں۔(11)

مسئلہ ۱۴: جانور کو ذبح کیا وہ اٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اونچی جگہ سے گر کر مر گیا اوس کے کھانے میں حرج نہیں کہ اوس کی موت ذبح ہی سے ہوئی پانی میں گرنے یا لڑھکنے کا اعتبار نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۵: زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا کاٹ کر جدا کر لیا گیا مثلاً دنبہ کی چکی کاٹ لی یا اونٹ کا کوہان کاٹ لیا یا کسی جانور کا پیٹ پھاڑ کر اوس کی کلیجی نکال لی یہ ٹکڑا حرام ہے۔ جدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ گوشت سے جدا ہو گیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہوا ہو اور اگر گوشت سے اس کا تعلق باقی ہے تو مردار نہیں یعنی اس کے بعد اگر جانور کو ذبح کر لیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۶: جانور کو ذبح کر لیا ہے مگر ابھی اوس میں حیاۃ باقی ہے اوس کا کوئی ٹکڑا کاٹ لیا یہ حرام نہیں کہ ذبح کے بعد اوس جانور کا زندوں میں شمار نہیں اگرچہ جب تک جانور ذبح کے بعد ٹھنڈا نہ ہو جائے اوس کا کوئی عضو کاٹنا مکروہ ہے۔(14)

مسئلہ ۱۷: شکار پر تیر چلایا اوس کا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اوس کے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اوس کا کھانا حرام ہے اور اگر بغیر اوس کے زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہو گیا تو سر بھی کھایا جائے گا اور وہ جانور بھی۔(15)

مسئلہ ۱۸: زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مر گئی تو وہ بھی

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ج۵، ص۲۹۰۔

والدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۸۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ج۵، ص۲۹۰۔

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۶۔۵۱۷۔

(14) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۷۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ج۵، ص۲۹۱۔

حلال ہے۔(16)

مسئلہ ۱۹: کسی نے دوسرے سے اپنے جانور کے متعلق کہا اسے ذبح کردو اوس نے اوس وقت ذبح نہیں کیا مالک نے وہ جانور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا اب اوس نے ذبح کر دیا اس کو تاوان دینا ہوگا اور جس نے اس سے ذبح کرنے کو کہا تھا تاوان کی رقم اوس سے واپس نہیں لے سکتا ذبح کرنے والے کو بیع کا علم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے۔(17)

مسئلہ ۲۰: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے اون کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کہ اس کا ہر جز نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔(18) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کرلیں کہ اس صورت میں اوس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بھی بچنا ہوگا۔

---

(16) الھدایۃ، کتاب الذبائح، فصل فیما یحل أکلہ...إلخ، ج۲، ص۳۵۴۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ج۵، ص۲۹۱۔

(18) الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۳

اضحیہ یعنی قربانی کا بیان

مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اوس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد فرمایا:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾﴾ (1)

تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں پھر فقہی مسائل بیان ہوں گے۔

(1) پ ۳۰، الکوثر: ۲.

احادیث

حدیث ۱: ابو داود، ترمذی و ابن ماجہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔(1)

حدیث ۲: طبرانی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) نے فرمایا: جس نے خوشیٔ دل سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔(2)

حدیث ۳: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ ٖالہ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔(3)

حدیث ۴: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس

---

(1) جامع الترمذي، كتاب الاضاحي، باب ماجاء في فضل الاضحية، الحديث: ۱۴۹۸، ج ۳، ص ۱۶۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول:

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی میں مقصود خون بہانا ہے گوشت کھایا جائے یا نہ کھایا جائے لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی کی قیمت ادا کردے یا اس سے دگنا تگنا گوشت خیرات کردے، قربانی ہرگز ادا نہ ہوگی اور کیوں نہ ہو کہ قربانی حضرت خلیل اللہ کی نقل ہے، انہوں نے خون بہایا تھا گوشت یا پیسے خیرات نہ کیے تھے اور نقل وہی درست ہوتی ہے جو مطابق اصل ہو۔ خیال رہے کہ اسلام سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا حرام تھا اسے غیبی آگ جلا جاتی تھی مگر قربانی کا حکم تھا، اب کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اتنی قربانیاں نہ کرو جن کا گوشت نہ کھایا جاسکے۔

۲۔ اور قربانی کرنے والے کے نیکیوں کے پلے میں رکھی جائے گی جس سے نیکیاں بھاری ہوں گی۔ (لمعات) پھر اس کے نیچے سواری بنے گی جس کے ذریعہ یہ شخص بآسانی پل صراط سے گزرے گا اور اس کا ہر عضو مالک کے ہر عضو کا فدیہ بنے گا۔ (مرقاۃ)

۳۔ یعنی اور اعمال تو کرنے کے بعد قبول ہوتے ہیں اور قربانی کرنے سے پہلے ہی، لہٰذا قربانی کو بیکار جان کر یا تنگ دلی سے نہ کرو ہر جگہ عقلی گھوڑے نہ دوڑاؤ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۹۶)

(2) المعجم الكبير، الحديث: ۲۷۳۶، ج ۳، ص ۸۴۔

(3) المعجم الكبير، الحديث: ۱۰۸۹۴، ج ۱۱، ص ۱۴۔۱۵۔

میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(4)

حدیث ۵: ابن ماجہ نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ صحابہ (رضی اللہ تعالٰی عنہم) نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے فرمایا: ہر بال کے مقابل نیکی ہے عرض کی اُون کا کیا حکم ہے فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔(5)

حدیث ۶: صحیح بخاری میں براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: سب سے پہلے جو کام آج ہم کریں گے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر اوس کے بعد قربانی کریں گے جس نے ایسا کیا اوس نے ہماری سنت (طریقہ) کو پالیا اور جس نے پہلے ذبح کرلیا وہ گوشت ہے جو اوس نے پہلے سے اپنے گھر والوں کے لیے طیار کرلیا قربانی سے اوسے کچھ تعلق نہیں۔ ابوبردہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے اور یہ پہلے ہی ذبح کرچکے تھے (اس خیال سے کہ پڑوس کے لوگ غریب تھے انھوں نے چاہا کہ ان کو گوشت مل جائے) اور عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرے پاس بکری کا چھ ماہہ ایک بچہ ہے فرمایا: تم اوسے ذبح کرلو اور تمہارے سوا کسی کے لیے چھ ماہہ بچہ کفایت نہیں کریگا۔(6)

حدیث ۷: امام احمد وغیرہ براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ آج کے دن جو کام ہم کو پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے اوس کے بعد قربانی کرنا ہے جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس

---

(4) سنن ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ہی ام لا، الحدیث: ۳۱۲۳، ج۳، ص۵۲۹۔

(5) المرجع السابق، باب ثواب الاضحیۃ، الحدیث: ۳۱۲۷، ص۵۳۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول:

جس کی ابتداء فرزند کے ذبح سے ہوئی اور آپ آخر تک کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال طیبہ کو سنت کہتے ہیں اور گزشتہ انبیاء کے طریقہ کو فطرت لہذا قربانی سنت وفطرت ہے۔

۲۔ پوچھنے والوں کو خیال یہ ہوا کہ اون کے بال تو بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنی نیکیاں ایک قربانی میں کیسے مل جائیں گی۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دینے والا بڑا کریم ہے، وہ اپنے کرم سے اس سے بھی زیادہ دے تو کون اسے روک سکتا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ قربانی کی بجائے قیمت یا بازار سے گوشت خرید کر خیرات نہیں کرسکتے کیونکہ پھر ثواب کے لیے بال کہاں سے آئیں گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۷۱)

(6) صحیح البخاري، کتاب الاضاحی، باب سنۃ الاضحیۃ، الحدیث: ۵۵۴۵، ج۳، ص۵۷۱۔

نے پہلے ذبح کرڈالا وہ گوشت ہے جواوس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے ہی سے کرلیا۔نسک یعنی قربانی سے اوس کو کچھ تعلق نہیں۔(7)

حدیث ۸: امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حکم فرمایا کہ سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں نظر کرتا ہو یعنی اوس کے پاؤں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو اور آنکھیں سیاہ ہوں وہ قربانی کے لیے حاضر کیا گیا حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم) نے فرمایا: عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو پھر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم) نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اوسے ذبح کیا پھر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ.(8)

الٰہی تو اس کو محمد صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی طرف سے اور اون کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

حدیث ۹: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کیے ہوئے ذبح کیے جب اون کا مونھ قبلہ کو کیا یہ پڑھا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ

(7) المسند، للامام أحمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب، الحدیث: ۱۸۵۱۵، ج۶، ص ۴۴۳، وغیرہ۔

(8) صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب استحسان الضحیۃ... إلخ، الحدیث: ۱۹۔(۱۹۶۷) ص ۱۰۸۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول:

۱؎ یعنی اس کے پاؤں، سرین اور آنکھیں سیاہ ہوں باقی جسم پر کالے چٹے دھبے۔

۲؎ یہ ثُمَّ رتبہ تاخیر کے لیے ہے نہ کہ واقعہ کی۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذبح پہلے کرلیا اور بسم اللہ بعد میں پڑھی۔(مرقاۃ) یا ذبح کے معنی ہیں ذبح کا ارادہ فرمایا۔(اشعہ)۔خیال رہے کہ جانور کو لٹا کر یا اسے دکھا کر چھری تیز نہ کی جائے۔

۳؎ یعنی قربانی کے ثواب میں انہیں بھی شریک فرمادے۔اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فرائض و واجبات کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں اس میں کمی نہیں آسکتی۔یہ حدیث کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنیکی قوی دلیل ہے کہ بکری سامنے ہے اور حضور اس کا ثواب اپنی آل اور امت کو بخش رہے ہیں۔

۴؎ یعنی اس کا گوشت پکا کر لوگوں کی دعوت کی۔لغت میں ضحٰے کے معنی ہیں دوپہر کا کھانا کھلانا،یہاں لغوی معنی میں ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص ۶۸۰)

الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ.(9)
اس کو پڑھ کر ذبح فرمایا (10) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا کہ الٰہی یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اوس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔(11)

---

(9) میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ملت ابراہیمی پر ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔ بے شک میری نماز ورمیری قربانیاں ورمیراجینا اور میر امرنا سب اللہ (عزوجل) کے لئے ہے جو رب (ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہی ہے محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) اور آپ کی امت کی طرف سے، بسم اللہ واللہ اکبر۔

(10) سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، الحدیث: ۲۷۹۵، ج ۳، ص ۱۲۶۔

(11) سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب فی الشاۃ یضحی بہا عن جماعۃ، الحدیث: ۲۸۱۰، ج ۳، ص ۱۳۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول:

۱ ۔مدینہ منورہ میں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر تو سو اونٹ ذبح کیے تھے نہ دو بکرے اور مکہ معظمہ کی دوسری قربانیاں حضرت جابر نے دیکھی نہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ انصاری ہیں، مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھتے تھے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ میں چاہیے اور کہیں نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی جانور کی قربانی جائز ہے کہ خصی ہونا عیب نہیں بلکہ کمال ہے کہ خصی کا گوشت اعلٰی ہوتا ہے، یوں ہی خصی بیل، خصی بھینسے کی بھی قربانی درست ہے۔

۲ ۔علماء فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے ہمیشہ یعنی نبوت کے ظہور سے پہلے اور بعد شرک و کفر اور گناہ سے محفوظ رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول عمر ہی سے عابد و زاہد تھے، کسی عبادت میں کسی دوسرے نبی کی اتباع نہ کی بلکہ ظہور نبوت سے پہلے دین ابراہیمی کی عبادتیں کرتے تھے جو اسلامی عبادات کے مطابق تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں اعتکاف و عبادات کررہے تھے۔ (شامی وغیرہ)

۳ ۔یہ قرآن کریم کی آیت ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نماز شروع کرتے وقت اور قربانی کرتے وقت پڑھا۔ یہاں نسک سے مراد قربانیاں ہیں ورنہ اس موقعہ پر یہ آیت پڑھنا درست نہ ہوتا۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ قربانی کا ثبوت قرآن سے نہیں۔ خیال رہے کہ نُسُک جمع ہے نَسِیۡکہ کی، اس کے معنی اعمال حج بھی ہیں اور قربانیاں بھی مگر یہاں قربانی مراد ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"۔

۴ ۔یعنی خدایا یہ قربانی تیری توفیق سے تیرے راضی کرنے کے لیئے کررہا ہے، اے میرے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما، اس کی شرح ہوچکی۔

۵ ۔یعنی تا قیامت فقرائے امت کی طرف سے میری یہ دوسری قربانی ہے، اب امرائے امت کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ←

حدیث ۱۰: امام بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی اونھیں اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَر کہا، کہتے ہیں میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کو دیکھا کہ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا اور بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَر کہا۔(12)

حدیث ۱۱: ترمذی میں حنش سے مروی وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا اونھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔(13)

حدیث ۱۲: ابو داود و نسائی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کے لیے عید بنایا ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) یہ بتایئے اگر میرے پاس منیحہ (14) کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اوسی کی قربانی کر دوں فرمایا: نہیں۔ ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف کو مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی (15) یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اوسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

حدیث ۱۳: مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اوس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کر لے بال اور ناخنوں سے نہ لے یعنی نہ ترشوائے۔(16)

طرف سے بھی قربانی کیا کریں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے اور مالی عبادات میں نیابت جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲،ص ۶۸۷)

(12) صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب استحسان الضحیۃ... إلخ، الحدیث: ۱۷۔(۱۹۶۶) ۱۸۔(۱۹۶۶) ص ۱۰۸۶۔

(13) جامع الترمذي، کتاب الاضاحي، باب ماجاء في الأضحیۃ... إلخ، الحدیث: ۱۵۰۰، ج۳، ص ۱۶۳۔

(14) منیحہ اوس جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے نے اسے اس لیے دیا ہے کہ یہ کچھ دنوں اوس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے پھر مالک کو واپس کردے۔

(15) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب ماجاء في إیجاب الاضاحي، الحدیث: ۲۷۸۹، ج۳، ص ۱۲۳۔

(16) جامع الترمذي، کتاب الاضاحي، باب ترک أخذ الشعر لمن أراد أن یضحي، الحدیث: ۱۵۲۸، ج۳، ص ۱۷۷۔

حدیث ۱۴: طبرانی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا: قربانی میں گائے سات کی طرف سے اور اونٹ سات کی طرف سے ہے۔ (17)

حدیث ۱۵: ابوداود ونسائی وابن ماجہ مجاشع بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا: بھیڑ کا جذع (چھ مہینے کا بچہ) سال بھر والی بکری کے قائم مقام ہے۔ (18)

حدیث ۱۶: امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلٰی ہو اور خوب فربہ ہو۔ (19)

حدیث ۱۷: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (20)

حدیث ۱۸: امام احمد وغیرہ حضرت علی سے راوی کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے لیے درست نہیں۔ ۱ کانا۔ جس کا کانا پن ظاہر ہے اور ۲ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور ۳ لنگڑا جس کا لنگ ظاہر ہے اور ۴ ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو (21) اسی کی مثل امام مالک واحمد وترمذی وابوداود ونسائی وابن ماجہ ودارمی براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔

حدیث ۱۹: امام احمد وابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی سے منع فرمایا۔ (22)

حدیث ۲۰: ترمذی وابوداود ونسائی ودارمی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اوس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہو اور نہ اوس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو نہ اوس کی جس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔ (23)

---

(17) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۰۲۶، ج۱۰، ص۸۳۔

(18) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب ما یجوز من السن في الضحایا، الحدیث: ۲۷۹۹، ج۳، ص۱۲۷۔

(19) المسند، للامام أحمد بن حنبل، حدیث جد أبي الاشد، الحدیث: ۱۵۴۹۴، ج۵، ص۲۷۹۔

(20) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۵۸، ج۱۱، ص۱۵۲۔

(21) المسند، للامام أحمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب، الحدیث: ۱۸۵۳۵، ج۶، ص۴۰۷، وغیرہ۔

(22) سنن ابن ماجۃ، کتاب الاضاحی، باب ما یکرہ أن یضحی بہ، الحدیث: ۳۱۴۵، ج۳، ص۵۴۰۔

(23) جامع الترمذي، کتاب الاضاحی، باب ما یکرہ من الاضاحی، الحدیث: ۱۵۰۳، ج۳، ص۱۶۵۔

حدیث ۲۱: امام بخاری ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم عیدگاہ میں نحر و ذبح فرماتے تھے۔ (24)

❁❁❁❁❁

(24) صحیح البخاری، کتاب الاضاحی، باب الاضحی والنحر بالمصلی، الحدیث: ۵۵۵۲، ج ۳، ص ۵۷۳.

مسائل فقہیہ

قربانی کئی قسم کی ہے۔ ا غنی اور فقیر دونوں پر واجب، ۲ فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو، ۳ غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو۔ دونوں پر واجب ہو اوس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی یہ کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو قربانی کرنا ہے۔ فقیر پر واجب ہو غنی پر نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اوس پر واجب نہ ہوتی۔ غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہو نہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکریہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کے اِحیا میں (یعنی سنت ابراہیمی کو قائم رکھنے کے لیے) جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔(1)

مسئلہ ۱: مسافر پر قربانی واجب نہیں اگر مسافر نے قربانی کی یہ تطوع (نفل) ہے اور فقیر نے اگر نہ منت مانی ہو نہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو اوس کا قربانی کرنا بھی تطوع ہے۔(2)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۹۱، ۲۹۲.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قربانی واجب ہونے کے لئے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصل حاجتوں کے علاوہ ۵۶ روپیہ (یعنی نصاب) کے مال کا مالک ہو، چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت، کاشتکار کے ہل بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو، ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی والا آدمی قربانی کے دن ۵۶ روپیہ (یعنی نصاب) کا مالک نہ ہو، یہ صورت خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اس وقت وہ فقیر ہے تو ضرور اس پر قربانی نہ ہوگی، اور جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے، واللہ تعالی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۹۱.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فقیر اگر بہ نیت خریدے اس پر خاص اس جانور کی قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ اگر جانور اس کی مالک میں تھا اور قربانی کی نیت کرلی یا خریدا، مگر خریدتے وقت نیت قربانی نہ تھی، تو اس پر وجوب نہ ہوگا، غنی پر ایک اضحیہ خود واجب ہے۔ اور اگر اور نذر بصیغہ نذر کرے گا تو وہ بھی واجب ہوگا۔ اس عبارت میں بھی یہی ہے کہ واجب بالنذر ہوجائے گا یعنی نذر کیے سے واجب ہوگا نہ کہ غنی پر مجرد خریداری سے،

درمختار میں ہے:

مسئلہ ۲: بکری کا مالک تھا اور اوس کی قربانی کی نیت کرلی یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہ تھی بعد میں نیت کرلی تو اس نیت سے قربانی واجب نہیں ہوگی۔(3)

مسئلہ ۳: قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ ۱ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، ۲ اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، ۳ تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ

تصدق بها ناذر وفقير شراها لو جوبها عليه بذلك (ملخصا)۱؎

نذر والا اور فقیر جس نے قربانی کی نیت سے خریدا تھا، یہ صدقہ کریں گے کیونکہ نذر اور خریدنے کی بنا پر ان پر واجب ہوگیا تھا (ملخصا)۔(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۳۲)

ردالمحتار میں ہے:

فلو كانت في ملكه فنوى ان يضحي بها، او اشتراها، ولم ينو الاضحية وقت الشراء ثم نوى بعد ذلك لا يجب، لان النية لم تقارن الشراء فلا تعتبر، بدائع ۲؎

اگر بکری اپنی ملک میں تھی تو نیت کرلی کہ اس کی قربانی کرے گا یا خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ کی ہو پھر بعد میں قربانی کی نیت کی تو اس سے اس پر قربانی واجب نہ ہوگی کیونکہ خریدتے وقت ساتھ نیت نہ کی لہذا بعد کی نیت معتبر نہ ہوگی، بدائع (ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الاضحیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۰۴)

درمختار میں ہے:

لو ماتت فعلى الغني غيرها لا الفقير، ولو ضلت او سرقت فشرى اخرى فظهرت فعلى الغني احدهما وعلى الفقير كلاهما شمني ۳؎

اگر مرجائے تو غنی پر دوسری واجب ہے فقیر پر نہیں، اور اگر گم ہوجائے یا چوری ہوجائے تو دوسری خریدی اور پہلی مل گئی تو غنی پر ایک ہی لازم ہوگی جبکہ فقیر پر دونوں کی قربانی واجب ہوگی شمنی (ت) (۳؎ درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۳۳)

جو شہر نہ ہو اس میں نہ نماز جمعہ ہے نہ نماز عید، سو دو سو کی آبادی کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ اس میں متعدد محلے ہوں، دائم بازار ہوں، وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں، اس میں فصل مقدمات پر کوئی حاکم مقرر ہو وہ شہر ہے جہاں ایسا نہیں صبح سے قربانی جائز ہے۔

هو الصحيح الذي على المحققون كما في الغنية

(وہی صحیح ہے جس پر محقق حضرات ہیں، جیسا کہ غنیۃ میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) المرجع السابق، ص ۲۹۱.

غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادات مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(4)

مسئلہ ۴: مسافر پر اگرچہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں اون پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔(5)

---

(4) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۳، وغیرہ۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اضحیہ ضحوٌ سے بنا، بمعنی دن چڑھنا اسی لیے نماز چاشت کو ضحی کہا جاتا ہے، چونکہ قربانی بقرعید کے دن شہروں میں قریبًا دوپہر ہی کو ہوتی ہے اس لیے اسے اضحیہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع اضاحی بھی ہے اور ضحایا بھی۔ قربانی صرف بقرعید کے دنوں میں بہ نیت عبادت جانور ذبح کرنے کا نام ہے حج کے ذبیحے خواہ ہدی ہو یا قران وتمتع کا خون یا حج کے جرموں کا کفارہ ان میں سے کوئی قربانی نہیں کیونکہ حاجی مسافر ہوتے ہیں اور مسافر پر قربانی نہیں اسی لیے ان ذبیحوں کے نام ہی علیحدہ ہیں: دم قران، دم تمتع، دم جنایت، ہدی وغیرہ، شریعت میں انہیں اضحیہ کہیں نہیں کہا گیا، نیز وہ تمام جانور صرف حرم شریف میں ہی ذبح ہوسکتے ہیں، اور قربانی ہر جگہ حنفیوں کے نزدیک ہر مسلمان آزاد، مالدار مقیم پر قربانی واجب ہے، بعض اماموں کے ہاں سنت مؤکدہ ہے، امام صاحب کے ہاں غنی پر واجب ہے، فقیر پر سنت، مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" یعنی آپ نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اِنْحَرْ صیغۂ امر ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کی، نیز قربانی نہ کرنے والوں پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ قربانی واجب ہے، اس زمانہ کے بعض بے دین ہندو نواز مسلمان ہزار حیلہ بہانوں سے پاکستان میں قربانی روکنا چاہتے ہیں کبھی کہتے ہیں قربانی صرف مکہ میں ہے، حالانکہ رب نے فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" ۔ نماز مکہ سے خاص نہیں تو قربانی مکہ معظمہ سے خاص کیوں ہوگی، کبھی کہتے ہیں کہ اس میں قوم کا پیسہ بہت برباد ہوتا ہے یہ رقم کالجوں، اسکولوں پر خرچ کی جائے، یعنی سینما، شادی بیاہ کی حرام رسوم، پان سگریٹ کے شوق قوم کو برباد نہیں کرتے قربانی کرتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ بے دین آئندہ اسی بہانہ سے حج بھی بند کرنے لگیں گے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ بھارت کی حکومت گائے کی قربانی بند کرچکی ہے۔ اب اس کا منشاء یہ ہے کہ اصل قربانی جو شعار اسلامی ہے ختم کردیا جائے، پھر نماز واذان بند کرنے کی باری آئے گی مگر اپنی بدنامی کے خوف سے اس نے یہ مسئلہ اپنے زرخرید پٹھوؤں کے ذریعہ پاکستان میں اٹھوایا تاکہ اگر یہاں بند ہوجائے تو وہاں آسانی سے بند ہوسکے مگر ان شاء اللہ تعالیٰ دین مصطفوی کا چراغ ہمیشہ روشن رہے گا۔

مسئلہ ۵: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اوس کے کسی حصہ میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے اوس پر قربانی واجب ہے جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہوگیا اوس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگئی یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مالدار ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔(6)

مسئلہ ۶: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن اون مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا ناجائز ہے۔(7)

مسئلہ ۷: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اوس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔(8)

مسئلہ ۸: اوس شخص پر دَین ہے اور اوس کے اموال سے دَین کی مقدار مجرا کی جائے (کٹوتی کی جائے) تو نصاب نہیں باقی رہتی اوس پر قربانی واجب نہیں اور اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور ایامِ قربانی (یعنی دس، گیارہ، بارہ (۱۲،۱۱،۱۰) ذوالحجہ) گزرنے کے بعد وہ مال اوسے وصول ہوگا تو قربانی واجب نہیں۔(9)

مسئلہ ۹: ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے سال پورا ہوا اور ان میں سے پانچ درہم زکوۃ میں دیے ایک سو پچانوے باقی رہے اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے اور اگر اپنے ضروریات میں پانچ درہم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔(10)

مسئلہ ۱۰: مالک نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی

دیکھو مروان کی کوشش سے خطبہ عید نماز سے پہلے نہ ہوسکا۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲،ص۱۸۷)

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵،ص۲۹۳۔

(7) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹،ص۵۲۰۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵،ص۲۹۲، وغیرہ۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵،ص۲۹۲۔

(10) المرجع السابق

اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اوس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۱: عورت کا مَہر شوہر کے ذمہ باقی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اس مَہر کی وجہ سے عورت کو مالک نصاب نہیں مانا جائے گا اگرچہ مَہر معجّل ہو اور اگر عورت کے پاس اس کے سوا بقدر نصاب مال نہیں ہے تو عورت پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔(12)

مسئلہ ۱۲: کسی کے پاس دوسو درہم کی قیمت کا مصحف شریف (قرآن مجید) ہے اگر وہ اوسے دیکھ کر اچھی طرح تلاوت کرسکتا ہے تو اوس پر قربانی واجب نہیں چاہے اوس میں تلاوت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اگر اچھی طرح اوسے دیکھ کر تلاوت نہ کرسکتا ہو تو واجب ہے۔ کتابوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اوس کے کام کی ہیں تو قربانی واجب نہیں ورنہ ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان جاڑے کے لیے (سردی یعنی موسم سرما کے لیے) اور ایک گرمی کے لیے یہ حاجت میں داخل ہے ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے اسی طرح گرمی جاڑے کے بچھونے حاجت میں داخل ہیں اور تیسرا بچھونا جو حاجت سے زائد ہے اوس کا اعتبار ہوگا۔ غازی کے لیے دو گھوڑے حاجت میں ہیں تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ غازی کی حاجت میں داخل ہیں ہاں اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔ گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے اور دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔ گھر میں پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ وعید اور دوسرے موقعوں پر پہن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور ان تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو اون سے اجازت حاصل کرے بغیر اون کے کہے اگر کر دی تو اون کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر کر دینا بہتر ہے۔(15)

---

(11) المرجع السابق۔

(12) المرجع السابق۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۹۲، ۲۹۳۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۹۳۔

و ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۰۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا... إلخ، ج۵، ص۲۹۳۔

مسئلہ ۱۵: قربانی کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ جو قربانی واجب ہے کر لینے سے بری الذمہ ہو گیا اور اچھی نیت سے کی ہے ریا وغیرہ کی مداخلت نہیں تو اللہ (عزوجل) کے فضل سے امید ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملے۔(16)

مسئلہ ۱۶: یہ ضرور نہیں کہ دسویں ہی کو قربانی کر ڈالے اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وقت میں جب چاہے کرے لہذا اگر ابتدائے وقت میں اس کا اہل نہ تھا وجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے اور آخر وقت میں اہل ہو گیا یعنی وجوب کے شرائط پائے گئے تو اوس پر واجب ہوگئی اور اگر ابتدائے وقت میں واجب تھی اور ابھی کی نہیں اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے تو واجب نہ رہی۔(17)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص فقیر تھا مگر اوس نے قربانی کر ڈالی اس کے بعد ابھی وقت قربانی کا باقی تھا کہ غنی ہو گیا تو اوس کو پھر قربانی کرنی چاہیے کہ پہلے جو کی تھی وہ واجب نہ تھی اور اب واجب ہے بعض علماء نے فرمایا کہ وہ پہلی قربانی کافی ہے اور اگر باوجود مالک نصاب ہونے کے اوس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہو گیا تو اوس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔ اور اگر مالک نصاب بغیر قربانی کیے ہوئے انھیں دنوں میں مر گیا تو اوس کی قربانی ساقط ہوگئی۔(18)

مسئلہ ۱۸: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی مثلاً بجائے قربانی اوس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی یہ ناکافی ہے اس میں نیابت ہوسکتی ہے یعنی خود کرنا ضرور نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اوس نے کر دی یہ ہوسکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: جب قربانی کے شرائط مذکورہ پائے جائیں تو بکری کا ذبح کرنا یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوسکتا بلکہ اونٹ یا گائے کے شرکا میں اگر کسی شریک کا ساتویں حصہ سے کم ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی یعنی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ ہے اوس کی بھی قربانی نہیں ہوئی۔ گائے یا اونٹ میں ساتویں حصہ سے زیادہ کی قربانی ہوسکتی ہے۔ مثلاً گائے کو چھ یا پانچ یا چار شخصوں کی طرف سے قربانی کریں ہوسکتا ہے اور یہ ضرور نہیں کہ سب شرکا کے حصے برابر ہوں بلکہ کم و بیش بھی ہوسکتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جس کا حصہ کم ہے تو ساتویں

---

(16) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۱، وغیرہ۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۹۳۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۹۳۔

والدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۵۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا۔۔۔ إلخ، ج۵، ص۲۹۳، ۲۹۴۔

حصہ سے کم نہ ہو۔(20)

مسئلہ ۲۰: سات شخصوں نے پانچ گایوں کی قربانی کی یہ جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر شخص کا ساتواں حصہ ہوا اور آٹھ شخصوں نے پانچ یا چھ گایوں میں بحصہ مساوی شرکت کی یہ ناجائز ہے کہ ہر گائے میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے کم ہے۔ سات بکریوں کی سات شخصوں نے شریک ہو کر قربانی کی یعنی ہر ایک کا ہر بکری میں ساتواں حصہ ہے استحساناً قربانی ہو جائے گی یعنی ہر ایک کی ایک ایک بکری پوری قرار دی جائے گی۔ یوہیں دو شخصوں نے دو بکریوں میں شرکت کر کے قربانی کی تو بطور استحسان ہر ایک کی قربانی ہو جائے گی۔(21)

مسئلہ ۲۱: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے گا کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۲: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن، دو راتیں اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں لہٰذا بیچ کے دو دن ایام نحر و ایام تشریق دونوں ہیں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم النحر ہے اور پچھلا دن یعنی تیرہویں ذی الحجہ صرف یوم التشریق ہے۔(23)

مسئلہ ۲۳: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔(24)

مسئلہ ۲۴: پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب میں افضل ہے پھر گیارہویں اور پچھلا دن یعنی بارہویں سب میں کم درجہ ہے اور اگر تاریخوں میں شک ہو یعنی تیس کا چاند مانا گیا ہے اور اونتیس کے ہونے کا بھی شبہہ ہے مثلاً گمان تھا کہ اونتیس کا چاند ہوگا مگر ابر وغیرہ کی وجہ سے نہ دکھا یا شہادتیں گزریں مگر کسی وجہ سے قبول نہ ہوئیں ایسی حالت میں دسویں

---

(20) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۱۔۵۲۵۔

(21) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۵۔

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۷۔

(23) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۰ و ۵۲۷۔۵۲۹، وغیرہ۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵۔

کے متعلق یہ شبہہ ہے کہ شاید آج گیارہویں ہوتو بہتر یہ ہے کہ قربانی کو بارہویں تک مؤخر نہ کرے یعنی بارہویں سے پہلے کرڈالے کیونکہ بارہویں کے متعلق تیرہویں تاریخ ہونے کا شبہہ ہوگا تو یہ شبہہ ہوگا کہ وقت سے بعد میں ہوئی اور اس صورت میں اگر بارہویں کو قربانی کی جس کے متعلق تیرہویں ہونے کا شبہہ ہےتو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت صدقہ کر ڈالے بلکہ ذبح کی ہوئی بکری اور زندہ بکری میں قیمت کا تفاوت ہو کہ زندہ کی قیمت کچھ زائد ہوتو اس زیادتی کو بھی صدقہ کردے۔(25)

مسئلہ ۲۵: ایام نحر میں قربانی کرنا اوتنی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا تطوع محض ہے(یعنی نفلی عبادت ہے)لہٰذا قربانی افضل ہوئی۔(26) اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔(یعنی واجب ادا نہیں ہوسکتا)

مسئلہ ۲۶: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو چکے لہٰذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہوسکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہوچکنے کے بعد قربانی کی جائے۔(27) یعنی نماز ہوچکی ہے اور ابھی خطبہ نہیں ہوا ہے اس صورت میں قربانی ہوجائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: یہ جو شہر و دیہات کا فرق بتایا گیا یہ مقام قربانی کے لحاظ سے ہے قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں یعنی دیہات میں قربانی ہوتو وہ وقت ہے اگر چہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو اور شہر میں ہوتو نماز کے بعد ہو اگر چہ جس کی طرف سے قربانی ہے وہ دیہات میں ہو لہٰذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہوجائے تو جانور دیہات میں بھیج دے۔(28)

مسئلہ ۲۸: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہوتو پہلی جگہ نماز ہوچکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ عیدگاہ میں نماز ہوجائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہوسکتی ہے۔(29)

---

(25) المرجع السابق۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵۔

(28) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۹۔

(29) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۷، ۵۲۸۔

مسئلہ ۲۹: دسویں کو اگر عید کی نماز نہیں ہوئی تو قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ وقت نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے اب قربانی ہوسکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن نماز عید سے قبل ہوسکتی ہے۔(30)

مسئلہ ۳۰: منیٰ میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے طلوع فجر کے بعد سے کرسکتا ہے اوس کے لیے وہی حکم ہے جو دیہات کا ہے کسی شہر میں اگر فتنہ کی وجہ سے نماز عید نہ ہوتو وہاں دسویں کی طلوع فجر کے بعد قربانی ہوسکتی ہے۔(31)

مسئلہ ۳۱: امام ابھی نماز ہی میں ہے اور کسی نے جانور ذبح کرلیا اگر چہ امام قعدہ میں ہو اور بقدر تشہد بیٹھ چکا ہو مگر ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو قربانی نہیں ہوئی اور اگر امام نے ایک طرف سلام پھیرلیا ہے دوسری طرف باقی تھا کہ اس نے ذبح کردیا قربانی ہوگئی اور بہتر یہ ہے کہ خطبہ سے جب امام فارغ ہوجائے اوس وقت قربانی کی جائے۔(32)

مسئلہ ۳۲: امام نے نماز پڑھ لی اس کے بعد قربانی ہوئی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو نماز پڑھادی تو نماز کا اعادہ کیا جائے قربانی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۳: یہ گمان تھا کہ آج عرفہ کا دن (یعنی نویں ذی الحجہ کا دن) ہے اور کسی نے زوال آفتاب کے بعد قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ عرفہ کا دن نہ تھا بلکہ دسویں تاریخ تھی تو قربانی جائز ہوگئی۔ یوہیں اگر دسویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ وہ دسویں نہ تھی بلکہ گیارہویں تھی تو اس کی بھی قربانی جائز ہوگئی۔(34)

مسئلہ ۳۴: نویں کے متعلق کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ دسویں ہے اس بنا پر اوسی روز نماز پڑھ کر قربانی کی پھر معلوم ہوا کہ گواہی غلط تھی وہ نویں تاریخ تھی تو نماز بھی ہوگئی اور قربانی بھی۔(35)

مسئلہ ۳۵: ایام نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اوس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی پھر اگر اوس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کے قربانی کی منت مان لی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر بہر صورت اوسی معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے اوس میں سے کچھ نہ کھائے

---

(30) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۰۔

(31) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۸، ۵۳۰۔

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵۔

(33) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۹۔

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵۔

(35) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۰۔

اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اوس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اوسے بھی صدقہ کرے اور فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے چونکہ اس پر بھی اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے لہٰذا اس جانور کو زندہ صدقہ کردے اور اگر ذبح کرڈالا تو وہی حکم ہے جو منت میں مذکور ہوا۔ یہ حکم اوسی صورت میں ہے کہ قربانی ہی کے لیے خریدا ہو اور اگر اوس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اوس نے اوس کے قربانی کرنے کی نیت کرلی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اوس پر قربانی واجب نہ ہوئی۔ اور غنی نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کردے اور ذبح کرڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور خریدا نہ ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے۔(36)

مسئلہ ۳۶: قربانی کے دن گزر گئے اور اوس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اوس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرلے یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اوس کی قیمت صدقہ کرے۔(37)

مسئلہ ۳۷: جس جانور کی قربانی واجب تھی ایامِ نحر گزرنے کے بعد اوسے بیچ ڈالا تو ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(38)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اوس کی طرف سے قربانی کردی جائے اور یہ نہیں بتایا کہ گائے یا بکری کس جانور کی قربانی کی جائے اور نہ قیمت بیان کی کہ اتنے کا جانور خرید کر قربانی کی جائے یہ وصیت جائز ہے اور بکری قربان کردینے سے وصیت پوری ہوگئی اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری طرف سے قربانی کردینا اور گائے یا بکری کا تعین نہ کیا اور قیمت بھی بیان نہیں کی تو یہ توکیل صحیح نہیں۔(39)

مسئلہ ۳۹: قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کریگا یا بکری کی تو منت صحیح ہے بکری کی قربانی کردینا کافی ہے اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کردینے سے بھی منت پوری ہوجائے گی منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اوس کی قیمت صدقہ

---

(36) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۱.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان، ج۵، ص۲۹۶.

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان، ج۵، ص۲۹۶،۲۹۷.

(38) المرجع السابق، ص۲۹۷.

(39) المرجع السابق.

کرے۔(40)

❁❁❁❁❁

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثانی فی وجوب الاضحیۃ...إلخ، ج۵، ص۲۹۵.

قربانی کے جانور کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ ۱ اونٹ ۲ گائے ۳ بکری ہر قسم میں اوس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نر اور مادہ، خصی (وہ جانور جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں) اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔(1)

مسئلہ ۲: وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اوس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہے تو ناجائز۔(2)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اوس کی قربانی جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۴: بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کی برابر ہو تو بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور مقدار بھی ایک ہی ہو تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے اور اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے اور مینڈھا بھیڑ سے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے جبکہ دونوں کی ایک قیمت ہو اور دونوں میں گوشت برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا بکری سے افضل ہے اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔(4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ج۵، ص۲۹۷، وغیرہ۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ج۵، ص۲۹۷۔

(3) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۳۔

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۴۔

مسئلہ ۵: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اوس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور مینگ تک (یعنی جڑ تک) ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ جس جانور میں جنوں ہے اگر اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اوس کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔ خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہیں یا مجبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔ اتنا بوڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اوترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارشتی جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ فربہ (موٹا، صحت مند) ہو اور اتنا لاغر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا تو قربانی جائز نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو اور لنگڑا جو قربان گاہ تک (ذبح کرنے کی جگہ تک) اپنے پاؤں سے نہ جا سکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا چکی (دنبے کی گول چپٹی دم) کٹے ہوں یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے اور اگر کان یا دم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اوس کی ناجائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اوس کی جائز ہے۔ جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی اوس کی بھی قربانی ناجائز ہے اگر دونوں آنکھوں کی روشنی کم ہو تو اس کا پہچاننا آسان ہے اور صرف ایک آنکھ کی کم ہو تو اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ایک دو دن بھوکا رکھا جائے پھر اوس آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے جس کی روشنی کم ہے اور اچھی آنکھ کھلی رکھی جائے اور اتنی دور چارہ رکھیں جس کو جانور نہ دیکھے پھر چارہ کو نزدیک لاتے جائیں جس جگہ وہ چارے کو دیکھنے لگے وہاں نشان رکھ دیں پھر اچھی آنکھ پر پٹی باندھ دیں اور دوسری کھول دیں اور چارہ کو قریب کرتے جائیں جس جگہ اس آنکھ سے دیکھ لے یہاں بھی نشان کر دیں پھر دونوں جگہوں کی پیمائش کریں اگر یہ جگہ اوس پہلی جگہ کی تہائی ہے تو معلوم ہوا کہ تہائی روشنی کم ہے اور اگر نصف ہے تو معلوم ہوا کہ بہ نسبت اچھی آنکھ کی اس کی روشنی آدھی ہے۔ (6)

---

(5) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص۲۹۷۔

(6) الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج۲، ص۳۵۸۔

والدر المختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۵۔۵۳۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص۲۹۷۔۲۹۸۔

مسئلہ ۷: جس کے دانت نہ ہوں (7) یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اوس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اوس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلاّلہ جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔(8)

مسئلہ ۸: بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اوس کی قربانی ناجائز ہے۔(9)

مسئلہ ۹: جانور کو جس وقت خریدا تھا اوس وقت اوس میں ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہو گیا تو اگر وہ شخص مالک نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالک نصاب نہیں ہے تو اوسی کی قربانی کر لے یہ اوس وقت ہے کہ اوس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اوس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی کروں گا اور منت پوری کرنے کے لیے بکری خریدی اوس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہو گیا اس صورت میں فقیر کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔(10)

مسئلہ ۱۰: فقیر نے جس وقت جانور خریدا تھا اوسی وقت اوس میں ایسا عیب تھا جس سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور وہ عیب قربانی کے وقت تک باقی رہا تو اس کی قربانی کر سکتا ہے اور غنی عیب دار خریدے اور عیب دار ہی کی قربانی کرے تو ناجائز ہے اور اگر عیبی جانور کو خریدا تھا اور بعد میں اوس کا عیب جاتا رہا تو غنی اور فقیر دونوں کے لیے اوس کی قربانی جائز ہے مثلاً ایسا لاغر جانور خریدا جس کی قربانی ناجائز ہے اور اوس کے یہاں وہ فربہ ہو گیا تو غنی بھی اس کی قربانی کر سکتا ہے۔(11)

---

(7) یعنی ایسا جانور جو گھاس کھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، ہاں البتہ اگر گھاس کھانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے جیسا کہ بحر الرائق، ج۸، ص ۳۲۳، الھدایۃ، ج ۲، ص ۳۵۹، تبیین الحقائق، ج۶، ص ۴۸۱، الفتاوی الخانیۃ، ج ۲، ص ۳۳۴، الفتاوی الھندیۃ، ج ۵، ص ۲۹۸ پر مذکور ہے...

(8) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص ۵۳۷۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص ۲۹۸، ۲۹۹۔

(10) الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج ۲، ص ۳۵۹۔

ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص ۵۳۹۔

(11) الدر المختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص ۵۳۹۔

مسئلہ ۱۱: قربانی کرتے وقت جانور اوچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہو جائے گی اور اگر اوچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہو گیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ لایا گیا اور ذبح کر دیا گیا جب بھی قربانی ہو جائے گی۔ (12)

مسئلہ ۱۲: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اوس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔ (13) مگر غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اوتنی رقم صدقہ کرے ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ تصدق (صدقہ کرنا) واجب نہ رہا۔ (14)

(12) المرجع السابق۔

(13) الدر المختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۹۔

(14) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۳۹۔

قربانی کے جانور میں شرکت

مسئلہ ۱۳: سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اوس کی طرف سے قربانی کرو اونھوں نے کرلی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثہ ان شرکا نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔(1)

مسئلہ ۱۴: گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔(2)

مسئلہ ۱۵: شرکا میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اوس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہوسکتی ان لوگوں کی یہ قربانی تطوّع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کردیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہے وہ بھی گوشت صدقہ کردے۔(3)

مسئلہ ۱۶: قربانی کے سب شرکا کی نیت تقرّب ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا مقصود ہو) اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا ارادہ گوشت نہ ہو اور یہ ضرور نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں وہ تقرب سب پر واجب ہو یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو ہر صورت میں قربانی جائز ہے مثلاً دَمِ اِحصار اور احرام میں شکار کرنے کی جزا اور سر منڈانے کی وجہ سے دَم واجب ہوا ہو اور تمتع وقران کا دَم (4) کہ ان سب کے ساتھ قربانی کی شرکت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح قربانی اور عقیقہ کی بھی شرکت ہوسکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔(5)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج۲، ص۳۶۰۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۰۔

(3) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۰۔

(4) یعنی حج تمتع و حج قران کا دم، تفصیل کے لیے بہار شریعت، ج۱، حصہ ۶ ملاحظہ فرمائیں۔

(5) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۰۔

مسئلہ ۱۷: تین شخصوں نے قربانی کے جانور خریدے ایک نے دس کا دوسرے نے بیس کا تیسرے نے تیس کا اور ہر ایک نے جتنے میں خریدا ہے اوس کی واجبی قیمت بھی اوتنی ہی ہے یہ تینوں جانور مل گئے یہ پتا نہیں چلتا کہ کس کا کون ہے تینوں نے یہ اتفاق کرلیا کہ ایک ایک جانور ہر شخص قربانی کرے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سب کی قربانیاں ہوگئیں مگر جس نے تیس میں خریدا تھا وہ بیس روپے خیرات کرے کیوں کہ ممکن ہے کہ دس والے کو اوس نے قربانی کیا ہو اور جس نے بیس میں خریدا تھا وہ دس روپے خیرات کرے اور جس نے دس میں خریدا تھا اوس پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو ذبح کرنے کی اجازت دے دی تو قربانی ہو جائے گی اور اوس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔(6)

❁❁❁❁❁

قربانی کے بعض مستحبات

مسئلہ ۱۸: مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوبصورت اور بڑا ہو اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر سینگ والا مینڈھا چت کبرا ہو (یعنی سفید و سیاہ رنگ والا ہو) جس کے خصیے کوٹ کر خصی کر دیا ہو کہ حدیث میں ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسے مینڈھے کی قربانی کی۔(1)

مسئلہ ۱۹: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے اور ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے اوس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ جائے اوس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اوتاریں اور بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر اچھی طرح نہ جانتا ہو تو دوسرے کو حکم دے وہ ذبح کرے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ وقت قربانی حاضر ہو حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کہ اوس کے خون کے پہلے ہی قطرہ میں جو کچھ گناہ کیے ہیں سب کی مغفرت ہو جائے گی اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) یہ آپ کی آل کے لیے خاص ہے یا آپ کی آل کے لیے بھی ہے اور عامہ مسلمین کے لیے بھی فرمایا کہ میری آل کے لیے خاص بھی ہے اور تمام مسلمین کے لیے عام بھی ہے۔(2)

مسئلہ ۲۰: قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرانا چاہیے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کرا دیا تو قربانی نہیں ہوئی بلکہ یہ جانور حرام و مردار ہے اور کتابی سے قربانی کا جانور ذبح کرانا مکروہ ہے کہ قربانی سے مقصود تَقَرُّب اِلَی اللہ ہے (یعنی اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنا ہے) اس میں کافر سے مدد نہ لی جائے بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک اس صورت میں بھی قربانی نہیں ہوگی مگر ہمارا مذہب وہی پہلا ہے کہ قربانی ہو جائے گی اور مکروہ ہے۔(3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص۳۰۰۔
وسنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا، الحدیث:۲۷۹۵، ج۳، ص۱۲۶۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص۳۰۰۔
وتبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۷۔
وحاشیۃ الشلبیۃ ھامش علی تبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۷۔

(3) تبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۷۔
وحاشیۃ الشلبیۃ ھامش علی تبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۷۔

قربانی کا گوشت و پوست وغیرہ کیا کرے

مسئلہ ۲۱: قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اوس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کے لیے اور ایک حصہ دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔ اور کل کو صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لیے رکھ لینا بھی جائز ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے اگر اوس شخص کے اہل و عیال بہت ہوں اور صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں ہی کے لیے رکھ چھوڑے۔(1)

مسئلہ ۲۲: قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

مسئلہ ۲۳: قربانی اگر منت کی ہے تو اوس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۲۴: میت کی طرف سے قربانی کی تو اوس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے دوست احباب کو دے فقیروں کو دے یہ ضرور نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے کیوں کہ گوشت اس کی مِلک ہے یہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔(3)

مسئلہ ۲۵: قربانی کا چمڑا اور اوس کی جھول (قربانی کے جانوروں پر ڈالنے والا کپڑا) اور رسّی اور اوس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی اوس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لا سکتا ہے مثلاً اوس کی جانماز بنائے، چلنی (آٹا وغیرہ چھاننے کا آلہ، چھلنی)، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔(4) چمڑے کا ڈول بنایا تو

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ج۵، ص۳۰۰.

(2) تبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۶.

(3) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۲.

(4) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۳.

سے اپنے کام میں لائے اُجرت پر نہ دے اور اگر اُجرت پر دے دیا تو اس اُجرت کو صدقہ کرے۔(5)

مسئلہ ۲۶: قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اوس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب، ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اوس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کردے۔(6)

مسئلہ ۲۷: اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اوس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کریگا بلکہ اس لیے کہ اوسے صدقہ کردے گا تو جائز ہے۔(7) جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اوسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اوسے بیچ کر دام ان فقرا پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بیچنا ہے۔

مسئلہ ۲۸: گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے کہ اس کو اگر ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو صدقہ کردے۔(8)

مسئلہ ۲۹: قربانی کی چربی اور اوس کی سِری، پائے اور اون اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا وہی حکم ہے کہ اگر ایسی چیز اس کے عوض میں لی جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کریگا تو اوس کو صدقہ کردے۔(9)

مسئلہ ۳۰: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔(10)

مسئلہ ۳۱: قصاب کو اُجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمانوں کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اُجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔

مسئلہ ۳۲: بھیڑ کے کسی جگہ کے بال نشانی کے لیے کاٹ لیے ہیں ان بالوں کو پھینک دینا یا کسی کو ہبہ کر دینا

---

(5) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹،ص ۵۴۴.

(6) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹،ص ۵۴۳.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان ما یستحب... إلخ، ج۵،ص ۳۰۱.

(8) الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج۲،ص ۳۶۰.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان ما یستحب... إلخ، ج۵،ص ۳۰۱.

(10) الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج۲،ص ۳۶۱.

ناجائز ہے بلکہ انھیں صدقہ کرے۔(11)

❁❁❁❁❁

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان ما یستحب... إلخ، ج۵، ص۳۰۱.

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا منع ہے

مسئلہ ۳۳: ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لیے کاٹ لینا یا اوس کا دودھ دوہنا مکروہ و ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اوس پر کوئی چیز لادنا یا اوس کو اُجرت پر دینا غرض اوس سے منافع حاصل کرنا منع ہے اگر اوس نے اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اوسے صدقہ کر دے اور اُجرت پر جانور کو دیا ہے تو اُجرت کو صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اوس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اوتنی مقدار میں صدقہ کرے۔(1)

مسئلہ ۳۴: جانور دودھ والا ہے تو اوس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے کہ دودھ خشک ہو جائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کرے۔(2)

مسئلہ ۳۵: جانور ذبح ہوگیا تو اب اوس کے بال کو اپنے کام کے لیے کاٹ سکتا ہے اور اگر اوس کے تھن میں دودھ ہے تو دوہ سکتا ہے کہ جو مقصود تھا وہ پورا ہوگیا اب یہ اس کی مِلک ہے اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۳۶: قربانی کے لیے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اوس کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اوس کا ثمن صدقہ کر دے اور اگر نہ ذبح کیا نہ بیع کیا اور ایام نحر (قربانی کے دن یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کے دن) گزر گئے تو اوس کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر کچھ نہ کیا اور بچہ اوس کے یہاں رہا اور قربانی کا زمانہ آگیا یہ چاہتا ہے کہ اس سال کی قربانی میں اسی کو ذبح کرے یہ نہیں کرسکتا اور اگر قربانی اسی کی کر دی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ قربانی نہیں ہوئی اور وہ بچہ ذبح کیا ہوا صدقہ کر دے بلکہ ذبح سے جو کچھ اوس کی قیمت میں کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔(4)

مسئلہ ۳۷: قربانی کی اور اوس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دے اور اسے صرف میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے مردار ہے۔

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹،ص۵۴۴۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان ما یستحب... إلخ، ج۵،ص۳۰۱۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان ما یستحب... إلخ، ج۵،ص۳۰۱۔۳۰۲۔

دوسرے کے قربانی کے جانور کو بلا اِجازت ذبح کر دیا

مسئلہ ۳۸: دوشخصوں نے غلطی سے یہ کیا کہ ہرایک نے دوسرے کی قربانی کی بکری ذبح کر دی یعنی ہر ایک نے دوسرے کی بکری کو اپنی سمجھ کر قربانی کر دیا تو بکری جس کی تھی اوسی کی قربانی ہوئی اور چونکہ دونوں نے ایسا کیا لہٰذا دونوں کی قربانیاں ہوگئیں اور اس صورت میں کسی پر تاوان نہیں بلکہ ہرایک اپنی اپنی بکری ذبح شدہ لے لے اور فرض کرو کہ ہر ایک کو اپنی غلطی اوس وقت معلوم ہوئی جب اوس بکری کو صرف کر چکا تو چونکہ ہرایک نے دوسرے کی بکری کھا ڈالی لہٰذا ہرایک دوسرے سے معاف کرالے اور اگر معافی پر راضی نہ ہوں تو چونکہ ہرایک نے دوسرے کی قربانی کا گوشت بلا اجازت کھا ڈالا گوشت کی قیمت کا تاوان لے لے اس تاوان کو صدقہ کرے کہ قربانی کے گوشت کے معاوضہ کا یہی حکم ہے۔ یہ تمام باتیں اوس وقت ہیں کہ ہرایک دوسرے کے اس فعل پر کہ اوس نے اس کی بکری ذبح کر ڈالی راضی ہو تو جس کی بکری تھی اوسی کی قربانی ہوئی اور اگر راضی نہ ہو تو بکری کی قیمت کا تاوان لے گا اور اس صورت میں جس نے ذبح کی اوس کی قربانی ہوئی یعنی بکری کا جب تاوان لیا تو بکری ذابح کی (ذبح کرنے والے کی) ہوگئی اور اسی کی جانب سے قربانی ہوئی اور گوشت کا بھی یہی مالک ہوا۔(1)

مسئلہ ۳۹: دوسرے کی قربانی کی بکری بغیر اوس کی اجازت کے قصداً ذبح کر دی اس کی دو صورتیں ہیں مالک کی طرف سے اس نے قربانی کی یا اپنی طرف سے، اگر مالک کی نیت سے قربانی کی تو اوس کی قربانی ہوگئی کہ وہ جانور قربانی کے لیے تھا اور قربان کر دیا گیا اس صورت میں مالک اوس سے تاوان نہیں لے سکتا اور اگر اوس نے اپنی طرف سے قربانی کی اور ذبح شدہ بکری کے لینے پر مالک راضی ہے تو قربانی مالک کی جانب سے ہوئی اور ذابح کی نیت کا اعتبار نہیں اور مالک اگر اس پر راضی نہیں بلکہ بکری کا تاوان لیتا ہے تو مالک کی قربانی نہیں ہوئی بلکہ ذابح کی ہوئی کہ تاوان دینے سے بکری کا مالک ہو گیا اور اوس کی اپنی قربانی ہوگئی۔(2)

مسئلہ ۴۰: اگر بکری قربانی کے لیے معین نہ ہو تو بغیر اجازت مالک اگر دوسرا شخص قربانی کر دے گا تو قربانی نہ ہوگی مثلاً ایک شخص نے پانچ بکریاں خریدی تھیں اور اوس کا یہ خیال تھا کہ ان میں سے ایک بکری کو قربانی کروں گا اور اون میں سے کسی ایک کو معیّن نہیں کیا تھا تو دوسرا شخص مالک کی جانب سے قربانی نہیں کر سکتا اگر کریگا تو تاوان لازم ہوگا ذبح

---

(1) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹،ص ۵۴۳۔۵۴۶۔

(2) المرجع السابق،ص ۵۴۶۔

بعد مالک اوس کی قربانی کی نیت کرے بیکار ہے یعنی اس صورت میں قربانی نہیں ہوئی۔(3)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی بکری غصب کرلی اور اوس کی قربانی کرلی اگر مالک نے زندہ بکری کا اوس شخص سے تاوان لے لیا تو قربانی ہوگئی مگر یہ شخص گنہگار ہے اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور اگر مالک نے تاوان نہیں لیا بلکہ ذبح کی ہوئی بکری لی اور ذبح کرنے سے جو کچھ کمی ہوئی اوس کا تاوان لیا تو قربانی نہیں ہوئی۔(4)

مسئلہ ۴۲: اپنی بکری دوسرے کی طرف سے ذبح کردی اوس کے حکم سے ایسا کیا یا بغیر حکم بہرصورت اوس کی قربانی نہیں کیونکہ اوس کی طرف سے قربانی اوس وقت ہوسکتی ہے جب اوس کی مِلک ہو۔(5)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص کے پاس کسی کی بکری امانت کے طور پر تھی امین نے قربانی کردی یہ قربانی صحیح نہیں نہ مالک کی طرف سے نہ امین کی طرف سے اگرچہ مالک نے امین سے اپنی بکری کا تاوان لیا ہو اسی طرح اگر کسی کا جانور اس کے پاس عاریت یا اجارہ کے طور پر (یعنی کرائے کے طور پر) ہے اور اس نے قربانی کردیا یہ قربانی جائز نہیں۔ مرہون کو (رہن رکھی ہوئی چیز کو) راہن نے (رہن رکھوانے والے نے) قربانی کیا تو ہوجائے گی کہ جانور اوس کی مِلک ہے اور مرتہن نے کیا تو اس میں اختلاف ہے۔(6)

مسئلہ ۴۴: مویشی خانہ کے جانور ایک مدت مقررہ کے بعد نیلام ہوجاتے ہیں اور بعض لوگ اوسے لے لیتے ہیں اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ یہ جانور اس کی مِلک نہیں۔

مسئلہ ۴۵: دو شخصوں کے مابین ایک جانور مشترک ہے(7) اوس کی قربانی نہیں ہوسکتی کہ مشترک مال میں دونوں کا حصہ ہے ایک کا حصہ دوسرے کے پاس امانت ہے اور اگر دو جانوروں میں دو شخص برابر کے شریک ہیں ہر ایک نے ایک ایک کی قربانی کردی دونوں کی قربانیاں ہوجائیں گی۔(8)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کے نو بال بچے ہیں اور ایک خود، اوس نے دس بکریوں کی قربانی کی اور یہ نیت نہیں کہ کس کی طرف سے کس بکری کی قربانی ہے مگر یہ نیت ضرور ہے کہ دسوں بکریاں ہم دسوں کی طرف سے ہیں یہ قربانی جائز ہے

---

(3) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۷۔

(4) المرجع السابق.

(5) حاشیۃ الشلبیۃ حاشیۃ علی تبیین الحقائق، کتاب الاضحیۃ، ج۶، ص۴۸۸۔

(6) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۷۔

(7) یہاں جانور سے مراد بکری یا اس جیسا جانور مراد ہے جس میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے۔

(8) ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۸۔

سب کی قربانیاں ہو جائیں گی۔(9)

مسئلہ ۴۷: اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اگر وہ نابالغ ہیں تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور بالغ ہیں اور سب لڑکوں نے کہہ دیا ہے تو سب کی طرف سے صحیح ہے اور اگر اونھوں نے کہا نہیں یا بعض نے نہیں کہا ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی۔(10)

مسئلہ ۴۸: بیع فاسد کے ذریعہ بکری خریدی اور قربانی کر دی یہ قربانی ہوگئی کہ بیع فاسد میں قبضہ کر لینے سے ملک ہو جاتی ہے اور بائع کو اختیار ہے اگر اوس نے زندہ بکری کی واجبی قیمت مشتری سے لے لی تو اب اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں اور اگر بائع نے ذبح کی ہوئی بکری لے لی تو قربانی کرنے والا اس ذبح کی ہوئی بکری کی قیمت صدقہ کرے۔(11)

مسئلہ ۴۹: ایک شخص نے دوسرے کو بکری ہبہ کر دی موہوب لہ (جسے بکری ہبہ کی گئی) نے اوس کی قربانی کر دی اس کے بعد واہب (ہبہ کرنے والا) اپنا ہبہ واپس لینا چاہتا ہے وہ واپس لے سکتا ہے اور موہوب لہ کی قربانی صحیح ہے اور اس کے ذمہ کچھ صدقہ کرنا بھی واجب نہیں۔(12)

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب...إلخ، ج۵، ص۳۰۰.

(10) المرجع السابق، الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر...إلخ، ج۵، ص۳۰۲.

(11) المرجع سابق

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر...إلخ، ج۵، ص۳۰۳.

متفرق مسائل

مسئلہ ۵۰: دوسرے سے قربانی ذبح کرائی ذبح کے بعد وہ یہ کہتا ہے میں نے قصداً بسم اللہ نہیں پڑھی اس کو اوس جانور کی قیمت دینی ہوگی پھر اگر قربانی کا وقت باقی ہے تو اس قیمت سے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اس کا گوشت صدقہ کرے خود نہ کھائے اور وقت باقی نہ ہو تو اس قیمت کو صدقہ کردے۔(1)

مسئلہ ۵۱: تین شخصوں نے تین بکریاں قربانی کے لیے خریدیں پھر یہ بکریاں مل گئیں پتا نہیں چلتا کہ کس کی کونسی بکری ہے اس صورت میں یہ کرنا چاہیے کہ ہر ایک دوسرے کو ذبح کرنے کا وکیل کردے سب کی قربانیاں ہو جائیں گی کہ اس نے اپنی بکری ذبح کی جب بھی جائز ہے اور دوسرے کی ذبح کی جب بھی جائز ہے کہ یہ اوس کا وکیل ہے۔(2)

مسئلہ ۵۲: دوسرے سے ذبح کرایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے ایک نے بھی قصداً چھوڑ دی یا یہ خیال کرکے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔(3)

مسئلہ ۵۳: قربانی کے لیے گائے خریدی پھر اس میں چھ شخصوں کو شریک کرلیا سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر خریدنے ہی کے وقت اوس کا یہ ارادہ تھا کہ اس میں دوسروں کو شریک کروں گا تو مکروہ نہیں اور اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کرلی جائے تو یہ سب سے بہتر اور اگر غیر مالک نصاب نے قربانی کے لیے گائے خریدی تو خریدنے سے ہی اوس پر اس گائے کی قربانی واجب ہوگئی اب وہ دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا۔(4)

مسئلہ ۵۴: پانچ شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی ایک شخص آتا ہے وہ یہ کہتا ہے مجھے بھی اس میں شریک کرلو چار نے منظور کرلیا اور ایک نے انکار کیا اوس گائے کی قربانی ہوئی سب کی طرف سے جائز ہوگئی کیونکہ یہ چھٹا شخص ان چاروں کا شریک ہے اور ان میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے زیادہ ہے اور گوشت یوں تقسیم ہوگا کہ پانچواں حصہ اوس کا ہے جس نے شرکت سے انکار کیا باقی چار حصوں کو یہ پانچوں برابر بانٹ لیں۔ یا یوں کرو کہ پچیس حصے کرکے اوس

---

(1) المرجع السابق.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر...إلخ، ج۵، ص۳۰۲.

(3) الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۵۱.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا، ج۵، ص۳۰۴.

کو پانچ حصے دو جس نے شرکت سے انکار کیا ہے باقیوں کو چار چار حصے۔(5)

مسئلہ ۵۵: قربانی کے لیے بکری خریدی اور قربانی کر دی پھر معلوم ہوا کہ بکری میں عیب ہے مگر ایسا عیب نہیں جس کی قربانی نہ ہو سکے اس کو اختیار ہے کہ اوس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی ہو سکتی ہے وہ بائع سے واپس لے اور اوس کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں اور اگر بائع (بیچنے والا) کہتا ہے کہ میں ذبح کی ہوئی بکری لوں گا اور ثمن واپس کر دوں گا تو مشتری (خریدار) اس ثمن کو صدقہ کر دے صرف اوتنا حصہ جو عیب کی وجہ سے کم ہو سکتا ہے اوس کو رکھ سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۵۶: قربانی کی ذبح کی ہوئی بکری غصب کر لی غاصب سے اس کا تاوان لے سکتا ہے مگر اس تاوان کو صدقہ کرنا ضروری ہے کہ یہ اوس قربانی کا معاوضہ ہے۔(7)

مسئلہ ۵۷: مالک نصاب نے قربانی کی منت مانی تو اوس کے ذمہ دو قربانیاں واجب ہوگئیں ایک وہ جو غنی پر واجب ہوتی ہے اور ایک منت کی وجہ سے۔ دو یا دو سے زیادہ قربانیوں کی منت مانی تو جتنی قربانیوں کی منت ہے سب واجب ہیں۔(8)

مسئلہ ۵۸: ایک سے زیادہ قربانی کی سب قربانیاں جائز ہیں ایک واجب باقی نفل اور اگر ایک پوری گائے قربانی کی تو پوری سے واجب ہی ادا ہوگا یہ نہیں کہ ساتواں حصہ واجب ہو باقی نفل۔(9)

تنبیہ: قربانی کے مسائل تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکے اب مختصر طور پر اس کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ عوام کے لیے آسانی ہو۔ قربانی کا جانور اون شرائط کے موافق ہو جو مذکور ہوئیں یعنی جو اوس کی عمر بتائی گئی اوس سے کم نہ ہو اور اون عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور بہتر یہ کہ عمدہ اور فربہ ہو۔ قربانی سے پہلے اوسے چارہ پانی دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ اور ایک کے سامنے دوسرے کو نہ ذبح کریں اور پہلے سے چھری تیز کر لیں ایسا نہ ہو کہ جانور گرانے کے بعد اوس کے سامنے چھری تیز کی جائے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اوس کا موںھ ہو اور اپنا داہنا پاؤں اوس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھی جائے۔

---

(5) المرجع السابق، ص ۳۰۴،۳۰۵۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۵، ص۳۰۷۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۵، ص۳۰۷۔

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۴۹،۵۵۰۔

(9) المرجع السابق، ص۵۵۱۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرْ.(10)

اسے پڑھ کر ذبح کر دے۔قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ(11) صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم.

اس طرح ذبح کرے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں۔ اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے پھر جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی جب تک اوس کی روح بالکل نہ نکل جائے اوس کے نہ پاؤں وغیرہ کاٹیں نہ کھال اوتاریں اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو مِنِّی کی جگہ مِن کے بعد اوس کا نام لے۔ اور اگر وہ مشترک جانور ہے جیسے گائے اونٹ تو وزن سے گوشت تقسیم کیا جائے محض تخمینہ سے (اندازہ سے) تقسیم نہ کریں۔ پھر اس گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ فقرا پر تصدق کرے (صدقہ کردے) اور ایک حصہ دوست واحباب کے یہاں بھیجے اور ایک اپنے گھر والوں کے لیے رکھے اور اس میں سے خود بھی کچھ کھالے اور اگر اہل وعیال زیادہ ہوں تو تہائی سے زیادہ بلکہ کل گوشت بھی گھر کے صرف میں (استعمال میں) لاسکتا ہے۔ اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دیدے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے یا کسی فقیر کو دیدے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔ بحر الرائق میں مذکور ہے کہ قربانی کرنے والا بقرعید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی دوسری چیز نہ کھائے یہ مستحب ہے اس کے خلاف کرے جب بھی حرج نہیں۔(12)

---

(10) میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے، ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب (ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہے محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) اور آپ کی امت کی طرف سے، بسم اللہ واللہ اکبر۔

(11) اے اللہ (عزوجل) تو مجھ سے (اس قربانی کو) قبول فرما جیسے تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے قبول فرمائی۔

(12) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... الخ، ج۲، ص۵۷۔

فائدہ: احادیث سے ثابت ہے کہ سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی یہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) کے بے شمار الطاف میں سے ایک خاص کرم ہے کہ اس موقع پر بھی امت کا خیال فرمایا اور جو لوگ قربانی نہ کر سکے اون کی طرف سے خود ہی قربانی ادا فرمائی۔ یہ شبہہ کہ ایک مینڈھا ان سب کی طرف سے کیونکر ہوسکتا ہے یا جو لوگ ابھی پیدا ہی نہ ہوئے اون کی قربانی کیونکر ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خصائص سے ہے۔ جس طرح حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے چھ مہینے کے بکری کے بچہ کی قربانی ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جائز فرما دی اوروں کے لیے اس کی ممانعت کر دی۔ اسی طرح اس میں خود حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) کی خصوصیت ہے۔ کہنا یہ ہے کہ جب حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے اُمت کی طرف سے قربانی کی تو جو مسلمان صاحب استطاعت ہو اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نام کی ایک قربانی کرے تو زہے نصیب اور بہتر سینگ والا مینڈھا ہے جس کی سیاہی میں سفیدی کی بھی آمیزش ہو جیسے مینڈھے کی خود حضور اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے قربانی فرمائی۔

عقیقہ کا بیان

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری نے سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اوس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اوس سے اذیت کو دور کرو (1) یعنی اوس کا سر مونڈا دو۔

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی و نسائی نے اُمّ کرز رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔ (2)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب العقیقۃ، باب اماطۃ الاذی عن الصبي في العقیقۃ، الحدیث: ۵۴۷۲، ج۳، ص۵۴۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

آپ صحابی ہیں، بصری ہیں، آپ کے سوا کوئی بصری صحابی راوی حدیث نہیں۔ (مرقاۃ)

۲۔ یعنی ہر بچہ کے ساتھ عقیقہ سنت ہے جو اس کی ولادت کے ساتویں روز کیا جائے کہ بچہ کے بال مونڈ دیئے جائیں، بکری ذبح کر دی جائے، لڑکی کی طرف سے ایک، لڑکے کی طرف سے دو، اسی دن اس کا نام رکھا جاوے، بالوں کی برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دی جاوے۔

۳۔ گندگی سے مراد سر کے بال ہیں کیونکہ وہ بال ماں کے پیٹ سے ساتھ آتے ہیں، آلائش میں لتھڑے ہوتے ہیں اگرچہ دائی غسل دیتے وقت انہیں دھو دیتی ہے مگر ان کا سر سے دور کر دینا اچھا ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ گندگی دور کر دینے سے مراد بچہ کا ختنہ کر دینا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۱)

(2) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب العقیقۃ، الحدیث: ۲۸۳۵، ج۳، ص۱۴۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

آپ قبیلہ بنی خزاعہ کے خاندان کعب سے ہیں، مکہ معظمہ کی رہنے والی ہیں۔

یعنی یہ ضروری نہیں کہ لڑکے کے عقیقہ کے لیے نر بکرے چاہئیں اور لڑکی کے عقیقہ کے لیے مادہ بکری ضروری ہے بلکہ لڑکے کے لیے مادہ مونث بکری، اور لڑکی کے عقیقہ کے لیے نر بکرے بھی ذبح کئے جاسکتے ہیں، یہ بھی درست ہے کہ لڑکے کے لیے ایک نر بکرا اور دوسری ←

حدیث ۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اوس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اوس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔ (3) گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اوس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اوس کی نشوونما اور اوس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حدیث ۴: ترمذی نے اُمیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہاے فاطمہ اس کا سر مونڈا دو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو ہم نے بالوں کو وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔ (4)

مادہ بکری ذبح کردی جائے۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ شاۃ نر اور مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے لہٰذا یہ عبارت ذکرانا کن اوانا ثا بالکل درست ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۴)

(3) جامع الترمذي، کتاب الاضاحي، باب من العقيقة، الحديث: ۱۵۲۷، ج ۳، ص ۱۷۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خواجہ حسن بصری تابعی ہیں اور حضرت سمرہ ابن جندب صحابی ہیں، ان صحابی کا آخری زمانہ میں قیام بصرہ میں رہا، آپ سے خواجہ حسن بصری اور ابن سیرین وغیرہ جلیل القدر تابعین نے روایات لیں، آپ کے حالات بارہا بیان کیے جاچکے ہیں۔

۲۔ یعنی بچہ دنیاوی آفات و مصیبتوں کے ہاتھوں میں ایسا گرفتار ہوتا ہے جیسے گروچیز قرض کے قبضہ میں قید ہوتی ہے کہ اس سے مالک نفع حاصل نہیں کرسکتا یا مطلب یہ ہے کہ بچہ کی شفاعت اپنے باپ وغیرہم کے لیے عقیقہ پر موقوف ہے کہ اگر بغیر عقیقہ فوت ہوگیا تو ممکن ہے کہ ماں باپ کی شفاعت نہ کرے۔ (مرقات) خیال رہے کہ یہاں مرتہن بمعنی رہین یا مرہون ہے۔

۳۔ یعنی بچہ کی ولادت کے ساتویں دن یہ تین کام کیے جائیں: اس کا نام رکھنا، سرمنڈوانا استرے سے اور جانور ذبح کرنا سنت یہ ہی ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہوسکے تو پندرھویں دن یا جب کبھی بھی عقیقہ ہوسکے تو ساتویں دن کا حساب لگایا جائے کہ جب بھی عقیقہ کیا جائے اس کی پیدائش سے ایک دن پہلے کیا جائے مثلاً اگر بچہ جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جب بھی عقیقہ کیا جائے جمعرات کو کیا جائے۔

۴۔ مرتہن اور رہینہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں صرف لفظ کا فرق ہے۔

۶۔ لہٰذا سنت یہ ہے کہ بچہ کے سر پر بجائے خون کے زعفران ملا جائے کیونکہ خون نجس ہے اور بدبودار بھی اور زعفران پاک ہے اور خوشبودار بھی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۶، ص ۵)

(4) المرجع السابق، باب العقيقة بشاة، الحديث: ۱۵۲۵، ص ۱۷۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام شریف محمد ہے، لقب امام باقر اور آپ کے والد ماجد کا نام علی ہے لقب امام زین العابدین، ان کے والد ماجد کا ←

حدیث ۵: ابو داود ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا اور نسائی کی روایت میں ہے کہ دو دو مینڈھے۔(5)

حدیث ۶: ابو داود بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اوس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا (یعنی سر پر مَل لیتا) اب جبکہ اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر مونڈاتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔(6)

نام اقدس حضرت امام حسین لقب شہید کربلا واقعہ کرب و بلا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ امام زین العابدین ہر شب ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے، امام باقر کی کنیت ابو جعفر ہے، آپ تابعین میں سے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملاقات ہے، آپ کے بیٹے امام جعفر صادق ہیں، امام باقر کی ولادت ۵۶ھ چھپن ہجری میں ہوئی اور موت ۱۱۷ھ یا ۱۱۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی۔ اس گنہگار نے بارہا قبر انور کی زیارت کی ہے۔

۲؎ حضرات حسنین کریمین کے عقیقوں کے متعلق تین روایات آئی ہیں: ایک، ایک بکری سے عقیقہ فرمایا، دو۲، دو۲ بکریوں سے عقیقہ فرمایا، بکری سے عقیقہ فرمایا یعنی اس میں ایک یا دو کا ذکر نہیں، یہ تیسری روایت ہے۔ اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ ایک ایک بکری کی روایت صحیح ہے اور دو۲، دو۲ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ لڑکے کا عقیقہ ایک بکری سے جائز ہے دو سے بہتر ہے کیونکہ ایک بکری کی حدیث فعلی ہے اور دو کی حدیث قولی یعنی حکم دیا دو کا اور جب قول و فعل میں تعارض معلوم ہو تو ترجیح قولی کو ہوتی ہے، نیز دو بکریوں کی حدیث بہت صحابہ کرام سے مروی ہے، نیز ایک بکری میں جواز کا ذکر دو۲ کی روایت میں استحباب کا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۶)

(5) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب العقیقۃ، الحدیث: ۲۸۴۱، ج۳، ص۱۴۳۔

وسنن النسائي، کتاب العقیقۃ، باب کم یعق عن الجاریۃ، الحدیث: ۴۲۲۵، ص۶۸۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی اس روایت میں تعارض ہے۔ ہم ابھی پچھلی حدیث میں دو بکریوں کی روایت کی چند وجوہ ترجیح عرض کر چکے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۶، ص۷)

(6) سنن أبي داود، کتاب الضحایا، باب العقیقۃ، الحدیث: ۲۸۴۳، ج۳، ص۱۴۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

آپ بریدہ ابن حصیب اسلمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے، مشہور صحابی ہیں، آپ کے حالات بارہا بیان ہو چکے۔

۲؎ یعنی کہ اسلام میں بچے کے سر پر بکری کا خون نہیں لیپتے کہ وہ نجس ہے اس کی بجائے زعفران سے بچہ کا سر لیپ دیتے ہیں مگر ←

حدیث ۷: ابو داود و ترمذی ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ادن کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔ (7)

حدیث ۸: امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں بچے لائے جاتے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور تحنیک کرتے یعنی کوئی چیز مثلاً کھجور، چبا کر اوس بچہ کے تالو میں لگا دیتے کہ سب سے پہلے اوس کے شکم میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کا لعاب دہن پہنچے۔ (8)

سر مونڈنے کے بعد۔ یوں ہی بعض صوفیا، مرغ کے خون سے بعض تعویذ لکھتے ہیں مگر چاہیے کہ ایسے تعویذ مرغ کے دل کو زعفران وگلاب میں پیس کر لکھے جاویں۔ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ظہور نبوت اپنا عقیقہ خود کیا۔ واللہ اعلم! عقیقہ کا گوشت اگر کچا تقسیم کردیں تو بھی درست ہے، اگر پکا تقسیم کریں یا کھلا دیں تب بھی درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۱۰)

(7) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الصبي یولد فیؤذن في أذنہ، الحدیث: ۵۱۰۵، ج۴، ص۴۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کی ولادت کے وقت ان کے کان میں بعینہ وہی اذان کہی جو اذان نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جس بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تو اسے ان شاء اللہ ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی۔ (مسند ابویعلی موصلی و مرقات) حضرت عمر بن عبدالعزیز یہ ہی عمل کرتے تھے، یہ سنت ہے۔ (مرقاۃ) اس سے بچہ کے کان میں پہلی آواز اللہ کے نام کی پہنچتی ہے، نیز اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوا کہ اذان صرف نماز کے لیے نہیں ہے اور موقعہ پر بھی سنت ہے اس لیے بعد دفن قبر پر اذان دی جاتی ہے، اذان کے مواقع ہم باب الاذان میں بیان کرچکے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۹)

(8) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب حکم بول الطفل الرضیع... إلخ، الحدیث: ۱۰۱۔ (۲۸۶)، ص۱۶۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

تحنیک یہ ہے کہ کوئی بزرگ چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز اپنے منہ میں چبا کر بچے کے تالو سے لگادے تاکہ سب سے پہلے بچہ کے منہ میں مقبول ہی کا لعاب در شیرینی پہنچے۔ پہلی غذا کا بچہ پر بڑا اثر پڑتا ہے، بزرگان دین پہلا پھبا بزرگوں سے دلواتے ہیں، اہل مدینہ خوش نصیب تھے کہ ان کے نومولود بچوں کو پہلے حضور انور کی گود، حضور کی دعا، حضور کا لعاب نصیب ہوتا تھا ہم تو مدینہ کی گلیوں کو ترستے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۲)

حدیث ۹: بخاری و مسلم حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ مکہ ہی میں ہجرت سے قبل میرے پیٹ میں تھے بعد ہجرت قبا میں یہ پیدا ہوئے میں ان کو رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) کی گود میں ان کو رکھ دیا پھر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلّم) نے کھجور منگائی اور چبا کر ان کے موتھ میں ڈال دی اور ان کے لیے دُعائے برکت کی اور بعد ہجرت مسلمان مہاجرین کے یہاں یہ سب سے پہلے بچہ ہیں۔ (9)

(9) صحیح البخاري، کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود... إلخ، الحدیث: ۵۴۶۹، ج ۳، ص ۵۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

حضرت اسماء جناب صدیق اکبر کی صاحبزادی اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی بہن ہیں، حضرت زبیر ابن عوام کے نکاح میں تھیں، عبداللہ بن زبیر جو مشہور صحابی ہیں ان کی والدہ ماجدہ ہی فرماتی ہیں کہ میں عبداللہ بن زبیر کی حاملہ تو ہو چکی تھی قبل ہجرت مگر ان کی ولادت بعد ہجرت مقام قبوہ میں ہوئی، قباء ایک بستی تھی مدینہ منورہ سے متصل اب وہاں مسجد قباء تو ہے مگر وہ محلہ آباد نہیں، عبداللہ ابن زبیر اسلام میں پہلے وہ بچہ ہیں جو مہاجرین کے گھر پیدا ہوئے۔

۲۔ یعنی اولًا لعاب دہن سے مخلوط چھوہارا ان کے منہ میں ڈالا پھر اسے ان کے تالو سے مل دیا لہذا عبارات میں تکرار نہیں۔

۳۔ یعنی مہاجر گھرانوں میں پہلے آپ پیدا ہوئے ورنہ ان سے پہلے انصار کے گھر نعمان ابن بشیر پیدا ہوئے، مدینہ میں مشہور ہو گیا تھا کہ یہود مدینہ نے مسلمان مہاجروں پر جادو کر دیا ہے کسی مہاجر کے اولاد نہ ہوگی، آپ کی پیدائش سے مسلمانوں کو بہت ہی خوشی ہوئی کہ لوگوں کا یہ خیال باطل ہو گیا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳)

مسائل فقہیّہ

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اوس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کی سنیت سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اوس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی اون کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اوس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے اذان کہنے سے ان شاءاللہ تعالٰی بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے۔ ساتویں دن اوس کا نام رکھا جائے اور اوس کا سر مونڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے۔ اور بالوں کو وزن کر کے اوتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱: ہندوستان میں عموماً بچہ پیدا ہونے پر چھٹی (بچے کی پیدائش کے چھٹے دن منائی جانے والی خوشی) کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں میں اس موقع پر ناجائز رسمیں برتی جاتی ہیں مثلاً عورتوں کا گانا بجانا ایسی باتوں سے بچنا اور ان کو چھوڑنا ضروری و لازم ہے بلکہ مسلمانوں کو وہ کرنا چاہیے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ عقیقہ سے بہت زائد رسوم میں صرف کر دیتے ہیں اور عقیقہ نہیں کرتے۔ عقیقہ کریں تو سنت بھی ادا ہو جائے اور مہمانوں کے کھلانے کے لیے گوشت بھی ہو جائے۔

مسئلہ ۲: بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنی نہیں یا اون کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ اون کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

مسئلہ ۳: عبداللہ و عبدالرحمن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمن اوس شخص کو بہت سے لوگ رحمن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمن کہنا حرام ہے۔ اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا

رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے لہٰذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں دوسرے نام رکھے جائیں۔(1)

مسئلہ ۴: محمد بہت پیارا نام ہے اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھ جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا یہ نام ہو اور پکارنے کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کرلیا جائے اور ہندوستان میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہیں اس صورت میں نام کی برکت بھی ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔

مسئلہ ۵: مردہ بچہ پیدا ہوا تو اوس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں بغیر نام اس کو دفن کر دیں (2) اور زندہ پیدا ہوتو اس کا نام رکھا جائے اگرچہ پیدا ہو کر مر جائے۔(3)

مسئلہ ۶: عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہو اوس دن کو یاد رکھیں اوس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں ہوگا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتویں دن ہے اور سنیچر کو پیدا ہوا تو ساتویں دن جمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کریگا اوس میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔

مسئلہ ۷: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔ اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔ اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔

مسئلہ ۸: گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے جس کا ذکر قربانی میں گزرا۔

مسئلہ ۹: بچہ کا سر مونڈنے کے بعد سر پر زعفران پیس کر لگا دینا بہتر ہے۔

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی والعشرون فی تسمیۃ الاولاد۔۔۔ إلخ، ج۵، ص ۳۶۲، وغیرہ

(2) یہ ظاہر الروایہ ہے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ بہر حال اس کی تکریم کے لیے اس کا نام رکھا جائے۔ ملتقی الابحر میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور نہر سے مستفاد ہے کہ یہی مختار ہے ایسا ہی درمختار باب صلاۃ الجنازۃ جلد ۳، صفحہ ۱۵۳ میں ہے۔ بہار شریعت، ج۱ حصہ ۴، صفحہ ۸۲۱، نماز جنازہ کا بیان میں بھی اسی کو اختیار کیا اور اس حصے پر اعلیٰ حضرت کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔۔۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی والعشرون فی تسمیۃ الاولاد۔۔۔ إلخ، ج۵، ص ۳۶۲۔

مسئلہ ۱۰: عقیقہ کا جانور اونھیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا اون کو بطور ضیافت (یعنی بطور مہمان نوازی)، دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ ۱۱: بہتر یہ ہے کہ اوس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اوتار لیا جائے یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے (یعنی نیک شگون ہے) اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔

مسئلہ ۱۲: بعض کا یہ قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقرا کا ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ ۱۳: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ ۱۴: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے۔ ایک حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح ہوا۔

مسئلہ ۱۵: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔

مسئلہ ۱۶: عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا پڑھی جاتی ہے اوسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہو جائے گا۔

واللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ قَدْ تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

وَاَنَا الْفَقِيْرُ اَبُو الْعُلَا مُحَمَّدٌ اَمْجَدُ عَلِيِ الْاَعْظَمِی عفی عنه.